

کتابخانه

الحمد لله الذي جعل في القرآن الكريم آياتاً كثيرة تدل على أن الله تعالى هو المولى الحقير الذي لا يملك لنفسه ولا لغيره شيئاً.

حضرت مولانا محمد داؤد آزاد مدظلہ العالی

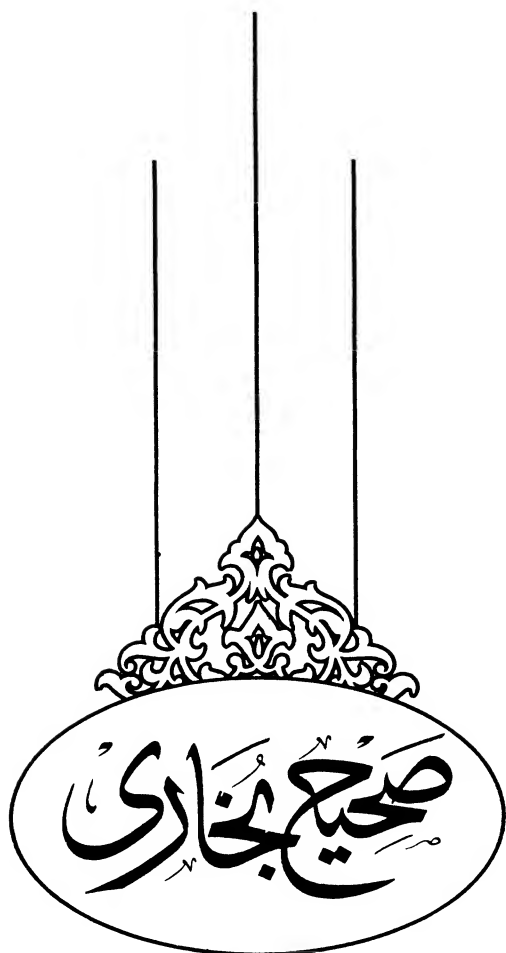
سِرِّ الْكَرِيمِ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) هُدًى



قال

رسول





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صحیح بخاری

جلد پنجم

رَسُولُ اللَّهِ مُحَمَّدٌ فِي الْأَنْبِيَاءِ سَيِّدُ الْفُقَهَاءِ

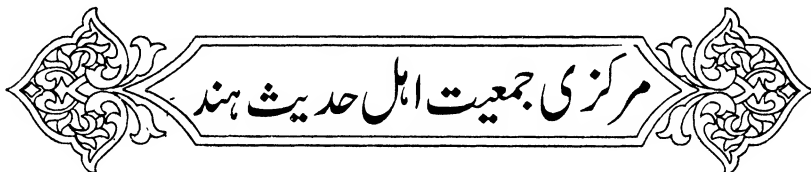
خَاتَمُ الْأَوْلِيَاءِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ

تَرْجُمَةٌ وَتَشْجِیْحٌ

حَضْرَتُ مولانا محمد داؤد رازي رَحِمَهُ اللَّهُ

نظر ثانی

حَضْرَتُ العَلَامَةِ مولانا عبد الباقی صاحب المصنفی رَحِمَهُ اللَّهُ
حَضْرَتُ العَلَامَةِ مولانا ابوالحسن علی بن ابی حمزہ رَحِمَهُ اللَّهُ





جملہ حقوق بحق مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند محفوظ @



نام کتاب	:	صحیح بخاری شریف
مترجم	:	حضرت مولانا علامہ محمد داؤد راز رحمہ اللہ
ناشر	:	مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
سن اشاعت	:	۲۰۰۴ء
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
قیمت	:	

ملنے کے پتے

- ۱۔ مکتبہ ترجمان ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶
- ۲۔ مکتبہ سلفیہ، جامعہ سلفیہ بنارس، ریوری تالاب، وارانسی
- ۳۔ مکتبہ نوائے اسلام، ۱۱۶۴ اے، چاہرہٹ جامع مسجد، دہلی
- ۴۔ مکتبہ مسلم، جمعیت منزل، برہشاہ سری نگر، کشمیر
- ۵۔ حدیث پبلیکیشن، چارمینار مسجد روڈ، بنگلور۔ ۵۶۰۰۵۱
- ۶۔ مکتبہ نعیمیہ، صدر بازار منو ناتھ بھجن، یوپی

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۹	مہر نبوت کا بیان	۱۳	غار والوں کا قصہ
۶۰	نبی کریم ﷺ کے حلیہ اور اخلاق فاضلہ کا بیان		کتاب المناقب
۷۰	نبی کریم ﷺ کی آنکھیں ظاہر میں سوتی تھیں.....	۲۹	اللہ تعالیٰ کا سورہ حجرات میں ارشاد
۷۱	آنحضرت ﷺ کے معجزوں یعنی.....	۳۳	قریش کی فضیلت کا بیان
۱۱۱	سورہ بقرہ میں ایک ارشاد باری تعالیٰ	۳۷	قرآن کا قریش کی زبان میں نازل ہونا
۱۱۲	مشرکین کا آنحضرت ﷺ سے کوئی نشانی چاہنا.....	۳۸	یمن والوں کا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہونا
	کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ	۴۰	اسلم مزینہ وغیرہ قبائل کا بیان
۱۱۹	نبی کریم ﷺ کے صحابوں کی فضیلت کا بیان	۴۳	ایک مرد قحطانی کا تذکرہ
۱۲۱	مہاجرین کے مناقب اور فضائل کا بیان	۴۴	جاہلیت کی سی باتیں کرنا منع ہے
۱۲۳	نبی کریم ﷺ کا حکم فرمانا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ.....	۴۶	قبیلہ خزاعہ کا بیان
۱۲۴	نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ.....	۴۸	حضرت ابو زر غفاری کا قبول اسلام
۱۴۰	حضرت ابو حفص عمر بن خطاب قرشی عدوی رضی اللہ عنہ.....		زمزم کا واقعہ
۱۴۹	حضرت ابو عمرو عثمان بن عفان القرشی رضی اللہ عنہ.....	۵۱	عرب قوم کی جہالت کا بیان
۱۵۴	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کا قصہ.....	۵۱	اپنے مسلمان یا غیر مسلم باپ دادوں کی طرف.....
۱۶۱	حضرت ابوالحسن علی بن ابی طالب القرشی الهاشمی رضی اللہ عنہ.....	۵۳	کسی قوم کا بھانجہ
۱۶۶	حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمی رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۵۴	حبشہ کے لوگوں کا بیان
۱۶۷	حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۵۴	جو شخص یہ چاہے کہ اس کے باپ دادا کو کوئی برائہ کہے
۱۶۸	حضرت رسول کریم ﷺ کے رشتہ داروں کے فضائل اور	۵۵	رسول اللہ ﷺ کے ناموں کا بیان
۱۶۸	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	۵۶	آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا
۱۷۰	حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان	۵۷	نبی اکرم ﷺ کی وفات کا بیان
۱۷۲	حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ.....	۵۸	رسول کریم ﷺ کی کنیت کا بیان

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱۰	نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ انصار کے نیک لوگوں.....	۱۷۳	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ رضی اللہ عنہ کے فضائل
۲۱۲	حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل	۱۷۵	نبی کریم ﷺ کے دامادوں کا بیان.....
۲۱۳	اسید بن حنیفہ اور عبادہ بن بشر رضی اللہ عنہما کی فضیلت	۱۷۶	رسول کریم ﷺ کے غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ.....
۲۱۴	معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے فضائل	۱۷۷	حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا بیان
۲۱۵	حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۱۸۰	حضرت عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے فضائل
۲۱۶	ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے فضائل	۱۸۱	حضرت عمار اور حذیفہ رضی اللہ عنہما کے فضائل
۲۱۷	حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فضائل	۱۸۳	حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے فضائل
۲۱۸	حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے فضائل	۱۸۴	حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا بیان
۲۱۹	حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے فضائل	۱۸۴	حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل
۲۲۰	حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی شادی.....	۱۸۶	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ.....
۲۲۱	جریر بن عبد اللہ بجلي رضی اللہ عنہ کا بیان	۱۸۷	حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ذکر خیر
۲۲۳	حذیفہ بن یمان عسی رضی اللہ عنہ کا بیان	۱۸۸	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان
۲۲۴	ہند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا	۱۸۸	حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم رضی اللہ عنہ کے فضائل
۲۲۵	حضرت زید بن عمرو بن نفیل کا بیان	۱۸۹	حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل
۲۲۸	قریش نے جو کعبہ کی مرمت کی تھی اس کا بیان	۱۹۱	حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا بیان
۲۲۸	جاہلیت کے زمانے کا بیان	۱۹۲	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل
۲۳۲	زمانہ جاہلیت کی قسامت کا بیان	۱۹۲	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان
۲۳۹	نبی کریم ﷺ کی بعثت کا بیان		
۲۴۰	نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی عنہم نے مکہ میں.....		
۲۴۳	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا بیان	۱۹۷	انصار رضوان اللہ علیہم کی فضیلت کا بیان
۲۴۴	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا بیان	۱۹۹	نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر میں نے مکہ سے ہجرت.....
۲۴۵	جنوں کا بیان	۲۰۰	نبی کریم ﷺ کا انصار اور مہاجرین کے درمیان بھائی.....
۲۴۶	حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا بیان	۲۰۲	انصار سے محبت رکھنے کا بیان
۲۴۷	سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا	۲۰۳	انصار سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ تم لوگ مجھے سب.....
۲۴۹	حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ	۲۰۴	انصار کے تابعہ لوگوں کی فضیلت
۲۵۳	چاند کے پھٹ جانے کا بیان	۲۰۴	انصار کے گھرانوں کی فضیلت کا بیان
۲۵۴	مسلمانوں کا جشہ کی طرف ہجرت.....	۲۰۷	نبی کریم ﷺ کا انصار سے یہ فرمانا کہ تم مہاجر سے.....
۲۵۹	جشہ کے بادشاہ نجاشی کی وفات کا بیان	۲۰۸	نبی کریم ﷺ کا دعاکرنا کہ اے اللہ انصار و مہاجرین پر کرم فرما
۲۶۱	نبی کریم ﷺ کے خلاف مشرکین کا عہد و پیمان کرنا	۲۰۹	آیت ویوثر و علی انفسہم کی تفسیر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۹۶	آیت شریفہ ان الذین تولوا منکم الح کی تفسیر	۲۶۱	ابو طالب کا واقعہ
۳۹۸	آیت شریفہ اذ تصعدون ولا تلون الح کی تفسیر	۲۶۳	بیت المقدس تک جانے کا قصہ
۳۹۸	آیت شریفہ ثم انزل علیکم من بعد الغم الح کی تفسیر	۲۶۴	معراج کا بیان
۳۹۹	آیت شریفہ لیس لك من الامر شیء کی تفسیر	۲۷۰	مکہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس انصار کے وفد کا آنا
۴۰۰	حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا تذکرہ	۲۷۳	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کا نکاح کرنا.....
۴۰۱	حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان	۲۷۵	نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام کا مدینہ.....
۴۰۲	غزوہ احد کے موقع پر نبی کریم ﷺ.....	۳۰۸	حج کی ادائیگی کے بعد مہاجر کا.....
۴۰۶	آیت الذین استجابوا للہ والرسول کی تفسیر	۳۰۸	اسلامی تاریخ کب سے شروع ہوئی؟
۴۰۷	جن مسلمانوں نے غزوہ احد میں شہادت پائی.....	۳۰۹	نبی کریم ﷺ کی دعا کہ اے اللہ میرے اصحاب کی.....
۴۱۰	ارشاد نبوی کہ احد پہاڑ ہم سے.....	۳۱۱	نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کے درمیان.....
۴۱۱	غزوہ رجع کا بیان	۳۱۴	جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ کے پاس...
۴۲۱	غزوہ خندق کا بیان	۳۱۶	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ
۴۳۲	غزوہ احزاب سے نبی کریم ﷺ کا واپس لوٹنا.....		
۴۳۷	غزوہ ذات الرقاع کا بیان		
۴۴۳	غزوہ بنی مصطلق کا بیان	۳۱۹	غزوہ عسیرہ یا عسیرہ کا بیان
۴۴۵	غزوہ انمار کا بیان	۳۲۰	بدر کی لڑائی میں فلاں.....
۴۴۶	واقعہ اٹک کا بیان	۳۲۲	غزوہ بدر کا بیان
۴۵۹	غزوہ حدیبیہ کا بیان	۳۲۴	سورہ انفال کی ایک آیت شریفہ
۴۷۵	قبائل عکل و عریہ کا قصہ	۳۲۶	جنگ بدر میں شریک ہونے والوں کا شمار
۴۷۸	ذات قرد کی لڑائی کا بیان	۳۲۷	کفار قریش شبیہ 'مجتبہ'.....
۴۷۹	غزوہ خیبر کا بیان	۳۲۸	ابو جہل کا قتل ہونا
۵۰۴	نبی کریم ﷺ کا خیبر والوں پر تحصیلدار مقرر فرمانا	۳۳۷	بدر کی لڑائی میں حاضر ہونے والوں کی فضیلت کا بیان
۵۰۵	خیبر والوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا معاملہ طے کرنا	۳۴۶	جنگ بدر میں فرشتوں کا شریک ہونا
۵۰۵	ایک بکری کا گوشت جس میں نبی کریم ﷺ کو.....	۳۶۴	بتر تیب حروف حجبی ان اصحاب کے نام.....
۵۰۵	غزوہ زید بن حارثہ کا بیان	۳۶۶	بنو نضیر کے یہودیوں کے واقعہ کا بیان
۵۰۶	عمرہ قضا کا بیان	۳۷۳	کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا قصہ
۵۱۱	غزوہ موتہ کا بیان	۳۷۶	ابو رافع یہودی عبد اللہ بن ابی الحقیق.....
۵۱۵	نبی کریم ﷺ کا اسامہ بن زید کو حرقات کے مقابلہ پر بھیجنا	۳۸۴	غزوہ احد کا بیان
۵۱۸	غزوہ فتح مکہ کا بیان	۳۸۹	آیت شریفہ اذھمت طائفان کی تفسیر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۲۰	غزوہ فتح مکہ کا بیان جو رمضان ۸ھ میں ہوا تھا	۵۲۳	فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ نے جھنڈا.....
۵۲۸	نبی کریم ﷺ کا شہر کے بالائی.....	۵۳۰	فتح مکہ کے دن قیام نبوی کا بیان
۵۳۴	فتح مکہ کے زمانہ میں.....	۵۴۳	جنگ حنین کا بیان
۵۵۱	غزوہ اوطاس کا بیان	۵۵۲	غزوہ طائف کا بیان
۵۶۳	نجد کی طرف جو لشکر.....	۵۶۳	نبی کریم ﷺ کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نبی جدیمہ.....
۵۶۵	عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ.....	۵۶۶	جذہ الوداع سے پہلے آنحضرت ﷺ کا حضرت ابو موسیٰ اشعری.....
۵۷۱	جذہ الوداع سے پہلے علی بن ابی طالب اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما.....	۵۷۵	غزوہ ذوالخلفہ کا بیان
۵۷۸	غزوہ ذات السلاسل کا بیان	۵۷۹	حضرت جریر بن عبد اللہ بکلی رضی اللہ عنہ کا یمن کی طرف جانا
۵۸۰	غزوہ سیف البحر کا بیان	۵۸۳	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کالوگوں کے ساتھ.....
۵۸۴	بنی تمیم کے وفد کا بیان	۵۸۵	محمد بن اسحاق نے کہا کہ عیینہ بن حصن.....
۵۸۶	وفد عبدالقیس کا بیان	۵۹۰	وفد بنو حنیفہ اور ثمامہ بن اثال کے واقعات
۵۹۴	اسود عسی کا قصہ	۵۹۶	نجران کے نصاریٰ کا قصہ
۵۹۸	عمان اور بحرین کا قصہ	۵۹۹	قبیلہ اشعر اور اہل یمن کی آمد کا بیان
۶۰۳	قبیلہ دوس اور طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کا بیان	۶۰۴	قبیلہ طے کے وفد اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا قصہ

فہرست تشریحی مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۵	حضرت اسامہ بن زید کے بارے میں ایک تشریح	۱۳	غار والوں کے متعلق ایک تشریح
۶۷	کچھ فسادِ سرمایہ دار یہودیوں کے بارے میں	۱۵	مزید وضاحت از فتح الباری
۷۰	تراویح کی آٹھ رکعت سنت نبوی ہیں	۱۵	درجہ صدیقین کے بارے میں ایک وضاحت
۷۱	معراج جسمانی حق ہے	۱۶	حقیقت و سیلہ کا بیان
۸۳	امام حسن بصریؒ کا ایک ایمان افروز بیان	۱۷	شیر خوار بچہ کا ہم کلام ہونا
۸۳	مولانا وحید الزماں مرحوم کی ایک تقریر دل پذیر	۱۸	ذکر خیر حضرت امیر معاویہ بن سفیانؓ
۹۷	مردود خاریجیوں پر ایک تبرہ	۱۹	ایک مرد خو غوار بخشا گیا
۱۰۲	بعض منکرین حدیث کے ایک قول باطل کی تردید	۲۰	گائے کا کلام کرنا
۱۰۶	اللہ کے سوا کسی کو غیب دان ماننا کفر ہے	۲۱	طاغون کے بارے میں
۱۰۸	آنحضرتؐ بھی غیب دان نہیں تھے	۲۳	حضرت نوحؑ کا ایک واقعہ
۱۱۵	بزرگان اسلام تقلید جامد کے شکار نہ تھے	۳۳	قریش نصر بن کنانہ کی اولاد کہتے ہیں
۱۱۸	حضرت ابو ہریرہؓ کے بارے میں	۳۴	قریش اور خلافت اسلامی کا بیان
۱۲۰	بدعت حسد اور سید کے بارے میں	۳۸	جمع قرآن مجید پر ایک تشریح
۱۲۴	صدیق اکبرؓ کے متعلق جمہور امت کا عقیدہ	۳۹	جعلی شیخ سیدوں کے بارے میں
۱۲۶	خلافت صدیقی پر ایک اشارہ نبوی	۴۰	پانچ طاغوت قبائل کا بیان
۱۳۱	وفات نبویؐ پر صدیق اکبرؓ کا خطاب عظیم	۴۴	عبد اللہ بن ابی منافق کے بارے میں
۱۳۸	خادم بخاری حضرت عثمان غنیؓ کے مرتد پر	۴۴	کہہ میں بت پرستی کا آغاز کیسے ہوا
۱۳۹	چاروں خلیفہ ایک دل ایک جان تھے	۴۸	تائیدات آب زمزم کا بیان
۱۴۶	لفظ محدث کی وضاحت	۵۶	ختم نبوت کا بیان
۱۴۸	حضرت عمرؓ کے خوف الہی کا بیان	۵۹	مہر نبوت کی کچھ تفصیلات کا بیان
۱۴۹	حضرت عثمان غنیؓ کا نسب نامہ	۶۰	حضرات حسنین کے فضائل کا بیان

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۵۲	حضرت عمرؓ کا مسلمان ہوتا	۱۶۰	شہادت عمرؓ کا تفصیلی تذکرہ
۲۵۳	معجزہ شق القمر کے بارے میں	۱۶۱	حضرت علیؓ کے فضائل پر ایک بیان
۲۵۹	نماز جنازہ عائبانہ کا ثبوت	۱۶۵	روافض کی تشریح مزید
۲۶۴	کچھ معراج کی تفصیلات	۱۶۸	قرابت نبویؐ پر ایک تشریحی بیان
۲۶۴	حدیث معراج کو ۲۸ صحابیوں نے روایت کیا ہے	۱۷۰	آنحضرت ﷺ عالم الغیب نہیں تھے
۲۶۸	لفظ براق کی تحقیق	۱۷۸	حضرت اسامہ بن زیدؓ پر ایک بیان
۲۶۹	بیت المعمور کی تشریح	۱۸۷	مدینہ میں حضرت بلالؓ کی ایک اذان کا بیان
۲۶۹	واقعہ معراج پر شاہ ولی اللہؒ کی تشریح	۱۹۱	بڑوں کی ایک لغزش کا بیان
۲۷۱	بیعت عقبہ کی تفصیلات	۱۹۲	ایک رکعت وتر کا بیان
۲۷۱	بارہ نقیبوں کے اسماء گرامی	۱۹۴	جنگ صفین کی ایک توجیہ
۲۷۳	سوانح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۱۹۷	لفظ انصار کی تاریخی تحقیق
۲۷۶	ہجرت کی وضاحت	۱۹۸	جنگ بعاث کا بیان
۲۷۸	فضیلت صدیقی پر ایک بیان	۲۰۲	حضرت امام بخاریؒ مجتہد مطلق تھے
۲۸۶	حدیث ہجرت کی تفصیلات	۲۰۵	قبیلہ بنو نجار کا بیان
۲۸۸	حضرت اسماء کے حالات	۲۰۷	انصاری برادری پر ایک نوٹ
۲۹۰	حضرت عبداللہ بن زبیر کے حالات	۲۱۵	الناظر جمعہ
۲۹۲	واقعہ ہجرت سے متعلق چند امور	۲۲۳	ذی الخلفہ جلدہ کی بربادی
۲۹۶	حضرت عمرؓ کا ایک قول مبارک	۲۲۵	مشرکین مسلمان کی مذمت
۲۹۹	شداد بن اسود کا ایک مرثیہ	۲۲۷	قبل اسلام کے ایک مرد موحّد کا بیان
۳۰۲	بنو نجار کا ایک ذکر خیر	۲۳۳	مشہور شاعر حضرت لبید کا ذکر خیر
۳۰۴	حضرت عمرؓ کی ایک خفگی کا بیان	۲۳۷	حبوئی قسم کھانے کا نتیجہ
۳۰۵	ایک عبرتناک حدیث معہ تشریح	۲۳۸	ایک بندہ اور بندہ ریا کے رجم ہونے کا واقعہ
۳۰۸	اسلامی تاریخ پر ایک تشریح	۲۳۹	حضور ﷺ کا نسب نامہ
۳۰۹	تاریخ پر ابن جوزی کی تشریح	۲۴۴	حضرت صدیق اکبرؓ کی بت خانے میں
۳۱۱	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا ایک واقعہ	۲۴۵	لفظ جن کی لغوی تحقیق
۳۱۵	یہود سے متعلق ایک ارشاد نبوی ﷺ	۲۴۶	جنات کا وجود برحق ہے
۳۱۷	حضرت سلمان فارسیؓ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	۲۴۹	شہادت حضرت عثمانؓ غنیؓ
۳۱۹	غزوات نبویؐ کا آغاز	۲۵۰	شہادت حضرت عمر بن خطابؓ
۳۲۲	امیہ کے قتل کی پیشن گوئی	۲۵۲	ایک فراست فاروقی کا بیان

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۷۳	وراثت نبوی کے متعلق ایک تفصیلی بیان	۳۲۲	مقام بدر کے کچھ حالات
۳۷۴	احرام حضرت فاطمہؑ کے متعلق.....	۳۲۳	جنگ بدر کا ذکر قرآن میں
۳۷۶	کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا واقعہ	۳۲۵	جنگ بدر کیوں پیش آئی
۲۸۲	ابورافع یہودی کا قتل	۳۲۵	جنگ بدر میں نزول ملائکہ کا ذکر خیر
۲۸۲	قبائل اوس و خزرج کے باہمی رقابت کا بیان	۳۲۶	جنگ بدر میں فریقین کی تعداد
۳۸۳	تفصیلات جنگ احد کا بیان	۳۲۷	کفار قریش کی ہلاکت کا بیان
۳۸۵	حدیث دالوں سے دشمنی رکھنا موجب بد بختی ہے	۳۲۷	مومن کا آخری کامیاب ہتھیار کیا ہے؟
۳۸۹	انصار کا پہلا مجاہد جو شہید ہوا	۳۲۹	قاتلین ابو جہل کے اسمائے گرامی
۳۸۹	مولانا وحید الزماںؒ کی ایک تقریر دلپدیر	۳۳۰	جنگ بدر میں پہلے کرنے والوں کا بیان
۳۹۱	حالات حضرت جابرؓ	۳۳۱	حضرت ابوذر غفاریؓ کا ذکر خیر
۳۹۳	حضرت سعد کے لئے ایک دعائے نبوی	۳۳۶	سامع موتی پر ایک بحث
۳۹۵	منکرین حدیث کا استدلال غلط ہے	۳۳۷	اہل بدعت کی تردید
۳۹۸	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بعض الزام کی تردید	۳۳۹	حضرت عمرؓ کی ایک سیاسی رائے
۴۰۵	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تفصیلی بیان	۳۴۰	ایک جنگی اصول کا بیان
۴۲۲	جنگ احزاب کی تفصیلات	۳۴۰	جنگ احد میں شکست کے اسباب
۴۲۷	جنگ خندہ کا آخری منظر	۳۴۵	دس شہدائے اسلام کا ذکر خیر
۴۳۰	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر	۳۴۶	حضرت خبیب بن عدی کی شہادت کا بیان
۴۳۳	ایک مبارک تاریخی دعا	۴۳۸	بدر میں فرشتوں کی مار پیچانی جاتی تھی
۴۳۵	بنو قریظہ پر چڑھائی کے اسباب	۴۵۲	آنحضرت ﷺ غیب داں نہیں تھے
۴۳۵	اختلاف امت کا ایک واقعہ	۴۵۲	نعتیہ اشعار کا سنسانا جائزہ ہے
۴۴۰	غزوہ ذات الرقاع کی وجہ تسمیہ	۴۵۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اونٹنیوں کا واقعہ
۴۴۴	رسول کریم ﷺ کے اللہ پر توکل کا بیان	۴۵۴	تکبیرات جنازہ پر اجماع امت
۴۴۵	عزل کے متعلق ایک حدیث	۴۵۷	حالات حضرت قدامہ بن مظعونؓ
۴۶۷	نماز ترک و شفع بنانے کا بیان	۴۵۸	بائی کی ایک خاص صورت جو ناجائز ہے
۴۷۶	کچھ ڈاکوؤں کے قتل کا بیان	۴۶۰	ذکر خیر حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ
۴۷۷	قسامہ کی ایک تفصیل کا بیان	۴۶۲	قومی اونچ نیچ کا تصور شیوہ ابو جہل ہے
۴۷۹	مسلمان کا ڈاکوؤں سے مقابلہ اور حضرت سلمہ بن اکوع.....	۴۶۲	بدری صحابہ غیر بدریوں سے افضل ہیں
۴۸۳	حضرت صفیہؓ کا ذکر خیر	۴۶۳	حضرت جبیر بن مطعم کا قبول اسلام
۴۸۷	نام نہاد صوفیوں پر ایک اشارہ	۴۶۷	بنو نضیر کے یہود

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۵۹	حضرت سلیمان بن حرب کا بیان	۴۹۹	حضرت عمرؓ کی ایک دوراندیشی کا بیان
۵۶۴	حضرت خالد کی ایک اجتہادی غلطی کا بیان	۵۰۳	حضرت صدیقؓ کے ہاتھ پر حضرت علیؓ کا بیعت کرنا
۵۶۴	واقعہ بالا علامہ ابن قیم کا تبصرہ	۵۰۵	ایک یہودی عورت جس نے آنحضرتؐ کے لئے گوشت میں.....
۵۶۶	خلاف شرع کسی کی اطاعت جائز نہیں ہے	۵۰۶	جیش اسامہ کا بیان
۵۶۷	یعنی بزرگوں سے اظہار عقیدت مترجم	۵۰۶	حضرت عبداللہ بن رواحہ کے چند اشعار
۵۷۳	ہمارے زمانے کے بعض شیاطین کا بیان	۵۱۲	ذکر خیر حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ
۵۷۶	ہندوستان کے مسلم بادشاہوں کا ذکر خیر	۵۱۶	حضرت اسامہؓ کی ایک غلطی کا بیان
۵۷۸	ایک حدیث کی شرح فتح الباری میں	۵۱۶	علمائے اسلام سے ایک ضروری گزارش
۵۷۹	مفسول کی امامت افضل کے لئے جائز ہے	۵۱۸	غزوہ فتح مکہ کے اسباب
۵۸۳	سمندر کی مردہ مچھلی کا کھانا درست ہے	۵۱۹	حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ کا خط بنام مشرکین مکہ
۵۸۶	حضرات شیخین کے متعلق ایک غلط بیانی	۵۲۵	حالات حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ
۵۸۹	گاؤں میں جمعہ کے متعلق ایک دیوبندی فتویٰ	۵۲۶	لفظ خیف کی تشریح
۵۸۹	اس بارے میں ایک مفصل مدلل بیان	۵۲۷	ابن خطل مردود کا بیان
۵۹۱	حضرت ثمامہ بن اثال کا ذکر خیر	۵۲۹	کعبہ شریف کی کتنی قیامت تک کے لئے
۵۹۲	قصہ ثمامہ پر حافظ صاحب کا تبصرہ	۵۳۰	زاد المعاد حافظ ابن قیم کا ایک بیان
۵۹۶	قصہ بخران پر حافظ صاحب کا تبصرہ	۵۳۲	علوم اسلامی کی قدر حضرت فاروق اعظمؓ کی نگاہ میں
۵۹۷	حالات حضرت ابو عبیدہ عامر بن عبداللہ فہری قریشی	۵۳۲	مولانا وحید الزماں کی ایک تقریر دلپذیر
۶۰۳	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قبیلہ بنو دوس سے تھے	۵۳۳	حالات حضرت عبداللہ بن زبیر اسدی قریشیؓ
۶۰۴	طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کے لئے ایک دعائے نبوی کا بیان	۵۳۴	تفصیلات فتح مکہ المکرمہ
۶۰۵	حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے کچھ حالات	۵۳۷	تباہی کی امامت کا بیان
		۵۳۸	ایک اسلامی قانون کا بیان
		۵۴۰	مذاکرات احادیث نبویؐ قردن خیر میں
		۵۴۲	فتح مکہ پر علامہ ابن قیم کا تبصرہ
		۵۴۴	جنگ حنین کی تفصیلات
		۵۴۵	اخلاق نبویؐ سے ایک بیان
		۵۵۰	جنگ حنین کی مزید تفصیلات
		۵۵۵	ایک بے ادب گنوار کا بیان
		۵۵۷	حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر
		۵۵۹	حضرت ہشام بن عروہ کا بیان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

چودھواں پارہ

۵۳- بَابُ حَدِيثِ الْغَارِ باب غار والوں کا قصہ۔

تَشْرِیح پارہ نمبر ۱۳ کے خاتمہ پر اصحاب کف کا واقعہ ذکر کیا گیا۔ اس لئے مناسب ہوا کہ پارہ نمبر ۱۴ کو غار والوں کے ذکر سے شروع کیا جائے۔ بعض علماء نے آیت شریفہ ﴿ اَمْ حَسِبْتَ اَنْ اُضِلَّحَبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِیْمِ كَاُنْزَا ﴾ (۱) (کھفت: ۹) میں رقیم والوں سے یہ لوگ جن کا ذکر اس حدیث میں ہے یہ مراد لئے، واقعہ ہمت ہی عجیب ہے مگر ﴿ ان اللہ علی کل شئی قَدِیر ﴾ کے تحت قدرت الہی سے کچھ بعید بھی نہیں ہے۔ مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ عقب المصنف قصۃ اصحاب الکھف بحديث الغار اشارة الى ماوردانه قد قيل ان الرقيم المذكور في قوله تعالى ام حسب ان اصحاب الكهف والرقيم هو الغار الذي اصاب فيه الثلاثة ما اصابهم وذاك فيما اخرجه البزار والطبرانی باسناد حسن عن النعمان بن بشير انه مع النبي صلى الله عليه وسلم يذكر الرقيم قال انطلق ثلاثة فكانوا في كهف فوق الجبل على باب الكهف فاوحد عليهم فذكر الحديث (فتح الباری) یعنی حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اصحاب کف کے ذکر کے بعد حدیث غار کا ذکر فرمایا جس میں آپ نے اشارہ فرمایا کہ آیت کریمہ ﴿ ام حسب ان اصحاب الکھف والرقيم میں رقیم والوں سے وہ غار والے مراد ہیں جو تین تھے اور اچانک وہ پہاڑ کی چٹان گرنے سے اس مصیبت میں پھنس گئے تھے جیسا کہ بزار اور طبرانی نے سند حسن کے ساتھ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے سار رسول اللہ ﷺ سے آپ رقیم والوں کا ذکر فرما رہے تھے کہ تین ساتھی چلے جا رہے تھے۔ وہ ایک غار میں پناہ گزیں ہوئے کہ ان پر پہاڑ کی ایک چٹان گری اور ان کو وہاں بند ہونا پڑا پھر اللہ نے ان کی دعاؤں کو قبول کیا اور وہاں سے ان کو نجات بخشی۔

۳۴۶۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ (۳۴۶۵) ہم سے اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا، کہا ہم کو علی بن مسر نے خبر دی، انہیں عبید اللہ بن عمر نے، انہیں نافع نے اور انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پچھلے زمانے میں (بنی اسرائیل میں سے) تین آدمی کہیں راستے میں جا رہے تھے کہ اچانک بارش نے انہیں آلیا۔ وہ تینوں پہاڑ کے ایک کھوہ (غار) میں گھس گئے (جب وہ اندر چلے گئے) تو غار کا منہ بند ہو گیا۔ اب تینوں آپس میں یوں کہنے لگے کہ اللہ کی قسم ہمیں اس مصیبت سے اب تو صرف سچائی ہی نجات دلائے گی۔ بہتر یہ ہے کہ اب ہر شخص اپنے کسی ایسے عمل کو

۳۴۶۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((بَيْنَمَا ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَمْشُونَ إِذْ أَصَابَهُمْ مَطَرٌ، فَأَوَّوْا إِلَى غَارٍ فَانْطَبَقَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: إِنَّهُ وَاللَّهِ يَا هَؤُلَاءِ لَا يُنْجِيكُمْ إِلَّا

بیان کر کے دعا کرے جس کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے کیا تھا۔ چنانچہ ایک نے اس طرح دعا کی، اے اللہ! تجھ کو خوب معلوم ہے کہ میں نے ایک مزدور رکھا تھا جس نے ایک فرق (تین صاع) چاول کی مزدوری پر میرا کام کیا تھا لیکن وہ شخص (غصہ میں آکر) چلا گیا اور اپنے چاول چھوڑ گیا۔ پھر میں نے اس ایک فرق چاول کو لیا اور اس کی کاشت کی۔ اس سے اتنا کچھ ہو گیا کہ میں نے پیداوار میں سے گائے بیل خرید لئے۔ اس کے بست دن بعد وہی شخص مجھ سے اپنی مزدوری مانگنے آیا۔ میں نے کہا کہ یہ گائے بیل کھڑے ہیں، ان کو لے جا۔ اس نے کہا کہ میرا تو صرف ایک فرق چاول تم پر ہونا چاہئے تھا۔ میں نے اس سے کہا یہ سب گائے بیل لے جا کیونکہ اسی ایک فرق کی آمدنی ہے۔ آخر وہ گائے بیل لے کر چلا گیا۔ پس اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ ایمانداری میں نے صرف تیرے ڈر سے کی تھی تو تو غار کا منہ کھول دے۔ چنانچہ اسی وقت وہ پتھر کچھ ہٹ گیا۔ پھر دوسرے نے اس طرح دعا کی۔ اے اللہ! تجھے خوب معلوم ہے کہ میرے ماں باپ جب بوڑھے ہو گئے تو میں ان کی خدمت میں روزانہ رات میں اپنی بکریوں کا دودھ لا کر پلایا کرتا تھا۔ ایک دن اتفاق سے میں دیر سے آیا تو وہ سو چکے تھے۔ ادھر میرے بیوی اور بچے بھوک سے بلبلارہے تھے لیکن میری عادت تھی کہ جب تک والدین کو دودھ نہ پلاوں، بیوی بچوں کو نہیں دیتا تھا مجھے انہیں بیدار کرنا بھی پسند نہیں تھا اور چھوڑنا بھی پسند نہ تھا (کیونکہ یہی ان کا شام کا کھانا تھا اور اس کے نہ پینے کی وجہ سے وہ کمزور ہو جاتے) پس میں ان کا وہیں انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ کام تیرے خوف کی وجہ سے کیا تھا تو تو ہماری مشکل دور کر دے۔ اس وقت وہ پتھر کچھ اور ہٹ گیا اور اب آسمان نظر آنے لگا۔ پھر تیسرے شخص نے یوں دعا کی، اے اللہ! میری ایک بچا زاد بہن تھی جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی۔ میں نے ایک بار اس سے صحبت کرنی چاہی، اس نے انکار کیا مگر اس شرط پر تیار ہوئی کہ میں

الصَّدَقُ، فَلْيَنْدِعْ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ بِمَا يَعْلَمُ أَنَّهُ قَدْ صَدَقَ فِيهِ.. فَقَالَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ : اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ لِي أَجِيرٌ عَمِلَ لِي عَلَى فَرْقٍ مِنْ أَرْزُ، فَذَهَبَ وَتَرَكَنِي، وَأَنْتِي عَمَدْتِ إِلَى ذَلِكَ الْفَرْقِ فَرَزَعْتَهُ، فَصَارَ مِنْ أَمْرِهِ أَنِّي اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقْرًا، وَأَنَّهُ أَتَانِي يَطْلُبُ أَجْرَهُ، فَقُلْتُ لَهُ : اغْمِذِي إِلَى تِلْكَ الْبَقْرِ فَسُقْهَا، فَقَالَ لِي : إِنَّمَا لِي عِنْدَكَ فَرْقٌ مِنْ أَرْزُ. فَقُلْتُ لَهُ : اغْمِذِي إِلَى تِلْكَ الْبَقْرِ، فَإِنَّهَا مِنْ ذَلِكَ الْفَرْقِ. فَسَاقَهَا. فَإِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا. فَانْسَاخَتْ عَنْهُمْ الصَّخْرَةُ. فَقَالَ الْآخَرُ : اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ كَانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، فَكُنْتُ آتِيَهُمَا كُلَّ لَيْلَةٍ بَلْبَنٍ عَنَّمِ لِي، فَأَنْبَطَاتُ عَلَيْهِمَا لَيْلَةً، فَجَنْتُ وَقَدْ رَقَدَا؛ وَأَهْلِي وَعِيَالِي يَتَصَاغَوْنَ مِنَ الْجُوعِ، فَكُنْتُ لَا أَسْقِيهِمْ حَتَّى يَشْرَبَ أَبَوَايَ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَوْقِظَهُمَا، وَكَرِهْتُ أَنْ أَدْعُهُمَا فَيَسْتَكِنَا لِشَرِّتَيْهِمَا، فَلَمْ أَزَلْ أَنْتَظِرُ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ. فَإِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ أَنْ فَعَلْتُ ذَلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا. فَانْسَاخَتْ عَنْهُمْ الصَّخْرَةُ حَتَّى نَظَرُوا إِلَى السَّمَاءِ. فَقَالَ الْآخَرُ : اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ لِي ابْنَةٌ عَمٌّ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَأَنْتِي رَاوَدْتَهَا عَنْ نَفْسِهَا فَأَبَتْ إِلَّا أَنْ آتِيَهَا

اسے سوا شرفی لا کر دے دوں۔ میں نے یہ رقم حاصل کرنے کے لئے کوشش کی۔ آخر وہ مجھے مل گئی تو میں اس کے پاس آیا اور وہ رقم اس کے حوالے کر دی۔ اس نے مجھے اپنے نفس پر قدرت دے دی۔ جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھ چکا تو اس نے کہا کہ اللہ سے ڈر اور مہر کو بغیر حق کے نہ توڑ۔ میں (یہ سنتے ہی) کھڑا ہو گیا اور سو اشرفی بھی واپس نہیں لی۔ پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ عمل تیرے خوف کی وجہ سے کیا تھا تو تو ہماری مشکل آسان کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی مشکل دور کر دی اور وہ تینوں باہر نکل آئے۔

بِمَاةٍ دِينَارٍ، فَطَلَبْتُهَا حَتَّى قَدَرْتُ، فَأَتَيْتُهَا بِهَا فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهَا، فَأَمَكَّنَتْنِي مِنْ نَفْسِهَا، فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رَجُلَيْهَا فَقَالَتْ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَفْضُ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَقُمْتُ وَتَرَكْتُ الْمَاةَ دِينَارٍ. فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا، فَفَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَخَرَجُوا)).

[راجع: ۲۲۱۵]

تَشْرِيحُ

اس حدیث کے ذیل میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں وہ فیہ فضل الاخلاص فی العمل و فضل بر الوالدین و خد منہما و ایتارہما علی الولد و تحمل المشقة لاجلہما و قد استشكل تركه اولاده الصغار یكون من الجوع طول لیلتهما مع قدرته علی تسکین جوعہم فقیل کان شرعہم تقدیم نفقة غیرہم و قیل یحتمل ان بقاءہم لیس عن الجوع قد تقدم ما یردہ و قیل لعلہم کانوا یطلبون زیادة علی سدر الرق و هذا اولی و فیہ فضل العفة و الانکفاف عن الحرام مع القدرة و ان ترک المعصیة یحوو مقدمات طلبہا و ان التوبة تجب ما قبلہا و فیہ جواز الاجارة بالطعام المعلوم بین المتاجرین و فضل اداء الامانة و اثبات الکرامة للصلحین۔ (فتح الباری) یعنی اس حدیث سے عمل میں اخلاص کی فضیلت ثابت ہوئی اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کی اور یہ کہ ماں باپ کی رضا جوئی کے لئے ہر ممکن مشقت کو برداشت کرنا اولاد کا فرض ہے۔ اس شخص نے اپنے بچوں کو رونے ہی دیا اور ان کو دودھ نہیں پلایا، اس کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ کہا گیا ہے کہ ان کی شریعت کا حکم ہی یہ تھا کہ خرچ میں ماں باپ کو دوسروں پر مقدم رکھا جائے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ان بچوں کو دودھ تھوڑا ہی پلایا گیا اس لئے وہ روتے رہے، اور اس حدیث سے پاکبازی کی بھی فضیلت ثابت ہو گئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ کرنے سے پہلی غلطیاں بھی معاف ہو جاتی ہیں اور اس سے یہ بھی جواز نکلا کہ مزدور کو طعام کی اجرت پر بھی مزدور رکھا جاسکتا ہے اور امانت کی ادائیگی کی بھی فضیلت ثابت ہوئی اور صالحین کی کرامتوں کا بھی اثبات ہوا کہ اللہ پاک نے ان صالح بندوں کی دعاؤں کے نتیجہ میں اس پتھر کو چٹان کے منہ سے ہٹا دیا اور یہ لوگ وہاں سے نجات پا گئے۔ رحمہم اللہ اجمعین۔ نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے واقعہ اصحاب کف کے بعد حدیث غار کا ذکر فرمایا جس میں اشارہ ہے کہ آیت قرآنی ﴿اَمْ حَسِبْتَ اَنْ اَصْحَابُ الْكَهْفِ وَالْزَّقِیْمِ﴾ (الکہف: ۹) میں رقم سے یہی غار والے مراد ہیں جیسا کہ طبرانی اور ہزار نے سند حسن کے ساتھ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ سے سنا۔ رقم کا ذکر فرماتے ہوئے آپ نے ان تینوں شخصوں کا ذکر فرمایا جو ایک غار میں پناہ گزین ہو گئے تھے اور جن پر پتھر کی چٹان گر گئی تھی اور اس غار کا منہ بند کر دیا تھا۔ تینوں میں مزدوری پر زراعت کا کام کرانے والے کا ذکر ہے۔ امام احمد کی روایت میں اس کا قصہ یوں مذکور ہے کہ میں نے کئی مزدور اس کی مزدوری ٹھہرا کر کام پر لگائے۔ ایک شخص دوپہر کو آیا میں نے اس کو آدمی مزدوری پر رکھا لیکن اس نے اتنا کام کیا جتنا اوروں نے سارے دن میں کیا تھا میں نے لما کہ میں اس کو بھی سارے دن کی مزدوری دوں گا۔ اس پر پہلے مزدوروں میں سے ایک شخص غصے میں ہوا۔ میں نے کہا بھائی تجھے کیا مطلب ہے۔ تو اپنی مزدوری پوری لے لے۔ اس نے غصے میں اپنی مزدوری بھی نہیں لی اور چل دیا۔ پھر آگے وہ ہوا جو روایت میں مذکور ہے۔ قسطلانی رحمہ اللہ نے کہا کہ ان تینوں میں افضل تیسرا شخص تھا۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے کہا شہوت آدمی پر بہت غلبہ کرتی ہے اور یہ شخص سب سامان ہوتے ہوئے محض خوف خدا سے بدکاری سے باز رہ گیا اس کا درجہ صدیقین میں ہوتا ہے۔ اللہ پاک نے ہفت

یوسف علیہ السلام کو صدیق اسی لئے فرمایا کہ انہوں نے زینحہ کے اصرار شدید پر بھی برا کام کرنا منظور نہیں کیا اور دنیا کی سخت تکلیف برداشت کی۔ ایسا شخص بموجب نص قرآنی جتنی ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ ﴿وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ﴾ (النازعات ۴۰، ۴۱) یعنی جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہشات حرام سے روک لیا تو جنت اس کا ٹھکانا ہے۔ جعلنا الله منم آمین۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وسیلہ کیلئے اعمال صالحہ کو پیش کرنا جائز طریقہ ہے اور دعاؤں میں بطور وسیلہ وفات شدہ بزرگوں کا نام لینا یہ درست نہیں ہے۔ اگر درست ہوتا تو یہ غار والے اپنے انبیاء و اولیاء کے ناموں سے دعا کرتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اعمال صالحہ کو ہی وسیلہ میں پیش کیا۔ اس واقعہ سے نصیحت حاصل کرتے ہوئے ان لوگوں کو جو اپنی دعاؤں میں اپنے ویوں، پیروں اور بزرگوں کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں غور کرنا چاہیے کہ وہ ایسا عمل کر رہے ہیں جس کا کوئی ثبوت کتاب و سنت اور بزرگان اسلام سے نہیں ہے۔ آیت شریفہ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ﴾ (المائدہ: ۳۵) میں بھی وسیلہ سے اعمال صالحہ ہی مراد ہیں۔

۵۴- باب

باب

(۳۴۶۶) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن نے بیان کیا، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی کہ ایک سوار (نام نامعلوم) ادھر سے گزرا، وہ اس وقت بھی بچے کو دودھ پلا رہی تھی (سوار کی شان دیکھ کر) عورت نے دعا کی اے اللہ! میرے بچے کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ اس سوار جیسا نہ ہو جائے۔ اسی وقت (بقدرت الہی) بچہ بول پڑا۔ اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ کرنا۔ اور پھر وہ دودھ پینے لگا۔ اس کے بعد ایک (نام نامعلوم) عورت کو ادھر سے لے جایا گیا، اسے لے جانے والے اسے گھسیٹ رہے تھے اور اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔ ماں نے دعا کی، اے اللہ! میرے بچے کو اس عورت جیسا نہ کرنا، لیکن بچے نے کہا کہ اے اللہ! مجھے اسی جیسا بنا دینا (پھر تو ماں نے پوچھا، ارے یہ کیا معاملہ ہے؟ اس بچے نے بتایا کہ سوار تو کافر و ظالم تھا اور عورت کے متعلق لوگ کہتے تھے کہ تو زنا کرتی ہے تو وہ جواب دیتی حسبی اللہ (اللہ میرے لئے کافی ہے، وہ میری پاک دامنی جانتا ہے) لوگ کہتے کہ تو چوری کرتی ہے تو وہ جواب دیتی حسبی اللہ (اللہ میرے لئے کافی ہے اور وہ میری

۳۴۶۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((بَيْنَا امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنَهَا إِذْ مَرَّ بِهَا رَاكِبٌ وَهِيَ تُرْضِعُهُ فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لَا تُمِتْ ابْنِي حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ هَذَا. فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلَنِي مِثْلَهُ. ثُمَّ رَجَعَ فِي اللَّذِي. وَمَرَّ بِامْرَأَةٍ تُجْرُزُ وَيُلْعَبُ بِهَا، فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلَ ابْنِي مِثْلَهَا. فَقَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا. فَقَالَ: أَمَّا الرَّاكِبُ فَإِنَّهُ كَافِرٌ، وَأَمَّا الْمَرْأَةُ فَإِنَّهُمْ يَقُولُونَ لَهَا: تَزْنِي، وَتَقُولُ: حَسْبِيَ اللَّهُ. وَيَقُولُونَ: تَسْرِقُ، وَتَقُولُ: حَسْبِيَ اللَّهُ)).

پاک دامنی جانتا ہے

شیر خوار بیچ کا یہ کلام قدرت الہی کے تحت ہوا۔ بیچ نے اس ظالم و کافر سوار سے اظہار بیزاری اور عورت مومنہ و مظلومہ سے اظہار ہمدردی کیا۔ اس میں ہمارے لئے بہت سے درس پوشیدہ ہیں۔ اس میں دیدار و متقی لوگوں کے لئے ہدایت ہے کہ وہ کبھی بھی دنیا داروں کے عیش و آرام اور ان کی ترقیات دنیوی سے اثر نہ لیں بلکہ سمجھیں کہ ان بد دینوں کے لئے یہ خدا کی طرف سے مہلت ہے۔ ایک دن موت آئے گی اور یہ سارا کھیل ختم ہو جائے گا۔ اسلام بڑی بھاری دولت ہے جو کبھی بھی مذاکمل نہ ہوگی۔

(۳۴۶۷) ہم سے سعید بن تلید نے بیان کیا کہ ہم سے ابن وہب نے بیان کیا کہ کما کہ مجھے جریر بن حازم نے خبر دی، انہیں ایوب نے اور انہیں محمد بن سیرین نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا کہ ایک کتا ایک کنویں کے چاروں طرف چکر کاٹ رہا تھا جیسے پیاس کی شدت سے اس کی جان نکل جانے والی ہو کہ بنی اسرائیل کی ایک زانیہ عورت نے اسے دیکھ لیا۔ اس عورت نے اپنا موزہ اتار کر کتے کو پانی پلایا اور اس کی مغفرت اسی عمل کی وجہ سے ہو گئی۔

۳۴۶۷- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلَيْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((بَيْنَمَا كَلَبٌ يَطِيفُ بِرَكِيَّةٍ كَادَ يَقْتُلُهُ الْغَطَشُ إِذْ رَأَتْهُ بَغِيًّا مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَتَزَعَّتْ مَوْفَهَا فَسَقَتْنَهُ، فَغَفِرَ لَهَا بِه)). [راجع: ۳۳۲۱]

معلوم ہوا کہ جانور کو بھی پانی پلانے میں ثواب ہے۔ یہ غلوں کی برکت تھی کہ ایک نیکی سے وہ بدکار عورت بخش دی گئی۔

(۳۴۶۸) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا کہ ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے حمید بن عبدالرحمن نے اور انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے سنا ایک سال جب وہ حج کے لئے گئے ہوئے تھے تو منبر نبوی پر کھڑے ہو کر انہوں نے پیشانی کے بالوں کا ایک گچھا لیا جو ان کے چوکیدار کے ہاتھ میں تھا اور فرمایا اے مدینہ والو! تمہارے علماء کدھر گئے ہیں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے اس طرح (بال جوڑنے کی) ممانعت فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل پر بربادی اس وقت آئی جب (شریعت کے خلاف) ان کی عورتوں نے اس طرح بال سنوارنے شروع کر دیئے تھے۔ [أطرافہ فی: ۵۹۳۸، ۵۹۳۲، ۳۴۸۸]۔

تمہارے علماء کدھر گئے یعنی کیا تم کو منع کرنے والے علماء ختم ہو گئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ منکرات پر لوگوں کو منع کرنا علماء کا فرض ہے۔ دوسروں کے بال اپنے سر میں جوڑنا مراد ہے۔ دوسری حدیث میں ایسی عورت پر لعنت آئی ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ ۶۱ھ سے متعلق ہے۔ جب آپ اپنی خلافت میں آخری حج کرنے آئے تھے، اکثر علماء صحابہ انتقال فرما چکے تھے۔ حضرت امیر نے جمال کے ایسے افعال کو دیکھ کر یہ تاسف ظاہر فرمایا۔ بنی اسرائیل کی شرعت میں بھی یہ حرام تھا مگر ان کی عورتوں نے اس گناہ کا

ار تکاب کیا اور ایسی ہی حرکتوں کی وجہ سے بنی اسرائیل تباہ ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ محرمات کے عمومی ارتکاب سے قومیں تباہ ہو جاتی ہیں۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ قریبی اور اموی ہیں۔ ان کی والدہ کا نام ہند بنت عتبہ ہے۔ حضرت معاویہ خود اور ان کے والد فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔ یہ مولفۃ القلوب میں داخل تھے۔ بعد میں آنحضرت ﷺ کے مراسلات لکھنے کی خدمت ان کو سونپی گئی۔ اپنے بھائی یزید کے بعد شام کے حاکم مقرر ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے وفات تک حاکم ہی رہے۔ یہ کل مدت بیس سال ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تقریباً ۴ سال اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پوری مدت خلافت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پوری مدت خلافت اور ان کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت یہ کل بیس سال ہوئے۔ اس کے بعد حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے ۲۱ھ میں خلافت ان کے سپرد کر دی تو حکومت مکمل طور پر ان کو حاصل ہو گئی اور مکمل بیس سال تک زمام سلطنت ان کے ہاتھ میں رہی۔ بمقام دمشق رجب ۶۰ھ میں ۸۴ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا۔ آخر عمر میں لقوہ کی بیماری ہو گئی تھی۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں فرمایا کرتے تھے کاش میں وادی ذی طویٰ میں قریش کا ایک آدمی ہوتا اور یہ حکومت وغیرہ کچھ نہ جانتا۔ ان کی زندگی میں بہت سے سیاسی انقلابات آتے جاتے رہے۔ انتقال سے پہلے ہی اپنے بیٹے یزید کو زمام حکومت سونپ کر سکدوش ہو گئے تھے۔ مگر یزید بعد میں ان کا کیسا جانشین ثابت ہوا یہ دنیائے اسلام جانتی ہے۔ تفصیل کی ضرورت نہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت ہند بنت عتبہ بڑی عاقلہ خاتون تھیں۔ فتح مکہ کے دن دوسری عورتوں کے ساتھ انہوں نے بھی آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت کی تو آپ نے فرمایا کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گی اور نہ چوری کرو گی تو ہند نے عرض کیا کہ میرے خاوند ابو سفیان ہاتھ روک کر خرچ کرتے ہیں جس سے تنگی لاحق ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم اس قدر لے لو جو تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے حسب دستور کافی ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اور زنا نہ کرو گی، تو ہند نے عرض کیا کہ آیا کوئی شریف عورت زنا کار ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اپنے بچوں کو قتل نہ کرو گی تو ہند نے عرض کیا کہ آپ نے ہمارے سب بچوں کو قتل کرا دیا۔ ہم نے تو چھوٹے چھوٹے بچوں کو پرورش کیا اور بڑے ہونے پر آپ نے ان کو بدر میں قتل کرا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں وفات پائی۔ اسی روز حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ رحمہم اللہ اجمعین۔

۳۶۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَزِيِّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّهُ لَقَدْ كَانَ فِيمَا مَضَى قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدِّثُونَ، وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ فِي أُمَّتِي هَذِهِ مِنْهُمْ لَإِنَّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ)). [طرفہ بی : ۳۶۸۹]۔

(۳۶۹) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا، اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، گزشتہ امتوں میں محدث لوگ ہوا کرتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ایسا ہے تو وہ عمر بن خطاب ہیں۔

لفظ محدث دال کے فتح کے ساتھ ہے۔ اللہ کی طرف سے اس کے ولی کے دل میں ایک بات ڈال دی جاتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ درجہ کامل طور پر حاصل تھا۔ کئی باتوں میں ان ہی کی رائے کے مطابق وحی نازل ہوئی۔ اس لئے آپ کو محدث کہا گیا۔

۳۷۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا (۳۷۰) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن ابی عدی

مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ
عَنْ أَبِي الصَّدِّيقِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ : ((كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ
رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ إِنْسَانًا، ثُمَّ خَرَجَ
يَسْأَلُ، فَأَتَى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ : هَلْ
مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ : لَا، فَقَتَلَهُ : فَجَعَلَ يَسْأَلُ،
فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَنْتَ قَرِيبٌ كَذًا وَكَذًا؟
فَأَذْرَكَهُ الْمَوْتُ فَمَالَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا،
فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ
الْعَذَابِ، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ هَذِهِ أَنْ تَقْرَبِي،
وَأَوْحَى إِلَيْهِ هَذِهِ أَنْ تَبَاعِدِي، وَقَالَ :
قِسُّوْا مَا بَيْنَهُمَا، فَوَجَدَ إِلَى هَذِهِ أَقْرَبَ
بَشِيرٍ، فَغَفِرَ لَهُ)).

نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے، ان سے ابو صدیق
ناجی بکر بن قیس نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم
ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا (نام نامعلوم) جس نے
ننانوے خون ناحق کئے تھے پھر وہ (نام ہو کر) مسئلہ پوچھنے نکلا۔ وہ ایک
درویش کے پاس آیا اور اس سے پوچھا، کیا اس گناہ سے توبہ قبول
ہونے کی کوئی صورت ہے؟ درویش نے جواب دیا کہ نہیں۔ یہ سن کر
اس نے اس درویش کو بھی قتل کر دیا (اور سو خون پورے کر دیئے) پھر
وہ (دوسروں سے) پوچھنے لگا۔ آخر اس کو ایک درویش نے بتایا کہ فلاں
بستی میں چلا جا (وہ آدھے راستے بھی نہیں پہنچا تھا کہ) اس کی موت
واقع ہو گئی۔ مرتے مرتے اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف جھکا دیا۔
آخر رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں باہم جھگڑا ہوا۔
(کہ کون اسے لے جائے) لیکن اللہ تعالیٰ نے اس نصرہ نامی بستی کو
(جہاں وہ توبہ کے لئے جا رہا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش سے قریب ہو
جائے اور دوسری بستی کو (جہاں سے وہ نکلا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش
سے دور ہو جا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اب دونوں کا
فاصلہ دیکھو اور (جب ناپا تو) اس بستی کو (جہاں وہ توبہ کے لئے جا رہا تھا)
ایک باشت نعش سے نزدیک پایا اس لئے وہ بخش دیا گیا۔

جس بستی کی طرف وہ جا رہا تھا اس کا نام نصرہ بتایا گیا ہے۔ وہاں ایک بڑا درویش رہتا تھا مگر وہ قاتل اس بستی میں پہنچنے سے پہلے
راستے ہی میں انتقال کر گیا۔ صحیح مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ شخص توبہ کر کے اللہ کی طرف
رجوع ہو کر نکلا تھا۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے کوئی نیکی نہیں کی۔ اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو قاتل مومن
کی توبہ کی قبولیت کے قائل ہیں۔ جمہور کا یہی قول ہے۔ قال عیاض و فیہ ان التوبۃ تنفع من القتل کما تنفع من سائر الذنوب (فتح الباری)
یعنی قاتل ناحق سے توبہ کرنا ایسا ہی نفع بخش ہے جیسا کہ اور گناہوں سے۔

(۳۴۷۱) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان
بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج
نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ
رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے
اور فرمایا ایک شخص (بنی اسرائیل کا) اپنی گائے ہانکے لئے جا رہا تھا کہ

۳۴۷۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ
أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ

وہ اس پر سوار ہو گیا اور پھر اسے مارا۔ اس گائے نے (بقدرت الہی) کہا کہ ہم جانور سواری کے لئے نہیں پیدا کئے گئے۔ ہماری پیدائش تو کھیتی کے لئے ہوئی ہے۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! گائے بات کرتی ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں اور ابو بکر اور عمر بھی۔ حالانکہ یہ دونوں وہاں موجود بھی نہیں تھے۔ اسی طرح ایک شخص اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیا آیا اور ریوڑ میں سے ایک بکری اٹھا کر لے جانے لگا۔ ریوڑ والا دوڑا اور اس نے بکری کو بھڑیے سے چھڑا لیا۔ اس پر بھیڑیا (بقدرت الہی) بولا، آج تو تم نے مجھ سے اسے چھڑا لیا لیکن درندوں والے دن میں (قرب قیامت) اسے کون بچائے گا جس دن میرے سوا اور کوئی اس کا چرواہا نہ ہو گا؟ لوگوں نے کہا، سبحان اللہ! بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تو اس بات پر ایمان لایا اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی۔ حالانکہ وہ دونوں اس وقت وہاں موجود نہ تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا اور ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے کہا، ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے مصر سے، انہوں نے سعد بن ابراہیم سے، انہوں نے ابو سلمہ سے روایت کیا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہی حدیث بیان کی۔

[راجع: ۲۳۲۴]

تفسیر آنحضرت ﷺ کو حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کی قوت ایمانی پر یقین تھا۔ اسی لئے آپ نے ان کو اس پر ایمان لانے میں شریک فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس نے گائے کو اور بھیڑیے کو کلام کرنے کی طاقت دے دی۔ اس میں دلیل ہے کہ جانوروں کا استعمال ان ہی کاموں کے لئے ہونا چاہئے جن میں بطور عادت وہ استعمال کئے جاتے ہیں (فتح الباری)

۳۴۷۲- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهُ، فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جُرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ؛ فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ: خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي، إِنَّمَا

۳۴۷۲- ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد الرزاق نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں ہمام نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک شخص نے دوسرے شخص سے مکان خریدا اور مکان کے خریدار کو اس مکان میں ایک گھڑا ملا جس میں سونا تھا جس سے وہ مکان اس نے خریدا تھا اس سے اس نے کہا بھائی گھڑا لے جا۔ کیونکہ میں نے تم سے گھر خریدا ہے سونا نہیں خریدا تھا لیکن پہلے مالک نے کہا

کہ میں نے گھر کو ان تمام چیزوں سمیت تمہیں بیچ دیا تھا جو اس کے اندر موجود ہوں۔ یہ دونوں ایک تیسرے شخص کے پاس اپنا مقدمہ لے گئے۔ فیصلہ کرنے والے نے ان سے پوچھا کیا تمہارے کوئی اولاد ہے؟ اس پر ایک نے کہا کہ میرے ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا کہ میری ایک لڑکی ہے۔ فیصلہ کرنے والے نے ان سے کہا کہ لڑکے کا لڑکی ہے نکاح کر دو اور سونا انہیں پر خرچ کر دو اور خیرات بھی کر دو۔

اشْتَرَيْتَ مِنْكَ الْأَرْضَ. وَلَمْ أَنْتَفِعْ مِنْكَ الذَّهَبَ. وَقَالَ الَّذِي لَهُ الْأَرْضُ: إِنَّمَا بَعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيهَا، فَتَحَاكَمَا إِلَيَّ رَجُلًا. فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ: أَلَكُمَا وَلَدٌ؟ قَالَ أَحَدُهُمَا: لِي غُلَامٌ، وَقَالَ الْآخَرُ: لِي جَارِيَةٌ، قَالَ: أَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ، وَأَنْفِقُوا عَلَى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ، وَتَصَدَّقَا)). [راجع: ۲۳۶۵]

قطابانی رحمہ اللہ نے کہا کہ شافعیہ کا مذہب یہ ہے اگر کوئی زمین بیچے پھر اس میں سے خزانہ نکلے تو وہ بائع ہی کا ہو گا جیسے گھر بیچے اس میں کچھ اسباب ہو تو وہ بائع ہی کو ملے گا مگر مشتری شرط کر لے تو دوسری بات ہے۔

(۳۴۷۳) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اوسلی نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر اور عمر بن عبید اللہ کے مولیٰ ابوالنضر نے، ان سے عامر بن سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا اور انہوں نے (عامر نے) اپنے والد (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے یہ پوچھتے سنا تھا کہ طاعون کے بارے میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، طاعون ایک عذاب ہے جو پہلے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا یا آپ نے یہ فرمایا کہ ایک گزشتہ امت پر بھیجا گیا تھا۔ اس لئے جب کسی جگہ کے متعلق تم سنو (کہ وہاں طاعون پھیلا ہوا ہے) تو وہاں نہ جاؤ۔ لیکن اگر کسی ایسی جگہ یہ وبا پھیل جائے جہاں تم پہلے سے موجود ہو تو وہاں سے مت نکلو۔ ابوالنضر نے کہا یعنی بھاگنے کے سوا اور کوئی غرض نہ ہو تو مت نکلو۔

۳۴۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ. وَعَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُثَيْدٍ اللَّهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَسْأَلُ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ: مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الطَّاعُونِ؟ فَقَالَ أَسَامَةُ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الطَّاعُونُ رَجْسٌ أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ - أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ - فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدُمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ)) قَالَ أَبُو النَّضْرِ: ((لَا يُخْرِجُكُمْ إِلَّا فِرَارًا مِنْهُ)).

[طرفاء فی: ۵۷۲۸، ۶۹۷۴].

مشیر معلوم ہوا کہ تجارت، سوداگری، جناد یا دوسری غرضوں کے لئے طاعون زدہ مقامات سے نکلنا جائز ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ طاعون کے زمانے میں اپنے بیٹوں کو دہات میں روانہ کر دیتے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا جب طاعون آئے تو پہاڑوں کی کھائیوں، جنگلوں، پہاڑوں کی چوٹیوں میں پھیل جاؤ، شاید ان صحابہ کو یہ حدیث نہ پہنچی ہو گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کو جا رہے تھے معلوم ہوا کہ وہاں طاعون ہے، واپس لوٹ آئے۔ لوگوں نے کہا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر ہی کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ طاعون میں پہلے شدید بخار ہوتا ہے پھر بغل یا گردن میں گھٹی نکلتی ہے اور آدمی مرجاتا ہے۔ طاعون کی موت شہادت ہے۔

(۳۴۷۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے داؤد بن ابی فرات نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن یعمر نے اور ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک عذاب ہے، اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے بھیجتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو مومنوں کے لئے رحمت بنا دیا ہے۔ اگر کسی شخص کی بستی میں طاعون پھیل جائے اور وہ صبر کے ساتھ خدا کی رحمت سے امید لگائے ہوئے وہیں ٹھہرا رہے کہ ہو گا وہی جو اللہ تعالیٰ نے قسمت میں لکھا ہے تو اسے شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

۳۴۷۴- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفَرَاتِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرِيدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ : ((سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الطَّاعُونِ، فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ عَذَابٌ يُعْذَبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ، وَأَنَّ اللَّهَ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ، لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فَيَمُوتُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا مُخْتَصِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ)). [طرفاء في : ۵۷۳۴، ۶۶۱۹].

(۳۴۷۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مخزومیہ خاتون (فاطمہ بنت اسود) جس نے (غزوہ فتح کے موقع پر) چوری کر لی تھی، اس کے معاملہ نے قریش کو فکر میں ڈال دیا۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس معاملہ پر آنحضرت ﷺ سے گفتگو کون کرے! آخر یہ طے پایا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ آپ کو بہت عزیز ہیں۔ ان کے سوا اور کوئی اس کی ہمت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے اس بارے میں کچھ کہا تو آپ نے فرمایا۔ اے اسامہ! کیا تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں مجھ سے سفارش کرتا ہے؟ پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا (جس میں) آپ نے فرمایا۔ پچھلی بہت سی امتیں اس لئے ہلاک ہو گئیں کہ جب ان کا کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اور اللہ کی قسم!

۳۴۷۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ قُرَيْشًا أَهْمُهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ، فَقَالُوا: وَمَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالُوا: وَمَنْ يَجْتَرِئَ عَلَيْهِ إِلَّا أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَكَلَّمَهُ أَسَامَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَتَشْفَعُ لِي حَدٌّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ؟)) ثُمَّ قَامَ فَاتَّخَطَبَ، ثُمَّ قَالَ : ((إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ. وَإِيْمُ اللَّهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ ابْنَتِ

مُحَمَّدٌ سَرَقَتْ لَفَطَعْتُ يَدَهَا)).

اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ

ڈالوں۔

[راجع: ۲۶۴۸]

اس حدیث کی شرح کتاب الحدود میں آئے گی۔ چور کا ہاتھ کاٹ ڈالنا شریعت موسوی میں بھی تھا۔ جو کوئی اس سزا کو وحشیانہ بتائے وہ خود وحشی ہے اور جو کوئی مسلمان ہو کر اس سزا کو خلاف تہذیب کہے وہ کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہے۔ (وحیدی) حضرت اسامہ رسول اللہ ﷺ کے بڑے ہی چیتے بچے تھے کیونکہ ان کے والد حضرت زید بن حارثہ کی پرورش رسول اللہ ﷺ نے کی تھی۔ یہاں تک کہ بعض لوگ ان کو رسول کریم ﷺ کا بیٹا سمجھتے اور اسی طرح پکارتے مگر آیت کریمہ ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ﴾ (الاحزاب: ۵) نے ان کو اس طرح پکارنے سے منع کر دیا۔

(۳۴۷۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الملک بن میسرہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے نزال بن سبرہ ہلالی سے سنا اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک صحابی (عمرو بن عاص) کو قرآن مجید کی ایک آیت پڑھتے سنا۔ وہی آیت نبی اکرم ﷺ سے اس کے خلاف قرأت کے ساتھ میں سن چکا تھا، اس لئے میں انہیں ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا لیکن میں نے آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک پر اس کی وجہ سے ناراضی کے آثار دیکھے۔ آپ نے فرمایا تم دونوں اچھا پڑھتے ہو۔ آپس میں اختلاف نہ کیا کرو۔ تم سے پہلے لوگ اسی قسم کے جھگڑوں سے تباہ ہو گئے۔

۳۴۷۶- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّزَالَ بْنَ سَبْرَةَ الْهَلَالِيَّ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ آيَةً وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ خِلَافَهَا، فَجَنَّتْ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ وَقَالَ: كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ، وَلَا تَخْتَلِفُوا، فَإِنْ مَن كَانَ قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوا فَهَلَكُوا)).

[راجع: ۲۴۱۰]

یعنی قرآن مجید میں جو اختلاف قرأت ہے، اس میں ہر آدمی کو اختیار ہے جو قرأت چاہے وہ پڑھے۔ اس امر میں لڑنا جھگڑنا منع ہے۔ ایسے ہی فروعی اور قیاسی مسائل میں لڑنا جھگڑنا منع ہے اور خواہ مخواہ کسی کو قیاسی مسائل کے لئے مجبور کرنا کہ وہ صرف حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ یا صرف حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے اجتہاد پر چلے یہ ناحق کا تحاکم اور جبر اور ظلم ہے (وحیدی)

(۳۴۷۷) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے باپ حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے اعش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے شقیق بن سلمہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں گویا نبی کریم ﷺ کو اس وقت دیکھ رہا ہوں۔ آپ بنی اسرائیل کے ایک نبی کا واقعہ بیان کر رہے تھے کہ ان کی قوم نے انہیں مارا اور خون آلود کر دیا۔ لیکن وہ نبی خون صاف کرتے جاتے اور یہ دعا کرتے کہ ”اے اللہ! میری قوم کی مغفرت فرما۔ یہ لوگ جانتے نہیں ہیں۔“

۳۴۷۷- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَخْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرْبَةً قَوْمُهُ فَأَذْمُوهُ، وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ)). [طرفہ بی: ۶۹۲۹]

کہتے ہیں کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ ہے مگر اس صورت میں حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ اس حدیث کو بنی اسرائیل کے

تَشْرِيحُ

باب میں نہ لاتے تو ظاہر ہے کہ یہ بنی اسرائیل کے کسی پیغمبر کا ذکر ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس حدیث سے نصیحت لیں، خصوصاً عالموں اور مولویوں کو جو دین کی باتیں بیان کرنے میں ڈرتے ہیں حالانکہ اللہ کی راہ میں لوگوں کی طرف سے تکالیف برداشت کرنا پیغمبروں کی میراث ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ وقد ذکر مسلم بعد تعریج هذا الحديث حديث انه صلى الله عليه وسلم قال في قصة احد كيف يفلح قوم دما وجه بينهم فانزل الله ليس لك من الامر شئ و من ثم قال القرطبي ان النبی صلی اللہ علیہ و سلم المحاکي والمحكى كما سباني واما النووي فقال هذا النبي الذي جرى له ما حكاها النبي صلى الله عليه وسلم من المتقدمين وقد جرى لنبينا نحو ذلك يوم احد (فتح الباری) یعنی امام مسلم رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تخریج کے بعد لکھا ہے کہ واقعہ احد پر جب کہ آپ کا چہرہ مبارک خون آلود ہو گیا تھا، آپ نے فرمایا تھا کہ وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کا چہرہ خون آلود کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اے ہمارے نبی! آپ کو اس ہارے میں مختار نہیں بنایا گیا یعنی قریب ہے کہ یہی لوگ ہدایت پا جائیں (جیسا کہ بعد میں ہوا) اس جگہ قرطبی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس واقعہ کے حاکم اور بھی خود آنحضرت ﷺ ہی ہیں۔ گویا آپ اپنے ہی متعلق یہ حکایت نقل فرما رہے ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ آپ نے یہ کسی گزشتہ نبی ہی کی حکایت نقل فرمائی ہے اور ہمارے نبی محترم ﷺ کے ساتھ بھی جنگ احد میں یہی ماجرا گزرا۔ بہر حال اس حدیث سے بہت سے ایمان افروز نتائج نکلتے ہیں۔ مردان راہ خدا کا یہی طریقہ ہے کہ وہ جانی دشمنوں کو بھی دعائے خیر سے یاد فرمایا کرتے ہیں۔ صحیح ہے ﴿وَمَا يُلْقِهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقِهَا إِلَّا ذُو خَطِّ عَظِيمٍ﴾ (حم سجدہ: ۳۵)

(۳۴۷۸) - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((أَنْ رَجُلًا كَانَ قَبْلَكُمْ رَعَسَهُ اللَّهُ مَالًا، فَقَالَ لِنَبِيِّهِ لَمَّا حَضَرَ: أَيُّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ؟ قَالُوا: خَيْرُ أَبٍ. قَالَ: فَإِنِّي لَمْ أَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ، فَإِذَا مِتُّ فَأُخْرِقُونِي، ثُمَّ اسْتَحْفُونِي ثُمَّ ذَرُونِي فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ. فَفَعَلُوا. فَجَمَعَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ؟ قَالَ: مَخَافَتُكَ. فَتَلَقَّاهُ بِرَحْمَتِهِ)). وَقَالَ مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْغَافِرِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)).

(۳۴۷۹) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے عقبہ بن عبد الغافر نے، ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے کہ گزشتہ امتوں میں ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ نے خوب دولت دی تھی۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے پوچھا، میں تمہارے حق میں کیسا باپ ثابت ہوا؟ بیٹوں نے کہا کہ آپ ہمارے بہترین باپ تھے۔ اس شخص نے کہا لیکن میں نے عمر بھر کوئی نیک کام نہیں کیا۔ اس لئے جب میں مراؤں تو مجھے جلاؤا، پھر میری ہڈیوں کو پیس ڈالنا اور (راکھ کو) کسی سخت آندھی کے دن ہوا میں اڑا دینا۔ بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن اللہ پاک نے اسے جمع کیا اور پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس شخص نے عرض کیا کہ پروردگار تیرے ہی خوف سے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے سایہ رحمت میں جگہ دی۔ اس حدیث کو معاذ غبری نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، انہوں نے عقبہ بن عبد الغافر سے سنا، انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

[طرفا فی : ۶۴۸۱، ۷۵۰۸]۔

۳۴۷۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ

(۳۴۷۹) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے، ان

آشیج

٣٤٨٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ الرَّجُلُ يُدَايِنُ النَّاسَ، فَكَانَ يَقُولُ لِقَتَاهُ : إِذَا أَتَيْتَ مُعْسِرًا

ہمیں معاف فرمادے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ نے اسے بخش دیا۔

فَتَجَاوَزَ عَنْهُ، لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنْهُ
قَالَ: فَلَقِيَ اللَّهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ)).

[راجع: ۲۰۷۸]

(۳۴۸۱) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انیس زہری نے، انیس حمید بن عبد الرحمن نے اور انیس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایک شخص بہت گناہ کیا کرتا تھا جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹوں سے اس نے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے جلاؤ انا پھر میری ہڈیوں کو پیس کر ہوا میں اڑا دینا۔ اللہ کی قسم! اگر میرے رب نے مجھے پکڑ لیا تو مجھے اتنا سخت عذاب کرے گا جو پہلے کسی کو بھی اس نے نہیں کیا ہو گا۔ جب وہ مر گیا تو (اس کی وصیت کے مطابق) اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم فرمایا کہ اگر ایک ذرہ بھی کیس اس کے جسم کا تیرے پاس ہے تو اسے جمع کر کے لا۔ زمین حکم بجالائی اور وہ بندہ اب (اپنے رب کے سامنے) کھڑا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا، تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کیا اے رب! تیرے ڈر کی وجہ سے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کر دی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سوا دوسرے صحابہ نے اس حدیث میں لفظ خشیتک کے بدل مخافتک کہا ہے (دونوں لفظوں کا مطلب ایک ہی ہے)

۳۴۸۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلَى نَفْسِهِ، فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيهِ: إِذَا أَنَا مِتُّ فَأَخْرِقُونِي، ثُمَّ اطْحَنُونِي، ثُمَّ ذَرُونِي فِي الرِّيحِ، فَوَ اللَّهِ لَئِنْ قَدَرَ اللَّهُ عَلَيَّ لَيُعَذِّبَنِي عَذَابًا مَا عَذَّبَهُ أَحَدًا. فَلَمَّا مَاتَ فُعِلَ بِهِ ذَلِكَ، فَأَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى الْأَرْضَ فَقَالَتْ: اجْمَعِي مَا فِيكَ مِنْهُ، فَفَعَلَتْ، فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ، قَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: مَخَافَتُكَ يَا رَبِّ حَمَلْتَنِي. فَغَفَرَ لَهُ)) وَقَالَ غَيْرُهُ: ((خَشِيتُكَ يَا رَبِّ)).

[طرفہ فی: ۵۷۰۶]

حافظ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ الفاظ لنن قدر اللہ علی اس شخص نے غلبہ خوف و دہشت کی بنا پر زبان سے نکالے جب کہ وہ حالت غفلت اور لسان میں تھا اسی لئے یہ الفاظ اس کے لئے قابل مواخذہ نہیں ہوئے۔

(۳۴۸۲) مجھ سے عبد اللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ (بنی اسرائیل کی) ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا تھا جسے اس نے قید کر رکھا تھا جس سے وہ بلی مر گئی تھی اور اس کی سزا میں وہ عورت دوزخ میں گئی۔ جب وہ عورت بلی کو باندھے ہوئے تھی تو اس نے اسے کھانے

۳۴۸۲- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((عَذَّبْتُ امْرَأَةً فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارُ، لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا سَقَتْهَا إِذْ

حَسَنَتَهَا وَلَا هِيَ تَرَكْنَهَا تَأْكُلُ مِنْ غَشَّاشٍ. (الْأَرْضِ: ۱۱۰) کے لئے کوئی چیز نہ دی، نہ پینے کے لئے اور نہ اس نے بلی کو چھوڑا ہی کہ وہ زمین کے کیڑے کوڑے ہی کھا لیتی۔

بعض دیوبندی تراجم میں یہاں گھاس پھوس کا ترجمہ کیا گیا ہے جو غالباً لفظ حشاش حاشے حلی کے کا ترجمہ ہے مگر مشاہدہ یہ ہے کہ بلی گھاس پھوس نہیں کھاتی۔ اس لئے یہاں لفظ حشاش بھی صحیح نہیں، اور یہ ترجمہ بھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۳۴۸۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ زُهَيْرٍ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ رَبِيعٍ بْنِ جِرَاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ غَقْبَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِمَّا أَذْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النَّبُوءَةِ: إِذَا لَمْ تَسْتَخِيْ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ)). ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، ان سے زہیر نے، کہا ہم سے منصور نے بیان کیا، ان سے ربیع بن جراش نے، کہا ہم سے ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، لوگوں نے اگلے پیغمبروں کے کلام جو پائے ان میں یہ بھی ہے کہ جب تجھ میں حیاء نہ ہو تو پھر جو جی چاہے کر۔

[طرفہ فی: ۳۴۸۴، ۶۱۲۰۔]

۳۴۸۴- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَبِيعَ بْنَ جِرَاشٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِمَّا أَذْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النَّبُوءَةِ: إِذَا لَمْ تَسْتَخِيْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ)). ہم سے آدم بن ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے ربیع بن جراش سے سنا، وہ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اگلے پیغمبروں کے کلام میں سے لوگوں نے جو پھیلایا یہ بھی ہے کہ جب تجھ میں حیاء نہ ہو پھر جو جی چاہے کر۔

[راجع: ۳۴۸۳]

تَشْرِیحُ فارسی میں اس کا ترجمہ یوں ہے۔ بے حیاء باش ہرچہ خواہی کن۔ مطلب یہ ہے کہ جب حیاء شرم ہی نہ رہی ہو تو تمام برے کام شوق سے کرتا رہ۔ آخر ایک دن ضرور عذاب میں گرفتار ہو گا۔ اس حدیث کی سند میں منصور کے سماع کی ربیع سے صراحت ہے۔ دوسرے فعل کی جگہ اصنع ہے۔ لہذا تکرار بے فائدہ نہیں ہے۔

۳۴۸۵- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَخْرُ إِزَارَهُ مِنَ الْخِيَلَاءِ خَسِيفَ بِهِ، فَهُوَ يَنْجَلِجُلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ. ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے خبر دی اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تبند زمین سے گھسیٹتا ہوا جا رہا تھا کہ اسے زمین میں دھنسا دیا اور اب وہ قیامت تک یوں ہی زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔ یونس کے ساتھ اس حدیث کو عبد الرحمن بن خالد نے بھی زہری سے روایت کیا ہے۔

[طرفہ فی: ۵۷۹۰۔]

اس روایت میں قارون مراد ہے جس کے وحشائے جانے کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔

(۳۴۸۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبد اللہ بن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم (دنیا میں) تمام امتوں کے آخر میں آئے لیکن (قیامت کے دن) تمام امتوں سے آگے ہوں گے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ انہیں پہلے کتب دی گئی اور ہمیں بعد میں ملی اور یہی وہ (جمعہ کا) دن ہے جس کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا۔ یہودیوں نے تو اسے اس کے دوسرے دن (ہفتہ کو) کر لیا اور نصاریٰ نے تیسرے دن (اتوار کو) (۳۴۸۷) پس ہر مسلمان کو ہفتے میں ایک دن (یعنی جمعہ کے دن) تو اپنے جسم اور سر کو دھو لینا لازم ہے۔

۳۴۸۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((نَحْنُ الْأَخِيرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَبْدَأُ كُلُّ أُمَّةٍ أَوْتُو الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأَوْتِنَا مِنْ بَعْدِهِمْ. فَهَذَا الْيَوْمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ، فَهَذَا لِلْيَهُودِ، وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارَى)). [راجع: ۲۳۸]

۳۴۸۷- ((عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمٌ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ)).

[راجع: ۸۹۷]

(۳۴۸۸) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مروہ نے کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے اپنے آخری سفر میں ہمیں خطاب فرمایا اور (خطبہ کے دوران) آپ نے بالوں کا ایک گچھا نکالا اور فرمایا، میں سمجھتا ہوں کہ یہودیوں کے سوا اور کوئی اس طرح نہ کرتا ہو گا اور نبی کریم ﷺ نے اس طرح بال سنوارنے کا نام ”الزور“ (فریب و جھوٹ) رکھا ہے۔ آپ کی مراد وصال فی الشجر سے تھی۔ یعنی بالوں میں جوڑ لگانے سے تھی (جیسے اکثر عورتیں مصنوعی بالوں میں جوڑ کیا کرتی ہیں) آدم کے ساتھ اس حدیث کو غندر نے بھی شعبہ سے روایت کیا ہے۔

۳۴۸۸- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْوَةَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: ((قَدِمَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ الْمَدِينَةَ آخِرَ قَدَمِهِ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا فَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعْرٍ فَقَالَ: مَا كُنْتُ أَرَى أَنَّ أَحَدًا يَفْعَلُ هَذَا غَيْرَ الْيَهُودِ، وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَاءُ الزُّورِ. يَعْنِي الْوَصَالَ فِي الشَّجَرِ)). تَابَعَهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ.

[راجع: ۳۴۶۸]

عورت کا ایسے مصنوعی بالوں سے زینت کرنا منع ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں پر کتاب الانبیاء کو ختم فرما دیا جس میں احادیث مرفوعہ اور مکررات اور تعلیقات وغیرہ مل کر سب کی تعداد دو سو نو احادیث ہیں۔ اہل علم تفصیل کے لئے فتح الباری کا مطالعہ فرمائیں۔

۶۱- کتاب المناقب

کتاب فضیلتوں کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حافظ صاحب رحمۃ فرماتے ہیں اکثر نسخوں میں باب المناقب ہے کتاب کا لفظ نہیں ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے یہ الگ کتاب نہیں بلکہ اسی کتاب الانبیاء میں داخل ہے۔ اس میں خاتم الانبیاء کے حالات مذکور ہیں، جیسے پچھلے بابوں میں پچھلے پیغمبروں کے حالات مذکور تھے۔ پھر حافظ ابن حجر رحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت امام بخاری رحمۃ نے کتاب الانبیاء کو ختم کرتے ہوئے جناب رسول کریم ﷺ کی زندگی پر روشنی ڈالنے کے لئے یہ ابواب منعقد فرمائے جس میں ابتدا سے انتہا تک بہت سے کوائف کا تذکرہ ہوا ہے۔ مثلاً پہلے آپ کا نسب شریف ذکر میں آیا اور انساب سے متعلق امور کا ذکر کیا۔ پھر قبائل کا ذکر آیا۔ پھر فخر بلا انساب پر روشنی ڈالی، پھر آنحضرت ﷺ کے شامل و فضاہل کو بیان کیا گیا پھر فضائل صحابہ کا ذکر ہوا۔ پھر ہجرت سے قبل کی زندگی کے حالات، مبعث اسلام صحابہ، ہجرت حبشہ، معراج اور وفود الانصار، پھر مدینہ کے لئے ہجرت کے واقعات مذکور ہوئے۔ پھر ترتیب سے مغازی کا ذکر آیا، پھر وفات نبوی کا ذکر ہوا۔

فهذا اخر هذا الباب وهو من جملة تراجم الانبياء وختمها بخاتم الانبياء صلى الله عليه وسلم (فتح الباری)

باب اللہ تعالیٰ کا سورۃ حجرات میں ارشاد

۱ - بَابُ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :

”اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد آدم اور ایک ہی عورت حوا سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور خاندان بنا دیا ہے تاکہ تم بطور رشتہ داری ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک تم سب میں سے اللہ کے نزدیک معزز تر وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو“ اور اللہ تعالیٰ کا سورۃ نساء میں ارشاد ”اور اللہ سے ڈرو جس کا نام لے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور نانا توڑنے سے ڈرو۔ بے شک اللہ تمہارے اوپر نگران ہے، اور جاہلیت کی طرح باپ دادوں پر فخر کرنا منع ہے، اس کا بیان شعوب شعب کی جمع ہے جس سے اوپر کا خاندان مراد ہے اور قبیلہ اس سے اتر کر نیچے کا یعنی اس کی شریخ مراد ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا، إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ [الحجرات: ۱۳]۔ وَقَوْلِهِ: ﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ، إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ [النساء: ۱]۔ وَمَا يَنْهَىٰ عَنْ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ. الشُّعُوبُ النَّسَبُ الْبَعِيدُ، وَالْقَبَائِلُ ذُوْنَ ذَلِكَ.

یہ طبرانی نے نکالا مجاہد سے مثلاً انصار ایک شعب ہے یا قریش ایک شعب ہے یا ربیعہ یا مضر ایک شعب ہے۔ ہر ایک میں کئی ایک قبیلے ہیں جیسے قریش مضر کا ایک قبیلہ ہے۔ ہندوستانی اصطلاح میں شعب پال کے معنی میں ہے اور قبیلہ گوت کے معنی میں ہے۔ یہاں کی اکثر نو مسلم قوموں میں گوت اور پال کی بھارتی قومی تنظیم کے کچھ کچھ آثار اب تک موجود ہیں۔ شمالی ہند کے علاقوں میں گوت اور پال کی اصطلاحات بہت نمایاں ہیں۔

(۳۴۸۹) ہم سے خالد بن یزید الکافلی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو بکر بن عیاش نے بیان کیا، ان سے ابو حصین (عثمان بن عاصم) نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا﴾ کے متعلق فرمایا کہ شعوب بڑے قبیلوں کے معنی میں ہے اور قبائل سے کسی بڑے قبیلے کی شاخیں مراد ہیں۔

۳۴۸۹- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْكَافِلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ﴿وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا﴾ قَالَ: الشُّعُوبُ الْقَبَائِلُ الْعِظَامُ. وَالْقَبَائِلُ الْبُطُونُ)).

(۳۴۹۰) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ پوچھا گیا یا رسول اللہ! سب سے زیادہ شریف کون ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارا سوال اس کے بارے میں نہیں ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر (نسب کی رو سے) اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام سب سے زیادہ شریف تھے۔

۳۴۹۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: ((أَتْقَاهُمْ)). قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ. قَالَ: ((يُوسُفُ نَبِيُّ اللَّهِ)).

[راجع: ۳۳۴۹]

(۳۴۹۱) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، ان سے کلیب بن وائل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا جو نبی کریم ﷺ کی زیر پرورش رہ چکی تھیں۔ کلیب نے بیان کیا کہ میں نے زینب سے پوچھا کہ کیا نبی کریم ﷺ کا تعلق قبیلہ مضر سے تھا؟ انہوں نے کہا پھر کس قبیلہ سے تھا؟ یقیناً آنحضرت ﷺ مضر کی بنی النضر بن کنانہ کی اولاد میں سے تھے۔

۳۴۹۱- حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا كُلَيْبُ بْنُ وَائِلٍ قَالَ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ النَّبِيِّ ﷺ زَيْنَبُ ابْنَةُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: قُلْتُ لَهَا: ((أَرَأَيْتِ النَّبِيَّ ﷺ أَكَانَ مِنْ مُضَرَ؟ قَالَتْ: لَعَنَ اللَّهُ مَنْ كَانَ إِلَّا مِنْ مُضَرَ؟ مِنْ بَنِي النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ)).

[طرفہ فی: ۳۴۹۲]

اور نضر بن کنانہ ایک شاخ ہے مضر کی۔ کیونکہ کنانہ خزیمہ کا بیٹا تھا اور خزیمہ مدرکہ کا اور مدرکہ الیاس کا اور الیاس مضر کا بیٹا تھا۔ اس طرح آنحضرت ﷺ کا نسب تعلق خاندان مضر سے ثابت ہوا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں۔ یہ ملک حبشہ میں پیدا ہوئیں۔ بطور ربیبہ آنحضرت ﷺ کے زیر تربیت رہنے کا شرف حاصل کیا۔ ان کے خاوند کا نام عبداللہ بن زمعہ ہے۔

اپنے زمانے کی عورتوں میں سب سے زیادہ فقیہ ہیں۔ ان سے ایک جماعت نے حدیث کی روایت کی ہے۔

۳۴۹۲- حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْوَّاحِدِ حَدَّثَنَا كُلَيْبٌ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ النَّبِيِّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَظْهَرُ زَيْنَبَ - قَالَتْ: نَهَى رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ عَنِ الدُّبَاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمَقْفَرِ
وَالْمَزْفَرِ. وَقُلْتُ لَهَا: أَخْبَرَنِي، النَّبِيُّ
ﷺ مِمَّنْ كَانَ، مِنْ مُضَرَ كَانَ؟ قَالَتْ:
فَمِمَّنْ كَانَ إِلَّا مِنْ مُضَرَ، كَانَ مِنْ وَلَدِ
النُّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ)).

(۳۴۹۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے عبد الواحد
نے، کہا ہم سے کلیب نے بیان کیا اور ان سے ربیعہ نبی کریم ﷺ
نے، میرا خیال ہے کہ ان سے مراد زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں،
انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دبّاء، حنتم، مقیر اور مزفت کے
استعمال سے منع فرمایا تھا اور میں نے ان سے پوچھا تھا کہ آپ مجھے
بتائیے کہ آنحضرت ﷺ کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟ کیا واقعی آپ کا
تعلق مضر سے تھا؟ انہوں نے کہا کہ پھر اور کس سے ہو سکتا ہے یقیناً
آپ کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا۔ آپ نضر بن کنانہ کی اولاد میں سے
تھے۔

تشریح دبّاء کدو کے توبے، حنتم سبز لاکھی برتن، نقیر لکڑی کا کرید ا ہوا برتن اور مزفت روغنی برتن، یہ چاروں شراب کے برتن تھے
جس میں عرب شراب بنایا اور رکھا کرتے تھے۔ جب شراب کی ممانعت نازل ہوئی تو ان برتنوں کے استعمال سے بھی ان
لوگوں کو روک دیا گیا۔

۳۴۹۳- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((تَجِدُونَ النَّاسَ مُعَادِنَ:
خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ
إِذَا فَقَّهُوا، وَتَجِدُونَ يَرِ النَّاسِ فِي هَذَا
الشَّانِ أَشَدَّهُمْ لَهُ كِرَاهِيَةً)).

(۳۴۹۳) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم کو جریر نے خبر
دی، انہیں عمارہ نے، انہیں ابو زرعہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ
نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تم انسانوں کو کان کی طرح پاؤ
گے (بھلائی اور برائی میں) جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں بہتر اور اچھی
صفات کے مالک تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر اور اچھی صفات
والے ہیں بشرطیکہ وہ دین کا علم بھی حاصل کریں اور حکومت اور
سررداری کے لائق اس کو پاؤ گے جو حکومت اور سررداری کو بہت نا
پسند کرتا ہو۔

[طرفاء فی: ۳۴۹۶، ۳۵۸۸]۔

۳۴۹۴- ((وَتَجِدُونَ شَرَّ النَّاسِ ذَا
الْوَجْهَيْنِ: الَّذِي يَأْتِي هَوْلَاءَ بَوَجْهِ، وَيَأْتِي
هَوْلَاءَ بَوَجْهِ)).

[طرفاء فی: ۶۰۵۸، ۷۱۷۹]۔

۳۴۹۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
السُّعْفَرِيُّ عَنْ أَبِي الزُّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ

(۳۴۹۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے مغیرہ بن
عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور

ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اس (خلافت کے) معاملے میں لوگ قریش کے تابع ہیں۔ عام مسلمان قریشی مسلمانوں کے تابع ہیں جس طرح ان کے عام کفار قریشی کفار کے تابع رہتے چلے آئے ہیں۔

(۳۴۹۶) اور انسانوں کی مثال کھن کی طرح ہے۔ جو لوگ جاہلیت کے دور میں شریف تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی شریف ہیں جب کہ انہوں نے دین کی سمجھ بھی حاصل کی ہو تم دیکھو گے کہ بہترین اور لائق وہی ثابت ہوں گے جو خلافت و امارت کے عہدے کو بہت زیادہ ناپسند کرتے رہے ہوں، یہاں تک کہ وہ اس میں گرفتار ہو جائیں۔

معلوم ہوا اسلام میں شرافت کی بنیاد دینی علوم اور ان میں فتاہت حاصل کرنا ہے جو مسلمان عالم دین اور فقیہ ہوں وہی عند اللہ شریف ہیں۔ دینی فتاہت سے کتب و سنت کی فتاہت مراد ہے۔ رائے و قیاس کی فتاہت محض ایلیسی طریق کار ہے۔ اولاد آدم کے لئے کتب و سنت کے ہوتے ہوئے ایلیسی طریق کار کی ضرورت نہیں۔

(۳۴۹۷) ہم سے مسدود نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے عبد الملک نے بیان کیا، ان سے طاؤس نے، ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، ”الا المودة فی القربی“ کے متعلق (طاؤس نے) بیان کیا کہ قریش کی کوئی شاخ ایسی نہیں تھی جس میں آنحضرت ﷺ کی قرابت نہ رہی ہو اور اسی وجہ سے یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ میرا مطالبہ صرف یہ ہے کہ تم لوگ میری اور اپنی قرابت داری کا لحاظ کرو۔

اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ شاید چونکہ اس حدیث میں رشتہ داری کا بیان ہے اور رشتہ داری کا پہچانا نسب کے پہچانے پر موقوف ہے۔ اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں یہ حدیث بیان کی۔ (وحیدی)

(۳۴۹۸) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے اور ان سے ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا اسی طرف سے فتنے انھیں گے یعنی مشرق سے اور بے وفائی اور سخت دلی ان لوگوں میں

أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ((النَّاسُ تَبِعَ لِقُرَيْشٍ فِي هَذَا الشَّانِ مُسْلِمُهُمْ تَبِعَ لِمُسْلِمِهِمْ، وَكَافِرُهُمْ تَبِعَ لِكَافِرِهِمْ)).

۳۴۹۶ - ((وَالنَّاسُ مَعَادِنٌ: خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقَهُوا، تَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّ النَّاسِ كِرَاهِيَةً لِهَذَا الشَّانِ حَتَّى يَقَعَ فِيهِ)).

[راجع: ۳۴۹۳]

۳۴۹۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ۖ إِلَّا الْمَوْدَةَ فِي الْقُرْبَى ۖ قَالَ: فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: قُرْبَى مُحَمَّدٍ ﷺ، فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا وَلَهُ فِيهِ قَرَابَةٌ، فَزَلْتُ عَلَيْهِ، إِلَّا أَنْ تَصِلُوا قَرَابَةَ بَنِي وَبَيْنَكُمْ)). [طرفہ فی: ۴۸۱۸].

۳۴۹۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((مِنْ هَا هُنَا جَاءَتِ الْفِتْنُ نَحْوُ الْمَشْرِقِ، وَالْجَفَاءُ وَغِلْظُ الْقُلُوبِ فِي الْقَدَائِزِ

أَهْلُ الْوَبَرِ عِنْدَ أَصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ ہے جو اونٹوں اور گایوں کی دم کے پاس چلاتے رہتے ہیں یعنی ربیعہ وَالْبَقَرِ فِي رِبْعَةٍ وَمُضَرٍّ)۔ اور مضر کے لوگوں میں۔

[راجع: ۳۳۰۲]

تَشْرِیح ربیعہ اور مضر قبیلے کے لوگ بہت مالدار اور زراعت پیشہ تھے۔ ایسے لوگوں کے دل سخت اور بے رحم ہوتے ہیں۔ اس حدیث اور اس کے بعد والی حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ اس حدیث میں ربیعہ اور مضر کی برائی بیان کی تو دوسرے قبیلے والوں کی تعریف نکلی اور بعد والی حدیث میں یمن والوں اور بکریوں والوں کی تعریف ہے اور یہ ترجمہ باب ہے (وحیدی) فرمان نبوی کے مطابق آئندہ زمانوں میں مشرقی ممالک سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو بھی فتنے اٹھے وہ تفصیل طلب ہیں جنہوں نے اپنے دور میں اسلام کو شدید ترین نقصانات پہنچائے۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔

۳۴۹۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ((الْفَخْرُ وَالْخِيَلَاءُ فِي الْفُلُودَيْنِ أَهْلُ الْوَبَرِ، وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ، وَالْإِيمَانُ يَمَانُ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ)) . قَالَ : أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : سَمِعْتُ الْيَمَنَ لِأَنَّهَا عَنْ يَمِينِ الْكَعْبَةِ، وَالشَّامُ عَنْ يَسَارِ الْكَعْبَةِ، وَالْمَشَامَةُ الْمَيْسَرَةُ، وَالْيَدُ الْيُسْرَى : الشُّؤْمَى، وَالْجَانِبُ الْاَيْسَرُ الْأَشَامُ.

(۳۴۹۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ فخر اور تکبر ان چیننے اور شور مچانے والے اونٹ والوں میں ہے اور بکری چرانے والوں میں نرم دلی اور ملائمت ہوتی ہے اور ایمان تو یمن میں ہے اور حکمت (حدیث) بھی یمنی ہے۔ ابو عبد اللہ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ یمن کا نام یمن اس لئے ہوا کہ یہ کعبہ کے دائیں جانب ہے اور شام کو شام اس لئے کہتے ہیں کہ یہ کعبہ کے بائیں جانب ہے ”المشامة“ بائیں جانب کو کہتے ہیں۔ بائیں ہاتھ کو ”الشومی“ کہتے ہیں اور بائیں جانب کو ”الاشام“ کہتے ہیں۔

[راجع: ۳۳۰۱]

جیسے سورۃ بلد میں ہے ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ﴾ (البلد: ۱۹) یعنی جن لوگوں نے کفر کیا یہ بائیں جانب والے ہیں۔ جن کو بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ملے گا۔ دور آخر میں یمن میں استاذ الاساتذہ حضرت علامہ امام شوکانی رحمہ اللہ پیدا ہوئے جن کے ذریعہ سے فن حدیث کی وہ خدمات اللہ پاک نے انجام دلائیں جو رہتی دنیا تک یادگار زمانہ رہیں گی۔ نیل الاوطار آپ کی مشہور ترین کتاب ہے جو شرح حدیث میں ایک عظیم درجہ رکھتی ہے۔ غفر اللہ لہ۔

باب قریش کی فضیلت کا بیان

۲- بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ

تَشْرِیح قریش نضر بن کنانہ کی اولاد کو کہتے ہیں اور کلبی سے منقول ہے کہ مکہ کے رہنے والے اپنے آپ کو قریش سمجھتے اور نضر کی بقی اولاد کو قریش نہ جانتے۔ جب آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا نضر بن کنانہ کی اولاد بھی قریش میں ہے، اکثر علماء کا یہی قول ہے۔ کہتے ہیں قریش ایک دریائی جانور کا نام ہے جو دریا کے دوسرے سب جانوروں کو کھا لیتا ہے۔ یہ ان سب کا سردار

ہے۔ اسی طرح قریش بھی عرب کے سب قبیلوں کے سردار تھے۔ اس لئے ان کا نام قریش ہوا۔ بعض نے کہا کہ جب قصی نے خزاہ کے لوگوں کو حرم سے باہر کیا تو باقی لوگ سب ان کے پاس جمع ہوئے اس لئے ان کا نام قریش ہوا جو تفرش سے نکلا ہے جس کے معنی جمع ہونے کے ہیں۔ قریش کی وجہ تسمیہ سے متعلق کچھ اور بھی اقوال ہیں جن کو علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں بیان فرمایا ہے۔ مگر زیادہ مستند قول وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ دور حاضر میں ہندوستان میں قریش برادری نے اپنی عظیم تنظیم کے تحت مسلمانان ہند میں ایک بہترین مقام پیدا کر لیا ہے۔ جنوبی ہند میں یہ لوگ کافی تعداد میں آباد ہیں۔ شمالی ہند میں بھی کم نہیں ہیں۔ ان کے ذیل ذول حلیہ وغیرہ سے قریش عرب کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ جہاں تک تاریخی حقائق کا تعلق ہے قریش کے کچھ لوگ شروع زمانہ اسلام میں اسلامی قوتوں کے ساتھ ہندوستان آئے اور یہیں ان لوگوں نے اپنا وطن بنالیا اور بیشتر نے یہاں کے حالات کے تحت حلال چوپایوں کا تجارتی دھندا اختیار کر لیا نیز ایسے ہی حلال جانوروں کا ذبیحہ کر کے ان کے گوشت کی تجارت کو اپنالیا اسلامی نقطہ نظر سے یہ کوئی مذموم پیشہ نہ تھا بلکہ مسلمانان ہند کی ایک شدید ضرورت تھی جسے خدا نے ان لوگوں کے ہاتھوں انجام دلایا اور الحمد للہ آج تک یہ لوگ اسی خدمت کے ساتھ ملک میں ملی حیثیت سے بہترین اسلامی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللہم زد فرد آمین۔

(۳۵۰۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ محمد بن جبیر بن مطعم بیان کرتے تھے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہ بات پہنچی جب وہ قریش کی ایک جماعت میں تھے کہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ عنقریب (قرب قیامت میں) بنی قحطان سے ایک حکمران اٹھے گا۔ یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ غصے ہو گئے۔ پھر آپ خطبہ دینے اٹھے اور اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق حمد و ثناء کے بعد فرمایا، لوگو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض لوگ ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جو نہ تو قرآن مجید میں موجود ہیں اور نہ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں۔ دیکھو! تم میں سب سے جاہل یہی لوگ ہیں۔ ان سے اور ان کے خیالات سے بچتے رہو جن خیالات نے ان کو گمراہ کر دیا ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ سنا ہے کہ یہ خلافت قریش میں رہے گی اور جو بھی ان سے دشمنی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سرنگوں اور نہا کر دے گا جب تک وہ (قریش) دین کو قائم رکھیں گے۔

۳۵۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ بْنُ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ - وَهُوَ عِنْدَهُ فِي وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ - أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنَ الْعَاصِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُونُ مَلِكًا مِنْ قَحْطَانَ، فَغَضِبَ مُعَاوِيَةُ، فَقَامَ فَأَنشَأَ عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رَجُلًا مِنْكُمْ يَتَحَدَّثُونَ أَحَادِيثَ لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ، وَلَا تُؤْتَرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأُولَئِكَ جُهَاكُمُ، فَإِيَّاكُمْ وَالْأَمَانِيَّ الَّتِي تُصِلُ أَهْلَهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ، لَا يُعَادِيهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَهُهُ اللَّهُ عَلَى وَجْهِهِ، مَا أَقَامُوا الدِّينَ)).

[طرفہ بی : ۷۱۳۹]۔

تشریح قریش جب دین اور شریعت کو چھوڑ دیں گے تو ان میں سے خلافت بھی جاتی رہے گی۔ آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ پانچ سو برس تک خلافت بنو امیہ اور بنو عباسیہ میں قائم رہی جو قریشی تھے۔ جب انہوں نے شریعت پر چلنا چھوڑ دیا تو ان کی خلافت چھن گئی اور دوسرے لوگ بادشاہ بن گئے۔ جب سے آج تک پھر قریش کو خلافت اور سرداری نہیں ملی۔ عبد اللہ بن عمرو نے جو حدیث روایت کی ہے وہ اس کے خلاف نہیں ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے قریب ایک قحطانی عرب کا بادشاہ

ہو گا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ ذی مخبر حبشی سے بھی مرفوعاً مروی ہے کہ حکومت قریش سے پہلے میر میں تھی اور پھر ان میں چلی جائے گی۔ اس کو احمد اور طبرانی نے نکالا ہے۔ قطان یمن میں ایک مشہور قبیلہ ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو محمد بن جبیر والی حدیث کا علم نہ تھا، اس لئے انہیں شبہ ہوا اور ان سخت لفظوں میں اس پر نوٹس لیا مگر ان کا یہ نوٹس صحیح نہ تھا کیونکہ یہ حدیث صحیح ہے اور رسول اللہ ﷺ سے سند صحیح کے ساتھ ثابت ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

۳۵۰۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزَالُ هَذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمْ اثنان)). [طرفہ بی: ۷۱۴۰]

۳۵۰۱) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، یہ خلافت اس وقت تک قریش کے ہاتھوں میں باقی رہے گی جب تک کہ ان میں دو آدمی بھی باقی رہیں۔

شیخ | امام نوویؒ نے کہا ہے کہ اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ خلافت قریش سے خاص ہے اور قیامت تک سوا قریشی کے غیر قریشی سے خلافت کی بیعت کرنا درست نہیں اور صحابہ کے زمانہ میں اس پر اجماع ہو چکا ہے اور اگر کسی زمانہ میں قریشی کے سوا اور کسی قوم کا شخص بادشاہ بن بیٹھا ہے تو اس نے قریشی خلیفہ سے اجازت لی ہے اور اس کا نائب بن کر رہا ہے (وحیدی)

۳۵۰۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ ابْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغَطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا، وَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةِ وَاحِدَةٍ. لَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ)).

۳۵۰۲) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابن مسیب نے اور ان سے جبیر بن مطعم نے بیان کیا کہ میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما دونوں مل کر آنحضرت ﷺ کے پاس گئے اور ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! بنو مطلب کو تو آپ نے عطا فرمایا اور ہمیں (بنی امیہ کو) نظر انداز کر دیا حالانکہ آپ کے لئے ہم اور وہ ایک ہی درجے کے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا (یہ صحیح ہے) مگر بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی ہیں۔

[راجع: ۳۱۴۰]

۳۵۰۳- وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ مُحَمَّدٌ عَنْ غُرَّةِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: ذَهَبَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ مَعَ أَنَاسٍ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ إِلَى عَائِشَةَ، وَكَانَ أَرْقَى شَيْءٍ عَلَيْهِمْ، لِقَرَابَتِهِمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. [طرفہ بی: ۳۵۰۵، ۶۰۷۳]

۳۵۰۳) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے ابو الاسود محمد نے بیان کیا اور ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بنی زہرہ کے چند لوگوں کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنی زہرہ کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آتی تھیں کیونکہ ان لوگوں کی رسول اللہ ﷺ سے قربت تھی۔

بنو امیہ اور بنو مطلب دونوں ایک ہی قبیلہ کی دو شاخیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی والدہ ماجدہ آمنہ کا تعلق بنی زہرہ سے ہے۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔

(۳۵۰۴) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا اور ان سے سعد بن ابراہیم نے (دوسری سند) یعقوب بن ابراہیم نے کہا کہ ہمارے والد نے ہم سے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے، کہا مجھ سے عبد الرحمن بن ہرمز الاعرج نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم، اشجع اور غفار ان سب قبیلوں کے لوگ میرے خیر خواہ ہیں اور ان کا بھی اللہ اور اس کے رسول کے سوا کوئی حمایتی نہیں ہے۔

۳۵۰۴- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ هُرْمَزٍ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَأَشْجَعُ وَغِفَارٌ مَوَالِي، لَيْسَ لَهُمْ مَوْلَى دُونَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ)).

[طرفہ فی : ۳۵۱۲]

دوسری سند مذکورہ سے یہ حدیث نہیں ملی البتہ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یعقوب سے، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے صالح سے، انہوں نے اعرج سے۔

(۳۵۰۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، کہا کہ مجھ سے ابو الاسود نے، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کو سب سے زیادہ محبت تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رزق بھی ان کو ملتا وہ اسے صدقہ کر دیا کرتی تھیں۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے (کسی سے) کہا ام المؤمنین کو اس سے روکنا چاہئے (جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کی بات پہنچی) تو انہوں نے کہا، کیا اب میرے ہاتھوں کو روکا جائے گا۔ اب اگر میں نے عبد اللہ سے بات کی تو مجھ پر نذر واجب ہے۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو راضی کرنے کے لئے) قریش کے چند لوگوں اور خاص طور سے رسول اللہ ﷺ کے نانمالی رشتہ داروں (بنو زہرہ) کو ان کی خدمت میں معافی کی سفارش کے لئے بھیجا لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پھر بھی نہ مائیں۔ اس پر بنو زہرہ نے جو رسول اللہ ﷺ کے ماموں ہوتے تھے اور ان میں عبد الرحمن بن اسود بن عبد یغوث اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب ہم ان کی اجازت سے وہاں جا بیٹھیں تو تم ایک ہی دفعہ آن کر پردہ میں

۳۵۰۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: ((كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَحَبَّ الْبَشَرِ إِلَيَّ عَائِشَةَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ، وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِهَا، وَكَانَتْ لَا تُمَسِّكُ شَيْئًا مِمَّا جَاءَهَا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ تَصَدَّقَتْ. فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: يَنْبَغِي أَنْ يُؤْخَذَ عَلَى يَدَيْهَا، فَقَالَتْ: أَيْؤْخَذُ عَلَى يَدَيَّ؟ عَلَيَّ نَذْرٌ إِنْ كَلِمَتُهُ. فَاسْتَشْفَعَ إِلَيْهَا بِرِجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ، وَبِأَحْوَالِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً، فَاثْمَعَتْ فَقَالَ لَهُ الزُّهْرِيُّونَ أَحْوَالُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنُ عَبْدِ يَغُوثَ وَالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ- إِذَا اسْتَأْذَنَّا

گھس جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ (جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خوش ہو گئیں تو) انہوں نے ان کی خدمت میں دس غلام (آزاد کرانے کیلئے بطور کفارہ قسم) بھیجے اور ام المومنین نے انہیں آزاد کر دیا۔ پھر آپ برابر غلام آزاد کرتی رہیں یہاں تک کہ چالیس غلام آزاد کر دیئے پھر انہوں نے کہا کاش میں نے جس وقت قسم کھائی تھی (منت مانی تھی) تو میں کوئی خاص بیان کر دیتی جس کو کر کے میں فارغ ہو جاتی۔

لَا تَجْعَلِ الْحِجَابَ، فَفَعَلَ، فَلَا رَسْلَ إِلَيْهَا
بَعَثَ رِقَابَ، فَأَغْنَتْهُمْ، ثُمَّ لَمْ تَزَلْ
تُعَيِّقُهُمْ حَتَّى بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ، وَقَالَتْ:
وَوَدْتُ أَنِّي جَعَلْتُ -حِينَ خَلَفْتُ-
عَمَلًا أَغْنِيَهُ فَأَلْفَرُغَ مِنْهُ)).

[راجع: ۳۵۰۳]

یعنی صاف یوں نذر مانتی کہ ایک غلام آزاد کروں گی یا اتنے مسکینوں کو کھانا کھلاؤں گی تو دل میں تردد نہ رہتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مہم منت مانی اور کوئی تفصیل بیان نہیں کی، اس لئے احتیاطاً چالیس غلام آزاد کئے۔ اس سے بعض علماء نے دلیل لی ہے کہ مجمل نذر درست ہے مگر وہ اس میں ایک قسم کا کفارہ کافی سمجھتے ہیں۔ یہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں لیکن ان کی تعلیم و تربیت بچپن ہی سے ان کی سگی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کی تھی۔

۳- بَابُ نَزْلِ الْقُرْآنِ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ

یعنی قریش جو عربی ماوری طور پر جس محاورہ اور جس لب و لہجہ کے ساتھ بولتے ہیں اسی طرز پر قرآن شریف نازل ہوا۔ یہ اس لئے بھی کہ خود رسول اللہ ﷺ عربی قریشی ہیں۔ لہذا ضروری ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پر خود ان کی ماوری زبان میں کلام الہی نازل کیا جائے تاکہ پہلے وہ خود اسے بخوبی سمجھیں پھر ساری دنیا کو احسن طریق پر سمجھا سکیں۔ ایسا ہی ہوا جیسا کہ حیات نبوی کو بطور شہادت پیش کیا جاسکتا ہے۔

(۳۵۰۶) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، سعید بن عاص اور عبد الرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ کو بلایا (اور ان کو قرآن مجید کی کتابت پر مقرر فرمایا۔ چنانچہ ان حضرات نے) قرآن مجید کو کئی مصحفوں میں نقل فرمایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (ان چاروں میں سے) تین قریشی صحابہ سے فرمایا تھا کہ جب آپ لوگوں کا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے (جو مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے) قرآن کے کسی مقام پر (اس کے کسی محاورے میں) اختلاف ہو جائے تو اس کو قریش کے محاورے کے مطابق لکھنا۔ کیونکہ قرآن شریف قریش کے محاورہ میں نازل ہوا ہے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

۳۵۰۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ أَنَسٍ: ((أَنَّ عُثْمَانَ دَعَا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ
وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ
وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ
فَتَسَخَّرُوهُا فِي الْمَصَاحِفِ، وَقَالَ عُثْمَانُ
لِلرُّفُطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ
وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ
فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ
بِلِسَانِهِمْ. فَفَعَلُوا ذَلِكَ)).

[طرفاء فی: ۴۹۸۴، ۴۹۸۷]

﴿تَنْبِيْهُ﴾ ہوا یہ کہ قرآن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تمام صحابہ کے اتفاق سے جمع ہو چکا تھا، وہی قرآن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کے پاس رہا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ حضرت عثمان نے وہی قرآن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے منگوا کر اس کی نقلیں مذکورہ بالا لوگوں سے لکھوائیں اور ایک ایک نقل عراق، مصر، شام اور ایران وغیرہ ملکوں میں روانہ کر دیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جو جامع قرآن کہتے ہیں وہ اسی وجہ سے کہ انہوں نے قرآن کی نقلیں صاف خطوں سے لکھوا کر ملکوں میں روانہ کیں، یہ نہیں کہ قرآن ان کے وقت میں جمع ہوا۔ قرآن آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ہی جمع ہو چکا تھا جو کچھ متفرق رہ گیا تھا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سب ایک جگہ جمع کر دیا گیا۔ یہاں باب کا مقصد قریش کی فضیلت بیان کرنا ہے کہ قرآن مجید ان کے محاورے کے مطابق نازل ہوا۔

۴- بَابُ نِسْبَةِ الْيَمَنِ إِلَى إِسْمَاعِيلَ
قَبِيلُهُمْ أَسْلَمُ بْنُ الْأَصَمِيِّ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ
عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ مِنْ خُرَاعَةَ.

باب یمن والوں کا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہونا
قبیلہ خزاعہ کی شاخ بنو اسلم بن افسی بن حارثہ بن عمرو بن عامر اہل
یمن میں سے ہیں۔

۳۵۰۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ
يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى
قَوْمٍ مِنْ أَسْلَمَ يَتَنَاضَلُونَ بِالسُّوقِ فَقَالَ:
«ارْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ، فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ
رَامِيًا، وَأَنَا مَعَ بَنِي فَلَانٍ - لِأَحَدٍ
الْفَرِيقَيْنِ - فَأَمْسَكُوا بِأَيْدِيهِمْ. فَقَالَ: مَا
لَهُمْ؟» قَالُوا: وَكَيْفَ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَ بَنِي
فُلَانٍ؟ قَالَ: «ارْمُوا، وَأَنَا مَعَكُمْ كُلَّكُمْ».

(۳۵۰۷) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان
سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا
کہ نبی کریم ﷺ قبیلہ اسلم کے صحابہ کی طرف سے گزرے جو بازار
میں تیر اندازی کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا اے اولاد اسماعیل! خوب
تیر اندازی کرو کہ تمہارے بابا حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی تیر انداز تھے
اور آپ نے فرمایا میں فلاں جماعت کے ساتھ ہوں۔ یہ سن کر دوسری
جماعت والوں نے ہاتھ روک لئے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا
بات ہوئی؟ انہوں نے عرض کیا کہ جب آپ دوسرے فریق کے ساتھ
ہو گئے تو پھر ہم کیسے تیر اندازی کریں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم
تیر اندازی جاری رکھو۔ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

[راجع: ۲۸۹۹]

یہ تیر اندازی کرنے والے باشندگان یمن سے تھے۔ رسول کریم ﷺ نے نب کے لحاظ سے انہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف
منسوب فرمایا۔ اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا کہ اہل یمن اولاد اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ اس حدیث کی رو سے آج کل بدوق کی نشاندہی بازی
اور دوسرے جدید اسلحہ کا استعمال کیسے مسلمانوں کے لئے اسی بشارت میں داخل ہے۔ مگر یہ فساد اور غارت گری اور بغاوت کے لئے نہ
ہو۔ ان الله لا يحب المفسدين.

باب

۵- بَابُ

۳۵۰۸- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
بُرَيْدَةَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ أَنَّ أَبَا

(۳۵۰۸) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے
بیان کیا، ان سے حسین بن واقد نے، ان سے عبداللہ بن بریدہ نے
بیان کیا، کہا مجھ سے یحییٰ بن یعمر نے بیان کیا، ان سے ابوالاسود دہلی

نے بیان کیا اور ان سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ جس شخص نے بھی جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا باپ بنایا تو اس نے کفر کیا اور جس شخص نے بھی اپنا نسب کسی ایسی قوم سے ملایا جس سے اس کا کوئی (نسبی) تعلق نہیں ہے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

الْأَسْوَدُ الدَّيْلِيُّ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لغيرِ أَبِيهِ - وَهُوَ يَعْلَمُهُ - إِلَّا كَفَرَ، وَمَنْ ادَّعَى قَوْمًا لَيْسَ لَهُ فِيهِمْ نَسَبٌ فَلْيَتَّبِعُوا مَفْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).

[طرفہ بی : ۶۰۴۵]

مراد وہ شخص ہے جو ایسا کرنا درست سمجھے یا یہ بطور تعظیم کے ہے۔ یا کفر سے ناگہری مراد ہے۔ واللہ اعلم۔

(۳۵۰۹) ہم سے علی بن عیاش نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبدالواحد بن عبداللہ نصری نے بیان کیا، کہا کہ میں نے واہلہ بن اسحق رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بڑا بہتان اور سخت جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا باپ کہے یا جو چیز اس نے خواب میں نہیں دیکھی، اس کے دیکھنے کا دعویٰ کرے۔ یا رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی حدیث منسوب کرے جو آپ نے نہ فرمائی ہو۔

۳۵۰۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاشٍ حَدَّثَنَا حَرِيزٌ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّصْرِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ وَائِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنْ مِنْ أَكْظَمِ الْفَرَى أَنْ يَدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ يَرَى عَيْنَهُ مَا لَمْ تَرَ، أَوْ يَقُولُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا لَمْ يَقُلْ)).

تشریح جھوٹا خواب بیان کرنا بیداری میں جھوٹ بولنے سے بڑھ کر گناہ ہے۔ کیونکہ خواب نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ جھوٹا خواب بیان کرنے والا گویا اللہ پر بہتان لگاتا ہے۔ یہی حال جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کا ہے، جو رسول اللہ ﷺ پر الزام لگاتا ہے۔ ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے تو وہ زندہ دوزخی ہے۔ آج کل بہت سے لوگ شیخ، سید، پٹھان فرضی طور پر بن جاتے ہیں ان کو اس ارشاد نبوی پر غور کرنا چاہئے کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے۔

(۳۵۱۰) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے ابو جمرہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے کہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! ہمارا تعلق قبیلہ ربیعہ سے ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان (راستے میں) کفار مضر کا قبیلہ پڑتا ہے۔ اس لئے ہم آپ کی خدمت اقدس میں صرف حرمت کے مہینوں میں ہی حاضر ہو سکتے ہیں۔ مناسب ہوتا اگر آپ ہمیں ایسے احکام بتلا دیتے جن پر ہم خود بھی مضبوطی سے قائم رہیں اور جو لوگ ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں انہیں بھی بتا دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں چار

۳۵۱۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَدِمَ وَفَدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ، قَدْ خَالَتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارٌ مُضَرٌ، فَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي كُلِّ شَهْرٍ حَرَامٍ، فَلَوْ أَمَرْتَنَا بِأَمْرٍ نَأْخُذُهُ عَنْكَ، وَنَبْلُغُهُ مَنْ وَرَاءَنَا. قَالَ ﷺ: ((أَمْرُكُمْ

چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں۔ اول اللہ پر ایمان لانے کا۔ یعنی اس کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور نماز قائم کرنے کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا اور اس بات کا کہ جو کچھ بھی تمہیں مال غنیمت ملے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کو (یعنی امام وقت کے بیت المال کو) ادا کرو اور میں تمہیں دہاء، حتم، نقییر اور مزفت (کے استعمال) سے منع کرتا ہوں۔

بَارِعَ وَأَنهَائَكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: الْإِيمَانِ بِاللَّهِ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِنَاءِ الزَّكَاةِ، وَأَنْ تُؤَدُّوا إِلَى اللَّهِ خُمْسَ مَا غَنِمْتُمْ. وَأَنهَائَكُمْ عَنِ الدَّهَاءِ، وَالْحَتَمِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْمَزْفَتِ)).

[راجع: ۵۳]

یہ حدیث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔ اور اسی کتاب المناقب کے شروع میں اس حدیث کا کچھ حصہ اور اس کے الفاظ کے معانی و مطالب بھی آچکے ہیں۔ باب کی مناسبت یہ ہے کہ آخر عرب کے لوگ یا تو ربیعہ کی شاخ ہیں یا مضر کی اور یہ دونوں حضرت اسماعیل کی اولاد ہیں۔ بعد میں یہ جملہ قبائل مسلمان ہو گئے تھے۔

(۳۵۱۱) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، ان سے سالم بن عبد اللہ نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ منبر پر فرما رہے تھے۔ آگاہ ہو جاؤ اس طرف سے فساد پھولے گا۔ آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کر کے یہ جملہ فرمایا، جدھر سے شیطان کاسینگ طلوع ہوتا ہے۔

۳۵۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا - يَشِيرُ إِلَى الْمَشْرِقِ - مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)). [راجع: ۳۱۰۴]

شیطان طلوع آفتاب کے وقت اپنا سر اس پر رکھ دیتا ہے تاکہ آفتاب پرستوں کا سجدہ شیطان کے لئے ہو جائے۔ علماء نے لکھا ہے یہ حدیث اشارہ ہے ترکوں کے فساد کا جو چنگیز خاں کے زمانے میں ہوا۔ انہوں نے مسلمانوں کو بتا دیا، بغداد کو لوٹا اور خلافت اسلامی کو برباد کر دیا (وحیدی)

باب اسلم، مزینہ، جہینہ، غفار اور

۶- بَابُ ذِكْرِ أَسْلَمَ وَغَفَّارَ وَمُزِينَةَ

اشجع قبیلوں کا بیان

وَجُهَيْنَةَ وَأَشْجَعَ

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ پانچوں قبیلے عرب میں بڑے زور دار قبیلے تھے اور دوسرے قبائل سے پہلے یہی اسلام لائے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے ان کو فضیلت عطا فرمائی۔ ایسے زور آور قبائل کے اسلام قبول کرنے سے عرب میں اشاعت اسلام کا دروازہ کھل گیا اور دوسرے چھوٹے قبائل خوشی خوشی اسلام قبول کرتے چلے گئے کیونکہ عوام اپنے بڑوں کے قدم بہ قدم چلنے والے ہوتے ہیں۔ سچ ہے ﴿يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا﴾ (التصر: ۲)

(۳۵۱۲) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے عبد الرحمن بن ہرمز اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ

۳۵۱۲- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سَفْيَانٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ

علیہ وسلم نے فرمایا، قریش، انصار، حبشہ، مزینہ، اسلم، غفار اور اشجع میرے خیر خواہ ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے سوا اور کوئی ان کا حمایتی نہیں۔

النَّبِيُّ ﷺ: ((قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَحَبَشَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمٌ وَغِفَارٌ وَأَشْجَعُ مُوَالِي، لَيْسَ لَهُمْ مَوْلَى دُونِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ)).

[راجع: ۳۵۰۴]

یہاں یہ سلسلہ تذکرہ قبیلہ آپ نے قریش کا ذکر مقدم فرمایا۔ اس سے بھی قریش کی برتری ثابت ہوتی ہے۔

(۳۵۱۳) ہم سے محمد بن غریز زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا۔ ان سے ان کے والد نے، ان سے صالح نے، ان سے نافع نے اور انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا، قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی اور قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا اور قبیلہ عصبہ نے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

۳۵۱۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ هُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ عَلَى الْمُنْبَرِ: ((غِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ، وَعُصْبَةُ عُصَّتِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ)).

قبیلہ غفار والے عہد جاہلیت میں حاجیوں کا مال چراتے، چوری کرتے۔ اسلام لانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو معاف کر دیا اور قبیلہ عصبہ والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ سے عہد کر کے غدار کی اور بڑے معونہ والوں کو شہید کر دیا۔ شہداء بڑے معونہ کے حالات کسی دوسرے مقام پر تفصیل سے مذکور ہو چکے ہیں۔

(۳۵۱۴) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الوہاب ثقفی نے خبر دی، انہیں ایوب نے، انہیں محمد نے، انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا اور قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی۔

۳۵۱۴- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللَّهُ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا)).

(۳۵۱۵) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا (دوسری سند) امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا اور مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن مہدی نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے عبد الملک بن عمیر نے، ان سے عبد الرحمن بن ابی بکرہ نے اور ان سے ان کے والد ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتاؤ، کیا حبشہ، مزینہ، اسلم اور غفار کے قبیلے بنی تمیم، بنی اسد، بنی عبد اللہ بن غطفان اور بنی عامر بن صعصعہ کے

۳۵۱۵- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنِي ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَرَأَيْتُمْ أَنْ كَانَ جُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي أَسَدٍ وَمِنْ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

مقابلے میں بہتر ہیں؟ ایک شخص (اقرع بن حابس) نے کہا کہ وہ توجاہ و برباد ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں یہ چاروں قبیلے بنو تمیم، بنو اسد، بنو عبد اللہ بن غطفان اور بنو عامر بن صعصعہ کے قبیلوں سے بہتر ہیں۔

غُطَفَانُ وَمِنْ بَنِي عَامِرٍ بْنِ صَعْصَعَةَ؟))
لَقَالَ رَجُلٌ: خَابُوا وَخَسِرُوا. لَقَالَ: ((هُمْ
خَيْرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ أَسَدٍ وَمِنْ بَنِي
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غُطَفَانٍ وَمِنْ بَنِي عَامِرٍ بْنِ
صَعْصَعَةَ)). [طرفاء فی: ۳۵۱۶، ۶۶۳۵].

جاہلیت کے زمانے میں جہینہ، مزینہ، اسلم اور غفار کے قبیلے بنی تمیم، بنی اسد، بنی عبد اللہ بن غطفان اور بنی عامر بن صعصعہ وغیرہ قبیلوں سے کم درجہ کے سمجھے جاتے تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو انہوں نے اسے قبول کرنے میں پیش قدمی کی، اس لئے شرف فضیلت میں بنو تمیم وغیرہ قبال سے یہ لوگ بڑھ گئے۔

(۳۵۱۶) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابی یعقوب نے بیان کیا، انہوں نے عبد الرحمن بن ابی بکرہ سے سنا، انہوں نے اپنے والد سے کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ سے ان لوگوں نے بیعت کی ہے کہ جو حاجیوں کا سامان چرایا کرتے تھے یعنی اسلم اور غفار اور مزینہ کے لوگ۔ محمد بن ابی یعقوب نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں عبد الرحمن نے جہینہ کا بھی ذکر کیا۔ شعبہ نے کہا کہ یہ شک محمد بن ابی یعقوب کو ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تلاؤا اسلم، غفار، مزینہ اور میں سمجھتا ہوں جہینہ کو بھی کہا یہ چاروں قبیلے بنی تمیم، بنی عامر اور اسد اور غطفان سے بہتر نہیں ہیں؟ کیا یہ (مؤخر الذکر) خراب اور برباد نہیں ہوئے؟ اقرع نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ ان سے بہتر ہیں۔

۳۵۱۶ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي
يَعْقُوبَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ
أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ أَبِي
حَابِسٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّمَا تَابَعْتُ سُرَاقَ
الْحَجِيجِ مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارٍ وَمُزَيْنَةَ -
وَأَحْسِبُهُ وَجُهَيْنَةَ، ابْنُ يَعْقُوبَ شَكَّ -
قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَرَأَيْتَ أَنْ كَانَ أَسْلَمَ
وَغِفَارٌ وَمُزَيْنَةُ وَأَحْسِبُهُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِنْ
بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ بَنِي عَامِرٍ وَأَسَدٍ وَغُطَفَانٍ
خَابُوا وَخَسِرُوا؟ قَالَ: نَعَمْ. وَالَّذِي نَفْسِي
بِيَدِهِ إِنَّهُمْ لَخَيْرٌ مِنْهُمْ)). [راجع: ۳۵۱۵]

(۳۵۱۶) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے محمد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قبیلہ اسلم، غفار اور مزینہ اور جہینہ کے کچھ لوگ یا انہوں نے بیان کیا کہ مزینہ کے کچھ لوگ یا (بیان کیا کہ) جہینہ کے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یا بیان کیا کہ قیامت کے دن قبیلہ اسد، تمیم، ہوازن اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

۳۵۱۶ م - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ
عَنْ حَمَادٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَ: أَسْلَمَ
وَغِفَارٌ وَشَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ، أَوْ قَالَ
: شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ - خَيْرٌ عِنْدَ
اللَّهِ - أَوْ قَالَ: يَوْمَ الْقِيَامَةِ - مِنْ أَسَدٍ
وَتَمِيمٍ وَهَوَازِنَ وَغُطَفَانٍ)).

باب ایک مرد قحطانی کا تذکرہ

(۳۵۱۷) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ اوسلی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے ثور بن زید نے، ان سے ابو الغیث نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ قبیلہ قحطان میں ایک ایسا شخص پیدا نہیں ہوگا جو لوگوں پر اپنی لامٹی کے زور سے حکومت کرے گا۔

۷- بَابُ ذِكْرِ قَحْطَانَ

۳۵۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِقَصَاةٍ)).

[طرفہ بی : ۷۱۱۷]

اس قحطانی شخص کا نام مسلم شریف کی روایت میں بجاہ مذکور ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ قحطانی حضرت امام مہدی کے بعد نکلے گا اور ان ہی کے قدم بہ قدم چلے گا جیسے کہ ابو نعیم نے فقن میں روایت کیا ہے۔ (وحدی) بعض نسخوں میں یہ باب اور بعد کے چند ابواب زمزم کے قصہ کے بعد بیان ہوئے ہیں۔

باب جاہلیت کی سی باتیں کرنا

۸- بَابُ مَا يُنْهَى مِنْ دَعْوَى

منع ہے

الْجَاهِلِيَّةِ

(۳۵۱۸) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن یزید نے خبر دی، کہا ہمیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے عمرو بن دینار نے خبر دی اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ حجاب میں شریک تھے۔ مہاجرین بڑی تعداد میں آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ وجہ یہ ہوئی کہ مہاجرین میں ایک صاحب تھے بڑے دل لگی کرنے والے، انہوں نے ایک انصاری کے سرین پر ضرب لگائی۔ انصاری بہت سخت غصہ ہوا۔ اس نے اپنی برادری والوں کو مدد کے لئے پکارا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان لوگوں نے یعنی انصاری نے کہا، اے قبائل انصار! مدد کو پہنچو! اور مہاجر نے کہا، اے مہاجرین! مدد کو پہنچو! یہ غل سن کر نبی کریم ﷺ (خیمہ سے) باہر تشریف لائے اور فرمایا کیا بات ہے؟ یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟ آپ کے صورت حال دریافت کرنے پر مہاجر صحابی کے انصاری صحابی کو مار دینے کا واقعہ بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا، ایسی جاہلیت کی ناپاک باتیں چھوڑ دو اور

۳۵۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ تَابَ مَعَهُ نَاسٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ حَتَّى كَثُرُوا، وَكَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلٌ لَعَابٌ فَكَسَعَ أَنْصَارِيًّا، فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ غَضَبًا شَدِيدًا حَتَّى تَدَاعَوْا، وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لِلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لِلْمُهَاجِرِينَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا بَالُ دَعْوَى أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ؟ ثُمَّ قَالَ: مَا شَأْنُهُمْ؟)) فَأَخْبَرَ بِكَسَعَةِ الْمُهَاجِرِيِّ الْأَنْصَارِيَّ. قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعُوهَا فَإِنَّهَا

عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) نے کہا کہ یہ مہاجرین اب ہمارے خلاف اپنی قوم والوں کو دہائی دینے لگے۔ مدینہ پہنچ کر ہم سمجھ لیں گے۔ عزت دار ذلیل کو یقیناً نکال باہر کر دے گا۔ حضرت عمرؓ نے اجازت چاہی یا رسول اللہ ﷺ! ہم اس ٹپاک پلید عبداللہ بن ابی کو قتل کیوں نہ کر دیں؟ لیکن آپ نے فرمایا ایسا نہ ہونا چاہئے کہ لوگ کہیں کہ محمد ﷺ اپنے لوگوں کو قتل کر دیا کرتے ہیں۔

خَبِيرَةُ)). وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي سَلُولٍ: أَقَدْ تَدَاعَوْا عَلَيْنَا؟ لَأَنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ. فَقَالَ عُمَرُ: أَلَا نَقْتُلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الْخَبِيثَ؟ لَعَبْدِ اللَّهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَنْحَدِثُ النَّاسُ أَنَّهُ كَانَ يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ)).

[طرفاء ب: ۴۹۰۵، ۴۹۰۷]

گو عبداللہ بن ابی مردود منافق تھا مگر ظاہر میں مسلمانوں میں شریک رہتا۔ اس لئے آپ کو یہ خیال ہوا کہ اس کے قتل سے ظاہرین لوگ جو اصل حقیقت سے واقف نہیں ہیں یہ کہنے لگیں گے کہ پیغمبر صاحب اپنے ہی لوگوں کو قتل کر رہے ہیں اور جب یہ مشہور ہو جائے گا تو دوسرے لوگ اسلام قبول کرنے میں تامل کریں گے۔ اسی منافق اور اس کے حواریوں سے متعلق قرآن پاک میں سورہ منافقون نازل ہوئی جس میں اس مردود کا یہ قول بھی محقول ہے کہ مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلیل لوگوں (یعنی مکہ کے مہاجر ننانوں) کو نکال دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے خود اسی کو ہلاک کر کے تباہ کر دیا اور مسلمان بفضلہ تعالیٰ فاتح مدینہ قرار پائے۔ اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مصلحت اندیشی بھی ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے: دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔

۳۵۱۹- حَدَّثَنِي ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((وَعَنْ سُفْيَانَ عَنْ زَيْتَبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)). [راجع: ۱۲۹۴]

۳۵۱۹- ہم سے ثابت بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے عبداللہ بن مرہ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور سفیان نے زید سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے مسروق سے اور انہوں نے حضرت عبداللہؓ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو (نوحہ کرتے ہوئے) اپنے رخسار پیٹے، گریبان پھاڑا لے اور جاہلیت کی پکار پکارے:

اگر ان کاموں کو درست جان کر کرتا ہے تو وہ اسلام سے خارج ہے ورنہ یہ تعظیظ کے طور پر فرمایا کہ وہ مسلمانوں کی روش پر نہیں

ہے۔

باب قبیلہ خزاعہ کا بیان

۹- بابُ قِصَّةِ خَزَاعَةَ

خزاعہ عرب کا ایک مشہور قبیلہ ہے۔ ان کے نسب میں اختلاف ہے مگر اس پر اتفاق ہے کہ وہ عمرو بن لُحی کی اولاد ہیں۔ ان کا چچا اسلم تھا جو قبیلہ اسلم کا جد اعلیٰ ہے۔ ابن اسحاق کی روایت میں یوں ہے اسی نے بتوں کو نصب کیا۔ سائبہ چھوڑ دیا، بحیرہ اور وسیلہ اور حام نکالا۔ کہتے ہیں کہ یہ عمرو بن لُحی شام کے ملک میں گیا۔ وہاں کے بت پرستوں سے ایک بت مانگ لایا اور اسے کعبہ میں لا کر کھڑا کیا، اسی کا نام سہیل تھا اور ایک شخص اساف نامی نے نائلہ نامی ایک عورت سے خاص کعبہ میں زنا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پتھر

کر دیا۔ عمرو بن لُحی نے ان کو لے کر کعبہ میں کھڑا کر دیا۔ جو لوگ کعبہ کا طواف کرتے وہ اساف کے بوسے سے شروع کرتے اور ناکلہ کے بوسے پر ختم کرتے، بعض کہتے ہیں، ایک شیطان جن ابو ثامہ نامی عمرو بن لُحی کا رفیق تھا، اس نے عمرو بن لُحی سے کہا کہ جدہ میں جاؤ وہاں سے بت اٹھا لاؤ اور لوگوں سے کہو کہ وہ ان کی پوجا کیا کریں، وہ جدہ گیا۔ وہاں ان بتوں کو پایا جو حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں پوجے جاتے تھے یعنی ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسران کو مکہ اٹھا لایا۔ لوگوں سے کہا ان کی پوجا کرو۔ اس طرح عرب میں بت پرستی جاری ہوئی۔ خدا کی مار اس بے وقوف پر۔ آپ بھی آفت میں پڑا اور قیامت تک ہزار ہا لوگوں کو آفت میں پھنسیا۔ اگر آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی عرب میں ظہور نہ کرتی تو عرب بھی تک بت پرستی میں گرفتار رہتے (وحیدی)

اسلامی دور میں شروع سے اب تک حجاز مقدس بت پرستی سے پاک رہا ہے۔ مگر کچھ عرصہ قبل حجاز خصوصاً حرمین شریفین میں قبور بزرگان کی پرستش کا سلسلہ جاری تھا وہاں کے بت سے معلم لوگ حاجیوں کو زیارت کے بہانے سے محض اپنے مفاد کے لئے قبور پر لے جاتے اور وہاں نذر و نیاز کا سلسلہ جاری ہوتا۔ الحمد للہ آج سعودی حکومت نے حرمین شریفین کو اس قسم کی جملہ شرکیہ خرافات اور بدعات سے پاک کر کے وہاں خالص توحید کی بنیاد پر اسلام کو استحکام بخشا ہے۔ اللہم ایدہ بنصرک العزیز آمین۔

۳۵۲۰- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصْبَةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((عُمَرُو بْنُ لُحَيٍّ بْنِ قَمْعَةَ بْنِ خَنْدِفٍ أَبُو خُزَاعَةَ)).

(۳۵۲۰) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا، کہا ہم کو اسرائیل نے خبر دی، انہیں ابو حصین نے، انہیں ابو صالح نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرو بن لُحی بن قمعہ بن خندف قبیلہ خزاعہ کا باپ تھا۔

۳۵۲۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: ((الْبَحِيرَةُ الَّتِي يُنْعَقُ دَرُهَا لِلطَّوَاغِيتِ وَلَا يَخْلُبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَالسَّائِبَةِ الَّتِي كَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لِأَلِهَتِهِمْ فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ)). قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَأَيْتُ عُمَرُو بْنَ عَامِرٍ بْنِ لُحَيٍّ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَةً فِي النَّارِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَابِ)).

(۳۵۲۱) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے سعید بن مسیب سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ بحیرہ وہ اونٹنی جس کے دودھ کی ممانعت ہوتی تھی، کیونکہ وہ بتوں کے لئے وقف ہوتی تھی۔ اس لئے کوئی بھی شخص اس کا دودھ نہیں دوہتا تھا اور سائبہ اسے کہتے جس کو وہ اپنے معبودوں کے لئے چھوڑ دیتے اور ان پر کوئی بوجھ نہ لادتا اور نہ کوئی سواری کرتا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے عمرو بن عامر بن لُحی خزاعی کو دیکھا کہ جنم میں وہ اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا اور یہی عمرو وہ پہلا شخص ہے جس نے سائبہ کی رسم نکالی۔

جہاں مسلمانوں میں ایسی بد رسمیں آج بھی مروج ہیں کہ اپنے نام نما پیروں اور مرشدوں کے نام پر جانور چھوڑ دیتے ہیں جیسے خواجہ کابرا۔ بڑے پیر کے نام کی دیگ۔ پھر ان کے لئے ایسے ہی خاص رسوم مروج ہیں کہ ان کو فلاں کھائے اور فلاں

نہ کھائے۔ یہ سب جہالت اور ضلالت کی باتیں ہیں۔ اللہ پاک ایسے نام نہاد مسلمانوں کو نیک سمجھ عطا کرے کہ وہ کفار کی اس تقلید سے باز آئیں۔

۱۰- بَابُ إِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

باب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

اسلام لانے کا بیان

(۳۵۲۲) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن ممدی نے، کہا ہم سے شعی نے، ان سے ابو جمرہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ابوذر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی انیس سے کہا مکہ جانے کے لئے سواری تیار کر اور اس شخص کے متعلق جو نبی ہونے کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے، میرے لئے خبریں حاصل کر کے لا۔ اس کی باتوں کو خود غور سے سنا اور پھر میرے پاس آنا۔ ان کے بھائی وہاں سے چلے اور مکہ حاضر ہو کر آنحضرت ﷺ کی باتیں خود سنیں پھر واپس ہو کر انہوں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں نے انہیں خود دیکھا ہے، وہ اچھے اخلاق والوں کو حکم کرتے ہیں اور میں نے ان سے جو کلام سنا وہ شعر نہیں ہے۔ اس پر ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا جس مقصد کے لئے میں نے تمہیں بھیجا تھا مجھے اس پر پوری طرح تشفی نہیں ہوئی، آخر انہوں نے خود توشہ باندھا، پانی سے بھرا ہوا ایک پرانا مشکیزہ ساتھ لیا اور مکہ آئے، مسجد الحرام میں حاضری دی اور یہاں نبی کریم ﷺ کو تلاش کیا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے آپ کے متعلق پوچھنا بھی مناسب نہیں سمجھا، کچھ رات گزر گئی کہ وہ لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت علیؑ نے ان کو اس حالت میں دیکھا اور سمجھ گئے کہ کوئی مسافر ہے، علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ میرے گھر پر چل کر آرام کیجئے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلے گئے لیکن کسی نے ایک دوسرے کے بارے میں بات نہیں کی۔ جب صبح ہوئی تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنا مشکیزہ اور توشہ اٹھایا اور مسجد الحرام میں آگئے۔ یہ دن بھی یونہی گزر گیا اور وہ نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھ سکے۔ شام ہوئی تو سونے کی تیاری کرنے

۳۵۲۲- حَدَّثَنِي عُمَرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَخِيهِ: ارْكَبْ إِلَى هَذَا الْوَادِي فَأَعْلَمْ لِي عِلْمَ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ يَأْتِيهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ، وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ انْتَبِهْ. فَانْطَلَقَ الْأَخُ حَتَّى قَدِمَهُ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَبِي ذَرٍّ فَقَالَ لَهُ: رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ، وَكَلَامًا مَا هُوَ بِالشَّعْرِ. فَقَالَ: مَا شَفِيتَنِي مِمَّا أَرَدْتُ. فَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ فِيهَا مَاءٌ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ، فَأَتَى الْمَسْجِدَ. فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعْرِفُهُ، وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ، حَتَّى أَذْرَكَهُ بَعْضُ اللَّيْلِ اضْطَجَعَ فَرَأَاهُ عَلِيٌّ، فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيبٌ. فَلَمَّا رَأَاهُ تَبِعَهُ، فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدًا مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَصْبَحَ، ثُمَّ اخْتَمَلَ قُرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَظَلَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ، وَلَا يَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَمْسَى فَقَادَ إِلَى مَضْجَعِهِ، فَمَرَّ بِهِ عَلِيٌّ فَقَالَ: أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ؟

گئے۔ علیؓ پھر وہاں سے گزرے اور سمجھ گئے کہ ابھی اپنے ٹھکانے جانے کا وقت اس شخص پر نہیں آیا، وہ انہیں وہاں سے پھر اپنے ساتھ لے آئے اور آج بھی کسی نے ایک دوسرے سے بات چیت نہیں کی، تیسرا دن جب ہوا اور علیؓ نے ان کے ساتھ یہی کام کیا اور اپنے ساتھ لے گئے تو ان سے پوچھا کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ یہاں آنے کا باعث کیا ہے؟ ابوذرؓ نے کہا کہ اگر تم مجھ سے پختہ وعدہ کر لو کہ میری راہ نمائی کرو گے تو میں تم کو سب کچھ بتا دوں گا۔ علیؓ نے وعدہ کر لیا تو انہوں نے انہیں اپنے خیالات کی خبر دی۔ علیؓ نے فرمایا کہ بلاشبہ وہ حق پر ہیں اور اللہ کے سچے رسولؐ ہیں اچھا صبح کو تم میرے پیچھے پیچھے میرے ساتھ چلنا۔ اگر میں (راستے میں) کوئی ایسی بات دیکھوں جس سے مجھے تمہارے بارے میں کوئی خطرہ ہو تو میں کھڑا ہو جاؤں گا۔ (کسی دیوار کے قریب) گویا مجھے پیشاب کرنا ہے، اس وقت تم میرا انتظار نہ کرنا اور جب میں پھر چلنے لگوں تو میرے پیچھے آ جانا تاکہ کوئی سمجھ نہ سکے کہ یہ دونوں ساتھ ہیں اور اس طرح جس گھر میں داخل ہوں تم بھی داخل ہو جانا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پیچھے پیچھے چلے تاکہ علیؓ کے ساتھ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے، آپؐ کی باتیں سنیں اور وہیں اسلام لے آئے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا اب اپنی قوم غفار میں واپس جاؤ اور انہیں میرا حال بتاؤ تاکہ جب ہمارے غلبہ کا علم تم کو ہو جائے (تو پھر ہمارے پاس آ جانا) ابوذرؓ نے عرض کیا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان قریشیوں کے مجمع میں پکار کر کلمہ توحید کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے یہاں سے واپس وہ مسجد حرام میں آئے اور بلند آواز سے کہا کہ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔“ یہ سنتے ہی سارا مجمع ٹوٹ پڑا اور اتنا مارا کہ زمین پر لٹا دیا۔ اتنے میں عباسؓ ابوبکرؓ آ گئے اور ابوذرؓ کے اوپر اپنے کو ڈال کر قریش سے کہا افسوس! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے اور

فَأَقَامَهُ، فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ، لَا يَسْأَلُ وَاحِدًا مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّلَاثِ فَعَادَ عَلِيًّا مِثْلَ ذَلِكَ، فَأَقَامَ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ: أَلَا تُحَدِّثُنِي مَا الَّذِي أَقْدَمَكَ؟ قَالَ: إِنْ أُعْطِيتُنِي عَهْدًا وَمِثْلَاقًا لَتُرِيدَنِي فَعَلْتُ، فَفَعَلْتُ، فَأَخْبَرَهُ، قَالَ: فَإِنَّهُ حَقٌّ، وَهُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتَّبِعْنِي، فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّي أُرِيقُ الْمَاءَ، فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتَّبِعْنِي حَتَّى تَدْخُلَ مَذْخِلِي، فَفَعَلْتُ، فَانْطَلَقَ يَقْفُوهُ، حَتَّى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدَخَلَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي)). قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَصْرُخُنَّ بَهَا بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ، فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ، فَتَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ. ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَصَرَّوهُ حَتَّى أَضْجَعُوهُ. وَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكْبَّ عَلَيْهِ قَالَ: وَبَلَّكُمْ، أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ غَفَّارٍ، وَأَنَّ طَرِيقَ تَجَارِكُمْ إِلَى الشَّامِ؟ فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ. ثُمَّ عَادَ مِنَ الْعَدِ لِمِثْلِهَا فَصَرَّوهُ وَتَارَوْا إِلَيْهِ، فَأَكْبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ)).

شام جانے والے تمہارے تاجروں کا راستہ ادھر ہی سے پڑتا ہے۔
اس طرح سے ان سے ان کو بچایا۔ پھر ابوذر رضی اللہ عنہ دوسرے دن مسجد
الحرام میں آئے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ قوم بری طرح ان پر ٹوٹ
پڑی اور مارنے لگے۔ اس دن بھی عباس ان پر اوندھے پڑ گئے۔

باب زمزم کا واقعہ

۱۱- بَابُ قِصَّةِ زَمَزَمَ

بعض نسخوں میں یوں ہے باب قصۃ اسلام ابی ذر الغفاری۔ اور یہی مناسب ہے کیونکہ ساری حدیث میں ان کے مسلمان ہونے کا
قصہ مذکور ہے۔ چونکہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مکہ میں ایک عرصہ تک صرف زمزم کے پانی پر گزارہ کرتے رہے اور اس مبارک پانی نے ان کو
طعام و شراب دونوں کا کام دیا۔ اس اہمیت کے پیش نظر باب قصۃ زمزم کا باب منعقد کیا گیا۔ درحقیقت زمزم کے پانی پر اس طرح گزارہ
کرنا بھی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ایک اہم ترین واقعہ ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ اس طرح مسلسل زمزم پینے سے خوب
مونے تازے ہو گئے تھے۔ فی الواقع اللہ تعالیٰ نے اس مقدس پانی میں یہی تاثیر رکھی ہے۔ راقم الحروف نے اپنے تینوں حج کے مواقع پر
بارہا اس کا تجربہ کیا ہے کہ علی الصباح اس پانی کو تازہ بہ تازہ خوب شکم سیر ہو کر پیا اور دن بھر طبیعت کو سکون اور فرحت حاصل رہی۔
اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہ موقع نصیب کرے۔ دور حاضرہ میں حکومت سعودیہ نے چاہ زمزم پر ایسے ایسے بہترین انتظام کر دیئے ہیں کہ ہر
حاجی مرد و یا عورت جب جی چاہے بہ آسانی تازہ پانی پی سکتا ہے۔ فی الواقع یہ حکومت ایسی مثالی حکومت ہے جس کے لئے جس قدر
دعائیں کی جائیں کم ہیں۔ اللہ پاک اس سعودی حکومت کو مزید استحکام اور ترقی عطا فرمائے آمین۔

(۳۵۲۲م) ہم سے زید نے جو اخزم کے بیٹے ہیں، بیان کیا، کہا ہم
سے ابو قتیبہ سلم بن قتیبہ نے بیان کیا، ان سے ثنی بن سعید قصیر نے
بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو جمرہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام کا واقعہ تمہیں
سناؤں؟ ہم نے عرض کیا ضرور سنائیے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ابوذر
رضی اللہ عنہ نے بتلایا، میرا تعلق قبیلہ غفار سے تھا، ہمارے یہاں یہ خبر پہنچی
تھی کہ مکہ میں ایک شخص پیدا ہوئے ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی
ہیں (پہلے تو) میں نے اپنے بھائی سے کہا کہ اس شخص کے پاس مکہ جا،
اس سے گفتگو کر اور پھر اس کے سہارے حالات آکر مجھے بتا۔ چنانچہ
میرے بھائی خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور آنحضرت ﷺ سے
ملاقات کی اور واپس آگئے۔ میں نے پوچھا کہ کیا خبر لائے؟ انہوں نے
کہا، اللہ کی قسم! میں نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جو اچھے کاموں کے
لئے کتا ہے اور برے کاموں سے منع کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ تمہاری
باتوں سے تو میری تشفی نہیں ہوئی۔ اب میں نے تو شے کا تھیلہ اور

۳۵۲۲م- حَدَّثَنَا زَيْدٌ هُوَ ابْنُ أَخَزَمَ
قَالَ أَبُو قَتِيبَةَ سَلَمُ بْنُ قَتِيبَةَ حَدَّثَنِي
ثَنِي بْنُ سَعِيدٍ الْقَصِيرُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو
جَمْرَةَ قَالَ: ((قَالَ لَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلَا
أَخْبَرُكُمْ بِإِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ؟ قَالَ: قُلْنَا :
بَلَى. قَالَ: قَالَ أَبُو ذَرٍّ: كُنْتُ رَجُلًا مِنْ
غِفَارٍ، قَبَلْنَا أَنَّ رَجُلًا قَدْ خَرَجَ بِمَكَّةَ
يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَقُلْتُ لِأَخِي : انْطَلِقْ
إِلَى هَذَا الرَّجُلِ، كَلِّمُهُ وَأُنَبِّئْ بِخَبَرِهِ.
فَانْطَلَقْتُ فَلَلَيْتُهُ ثُمَّ رَجَعْتُ، فَقُلْتُ: مَا
عِنْدَكَ؟ فَقَالَ: وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا
يَأْمُرُ بِالْخَيْرِ، وَيَنْهَى عَنِ الشَّرِّ. فَقُلْتُ
لَهُ : لِمَ تَشْفِينِي مِنَ الْخَيْرِ، فَأَخَذْتُ
جِرَابًا وَعَصَا. ثُمَّ أَقْبَلْتُ إِلَى مَكَّةَ

چھڑی اٹھائی اور مکہ آگیا۔ وہاں میں کسی کو پہچانتا نہیں تھا اور آپ کے متعلق کسی سے پوچھتے ہوئے بھی ڈر لگتا تھا۔ میں (صرف) زمزم کا پانی پی لیا کرتا تھا اور مسجد حرام میں ٹھہرا ہوا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ علی رضی اللہ عنہ میرے سامنے سے گزرے اور بولے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس شہر میں مسافر ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا جی ہاں۔ بیان کیا کہ تو پھر میرے گھر چلو۔ پھر وہ مجھے اپنے گھر ساتھ لے گئے۔ بیان کیا کہ میں آپ کے ساتھ ساتھ گیا۔ نہ انہوں نے کوئی بات پوچھی اور نہ میں نے کچھ کہا۔ صبح ہوئی تو میں پھر مسجد حرام میں آگیا تا کہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں کسی سے پوچھوں لیکن آپ کے بارے میں کوئی بتانے والا نہیں تھا۔ بیان کیا کہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے سامنے سے گزرے اور بولے کہ کیا ابھی تک آپ اپنے ٹھکانے کو نہیں پاسکے ہیں؟ بیان کیا، میں نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اچھا پھر میرے ساتھ آئیے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا، آپ کا مطلب کیا ہے۔ آپ اس شہر میں کیوں آئے؟ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا، آپ اگر ظاہر نہ کریں تو میں آپ کو اپنے معاملے کے بارے میں بتاؤں۔ انہوں نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ تب میں نے ان سے کہا، ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہاں کوئی شخص پیدا ہوئے ہیں جو نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ میں نے پہلے اپنے بھائی کو ان سے بات کرنے کے لئے بھیجا تھا لیکن جب وہ واپس ہوئے تو انہوں نے مجھے کوئی تشفی بخش اطلاعات نہیں دیں۔ اس لئے میں اس ارادہ سے آیا ہوں کہ ان سے خود ملاقات کروں۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے اچھا راستہ پایا کہ مجھ سے مل گئے، میں انہی کے پاس جا رہا ہوں۔ آپ میرے پیچھے پیچھے چلیں، جہاں میں داخل ہوں آپ بھی داخل ہو جائیں۔ اگر میں کسی ایسے آدمی کو دیکھوں گا جس سے آپ کے بارے میں مجھے خطرہ ہو گا تو میں کسی دیوار کے پاس کھڑا ہو جاؤں گا، گویا کہ میں اپنا جوتا ٹھیک کر رہا ہوں، اس وقت آپ آگے بڑھ جائیں چنانچہ وہ چلے اور میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا اور آخر میں وہ

فَجَعَلْتُ لَا أَعْرِفُهُ، وَأَخْبَرُهُ أَنْ أَسْأَلَ عَنْهُ، وَأَشْرَبُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَأَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ. قَالَ : فَمَرَّ بِي عَلِيٌّ فَقَالَ : كَأَنَّ الرَّجُلَ غَرِيبٌ؟ قَالَ : قُلْتُ : نَعَمْ. قَالَ : فَانْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ. قَالَ : فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ لَا يَسْأَلُنِي عَنْ شَيْءٍ وَلَا أَخْبِرُهُ. فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ لِأَسْأَلَ عَنْهُ، وَلَيْسَ أَحَدٌ يُخْبِرُنِي عَنْهُ بِشَيْءٍ. قَالَ : فَمَرَّ بِي عَلِيٌّ فَقَالَ : أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ يَعْرِفُ مَنْزِلَهُ بَعْدَ؟ قَالَ : قُلْتُ : لَا. قَالَ : انْطَلِقْ مَعِيَ، قَالَ : فَقَالَ : مَا أَمْرُكَ، وَمَا أَقْدَمَكَ هَذِهِ الْبَلَدَ؟ قَالَ : قُلْتُ لَهُ : إِنْ كُنْتُ عَلَيُّ أَخْبَرْتُكَ. قَالَ : فَإِنِّي أَفْعَلُ. قَالَ : قُلْتُ لَهُ : بَلَّغْنَا أَنَّهُ قَدْ خَرَجَ هَا هُنَا رَجُلٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَأَرْسَلْتُ أَخِي لِيَكَلِّمَهُ، فَرَجَعَ وَلَمْ يَشْفِئْنِي مِنَ الْخَبَرِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَلْقَاهُ. فَقَالَ لَهُ : أَمَا إِنَّكَ قَدْ رَشَدْتَ. هَذَا وَجْهِي إِلَيْهِ، فَاتَّبِعْنِي، أَدْخُلْ حَيْثُ أَدْخُلُ، فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ أَحَدًا أَخَافُهُ عَلَيْكَ قُمْتُ إِلَى الْحَائِطِ كَأَنِّي أَصْلِحُ نَفْلِي، وَأَمْضِ أَنْتَ. فَمَضَى وَمَضَيْتُ مَعَهُ، حَتَّى دَخَلْتُ وَدَخَلْتُ مَعَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لَهُ : اغْرُضْ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ، فَعَرَضَهُ، فَأَسْلَمْتُ مَكَانِي. فَقَالَ لِي : ((يَا أَبَا ذَرٍّ أَكْتُمْ هَذَا الْأَمْرَ، وَارْجِعْ إِلَى

ایک مکان کے اندر گئے اور میں بھی ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اندر داخل ہو گیا۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ اسلام کے اصول و ارکان مجھے سمجھا دیجئے۔ آپ نے میرے سامنے ان کی وضاحت فرمائی اور میں مسلمان ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے ابوذر! اس معاملے کو ابھی پوشیدہ رکھنا اور اپنے شہر کو چلے جانا۔ پھر جب تمہیں ہمارے غلبہ کا حال معلوم ہو جائے تب یہاں دوبارہ آنا۔ میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں تو ان سب کے سامنے اسلام کے کلمہ کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ وہ مسجد حرام میں آئے۔ قریش کے لوگ وہاں موجود تھے اور کہا: اے قریش کی جماعت! (سنو) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (ﷺ) قریشیوں نے کہا کہ اس بد دین کی خبر لو۔ چنانچہ وہ میری طرف لپکے اور مجھے اتنا مارا کہ میں مرنے کے قریب ہو گیا۔ اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ آگئے اور مجھ پر گر کر مجھے اپنے جسم سے چھپا لیا اور قریشیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا: ارے نادانو! قبیلہ غفار کے آدمی کو قتل کرتے ہو۔ غفار سے تو تمہاری تجارت بھی ہے اور تمہارے قافلے بھی اس طرف سے گزرتے ہیں۔ اس پر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر جب دوسری صبح ہوئی تو پھر میں مسجد حرام میں آیا اور جو کچھ میں نے کل پکارا تھا اسی کو پھر دہرایا۔ قریشیوں نے پھر کہا: پکڑو اس بد دین کو۔ جو کچھ انہوں نے میرے ساتھ کل کیا تھا وہی آج بھی کیا۔ اتفاق سے پھر عباس بن عبدالمطلب آگئے اور مجھ پر گر کر مجھے اپنے جسم سے انہوں نے چھپا لیا اور جیسا انہوں نے قریشیوں سے کل کہا تھا ویسا ہی آج بھی کہا۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی ابتدا اس طرح سے ہوئی تھی۔

بَلَدِكَ، فَإِذَا بَلَغَكَ ظُهُورُنَا فَأَقْبِلْ)).
فَقُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَصْرُخَنَّ
بِهَذَا بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ. فَجَاءَ إِلَى الْمَسْجِدِ
وَقُرَيْشٌ فِيهِ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ،
إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَقَالُوا: قُومُوا
إِلَى هَذَا الصَّابِئِ، فَقَامُوا: فَضْرَبْتُ
لَأَمُوتَ، فَأَذْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ،
ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: وَيَلَكُمْ، تَقْتُلُونَ
رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ. وَمَنْجَرُكُمْ وَمَمْرُكُمْ
عَلَى غِفَارٍ؟ فَأَقْلَعُوا عَنِّي. فَلَمَّا أَنْ
أَصْبَحْتُ الْغَدَ رَجَعْتُ فَقُلْتُ مِثْلَ مَا
قُلْتُ بِالْأَمْسِ. فَقَالُوا: قُومُوا إِلَى هَذَا
الصَّابِئِ، فَصَنَعَ بَنِي مِثْلَ مَا صَنَعَ
بِالْأَمْسِ، وَأَذْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ
وَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ بِالْأَمْسِ. قَالَ: فَكَانَ
هَذَا أَوَّلَ إِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ رَحِمَهُ اللَّهُ)).

[طرفہ فی : ۳۸۶۱]

قریش کے لوگ ہر سال تجارت اور سوداگری کے لئے ملک شام کو جایا کرتے تھے اور راستہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان غفار کی قوم پڑتی تھی۔ حضرت عباس نے ان کو ڈرایا کہ اگر اس کو مار ڈالو گے تو ساری غفار کی قوم پرہم ہو جائے گی اور

ﷺ

ہماری سوداگری اور آمدورفت میں خلل ہو جائے گا۔

باب عرب قوم کی جہالت کا بیان

۱۲- باب جہل العرب

اسلام سے پہلے اہل عرب بہت سی جہالتوں میں مبتلا تھے، اس لئے اس دور کو دور جاہلیت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہاں اس باب کے ذیل میں ان کی کچھ ایسی ہی جہالتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۳۵۲۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے محمد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قبیلہ اسلم، غفار اور مزینہ اور جہینہ کے کچھ لوگ یا انہوں نے بیان کیا کہ مزینہ کے کچھ لوگ یا (بیان کیا کہ) جہینہ کے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یا بیان کیا کہ قیامت کے دن قبیلہ اسد، تیم، ہوازن اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

۳۵۲۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَسْلَمَ وَغِفَارُ شَيْءٍ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ - أَوْ قَالَ شَيْءٍ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللَّهِ أَوْ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَتَيْمٍ وَهَوَازِنَ وَعُظْفَانَ.

بعض نسخوں میں یہ حدیث اور بعد کی کچھ حدیثیں باب قصہ سے پہلے مذکور ہوئی ہیں اور وہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ ان حدیثوں کا تعلق اس قصہ سے پہلے ہی کی حدیثوں کے ساتھ ہے۔

(۳۵۲۴) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اگر تم کو عرب کی جہالت معلوم کرنا اچھا لگے تو سورہ انعام میں ایک سو تیس آیتوں کے بعد یہ آیتیں پڑھ لو ”یقیناً وہ لوگ تباہ ہوئے جنہوں نے اپنی اولاد کو نادانی سے مار ڈالا“ سے لے کر ”وہ گمراہ ہیں“ راہ پانے والے نہیں“ تک۔

۳۵۲۴- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((إِذَا سَرَّكَ أَنْ تَعْلَمَ جَهْلَ الْعَرَبِ فَأَقْرَأْ مَا فَوْقَ الثَّلَاثِينَ وَمِائَةً فِي سُورَةِ الْأَنْعَامِ: ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ - إِلَى قَوْلِهِ - قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ﴾)).

یعنی سورہ انعام میں عرب کی ساری جہالتیں مذکور ہیں، ان میں سب سے بڑی جہالت یہ تھی کہ کم بخت اپنی بیٹیوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرتے، بت پرستی اور راہ زنی ان کا رات دن کا شیوہ تھا۔ عورتوں پر وہ ستم ڈھاتے کہ معاذ اللہ جانوروں کی طرح سمجھتے۔ یہ سب بلائیں اللہ پاک نے آنحضرت ﷺ کو بھیج کر دور کرائیں۔ بعض نسخوں میں یوں ہے باب قصہ زمزم و جہل العرب مگر اس باب میں زمزم کا قصہ بالکل مذکور نہیں ہے، اس لئے صحیح یہی ہے جو نسخہ یہاں نقل کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ حدیث نمبر ۳۵۲۳ جو اس سے قبل (۳۵۲۱) کے تحت گزر چکی ہے، شیخ فداد والے نسخے میں دوبارہ موجود ہے۔ جبکہ ہندوستانی نسخوں میں اس باب کے تحت صرف ابوالنعمان راوی کی حدیث موجود ہے۔

باب اپنے مسلمان یا غیر مسلم باپ دادوں کی طرف اپنی

۱۳- باب مَنْ انْتَسَبَ إِلَى آبَائِهِ لِهٰی

الإِسْلَامُ وَالْجَاهِلِيَّةُ

نسبت کرنا

یعنی یہ بیان کرنا کہ میں فلاں کی اولاد میں سے ہوں اگرچہ وہ آباء و اجداد غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں مگر ایسا بیان کرنا جائز ہے۔ یہ اسلام کی وہ زبردست اخلاقی تعلیم ہے جس پر مسلمان فخر کر سکتے ہیں۔ ہندوستان کی بیشتر قومیں نو مسلم ہیں۔ وہ بھی اپنے غیر مسلم آباء و اجداد کا ذکر کریں تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے بشرطیکہ یہ ذکر حدود شرعی کے اندر ہو۔

وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ الْكَرِيمَ ابْنَ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ ابْنَ الْكَرِيمِ يَوْسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ اللَّهِ)). وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)).

اور عبد اللہ بن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کریم بن کریم بن کریم بن کریم بن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تھے۔ اور براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔

آنحضرت ﷺ نے اپنے آپ کو عبد المطلب کی طرف منسوب کیا اس سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔

۳۵۲۵- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ [الشعراء: ۲۱۴] جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ ينادي: ((يَا بَنِي فِهْرٍ، يَا بَنِي عَدِيٍّ))، يَبْطُونَ قُرَيْشٍ)).

۳۵۲۶- وَقَالَ لَنَا قَيْصَةُ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُوهُمْ قَبَائِلَ قَبَائِلَ)).

۳۵۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

(راجع: ۱۳۹۴)

۳۵۲۶) (حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے) کہا کہ ہم سے قیصہ نے بیان کیا، انہیں سفیان نے خبر دی، انہیں حبیب بن ابی ثابت نے، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب یہ آیت ”اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے“ اتری تو آنحضرت ﷺ نے الگ الگ قبائل کو دعوت دی۔

(راجع: ۱۳۹۴)

۳۵۲۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم کو ابوالزناد نے خبر دی، انہیں اعرج نے اور ان سے

۳۵۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد مناف کے بیٹو! اپنی جانوں کو اللہ سے خرید لو (یعنی نیک کام کر کے انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچالو) اے عبد المطلب کے بیٹو! اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو۔ اے زبیر بن عوام کی والدہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی! اے فاطمہ بنت محمد! تم دونوں اپنی جانوں کو اللہ سے بچالو۔ میں تمہارے لئے اللہ کی بارگاہ میں کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ تم دونوں میرے مال میں جتنا چاہو مانگ سکتی ہو۔

هُزَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللَّهِ. يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلَبِ، اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللَّهِ. يَا أُمَّ الزُّبَيْرِ بِنِ الْعَوَامِ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، اشْتَرِيَا أَنْفُسَكُمَا مِنَ اللَّهِ، لَا أَمْلِكُ لَكُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا سَلَّامِي مِنَ مَالِي مَا شِئْتُمَا)). [راجع: ۲۷۵۳]

تفسیر باب کی مناسبت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان خاندانوں کو ان کے پرانے آبا و اجداد ہی کے ناموں سے پکارا، معلوم ہوا کہ ایسی نسبت عند اللہ معیوب نہیں ہے جیسے یہاں کے بیشتر مسلمان اپنے پرانے خاندانوں ہی کے نام سے اپنے کو موسوم کرتے ہیں۔ دوسری روایت میں یوں ہے اے عائشہ! اے حفصہ! اے ام سلمہ! اے بنی ہاشم! اپنی اپنی جانوں کو دوزخ سے چھڑاؤ۔ معلوم ہوا کہ اگر ایمان نہ ہو تو پیغمبر ﷺ کی رشتہ داری قیامت میں کچھ کام نہ آئے گی۔ اس حدیث سے اس شریک شفاعت کا بالکل رد ہو گیا جو بعض نام کے مسلمان انبیاء اور اولیاء کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جس کے دامن کو چاہیں گے پکڑ کر اپنی شفاعت کرا کے بخشوا لیں گے، یہ عقیدہ سرا سرا باطل ہے۔

باب کسی قوم کا بھانجا یا آزاد کیا ہوا غلام بھی اسی قوم میں داخل ہوتا ہے

۱۴- بَابُ ابْنِ أُخْتِ الْقَوْمِ، وَمَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ

(۳۵۲۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کو خاص طور سے ایک مرتبہ بلایا، پھر ان سے پوچھا کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا شخص بھی رہتا ہے جس کا تعلق تمہارے قبیلے سے نہ ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ صرف ہمارا ایک بھانجا ایسا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بھانجا بھی اسی قوم میں داخل ہوتا ہے۔

۳۵۲۸- حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْأَنْصَارَ فَقَالَ: ((هَلْ فَيْكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ؟)) قَالُوا: لَا إِلَّا ابْنُ أُخْتٍ لَنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ)).

تفسیر انصار کے اس بچے کا نام نعمان بن مقرن تھا۔ امام احمد کی روایت میں اس کی صراحت ہے۔ ترجمہ باب میں مولیٰ کا ذکر ہے لیکن امام بخاری مولیٰ (آزاد کردہ غلام) کی کوئی حدیث نہیں لائے۔ بعض نے کہا انہوں نے مولیٰ کے باب میں کوئی حدیث اپنی شرط پر نہیں پائی ہو گی۔ حافظ نے کہا یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرائض میں یہ حدیث نکالی ہے کہ کسی قوم کا مولیٰ بھی ان ہی میں داخل ہے اور ممکن ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہو جس کو بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا ہے۔ اس میں مولیٰ اور حریف اور بھانجے تینوں مذکور ہیں۔ تیسرے میں ہے کہ حنفیہ نے اسی حدیث سے دلیل لی ہے کہ جب عصہ اور ذوی القروض نہ ہوں تو بھانجا ماموں کا وارث ہو گا۔

باب حبشہ کے لوگوں کا بیان اور ان سے نبی ﷺ کا یہ فرمان
کہ اے بنی ارفدہ

(۳۵۲۹) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے یہاں تشریف لائے تو وہاں (انصار کی) دو لڑکیاں دف بجا کر گارہی تھیں۔ یہ حج کے ایام مئی کا واقعہ ہے۔ نبی کریم ﷺ روئے مبارک پر کپڑا ڈالے ہوئے لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا تو آنحضرت ﷺ نے اپنے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹا کر فرمایا ابو بکر! انہیں چھوڑ دو۔ یہ عید کے دن ہیں، یہ مئی میں ٹھہرنے کے دن تھے۔

۱۵- بَابُ قِصَّةِ الْحَبَشِ، وَقَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: ((يَا بَنِي أَرْفَدَةَ))

۳۵۲۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَيْهَا جَارِيَتَانِ فِي أَيَّامٍ مِنِّي تُدْفَنَانِ وَتَضْرِبَانِ، وَالنَّبِيُّ ﷺ مُتَعَشٍ بِنَوْبِهِ، فَانْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ، فَكَشَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ: ((دَعُهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ، فَإِنَّهَا أَيَّامُ عَيْدٍ. وَبِئْسَ الْأَيَّامُ أَيَّامُ مِنِّي)).

[راجع: ۴۵۴]

(۳۵۳۰) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ مجھ کو پردہ میں رکھے ہوئے ہیں اور میں حبشیوں کو دیکھ رہی تھی جو نیزوں کا کھیل مسجد میں کر رہے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا، انہیں چھوڑ دو۔ بنی ارفدہ تم بے فکر ہو کر کھیلو۔

۳۵۳۰- وَقَالَتْ عَائِشَةُ: ((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتُرُنِي وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ، فَرَجَّحَهُمْ عُمَرُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعُهُمْ، أَمْنَا بَنِي أَرْفَدَةَ)). (يَعْنِي بِالْأَمْنِ)). [راجع: ۹۴۹]

یہ حدیث اس باب میں موصولاً مذکور ہے۔ ارفدہ حبشیوں کے جد اعلیٰ کا نام تھا۔ کہتے ہیں حبشی جش بن کوش بن حام بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ ایک زمانہ میں یہ سارے عرب پر غالب ہو گئے تھے اور ان کے بادشاہ ابرہہ نے کعبہ کو گرا دینا چاہا تھا۔ یہاں یہ کھیل حبشیوں کا جنگی تعلیم اور مشق کے طور پر تھا۔ اس سے اس رقص کی اباحت پر دلیل صحیح نہیں جو محض لہو و لعب کے طور پر ہو۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو بنو ارفدہ کہہ کر پکارا یہی مقصود باب ہے۔

باب جو شخص یہ چاہے کہ اس کے باپ دادا کو کوئی برائہ
کے

۱۶- بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ لَا يُسَبَّ نَسَبُهُ

(۳۵۳۱) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عہدہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مشرکین (قریش) کی جو کرنے کی اجازت چاہی تو آنحضرت ﷺ نے

۳۵۳۱- حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((اسْتَأْذَنَ حَسَانُ النَّبِيَّ ﷺ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ،

فرمایا کہ پھر میں بھی تو ان ہی کے خاندان سے ہوں۔ اس پر حسانؓ ہنسنے عرض کیا کہ میں آپ کو (شعر میں) اس طرح صاف نکال لے جاؤں گا جیسے آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے اور (ہشام نے) اپنے والد سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا، حضرت عائشہؓ کے یہاں میں حسانؓ کو برا کہنے لگا تو انہوں نے فرمایا، انہیں برا نہ کہو، وہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے مدافعت کیا کرتے تھے۔

قَالَ : كَيْفَ بَنَسَنِي؟ فَقَالَ : لَأَسْلُتَكَ مِنْهُمْ كَمَا تَسْلُ الشُّعْرَةَ مِنَ الْعَجِينِ)).
وَعَنْ أَبِيهِ قَالَ : ((ذَهَبْتُ أَسْبُ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ : لَا تَسْبُهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِعُ عَنِ نَبِيِّ ﷺ)).

[طرفاء فی: ۴۱۴۵، ۶۱۵۰]

تشریح حضرت حسانؓ ایک موقع پر ہنس گئے تھے۔ یعنی حضرت عائشہؓ پر اہتمام لگانے والوں کے ہم نوا ہو گئے تھے بعد میں یہ تاب ہو گئے مگر کچھ دلوں میں یہ واقعہ یاد رہا مگر حضرت عائشہؓ نے خود ان کی مدح کی اور ان کو اچھے لفظوں سے یاد کیا جیسا کہ یہاں مذکور ہے۔ مشرکین جو آنحضرت ﷺ کی برائیاں کرتے حضرت حسانؓ ان کا جواب دیتے اور جواب بھی کیا کہ مشرکین کے دلوں پر سانپ لوٹنے لگ جاتا۔ حضرت حسانؓ ہنسنے کے بہت سے قصائد نعتیہ کتابوں میں منقول ہیں اور ایک دیوان بھی آپ کے نام سے شائع ہو چکا ہے جس میں بہت سے قصائد مذکور ہوئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے مشرکین قریش کی بلا ضرورت ہجو کو پسند نہیں فرمایا، یہی باب کا مقصود ہے۔

باب رسول اللہ ﷺ کے ناموں

کامیان

اور اللہ تعالیٰ کا سورہ احزاب میں ارشاد کہ ”محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کا سورہ فتح میں ارشاد کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے مقابلہ میں انتہائی سخت ہوتے ہیں اور سورہ صف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿

مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ اَحْمَدُ﴾

۱۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي اَسْمَاءِ رَسُولِ

اللہ ﷺ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ﴾ الْآيَةُ وَقَوْلُهُ ﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ [الفتح : ۲۹] . وَقَوْلُهُ: ﴿مَنْ بَعْدِي اسْمُهُ اَحْمَدُ﴾ [الصف : ۶]

تشریح یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے کہ میرے بعد آنے والے رسول کا نام احمد ہو گا۔ باب کا مطلب یوں ثابت ہوا کہ یہاں آیتوں میں آپ کے نام محمد اور احمد مذکور ہوئے ﷺ۔ کفار سے حربی کافر جو باضابطہ اسلام اور مسلمانوں کے استیصال کے لئے جارحانہ حملہ آور ہوں مراد ہیں کہ ایسے لوگوں کے حملے کا مدافعتانہ جواب دینا اور سختی کے ساتھ فساد کو مٹا کر امن قائم کرنا یہ سچے محمدیوں کی خاص علامت ہے۔

(۳۵۳۲) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے معن نے کہا، ان سے امام مالک نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد (جبیر بن مطعمؓ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد، احمد اور ماجی ہوں (یعنی مٹانے والا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو

۳۵۳۲- حَدَّثَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْنٌ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((لِي خَمْسَةُ اَسْمَاءٍ : اَنَا مُحَمَّدٌ،

وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا النَّمَا حِي الَّذِي يَمْنَحُوا
 اللَّهُ بِهِ الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ
 النَّاسُ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ)).
 [طرفہ بی: ۴۸۹۶]

مٹائے گا اور میں حاشر ہوں کہ تمام انسانوں کا (قیامت کے دن)
 میرے بعد حشر ہو گا اور میں ”عاقب“ ہوں یعنی خاتم النبیین ہوں
 میرے بعد کوئی نیا پیغمبر دنیا میں نہیں آئے گا۔

اس حدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ آپ کے بعد کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا دجال ہے۔

۳۵۳۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
 سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ
 أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا تَعْجَبُونَ كَيْفَ
 يَصْرِفُ اللَّهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ؟
 يَشْتِمُونَ مُذْمَمًا، وَيَلْعَنُونَ مُذْمَمًا، وَأَنَا
 مُحَمَّدٌ)).

۳۵۳۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، انہوں نے کہا
 ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے
 اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں تعجب نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ
 قریش کی گالیوں اور لعنت طامت کو کس طرح دور کرتا ہے، مجھے وہ
 مذم کہہ کر برا کہتے، اس پر لعنت کرتے ہیں۔ حالانکہ میں تو محمد ہوں۔
 (مشکوٰۃ)

شبیح عرب کے کافر دشمنی سے آپ کو محمد (ﷺ) نہ کہتے بلکہ اس کی ضد میں مذم نام سے آپ کو پکارتے یعنی مذمت کیا ہوا برا۔
 آپ نے فرمایا کہ مذم میرا نام ہی نہیں ہے۔ جو مذم ہو گا اسی پر ان کی گالیاں پڑیں گی۔ حافظ رحمہ اللہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ
 کے اور بھی نام وارد ہیں جیسے رؤف، رحیم، شہید، بشیر، نذیر، مبین، داعی اللہ، سراج منیر، مذکر، رحمت، نعمت، ہادی، شہید، امین، منزل،
 مدثر، متوکل، مختار، مصطفیٰ، شفیع، شفیع، صادق، صدوق وغیرہ وغیرہ، بعض نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے نام بھی اسماء الحسنیٰ کی طرح
 ننانوے تک پہنچتے ہیں، اگر مزید تلاش کئے جائیں تو سو تک مل سکیں گے (ﷺ)۔ مبارک نام محمد (ﷺ) کے بارے میں حافظ صاحب
 رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ای الذی حمد مرة بعد مرة اوالذی تکاملت فیہ الخصال المحمودۃ قال عیاض کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 احمد قبل ان یکون محمد کما وقع فی الوجود لان تسمیة احمد وقعت فی الكتب السالفة و تسمیة محمد وقعت فی القرآن العظیم و
 ذالک انه حمدرہ قبل ان یحمده الناس و کذا لک فی الاخرة بحمدرہ فیشفعه فیحمده الناس و قد خص بسورة الحمد و بلواء الحمد و
 بالمقام المحمود و شرع له الحمد بعد الاکل والشرب و بعد الدعاء و بعد القلوم من السفر و سمیت امته الحمادین فجعلت له معانی
 الحمد و انواعه (صلی اللہ علیہ وسلم) (فتح الباری)

۱۸- بَابُ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ ﷺ

شبیح آنحضرت ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت ختم فرما دیا، اب قیامت تک کوئی اور نبی نہیں ہو سکتا نہ مطلق ہو سکتا ہے نہ
 بروزی، نہ حقیقی ہو سکتا ہے، نہ مجازی۔ آپ قیامت تک کے لئے آخری نبی ہیں جیسے سورج نکلنے کے بعد کسی چراغ کی
 ضرورت باقی نہیں رہتی۔ آپ ایسے کامل و مکمل نبی ہیں کہ اب نہ کسی نئی شریعت اور نئے پیغمبر کی ضرورت ہے اور نہ اب قرآن کے
 بعد کسی نئی کتاب کی ضرورت ہے۔ یہ وہ عقیدہ ہے جس پر چودہ سو برس سے پوری امت کا اتفاق ہے مگر صد افسوس کہ اس ملک میں
 پنجاب میں مرزا قادیانی نے اس عقیدہ کے خلاف اپنی نبوت کا چرچا کیا اور وحی و الہام کے مدعی ہوئے اور وہ آیات و احادیث جن سے
 آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ثابت ہوتا ہے ان کی ایسی ایسی دور از کار تاویلات فاسدہ کیں کہ فی الواقع دجل کا حق ادا کر دیا۔ علماء

اسلام بالخصوص ہمارے استاذ محترم حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم نے ان کے دعویٰ نبوت کی تردید میں بہت سی فاضلانہ کتابیں لکھی ہیں۔ ایسے مدعیان نبوت ان احادیث نبوی کے مصداق ہیں جن میں آپ نے خبر دی ہے کہ میری امت میں کچھ ایسے دجال لوگ پیدا ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو ایسے گمراہ کن لوگوں کے خیالات فاسدہ سے محفوظ رکھے آمین۔

(۳۵۳۴) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیم نے بیان

کیا، کہا ہم سے سعید بن مسیئہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی گھربنایا، اسے خوب آراستہ پیراستہ کر کے مکمل کر دیا۔ صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس گھر میں داخل ہوتے اور تعجب کرتے اور کہتے کاش یہ ایک اینٹ کی جگہ خالی نہ رہتی تو کیسا اچھا مکمل گھر ہوتا۔

میری نبوت نے اس کی کوپورا کر کے قصر نبوت کو پورا کر دیا۔ اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(۳۵۳۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن

جعفر نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے، ان سے ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے کے تمام انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھربنایا اور اس میں ہر طرح کی زینت پیدا کی لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹ گئی۔ اب تمام لوگ آتے ہیں اور مکان کو چاروں طرف سے گھوم کر دیکھتے ہیں اور تعجب میں پڑ جاتے ہیں لیکن یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

باب نبی اکرم ﷺ کی وفات کا بیان

(۳۵۳۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم

سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور ابن شہاب نے کہا کہ مجھ سے سعید بن مسیب نے اسی طرح بیان کیا۔

۳۵۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا

سَلِيمٌ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْيِيَةٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَرَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَكْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا، إِلَّا مَوْضِعَ لَبَنَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ وَيَقُولُونَ: لَوْ لَا مَوْضِعَ اللَّبَنَةِ)).

۳۵۳۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا

إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنْ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبَنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَتَعَجَّبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ: هَلَّا وَضِعَتْ هَذِهِ اللَّبَنَةُ؟ قَالَ: فَإِنَّا اللَّبَنَةُ؛ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ)).

۱۹- بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ

۳۵۳۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ)). وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهُ.

[طرفہ فی : ۴۴۶۶]

۲۰۔ بَابُ كُنْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ

باب رسول کریم ﷺ کی کنیت کا بیان

نام کے علاوہ اپنے لئے کوئی بطور اشارہ کنایہ نام رکھے تو اس کو کنیت کہتے ہیں۔ اشارے کنائے کے نام ہر قوم میں اور ہر زبان میں رکھے جاتے ہیں۔ عرب میں ایسا دستور تھا۔ آنحضرت ﷺ کی مشہور کنیت ابوالقاسم ہے۔ اکثر یہ کنیت اولاد کی نسبت سے رکھی جاتی ہے۔ آپ کے بھی ایک فرزند کا نام قاسم بتلایا گیا ہے جس سے آپ ابوالقاسم کہلائے (ﷺ)۔

۳۵۳۷- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي السُّوقِ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((سَمُوا بِاسْمِي، وَلَا تَكْتُمُوا بِكُنْيَتِي)). [راجع: ۲۱۲۰]

۳۵۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَسَمُوا بِاسْمِي، وَلَا تَكْتُمُوا بِكُنْيَتِي)). [راجع: ۳۱۱۴]

۳۵۳۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((سَمُوا بِاسْمِي، وَلَا تَكْتُمُوا بِكُنْيَتِي)). [راجع: ۱۱۰]

۳۵۳۷) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بازار میں تھے کہ ایک صاحب کی آواز آئی، یا ابوالقاسم! آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے (معلوم ہوا کہ انہوں نے کسی اور کو پکارا ہے) اس پر آپ نے فرمایا، میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت مت رکھو۔

۳۵۳۸) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں منصور نے، انہیں سالم بن ابی الجعد نے اور انہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میرے نام پر نام رکھا کرو لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو۔

۳۵۳۹) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابن سیرین نے بیان کیا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو۔

باب

۲۱۔ بَابُ

۳۵۴۰) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو فضل بن موسیٰ نے خبر دی، انہیں جعید بن عبد الرحمن نے کہ میں نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کو چورانوے سال کی عمر میں دیکھا کہ خاصے قوی

۳۵۴۰- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: رَأَيْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ

و توانا تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ میرے کانوں اور آنکھوں سے جو میں نفع حاصل کر رہا ہوں وہ صرف رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت ہے۔ میری خالہ مجھے ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا بھانجا بیمار ہے، آپ اس کے لئے دعا فرمادیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آپ نے میرے لئے دعا فرمائی۔

ابن اربع و تسعين جلدًا مُعْتَدِلًا فَقَالَ: لَقَدْ عَلِمْتُ مَا مَنَعَتْ بِهِ - سَمِعِي وَبَصَرِي - إِلَّا بِدُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. إِنَّ خَالَتِي ذَهَبَتْ بِي إِلَيْهِ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي شَاكٍ، فَأَدْعُ اللَّهَ لَهُ. قَالَ لَدَعَا لِي (ﷺ)). [راجع: ۱۹۰]

حضرت سائب بن یزید کی خالہ نے حضور ﷺ کے سامنے بچے کا نام نہیں لیا بلکہ ابن اختی کہہ کر پیش کیا۔ تو ثابت ہوا کہ کنایہ کی ایک صورت یہ بھی ہے یہی اس علیحدہ باب کا مقصد ہے کہ کثرت باپ اور بیٹا ہر دو طرح سے مستعمل ہے۔

۲۲- باب خَاتَمِ النُّبُوَّةِ (جو آپ کے دونوں کندھوں کے بیچ میں تھی)

(۳۵۳۱) ہم سے محمد بن عبید اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے جعید بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور انہوں نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میری خالہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرا بھانجا بیمار ہو گیا ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے میرے سر پر دست مبارک پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے وضو کیا تو میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا، پھر آپ کی پیٹھ کی طرف جا کے کھڑا ہو گیا اور میں نے مہربوت کو آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان دیکھا۔ محمد بن عبید اللہ نے کہا کہ جملہ، جل الفرس سے مشتق ہے جو گھوڑے کی اس سفیدی کو کہتے ہیں جو اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں ہوتی ہے۔ ابراہیم بن حمزہ نے کہا مثل رذال حجلة یعنی رائے مہملہ پہلے پھر زائے معجم۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ رائے مہملہ پہلے ہے۔

۳۵۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا خَاتَمُ عَنِ الْجَعْفَرِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ قَالَ ((ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَقَعَ، فَمَسَحَ رَأْسِي، وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ، وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ، ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ الْحَجَلَةِ)). قَالَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ: الْحَجَلَةُ مِنَ حَجَلِ الْفَرَسِ الَّذِي بَيْنَ عَيْنَيْهِ. قَالَ: إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ: ((مِثْلَ زُرِّ الْحَجَلَةِ)). وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الصَّحِيحُ الرَّاءُ قَبْلَ الرَّاءِ. [راجع: ۱۹۰]

تشریح حافظ صاحب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ مہربوت کے وقت آپ کی پشت پر نہ تھی جیسے بعض نے گمان کیا ہے بلکہ شق صدر کے بعد فرشتوں نے یہ علامت کر دی تھی۔ یہ مضمون ابو داؤد طیالسی اور حارث بن اسامہ نے اپنی مسندوں میں اور ابو نعیم نے دلائل النبوة میں اور امام احمد اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ مثل رذال حجلة کا لفظ اکثر نسخوں میں حدیث میں نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ ہے کیونکہ اگر حدیث میں نہ ہوتا تو محمد بن عبید اللہ اس لفظ کی تفسیر کیوں بیان کرتے۔ اور بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے جیسے جملہ کا انڈا

اور جملہ ایک پرندہ کا نام ہے جو کبوتر سے چھوٹا ہوتا ہے۔ زر بن ہدیثم زائے معمر برائے مملہ یا ہدیثم رائے مملہ بزائے معمر یعنی زر دونوں طرح سے منقول ہے۔ زر سے مراد انڈا ہے۔ ابراہیم بن ہمزہ کی روایت کو خود امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الطب میں وارد کیا ہے۔ حافظ نے کہا مجھ کو سائب بن یزید کی خالہ کا نام معلوم نہیں ہوا۔ ہاں ان کی ماں کا نام ملبہ بنت شریح تھا۔

۲۳- بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ باب نبی کریم ﷺ کے حلیہ اور اخلاق فاضلہ کا بیان

اس باب کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ تقریباً ۲۸ احادیث لائے ہیں جن سے آپ کے حلیہ مبارک اور آپ کی سیرت طیبہ اور اخلاق فاضلہ پر روشنی پڑتی ہے۔

(۳۵۳۲) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے عمر بن سعید بن ابی حسین نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عقبہ بن حارث نے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر نکلے تو دیکھا کہ حضرت حسن بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے کندھے پر بٹھالیا اور فرمایا میرے باپ تم پر قریبان ہوں تم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شبہت ہے، علی کی نہیں۔ یہ سن کر حضرت علی ہنس رہے تھے (خوش ہو رہے تھے)

۳۵۴۲- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: ((صَلَّى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْفَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي، فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصَّبِيَّانِ، فَحَمَلَهُ عَلَى عَاتِقِهِ وَقَالَ: يَا بِي، شَبِيهُ بِالنَّبِيِّ، لَا شَبِيْهَ بَعْلِي، وَعَلَيَّ يَضْحَكُ)). [طرفہ بی: ۳۷۵۰]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے بہت مشابہ تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جناب حسین رضی اللہ عنہ بہت مشابہ تھے۔ ان دونوں میں اختلاف نہیں ہے۔ وجوہ مشابہت مختلف ہوں گے بعض نے کہا کہ حضرت حسن نصف اعلیٰ بدن میں مشابہ تھے اور حضرت حسین نصف اسفل میں۔ غرض یہ کہ دونوں شاہزادے آنحضرت ﷺ کی پوری تصویر تھے۔ اس حدیث سے رافضیوں کا بھی رد ہوا جو جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ کا دشمن اور مخالف خیال کرتے ہیں کیونکہ یہ قصہ آپ کی وفات کے بعد کابلے کوئی بے وقوف بھی ایسا خیال نہیں کر سکتا۔ ابو بکر صدیق جب تک زندہ رہے آنحضرت ﷺ اور آپ کی آل و اولاد کے خیر خواہ اور جلال دارین کر رہے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

(۳۵۳۳) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا اور ان سے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو میں نے دیکھا تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ میں آپ کی پوری شبہت موجود تھی۔

۳۵۴۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَبِي جَحِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، وَكَانَ الْحَسَنُ يُشَبِّهُهُ)). [طرفہ بی: ۳۵۴۴]

(۳۵۳۴) مجھ سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن فضیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے نبی کریم

۳۵۴۴- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ سَمِعْتُ أَبَا جَحِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

ﷺ کو دیکھا ہے، حسن بن علی رضی اللہ عنہما میں آپ کی شباهت پوری طرح موجود تھی۔ اسماعیل بن ابی خالد نے کہا، میں نے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ آنحضرت ﷺ کی صفت بیان کریں۔ انہوں نے کہا آپ سفید رنگ کے تھے، کچھ بال سفید ہو گئے تھے اور آپ نے ہمیں تیرہ اونٹنیوں کے دیئے جانے کا حکم کیا تھا، لیکن ابھی ہم نے ان اونٹنیوں کو اپنے قبضہ میں بھی نہیں لیا تھا کہ آپ کی وفات ہو گئی۔

(۳۵۴۵) ہم سے عبد اللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، ان سے وہب نے، ان سے ابو جحیفہ سوائی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ کے نچلے ہونٹ مبارک کے نیچے ٹھوڑی کے کچھ بال سفید تھے۔

((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يُشَبِّهُهُ. قُلْتُ لِأَبِي جَحِيفَةَ: صِفْهُ لِي. قَالَ: كَانَ أَيْضَ قَدْ شَمِطَ. وَأَمَرَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ قُلُوصًا. قَالَ فَقَبِضَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْلَ أَنْ نَقْبِضَهَا)). [راجع: ۳۵۴۳]

۳۵۴۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبِ أَبِي جَحِيفَةَ السَّوَائِي قَالَ: ((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، وَرَأَيْتُ بَيَاضًا مِنْ تَحْتِ شَفْتَيْهِ السُّفْلَى الْعِنْفَقَةَ)).

عنقہ ٹھوڑی اور لب زیریں کے درمیان کو کہتے ہیں۔

(۳۵۴۶) ہم سے عصام بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حریر بن عثمان نے بیان کیا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ بوڑھے ہو گئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ کی ٹھوڑی کے چند بال سفید ہو گئے تھے۔

۳۵۴۶- حَدَّثَنَا عَصَامُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَرِيرُ بْنُ عُثْمَانَ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بُسْرِ صَاحِبَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ شَيْخًا؟ قَالَ: كَانَ فِي عِنْفَقَتِهِ شَعْرَاتٌ بَيْضٌ)).

ان جملہ احادیث مذکورہ میں کسی نہ کسی وصف نبوی کا ذکر ہوا ہے۔ اسی لئے ان احادیث کو اس باب کے ذیل میں لایا گیا ہے۔

(۳۵۴۷) مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے سعید بن ابی ہلال نے، ان سے ربیعہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے نبی کریم ﷺ کے اوصاف مبارک بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ آپ درمیانہ قد تھے، نہ بہت لمبے اور نہ چھوٹے قد والے، رنگ کھلتا ہوا تھا (سرخ و سفید) نہ خالی سفید تھے اور نہ بالکل گندم گوں۔ آپ کے بال نہ بالکل مڑے ہوئے سخت قسم کے تھے اور نہ سیدھے لٹکے ہوئے ہی تھے۔ نزول وحی کے وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔

۳۵۴۷- حَدَّثَنِي ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بِسْمَعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَصِفُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: كَانَ رِبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ، لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ، أَزْهَرُ اللَّوْنِ، لَيْسَ بِأَبْيَضَ أَمْهَقَ وَلَا آدَمَ، لَيْسَ بِجَعْدٍ قَطِطَ وَلَا سَبَطَ رَجُلٍ. أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ، فَلَبِثَ

مکہ میں آپ نے دس سال تک قیام فرمایا اور اس پورے عرصہ میں آپ پر وحی نازل ہوتی رہی اور مدینہ میں بھی آپ کا قیام دس سال تک رہا۔ آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں ہوئے تھے۔ ربیعہ (راوی حدیث) نے بیان کیا کہ پھر میں نے آپ ﷺ کا ایک بال دیکھا تو وہ لال تھا میں نے اس کے متعلق پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ خوشبو لگاتے لگاتے لال ہو گیا ہے۔

آنحضرت ﷺ پر وحی کے شروع ہونے کے بعد تقریباً تین سال ایسے گزرے جن میں آپ پر وحی کا سلسلہ بند ہو گیا تھا، اسے ”فترت“ کا زمانہ کہتے ہیں۔ راوی نے بیچ کے ان سالوں کو حذف کر دیا جن میں سلسلہ وحی کے شروع ہونے کے بعد وحی نہیں آئی تھی۔ آپ کی نبوت کے بعد قیام مکہ کی کل مدت تیرہ سال ہے۔

(۳۵۴۸) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم کو مالک بن انس نے خبر دی، انہیں ربیعہ بن ابی عبد الرحمن نے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے تھے اور نہ چھوٹے قد کے، نہ بالکل سفید تھے اور نہ گندمی رنگ کے، نہ آپ کے بال بہت زیادہ گھنگھریالے سخت تھے اور نہ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت دی اور آپ نے مکہ میں دس سال تک قیام کیا اور مدینہ میں دس سال تک قیام کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی تو آپ کے سر اور داڑھی کے بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

(۳۵۴۹) ہم سے ابو عبد اللہ احمد بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حسن و جمال میں بھی سب سے بڑھ کر تھے اور اخلاق میں بھی سب سے بہتر تھے۔ آپ کا قد نہ بہت لانا تھا اور نہ چھوٹا (بلکہ درمیانہ قد تھا)

بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ، وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ، وَقَبْضٌ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلَحْيَتِهِ عَشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ. قَالَ رَبِيعَةُ : فَرَأَيْتُ شَعْرًا مِنْ شَعْرِهِ فَإِذَا هُوَ أَحْمَرُ، فَسَأَلْتُ، فَقِيلَ : أَحْمَرُ مِنَ الطَّيِّبِ)).

[طرفہ فی : ۳۵۴۸، ۵۹۰۰]

۳۵۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ، وَلَا بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالْأَدَمِ، وَلَيْسَ بِالنَّجْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبْطِ. بَعَثَهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ فَتَوَفَّاهُ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلَحْيَتِهِ عَشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ))

[راجع : ۳۵۴۷]

۳۵۴۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا، وَأَحْسَنَهُ خَلْقًا، لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ)).

۳۵۵۰- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: ((سَأَلْتُ أَنَسًا: هَلْ خَضَبَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: لَا، إِنَّمَا كَانَ شَيْءٌ فِي صُدْغِيهِ)).

۳۵۵۰) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ نے کبھی خضاب بھی استعمال فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ آپ نے کبھی خضاب نہیں لگایا، صرف آپ کی دونوں کپٹیوں پر (سر میں) چند بال سفید تھے۔ [طرفاء فی: ۵۸۹۴، ۵۸۹۵]

مگر ابو رمث کی روایت میں جس کو حاکم اور اصحاب سنن نے نکالا ہے، یہ ہے کہ آپ کے بالوں پر مندی کا خضاب تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ زرد خضاب کرتے تھے اور احتمال ہے کہ آپ نے مندی بطریق خوشبو لگائی ہو، اسی طرح زعفران بھی۔ ان لوگوں نے اس کو خضاب سمجھا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے خضاب نہ دیکھا ہو۔

۳۵۵۱- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مَرْتَبَعًا بَعِيدًا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَهُ شَعْرٌ يَبْلُغُ شِخْمَةَ أُذُنَيْهِ، رَأَيْتُهُ فِي خَلَةٍ حُمْرَاءَ لَمْ أَرْ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ)). وَقَالَ يُوسُفُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ ((إِلَى مَنْكِبَيْهِ)).

۳۵۵۱) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ درمیانہ قد کے تھے۔ آپ کا سینہ بہت کشادہ اور کھلا ہوا تھا۔ آپ کے (سر کے) بال کانوں کی لو تک لگتے رہتے تھے۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو ایک مرتبہ ایک سرخ جوڑے میں دیکھا۔ میں نے آپ سے بڑھ کر حسین کسی کو نہیں دیکھا تھا۔ یوسف بن ابی اسحاق نے اپنے والد کے واسطے سے "الی منکبہ" بیان کیا (بجائے لفظ شحمتہ اذنیہ کے) یعنی آپ کے بال مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔ [طرفاء فی: ۵۸۴۸، ۵۹۰۱]

یوسف کے طریق کو خود مؤلف نے ابھی نکالا مگر مختصر طور پر۔ اس میں بالوں کا ذکر نہیں ہے۔ بعض روایتوں میں آپ کے بال کانوں کی لو تک، بعض روایتوں میں مونڈھوں تک، بعض روایتوں میں ان کے بچ تک مذکور ہیں۔ ان کا اختلاف یوں رفع ہو سکتا ہے کہ جس وقت آپ تیل ڈالتے، نکھکی کرتے تو بال مونڈھوں تک آجاتے، خالی وقتوں میں کانوں تک یا دونوں کے بچ میں رہتے۔

۳۵۵۲- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: ((سُئِلَ الْبَرَاءُ: أَكَانَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ السَّيْفِ؟ قَالَ: لَا، بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ)).

۳۵۵۲) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا کہ کسی نے براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح (المباہتلا) تھا؟ انہوں نے کہا نہیں، چہرہ مبارک چاند کی طرح (گول اور خوبصورت) تھا۔

گول سے یہ غرض نہیں کہ بالکل گول تھا بلکہ قدرے گولائی تھی۔ عرب میں یہ حسن میں داخل ہے، اس کے ساتھ آپ کے رخسار پھولے نہ تھے بلکہ صاف تھے جیسے دوسری روایت میں ہے۔ ڈاڑھی آپ کی گول اور گھنی ہوئی، قریب تھی کہ سینہ ڈھانپ لے، بال بہت سیاہ، آنکھیں سرگئیں، ان میں لال ڈورا تھا۔ الغرض آپ حسن مجسم تھے۔ (رضی اللہ عنہ)

۳۵۵۳- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مَنْصُورٍ أَبُو

۳۵۵۳) ہم سے ابو علی حسن بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے

حجاج بن محمد الاور نے مصیمہ (شہر میں) بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے بیان کیا کہ میں نے ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ دوسرے وقت سفر کے ارادہ سے نکلے۔ بطحاء نامی جگہ پر پہنچ کر آپ نے وضو کیا اور ظہر کی نماز دو رکعت (قصر) پڑھی پھر عصر کی بھی دو رکعت (قصر) پڑھی۔ آپ کے سامنے ایک چھوٹا سائیزہ (بطور سترہ) گڑا ہوا تھا۔ عون نے اپنے والد سے اس روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نیزہ کے آگے سے آنے جانے والے آ جا رہے تھے۔ پھر صحابہ آپ کے پاس آ گئے اور آپ کے مبارک ہاتھوں کو تھام کر اپنے چہروں پر پھیرنے لگے۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے بھی آپ کے دست مبارک کو اپنے چہرے پر رکھا۔ اس وقت وہ برف سے بھی زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے بھی زیادہ خوشبودار تھا۔

عَلَيْهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَعْمُرِيُّ
بِالْمُصْنِصَةِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ قَالَ:
سَمِعْتُ أَبَا جَحِيفَةَ قَالَ: ((خَرَجَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ بِالْهَاجِرَةِ إِلَى الْبُطْحَاءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ
صَلَّى الظُّهْرَ رَكَعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكَعَتَيْنِ
وَبَيْنَ يَدَيْهِ عِزَّةٌ)). قَالَ: شُعْبَةُ: وَزَادَ فِيهِ
عَوْنٌ عَنْ أَبِيهِ أَبِي جَحِيفَةَ قَالَ: ((كَانَ
يَمُرُّ مِنْ وَرَائِهَا الْمَرْأَةُ. وَقَامَ النَّاسُ
فَجَعَلُوا يَأْخُذُونَ يَدَيْهِ فَيَمْسَحُونَ بِهِمَا
وُجُوهَهُمْ، قَالَ: فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَوَضَعْتُهَا
عَلَى وَجْهِ، فَإِذَا هِيَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلَجِ
وَأَطْيَبُ رَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ)).

[راجع: ۱۸۷]

ایک روایت میں ہے، آپ نے ایک ڈول پانی میں کلی کر کے وہ پانی کنویں میں ڈال دیا تو کنویں میں سے مشک جیسی خوشبو آنے لگی۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کا پسینہ جمع کر کے رکھا، خوشبو میں ملایا تو وہ دوسری خوشبو سے زیادہ معطر تھا۔ ابو یعلیٰ اور بزار نے بشار صحیح نکالا کہ آپ جب مدینہ کے کسی راستے سے گزرتے تو وہ مشک جاتا۔ ایک غریب عورت کے پاس خوشبو نہ تھی۔ آپ نے شمش میں اپنا تھوڑا سا پسینہ اسے دے دیا تو اس سے سارے مدینہ والے مشک کی سی خوشبو پاتے۔ اس کے گھر کا نام بیت الطیبین پڑ گیا تھا۔ (ابو یعلیٰ، طبرانی)

(۳۵۵۴) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں جب آپ سے جبرئیل علیہ السلام کی ملاقات ہوتی تو آپ کی سخاوت اور بھی بڑھ جایا کرتی تھی۔ جبرئیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے اور آپ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کرتے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ خیر و بھلائی کے معاملے میں تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔

۳۵۵۴-- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ
أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي
عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ
ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَأَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي
رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جَبْرَائِيلُ، وَكَانَ جَبْرَائِيلُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ
فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَجْوَدُ
بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ)). [راجع: ۶]

تَشْرِیْحُ آنحضرت ﷺ کے بے شمار اوصاف حسنہ میں سے یہاں آپ کی صفت سخاوت کا ذکر ہے۔ اس حدیث کو اسی لئے اس باب کے تحت لائے۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

۳۵۵۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ غُرُورَةَ عَنْ عَابِثَةَ رَضِيََ اللَّهُ عَنْهَا: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُورًا تَبَرَّقَ اسْتَارُهُ وَجْهَهُ فَقَالَ: أَلَمْ تَسْمِعِي مَا قَالَ الْمُذَلِّجِيُّ لَزَيْدٍ وَأَسَامَةَ - وَرَأَى أَفْذَاهُمَا -: إِنَّ بَعْضَ هَذِهِ الْأَفْذَامِ مِنْ بَعْضٍ)).

۳۵۵۵) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے خبر دی، انہیں عروہ نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ان کے یہاں بہت ہی خوش خوش داخل ہوئے، خوشی اور مسرت سے پیشانی کی لکیریں چمک رہی تھیں۔ پھر آپ نے فرمایا، عائشہ! تم نے سنا نہیں مجز زملجی نے زید و اسامہ کے صرف قدم دیکھ کر کیا بات کہی؟ اس نے کہا کہ ایک کے پاؤں دوسرے کے پاؤں سے ملتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

[أطرافه في: ۳۷۳۱، ۶۷۷۰، ۶۷۷۱].

تَشْرِیْحُ ہوا یہ تھا کہ زید گورے تھے اور اسامہ سیاہ فام۔ بعض منافق شبہ کرتے تھے کہ اسامہ زید کے بیٹے نہیں ہیں۔ ایک بار باپ بیٹے چادر اوڑھے ہوئے سو رہے تھے مگر پاؤں کھلے ہوئے تھے۔ مدلجی نے جو عرب کا بڑا قیافہ شناس تھا، پاؤں دیکھ کر کہا یہ پاؤں ایک دوسرے سے ملتے ہیں یا ایک دوسرے میں سے ہیں۔ امام شافعی نے اس حدیث سے قیافہ کو صحیح سمجھا ہے۔ یہاں اس حدیث کے لائن سے یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ آپ کی پیشانی میں لکیریں تھیں۔ اس حدیث میں آپ کی فرحت و مسرت کا ذکر ہے جو آپ کے اخلاق فاضلہ سے متعلق ہے۔ اسی لئے اس حدیث کو یہاں لائے۔

۳۵۵۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ جِئَنَ تَخْلَفَ عَنْ تَبُوكَ قَالَ: فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهَهُ مِنَ السُّرُورِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ، وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ مِنْهُ)).

۳۵۵۶) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب نے اور ان سے عبداللہ بن کعب نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ غرورہ تبوک میں اپنے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کر رہے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے (توبہ قبول ہونے کے بعد) حاضر ہو کر رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو چہرہ مبارک مسرت و خوشی سے چمک رہا تھا۔ جب بھی حضور ﷺ کسی بات پر مسرور ہوتے تو چہرہ مبارک چمک اٹھتا، ایسا معلوم ہوتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو اور آپ کی خوشی کو ہم اسی سے پہچان جاتے تھے۔

[راجع: ۲۷۵۷]

۳۵۵۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَغُفُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَمْرٍو عَنْ

۳۵۵۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے عمرو بن ابی عمرو نے، ان سے سعید

مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں (حضرت آدم سے لے کر) برابر آدمیوں کے بہتر قرون میں ہوتا آیا ہوں (یعنی شریف اور پاکیزہ نسلوں میں) یہاں تک کہ وہ قرن آیا جس میں میں پیدا ہوا۔

سَعِيدُ الْمُقْبِرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ قَرْنَا فَقَرْنَا حَتَّى كُنْتُ مِنَ الْقُرُونِ الَّتِي كُنْتُ مِنْهُ)).

تشریح مطلب یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کے بعد آنحضرت ﷺ کے نسب کے جتنے بھی سلسلے ہیں وہ سب آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے بہترین خاندان گزرے ہیں۔ آپ کے اجداد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں، پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں، جو ابوالعرب ہیں۔ اس کے بعد عربوں کے جتنے سلسلے ہیں، ان سب میں آپ کا خاندان سب سے زیادہ شریف اور رفیع تھا۔ آپ کا تعلق اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کی شاخ بنی کنانہ سے، پھر قریش سے، پھر بنی ہاشم سے ہے۔ قرن کی مدت چالیس سال سے ایک سو بیس سال تک بتلائی گئی ہے کہ یہ ایک قرن ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۳۵۵۸) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ کو عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی اور انہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ (سر کے آگے کے بالوں کو پیشانی پر) پڑا رہنے دیتے تھے اور مشرکین کی یہ عادت تھی کہ وہ آگے کے سر کے بال دو حصوں میں تقسیم کر لیتے تھے (پیشانی پر پڑا نہیں رہنے دیتے تھے) اور اہل کتاب (یسود و نصاریٰ) سر کے آگے کے بال پیشانی پر پڑا رہنے دیتے تھے۔ آنحضرت ﷺ ان معاملات میں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم آپ کو نہ ملا ہوتا، اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے (اور حکم نازل ہونے کے بعد وحی پر عمل کرتے تھے) پھر حضور ﷺ بھی سر میں مانگ نکالنے لگے۔

۳۵۵۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسْدِلُ شَعْرَهُ، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُؤُوسَهُمْ فَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُونَ رُؤُوسَهُمْ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُمْرَ فِيهِ بِشَيْءٍ، ثُمَّ فَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأْسَهُ)).

[طرفاء فی : ۳۹۴۴، ۵۹۱۷]۔

اور پیشانی پر لٹکانا چھوڑ دیا۔ شاید آپ کو حکم آگیا ہو گا۔

(۳۵۵۹) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے ابو وائل نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بد زبان اور لڑنے جھگڑنے والے نہیں تھے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں (جو لوگوں سے کشادہ پیشانی سے پیش آئے)

۳۵۵۹- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فَاحِشًا وَلَا مُفْهَشًا، وَكَانَ يَقُولُ: ((إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا)).

[أطرافه في: ٣٧٥٩، ٦٠٣٩، ٦٠٣٥].

٣٥٦٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: ((مَا خَيْرَ رَسُولٍ اللَّهُ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا أَنْتَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِنَفْسِهِ، إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللَّهِ فَيَنْتَقِمَ اللَّهُ بِهَا)).

[أطرافه في: ٦١٢٦، ٦٧٨٦، ٦٨٥٣].

(٣٥٦٠) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے جب بھی دو چیزوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے کے لئے کہا گیا تو آپ نے ہمیشہ اسی کو اختیار فرمایا جس میں آپ کو زیادہ آسانی معلوم ہوئی بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ نہ ہو۔ کیونکہ اگر اس میں گناہ کا کوئی شبہ بھی ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے اور آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے بدلا نہیں لیا۔ لیکن اگر اللہ کی حرمت کو کوئی توڑتا تو آپ اس سے ضرور بدلا لیتے تھے۔

تشیع عبد اللہ بن حنظل یا عقبہ بن ابی معیط یا ابو رافع یہودی یا کعب بن اشرف کو جو آپ نے قتل کروایا وہ بھی اپنی ذات کے لئے نہ تھا بلکہ ان لوگوں نے اللہ کے دین میں ظلم ڈالتا، لوگوں کو بھگانا اور فتنہ و فساد بھڑکانا اپنا رات دن کا شغل بنالیا تھا۔ اس لئے قیام امن کے واسطے ان فساد پسندوں کو ختم کرایا گیا۔ ورنہ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اگر آپ اپنی ذات کے لئے بدلا لیتے تو اس یہود کو ضرور قتل کراتے جس نے دعوت دے کر کبکری کے گوشت میں زہر ملا کے آپ کو قتل کرنا چاہا تھا، یا اس منافق کو قتل کراتے جس نے مال غنیمت کی تقسیم پر آپ کی دیانت پر شبہ کیا تھا مگر ان سب کو معاف کر دیا گیا۔ جان سے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بے دردی سے قتل کرنے والا وحشی بن حرب جب آپ کے سامنے آیا تو آپ کو سخت تکلیف ہونے کے باوجود نہ صرف یہ کہ آپ نے اسے معافی دی بلکہ اس کا اسلام بھی قبول کیا اور فتح مکہ کے دن تو آپ نے جو کچھ کیا اس پر آج تک دنیا حیران ہے۔ (ﷺ)

٣٥٦١- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَا مَسِسْتُ حَرِيرًا وَلَا دِيْبَاجًا أَلَيْنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ ﷺ، وَلَا شَمَمْتُ رِيحًا قَطُّ - أَوْ عَرَفْتُ قَطُّ - أَطْيَبَ مِنْ رِيحِ - أَوْ عَرَقِ - النَّبِيِّ ﷺ)). [راجع: ١١٤١]

(٣٥٦١) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم و نازک کوئی حریر و دیباج میرے ہاتھوں نے کبھی چھوا اور نہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خوشبو یا آپ کے پسینے سے زیادہ بہتر اور پاکیزہ کوئی خوشبو یا عطر سونگھا۔

٣٥٦٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عُثْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَشَدَّ حَيَاءً مِنْ

(٣٥٦٢) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے، ان سے عبد اللہ ابن ابی عقبہ نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشین کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ

شرمیلے تھے۔

الْعَذْرَاءُ فِي خِذْرِهَا)).

[طرفاء ی: ۶۱۰۲، ۶۱۱۹]۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان اور ابن ہمدی دونوں نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے اسی طرح بیان کیا (اس زیادتی کے ساتھ) کہ جب آپ کسی بات کو برا سمجھتے تو آپ کے چہرے پر اس کا اثر ظاہر ہو جاتا۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ مِقْلَةَ : ((وَأِذَا كَرِهَ شَيْءٌ عَرَفَ فِي وَجْهِهِ)).

بزار کی روایت میں ہے کہ آپ کا کبھی کسی نے ستر نہیں دیکھا۔

(۳۵۶۳) مجھ سے علی بن جعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابو حازم نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر آپ کو مرغوب ہوتا تو کھاتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

۳۵۶۳- حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ، إِنْ أَشْتَهَاهُ أَكَلْتُهُ، وَإِلَّا تَرَكْتُهُ)). [طرفه ی: ۵۴۰۹]۔

اللہ والوں کی یہی شان ہوتی ہے، برخلاف اس کے دنیا پرست شکم پرور لوگ کھانا کھانے بیٹھتے ہیں اور لقمہ لقمہ میں عیب جوئیاں شروع کر دیتے ہیں۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو اسوۂ رسول پر عمل کی توفیق بخشے۔ (آمین)

(۳۵۶۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے بکر بن مضر نے بیان کیا، ان سے جعفر بن ربیعہ نے، ان سے اعرج نے، ان سے عبد اللہ بن مالک بن بحیینہ اسدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ پیٹ سے الگ رکھتے یہاں تک کہ آپ کی بغلیں ہم لوگ دیکھ لیتے۔ ابن بکر نے بکر سے روایت کی اس میں یوں ہے، یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔

۳۵۶۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ الْأَسَدِيِّ قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَجَدَ فَرَجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى تَرَى بَطْنَهُ)). قَالَ: وَقَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا بَكْرٌ: ((بَيَاضَ بَطْنِهِ)). [راجع: ۳۹۰]

(۳۵۶۵) ہم سے عبد الاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یزید بن زریج نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ دعاء استسقاء کے سوا اور کسی دعا میں (زیادہ اونچے) ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ اس دعا میں آپ اتنے اونچے ہاتھ اٹھاتے کہ بغل مبارک کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔

۳۵۶۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْجٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي اسْتِسْقَاءٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يَرَى بَيَاضَ بَطْنِهِ)).

[راجع: ۱۰۳۱]

اس حدیث کے لانے کی غرض یہاں یہ ہے کہ آپ کی بظاہر بالکل سفید اور صاف تھیں۔

(۳۵۶۶) ہم سے حسن بن صباح ہزار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن مغول نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عون بن ابی جحیفہ سے سنا، وہ اپنے والد (ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ) سے نقل کرتے تھے کہ میں سفر کے ارادہ سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ میں (محب میں) خیمہ کے اندر تشریف رکھتے تھے۔ کڑی دوپہر کا وقت تھا، اتنے میں بلال رضی اللہ عنہ نے باہر نکل کر نماز کے لئے اذان دی اور اندر آگئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی نکالا تو لوگ اسے لینے کے لئے ٹوٹ پڑے۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک نیزہ نکالا اور آنحضرت ﷺ باہر تشریف لائے، گویا آپ کی پنڈلیوں کی چمک اب بھی میری نظروں کے سامنے ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے (سترہ کے لئے) نیزہ گاڑ دیا۔ آپ نے ظہر اور عصر کی دو دو رکعت قصر نماز پڑھائی، گدھے اور عورتیں آپ کے سامنے سے گزر رہی تھیں۔

برجی سترہ کے طور پر آپ کے آگے گاڑ دی گئی تھی۔ ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آپ کی پنڈلیاں نہایت خوبصورت اور چمکدار تھیں۔

(۳۵۶۷) مجھ سے حسن بن صباح ہزار نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ٹھہر ٹھہر کر باتیں کرتے کہ اگر کوئی شخص (آپ کے الفاظ) گن لینا چاہتا تو گن سکتا تھا۔

(۳۵۶۸) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو فلاں (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) پر تمہیں تعجب نہیں ہوا، وہ آئے اور میرے حجرہ کے ایک کونے میں بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کی احادیث مجھے سنانے کے لئے بیان کرنے لگے۔ میں اس وقت نماز پڑھ رہی تھی۔ پھر وہ میری نماز ختم ہونے سے

۳۵۶۶- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَوْنَ بْنَ أَبِي جَحِيفَةَ ذَكَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((دُفِعْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ بِالْأَبْطَحِ فِي قُبَّةٍ كَانَ بِالْهَاجِرَةِ، فَخَرَجَ بِلَالٌ فَنَادَى بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ فَضْلَ وَضُوءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَوَقَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ يَأْخُذُونَ مِنْهُ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ الْعَنْزَةَ، وَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبَيْصِ سَاقِيهِ، فَرَكَّزَ الْعَنْزَةَ ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ، وَالْعَصْرَ رَكَعَتَيْنِ، يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْجِمَارُ وَالْمَرْأَةُ)). [راجع: ۱۸۷]

۳۵۶۷- حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَارُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَأَخْصَاهُ)). [طرفه بي: ۳۵۶۸]

۳۵۶۸- وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: ((أَلَا يُعْجِبُكَ أَبُو فَلَانٍ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَى جَانِبِ حُجْرَتِي يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُسْمِعُنِي ذَلِكَ، وَكُنْتُ أَسْبَحُ، فَقَامَ قَبْلَ

پہلے ہی اٹھ کر چلے گئے۔ اگر وہ مجھے مل جاتے تو میں ان کی خبر لیتی کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرح یوں جلدی جلدی باتیں نہیں کیا کرتے تھے۔ [الحديث كَسْرُ دُكْمٍ]، [راجع: ۳۵۶۷]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تیز بیانی اور عجلت لسانی پر انکار کیا تھا اور اشارہ یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ کی گفتگو بہت آہستہ آہستہ ہوا کرتی تھی کہ سننے والا آپ کے الفاظ کو گن سکتا تھا۔ گویا اسی طرح آہستہ آہستہ کلام کرنا اور قرآن و حدیث سنانا چاہئے۔ لیکن مجمع عام اور خطبہ میں یہ قید نہیں لگائی جاسکتی کیونکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ توحید کا بیان کرتے یا عذاب الہی سے ڈراتے تو آپ کی آواز بہت بڑھ جاتی اور غصہ زیادہ ہو جاتا وغیرہ۔ یہاں یہ نتیجہ نکالنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث پر اعتراض کیا، یہ بالکل باطل ہے اور ”توجیہ القول بما لا یرضی بہ القائل“ میں داخل ہے یعنی کسی کے قول کی ایسی تعبیر کرنا جو خود کہنے والے کے ذہن میں بھی نہ ہو۔

۲۴- بَابُ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ

رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

اس کی روایت سعید بن میناء نے جابر رضی اللہ عنہ سے کی ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

۳۵۶۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : كَيْفَ كَانَ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ؟ قَالَتْ : مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً : يُصَلِّي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهَا وَطَوَّلِهَا، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهَا وَطَوَّلِهَا، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ تَنَامُ قَبْلَ أَنْ تَوْتَرَ؟ قَالَ: ((تَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي)).

آپ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل بیدار رہتا ہے۔

رمضان شریف میں اسی نماز کو تراویح کے نام سے موسوم کیا گیا اور غیر رمضان میں یہ نماز تہجد کے نام سے مشہور ہوئی۔ ان کو الگ الگ قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ آپ رمضان ہو یا غیر رمضان تراویح یا تہجد گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے

تَشْرِیح

تھے جن میں آٹھ رکعات نفل نماز اور تین وتر شامل ہوتے تھے۔ اس صاف اور صریح حدیث کے ہوتے ہوئے آٹھ رکعات تراویح کو خلاف سنت کہنے والے لوگوں کو اللہ نیک سمجھ عطا فرمائے کہ وہ ایک ثابت شدہ سنت کے منکر بن کر فساد برپا کرنے سے باز رہیں۔ آمین۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

۳۵۷۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَرِيكَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ: ((سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَّ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ: جَاءَهُ ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ - وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ- فَقَالَ: هُوَ؟ أَتَيْهِمْ هُوَ؟ فَقَالَ: أَوْسَطُهُمْ: هُوَ خَيْرُهُمْ. وَقَالَ آخِرُهُمْ: خُذُوا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ. فَلَمْ يَزِهِمْ حَتَّى جَاؤُوا لَيْلَةً أُخْرَى فِيمَا يَرَى قَلْبُهُ، وَالنَّبِيُّ ﷺ نَائِمَةٌ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ، وَكَذَلِكَ الْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوبُهُمْ. فَتَوَلَّاهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ)). [اطرافه في: ٤٩٦٤، ٥٦١٠، ٦٥٨١، ٥٧١٧].

(۳۵۷۰) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی (عبدالحمید) نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ مسجد حرام سے نبی کریم ﷺ کی معراج کا واقعہ بیان کر رہے تھے کہ (معراج سے پہلے) تین فرشتے آئے۔ یہ آپ پر وحی نازل ہونے سے بھی پہلے کا واقعہ ہے، اس وقت آپ مسجد حرام میں (دو آدمیوں حضرت حمزہ اور جعفر بن ابی طالب کے درمیان) سو رہے تھے۔ ایک فرشتے نے پوچھا، وہ کون ہیں؟ (جن کو لے جانے کا حکم ہے) دوسرے نے کہا کہ وہ درمیان والے ہیں۔ وہی سب سے بہتر ہیں، تیسرے نے کہا کہ پھر جو سب سے بہتر ہیں انہیں ساتھ لے چلو۔ اس رات صرف اتنا ہی واقعہ ہو کر رہ گیا۔ پھر آپ نے انہیں نہیں دیکھا لیکن فرشتے ایک اور رات میں آئے۔ آپ دل کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور آپ کی آنکھیں سوتی تھیں پر دل نہیں سوتا تھا اور تمام انبیاء کی یہی کیفیت ہوتی ہے کہ جب ان کی آنکھیں سوتی ہیں تو دل اس وقت بھی بیدار ہوتا ہے۔ غرض کہ پھر جبریل علیہ السلام نے آپ کو اپنے ساتھ لیا اور آسمان پر چڑھالے گئے۔

اس کے بعد وہی قصہ گزرا جو معراج والی حدیث میں اوپر گزر چکا ہے۔ اس روایت سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو کہتے ہیں کہ معراج سوتے میں ہوا تھا۔ مگر یہ روایت شاذ ہے، صرف شریک نے یہ روایت کیا ہے کہ آپ اس وقت سو رہے تھے۔ عبدالحق نے کہا کہ شریک کی روایت منفرد و مجہول ہے اور اکثر اہل حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ معراج بیداری میں ہوا تھا (وحیدی) مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث سے معراج جسمانی کا انکار ثابت کرنا کج فہمی ہے۔ روایت کے آخر میں صاف موجود ہے ”ثم عرج به الى السماء“ یعنی جبریل علیہ السلام آپ کو جسمانی طور سے اپنے ساتھ لے کر آسمان کی طرف چڑھے۔ ہاں اس واقعہ کا آغاز ایسے وقت میں ہوا کہ آپ مسجد حرام میں سو رہے تھے۔ بہر حال معراج جسمانی حق ہے جس کے قرآن و حدیث میں بہت سے دلائل ہیں۔ اس کا انکار کرنا سورج کے وجود کا انکار کرنا ہے جب کہ وہ نصف النہار میں چمک رہا ہو۔

۲۵- بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي

باب آنحضرت ﷺ کے معجزوں یعنی نبوت کی نشانیوں کا

تشیخ معجزات نبوی کی بہت طویل فہرست ہے۔ علماء نے اس عنوان پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ اس باب کے ذیل میں امام بخاری رحمہ اللہ بہت سی احادیث لائے ہیں اور ہر حدیث میں کچھ نہ کچھ معجزات نبوی کا بیان ہے۔ کچھ خرق عادات ہیں اور کچھ پیشین گوئیاں ہیں جو بعد کے زمانوں میں حرف بہ حرف ٹھیک ثابت ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ مقام رسالت کو سمجھنے کے لئے اس باب کا غور و خوض کے ساتھ مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

۳۵۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا سَلَمٌ
بْنُ زُرَيْرٍ سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا
عِمْرَانُ بْنُ حَصِينٍ أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ
فَإِذْ لَحُوا لَيْلَهُمْ، حَتَّى إِذَا كَانَ وَجْهُ
الصُّبْحِ غَرَسُوا، فَغَلَبَتْهُمْ أَغْيُهُمْ حَتَّى
ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ، فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ
اسْتَقْبَطَ مِنْ مَنَامِهِ أَبُو بَكْرٌ - وَكَانَ لَا
يُوقِظُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ مَنَامِهِ حَتَّى يَسْتَقْبِطَ - فَاسْتَقْبَطَ
عُمَرُ، فَقَعَدَ أَبُو بَكْرٍ عِنْدَ رَأْسِهِ فَجَعَلَ
يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ حَتَّى اسْتَقْبَطَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَلَّ وَصَلَّى
بِنَا الْغَدَاةِ، فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَمْ
يُصَلِّ مَعَنَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((يَا
فُلَانُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا؟)) قَالَ:
أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَتِمَّمَ
بِالصُّعِيدِ ثُمَّ صَلَّى، وَجَعَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَكُوبٍ بَيْنَ
يَدَيْهِ وَقَدْ عَطِشْنَا عَطَشًا شَدِيدًا، فَبَيْنَمَا
نَحْنُ نَسِيرُ إِذَا نَحْنُ بِامْرَأَةٍ سَادِلَةٍ
رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَرَاذَتَيْنِ، فَقُلْنَا لَهَا: أَيْنَ
النَّمَاءُ؟ فَقَالَتْ: إِنَّهُ لَا مَاءَ. قُلْنَا: كَمْ

(۳۵۷۱) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے سلم بن زریر نے بیان کیا، انہوں نے ابورجاء سے سنا کہ ہم سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، رات بھر سب لوگ چلتے رہے جب صبح کا وقت قریب ہوا تو پڑاؤ کیا (چونکہ ہم تھکے ہوئے تھے) اس لئے سب لوگ اتنی گہری نیند سو گئے کہ سورج پوری طرح نکل آیا۔ سب سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جاگے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کو جب آپ سوتے ہوتے تو جگاتے نہیں تھے۔ تاکہ آپ خود ہی جاگتے، پھر عمر رضی اللہ عنہ بھی جاگ گئے۔ آخر ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے سر مبارک کے قریب بیٹھ گئے اور بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے لگے۔ اس سے آنحضرت ﷺ بھی جاگ گئے اور وہاں سے کوچ کا حکم دے دیا۔ (پھر کچھ فاصلے پر تشریف لائے) اور یہاں آپ اترے اور ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، ایک شخص ہم سے دور کونے میں بیٹھا رہا۔ اس نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ آنحضرت جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے اس سے فرمایا اے فلاں! ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ اس نے عرض کیا کہ مجھے غسل کی حاجت ہو گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اسے حکم دیا کہ پاک مٹی سے تیمم کر لو (پھر اس نے بھی تیمم کے بعد نماز پڑھی۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر آنحضور ﷺ نے مجھے چند سواروں کے ساتھ آگے بھیج دیا۔ (تاکہ پانی تلاش کریں کیونکہ ہمیں سخت پیاس لگی ہوئی تھی۔ اب ہم اسی حالت میں چل رہے تھے کہ ہمیں ایک عورت ملی جو دو مشکوں کے درمیان (سواری پر) اپنے پاؤں لٹکائے ہوئے جارہی تھی ہم نے اس سے کہا کہ پانی کہاں ملتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہاں پانی نہیں ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ تمہارے گھر سے پانی

کتے فاصلے پر ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ایک دن ایک رات کا فاصلہ ہے۔ ہم نے اس سے کہا کہ اچھا تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلو۔ وہ بولی رسول اللہ ﷺ کے کیا معنی ہیں؟ عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آخر ہم اسے آنحضور ﷺ کی خدمت میں لائے۔ اس نے آپ سے بھی وہی کہا جو ہم سے کہہ چکی تھی۔ ہاں اتنا اور کہا کہ وہ یتیم بچوں کی ماں ہے (اس لئے واجب الرحم ہے) آنحضرت ﷺ کے حکم سے اس کے دونوں مشکیزوں کو اتارا گیا اور آپ نے ان کے دہانوں پر دست مبارک پھیرا۔ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے اس میں سے خوب سیراب ہو کر پیا اور اپنے تمام مشکیزے اور بائیاں بھی بھر لیں صرف ہم نے اونٹوں کو پانی نہیں پلایا، اس کے باوجود اس کی مشکیں پانی سے اتنی بھری ہوئی تھیں کہ معلوم ہوتا تھا ابھی بسہ پڑیں گی۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے (کھانے کی چیزوں میں سے ہو) میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ اس عورت کے سامنے ٹکڑے اور کھجوریں لاکر جمع کر دیں گئیں۔ پھر جب وہ اپنے قبیلے میں آئی تو اپنے آدمیوں سے اس نے کہا کہ آج میں سب سے بڑے جادوگر سے مل کر آئی ہوں یا پھر جیسا کہ (اس کے ماننے والے) لوگ کہتے ہیں، وہ واقعی نبی ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کے قبیلے کو اسی عورت کی وجہ سے ہدایت دی۔ وہ خود بھی اسلام لائی اور تمام قبیلے والوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

اس قصہ کے بیان میں اختلاف ہے۔ مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ واقعہ خیبر سے نکلنے کے بعد پیش آیا اور ابوداؤد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ واقعہ اس وقت ہوا جب رسول کریم ﷺ مدینہ سے لوٹے تھے اور مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ یہ تبوک کے سفر کا واقعہ ہے اور ابوداؤد میں ایک روایت کی رو سے اس واقعہ کا تعلق غزوۂ خیبر کے بعد ہے۔ ایک جماعت مؤرخین نے کہا ہے کہ اس ایک نوعیت کا واقعہ مختلف اوقات میں پیش آیا ہے یہی ان روایات میں تطبیق ہے (توضیح)۔۔۔۔۔ یہاں آپ کی دعا سے پانی میں برکت ہو گئی۔ یہی معجزہ وجہ مطابقت باب ہے۔

(۳۵۷۲) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی عروبہ نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت

بَيْنَ أَهْلِكَ وَبَيْنَ الْمَاءِ؟ قَالَتْ: يَوْمَ وَلَيْلَةٍ. فَقُلْنَا: انْطَلِقِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَتْ: وَمَا رَسُولُ اللَّهِ؟ فَلَمْ نُملِكْهَا مِنْ أَمْرِهَا حَتَّى اسْتَقْبَلَنَا بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَدَّثَتْهُ بِمِثْلِ الَّذِي حَدَّثْنَا، غَيْرَ أَنَّهُا حَدَّثَتْهُ أَنَّهُ مُؤَمِّمَةٌ، فَأَمَرَ بِمَزَادَتِهَا فَمَسَحَ فِي الْغَزَلَاوِينَ، فَشَرِبْنَا عَطَاشًا أَرْبَعِينَ رَجُلًا حَتَّى رَوَيْنَا، فَلَمَّا نَا كُلُّ قَرْبَةٍ مَعَنَا وَإِدَاوَةٍ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ نَسْقِ بَعِيرًا، وَهِيَ تَكَادُ تَبْصُ مِنْ الْمِلَّةِ. ثُمَّ قَالَ: هَاتُوا مَا عِنْدَكُمْ، فَجَمَعَ لَهَا مِنَ الْكِسْرِ وَالنَّمْرِ حَتَّى أَتَتْ أَهْلَهَا فَقَالَتْ: لَقِيتُ أَسْحَرَ النَّاسِ، أَوْ هُوَ نَبِيٌّ كَمَا زَعَمُوا؟. فَهَدَى اللَّهُ ذَاكَ الصَّرْمَ بِبَلِّكَ الْمَرْأَةَ، فَأَسْلَمَتْ وَأَسْلَمُوا)).

[راجع: ۳۴۴]

۳۵۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيٍّ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((أُنْبِيَ النَّبِيُّ

میں ایک برتن حاضر کیا گیا (پانی کا) آنحضرت ﷺ اس وقت (مدینہ کے نزدیک) مقام زوراء میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے اس برتن میں ہاتھ رکھا تو اس میں سے پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان میں سے پھوٹنے لگا اور اسی پانی سے پوری جماعت نے وضو کیا۔ قنادہ نے کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ تین سو ہوں گے یا تین سو کے قریب ہوں گے۔

(۳۵۷۳) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا اور لوگ وضو کے پانی کی تلاش کر رہے تھے لیکن پانی کا کہیں پتہ نہیں تھا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (برتن کے اندر) وضو کا پانی لایا گیا آپ نے اپنا ہاتھ اس برتن میں رکھا اور لوگوں سے فرمایا کہ اسی پانی سے وضو کریں۔ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے ابل رہا تھا چنانچہ لوگوں نے وضو کیا اور ہر شخص نے وضو کر لیا۔

(۳۵۷۴) ہم سے عبدالرحمن بن مبارک نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حزم بن مہران نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے امام حسن بصری سے سنا، انہوں نے کہا کہ ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ کچھ صحابہ کرام بھی تھے۔ چلتے چلتے نماز کا وقت ہو گیا تو وضو کے لئے کہیں پانی نہیں ملا۔ آخر جماعت میں سے ایک صاحب اٹھے اور ایک بڑے سے پیالے میں تھوڑا سا پانی لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لیا اور اس کے پانی سے وضو کیا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ پیالے پر رکھا اور فرمایا کہ آؤ وضو کرو۔ پوری جماعت نے وضو کیا اور تمام آداب و سنن کے ساتھ پوری طرح کر لیا۔ ہم تعداد میں ستر یا اسی کے لگ بھگ تھے۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْنَاءَ وَهُوَ بِالزُّورَاءِ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ. قَالَ قَنَادَةُ قُلْتُ لَأَنْسَ: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: ثَلَاثِمِائَةٍ، أَوْ زُهَاءَ ثَلَاثِمِائَةٍ)).

[راجع: ۱۶۹]

۳۵۷۳- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْغَضْرِ، فَأَتَمَسَ الْوُضُوءَ فَلَمْ يَجِدْهُ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِوُضُوءٍ فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ فِي ذَلِكَ الْإِنَاءِ فَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّؤُوا مِنْهُ، فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ، فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتَّى تَوَضَّؤُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ)). [راجع: ۱۶۹]

۳۵۷۴- حَدَّثَنَا حَزْمٌ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي بَعْضِ مَخَارِجِهِ وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَأَنْطَلَقُوا يَسِيرُونَ، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلَمْ يَجِدُوا مَاءً يَتَوَضَّؤُونَ. فَأَنْطَلَقَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ يَسِيرٍ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ مَدَّ أَصَابِعَهُ الْأَرْبَعِ عَلَى الْقَدَحِ، ثُمَّ قَالَ: قُومُوا فَتَوَضَّؤُوا، فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ حَتَّى بَلَّغُوا فِيمَا يُرِيدُونَ مِنْ

الْوَضُوءِ، وَكَانُوا سَبْعِينَ أَوْ نَحْوَهُ).

[راجع: ۱۶۹]

(۳۵۷۵) ہم سے عبد اللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے یزید بن ہارون سے سنا، کہا کہ مجھ کو حمید نے خبر دی اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ مسجد نبوی سے جن کے گھر قریب تھے انہوں نے تو وضو کر لیا لیکن بہت سے لوگ باقی رہ گئے۔ اسکے بعد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پھر کی بنی ہوئی ایک لگن لائی گئی، اس میں پانی تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا لیکن اس کا منہ اتنا تنگ کہ آپ اسکے اندر اپنا ہاتھ پھیلا کر نہیں رکھ سکتے تھے چنانچہ آپ نے انگلیاں ملا لیں اور لگن کے اندر ہاتھ کو ڈال دیا پھر (اسی پانی سے) جتنے لوگ باقی رہ گئے تھے سب نے وضو کیا۔ میں نے پوچھا کہ آپ حضرات کی تعداد کیا تھی؟ انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اسی آدمی تھے۔

یہ چار حدیثیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کی ہیں اور ہر ایک میں ایک علیحدہ واقعہ کا ذکر ہے۔ اب ان میں جمع کرنے اور اختلاف رفع کرنے کے لئے تکلف کی ضرورت نہیں ہے (وحیدی) چاروں احادیث میں آپ کے مجزہ کا تذکرہ ہے۔ اسی لئے اس باب کے ذیل ان کو لایا گیا۔

(۳۵۷۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن مسلم نے بیان کیا، ان سے حصین نے بیان کیا، ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی ہوئی تھی نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک چھاگل رکھا ہوا تھا آپ نے اس سے وضو کیا۔ اتنے میں لوگ آپ کے پاس آ گئے۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ جو پانی آپ کے سامنے ہے، اس پانی کے سوا نہ تو ہمارے پاس وضو کے لیے کوئی دوسرا پانی ہے اور نہ پینے کے لیے۔ آپ نے اپنا ہاتھ چھاگل میں رکھ دیا اور پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان میں سے چشمے کی طرح پھوٹنے لگا اور ہم سب لوگوں نے اس پانی کو پیا بھی اور اس سے وضو بھی کیا۔ میں نے پوچھا آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ کہا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی کافی ہوتا۔ ویسے ہماری تعداد اس وقت

۳۵۷۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ يَزِيدَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيبَ الدَّارِ مِنَ الْمَسْجِدِ يَتَوَضَّأُ، وَبَقِيَ قَوْمٌ. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِمَخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فِيهِ مَاءٌ، فَوَضَعَ كَفَّهُ فَصَغَرَ الْمَخْضَبُ أَنْ يَسْطُ فِيهِ كَفُّهُ، فَضَمَّ أَصَابِعَهُ فَوَضَعَهَا فِي الْمَخْضَبِ، فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ جَمِيعًا. قُلْتُ: كَمْ كَانُوا؟ قَالَ: ثَمَانُونَ رَجُلًا)). [راجع: ۱۶۹]

۳۵۷۶ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ يَدَيْهِ رِكْوَةٌ، فَتَوَضَّأَ فَجَهِشَ النَّاسُ نَحْوَهُ فَقَالَ: ((مَا لَكُمْ؟)) قَالُوا: لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ. فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرُّكْوَةِ، فَجَعَلَ الْمَاءُ يَتَوَرَّى بَيْنَ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ. فَشَرَبْنَا وَتَوَضَّأْنَا. قُلْتُ: ((كَمْ كُنْتُمْ؟)) قَالَ: لَوْ كُنَّا مِائَةً أَلْفٍ لَكَفَّانَا، كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً)).

پندرہ سو تھی۔

[أطرافہ فی : ٤١٥٢، ٤١٥٣، ٤١٥٤،

٤٨٤٠، ٥٦٣٩]

کیونکہ آپ کی اگلیوں سے اللہ تعالیٰ نے چشمہ جاری کر دیا، پھر پانی کی کیا کمی تھی۔ یہ آپ کا معجزہ تھا۔ (ﷺ)

(۳۵۷۷) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے دن ہم چودہ سو کی تعداد میں تھے۔ حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے، ہم نے اس سے اتنا پانی کھینچا کہ اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا (جب رسول کریم ﷺ کو اس کی خبر معلوم ہوئی تو آپ تشریف لائے) اور کنویں کے کنارے بیٹھ کر پانی کی دعا کی اور اس پانی سے کلی کی اور کلی کا پانی کنویں میں ڈال دیا۔ ابھی تھوڑی دیر بھی نہیں ہوئی تھی کہ کنواں پھر پانی سے بھر گیا، ہم بھی اس سے خوب سیر ہوئے اور ہمارے اونٹ بھی سیراب ہو گئے، یا پانی پی کر لوٹے۔

۳۵۷۷- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: ((كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً، وَالْحُدَيْبِيَّةُ بئرٌ، فَتَزَخَّنَاهَا حَتَّى لَمْ نَتْرَكَ فِيهَا قَطْرَةً، فَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى شَفِيرِ الْبئرِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَجَّ فِي الْبئرِ، فَمَكَّنَّا غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ اسْتَفَيْنَا حَتَّى رَوَيْنَا وَرَوَتْ - أَوْ صَدَرَتْ - رَكَائِبُنَا)). [طرفاه فی : ٤١٥٠، ٤١٥١، ٤١٥٢]

راوی کو شک ہے کہ ”رؤیت رکائبنا“ کہا یا ”صدوت رکائبنا“ مفہوم ہر دو کا ایک ہی ہے۔ یہ بھی آنحضرت ﷺ کا معجزہ تھا، اسی لئے اس باب کے ذیل اسے ذکر کیا گیا۔

(۳۵۷۸) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو مالک نے خبر دی، انہیں اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے (میری والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی تو آپ کی آواز میں بہت ضعف معلوم ہوا۔ میرا خیال ہے کہ آپ بہت بھوکے ہیں کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ چنانچہ انہوں نے جو کچھ چند روٹیاں نکالیں پھر اپنی اوڑھنی نکالی اور اس میں روٹیوں کو لپیٹ کر میرے ہاتھ میں چھپا دیا اور اس اوڑھنی کا دوسرا حصہ میرے بدن پر باندھ دیا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مجھے بھیجا۔ میں جو گیا تو آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے، آپ کے ساتھ بہت سے صحابہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں آپ کے پاس کھڑا ہو گیا تو آپ نے فرمایا کیا

۳۵۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: ((قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لَأُمِّ سَلِيمٍ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ضَعِيفًا أَغْرَفَ فِيهِ الْجُوعُ، فَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. فَأَخْرَجَتْ أَقْرَابًا مِنْ شَعِيرٍ، ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَقَّتْ الْخُبْزَ بِهَافِهِ، ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدَيْهِ وَلَا تَنْتَبِهِ بِهِفِيهِ ثُمَّ أَرْسَلَنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ،

فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ: ((أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((بَطْعَامٍ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِإِمْنِ مَعَهُ: ((قُومُوا)). فَاَنْطَلَقَ وَأَنْطَلَقَتْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جَنَّتْ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سَلِيمٍ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّاسِ، وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ. فَقَالَتْ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَكْثَمُ. فَاَنْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَلْمَيَا يَا أُمَّ سَلِيمٍ مَا عِنْدَكَ، فَأَتَى بِذَلِكَ الْخُبْزِ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَفَتَّ، وَعَصْرَتْ أُمُّ سَلِيمٍ عَكَّةً فَأَذَمَّتْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ. ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّكَ لِعَشْرَةٍ)), فَأَذِنَ لَهُمْ، فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا، ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّكَ لِعَشْرَةٍ)) اِنَّكَ لِعَشْرَةٍ), فَأَذِنَ لَهُمْ، فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا. ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّكَ لِعَشْرَةٍ)), فَأَذِنَ لَهُمْ، فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا. ثُمَّ قَالَ: ((ا�ذَنَ لِعَشْرَةٍ)), فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلَّهُمْ حَتَّى شَبِعُوا، وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ أَوْ ثَمَانُونَ رَجُلًا)).

آپؐ نے اس کھانے میں دعاء برکت فرمائی۔ اتنے لوگوں کے کھانے کے بعد بھی کھانا بچ رہا۔ آنحضرت ﷺ نے ابو طلحہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہما کے ساتھ ان کے گھر میں کھانا کھلایا اور جو بچ رہا وہ ہمسایوں کو بھیج دیا۔

(۳۵۷۹) مجھ سے محمد بن قسطلانی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو احمد زبیری نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرار میل نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان

٣٥٧٩- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى
حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ

سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ معجزات کو ہم تو باعث برکت سمجھتے تھے اور تم لوگ ان سے ڈرتے ہو۔ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور پانی تقریباً ختم ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ بھی پانی بچ گیا ہو اسے تلاش کرو۔ چنانچہ لوگ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے۔ آپ نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈال دیا اور فرمایا: برکت والا پانی لو اور برکت تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان میں سے پانی نکلنے کی طرح پھوٹ رہا تھا اور ہم تو آنحضرت ﷺ کے زمانے میں کھاتے وقت کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔

عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ((كُنَّا نَعُدُّ الْآيَاتِ بَرَكَةً، وَأَنْتُمْ تَعُدُّونَهَا تَحْوِيفًا، كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَقُلْتُ الْمَاءُ، فَقَالَ: ((اطْلُبُوا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ)). فَجَاؤُوا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَلِيلٌ، فَأَذْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ قَالَ: ((حُمِّيْ عَلَى الطُّهْرِ الْمُبَارَكِ، وَالْبَرَكَةُ مِنْ اللَّهِ))، فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يُنْبِغُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ)).

تسبیح یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ صحابہ کرام اپنے کانوں سے کھانے وغیرہ میں سے تسبیح کی آواز سن لیتے تھے۔ ورنہ ہر چیز اللہ پاک کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا ﴿وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ﴾ (بنی اسرائیل: ۳۳) ”ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں پاتے“ امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں نکالا ہے کہ آپ نے سات کنکریاں لیں، انہوں نے آپ کے ہاتھ میں تسبیح کی ان کی آواز سنائی دی۔ پھر آپ نے ان کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں رکھ دیا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں، ہر ایک کے ہاتھ تسبیح کی۔ حافظ نے کما حقہ قرآن اور صحیح احادیث سے ثابت ہے اور لکڑی کا روٹا بھی صحیح حدیث سے اور کنکریوں کی تسبیح صرف ایک طریق سے جو ضعیف ہے۔ بہر حال یہ رسول کریم ﷺ کے معجزات ہیں جو جس طرح ثابت ہیں اسی طرح ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود کے قول کا مطلب یہ ہے کہ تم ہر نشانی اور خرق عادت کو تحویف سمجھتے ہو، یہ تمہاری غلطی ہے۔ اللہ کی بعض نشانیاں تحویف کی بھی ہوتی ہیں جیسے گرن وغیرہ اور بعض نشانیاں جیسے کھانے پینے میں برکت یہ تو عنایت اور فضل الہی ہے۔

(۳۵۸۰) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عامر نے، کہا کہ مجھ سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے والد (عبد اللہ بن عمرو بن حرام، جنگ احد میں) شہید ہو گئے تھے اور وہ مقروض تھے۔ میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے والد اپنے اوپر قرض چھوڑ گئے۔ ادھر میرے پاس سوا اس پیداوار کے جو کھجوروں سے ہو گی اور کچھ نہیں ہے اور اسکی پیداوار سے تو برسوں میں قرض ادا نہیں ہو سکتا، اسلئے آپ میرے ساتھ تشریف لے چلے تاکہ قرض خواہ آپ کو دیکھ کر زیادہ منہ نہ پھاڑیں۔ آپ تشریف لائے (لیکن وہ نہیں مانے) تو آپ کھجور کے جو

۳۵۸۰- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنِي غَامِرٌ قَالَ: حَدَّثَنِي جَابِرٌ: ((أَنَّ أَبَاهُ تُوْفِيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ أَبِي تَرَكَ عَلَيَّ دَيْنًا، وَلَيْسَ عِنْدِي إِلَّا مَا يُخْرِجُ نَخْلَهُ، وَلَا يَتَلَعُ مَا يُخْرِجُ سَبِينَ مَا عَلَيْهِ، فَانْطَلِقُ مَعِيَ يَكْنِي لِي أَنْ يَفْحَشَ عَلَيَّ الْفَرَمَاءُ. فَمَشَى حَوْلَ بَيْتِهِ مِنْ بَيَادِرِ التَّمْرِ لَدَعَا، ثُمَّ آخَرَ، ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((انْرِغَوْهُ))، فَأَوْفَاهُمْ

الَّذِي لَهُمْ، وَبَقِيَ مِثْلُ مَا أَعْطَاهُمْ)).

[راجع: ۲۱۲۷]

ڈھیر لگے ہوئے تھے پہلے ان میں سے ایک کے چاروں طرف چلے اور دعا کی۔ اسی طرح دوسرے ڈھیر کے بھی۔ پھر آپ اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ کجھوریں نکال کر انہیں دو۔ چنانچہ سارا قرض ادا ہو گیا اور جتنی کجھوریں قرض میں دی تھیں اتنی ہی بچ بھی گئیں۔

آپ کی دعائے مبارک سے کجھوروں میں برکت ہو گئی۔ باب اور حدیث میں یہی وجہ مطابقت ہے۔

(۳۵۸۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے ان کے والد سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عثمان ندی نے بیان کیا اور ان سے عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صفہ والے محتاج اور غریب لوگ تھے اور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ جس کے گھر میں دو آدمیوں کا کھانا ہو تو وہ ایک تیسرے کو بھی اپنے ساتھ لیتا جائے اور جس کے گھر چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچواں آدمی اپنے ساتھ لیتا جائے یا چھٹے کو بھی یا آپ نے اسی طرح کچھ فرمایا (راوی کو پانچ اور چھ میں شک ہے) خیر تو ابو بکر رضی اللہ عنہ تین اصحاب صفہ کو اپنے ساتھ لائے اور آنحضرت ﷺ اپنے ساتھ دس اصحاب کو لے گئے اور گھر میں میں تھا اور میرے ماں باپ تھے ابو عثمان نے کہا مجھ کو یاد نہیں عبدالرحمان نے یہ بھی کہا اور میری عورت اور خادم جو میرے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ دونوں کے گھروں میں کام کرتا تھا۔ لیکن خود ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا اور عشاء کی نماز تک وہاں ٹھہرے رہے (مہمانوں کو پہلے ہی بھیج چکے تھے) اس لئے انہیں اتنا ٹھہرنا پڑا کہ آنحضرت ﷺ نے کھانا کھالیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کو جتنا منظور تھا اتنا حصہ رات کا جب گزر گیا تو آپ گھر واپس آئے، ان کی بیوی نے ان سے کہا۔ کیا بات ہوئی، آپ کو اپنے مہمان یاد نہیں رہے؟ انہوں نے پوچھا، کیا مہمانوں کو اب تک کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی نے کہا کہ مہمانوں نے آپ کے آنے تک کھانے سے انکار کیا۔ ان کے سامنے کھانا پیش کیا گیا تھا لیکن وہ نہیں مانے۔ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں تو جلدی سے چھپ گیا (کیونکہ ابو بکر غصہ ہو گئے تھے) آپ نے ڈانٹا، اے پاجی! اور بہت برا بھلا کہا پھر (مہمانوں

۳۵۸۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُعَمَّرٌ عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا أَبُو غَثَمَانَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا أَنَاسًا فَقَرَاءَ، وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرَّةً مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامٌ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَلَاثٍ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامٌ أَرْبَعَةً فَلْيَذْهَبْ بِخَمْسٍ أَوْ سَادِسٍ. أَوْ كَمَا قَالَ. وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ، وَانْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَشْرَةٍ، وَأَبُو بَكْرٍ ثَلَاثَةً، قَالَ: فَهَوَ أَنَا وَأَبِي وَأُمِّي، وَلَا أَذْرِي هَلْ قَالَ أَمْرَاتِي وَخَادِمِي بَيْنَ بَيْتِنَا بَيْتَ أَبِي بَكْرٍ، وَأَنَا أَبَا بَكْرٍ نَعُشِي عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ لَبِثَ حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتَّى نَعُشِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ. قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ مَا حَبَسَكَ عَنْ أَصْنَائِكَ - أَوْ صَبْيِكَ -؟ قَالَ: أَوْعَشْتِهِمْ؟ قَالَتْ: أَبَوَا حَتَّى تَجِيءَ، قَدْ عَرَضُوا عَلَيْهِمْ فَعَلَبُواهُمْ. فَذَهَبْتُ فَاخْتَبَأْتُ. فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ - فَجَدُّعُ وَسَبُّ - وَقَالَ: كُلُوا.

قَالَ: لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا. قَالَ: وَابَيْمُ اللَّهُ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنَ اللَّقْمَةِ إِلَّا رَبًّا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا، حَتَّى شَبِعُوا وَصَارَتْ أَكْثَرُ مِمَّا كَانَتْ قَبْلُ. فَنَظَرَ أَبُو بَكْرٍ فَإِذَا شَيْءٌ أَوْ أَكْثَرُ، فَقَالَ لَامْرَأَتِهِ: يَا أُخْتُ بَنِي لُؤَيٍّ. قَالَتْ: لَا وَفَرِّغِي عَيْنِي، لَيْمَى الْآنَ أَكْثَرُ مِمَّا قَبْلُ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ. فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ الشَّيْطَانُ - يَغْنِي يَمِينُهُ - ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً، ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ. وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ، فَمَضَى الْأَجَلَ فَفَرَّقْنَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أُنَاسٌ اللَّهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ، غَيْرَ أَنَّهُ بَعَثَ مَعَهُمْ، قَالَ: أَكَلُوا مِنْهَا أَجْمَعُونَ، أَوْ كَمَا قَالَ.

[راجع: ۶۰۲]

(سے) کہا چلو اب کھاؤ اور خود قسم کھالی کہ میں تو کبھی نہ کھاؤں گا۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ خدا کی قسم، پھر ہم جو لقمہ بھی (اس کھانے میں سے) اٹھاتے تو جیسے نیچے سے کھانا اور زیادہ ہو جاتا تھا (اتنی اس میں برکت ہوئی) سب لوگوں نے شکم سیر ہو کر کھایا اور کھانا پہلے سے بھی زیادہ بچ رہا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو دیکھا تو کھانا جوں کا توں کھایا پہلے سے بھی زیادہ۔ اس پر انہوں نے اپنی بیوی سے کہا، اے بنی فراس کی بہن (دیکھو تو یہ کیا معاملہ ہوا) انہوں نے کہا، کچھ بھی نہیں۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم، کھانا تو پہلے سے تین گنا زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ پھر وہ کھانا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی کھایا اور فرمایا کہ یہ میرا قسم کھانا تو شیطان کا انگو تھا۔ ایک لقمہ کھا کر اسے آپ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے گئے وہاں وہ صبح تک رکھا رہا۔ اتفاق سے ایک کافر قوم جس کا ہم مسلمانوں سے معاہدہ تھا اور معاہدہ کی مدت ختم ہو چکی تھی، ان سے لڑنے کے لئے فوج جمع کی گئی۔ پھر ہم بارہ ٹکڑیاں ہو گئے اور ہر آدمی کے ساتھ کتنے آدمی تھے خدا معلوم مگر اتنا ضرور معلوم ہے کہ آپ نے ان نقیبوں کو لشکر والوں کے ساتھ بھیجا۔ حاصل یہ کہ فوج والوں نے اس میں سے کھایا۔ یا عبدالرحمن نے کچھ ایسا ہی کیا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اس بیوی کو ام رومان کہا جاتا تھا۔ ام رومان فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ کی اولاد میں سے تھیں۔ عرب کے محاورہ میں جو کوئی کسی قبیلے سے ہوتا ہے اس کو اس کا بھائی کہتے ہیں۔ اس حدیث میں بھی آپ کے ایک عظیم معجزہ کا ذکر ہے۔ یہی مطابقت باب ہے۔ اس حدیث کے ذیل میں مولانا وحید الزماں مرحوم لکھتے ہیں۔ ہوا یہ ہو گا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام کو کھانا آنحضرت ﷺ کے گھر کھالیا ہو گا مگر آنحضرت ﷺ نے نہ کھایا ہو گا۔ عشاء کے بعد آپ نے کھایا ہو گا۔ اس حدیث کے ترجمہ میں بہت اشکال ہے اور بڑی مشکل سے معنی جتے ہیں ورنہ تکرار بے فائدہ لازم آتی ہے اور ممکن ہے راوی نے الفاظ میں غلطی کی ہو۔ چنانچہ مسلم کی روایت میں دوسرے لفظ تغشی کے بدل حتی نعل ہے یعنی آنحضرت ﷺ کے پاس اتنا ٹھہرے کہ آپ اونگھنے لگے۔ قاضی عیاض نے کہا یہی ٹھیک ہے۔ بعض راویوں نے ففرقنا اثنا عشر رجلا نقل کیا ہے جس کے مطابق یہاں ترجمہ کیا گیا اور بعض نسخوں میں ففرقنا یعنی ہماری بارہ ٹکڑیاں ہو گئیں، ہر ٹکڑی ایک آدمی کے تحت میں تھی۔ بعض نسخوں میں یوں ہے کہ بارہ آدمیوں کو مسلمانوں نے نقیب بنایا۔ بعض میں ففرقنا ہے۔ یعنی ہم نے بارہ آدمیوں کی ضیافت کی۔ ہر آدمی کے ساتھ کتنے آدمی تھے یہ اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اس حدیث شریف میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کرامت مذکور ہے مگر اولیاء اللہ کی کرامت ان کے پیغمبر کا معجزہ ہے کیونکہ پیغمبر ہی کی تابعداری کی برکت سے ان کو یہ درجہ ملا ہے، اس لئے باب کا مطلب حاصل ہو گیا۔ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ (وحیدی)

۳۵۸۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ (۳۵۸۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان

سے عبدالعزیز نے اور ان سے انس بن مالک نے اور حماد نے اس حدیث کو یونس سے بھی روایت کیا ہے۔ ان سے ثابت نے اور ان سے انس بن مالک نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک سال قحط پڑا۔ آپ جمعہ کی نماز کے لئے خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ! گھوڑے بھوک سے ہلاک ہو گئے اور بکریاں بھی ہلاک ہو گئیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہم پر پانی برسائے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔ حضرت انس بن مالک نے بیان کیا کہ اس وقت آسمان شیشے کی طرح (بالکل صاف) تھا، اتنے میں ہوا چلی، اس نے ابر کو اٹھایا پھر اس ابر کے بہت سے ٹکڑے جمع ہو گئے اور آسمان نے گویا اپنے دہانے کھول دیئے۔ ہم جب مسجد سے نکلے تو گھر پہنچتے پہنچتے پانی میں ڈوب چکے تھے۔ بارش یوں ہی دوسرے جمعہ تک برابر ہوتی رہی۔ دوسرے جمعہ کو وہی صاحب یا کوئی دوسرے پھر کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! مکانات گر گئے، دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ بارش روک دے۔ آنحضرت ﷺ مسکرائے اور فرمایا۔ اے اللہ! اب ہمارے چاروں طرف بارش برسا (جہاں اس کی ضرورت ہو) ہم پر نہ برسا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ اسی وقت ابر پھٹ کر مدینہ کے ارد گرد سر پہنچ کی طرح ہو گیا تھا۔

(۳۵۸۳) ہم سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، انہو anhv'nw کہا، ہم سے ابو عسان یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم سے ابو حفص نے جن کا نام عمر بن علاء ہے اور جو ابو عمرو بن علاء کے بھائی ہیں، بیان کیا، کہا کہ میں نے نافع سے سنا اور انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم ﷺ ایک لکڑی کا سارا لے کر خطبہ دیا کرتے تھے، پھر جب منبر بن گیا تو آپ خطبہ کے لئے اس پر تشریف لے گئے۔ اس پر اس لکڑی نے باریک آواز سے رونا شروع کر دیا۔ آخر آپ اس کے قریب تشریف لائے اور اپنا ہاتھ اس پر پھیرا۔ اور عبد الحمید نے کہا کہ ہمیں عثمان بن عمر نے خبر دی، انہیں معاذ بن

عبد الغزیز عن انس. وَعَنْ يُونُسَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((أَصَابَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ قَحْطٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ جُمُعَةٍ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلَكْتَ الْكُرَاعُ، وَهَلَكْتَ الشَّاءُ، فَادْعُ اللَّهَ يَسْقِينَا. فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا. قَالَ أَنَسٌ : وَإِنَّ السَّمَاءَ كَمِثْلِ الرُّجَاجَةِ. فَهَاجَتْ رِيحٌ أَنْشَأَتْ سَحَابًا، ثُمَّ اجْتَمَعَ، ثُمَّ أُرْسِلَتْ السَّمَاءُ غَزَالِيهَا، فَخَرَجْنَا نَحْوَ صُ النَّمَاءِ حَتَّى أَتَيْنَا مَنَارَنَا، فَلَمْ نَزَلْ نَمْطُرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْآخَرَى. فَقَالَ إِلَيْهِ ذَلِكَ الرَّجُلُ - أَوْ غَيْرُهُ - فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ، فَادْعُ اللَّهَ يَخْسِنَهُ. فَنَبَسَتْ ثُمَّ قَالَ : ((حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا)). فَنَظَرْتُ إِلَى السَّحَابِ تَتَصَدَّعُ حَوْلَ الْمَدِينَةِ كَأَنَّهُ إِكْلِيلٌ)).

[راجع: ۹۳۲]

۳۵۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ أَبُو غَسَّانٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ وَاسْمُهُ عُمَرُ بْنُ الْعَلَاءِ أَخُو أَبِي عَمْرٍو بْنِ الْعَلَاءِ، قَالَ : سَمِعْتُ نَافِعًا عَنْ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ إِلَى جَذَعٍ، فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ تَحَوَّلَ إِلَيْهِ، فَحَنَّ الْجَذَعُ، فَأَتَاهُ فَمَسَحَ يَدَهُ عَلَيْهِ)). وَقَالَ عَبْدُ الْحَمِيدِ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ

دی اور انہیں نافع نے اسی حدیث کی اور اس کی روایت ابو عاصم نے کی، ان سے ابو رواہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے۔

الغلاء عَنْ نَافِعٍ بِهِذَا. وَرَوَاهُ أَبُو عَاصِمٍ
عَنْ ابْنِ أَبِي رَوَاهٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ معلوم نہیں یہ عبد الحمید ثانی راوی کون ہیں؟ مزی نے کہا کہ یہ عبد بن حمید حافظ مشہور ہیں، مگر میں نے ان کی تفسیر اور مسند دونوں میں یہ حدیث تلاش کی تو مجھ کو نہیں ملی۔ البتہ داری نے اس کو نکالا ہے عثمان بن عمر سے آخر تک اسی اسناد سے (وحیدی)

(۳۵۸۴) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن ایمن نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا اور انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ کے لئے ایک درخت (کے تنے) کے پاس کھڑے ہوتے، یا (بیان کیا کہ) کھجور کے درخت کے پاس۔ پھر ایک انصاری عورت نے یا کسی صحابی نے کہا، یا رسول اللہ! کیوں نہ ہم آپ کے لئے ایک منبر تیار کر دیں؟ آپ نے فرمایا، اگر تمہارا جی چاہے تو کرو، چنانچہ انہوں نے آپ کے لئے منبر تیار کر دیا۔ جب جمعہ کا دن ہوا تو آپ اس منبر پر تشریف لے گئے۔ اس پر اس کھجور کے تنے سے بچے کی طرح رونے کی آواز آنے لگی۔ آنحضرت ﷺ منبر سے اترے اور اسے اپنے گلے سے لگایا، جس طرح بچوں کو چپ کرنے کے لئے لوریاں دیتے ہیں، آنحضرت ﷺ نے بھی اسی طرح اسے چپ کرایا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ بتا اس لئے رو رہا تھا کہ وہ اللہ کے اس ذکر کو سنا کرتا تھا جو اس کے قریب ہوتا تھا۔

۳۵۸۴- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْوَّاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي عَنْ
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُومُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَى
شَجَرَةٍ أَوْ نَخْلَةٍ، فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ
- أَوْ رَجُلٌ - يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَجْعَلُ
لَكَ مَنْبَرًا؟ قَالَ: إِنْ شِئْتُمْ. فَجَعَلُوا لَهُ
مَنْبَرًا. فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ دَفَعَ إِلَى
الْمَنْبَرِ، فَصَاحَتْ النَخْلَةُ صِيْحَ الصَّبِيِّ،
ثُمَّ نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ، تَنُّ أَيْنِ
الصَّبِيِّ الَّذِي يُسْكَنُ. قَالَ: كَانَتْ تَبْكِي
عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَهَا)).

[راجع: ۴۴۹]

اب وہ اس سے محروم ہو گیا اس لئے کہ میں اس سے دور ہو گیا۔

(۳۵۸۵) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، انہیں حفص بن عبید اللہ بن انس بن مالک نے خبر دی اور انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کے تنوں پر بنائی گئی تھی۔ نبی کریم ﷺ جب خطبہ کے لئے تشریف لاتے تو آپ ان میں سے ایک تنے کے پاس کھڑے ہو جاتے لیکن جب آپ کے لئے منبر بنا دیا گیا تو آپ اس پر تشریف

۳۵۸۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي
أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ
سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَفْصُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ أَنَسٍ أَنَّ مَالِكًا أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ
اللَّهِ يَقُولُ: ((كَانَ الْمَسْجِدُ مَنْقُوفًا عَلَى
جَذْوَعٍ مِنْ نَخْلٍ، فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا
خَطَبَ يَقُومُ إِلَى جَذْعٍ مِنْهَا، فَلَمَّا صُبِعَ لَهُ

الْمُنْبِرُ وَكَانَ عَلَيْهِ فَسَمِعْنَا لَذَلِكَ
الْجَذْعَ صَوْتًا كَصَوْتِ الْعِشَارِ، حَتَّى جَاءَ
النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا، فَسَكَتَ)).
لائے۔ پھر ہم نے اس تنے سے اس طرح کی رونے کی آواز سنی جیسی
بوقت ولادت اونٹنی کی آواز ہوتی ہے۔ آخر جب آنحضرت ﷺ نے
اس کے قریب آکر اس پر ہاتھ رکھا تو وہ چپ ہوا۔

[راجع: ۴۹۹]

تشریح صحابہ نے یہ آواز سنی۔ دوسری روایت میں ہے، آپ نے آکر اس کو گلے لگا لیا اور وہ لکڑی خاموش ہو گئی۔ آپ نے فرمایا
اگر میں ایسا نہ کرتا تو وہ قیامت تک روتی رہتی۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو کہتے مسلمانو! ایک
لکڑی آنحضرت ﷺ سے ملنے کے شوق میں روئی اور تم لکڑی کے برابر بھی آپ سے ملنے کا شوق نہیں رکھتے۔ داری کی روایت میں
ہے کہ آپ نے حکم دیا کہ ایک گڑھا کھودا گیا اور وہ لکڑی اس میں دبا دی گئی۔ ابو نعیم کی روایت میں ہے آپ نے صحابہ سے فرمایا تم کو
اس لکڑی کے رونے پر تعجب نہیں آتا، وہ آئے، اس کا رونا سنا، خود بھی بہت روئے۔ مسلمانو! ایک لکڑی کو آنحضرت ﷺ سے ایسی
محبت ہو اور ہم لوگ جو اشرف المخلوقات ہیں اپنے پیغمبر سے اتنی بھی الفت نہ رکھیں، رونے کا مقام ہے کہ آپ کی حدیث کو چھوڑ کر
ابو حنیفہ اور شافعی کے قول کی طرف دوڑیں، آپ کی حدیث سے تو ہم کو تسلی نہ ہو اور قستانی اور کیدانی جو نامعلوم کس باغ کی سولی
تھے ان کے قول سے تشفی ہو جائے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ پھر اسلام کا دعویٰ کیوں کرتے ہو جب پیغمبر اسلام کی تم کو ذرا بھی محبت
نہیں (مولانا وحید الزماں مرحوم)

(۳۵۸۶) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی حدی
نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، (دوسری سند) کہا مجھ سے بشر بن خالد
نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے، ان سے شعبہ نے، ان سے
سلیمان نے، انہوں نے ابوداؤد کل سے سنا، وہ حذیفہ بن یشجبہ سے بیان
کرتے تھے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا فتنہ کے بارے میں رسول
اللہ ﷺ کی حدیث کس کو یاد ہے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ بولے کہ مجھے زیادہ یاد
ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر بیان
کرو (ماشاء اللہ) تم تو بہت جری ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا، انسان کی ایک آزمائش (فتنہ) تو اس کے گھر مال اور
پڑوس میں ہوتا ہے جس کا کفارہ، نماز، روزہ، صدقہ اور امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر جیسی نیکیاں بن جاتی ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں
اس کے متعلق نہیں پوچھتا، بلکہ میری مراد اس فتنہ سے ہے جو سمندر
کی طرح (ٹھانٹیں مارتا) ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ اس فتنہ کا آپ پر کوئی
اثر نہیں پڑے گا۔ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان بند دروازہ ہے۔
حضرت عمر نے پوچھا وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑ دیا جائے گا۔ انہوں

۳۵۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ. ح حَدَّثَنِي بَشَرُ
بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ
سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ
حُذَيْفَةَ: ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ: أَيْكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ؟ فَقَالَ
حُذَيْفَةُ: أَنَا أَحْفَظُ كَمَا قَالَ: قَالَ: هَاتِ،
إِنَّكَ لَجَرِيءٌ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ
وَجَارِهِ تُكْفَرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ
بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)). قَالَ:
لَيْسَتْ هَذِهِ، وَلَكِنْ أَلْتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ
الْبَحْرِ، قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَا بَأْسَ
عَلَيْكَ مِنْهَا، إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا.

نے کہا کہ نہیں بلکہ توڑ دیا جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے اس پر فرمایا کہ پھر تو بند نہ ہو سکے گا۔ ہم نے حذیفہؓ سے پوچھا کیا عمرؓ اس دروازے کے متعلق جانتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اسی طرح جانتے تھے جیسے دن کے بعد رات کے آنے کو ہر شخص جانتا ہے۔ میں نے ایسی حدیث بیان کی جو غلط نہیں تھی۔ ہمیں حضرت حذیفہؓ سے (دروازہ کے متعلق) پوچھتے ہوئے ڈر معلوم ہوا۔ اس لیے ہم نے مسروق سے کہا جب انہوں نے پوچھا کہ وہ دروازہ (سے مراد) کون صاحب ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ وہ خود عمرؓ ہی ہیں۔

(راجع: ۵۲۵)

تشیخ یہ حدیث مع شرح اوپر گزر چکی ہے۔ امام بخاری اس باب میں اس کو اس لئے لائے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا ایک معجزہ ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ جب تک زندہ رہے کوئی فتنہ اور فساد مسلمانوں میں نہیں ہوا۔ ان کی وفات کے بعد فتنوں کا دروازہ کھل گیا تو آپ کی پیش گوئی پوری ہوئی۔ زرکشی نے کہا کہ حذیفہؓ اگر اس دروازے کو حضرت عثمانؓ کی ذات کہتے تو درست ہوتا ان کی شہادت کے بعد فتنوں کا دروازہ کھل گیا۔ (بلکہ حضرت عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت بھی فتنہ گروں کے ہاتھوں ہوئی) راقم کتا ہے کہ یہ زرکشی کی خوش فہمی ہے۔ فتنوں کا دروازہ تو حضرت عثمانؓ کی حیات میں کھل گیا تھا پھر وہ دروازہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ حذیفہؓ ایک جلیل الشان صحابی اور آنحضرت ﷺ کے محرم راز تھے۔ انہوں نے جو امر قرار دیا، زرکشی کو اس پر اعتراض کرنا زیبا نہیں تھا (وحیدی) اہل و مال کے فتنے سے مراد خدا کی یاد سے غافل ہونا اور دل پر غفلت کا پردہ آنا ہے۔

(۳۵۸۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قیامت اس وقت تک نہیں قائم ہوگی جب تک تم ایک ایسی قوم کے ساتھ جنگ نہ کرو جو جن کے جوتے بال کے ہوں اور جب تک تم ترکوں سے جنگ نہ کرو، جن کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی، چہرے سرخ ہوں گے، ناک چھوٹی اور چھٹی ہوگی، چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہ ذہال ہوتی ہے۔

(راجع: ۲۹۲۸)

(۳۵۸۸) اور تم حکومت کیلئے سب سے زیادہ بہتر شخص اسے پاؤ گے جو حکومت کرنے کو برا جانے (یعنی اس منصب کو خود کیلئے ناپسند کرے) یہاں تک کہ وہ اس میں پھنس جائے۔ لوگوں کی مثال کان کی سی ہے جو جاہلیت میں شریف تھے، وہ اسلام لانے کے بعد بھی شریف ہیں۔

قَالَ: يَفْتَحُ الْبَابُ أَوْ يَكْسِرُ؟ قَالَ: لَا، بَلْ يَكْسِرُ، قَالَ: ذَلِكَ آخَرِي أَنْ لَا يُغْلَقَ. قُلْنَا: عَلِمَ الْبَابُ؟ قَالَ: نَعَمْ، كَمَا أَنَّ ذُوْنَ عَدِ اللَّيْلَةِ. إِنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَعْلَى. فَهِنَا أَنْ نَسْأَلَهُ، وَأَمَرْنَا مَسْرُوقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ: ((مَنْ الْبَابُ؟ قَالَ: غَمْرُ)).

۳۵۸۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا يَغَالَهُمُ الشُّعْرُ، وَحَتَّى تُقَاتِلُوا التُّرُكَ صِبَاغَ الْأَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوهِ ذُلْفَ الْأُنُوفِ كَأَنَّ وُجُوْهُهُمْ الْمَجَاثِمُطْرَقَةُ)).

۳۵۸۸- ((وَتَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّهُمْ كِبْرَاهِيَةً لِهَذَا الْأَمْرِ حَتَّى يَقَعَ فِيهِ. وَالنَّاسُ مَعَادِنٌ: خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ)). (راجع: ۳۴۹۳)

۳۵۸۹- ((وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَى أَحَدِكُمْ زَمَانٌ لَّأَنْ يَرَانِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَهُ مِثْلُ أَهْلِهِ وَمَالِهِ)).
 اور تم پر ایک ایسا دور بھی آنے والا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے سارے گھریاں اور مال و دولت سے بڑھ کر مجھ کو دیکھ لینا زیادہ پسند کرے گا۔

تَشْرِیح اس حدیث میں چار پیشین گوئیاں ہیں، چاروں پوری ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ کے عاشق صحابہ اور تابعین میں بلکہ ان کے بعد والے لوگوں میں بھی ہمارے زمانے تک بعض ایسے گزرے ہیں کہ مال اولاد سب کو آپ کے ایک دیدار پر تصدق (قریان) کر دیں۔ مال و دولت کیا چیز ہے، جان ہزار جانیں آپ پر سے تصدق کرنا فخر اور سعادت دارین سمجھتے رہے۔ ہر دو عالم قیمت خود گفستہ نرغ بالا کن کہ ارزانی ہنوز (وحیدی)

۳۵۹۰- حَدَّثَنِي يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقَاتِلُوا خُوزًا وَكِرْمَانَ مِنَ الْأَعَاجِمِ، حُمْرَ الْوُجُوهِ فُطَسَ الْأَنْوَفِ صِغَارَ الْأَعْيُنِ كَأَنَّ وُجُوهُهُمْ الْمَجَانُ الْمِطْرَقَةُ، نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ)). تَابَعَهُ غَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ.
 مجھ سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے اور ان سے ہمام نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم ایرانیوں کے شرخوز اور کرمان والوں سے جنگ نہ کر لو گے۔ چہرے ان کے سرخ ہوں گے۔ ناک چھٹی ہوگی، آنکھیں چھوٹی ہوں گی اور چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہ بہ تہ ڈھال ہوتی ہے اور ان کے جوتے بالوں والے ہوں گے۔ یحییٰ کے علاوہ اس حدیث کو اوروں نے بھی عبد الرزاق سے روایت کیا ہے۔

[راجع: ۲۹۲۸]

۳۵۹۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: قَالَ إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنِي قَيْسٌ قَالَ: ((وَأَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ سِنِينَ لَمْ أَكُنْ فِي سَبِيلِهِ أَخْرَصَ عَلَى أَنْ أَعْمِيَ الْخَلْدَيْنِ مِنِّي فِينَهُنَّ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ - وَقَالَ هَكَذَا بَيْدِهِ - : ((بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ، وَهُوَ هَذَا الْبَارِزُ)) وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: وَهُمْ أَهْلُ الْبَارِزِ)).
 ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ اسماعیل نے بیان کیا کہ مجھ کو قیس نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں تین سال رہا ہوں، اپنی پوری عمر میں مجھے حدیث یاد کرنے کا اتنا شوق کبھی نہیں ہوا جتنا ان تین سالوں میں تھا۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے سنا، آپ نے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کر کے فرمایا کہ قیامت کے قریب تم لوگ (مسلمان) ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے (مراد یہی ایرانی ہیں) سفیان نے ایک مرتبہ وہو هذا البارز کے بجائے الفاظ وہم اهل البارز نقل کئے (یعنی ایرانی، یا کردی، یا دیلم والے لوگ مراد ہیں)

[راجع: ۲۹۲۸]

۳۵۹۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُونَ قَوْمًا يَنْتَعِلُونَ الشُّعْرَ، وَتُقَاتِلُونَ قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُ الْمِطْرَقَةُ)).

[راجع: ۲۹۲۷]

۳۵۹۳- حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُودُ، فَتُسَلْطُونَ عَلَيْهِمْ، يَقُولُ الْحَجَرُ: يَا مُسْلِمُ، هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَأَيْتُ فَاقْتُلْهُ)). [راجع: ۲۵۲۹]

تشیخ

یہ اس وقت ہو گا جب عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور یہودی لوگ دجال کے لشکر میں ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باب لد کے پاس دجال کو ماریں گے اور اس کے لشکر والے جا بجا مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوں گے۔

۳۵۹۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُونَ، فَيَقَالُ: فَيَكُمُ مَنْ صَحِبَ الرَّسُولَ ﷺ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَفْتَحُ عَلَيْهِمْ. ثُمَّ يَغْزُونَ، فَيَقَالُ لَهُمْ: هَلْ فَيَكُمُ مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ الرَّسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَفْتَحُ لَهُمْ)).

[راجع: ۲۸۹۷]

۳۵۹۵- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ

(۳۵۹۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، کہا میں نے حسن سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے عمرو بن تغلبہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا، قیامت کے قریب تم ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جو بالوں کا جو تاپنتے ہوں گے اور ایک ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے منہ تہ بہ تہ ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔

(۳۵۹۳) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے سالم بن عبد اللہ نے خبر دی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ تم یہودیوں سے ایک جنگ کرو گے اور اس میں ان پر غالب آ جاؤ گے، اس وقت یہ کیفیت ہو گی کہ (اگر کوئی یہودی جان بچانے کے لئے کسی پہاڑ میں بھی چھپ جائے گا تو) پتھر بولے گا کہ اے مسلمان! یہ یہودی میری آڑ میں چھپا ہوا ہے، اسے قتل کر دے۔

(۳۵۹۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جماد کے لئے فوج جمع ہو گی، پوچھا جائے گا کہ فوج میں کوئی ایسے بزرگ بھی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہو؟ معلوم ہو گا کہ ہاں ہیں تو ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی۔ پھر ایک جماد ہو گا اور پوچھا جائے گا، کیا فوج میں کوئی ایسے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی کی صحبت اٹھائی ہو؟ معلوم ہو گا کہ ہاں ہیں تو ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی۔ پھر ان کی دعا کی برکت سے فتح ہو گی۔

(۳۵۹۵) مجھ سے محمد بن حکم نے بیان کیا، کہا ہم کو نصر نے خبر دی، کہا

ہم کو اسرائیل نے خبر دی، کہا ہم کو سعد طائی نے خبر دی، انہیں محل بن خلیفہ نے خبر دی، ان سے عدی بن حاتمؓ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک صاحب آئے اور آنحضرت ﷺ سے فقر و فاقہ کی شکایت کی۔ پھر دوسرے صاحب آئے اور راستوں کی بد امنی کی شکایت کی۔ اس پر آنحضرت نے فرمایا عدی! تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟ (جو کوفہ کے پاس ایک بستی ہے) میں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا تو نہیں، البتہ اس کا نام میں نے سنا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر تمہاری زندگی کچھ اور لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ہودج میں ایک عورت اکیلی حیرہ سے سفر کرے گی اور (مکہ پہنچ کر) کعبہ کا طواف کرے گی اور اللہ کے سوا اسے کسی کا بھی خوف نہ ہو گا۔ میں نے (حیرت سے) اپنے دل میں کہا، پھر قبیلہ طے کے ان ڈاکوؤں کا کسا ہو گا جنہوں نے شہروں کو تباہ کر دیا، فساد کی آگ سلگا رکھی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اگر تم کچھ اور دنوں تک زندہ رہے تو کسریٰ کے خزانے (تم پر) کھولے جائیں گے۔ میں (حیرت میں) بول پڑا کسریٰ بن ہرمز (ایران کا بادشاہ) آپ نے فرمایا، ہاں کسریٰ بن ہرمز! اور اگر تم کچھ دنوں تک اور زندہ رہے تو یہ بھی دیکھو گے کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں سونا چاندی بھر کر نکلے گا۔ اسے کسی ایسے آدمی کی تلاش ہو گی (جو اس کی زکوٰۃ) قبول کر لے لیکن اسے کوئی ایسا آدمی نہیں ملے گا جو اسے قبول کر لے۔ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا جو دن مقرر ہے اس وقت تم میں سے ہر کوئی اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ درمیان میں کوئی ترجمان نہ ہو گا (بلکہ پروردگار اس سے بلا واسطہ باتیں کرے گا) اللہ تعالیٰ اس سے دریافت کرے گا۔ کیا میں نے تمہارے پاس رسول نہیں بھیجے تھے جنہوں نے تم تک میرا پیغام پہنچا دیا ہو؟ وہ عرض کرے گا، بے شک تو نے بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کیا میں نے مال اور اولاد تمہیں نہیں دی تھی؟ کیا میں نے ان کے ذریعہ تمہیں فضیلت نہیں دی تھی؟ وہ جواب دے گا بے شک تو نے دیا تھا۔ پھر وہ اپنی داہنی طرف دیکھے گا تو سوا جہنم کے اسے

أَخْبَرَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ أَخْبَرَنَا
سَعْدُ الطَّائِي أَخْبَرَنَا مُجَلُّ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ
عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا عِنْدَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَنَا
رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَاقَةَ، ثُمَّ أَنَا آخِرُ
فَشَكَا إِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيلِ، فَقَالَ: ((يَا
عَدِيُّ، هَلْ رَأَيْتَ الْحَيْرَةَ؟)) قُلْتُ: لَمْ
أَرَهَا، وَقَدْ أَتَيْتُ عَنْهَا. قَالَ: ((فَإِنْ
طَأَلَتْ بِكَ حَيَاةً لَتَرَيْنَ الطَّيْنَةَ تَرْتَجِلُ
مِنَ الْحَيْرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا
تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ)) - قُلْتُ: فِيمَا
بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِي فَأَتَيْنَ دُعَارُ طَيْءِ
الَّذِينَ قَدْ سَعَرُوا الْبِلَادَ؟ - ((وَلَئِنْ
طَأَلَتْ بِكَ حَيَاةً لَتُفْتَحَنَّ كُوزُ
كَسْرَى)). قُلْتُ: كِسْرَى بْنُ هُرْمُزٍ؟
قَالَ: كِسْرَى بْنُ هُرْمُزٍ. وَلَئِنْ طَأَلَتْ
بِكَ حَيَاةً لَتَرَيْنَ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلءَ كَفِّهِ
مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مِنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ
فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ. وَلَيَلْقَيْنَ اللَّهَ
أَحَدَكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ
تَرْجُمَانٌ يَرْجِمُ لَهُ، فَيَقُولَنَّ لَهُ: أَلَمْ
أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُولًا فَيَلْبُغَكَ. فَيَقُولَنَّ:
بَلَى. فَيَقُولَنَّ: أَلَمْ أُعْطِكَ مَالًا وَأَفْضَلَ
عَلَيْكَ؟ فَيَقُولَنَّ: بَلَى. فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ
فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ، وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهِ
فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ)). قَالَ عَدِيُّ:
سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور کچھ نظر نہ آئے گا پھر وہ بائیں طرف دیکھے گا تو ادھر بھی جہنم کے سوا اور کچھ نظر نہیں آئے گا۔ عدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ جہنم سے ڈرو، اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ ہو۔ اگر کسی کو کھجور کا ایک ٹکڑا بھی میسر نہ آ سکے تو (کسی سے) ایک اچھا کلمہ ہی کہہ دے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ہودج میں بیٹھی ہوئی ایک اکیلی عورت کو تو خود دیکھ لیا کہ جہنم سے سفر کے لئے نکلی اور (مکہ پہنچ کر) اس نے کعبہ کا طواف کیا اور اسے اللہ کے سوا اور کسی (ڈاکو وغیرہ) کا (راستے میں) خوف نہیں تھا اور مجاہدین کی اس جماعت میں تو میں خود شریک تھا جس نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کئے۔ اور اگر تم لوگ کچھ دنوں اور زندہ رہے تو وہ بھی دیکھ لو گے جو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں (زکوٰۃ کا سونا چاندی) بھر کر نکلے گا (لیکن اسے لینے والا کوئی نہیں ملے گا) مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، کہا ہم کو سعدان بن بشر نے خبر دی، ان سے ابو مجاہد نے بیان کیا، ان سے محل بن خلیفہ نے بیان کیا اور انہوں نے عدی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ پھر یہی حدیث نقل کی جو اوپر مذکور ہوئی۔

يَقُولُ: ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقَّةِ تَمْرَةٍ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ شِقَّةَ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)). قَالَ عَدِيٌّ: فَرَأَيْتُ الطَّعِينَةَ تَرْتَجِلُ مِنَ الْجَحِيمَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَحَافُ إِلَّا اللَّهَ، وَكُنْتُ لِيَمَنَ الْفَتْحِ كُنُوزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ، وَلَيْنَ طَالَتْ بِكُمْ حَيَاةٌ لَتَرَوْهُ مَا قَالَ النَّبِيُّ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ)). حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا سَعْدَانُ بْنُ بَشَرَ حَدَّثَنَا أَبُو مُجَاهِدٍ حَدَّثَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيفَةَ سَمِعْتُ عَدِيًّا: ((كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)).

[راجع: ۱۴۱۳]

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مال و دولت کی فراوانی کی پیش گوئی بھی پوری ہوئی کہ مسلمانوں کو اللہ نے بہت دولت مند بنا دیا تھا کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ تھا۔ حافظ نے کہا کہ جہنم کے ان بادشاہوں کا پایہ تخت تھا جو ایران کے ماتحت تھے۔

۳۵۹۶- حَدَّثَنِي سَعْدَانُ بْنُ شَرْحِبِيلٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ غُبَّةِ بْنِ عَامِرٍ: ((عَنِ النَّبِيِّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنَبْرِ فَقَالَ: إِنِّي قَرَأْتُكُمْ، وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ. إِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي قَدْ أَعْطَيْتُ حَزَائِنَ مَقَابِيحِ الْأَرْضِ، وَإِنِّي

(۳۵۹۶) مجھ سے سعید بن شرحبیل نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یزید بن حبیب نے، ان سے ابو الخیر نے، ان سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن مدینہ سے باہر نکلے اور شہداء احد پر نماز پڑھی جیسے میت پر پڑھتے ہیں اس کے بعد آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا، میں (حوض کوثر پر) تم سے پہلے پہنچوں گا اور قیامت کے دن تمہارے لئے میرے سامان ہوں گا، میں تم پر گواہی دوں گا اور اللہ کی قسم میں اپنے حوض کوثر کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں۔ مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں اور قسم اللہ

وَاللّٰهُ مَا أَحَافُ بَعْدِي أَنْ تُشْرِكُوا، وَلَكِنَّ أَحَافُ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا)).
[راجع: ۱۳۴۴]

کی مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں کہ تم شرک کرنے لگو گے، میں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں دنیا داری میں پڑ کر ایک دوسرے سے رشک و حسد نہ کرنے لگو۔

تشیخ آپ کی یہ پیش گوئی بالکل سچ ثابت ہوئی، مسلمانوں کو بڑا عروج حاصل ہوا۔ مگر یہ آپس کے رشک اور حسد سے خراب ہو گئے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں کو خود اپنوں ہی کے ہاتھوں جو تکالیف ہوئیں وہ اغیار کے ہاتھوں سے نہیں ہوئیں۔ مسلمانوں کے لئے اغیار کی ریشہ دوانیوں اور برے منصوبوں میں بھی بیشتر عداوت مسلمانوں کا ہاتھ رہا ہے۔

۳۵۹۷- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَسَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أَطْمٍ مِنَ الْأَطَامِ فَقَالَ: ((هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟ إِنِّي أَرَى الْفِتْنَ تَفْعُ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ مَوَاقِعَ الْقَطْرِ)). [راجع: ۱۸۷۸]

۳۵۹۷) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ مدینہ کے ایک بلند ٹیلہ پر چڑھے اور فرمایا، جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں کیا تمہیں بھی نظر آ رہا ہے؟ میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے گھروں میں وہ اس طرح گر رہے ہیں جیسے بارش کی بوندیں گر ا کرتی ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جو فتنے برپا ہوئے ان پر یہ اشارہ ہے۔ ان فتنوں نے ایسا سر اٹھایا کہ آج تک ان کے تباہ کن اثرات باقی ہیں۔

۳۵۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سَفْيَانَ حَدَّثَتْهَا عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَرَعَا يَقُولُ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَنِلَ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرِّ قَلْبِ أَقْرَبَ: فَتَبَعَ الْيَوْمَ مِنْ رَدَمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلَ هَذَا. وَخَلَقَ بِإِصْصِهِ وَبِأَلْيَمِي تَلِيهَا)). فَقَالَتْ زَيْنَبُ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَهْلِكُ وَلَيْنَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِذَا كَثُرَ النَّعَثُ)).

۳۵۹۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، ان سے زینب بنت ابی سلمہ نے بیان کیا، ان سے ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم کو زینب بنت ابی جحش رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ ایک دن نبی کریم ﷺ ان کے گھر تشریف لائے تو آپ بہت پریشان نظر آ رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، عرب کے لئے تباہی اس شر سے آئے گی جس کے واقع ہونے کا زمانہ قریب آ گیا ہے، آج یا جوج ماجوج کی دیوار میں اتنا شگاف پیدا ہو گیا ہے اور آپ نے انگلیوں سے حلقہ بنا کر اس کی وضاحت کی۔ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں نیک لوگ ہوں گے پھر بھی ہم ہلاک کر دیئے جائیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں جب خباثتیں بڑھ جائیں گی (تو ایسا ہو گا)

[راجع: ۳۳۴۶]

۳۵۹۹- وَعَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي هِنْدٌ

۳۵۹۹) اور زہری سے روایت ہے۔ ان سے ہند بنت الحارث سے لے

بیان کیا انہوں نے کہا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو فرمایا، سبحان اللہ! کیسے کیسے خزانے اترے ہیں (جو مسلمانوں کو ملیں گے) اور کیا کیا فتنے و فساد اترے ہیں۔

بَنَتْ الْحَارِثُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ: اسْتَيْقِظَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللَّهِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَوَازِنِ، وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ)). [راجع: ۱۱۵]

جن میں مسلمان جلا ہوں گے۔ فتوحات اسلامی اور باہمی جھگڑے ہر دو کیلئے آپ نے پیش گوئی فرمائی، جو حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ ۳۶۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ الْمَاجِشُونِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعَصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي: إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَتَتَّخِذُهَا، فَأَصْلَحْهَا وَأَصْلِحْ رُعَاتَهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَكُونُ الْغَنَمُ فِيهِ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ يَنْتَعِبُ بِهَا شَعْفَ الْجِبَالِ - أَوْ شَعْفَ الْجِبَالِ - فِي مَوَاقِعِ الْفَطْرِ، يَفْرُ بَدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ)). [راجع: ۱۹]

۳۶۰۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الْأَوْسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سَتَكُونُ فِتْنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي، وَمَنْ يُشْرِفْ لَهَا تَسْتَشْرِفُهُ، وَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَادًا فَلْيَعُدْ بِهِ)). [طرمہاہ فی: ۷۰۸۱، ۷۰۸۲]

عمر نبوت کے بعد جو خاکی فتنے مسلمانوں میں پیدا ہوئے ان سے حضور ﷺ کی پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوتی ہے۔ ۳۶۰۱) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ اویسی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابن المسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فتنوں کا دور جب آئے گا تو اس میں بیٹھنے والا کھڑا رہنے والے سے بہتر ہوگا۔ کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا جو اس میں جھانکے گا فتنہ بھی اسے اچک لے گا اور اس وقت جسے جہاں بھی پناہ مل جائے بس وہیں پناہ پکڑ لے تاکہ اپنے دین کو فتنوں سے بچا سکے۔

عمر نبوت کے بعد جو خاکی فتنے مسلمانوں میں پیدا ہوئے ان سے حضور ﷺ کی پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوتی ہے۔ ۳۶۰۱) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ اویسی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابن المسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فتنوں کا دور جب آئے گا تو اس میں بیٹھنے والا کھڑا رہنے والے سے بہتر ہوگا۔ کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا جو اس میں جھانکے گا فتنہ بھی اسے اچک لے گا اور اس وقت جسے جہاں بھی پناہ مل جائے بس وہیں پناہ پکڑ لے تاکہ اپنے دین کو فتنوں سے بچا سکے۔

(۳۶۰۲) اور ابن شہاب سے روایت ہے، ان سے ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن مطیع بن اسود نے اور ان سے نوفل بن معاویہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث کی طرح البتہ ابو بکر (راوی حدیث) نے اس روایت میں اتنا اور زیادہ بیان کیا کہ نمازوں میں ایک نماز ایسی ہے کہ جس سے وہ چھوٹ جائے گویا اس کا گھریا ہر سب برباد ہو گئے۔ (اور وہ عصر کی نماز ہے)

(۳۶۰۳) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں زید بن وہب نے اور انہیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے بعد تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں تم پر دو سروں کو مقدم کیا جائے گا اور ایسی باتیں سامنے آئیں گی جن کو تم برا سمجھو گے، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت ہمیں آپ کیا حکم فرماتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو حقوق تم پر دو سروں کے واجب ہوں انہیں ادا کرتے رہنا اور اپنے حقوق اللہ ہی سے مانگنا۔ (یعنی صبر کرو اور اپنا حق لینے کے لئے خلیفہ اور حاکم وقت سے بغاوت نہ کرنا)

(۳۶۰۴) مجھ سے محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو معمر اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوالتیاح نے، ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اس قبیلہ قریش کے بعض آدمی لوگوں کو ہلاک و برباد کر دیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا، ایسے وقت کے لئے آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، کاش لوگ ان سے بس الگ ہی رہتے۔ محمود بن غیلان نے بیان کیا کہ ہم سے ابو داؤد و طیالسی نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں ابوالتیاح نے، انہوں نے ابو زرعہ سے سنا۔

(۳۶۰۵) مجھ سے احمد بن محمد بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ بن سعید اموی نے بیان کیا، ان سے ابن کے دادا نے بیان کیا کہ میں

۳۶۰۲- وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُطِيعِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ نُوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ هَذَا، إِلَّا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ يَزِيدُ: ((مِنَ الصَّلَاةِ صَلَاةً مَنْ فَاتَتْهُ فَكَانَ مَا وَرَأَاهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ)).

۳۶۰۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((سَتَكُونُ آثَرَةٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُوهَا. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: تَوَدُّونَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ، وَتَسْأَلُونَ اللَّهَ الَّذِي لَكُمْ)).

[طرفہ فی : ۷۰۵۲]

۳۶۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يُهْلِكُ النَّاسَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ. قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: لَوْ أَنَّ النَّاسَ اغْتَرَلُواهُمْ)). قَالَ مَحْمُودُ حَدَّثَنَا وَأَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ. [طرفہ فی : ۳۶۰۵، ۷۰۵۸]

۳۶۰۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُكِّيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ

مروان بن حکم اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، اس وقت میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے بچوں کے سچے رسول کریم ﷺ سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے کہ میری امت کی بربادی قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں پر ہوگی۔ مروان نے پوچھا، نوجوان لڑکوں کے ہاتھ پر؟ اس پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں ان کے نام بھی لے دوں کہ وہ بنی فلاں اور بنی فلاں ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ کو آنحضرت ﷺ نے ان کے نام بھی بتلائے ہوں گے جب تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ۶۰ھ سے یا اللہ! مجھ کو بچائے رکھنا اور چمکوں کی حکومت سے بچانا، یہی سال یزید کے بادشاہ ہونے کا ہے۔ اکثر نوجوان تجربات سے نہیں گزرنے پاتے، اس لئے بااوقات سیادت و قیادت میں وہ مخرب یعنی خرابیاں پیدا کرنے والے ثابت ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر رسولوں کو مقام رسالت چالیس سال کی عمر کے بعد ہی دیا گیا ہے۔

(۳۶۰۶) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن جابر نے، کہا کہ مجھ سے بسر بن عبید اللہ حضری نے، کہا کہ مجھ سے ابو ادریس خولانی نے بیان کیا، انہوں نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ دوسرے صحابہ کرام تو رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق سوال کیا کرتے تھے لیکن میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا اس خوف سے کہ کہیں میں ان میں نہ بھنس جاؤں۔ تو میں نے ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ سے سوال کیا، یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر کے زمانے میں تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خیر و برکت (اسلام کی) عطا فرمائی، اب کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے سوال کیا، اور اس شر کے بعد پھر خیر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں لیکن اس خیر پر کچھ دھواں ہو گا۔ میں نے عرض کیا وہ دھواں کیا ہو گا؟ آپ نے جواب دیا کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میری سنت اور طریقے کے علاوہ دوسرے طریقے اختیار کریں گے، ان میں کوئی بات اچھی ہو گی کوئی بری۔ میں نے سوال کیا، کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، جنم کے دروازوں کی

الْأُمُورُ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَسَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ يَقُولُ: ((هَلَاكَ أُمَّتِي عَلَى يَدَي غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ)). فَقَالَ مَرْوَانُ، غِلْمَةٌ؟ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنْ شِئْتَ أَنْ أَسْمِيَهُمْ، بَنِي فَلَانٍ وَبَنِي فَلَانٍ)). [راجع: ۳۶۰۴]

۳۶۰۶ - حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ حَذِيفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يَذَرَكْنِي. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الْخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: ((نَعَمْ وَلِيهِ دَعْوَانِ))، قُلْتُ: وَمَا دَعْوَانِ؟ قَالَ: ((قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيٍ، نَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ)). قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا

طرف بلانے والے پیدا ہوں گے، جو ان کی بات قبول کرے گا اسے وہ جنم میں جھوٹک دیں گے۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ان کے اوصاف بھی بیان فرما دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ ہماری ہی قوم و مذہب کے ہوں گے، ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے عرض کیا، پھر اگر میں ان لوگوں کا زمانہ پاؤں تو میرے لئے آپ کا حکم کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے تابع رہو۔ میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہو اور نہ ان کا کوئی امام ہو۔ آپ نے فرمایا پھر ان تمام فرقوں سے اپنے کو الگ رکھنا، اگرچہ تجھے اس کے لئے کسی درخت کی جڑ چبانی پڑے، یہاں تک کہ تیری موت آجائے اور تو اسی حالت پر ہو (تو یہ تیرے حق میں ان کی صحبت میں رہنے سے بہتر ہو گا)

(۳۶۰۷) ہم سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے یحییٰ بن سعید نے، انہوں نے اسماعیل سے، کہا مجھ سے قیس نے بیان کیا، ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے ساتھیوں نے (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم نے) تو آنحضرت ﷺ سے بھلائی کے حالات سیکھے اور میں نے برائی کے حالات دریافت کئے۔

حدیث میں ایسے لوگوں کا ذکر آیا ہے جو حدیث نبوی پر نہیں چلیں گے۔ ان کی کوئی بات اچھی ہو گی کوئی بری۔ اس پر حضرت مولانا وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں۔ یہ زمانہ گزر چکا۔ مسلمان نیک کام کرتے تھے، نماز پڑھتے تھے مگر اس کے ساتھ اتباع سنت کا خیال نہیں رکھتے تھے، بہت سی بدعات میں گرفتار تھے اور سب سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ انہوں نے قرآن و حدیث کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ وہ یہ سمجھتے تھے اب قرآن اور حدیث کی حاجت نہیں رہی، مجتہدوں نے سب چھان ڈالا ہے اور جو نکالنا تھا وہ نکال لیا ہے۔ قرآن کبھی تیجہ یا دہم میں بطور تبرک پڑھ لیتے، تراویح میں قرآن کے لفظ سن لیتے، حدیث بھی کبھی بطور تبرک پڑھ لیتے، عمل کرنے کی نیت سے نہیں پڑھتے، باقی ساری عمر ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز اور قدوری اور شرح مواہب اور شرح عقائد میں صرف کرتے، ارے اللہ کے بندو! ان سب کتابوں سے فائدہ؟ قرآن اور صحیح بخاری اپنے بچوں کو سمجھ کر پڑھاتے تو یہ دونوں کتابیں تم کو کافی تھیں۔ حدیث ہذا میں کچھ اور لوگوں کی نشان دہی کی گئی ہے جو بظاہر اسلام ہی کا نام لیں گے مگر باطن میں دوزخ کے داعی ہوں گے۔ یعنی دل میں بکے کافر اور لمبہ ہوں گے ان سے وہ مغرب زدہ لوگ بھی مراد ہو سکتے ہیں جو اسلام کا نام لینے کے باوجود مغربی تہذیب کے دلدادہ ہیں اور اسلام پر ہنسی اڑاتے ہیں۔ اسلام کو دنیائوی مذہب اور قرآن کو دنیائوی کتاب کہتے ہیں۔ دن رات مغربی تہذیب کی خوبیوں کی گیت گاتے رہتے ہیں اور سر سے پیر تک انگریز بننے کو فرسجھتے ہیں، ان ہی کی طرح کھاتے ہیں اور ان کی طرح کھڑے پیشاب کرتے ہیں۔ الغرض تہذیب جدید کے یہ دلدادہ جنہوں نے اسلام کو قطعاً چھوڑ دیا ہے پھر بھی اسلام کا نام لیتے ہیں یہ سو فیصدی

قَدْفُوهُ فِيهَا)). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صِفْهُمْ لَنَا. فَقَالَ: ((هُمْ مِنْ جِلْدِنَا؛ وَيَتَكَلَّمُونَ بِلِسَانِنَا)). قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي أَنْ أَذْرِكَنِي ذَلِكَ؟ قَالَ: ((تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ)). قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ: ((فَاعْتَزِلْ بَنَاتِكَ الْفِرْقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعْصُ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُذَرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ)).

[طرفاء فی: ۳۶۰۷، ۷۰۸۴]

۳۶۰۷- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنْ حَذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((تَعْلَمُ أَصْحَابِي الْخَيْرَ، وَتَعْلَمْتُ الشَّرَّ)). [راجع: ۳۶۰۶]

اس حدیث میں وارد وعید شدید کے مصداق ہیں (شرح وحیدی) حدیث ہذا میں پیش گوئی کا ایک خاص تعلق خوارج سے ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کر کے کھڑے ہو گئے تھے اور جو بظاہر قرآن مجید کا نام لیتے اور آیت ﴿إِنَّ الْخُكْمَ لِلَّهِ﴾ (الانعام: ۵۷) پڑھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تکفیر کرتے تھے۔ ان لوگوں نے اسلام کو شدید نقصان پہنچایا اور ان لوگوں نے بھی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت میں غلو کر کے غلط ترین عقائد میں مبتلا ہو گئے۔

۳۶۰۸- حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتِيلَ فِتْنَانِ دَعَاوَاهُمَا وَاحِدَةً)).

(۳۶۰۸) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے ابو سلمہ نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دو جماعتیں (مسلمانوں کی) آپس میں جنگ نہ کر لیں اور دونوں کا دعویٰ ایک ہو گا۔

[راجع: ۸۵]

تشیخ | دونوں یہ دعویٰ کریں گے کہ ہم مسلمان ہیں اور حق پر لڑتے ہیں اگرچہ نفس الامر میں ایک حق پر ہو گا اور دوسرا ناحق پر۔ یہ پیشین گوئی آپ نے اس لڑائی کی فرمائی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں ہوئی۔ دونوں طرف والے مسلمان تھے اور حق پر لڑنے کا دعویٰ کرتے تھے۔

اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محقول ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ کے متعلق خود فرمایا کہ وہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہم پر بغاوت کی، وہ کافریا فاسق نہیں ہیں (وحیدی) ان واقعات میں آج کے نام نہاد علماء کے لئے بھی سبق ہے جو ذرا ذرا سی باتوں پر آپس میں تکفیر و تفسیق کے گولے پھینکنے لگ جاتے ہیں۔ اس طرح امت کے شیرازے کو منتشر کرتے ہیں۔ اللہ پاک ایسے مدعیان علم کو فہم و فراست عطا کرے کہ وہ وقت کا مزاج پہچانیں اور شیرازہ ملت کو سمیٹنے کی کوشش کریں۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو وہ وقت آ رہا ہے کہ امت کی تباہی کے ساتھ ایسے نام نہاد راہ نمایان امت بھی فنا کے گھاٹ اتار دیئے جائیں گے اور ملت کی بربادی کا گناہ ان کے سروں پر ہو گا۔ آج ۲۲ شوال ۱۴۹۱ھ کو مسجد اہل حدیث ہرلاپور ہری ہر میں یہ نوٹ حوالہ قلم کیا گیا۔ ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم۔ آمین

۳۶۰۹- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتِيلَ فِتْنَانِ فَيَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ، دَعَاوَاهُمَا وَاحِدَةً. وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُنْفَتَ دُجَالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ)).

(۳۶۰۹) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دو جماعتیں آپس میں جنگ نہ کر لیں۔ دونوں میں بڑی بھاری جنگ ہوگی، حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو گا اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تقریباً تیس جھوٹے دجال پیدا نہ ہو لیں۔ ان میں ہر ایک کا یہی گمان ہو گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔

[راجع: ۸۵]

ان میں سے اکثر پیدا ہو چکے ہیں جن کا ذکر تواریخ اسلام کے صفحات پر موجود ہے۔ ایک صاحب ہندوستان میں بھی پیدا ہو چکے ہیں جنہوں نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کر کے ایک خلق کثیر کو گمراہ کر ڈالا تھا۔ اللہم اھدھم۔ دو جماعتوں کا اشارہ جنگ صفین کی طرف ہے جو دو مسلم جماعتوں ہی کے درمیان ہوئی تھی جیسا کہ ابھی بیان ہوا ہے۔

۳۶۱۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا - إِذْ أَنَا ذُو الْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْدِلْ. فَقَالَ : ((وَيْلَكَ، وَمَنْ يَغْدِلُ إِذَا لَمْ اُغْدِلْ، قَدْ خَبِثَ وَخَسِرَتْ إِنْ لَمْ أَكُنْ اُغْدِلُ)). فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ لِي فِيهِ فَأَضْرِبْ غَنَقَهُ، فَقَالَ : ((دَعُهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَخْفِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيهِمْ، يَمُرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمُرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ، يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَمَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضْبِهِ - وَهُوَ قَدْ خُذَ - فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُدْذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، قَدْ سَبَقَ الْفَرَسُ وَالذَّمُّ، آتَيْتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدَى عِصْدِيهِ مِثْلُ نَذْيِ الْمَرْأَةِ، أَوْ مِثْلُ الْبُصْعَةِ تَدْرَدُرُ، وَيَخْرُجُونَ عَلَى حِينٍ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ)). قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا

(۳۶۱۰) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھے اور آپ (جنگ حنین کا مال غنیمت) تقسیم فرما رہے تھے اتنے میں بنی تمیم کا ایک شخص ذوالخوئصرہ مرہ نامی آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! انصاف سے کام لیجئے۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا افسوس! اگر میں ہی انصاف نہ کروں تو دنیا میں پھر کون انصاف کرے گا۔ اگر میں ظالم ہو جاؤں تب تو میری بھی تباہی اور بربادی ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! اس کے بارے میں مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن مار دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو۔ اس کے جوڑ کے کچھ لوگ پیدا ہوں گے کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلے میں (بظاہر) حقیر سمجھو گے اور تم اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابل ناچیز سمجھو گے۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے زوردار تیر جانور سے پار ہو جاتا ہے۔ اس تیر کے پھل کو اگر دیکھا جائے تو اس میں کوئی چیز (خون وغیرہ) نظر نہ آئے گی پھر اس کے پٹھے کو اگر دیکھا جائے تو چھڑ میں اس کے پھل کے داخل ہونے کی جگہ سے اوپر جو لگایا جاتا ہے تو وہاں بھی کچھ نہ ملے گا، اس کے نخی۔ (نخی تیر میں لگائی جانے والی لکڑی کو کہتے ہیں) کو دیکھا جائے تو وہاں بھی کچھ نشان نہیں ملے گا۔ اسی طرح اگر اس کے پر کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ نہیں ملے گا۔ حالانکہ گندگی اور خون سے وہ تیر گزرا ہے۔ ان کی علامت ایک کالا شخص ہو گا۔ اس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح (اٹھا ہوا) ہو گا یا گوشت کے لو تھڑے کی طرح ہو گا اور حرکت کر رہا ہو گا۔ یہ

لوگ مسلمانوں کے بہترین گروہ سے بغاوت کریں گے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی تھی (یعنی خوارج سے) اس وقت میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور انہوں نے اس شخص کو تلاش کرایا (جسے آنحضرت ﷺ نے اس گروہ کی علامت کے طور پر بتلایا تھا) آخر وہ لایا گیا۔ میں نے اسے دیکھا تو اس کا پورا حلیہ بالکل آنحضرت ﷺ کے بیان کئے ہوئے اوصاف کے مطابق تھا۔

یعنی جس طرح ایک تیر کمان سے نکلنے کے بعد شکار کو چھیدا تھا ہوا گزر جانے پر بھی بالکل صاف شفاف نظر آتا ہے حالانکہ اس سے شکار زخمی ہو کر خاک و خون میں تڑپ رہا ہے۔ چونکہ نہایت تیزی کے ساتھ اس نے اپنا فاصلہ طے کیا ہے اس لئے خون وغیرہ کا کوئی اثر اس کے کسی حصے پر دکھائی نہیں دیتا۔ اسی طرح وہ لوگ بھی دین سے بہت دور ہوں گے لیکن بظاہر بے دینی کے اثرات ان میں کیں نظر نہ آئیں گے۔ یہ مردود خارجی تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ ظاہر میں اہل کوفہ کی طرح بڑے نمازی پرہیز گار، ادنیٰ ادنیٰ بات پر مسلمانوں کو کافر بنانا ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان مردودوں کو مارا، ان میں کا ایک زندہ نہ چھوڑا۔ معلوم ہوا کہ قرآن کو زبان سے رٹنا، مطالب و معانی میں غور نہ کرنا یہ خارجیوں کا شیوہ ہے اور آیات قرآنیہ کا بے محل استعمال کرنا بھی بدترین حرکت ہے۔ اللہ کی پناہ۔

(۳۶۱۱) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں خثیمہ نے، ان سے سوید بن غفلہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، جب تم سے کوئی بات رسول اللہ ﷺ کے حوالہ سے میں بیان کروں تو یہ سمجھو کہ میرے لئے آسمان سے گر جانا اس سے بہتر ہے کہ میں آنحضرت ﷺ پر کوئی جھوٹ باندھوں۔ البتہ جب میں اپنی طرف سے کوئی بات تم سے کہوں تو لڑائی تو تدبیر اور فریب ہی کا نام ہے۔ (اس میں کوئی بات بنا کر کہوں تو ممکن ہے) دیکھو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو چھوٹے چھوٹے دانتوں والے، کم عقل اور بے وقوف ہوں گے۔ باتیں وہ کہیں گے جو دنیا کی بہترین بات ہوگی، لیکن اسلام سے اس طرح صاف نکل چکے ہوں گے جیسے تیر جانور کے پار نکل جاتا ہے۔ ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔ کیونکہ ان کے

الْحَدِيثُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ، فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ فَالْتَمَسَ بِهِ، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي نَعْتُهُ)).

[راجع: ۳۳۴۴]

سَفِيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِذَا حَدَّثَكُمُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ فَلَا تَأْخُذُوا مِنْ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا حَدَّثَكُمُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خَدَعَةٌ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ خَدَعَاءُ الْأَسْنَانِ، سَفَهَاءُ الْأَخْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ. يَمُرُّونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمُرُّ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانَهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَأَيُّمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ. فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ

یَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [طرفہ فی: ۵۰۵۷، ۶۹۳۰]۔ قتل سے قاتل کے لئے قیامت کے دن ثواب ملے گا۔

تشیخ کہیں گے قرآن پر چلو، قرآن کی آیتیں پڑھیں گے، ان کا معنی غلط کریں گے، ان سے خارجی مرود مراد ہیں۔ یہ لوگ جب نکلے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے کہ قرآن پر چلو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿إِنِ الْخُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾ (الانعام: ۵۷) تم نے آدمیوں کو کیسے حکم مقرر کیا ہے اور اس بنا پر معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر دو کی تکفیر کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کلمۃ حق ارید بها الباطل یعنی آیت قرآن تو برحق ہے مگر جو مطلب انہوں نے سمجھا ہے وہ غلط ہے۔ جتنے گمراہ فرقے ہیں وہ سب اپنی دانست میں قرآن سے دلیل لاتے ہیں مگر ان کی گمراہی اس سے کھل جاتی ہے کہ قرآن کی تفسیر اس طرح نہیں کرتے جو آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام سے ماخوذ ہے جن پر قرآن اترتا تھا اور جو اہل زبان تھے۔ یہ کل کے لونڈے قرآن سمجھ گئے اور صحابہ اور تابعین اور خود پیغمبر صاحب جن پر قرآن اترتا تھا انہوں نے نہیں سمجھا یہ بھی کوئی بات ہے۔ آج کل کے اہل بدعت کا بھی یہی حال ہے جو آیات قرآنی سے اپنے عقائد باطلہ کے اثبات کے لئے دلائل پیش کر کے آیات قرآنی کے معنی و مطالب مسخ کر کے رکھ دیتے ہیں (وحیدی)

۳۶۱۲- حدیثی مُحَمَّدُ بْنُ النُّمَيْتِ
حدیثی یحییٰ عنِ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ
عَنْ خُبَّابِ بْنِ الْأَرْتِّ قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وَهُوَ
مُتَوَسِّدٌ بَرْدَةَ لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ - قُلْنَا لَهُ:
أَلَا تَسْتَنْصِرُنَا، أَلَا تَدْعُو اللَّهَ لَنَا؟ قَالَ:
(كَانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ يُخْفَرُ لَهُ فِي
الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهِ، فَيَجَاءُ بِالْمِشَارِ
فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيَشَقُّ بِأَنْتَنِينِ، وَمَا
يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَيَمْشِطُ بِأَمْشَاطِ
الْحَدِيدِ مَا ذُوْنَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ أَوْ
عَصَبٍ. وَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ. وَاللَّهُ
لَيُثَمِّنَنَّ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّكَّابُ مِنْ
صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَ مَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ،
أَوْ الذَّنْبَ عَلَى عَنَمِهِ، وَلَكِنَّكُمْ
تَسْتَعْجِلُونَ))۔

(۳۶۱۲) مجھ سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، کہا ہم سے قیس نے بیان کیا، ان سے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی۔ آپ اس وقت اپنی ایک چادر پر ٹیکادئے کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمارے لئے مدد کیوں نہیں طلب فرماتے، ہمارے لئے اللہ سے دعا کیوں نہیں مانگتے (ہم کافروں کی ایذا دہی سے تنگ آچکے ہیں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا (ایمان لانے کی سزا میں) تم سے پہلی امتوں کے لوگوں کے لئے گڑھا کھودا جاتا اور انہیں اس میں ڈال دیا جاتا۔ پھر ان کے سر پر آرا رکھ کر ان کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتے۔ لوہے کے کنگھے ان کے گوشت میں دھنسا کر ان کی ہڈیوں اور پٹھوں پر پھیرے جاتے پھر بھی وہ اپنا ایمان نہ چھوڑتے۔ اللہ کی قسم کہ یہ امر (اسلام) بھی کمال کو پہنچے گا اور ایک زمانہ آئے گا کہ ایک سوار مقام صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا (لیکن راستوں کے پر امن ہونے کی وجہ سے) اسے اللہ کے سوا اور کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔ یا صرف بھیڑیے کا خوف ہوگا کہ کہیں اس کی بکریوں کو نہ کھا جائے لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔

[طرفہ فی: ۳۸۵۲، ۶۹۴۳]۔

آنحضرت ﷺ کی یہ پیش گوئی بھی اپنے وقت پر پوری ہو چکی ہے اور آج سعودی دور میں بھی حجاز میں جو امن و امان ہے وہ بھی اس پیش گوئی کا مصداق قرار دیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حکومت کو قائم و دائم رکھے آمین۔

(۳۶۱۳) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ازہر بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن عون نے بیان کیا، انہیں موسیٰ بن انس نے خبر دی اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کو ایک دن ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نہیں ملے تو ایک صحابی نے کہا، یا رسول اللہ! میں آپ کے لئے ان کی خبر لاتا ہوں۔ چنانچہ وہ ان کے یہاں آئے تو دیکھا کہ اپنے گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا کہ برا حال ہے۔ ان کی عادت تھی کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے آنحضرت ﷺ سے بھی اونچی آواز میں بولا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا اسی لئے میرا عمل غارت ہو گیا اور میں دوزخیوں میں ہو گیا ہوں۔ وہ صحابی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اطلاع دی کہ ثابت رضی اللہ عنہ یوں کہہ رہے ہیں۔ موسیٰ بن انس نے بیان کیا، لیکن دوسری مرتبہ وہی صحابی ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بڑی خوشخبری لے کر واپس ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا تھا کہ ثابت کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اہل جہنم میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ اہل جنت میں سے ہیں۔

تشیخ ثابت بن قیس بن شماس مشہور صحابی ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے سچے جان نثروں میں سے تھے۔ بعض افراد کی بلند آواز سے بات کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ ثابت رضی اللہ عنہ کی ایسی ہی عادت تھی۔ اس کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ جیسی آنحضرت ﷺ نے ثابت رضی اللہ عنہ کو بشارت دی وہ سچی ہوئی۔ ثابت جنگ یمامہ میں شہید ہو کر درجہ شہادت کو پہنچے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

(۳۶۱۴) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے ابواسحاق نے اور انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک صحابی (اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ) نے (نماز میں) سورہ کف کی تلاوت کی، اسی گھر میں گھوڑا بندھا ہوا تھا، گھوڑے نے اچھلنا کو دنا شروع کر دیا۔ (اسید نے ادھر خیال نہ کیا اسکو خدا کے سپرد کیا) اسکے بعد جب انہوں نے سلام پھیرا تو دیکھا کہ بادل کے ایک ٹکڑے نے ان کے سارے گھر پر سایہ کر رکھا ہے۔ اس واقعہ کا ذکر انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ نے

۳۶۱۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ: أَنبَأَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَفْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ. فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ. فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنْكِسًا رَأْسَهُ، فَقَالَ: ((مَا شَأْنُكَ؟)) فَقَالَ: شَرٌّ، كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَدْ حَبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ. فَأَتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذًا وَكَذًا. فَقَالَ مُوسَى بْنُ أَنَسٍ: فَرَجَعَ الْمَرْءُ الْآخِرَةَ بِبَشَارَةِ عَظِيمَةٍ، فَقَالَ: اذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ: ((إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَلَكِنْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)).

[حرفہ فی: ۱۴۸۴۶]

۳۶۱۴- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِي الدَّارِ الدَّابَّةُ، فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ، فَسَلَّمَ، فَإِذَا صَبَابَةٌ أَوْ سَحَابَةٌ غَشِيَتْهُ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَفَرَأَ فُلَانٌ، فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ نَزَلَتْ الْقُرْآنَ، أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ)).

[طرفہ فی: ۴۸۳۹، ۵۰۱۱]

فرمایا کہ قرآن پڑھتا ہی رہ کیونکہ یہ سیکھ رہا ہے جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی یا (اسکے بجائے راوی نے) تنزل للقرآن کے الفاظ کہے۔

ہر دو کا مفسوم ایک ہی ہے۔ سیکھنے کی تشریح کتاب التفسیر میں آئے گی ان شاء اللہ۔

(۳۶۱۵) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے احمد بن یزید بن ابراہیم ابوالحسن حرانی نے، کہا ہم سے زبیر بن معاویہ نے، کہا ہم سے ابواسحاق نے بیان کیا اور انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے والد کے پاس ان کے گھر آئے اور ان سے ایک پالان خرید، پھر انہوں نے میرے والد سے کہا کہ اپنے بیٹے کے ذریعہ اسے میرے ساتھ بھیج دو۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ میں اس کجاوے کو اٹھا کر آپ کے ساتھ چلا اور میرے والد اس کی قیمت کے روپے پر کھوانے لگے۔ میرے والد نے ان سے پوچھا اے ابو بکر! مجھے وہ واقعہ سناؤ جب تم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار ثور سے ہجرت کی تھی تو آپ دونوں نے وہ وقت کیسے گزارا تھا؟ اس پر انہوں نے بیان کیا کہ جی ہاں رات بھر تو ہم چلتے رہے اور دوسرے دن صبح کو بھی لیکن جب دوپہر کا وقت ہوا اور راستہ بالکل سنسان پڑ گیا کہ کوئی بھی آدمی گزرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا تھا تو ہمیں ایک لمبی چٹان دکھائی دی، اس کے سائے میں دھوپ نہیں تھی۔ ہم وہاں اتر گئے اور میں نے خود نبی کریم ﷺ کے لئے ایک جگہ اپنے ہاتھ سے ٹھیک کردی اور ایک چادر وہاں بچھادی، پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ یہاں آرام فرمائیں میں نگرانی کروں گا۔ آنحضرت ﷺ سو گئے اور میں چاروں طرف حالات دیکھنے کے لئے نکلا۔ اتفاق سے مجھے ایک چرواہا ملا۔ وہ بھی اپنی بکریوں کے ریوڑ کو اسی چٹان کے سائے میں لانا چاہتا تھا جس کے تلے میں نے وہاں پڑاؤ ڈالا تھا، وہی اس کا بھی ارادہ تھا، میں نے اس سے پوچھا کہ تو کس قبیلے سے ہے؟ اس نے بتایا کہ مدینہ یا (راوی نے کہا کہ) مکہ کے فلاں شخص سے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تیری بکریوں سے دودھ مل سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے پوچھا کیا ہمارے لئے تو دودھ نکال سکتا ہے؟ اس

۳۶۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَبُو الْحَسَنِ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مَعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ سَمِعْتُ النَّبَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ: ((جَاءَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى أَبِي فِي مَنْزِلِهِ فَاشْتَرَى مِنْهُ رَحْلاً، فَقَالَ لِعَازِبٍ: ابْعَثْ ابْنَكَ يَحْمِلُهُ مَعِيَ، قَالَ: فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ، وَخَرَجَ أَبِي يَنْتَقِذُ ثَمَنَهُ، فَقَالَ لَهُ أَبِي: يَا أَبَا بَكْرٍ حَدَّثَنِي كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِينَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، أَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنْ الْعَدُوِّ حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظُّهَيْرِ، وَخَلَا الطَّرِيقُ لَا يَمُرُ فِيهِ أَحَدٌ، فَرَفِغَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَأْتِ عَلَيْهِ الشَّمْسُ فَزَلْنَا عَنْدَهُ، وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدِي يَنَامُ عَلَيْهِ، وَبَسَطْتُ فِيهِ فِرْوَةً وَقُلْتُ: نَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَنَا أَنْفِضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ. فَنَامَ. وَخَرَجْتُ أَنْفِضُ مَا حَوْلَهُ. فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ بِغَنَمِهِ إِلَى الصَّخْرَةِ يَرِيدُ مِنْهَا مِثْلَ الَّذِي أَرَدْنَا. فَقُلْتُ: لِمَنْ أَنْتَ يَا غَلَامُ؟ فَقَالَ: لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ - أَوْ مَكَّةَ - قُلْتُ: أَفِي غَنَمِكَ لَبَنٌ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ: أَتَتَخَلَّبُ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَأَخَذَ شَاةً،

نے کہا کہ ہاں، چنانچہ وہ ایک بکری پکڑ کے لایا۔ میں نے اس سے کہا کہ پہلے تھن کو مٹی، بال اور دوسری گندگیوں سے صاف کر لے۔ ابواسحاق راوی نے کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مار کر تھن کو جھاڑنے کی صورت بیان کی۔ اس نے لکڑی کے ایک پالے میں دودھ نکالا۔ میں نے آنحضرت ﷺ کے لئے ایک برتن اپنے ساتھ رکھ لیا تھا۔ آپ اس سے پانی پیا کرتے تھے اور وضو بھی کر لیتے۔ پھر میں آنحضرت ﷺ کے پاس آیا (آپ سو رہے تھے) میں آپ کو جگانا پسند نہیں کرتا تھا لیکن بعد میں جب میں آیا تو آپ بیدار ہو چکے تھے، میں نے پہلے دودھ کے برتن پر پانی ہلایا جب اس کے نیچے کا حصہ ٹھنڈا ہو گیا تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! دودھ پی لیجئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے دودھ نوش فرمایا جس سے مجھے خوشی حاصل ہوئی۔ پھر آپ نے فرمایا کیا ابھی کوچ کرنے کا وقت نہیں آیا؟ میں نے عرض کیا کہ آگیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب سورج ڈھل گیا تو ہم نے کوچ کیا۔ بعد میں سراقہ بن مالک ہمارا پیچھا کرتا ہوا ہمیں پہنچا۔ میں نے کہا حضور! اب تو یہ ہمارے قریب ہی پہنچ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ آپ نے پھر اس کے لئے بددعا کی اور اس کا گھوڑا اسے لئے ہوئے پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ میرا خیال ہے کہ زمین بڑی سخت تھی، یہ شک (راوی حدیث) زہیر کو تھا۔ سراقہ نے کہا، میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے میرے لئے بددعا کی ہے، اگر اب آپ لوگ میرے لئے (اس مصیبت سے نجات کی) دعا کر دیں تو اللہ کی قسم میں آپ لوگوں کی تلاش میں آنے والے تمام لوگوں کو واپس لوٹا دوں گا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے پھر دعا کی تو وہ نجات پا گیا۔ پھر توجو بھی اسے راستے میں ملتا اس سے وہ کستا تھا کہ میں بہت تلاش کر چکا ہوں، قطعی طور پر وہ ادھر نہیں ہیں۔ اس طرح جو بھی ملتا اسے وہ واپس اپنے ساتھ لے جاتا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے ہمارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا۔

فَقُلْتُ: انْفَضِ الصَّرْعُ مِنَ التُّرَابِ وَالشَّعَرِ وَالْقَذَى. قَالَ: فَرَأَيْتُ الْبَرَاءَ يَضْرِبُ إِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى يَنْفَضُ. فَحَلَبَ فِي قَعْبٍ كُفَّةً مِنْ لَبَنٍ، وَمَعِيَ إِذَاوَةٌ حَمَلَتْهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَوِي مِنْهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَهُ، فَوَافَقْتُهُ حِينَ اسْتَيْقَظَ، فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ، فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ. ثُمَّ قَالَ: ((أَلَمْ يَأْنِ لِلرَّحِيلِ؟)) قُلْتُ: بَلَى.

قَالَ: فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتْ الشَّمْسُ، وَاتَّبَعْنَا سَرِاقَةَ بَنِي مَالِكٍ، فَقُلْتُ: أَتَيْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ: ((لَا تَحْزَنْ، إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا)). فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَطَمْتُ بِهِ فَرَسُهُ إِلَى بَطْنِهَا - أَرَى فِي جِلْدِهِ مِنَ الْأَرْضِ، بِشَكِّ زُهَيْرٍ - فَقَالَ: إِنِّي أَرَاكُمْ قَدْ دَعَوْتُمَا عَلِيَّ، فَادْعُوا اللَّهَ لِي، فَإِنَّ اللَّهَ لَكُمْ أَنْ أَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ. فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ لَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا قَالَ: كَفَيْتُكُمْ مَا هُنَا، فَلَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا رَدَّهُ، قَالَ: (وَوَفَّى لَنَا)).

واقعہ ہجرت میں آنحضرت ﷺ سے بہت سے معجزات کا ظہور ہوا جن کی تفصیل مختلف روایتوں میں نقل ہوئی ہیں۔ یہاں بھی آپ کے کچھ معجزات کا ذکر ہے جس سے آپ کی صداقت اور حقانیت پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ اہل بعیرت کے لئے آپ کے رسول برحق ہونے میں ایک ذرہ برابر بھی شک و شبہ کرنے کی گنجائش نہیں اور دل کے اندھوں کے لئے ایسے ہزار نشانات بھی ناکافی ہیں۔

(۳۶۱۶) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ جب بھی کسی مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو فرماتے کوئی حرج نہیں، ان شاء اللہ یہ بخار گناہوں کو دھو دے گا۔ آپ نے اس اعرابی سے بھی یہی فرمایا کہ ”کوئی حرج نہیں ان شاء اللہ گناہوں کو دھو دے گا۔ اس نے اس پر کہا۔ آپ کہتے ہیں گناہوں کو دھونے والا ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ تو نہایت شدید قسم کا بخار ہے یا (راوی نے) شور کہا (دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے) کہ بخار ایک بوڑھے کھوسٹ پر جوش مار رہا ہے۔ جو قبر کی زیارت کرائے بغیر نہیں چھوڑے گا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اچھا تو پھریوں ہی ہو گا۔

۳۶۱۶- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحْتَارٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُودُهُ، قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ قَالَ: ((لَا بَأْسَ، طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ)). فَقَالَ لَهُ: ((لَا بَأْسَ، طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ)). قَالَ: قُلْتُ: طَهُورٌ؟ كَلَّا، بَلْ هِيَ خُمِي تَفُورٌ - أَوْ تَنُورٌ - عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ، تُزِيرُهُ الْقُبُورُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَنَعَمْ إِذَا)).

[أطرافه في: ۵۶۵۶، ۵۶۶۲، ۷۴۷۰].

یعنی تو اس بیماری سے مر جائے گا۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو لا کر اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو طبرانی نے نکالا اس میں یہ ہے کہ دوسرے روزہ مر گیا۔ جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

تَشْرِيحُ

(۳۶۱۷) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص پہلے عیسائی تھا، پھر وہ اسلام میں داخل ہو گیا تھا۔ اس نے سورہ بقرہ اور آل عمران پڑھ لی تھی اور وہ نبی کریم ﷺ کا منشی بن گیا لیکن پھر وہ شخص مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا اور کہنے لگا کہ محمد (ﷺ) کے لیے جو کچھ میں نے لکھ دیا ہے اس کے سوا اسے اور کچھ بھی معلوم نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی موت واقع ہو گئی اور اس کے آدمیوں نے اسے دفن کر دیا جب صبح ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی لاش قبر سے نکل کر زمین کے اوپر پڑی ہے۔ عیسائی لوگوں نے کہا کہ یہ محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے۔ چونکہ

۳۶۱۷- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ وَقَرَأَ الْبَقْرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ، فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَعَادَ نَصْرَانِيًّا، فَكَانَ يَقُولُ: مَا يَذَرِي مُحَمَّدًا إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ، فَأَمَاتَهُ اللَّهُ، فَذَفَنُوهُ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَقَالُوا: هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقَوْهُ، فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعْمَقُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ

ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لئے انہوں نے اس کی قبر کھودی ہے اور لاش کو باہر نکال کر پھینک دیا ہے۔ چنانچہ دوسری قبر انہوں نے کھودی جو بہت زیادہ گہری تھی۔ لیکن جب صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اس مرتبہ بھی انہوں نے یہی کہا کہ یہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لئے اس کی قبر کھود کر انہوں نے لاش باہر پھینک دی ہے۔ پھر انہوں نے قبر کھودی اور جتنی گہری ان کے بس میں تھی کر کے اسے اس کے اندر ڈال دیا لیکن صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اب انہیں یقین آیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے۔ (بلکہ یہ میت عذاب خداوندی میں گرفتار ہے) چنانچہ انہوں نے اسے یونہی (زمین پر) ڈال دیا۔

یہ اس کے ارتداد کی سزا تھی اور توہین رسالت کی کہ زمین نے اس کے بدترین لاشہ کو حکم خدا باہر پھینک دیا۔ آج بھی گستاخان

رسول کو ایسی ہی سزا میں ملتی رہتی ہیں۔ لو کانوا یعلمون

(۳۶۱۸) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کسریٰ (شاہ ایران) ہلاک ہو جائے گا تو پھر کوئی کسریٰ پیدا نہیں ہو گا اور جب قیصر (شاہ روم) ہلاک ہو جائے گا تو پھر کوئی قیصر پیدا نہیں ہو گا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے تم ان کے خزانے اللہ کے راستے میں ضرور خرچ کرو گے۔

۳۶۱۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَبِيرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرٌ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتَنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ)). [راجع: ۳۰۲۷]

تشریح آنحضرت ﷺ نے جو فرمایا تھا حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا جیسا کہ تاریخ شاہد ہے۔ روایت میں حضرت ابن شہاب سے مراد مشہور تابعی حضرت امام زہری مراد ہیں جو زہرہ بن کلاب کی نسل سے ہیں اور اسی لئے ان کو زہری کہا گیا ہے۔ ان کی کنیت ابو بکر اور نام محمد ہے۔ عبد اللہ بن شہاب کے بیٹے ہیں۔ بعض منکرین حدیث تمنا عمادی جیسوں نے ان کے زہرہ بن کلاب کی نسل سے ہونے کا انکار کیا ہے جو سراسر غلط ہے، یہ فی الواقع زہری ہیں۔ بڑے محدث اور فقیہ، جلیل القدر تابعی ہیں، علوم شریعت کے امام ہیں، ان کے شاگردوں میں بڑے بڑے ائمہ حدیث داخل ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنے دور میں ان سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں پاتا ہوں۔ ۱۲۳ھ بمابہ رمضان انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ رحمۃً واسعةً آمین۔

(۳۶۱۹) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبد الملک بن عمیر نے اور ان سے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے

۳۶۱۹- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہو تو اس کے بعد کوئی کسریٰ پیدا نہیں ہو گا اور جب قیصر ہلاک ہو تو کوئی قیصر پھر پیدا نہیں ہو گا اور راوی نے (پہلی حدیث کی طرح اس حدیث کو بھی بیان کیا اور) کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم ان دونوں کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے۔

(۳۶۲۰) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن ابی حسین نے، ان سے نافع بن جبر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسیلہ کذاب مدینہ میں آیا اور یہ کہنے لگا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ”امر“ (یعنی خلافت) کو اپنے بعد مجھے سونپ دیں تو میں ان کی اتباع کے لئے تیار ہوں۔ مسیلہ اپنے بہت سے مریدوں کو ساتھ لے کر مدینہ آیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس (اسے سمجھانے کے لئے) تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماسؓ تھے اور آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک چھڑی تھی۔ آپ وہاں ٹھہر گئے جہاں مسیلہ اپنے آدمیوں کے ساتھ موجود تھا تو آپ نے اس سے فرمایا اگر تو مجھ سے چھڑی بھی مانگے تو میں تجھے نہیں دے سکتا (خلافت تو بڑی چیز ہے) اور پروردگار کی مرضی کو تو ٹال نہیں سکتا اگر تو اسلام سے پیٹھ پھیرے گا تو اللہ تجھ کو تباہ کر دے گا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ تو وہی ہے جو مجھے (خواب میں) دکھایا گیا تھا۔

(۳۶۲۱) (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ) مجھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، میں سویا ہوا تھا کہ میں نے (خواب میں) سونے کے دو کنگن اپنے ہاتھوں میں دیکھے۔ مجھے اس خواب سے بہت فکر ہوا، پھر خواب میں ہی دجی کے ذریعے مجھے بتلایا گیا کہ میں ان پر پھونک ماروں۔ چنانچہ جب میں نے پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے، میں نے اس سے یہ تخمیری کہ میرے بعد دو جھوٹے نبی ہوں گے۔ پس ان میں سے ایک تو اسود عسی ہے اور دوسرا یمامہ کا

رفعه قال: ((إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرٌ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ - وَذَكَرَ وَقَالَ: - لَتَفْقُنَ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ)).

[راجع: ۳۱۲۱]

۳۶۲۰ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: قَالَ: ((قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَعَلَ يَقُولُ: إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ الْأَمْرُ مِنْ بَعْدِهِ تَبَعْتُهُ، وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ بْنِ شِمَاسٍ - وَفِي - يَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قِطْعَةً جَرِيدٍ - حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ: لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا، وَلَنْ تَعْدُو أَمْرًا لِلَّهِ فَيْتُكَ، وَلَنْ أَذْبَرْتَ لِيَعْقِرَنَّكَ اللَّهُ، وَإِنِّي لَأَرَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فَيْتُكَ مَا رَأَيْتُ)). [أطرافه في: ۴۲۷۳، ۴۲۷۸، ۷۰۳۳، ۷۲۶۱].

۳۶۲۱ - فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سَوَارِيزَ مِنْ ذَهَبٍ فَأَهْمَيْتَنِي شَأْنُهُمَا، فَأَوَجَّيْتُ إِلَيْ فِي الْمَنَامِ أَنَّ أَنْفُحَهُمَا، فَفَتَحْتُهُمَا، فَطَارَا. فَأَوَّلُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِي، فَكَانَ أَحَدُهُمَا الْعَنَسِيُّ، وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ صَاحِبُ

مسئلہ کذاب تھا۔

الْیَمَامَةُ)). [اصرافہ فی: ۴۳۷۴، ۴۳۷۵،

۴۳۷۹، ۷۰۳۴، ۷۰۳۷].

خدا نے دونوں کو ہلاک کر دیا۔ اس طرح آنحضرت ﷺ نے جو فرمایا تھا وہ حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا۔ یہ بھی آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔ یہاں پر بعض بخاری شریف کا ترجمہ کرنے والوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مسئلہ کذاب پیدا ہوا تھا، یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے بلکہ اس کا ترجمہ مدینہ میں آنا مراد ہے جیسا کہ آگے صاف مذکور ہے۔

(۳۶۲۲) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید بن عبد اللہ بن ابی بردہ نے، ان سے ان کے دادا ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے۔ میں سمجھتا ہوں (یہ امام بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ) محمد بن علاء نے یوں کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، میں نے خواب دیکھا تھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے باغات ہیں۔ اس پر میرا ذہن ادھر گیا کہ یہ مقام یمامہ یا ہجر ہو گا، لیکن وہ یشرب، مدینہ منورہ ہے اور اسی خواب میں میں نے دیکھا کہ میں نے تلوار بھلائی تو وہ بیچ میں سے ٹوٹ گئی، یہ اس مصیبت کی طرف اشارہ تھا جو احد کی لڑائی میں مسلمانوں کو اٹھانی پڑی تھی۔ پھر میں نے دوسری مرتبہ اسے بھلایا تو وہ پہلے سے بھی اچھی صورت میں ہو گئی۔ یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کی فتح دی اور مسلمان سب اکٹھے ہو گئے۔ میں نے اسی خواب میں گائیں دیکھیں اور اللہ تعالیٰ کا جو کام ہے وہ بہتر ہے۔ ان گایوں سے ان مسلمانوں کی طرف اشارہ تھا جو احد کی لڑائی میں شہید کئے گئے تھے اور خیر و بھلائی وہ تھی جو ہمیں اللہ تعالیٰ سے سچائی کا بدلہ بدر کی لڑائی کے بعد عطا فرمایا تھا۔

۳۶۲۲- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ أَسَمَةَ عَنْ بَرِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ، فَذَهَبْتُ وَهَلَيْتُ إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرَ، فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَغْرِبُ، وَرَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ هَذِهِ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ، فَإِذَا هُوَ مَا أَصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ، ثُمَّ هَزَزْتُهُ بِأُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ، فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللَّهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ. وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقَرًا وَاللَّهُ خَيْرٌ، فَإِذَا هُمْ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللَّهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابِ الصَّدَقِ الَّذِي آتَانَا اللَّهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ)). [أطرافه فی: ۳۹۸۷، ۴۰۸۱،

۷۰۳۵، ۷۰۴۱].

(۳۶۲۳) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا، ان سے فراس نے، ان سے عامر نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، ان کی چال میں نبی کریم ﷺ کی چال سے بڑی مشابہت تھی۔ آپ نے فرمایا بیٹی آؤ مرحبا! اس کے بعد آپ نے انہیں اپنی دائیں طرف یا بائیں

۳۶۲۳- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ فَرَّاسٍ عَنْ غَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((أَقْبَلْتُ فَاطِمَةَ تَمْشِي كَأَنَّ مِشْيَهَا مِشْيُ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَرْحَبًا يَا ابْنَتِي)).

طرف بٹھایا، پھر ان کے کان میں آپ نے چپکے سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ روتی کیوں ہو؟ پھر دوبارہ آنحضرت ﷺ نے ان کے کان میں کچھ کہا تو وہ ہنس دیں۔ میں نے ان سے کہا آج غم کے فوراً بعد ہی خوشی کی جو کیفیت میں نے آپ کے چہرے پر دیکھی وہ پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ جب تک رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں میں آپ کے راز کو کسی پر نہیں کھول سکتی۔ چنانچہ میں نے آپ کی وفات کے بعد پوچھا۔

ثُمَّ اجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ - أَوْ عَنْ شِمَالِهِ - ثُمَّ أَسْرَ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَبَكَتْ، فَقُلْتُ لَهَا: لِمَ تَبْكِينَ؟ ثُمَّ أَسْرَ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَضَحِكَتْ، فَقُلْتُ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ قَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ، فَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ. فَقَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأَفْشِي سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ (فَسَأَلْتُهَا)).

[أطرافه في: ٣٦٢٥، ٣٧١٥، ٤٤٣٣، ٦٢٨٥].

(۳۶۲۴) تو انہوں نے بتایا کہ آپ نے میرے کان میں کہا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال قرآن مجید کا ایک دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اب میری موت قریب ہے اور میرے گھرانے میں سب سے پہلے مجھ سے آٹنے والی تم ہوگی۔ میں (آپ کی اس خبر پر) رونے لگی تو آپ نے فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں کہ جنت کی عورتوں کی سردار بنو گی یا (آپ نے فرمایا کہ) مومنہ عورتوں کی، تو اس پر میں ہنسی تھی۔

۳۶۲۴ - ((فَقَالَتْ: أَسْرَ إِلَيَّ أَنْ جِبْرِيلُ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ عَارِضُنِي الْيَوْمَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أَرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجْلِي، وَإِنَّكَ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِي لِحَاقًا بِي، فَبَكَتْ. فَقَالَ: أَمَّا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةً نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ! أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ - فَضَحِكَتْ لِذَلِكَ)).

[أطرافه في: ٣٦٢٦، ٣٧١٦، ٤٤٣٤، ٦٢٨٦].

دوسری روایتوں میں یوں ہے کہ پہلے آپ نے یہ فرمایا کہ میری وفات نزدیک ہے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں پھر یہ فرمایا کہ تم سب سے پہلے مجھ سے ملو گی تو وہ ہنسنے لگیں۔ اس حدیث سے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ فی الواقع آپ آنحضرت ﷺ کی نعت جگر نور نظر ہیں اس لئے ہر فضیلت کی اولین حقدار ہیں۔

تَشْرِيحُ

(۳۶۲۵) ہم سے یحییٰ بن قرق نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے زمانہ مرض میں اپنی صاحب زادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور چپکے سے کوئی بات ان سے فرمائی تو وہ رونے لگیں، پھر آپ نے انہیں بلایا اور چپکے سے پھر کوئی بات فرمائی تو وہ ہنسیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں

۳۶۲۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَرْقَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((دَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ لِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، فَسَارَهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَهَا فَضَحِكَتْ، قَالَتْ فَسَأَلْتُهَا عَنْ

ذَٰلِكَ)). (راجع: ۳۶۲۳)

۳۶۲۶- ((فَقَالَتْ: سَارِثِي النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبِضُ فِي وَجْعِهِ الَّذِي تُوَفِّي فِيهِ قَبْكَتُ، ثُمَّ سَارِثِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ نَبِيِّهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ)).

(راجع: ۳۶۲۴)

نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس کے متعلق پوچھا۔

(۳۶۲۶) تو انہوں نے بتایا کہ پہلی مرتبہ جب آنحضرت ﷺ نے مجھ سے آہستہ سے گفتگو کی تھی تو اس میں آپ نے فرمایا تھا کہ آپ کی اس مرض میں وفات ہو جائے گی جس میں واقعی آپ کی وفات ہوئی، میں اس پر رو پڑی۔ پھر دوبارہ آپ نے آہستہ سے مجھ سے جو بات کہی اس میں آپ نے فرمایا کہ آپ کے اہل بیت میں، میں سب سے پہلے آپ سے جا ملوں گی۔ میں اس پر ہنسی تھی۔

جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ وفات نبوی کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا اس حدیث سے حضرت فاطمہ زہراء کی بڑی فضیلت نکلتی ہے۔

۳۶۲۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَزْزَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُذْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: إِنَّ لَنَا أَبْنَاءَ مِثْلَهُ؛ فَقَالَ: إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ، فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَقَالَ: أَجَلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَغْلَمُهُ إِثَابًا، فَقَالَ مَا أَغْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ)). (أطرافه في: ۴۲۹۴، ۴۴۳۰، ۴۹۶۹، ۴۹۷۰).

(۳۶۲۷) ہم سے محمد بن عزرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابی بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے، ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے پاس بٹھاتے تھے۔ اس پر عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ ان جیسے تو ہمارے لڑکے بھی ہیں۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ محض ان کے علم کی وجہ سے ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تھی جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو تم نے سمجھا ہے میں بھی وہی سمجھتا ہوں۔

ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کو جو بات بتلائی گئی تھی کہ آپ کی وفات قریب ہے وہ پوری ہوئی۔ اللہ جب چاہے کسی بندے کو کچھ آگے کی باتیں بتلا دیتا ہے مگر یہ غیب دانی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی غیب دان کہنا کفر ہے جیسا کہ علماء احناف نے مراحت کے ساتھ لکھا ہے۔ غیب داں صرف اللہ ہے۔ انبیاء و اولیاء سب اللہ کے علم کے بھی محتاج ہیں۔ بغیر اللہ کے بتلائے وہ کچھ بھی بول نہیں سکتے۔

۳۶۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ حَنْظَلَةَ ابْنِ الْغَسِيلِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

(۳۶۲۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن سلیمان بن حنظلہ بن غسیل نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مرض الوفا میں

رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، آپ ایک چکنے کپڑے سے سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ آپ مسجد نبوی میں منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر جیسے ہونی چاہئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اما بعد (آنے والے دور میں) دوسرے لوگوں کی تعداد بہت بڑھ جائے گی لیکن انصار کم ہوتے جائیں گے اور ایک زمانہ آئے گا کہ دوسروں کے مقابلے میں ان کی تعداد اتنی کم ہو جائے گی جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ پس اگر تم میں سے کوئی شخص کہیں کا حاکم بنے اور اپنی حکومت کی وجہ سے وہ کسی کو نقصان اور نفع بھی پہنچا سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ انصار کے نیکیوں (کی نیکیوں) کو قبول کرے اور جو برے ہوں ان سے درگزر کر دیا کرے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری مجلس وعظ تھی۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ بِمِلْحَفَةٍ قَدْ عَصَبَ بِعَصَابَةٍ دَسْمَاءَ حَتَّى جَلَسَ عَلَى الْمُنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَيَقَلُّ الْأَنْصَارُ، حَتَّى يَكُونُوا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ، فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَضُرُّ فِيهِ قَوْمًا وَيَنْفَعُ فِيهِ آخَرِينَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُخْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ. فَكَانَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَ فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ)). [راجع: ۹۲۷]

آپ کو معلوم تھا کہ انصار کو خلافت نہیں ملے گی اس لئے ان کے حق میں نیک سلوک کرنے کی وصیت فرمائی۔ باب سے اس حدیث کی مطابقت ظاہر ہے۔

(۳۶۲۹) مجھ سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حسین جعفی نے بیان کیا، ان سے ابو موسیٰ نے، ان سے امام حسن بصری نے اور ان سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسن رضی اللہ عنہ کو ایک دن ساتھ لے کر باہر تشریف لائے اور منبر پر ان کو لے کر چڑھ گئے۔ پھر فرمایا، میرا یہ بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں ملاپ کرا دے گا۔

۳۶۲۹- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْجُعْفِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَخْرَجَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ الْحَسَنَ فَصَعِدَ بِهِ عَلَى الْمُنْبَرِ فَقَالَ: ((إِنِّي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهُ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)). [راجع: ۲۷۰۴]

آپ کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے وہ کام کیا کہ ہزاروں مسلمانوں کی جان بچ گئی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑنا پسند نہ کیا۔ خلافت ان ہی کو دے دی حالانکہ ستر ہزار آدمیوں نے آپ کے ساتھ جان دینے پر بیعت کی تھی اس طرح سے آنحضرت کی یہ پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی اور یہاں پر یہی مقصد باب ہے۔

(۳۶۳۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے جعفر بن ابی

۳۶۳۰- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَفَى جَفَعْرًا وَزَيْدًا قَبْلَ أَنْ يَجِيءَ خَبَرُهُمْ، وَعَنْهَا تَذَرِيحَانِ)).
طالب اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر پہلے ہی صحابہ کو سنادی تھی۔ اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

[راجعہ: ۱۲۴۶]

تفسیر آپ کا رسول برحق ہونا پس طور ثابت ہوا کہ آپ نے وحی کے ذریعہ سے ایک دور دراز مقام پر ہونے والا واقعہ اطلاع آنے سے پہلے ہی بیان فرمادیا۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔ اگر اہل بدعت کے خیال کے مطابق آپ عالم الغیب ہوتے تو سفر جہاد پر جانے سے پہلے ہی ان کو روک دیتے اور موت سے بچا لیتے مگر آپ غیب دان نہیں تھے۔ آیت شریفہ ﴿لَوْ كُنْتَ أَغْلَمَ الْغَيْبِ لَاسْتَكْفَرْتَ مِنَ الْغَيْبِ﴾ (الاعراف: ۱۸۸) کا یہی مطلب ہے۔ وحی الہی سے خبر دینا یہ امر دیگر ہے اس کو غیب دانی سے تعبیر کرنا ان لوگوں کا کام ہے جن کو فہم و فراست سے ایک ذرہ بھی نصیب نہیں ہوا ہے۔ کتب نقد میں صاف لکھا ہوا ہے کہ جو آنحضرت ﷺ کو غیب داں جان کر کسی امر پر گواہ بنائے تو اس کی یہ حرکت اسے کفر تک پہنچا دیتی ہے۔

۳۶۳۱- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُكَدَّرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ؟)) قُلْتُ: وَأَنْتُمْ يَكُونُ لَنَا الْأَنْمَاطُ قَالَ: ((أَمَّا إِنَّهُ سَيَكُونُ لَكُمْ أَنْمَاطٌ. فَأَنَا أَقُولُ لَهَا - يَغْنِي أَمْرَاتُهُ - آخَرَى عَنَّا أَنْمَاطُكَ، فَتَقُولُ: أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمْ الْأَنْمَاطُ، فَأَدْعُهَا)).
[طرفہ ب: ۵۱۶۱].

۳۶۳۱) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرحمن بن مہدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے محمد بن مکدر نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ان کی شادی کے موقع پر) نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تمہارے پاس قالین ہیں؟ میں نے عرض کیا، ہمارے پاس قالین کہاں؟ (ہم غریب لوگ ہیں) اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا یاد رکھو ایک وقت آئے گا کہ تمہارے پاس عمدہ عمدہ قالین ہوں گے۔ اب جب میں اس سے (اپنی بیوی سے) کہتا ہوں کہ اپنے قالین ہٹالے تو وہ کہتی ہے کہ کیا نبی کریم ﷺ نے تم سے نہیں فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب تمہارے پاس قالین ہوں گے، چنانچہ میں انہیں وہیں رہنے دیتا ہوں

(اور چپ ہو جاتا ہوں)

اس روایت میں نبی کریم ﷺ کی ایک پیش گوئی کا ذکر ہے جو حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے خود اس صداقت کو دیکھا۔ یہ علامات نبوت میں سے ایک اہم علامت ہے۔ یہی حدیث اور باب میں وجہ مطابقت ہے۔

۳۶۳۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عُمَرُو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((انْطَلَقَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مُعْتَمِرًا، قَالَ: فَزَلَّ عَلَى أُمِّيَّةَ بْنِ خَلْفٍ أَبِي صَفْوَانَ،

۳۶۳۲) ہم سے احمد بن اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کی نیت سے (مکہ) آئے اور ابو صفوان امیہ بن خلف کے یہاں اترے۔ امیہ بھی شام جاتے ہوئے (تجارت وغیرہ کے لئے) جب مدینہ سے گزرتا

تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے یہاں قیام کیا کرتا تھا۔ امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا، ابھی ٹھہرو، جب دوپہر کا وقت ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں (تب طواف کرنا کیونکہ مکہ کے مشرک مسلمانوں کے دشمن تھے) سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، چنانچہ میں نے جا کر طواف شروع کر دیا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ ابھی طواف کر ہی رہے تھے کہ ابو جہل آگیا اور کہنے لگا، یہ کعبہ کا طواف کون کر رہا ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بولے کہ میں سعد ہوں۔ ابو جہل بولا، تم کعبہ کا طواف خوب امن سے کر رہے ہو حالانکہ محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ اس طرح دونوں میں بات بڑھ گئی۔ پھر امیہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا، ابو الحکم (ابو جہل) کے سامنے اونچی آواز سے نہ بولو، وہ اس وادی (مکہ) کا سردار ہے۔ اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا، خدا کی قسم اگر تم نے مجھے بیت اللہ کے طواف سے روکا تو میں بھی تمہاری شام کی تجارت خاک میں ملا دوں گا (کیونکہ شام جانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے جو مدینہ سے جاتا ہے) بیان کیا کہ امیہ برابر سعد رضی اللہ عنہ سے یہی کہتا رہا کہ اپنی آواز بلند نہ کرو اور انہیں (مقابلہ سے) روکتا رہا۔ آخر سعد رضی اللہ عنہ کو اس پر غصہ آگیا اور انہوں نے امیہ سے کہا۔ چل پرے ہٹ میں نے حضرت محمد ﷺ سے تیرے متعلق سنا ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ تجھ کو ابو جہل ہی قتل کرائے گا۔ امیہ نے پوچھا، مجھے؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں تجھ کو۔ تب تو امیہ کہنے لگا۔ اللہ کی قسم محمد ﷺ جب کوئی بات کہتے ہیں تو وہ غلط نہیں ہوتی پھر وہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس سے کہا تمہیں معلوم نہیں، میرے بیٹری بھائی نے مجھے کیا بات بتائی ہے؟ اس نے پوچھا، انہوں نے کیا کہا؟ امیہ نے بتایا کہ محمد ﷺ (ﷺ) کہہ چکے ہیں کہ ابو جہل مجھ کو قتل کرائے گا۔ وہ کہنے لگی، اللہ کی قسم محمد ﷺ غلط بات زبان سے نہیں نکالتے۔ پھر ایسا ہوا کہ اہل مکہ بدر کی لڑائی کے لئے روانہ ہونے لگے اور امیہ کو بھی بلانے والا آیا تو امیہ سے اس کی بیوی نے کہا، تمہیں یاد نہیں رہا تمہارا بیٹری بھائی تمہیں کیا خبر دے گیا تھا۔ بیان کیا کہ اس یاد دہانی پر امیہ نے

وَكَانَ أُمِيَّةٌ إِذَا انْطَلَقَ إِلَى الشَّامِ فَمَرُّ
بِالْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى سَعْدٍ، فَقَالَ أُمِيَّةٌ
لِسَعْدٍ: اُنْتَظِرْ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ
وَعَفَلَ النَّاسُ انْطَلَقْتُ فَطَفْتُ؟ فَبَيَّنَا سَعْدٌ
يَطُوفُ إِذَا أَبُو جَهْلٍ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا الَّذِي
يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ؟ فَقَالَ سَعْدٌ: أَنَا سَعْدٌ.
فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ: تَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ آمِنًا وَقَدْ
أَوَيْتُمْ مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ، فَقَالَ: نَعَمْ.
فَتَلَحَّيَا بَيْنَهُمَا. فَقَالَ أُمِيَّةٌ لِسَعْدٍ: لَا تَرْفَعُهُ
صَوْتَكَ عَلَى أَبِي الْحَكَمِ، فَإِنَّهُ سَيَذْأُ أَهْلَ
الْوَادِي. ثُمَّ قَالَ سَعْدٌ: وَاللَّهِ لَئِنْ مَنَعْتَنِي
أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ لَأَقْطَعَنَّ مَنَجْرَكَ بِالشَّامِ.
قَالَ: فَجَعَلَ أُمِيَّةٌ يَقُولُ لِسَعْدٍ: لَا تَرْفَعْ
صَوْتَكَ - وَجَعَلَ يُنْسِكُهُ - فَغَضِبَ سَعْدٌ
فَقَالَ: دَعْنَا عَنْكَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ مُحَمَّدًا
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزْعُمُ أَنَّهُ قَاتِلُكَ.
قَالَ: إِيَّاي؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: وَاللَّهِ مَا
يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ إِذَا حَدَّثَ. فَوَجَعَ إِلَى
امْرَأَتِهِ فَقَالَ: أَمَا تَعْلَمِينَ مَا قَالَ لِي أَخِي
الْيَثْرِبِيُّ؟ قَالَتْ: وَمَا قَالَ؟ قَالَ: زَعَمَ أَنَّهُ
سَمِعَ مُحَمَّدًا أَنَّهُ قَاتِلِي. قَالَتْ: فَوَاللَّهِ مَا
يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ. قَالَ: فَلَمَّا خَرَجُوا إِلَى
بَدْرٍ وَجَاءَ الصَّرِيحُ قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: أَمَا
ذَكَرْتَ مَا قَالَ لَكَ أَخُوكَ الْيَثْرِبِيُّ؟ قَالَ:
فَأَرَادَ أَنْ لَا يَخْرُجَ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَهْلٍ: إِنَّكَ
مِنْ أَشْرَافِ الْوَادِي، فَسِرْ يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ،
فَسَارَ مَعَهُمْ، فَقَتَلَهُ اللَّهُ)).

چاہا کہ اس جنگ میں شرکت نہ کرے۔ لیکن ابو جہل نے کہا، تم وادی مکہ کے رئیس ہو۔ اس لئے کم از کم ایک یا دو دن کے لئے ہی تمہیں چلنا پڑے گا۔ اس طرح وہ ان کے ساتھ جنگ میں شرکت کے لئے نکلا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قتل کرا دیا۔

[طرفہ فی : ۳۹۵۰]

یہ پیش گوئی پوری ہوئی۔ امیہ جنگ بذر میں جانا نہیں چاہتا تھا مگر ابو جہل زبردستی پکڑ کر لے گیا، آخر مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ علامات نبوت میں اس پیش گوئی کو بھی اہم مقام حاصل ہے۔ پیش گوئی کی صداقت ظاہر ہو کر رہی۔ حدیث کے لفظ انہ قاتلک میں ضمیر کا مرجع ابو جہل ہے کہ وہ تجھ کو قتل کرائے گا۔ بعض حرجم حضرات نے انہ کی ضمیر کا مرجع رسول کریم ﷺ کو قرار دیا ہے لیکن روایت کے سیاق و سباق اور مقام و محل کے لحاظ سے ہمارا ترجمہ بھی صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

(۳۶۳۳) ہم سے عباس بن ولید نرسی نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، ان سے ابو عثمان نے بیان کیا کہ مجھے یہ بات معلوم کرائی گئی کہ حضرت جبریل علیہ السلام ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے باتیں کرتے رہے۔ اس وقت آنحضرت ﷺ کے پاس ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب حضرت جبریل علیہ السلام چلے گئے تو آنحضرت ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، معلوم ہے یہ کون صاحب تھے؟ یا ایسے ہی الفاظ ارشاد فرمائے۔ ابو عثمان نے بیان کیا کہ ام سلمہ نے جواب دیا کہ یہ وجیہ کبھی جوشہ تھے۔ ام سلمہ نے بیان کیا اللہ کی قسم میں سمجھے بیٹھی تھی کہ وہ وجیہ کبھی جوشہ ہیں۔ آخر جب میں نے آنحضرت ﷺ کا خطبہ سنا جس میں آپ حضرت جبریل علیہ السلام (کی آمد) کی خبر دے رہے تھے تو میں سمجھی کہ وہ حضرت جبریل علیہ السلام ہی تھے۔ یا ایسے ہی الفاظ کہے۔ بیان کیا کہ میں نے ابو عثمان سے پوچھا کہ آپ نے یہ حدیث کس سے سنی؟ تو انہوں نے بتایا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔

۳۶۳۳- حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ النَّرْسِيُّ حَدَّثَنَا مُعَمَّرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ قَالَ: أَتَيْتُ أَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُ ثُمَّ قَامَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَامُ سَلَمَةَ: ((مَنْ هَذَا؟)) أَوْ كَمَا قَالَ - قَالَتْ: هَذَا دَخِيَّةٌ. قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: أَيْمُ اللَّهُ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ، حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ عَنْ جِبْرِيلَ، أَوْ كَمَا قَالَ: قَالَ: فَقُلْتُ لِأَبِي عُثْمَانَ: مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا؟ قَالَ: مِنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

[طرفہ فی : ۴۹۸۰]

حضرت جبریل علیہ السلام کا آپ کی خدمت میں حضرت وجیہ کبھی جوشہ کی صورت میں آنا مشہور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ طاقت بخشی ہے کہ وہ جس صورت میں چاہیں آسکتے ہیں۔ اس حدیث سے آنحضرت ﷺ کا رسول برحق ہونا ثابت ہوا۔

(۳۶۳۴) مجھ سے عبدالرحمن بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن مغیرہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے، ان سے سالم بن عبد اللہ نے اور ان سے حضرت

۳۶۳۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَتِيَّةٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمَغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُوسَى بْنِ عَقِبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے (خواب میں) دیکھا کہ لوگ ایک میدان میں جمع ہو رہے ہیں۔ ان میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور ایک کنویں سے انہوں نے ایک یا دو ڈول پانی بھر کر نکالا، پانی نکالنے میں ان میں کچھ کمزوری معلوم ہوتی تھی اور اللہ ان کو بخشے۔ پھر وہ ڈول حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنبھالا، ان کے ہاتھ میں جاتے ہی وہ ایک بڑا ڈول ہو گیا میں نے لوگوں میں ان جیسا شہ زور پہلوان اور بہادر انسان ان کی طرح کام کرنے والا نہیں دیکھا (انہوں نے اتنے ڈول کھینچے) کہ لوگ اپنے اونٹوں کو بھی پلا پلا کر ان کے ٹھکانوں میں لے گئے۔ اور ہمام نے بیان کیا، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے واسطے سے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دو ڈول کھینچے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((رَأَيْتُ النَّاسَ مُجْتَمِعِينَ فِي صَعِيدٍ فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فَتَزَعَّ ذُنُوبًا أَوْ ذُنُوبَيْنِ وَفِي بَعْضِ نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا غَمْرٌ فَاسْتَحَالَتْ بِيَدِهِ غَرْبًا. فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا فِي النَّاسِ يَقْرِئُ قَرِيْبَهُ، حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطْنٍ)). وَقَالَ هَمَامٌ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((فَتَزَعَّ أَبُو بَكْرٍ ذُنُوبَيْنِ)).

[أطرافه في: ٣٦٧٦، ٣٦٨٢، ٧٠١٩،

٧٠٢٠]

تشیخ اس حدیث کی تعبیر خلافت ہے، یعنی پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلافت ملے گی۔ وہ حکومت تو کریں گے لیکن عمر رضی اللہ عنہ کی سی قوت و شوکت ان کو حاصل نہ ہوگی۔ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمانوں کی شوکت و عظمت بہت بڑھ جائے گی، آپ نے جیسا خواب دیکھا تھا ویسا ہی ظاہر ہوا۔ یہ بھی علامات نبوت میں سے ایک اہم نشان ہے جن کو دیکھ اور سمجھ کر بھی جو شخص آپ کے رسول برحق ہونے کو نہ مانے اس سے بڑھ کر بد نصیب کوئی نہیں ہے۔ (ﷺ)

باب اللہ تعالیٰ کا سورہ بقرہ میں یہ ارشاد کہ اہل کتاب اس

۲۶- بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

رسول کو اس طرح پہچان رہے ہیں

﴿يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ، وَإِنْ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ [البقرة: ۱۴۶]

جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بے شک ان میں سے ایک فریق کے لوگ حق کو جانتے ہیں پھر بھی وہ اسے چھپاتے ہیں۔

توراة و انجیل میں آنحضرت ﷺ کا ذکر خیر کھلے لفظوں میں موجود تھا جسے اہل کتاب پڑھتے اور آپ کو رسول برحق مانتے تھے مگر خداوند تعالیٰ نے ان کو اسلام قبول کرنے سے باز رکھا۔ بہر حال آنحضرت ﷺ کا رسول برحق ثابت کرنا مقصود باب ہے۔

(۳۶۳۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک بن انس نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ یہود، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو بتایا کہ ان کے یہاں ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ آپ نے ان سے فرمایا، رجم کے بارے میں تورات میں کیا حکم ہے؟ وہ بولے یہ کہ ہم انہیں رسوا کریں اور انہیں کوڑے لگائے جائیں۔ اس پر

۳۶۳۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ الْيَهُودَ جَاؤُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنِيَا. فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَةِ

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ تورات میں رجم کا حکم موجود ہے۔ تورات لاؤ۔ پھر یہودی تورات لائے اور اسے کھولا۔ لیکن رجم سے متعلق جو آیت تھی اسے ایک یہودی نے اپنے ہاتھ سے چھپا لیا اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کی عبارت پڑھنے لگا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذرا اپنا ہاتھ تو اٹھاؤ جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں آیت رجم موجود تھی۔ اب وہ سب کہنے لگے کہ اے محمد! عبداللہ بن سلام نے سچ کہا۔ بے شک تورات میں رجم کی آیت موجود ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے حکم سے ان دونوں کو رجم کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رجم کے وقت دیکھا، یہودی مرد اس عورت پر جھکا پڑا تھا، اس کو پتھروں کی مار سے بچاتا تھا۔

فِي شَأْنِ الرُّجْمِ؟ فَقَالُوا: نَقْضُحُهُمْ وَيُجْلَدُونَ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ، إِنَّ فِيهَا الرُّجْمُ - فَأَتُوا بِالتُّورَةِ فَشَرَوْهَا، فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرُّجْمِ، فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: ارْفَعْ يَدَكَ، فَرَفَعَ يَدَهُ، فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرُّجْمِ؛ فَقَالُوا: صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ، فِيهَا آيَةُ الرُّجْمِ. فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فُرْجِمَا. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَرَأَيْتُ الرُّجْلَ يَخْنَأُ عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيهَا الْجَحَازَةَ. [راجع: ۱۳۲۹]

حضرت عبداللہ بن سلام یہود کے بت برے عالم تھے جن کو یہودی بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے مگر مسلمان ہو گئے تو یہودی ان کو برا کہنے لگے۔ اسلام میں ان کا بڑا مقام ہے۔

باب مشرکین کا آنحضرت ﷺ سے

کوئی نشانی چاہنا اور

آنحضرت ﷺ کا معجزہ شق القمر دکھانا

۲۸- بَابُ سُؤَالِ الْمُشْرِكِينَ أَنْ

يُرِيَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ آيَةً، فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ

الْقَمَرِ

تشریح یہ کتنا بڑا معجزہ ہے کہ کسی پیغمبر کو ایسا معجزہ نہیں دیا گیا۔ جسور علماء کا یہی قول ہے کہ شق القمر آنحضرت ﷺ کا ایک بڑا معجزہ تھا۔ گو اس کا وقوع قیامت کی بھی نشانی تھا۔ جیسے حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ﴿إِنْفُتُوْبَ السَّاعَةِ وَانْشِقَّ الْقَمَرُ﴾ (القمر: ۱) جن لوگوں نے انشق کا معنی یہ رکھا ہے یعنی قیامت میں چاند پھٹے گا باب کی احادیث سے ان کی تردید ہوتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ کافروں نے اللہ کی قدرت کی ایک نشانی مانگی تھی جو خلاف عادت ہو چونکہ چاند کے پھٹنے کا زمانہ آن پہنچا تھا اس لئے آپ نے بھی یہی نشانی دکھلائی۔ چونکہ آپ پہلے سے اس کی خبر دے چکے ہیں اس لئے اس کو معجزہ کہہ سکتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا باقی بحث ان شاء اللہ کتب التفسیر میں آئے گی۔ آج کل چاند پر جانے والوں نے مشاہدہ کے بعد بتایا کہ چاند کی سطح پر ایک جگہ بہت طویل و عمیق ایک دراڑ ہے، بمصرین حق کا کہنا ہے کہ یہ وہی دراڑ ہے جو معجزہ شق القمر کی شکل میں چاند پر واقع ہوئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۳۶۳۶) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو

سفیان بن عیینہ نے خبر دی، انہیں ابن ابی نجیح نے، انہیں مجاہد نے، انہیں ابو عمر نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۳۶۳۶- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا

أَبْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ

نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند کے پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گئے تھے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگو اس پر گواہ رہنا۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: انشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَقَّتَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اشْهَدُوا)). [أطرافه في: ٣٨٦٩، ٣٨٧٠، ٤٨٦٤، ٤٨٦٥].

(۳۶۳۷) مجھ سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا، کہا ہم سے شبیان نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مکہ والوں نے رسول کریم ﷺ سے کہا تھا کہ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ نے شق قمر کا معجزہ یعنی چاند کا پھٹ جانا ان کو دکھایا۔

٣٦٣٧- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ح. وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ: ((أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً، فَأَرَاهُمْ انشِقَاقَ الْقَمَرِ)). [أطرافه في: ٣٨٦٨، ٣٨٦٧، ٤٨٦٨].

(۳۶۳۸) مجھ سے خلف بن خالد قرشی نے بیان کیا، کہا ہم سے بکر بن مضر نے بیان کیا، ان سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا، ان سے عراق بن مالک نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن مسعود نے اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے۔

٣٦٣٨- حَدَّثَنِي خَلْفُ بْنُ خَالِدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ غُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ الْقَمَرَ انشَقَّ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ)). [طرفاه في: ٣٨٧٠، ٤٨٦٦].

کفار مکہ کا خیال تھا کہ یہ یعنی محمد ﷺ اپنے جادو کے زور سے زمین پر عجائبات دکھلا سکتے ہیں، آسمان پر ان کا جادو نہ چل سکے گا۔ اسی خیال کی بنا پر انہوں نے معجزہ شق قمر طلب کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ دکھلادیا۔

باب

۲۸- باب

اس باب کے تحت مختلف احادیث ہیں جن میں معجزات نبوی سے متعلق کوئی نہ کوئی واقعہ کسی نہ کسی پہلو سے مذکور ہے۔ (۳۶۳۹) مجھ سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، کہا ہم سے معاویہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس سے دو صحابی (اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ) اٹھ کر (اپنے گھر) واپس ہوئے۔ رات اندھیری تھی لیکن دو چراغ کی طرح کوئی چیز ان کے

٣٦٣٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ

الْمَصْبَاحِينَ يُصْنِئَانِ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا، فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ حَتَّى أَتَى أَهْلَهُ)). [راجع: ۴۶۵]

آگے روشنی کرتی جاتی تھیں۔ پھر جب یہ دونوں (راستے میں) اپنے اپنے گھر کی طرف جانے کے لئے) جدا ہوئے تو وہ چیز دونوں کے ساتھ الگ الگ ہو گئی اور اس طرح وہ اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ گئے۔

یہ رسول کریم ﷺ کی دعا تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو روشنی مرحمت فرمائی۔ عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ ان کی عصا چراغ کی طرح روشن ہو گئی۔ بعض فضلاء اسلام نے بتلایا کہ ان کی انگلیاں روشن ہو گئی تھیں اختلاف دیکھنے والوں کی روایت کا ہے۔ کسی نے سمجھا کہ عصا چمک رہی ہے۔ کسی نے جانا کہ یہ روشنی ان کی انگلیوں میں سے پھوٹ رہی ہے۔ اس سے اولیاء اللہ کی کرامتوں کا برحق ہونا ثابت ہوا مگر جھوٹی کرامتوں کا گھڑنا بدترین جرم ہے۔ جس کا ارتکاب آج کل کے اہل بدعت کرتے رہتے ہیں جو بہت سے انبیوں اور شرایوں کی کرامتیں بنا کر ان کی قبروں کو درگاہ بنا لیتے ہیں، پھر ان کی پوجا پاٹ شروع کر دیتے ہیں۔ مولانا روم رحمہ اللہ نے سچ کہا ہے

کار شیطان می کند نامش ولی گرو لی اس است لعنت برو لی

یعنی کتنے لوگ ولی کہلاتے ہیں اور کام شیطانوں کے کرتے ہیں۔ ایسے نکار آدمیوں پر خدا کی لعنت ہے۔

۳۶۴۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((لَا يَزَالُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ، حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ)).

(۳۶۴۰) مجھ سے عبد اللہ بن ابوالاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ان سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے قیس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ ہمیشہ غالب رہیں گے، یہاں تک کہ قیامت یا موت آئے گی اس وقت بھی وہ غالب ہی ہوں گے۔

[طرفاء فی: ۷۳۱۱، ۷۴۵۹]۔

شرح اس حدیث سے الحمدیث مراد ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر اس سے اہل حدیث مراد نہ ہوں تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ اور کون لوگ مراد ہو سکتے ہیں۔

۳۶۴۱- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي غُمَيْرُ بْنُ هَانِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَانِمَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ))، قَالَ: غُمَيْرُ: فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُحَاظِرُ: قَالَ مُعَاذٌ: ((وَهُمْ بِالشَّامِ))، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: هَذَا مَالِكٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُولُ: ((وَهُمْ بِالشَّامِ)).

(۳۶۴۱) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یزید بن جابر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمیر بن ہانی نے بیان کیا اور انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا تھا، آپ فرما رہے تھے کہ میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے گا جو اللہ تعالیٰ کی شریعت پر قائم رہے گا، انہیں ذلیل کرنے کی کوشش کرنے والے اور اسی طرح ان کی مخالفت کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ اسی حالت پر رہیں گے۔ عمیر نے بیان کیا کہ اس پر مالک بن یخامر نے کہا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ ہمارے زمانے میں یہ لوگ شام میں ہیں۔ امیر معاویہ نے

کہا کہ دیکھو یہ مالک بن یحزام یہاں موجود ہیں، جو کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے معاذ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ یہ لوگ شام کے ملک میں ہیں۔

[راجع: ۷۸]

تشریح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شام میں تھے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ اہل شام اس حدیث سے مراد ہیں۔ مگر یہ کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ مطلب آنحضرت ﷺ کا یہ ہے کہ میری امت کے سب لوگ یک دم گمراہ ہو جائیں ایسا نہ ہو گا بلکہ ایک گروہ تب بھی ضرور بالضرور حق پر قائم رہے گا اور یہ اہل حدیث کا گروہ ہے۔ امام احمد بن حنبل نے یہی فرمایا ہے اور بھی بہت سے علماء نے صراحت سے لکھا ہے کہ اس پیش گوئی کا مصداق وہ لوگ ہیں جنہوں نے قیل و قال اور آراء رجال سے ہٹ کر صرف ظاہر نصوص کتاب و سنت کو اپنا مدار عمل قرار دیا اور صحابہ تابعین اور تبع تابعین و محدثین و ائمہ مجتہدین کے طرز عمل کو اپنایا۔ ظاہر ہے کہ مذکورہ بزرگان اسلام موجودہ تقلید جامد کے شکار نہ تھے نہ ان میں مسالک کے ناموں پر مختلف گروہ تھے جیسا کہ بعد میں پیدا ہوئے کہ کعبہ شریف تک کو چار مصلوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ شکر ہے اللہ پاک کا کہ جماعت اہل حدیث کی مساعی کے نتیجہ میں آج مسلمان پھر کتاب و سنت کی طرف آرہے ہیں۔

(۳۶۴۲) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، کہا ہم سے شیبہ بن غرقہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں سے سنا تھا، وہ لوگ عروہ سے نقل کرتے تھے (جو ابوالجعد کے بیٹے اور صحابی تھے) کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک دینار دیا کہ وہ اس کی ایک بکری خرید کر لے آئیں۔ انہوں نے اس دینار سے دو بکریاں خریدیں، پھر ایک بکری کو ایک دینار میں بیچ کر دینار بھی واپس کر دیا اور بکری بھی پیش کر دی۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر ان کی تجارت میں برکت کی دعا فرمائی۔ پھر تو ان کا یہ حال ہوا کہ اگر مٹی بھی خریدتے تو اس میں انہیں نفع ہو جاتا۔ سفیان نے کہا کہ حسن بن عمارہ نے ہمیں یہ حدیث پہنچائی تھی شیبہ بن غرقہ سے۔ حسن بن عمارہ نے کہا کہ شیبہ نے یہ حدیث خود عروہ رضی اللہ عنہ سے سنی تھی۔ چنانچہ میں شیبہ کی خدمت میں گیا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے یہ حدیث خود عروہ سے نہیں سنی تھی، البتہ میں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو ان کے حوالے سے بیان کرتے سنا تھا۔

۳۶۴۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا شَيْبَةُ بْنُ غُرْقَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَيَّيْنِ يَتَحَدَّثُونَ عَنْ غُرُوةَ: ((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَا دِينَارًا يَشْتَرِي لَهُ بِهِ شَاةً، فَاشْتَرَى لَهُ بِهِ شَاتَيْنِ، فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ، فَجَاءَ وَشَاةً، فَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ فِي بَيْعِهِ، وَكَانَ لَوْ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيهِ)). قَالَ سُفْيَانُ كَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَمْرَةَ جَاءَنَا بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَهُ شَيْبَةُ عَنْ غُرُوةَ، فَأَتَيْتُهُ، فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ غُرُوةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَيَّيْنِ يُخْبِرُونَهُ عَنْهُ)).

(۳۶۴۳) البتہ یہ دوسری حدیث خود میں نے عروہ رضی اللہ عنہ سے سنی ہے وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا خیر اور بھلائی گھوڑوں کی پیشانی کے ساتھ قیامت تک کے لئے بندھی ہوئی ہے۔ شیبہ نے کہا کہ میں نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں ستر

۳۶۴۳- وَلَكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الْخَيْرُ مَغْقُودٌ بِوَأَصِي الْخَيْلِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ))، قَالَ: وَقَدْ رَأَيْتُ فِي دَارِهِ سَعْنَيْنِ قُرْسًا. قَالَ سُفْيَانُ:

((يَسْتَرِي لَهُ شَاةٌ كَانَهَا أَضْحِيَّةً)). گھوڑے دیکھے۔ سفیان نے کہا کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم

ﷺ کے لئے بکری خریدی تھی شاید وہ قربانی کے لئے ہوگی۔

[راجع: ۲۸۵۰]

تَشْرِيحُ یہاں یہ اعتراض ہوا ہے کہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کو عروہ کی کوئی حدیث مقصود ہے اگر گھوڑوں کی حدیث مقصود ہے تو وہ بے شک موصول ہے مگر اس کو باب سے مناسبت نہیں ہے اور اگر بکری والی حدیث مقصود ہے تو وہ باب کے موافق ہے کیونکہ اس میں آنحضرت ﷺ کا ایک معجزہ یعنی دعا کا قبول ہونا مذکور ہے مگر وہ موصول نہیں ہے، شیب کے قبیلے والے مجہول ہیں۔ جواب یہ ہے کہ قبیلے والے متعدد اشخاص تھے، وہ سب جھوٹ بولیں، یہ نہیں ہو سکتا تو حدیث موصول اور صحیح ہو گئی۔ گھوڑوں والی حدیث میں ایک پیش گوئی ہے جو حرف بہ حرف صحیح ثابت ہو رہی ہے، یہ بھی اس طرح باب سے متعلق ہے کہ اس میں آپ کی صداقت کی دلیل موجود ہے۔

(۳۶۴۴) ہم سے مسدود نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ نے بیان کیا، انہیں نافع نے خبر دی اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و بھلائی قیامت تک کے لئے باندھ دی گئی ہے۔

۳۶۴۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ غُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((الْخَيْلُ مَعْقُودَةٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [راجع: ۲۸۴۹]

اس میں بھی پیش گوئی ہے جو حرف بہ حرف صحیح ہے اور یہی ترجمہ باب ہے۔ آج جدید اسلحہ کی فراوانی کے باوجود بھی فوج میں گھوڑے کی اہمیت ہے۔

(۳۶۴۵) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوالتیاح نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ برکت باندھ دی گئی ہے۔

۳۶۴۵- حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْخَيْلُ مَعْقُودَةٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ)). [راجع: ۲۸۵۱]

مراد مال غنیمت ہے جو گھوڑے سوار مجاہدین کو فتح کے نتیجہ میں حاصل ہوا کرتا تھا۔ آج بھی گھوڑا فوجی ضروریات کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

(۳۶۴۶) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعنی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ابوصالح لہسان نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، گھوڑے تین آدمیوں کے لئے ہیں۔ ایک کے لئے تو وہ باعث ثواب ہیں اور ایک کے لئے وہ معاف یعنی مباح ہیں اور ایک کے لئے وہ وبال ہیں۔ جس کے لئے گھوڑا باعث ثواب ہے یہ وہ شخص ہے جو جہاد کے لئے اسے پا

۳۶۴۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْخَيْلُ لثَلَاثَةٍ: لِوَجَلِّ أَجْرٍ، وَلِوَجَلِّ سِتْرٍ، وَعَلَى رَجُلٍ وَزَّرَ. فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ

لے اور چراگاہ یا باغ میں اس کی رسی کو (جس سے وہ بندھا ہوتا ہے) خوب دراز کر دے تو وہ اپنے اس طول و عرض میں جو کچھ بھی چرتا ہے وہ سب اس کے مالک کے لئے نیکیاں بن جاتی ہیں اور اگر کبھی وہ اپنی رسی تڑا کر دو چار قدم دوڑ لے تو اس کی لید بھی مالک کے لئے باعث ثواب بن جاتی ہے اور کبھی اگر وہ کسی نہر سے گزرتے ہوئے اس میں سے پانی پی لے اگرچہ مالک کے دل میں اسے پہلے سے پانی پلانے کا خیال بھی نہ تھا، پھر بھی گھوڑے کا پانی پینا اس کے لئے ثواب بن جاتا ہے۔ اور ایک وہ آدمی جو گھوڑے کو لوگوں کے سامنے اپنی حاجت پر پردہ پوشی اور سوال سے بچے رہنے کی غرض سے پالے اور اللہ تعالیٰ کا جو حق اس کی گردن اور اس کی پیٹھ میں ہے اسے بھی وہ فراموش نہ کرے تو یہ گھوڑا اس کے لئے ایک طرح کا پردہ ہوتا ہے اور ایک شخص وہ ہے جو گھوڑے کو فخر اور دکھاوے اور اہل اسلام کی دشمنی میں پالے تو وہ اس کے لئے وبال جان ہے اور نبی کریم ﷺ سے گدھوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس جامع آیت کے سوا مجھ پر گدھوں کے بارے میں کچھ نازل نہیں ہوا کہ ”جو شخص ایک ذرہ کے برابر بھی نیکی کرے گا تو اس کا بھی وہ بدلہ پائے گا اور جو شخص ایک ذرہ کے برابر بھی برائی کرے گا تو وہ اس کا بھی بدلہ پائے گا۔“

آج کے دور میں گھوڑوں کی جگہ لاریوں اور ٹرکوں نے لے لی ہے جن کی دنیا کے ہر میدان میں ضرورت پڑتی ہے۔ جنگی مواقع پر حکومتیں کتنی پبلک لاریوں اور ٹرکوں کو حاصل کر لیتی ہیں اور ایسا کرنا حکومتوں کے لئے ضروری ہو جاتا ہے۔ حدیث میں مذکورہ تین اشخاص کا اطلاق تفصیل بالا کے مطابق آج لاری و ٹرک رکھنے والے مسلمانوں پر بھی ہو سکتا ہے کہ کتنی گاڑیاں بعض دفعہ بہترین ملی مفاد کے لئے استعمال میں آ جاتی ہیں۔ ان کے مالک مذکورہ اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے۔ ﴿وَ ذَاكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ گھوڑوں کی تفصیلات آج بھی قائم ہیں۔

(۳۶۴۷) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ خیبر میں صبح سویرے ہی پہنچ گئے۔ خیبر کے یہودی اس وقت اپنے پھاڑے لے کر (کھیتوں میں کام کرنے کے لئے) جارہے

فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَأَطَاعَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ، وَمَا أَصَابَتْ فِي طِيلِهَا مِنَ الْمَرْجِ أَوْ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ، وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيلَهَا فَاسْتَنْتَ شَرْفًا أَوْ شَرْفَيْنِ كَانَتْ أَزْوَائِهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ وَلَمْ يُرْذَ أَنْ يَسْقِيَهَا كَانَ ذَلِكَ لَهُ حَسَنَاتٍ. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغْنِيًا وَتَسْتَرًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي رِقَابِهَا وَظَهْوَرِهَا، فَهِيَ لَهُ كَذَلِكَ سِتْرٌ. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فُخْرًا وَرِبَاءً وَنَوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ (وَزْرٌ). وَسَبَلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْحُمْرِ فَقَالَ: ((مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَادَةُ: ﴿مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا، يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾. [الزلزلة: ۷-۸].

[راجع: ۲۳۷۱]

تَشْرِيجُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((صَبَّحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْبَرَ بُكْرَةً وَقَدْ خَرَجُوا بِالْمَسَاحِي، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا:

تھے کہ انہوں نے آپ کو دیکھا اور یہ کہتے ہوئے کہ محمد لشکر لے کر آ گئے، وہ قلعہ کی طرف بھاگے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا، اللہ اکبر خیر تو برباد ہوا کہ جب ہم کسی قوم کے میدان میں (جنگ کے لئے) اتر جاتے ہیں تو پھر ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔

مُحَمَّدٌ وَالنَّخْمِيسُ، فَأَجَلُوا إِلَى الْحِصْنِ يَسْتَعِينُونَ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَيْهِ وَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، خَرَبْتُ خَيْبَرَ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ لَفَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ))،

[راجع: ۳۷۱]

اس حدیث کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ آپ نے خیر فتح ہونے سے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ خیر خراب ہوا اور پھر یہی ظہور میں آیا۔ یہ جنگ خیر کا واقعہ ہے جس کی تفصیلات اپنے موقع پر بیان ہوں گی۔

(۳۶۳۸) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا مجھ سے محمد بن اسماعیل ابن ابی الدیک نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبد الرحمن ابن ابی ذب نے، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ سے بہت سی احادیث اب تک سنی ہیں لیکن میں انہیں بھول جاتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی چادر پھیلاؤ، میں نے چادر پھیلا دی اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اس میں ایک لپ بھر کر ڈال دی اور فرمایا کہ اسے اپنے بدن سے لگاؤ، چنانچہ میں نے لگا لیا اور اس کے بعد کبھی کوئی حدیث نہیں بھولا۔

۳۶۴۸- حَدَّثَنِي إِبرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْفُذَيْلِ عَنْ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ عَنِ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا فَأَنْسَاهُ قَالَ ﷺ ((اِسْطُ رِذَاءَكَ))، فَسَطَنْتُهُ، فَعَرَفْتُ بِيَدَيْهِ فِيهِ ثُمَّ قَالَ: ((صُمَّهُ))، فَصُمَمْتُهُ، فَمَا نَسِيتُ حَدِيثًا بَعْدُ))،

[راجع: ۱۱۸]

تشیخ آپ کی دعا کی برکت سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حافظ تیز ہو گیا۔ چادر میں آپ نے دعاؤں کے ساتھ برکت کو گویا لپ بھر کر ڈال دیا۔ اس چادر کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے سینے سے لگا کر برکتوں سے اپنے سینے کو معمور کر لیا اور پانچ ہزار سے بھی زائد احادیث کے حافظ قرار پائے۔ تف ہے ان لوگوں پر جو ایسے جلیل اسدِ حافظ الحدیث صحابی رسول اللہ ﷺ کو حدیث فہمی میں ناقص قرار دے کر خود اپنی حماقت کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسے علماء و فقہاء کو اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے کہ ایک صحابی رسول کی توہین کی سزا میں گرفتار ہو کر کہیں وہ حسدِ دنیا و الاخرہ کے مصداق نہ بن جائیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مقام روایت اور مقام درایت بہت اعلیٰ و رافع ہے وللتفصیل مقام اخر۔

علامات نبوت کا باب یہاں ختم ہوا، اب حضرت امام بخاری رحمہ اللہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کے فضائل کا بیان شروع فرما رہے ہیں۔ جس قدر روایات مذکور ہوئی ہیں سب میں کسی نہ کسی طرح سے علامت نبوت کا ثبوت نکلتا ہے۔ اور یہی امام بخاری کا منشاء ہے۔

۶۲- کتاب فضائل اصحاب العقیب ﷺ

نبی کریم ﷺ کے اصحاب کی فضیلت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱- بَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ رَأَاهُ مِنْ الْمُسْلِمِينَ فَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ
باب نبی کریم ﷺ کے صحابیوں کی فضیلت کا بیان۔
(امام بخاری نے کہا کہ) جس مسلمان نے بھی آنحضرت ﷺ کی صحبت اٹھائی یا آپ کا دیدار اسے نصیب ہوا ہو وہ آپ کا صحابی ہے۔
[شیخ] جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ جس نے آنحضرت ﷺ کو ایک بار بھی دیکھا ہو وہ صحابی ہے بشرطیکہ وہ مسلمان ہو۔ بس آنحضرت ﷺ کو ایک بار دیکھ لینا ایسا شرف ہے کہ ساری عمر کا مجاہدہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ بعض نے کہا کہ اولیاء اللہ جن صحابہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے ان سے مراد وہ صحابہ ہیں جو آپ کی صحبت میں رہے اور آپ سے استفادہ کیا اور آپ کے ساتھ جہاد کیا، مگر یہ قول مروج ہے۔ ہمارے پیرو مرشد محبوب سبحانی حضرت سید جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کوئی ولی ادنیٰ صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ (وحیدی)

۳۶۴۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ عَمْرِو قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزَوُ فِتْنًا مِنَ النَّاسِ، فَيَقُولُونَ: فَيُكْمُ مِنْ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَيَقُولُونَ لَهُمْ: نَعَمْ، فَيَفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزَوُ فِتْنًا مِنَ النَّاسِ فَيَقَالُ: هَلْ فَيُكْمُ مِنْ صَاحِبِ
۳۶۴۹) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک زمانہ آئے گا کہ اہل اسلام کی جماعتیں جہاد کریں گی تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تمہارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے کوئی صحابی بھی ہیں؟ وہ کہیں گے کہ ہاں ہیں۔ تب ان کی فتح ہوگی۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مسلمانوں کی جماعتیں جہاد کریں گی اور اس موقع پر یہ پوچھا جائے گا کہ کیا یہاں رسول اللہ ﷺ کے صحابی کی صحبت اٹھانے والے

(تابعی) بھی موجود ہیں؟ جواب ہو گا کہ ہاں ہیں اور ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی۔ اس کے بعد ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمانوں کی جماعتیں جماد کریں گی اور اس وقت سوال اٹھے گا کہ کیا یہاں کوئی بزرگ ایسے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے شاگردوں میں سے کسی بزرگ کی صحبت میں رہے ہوں؟ جواب ہو گا کہ ہاں ہیں تو ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی پھر ان کی فتح ہوگی۔

[راجع: ۲۸۹۷]

شیخ آنحضرت ﷺ نے ان تین زمانے والوں کی فضیلت بیان فرمائی گویا وہ خیر القرون ٹھہرے۔ اسی لئے علماء نے بدعت کی تعریف یہ قرار دی ہے کہ دین میں جو کام نیا نکالا جائے جس کا وجود ان تین زمانوں میں نہ ہو۔ ایسی ہر بدعت گمراہی ہے اور جن لوگوں نے بدعت کی تقسیم کی ہے حسنہ اور سینہ کی طرف، ان کی مراد بدعت سے بدعت لغوی ہے۔ ہمارے مرشد شیخ احمد مجدد سر ہندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں تو کسی بدعت میں سوائے ظلمت اور تاریکی کے مطلق نور نہیں پاتا (وحیدی)

(۳۶۵۰) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے نضر نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں ابو جمرہ نے، کہا میں نے زہد بن مضرب سے سنا، کہا کہ میں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری امت کا سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے، پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے، حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے دور کے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا یا تین کا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تمہارے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو بغیر کئے گواہی دینے کے لئے تیار ہو جایا کرے گی اور ان میں خیانت اور چوری اتنی عام ہو جائے گی کہ ان پر کسی قسم کا بھروسہ باقی نہیں رہے گا، اور نذریں مائیں گے لیکن انہیں پورا نہیں کریں گے (حرام مال کھا کھا کر) ان پر مٹایا عام ہو جائے گا۔

[راجع: ۲۶۵۱]

خیر القرون کے بعد پیدا ہونے والے دنیا دار نام نہاد مسلمانوں کے متعلق یہ پیش گوئی ہے جو اخلاق اور اعمال کے اعتبار سے بدترین قسم کے لوگ ہوں گے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا ہے کہ جھوٹ اور بددیانتی اور دنیا سازی ان کا رات دن کا مشغلہ ہو گا۔ اللھم لا تجعلنا منہم آمین۔

(۳۶۵۱) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے عبیدہ بن قیس سلمانی نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم

أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَفْتَحُ لَهُمْ. ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِتْنًا مِنَ النَّاسِ فَيَقَالُ: هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحِبٌ مِنْ صَاحِبِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَفْتَحُ لَهُمْ))

۳۶۵۰- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ سَمِعْتُ زُهْدَ بْنَ مُضْرَبٍ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ)) قَالَ عِمْرَانُ: فَلَا أَذْرِي أَذْكَرَ بَعْدَ قَرْنِهِ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. ثُمَّ إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَشْهَدُونَ وَلَا يُشْتَشْهَدُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ، وَيَنْذُرُونَ وَلَا يُفُونَ، وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السَّمَنُ)).

۳۶۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ

ﷺ نے فرمایا کہ بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے۔ اس کے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہوگی کہ گواہی دینے سے پہلے قسم ان کی زبان پر آجایا کرے گی اور قسم کھانے سے پہلے گواہی ان کی زبان پر آجایا کرے گی۔ ابراہیم نے بیان کیا کہ جب ہم چھوٹے تھے تو گواہی اور عہد (کے الفاظ زبان پر لانے) کی وجہ سے ہمارے بڑے بزرگ ہم کو مارا کرتے تھے۔

[راجع: ۲۶۵۲]

مطلب یہ ہے کہ ان کو خود اپنے دماغ پر اور اپنی زبان پر قابو حاصل نہ ہو گا، جموٹی گواہی دینے اور جموٹی قسم کھانے میں وہ ایسے بے باک ہوں گے کہ فی الفور ہی یہ چیزیں ان کی زبانوں پر آجایا کریں گی۔ بغور دیکھا جائے تو آج عام اہل اسلام کا حال یہی ہے۔ (الماشاء اللہ)

باب مہاجرین کے مناقب اور فضائل کا بیان

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یعنی عبداللہ بن ابی قحافہ تمیمی رضی اللہ عنہ بھی مہاجرین میں شامل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ حشر) میں ان مہاجرین کا ذکر کیا، ان مفلس مہاجروں کا یہ (خاص طور پر) حق ہے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے جدا کر دیئے گئے ہیں جو اللہ کا فضل اور رضامندی چاہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرنے کو آئے ہیں، یہی لوگ سچے ہیں۔

اور (سورہ توبہ میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اگر تم لوگ ان کی (یعنی رسول کی) مدد نہ کرو گے تو ان کی مدد تو خود اللہ کر چکا ہے“ آخر آیت ان اللہ معنا تک۔ حضرت عائشہ، ابوسعید خدری اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ (ہجرت کے وقت) غار ثور میں رہے تھے۔

وہ مسلمان جو کفار مکہ کے ستارے پر اپنا وطن مکہ شریف چھوڑ کر مدینہ جا بے یہی مسلمان مہاجرین کہلائے جاتے ہیں۔ لفظ ہجرت اسلام کے لئے ترک وطن کرنے کو کہا گیا ہے۔

(۳۶۵۲) ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ: ((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ، وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ)). قَالَ: إِبْرَاهِيمُ: وَكَأَنَّا يَضْرِبُونَآ عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ وَنَحْنُ صِبَاةٌ.

۲- بَابُ مَنَاقِبِ الْمُهَاجِرِينَ

وَفَضْلِهِمْ

مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قُحَافَةَ النَّيْمِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾ [الحشر: ۸].

وَقَالَ: ﴿إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ - إِلَى قَوْلِهِ - إِنَّ اللَّهَ مَعَ﴾ [التوبة: ۴۰]. قَالَتْ عَائِشَةُ وَأَبُو سَعِيدٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ: ((وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَارِ)).

۳۶۵۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا

إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ:

بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (ان کے والد) حضرت عازب رضی اللہ عنہ سے ایک پالان تیرہ درہم میں خریدا۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عازب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ براء (اپنے بیٹے) سے کہو کہ وہ میرے گھریہ پالان اٹھا کر پہنچا دیں اس پر حضرت عازب رضی اللہ عنہ نے کہا یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک آپ وہ واقعہ بیان نہ کریں کہ آپ اور رسول اللہ ﷺ (مکہ سے ہجرت کرنے کے لئے) کس طرح نکلے تھے حالانکہ مشرکین آپ دونوں کو تلاش بھی کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مکہ سے نکلنے کے بعد ہم رات بھر چلتے رہے اور دن میں بھی سفر جاری رکھا۔ لیکن جب دوپہر ہو گئی تو میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی کہ کہیں کوئی سایہ نظر آجائے اور ہم اس میں کچھ آرام کر سکیں۔ آخر ایک چٹان دکھائی دی اور میں نے اس کے پاس پہنچ کر دیکھا کہ سایہ ہے۔ پھر میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے ایک فرش وہاں بچھا دیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ اب آرام فرمائیں۔ چنانچہ آپ لیٹ گئے۔ پھر میں چاروں طرف دیکھتا ہوا نکلا کہ کہیں لوگ ہماری تلاش میں نہ آئے ہوں۔ پھر مجھ کو بکریوں کا ایک چرواہا دکھائی دیا جو اپنی بکریاں ہانکتا ہوا اسی چٹان کی طرف آ رہا تھا۔ وہ بھی ہماری طرح سایہ کی تلاش میں تھا۔ میں نے بڑھ کر اس سے پوچھا کہ لڑکے تو کس کا غلام ہے۔ اس نے قریش کے ایک شخص کا نام لیا تو میں نے اسے پہچان لیا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے۔ اس نے کہا جی ہاں۔ میں نے کہا کیا تم دودھ دوہ سکتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ چنانچہ میں نے اس سے کہا اور اس نے اپنے ریوڑ کی ایک بکری باندھ دی۔ پھر میرے کہنے پر اس نے اس کے تھن کے غبار کو جھاڑا۔ اب میں نے کہا کہ اپنا ہاتھ بھی جھاڑ لے۔ اس نے یوں اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا اور میرے لئے تھوڑا سا دودھ دوہا۔ آنحضرت ﷺ کے لئے ایک برتن میں نے پہلے ہی سے ساتھ لے لیا تھا اور اس کے منہ کو کپڑے سے بند کر دیا تھا (اس میں ٹھنڈا پانی تھا) پھر میں نے دودھ پر وہ پانی (ٹھنڈا کرنے کے لئے) ڈالا تا کہ وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا تو اسے آپ

(اشترى أبو بكر رضي الله عنه من عازب رجلاً بثلاثة عشر درهماً، فقال أبو بكر لعازب: مر البراء فليحمل إليّ رجلي، فقال عازب: لا، حتى نحدثنا كيف صنعت أنت ورسول الله ﷺ حين خرجتما من مكة والمشركون يطلبونكم. قال: ارتحلنا من مكة فأخينا - أو سرتنا - ليلتنا ويومنا حتى أظهرنا وقام قابم الظهيرة، فرميت ببصري هل أرى من ظل فأزى إليه، فإذا صخرة أتيتها، فنظرت بقية ظل لها فسوتته، ثم فرشت للنبي ﷺ فيه، ثم قلت له: اضطجع يا نبي الله، فاضطجع النبي ﷺ، ثم انطلقت أنظر ما حولي: هل أرى من الطلب أحدًا؟ فإذا أنا براعي غنم يسوق غنمه إلى الصخرة، يريد منها الذي أردنا، فسألته فقلت له: لمن أنت يا غلام؟ قال لرجل من قريش سماء فعرفته، فقلت: هل في غنمك من لبن؟ قال: نعم. قلت: فهل أنت حالب لنا؟ قال: نعم. فامرته فاعتقل شاة من غنمه، ثم امرته أن يفيض ضرعها من الغبار، ثم امرته أن يفيض كفيه فقال هكذا، ضرب إحدى كفيه بالأخرى فحلب لي كنية من لبن، وقد جعلت لرسول الله ﷺ إذاوة على فمها خرقة، فصبت على اللبن حتى برد أسفله، فانطلقت به إلى النبي

کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ آپ بھی بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے عرض کیا، 'دودھ پی لیجئے۔ آپ نے اتنا پیا کہ مجھے خوشی حاصل ہو گئی۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اب کوچ کا وقت ہو گیا ہے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے، چلو۔ چنانچہ ہم آگے بڑھے اور مکہ والے ہماری تلاش میں تھے لیکن سراقہ بن مالک بن جشم کے سوا ہم کو کسی نے نہیں پایا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے اسے دیکھتے ہی کہا کہ یا رسول اللہ! ہمارا چچا کرنے والا دشمن ہمارے قریب آپنچا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، فکر نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

ﷺ قَوَّافَتُهُ قَدْ اسْتَقْفَظَ، فَقُلْتُ: اشْرِبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ. ثُمَّ قُلْتُ: لَقَدْ اَنَّ الرَّحِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: ((بَلَى)). فَاَرْتَحَلْنَا وَالْقَوْمُ يَطْلُبُونَنَا، فَلَمْ يُدْرِكْنَا أَحَدٌ مِنْهُمْ غَيْرُ سَرَاةَ بْنِ مَالِكٍ بْنِ جُغَشْمٍ عَلَى فَرَسٍ لَهُ، فَقُلْتُ: هَذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ: ((لَا تَحْزَنَ، اِنَّ اللَّهَ مَعَنَا)) ﴿تَرْيُحُونَ﴾

[راجع: ۲۴۳۹]

واقعہ ہجرت حیات نبوی کا ایک اہم واقعہ ہے جس میں آپ کے بت سے معجزات کا ظہور ہوا یہاں بھی چند معجزات کا بیان ہوا ہے چنانچہ باب ماجرین کے فعاؓل سے متعلق ہے، اس لئے اس میں ہجرت کے ابتدائی واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔ یہی باب اور حدیث کا تعلق ہے۔

(۳۶۵۳) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے ثابت نے، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم غار ثور میں چھپے تھے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اگر مشرکین کے کسی آدمی نے اپنے قدموں پر نظر ڈالی تو وہ ضرور ہم کو دیکھ لے گا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر! ان دو کا کوئی کیا باڈ سکتا ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔

۳۶۵۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا فِي الْغَارِ: لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَأُبْصِرَنَا. فَقَالَ: ((مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بَاتْنَيْنِ اللَّهُ ثَالِثُهُمَا)).

[طرفاء فی: ۳۹۲۲، ۴۶۶۳]

باب نبی کریم ﷺ کا حکم فرمانا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کو چھوڑ کر (مسجد نبوی کی طرف کے) تمام دروازے بند کر دو۔ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔

۳- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((سَدُّوا الْأَبْوَابَ إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ، قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(۳۶۵۴) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عامر نے بیان کیا، ان سے فلح بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سالم ابو النضر نے بیان کیا، ان سے بسر بن سعید نے اور ان سے حضرت

۳۶۵۴- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا میں اور جو کچھ اللہ کے پاس آخرت میں ہے ان دونوں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا تو اس بندے نے اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ ہم کو ان کے رونے پر حیرت ہوئی کہ آنحضرت ﷺ تو کسی بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اختیار دیا گیا تھا۔ لیکن بات یہ تھی کہ خود آنحضرت ﷺ ہی وہ بندے تھے جنہیں اختیار دیا گیا تھا اور (واقعاً) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ مجھ پر ابو بکر کا سب سے زیادہ احسان ہے اور اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو جانی دوست بنا سکتا تو ابو بکر کو بنانا، لیکن اسلام کا بھائی چارہ اور اسلام کی محبت ان سے کافی ہے، دیکھو مسجد کی طرف تمام دروازے (جو صحابہ کے گھروں کی طرف کھلتے تھے) سب بند کر دیئے جائیں۔ صرف ابو بکر کا دروازہ رہنے دو۔

حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ایک ممتاز مقام عطا فرمایا اور آج تک مسجد نبوی میں یہ تاریخی جگہ محفوظ رکھی گئی ہے۔

باب نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی

دوسرے صحابہ پر فضیلت کا بیان

(۳۶۵۵) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ ہی میں جب ہمیں صحابہ کے درمیان انتخاب کے لئے کہا جاتا تو سب میں افضل اور بہتر ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے، پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو۔

أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّاسَ وَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ خَيْرَ عِبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ ذَلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللَّهِ)). قَالَ لَبَّكِي أَبُو بَكْرٍ، فَعَجَبْنَا لِبُكَائِهِ أَنْ يُخْبِرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيَّرُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَغْلَمُنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مَنْ أَمَنَ النَّاسَ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَنَا بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّي لَاتَّخَذْتُ أَنَا بَكْرٍ، وَلَكِنْ أَخُوهُ الْإِسْلَامَ وَمَوَدَّتُهُ، لَا يَتَّقِينَ فِي الْمَسْجِدِ بَابَ إِلَّا سُدًّا، إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ)).

[راجع: ۴۶۶]

۴- بَابُ فَضْلِ أَبِي بَكْرٍ

بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ

۳۶۵۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كُنَّا نَخِيرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَنُخِيرُ أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، ثُمَّ غُثَمَانُ بْنُ عُفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ)).

[طرفہ فی: ۳۶۹۷]

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے مذہب جمہور کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ تمام صحابہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فضیلت حاصل ہے۔ اکثر سلف کا یہی قول ہے اور خلف میں سے بھی اکثر نے یہی کہا ہے۔ بعض محققین ایسا بھی کہتے ہیں کہ خلفاء

اربعہ کو باہم ایک دوسرے پر فضیلت دینے میں کوئی نص قطعی نہیں ہے، لہذا یہ چاروں ہی افضل ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ تمام صحابہ میں یہ چاروں افضل ہیں اور ان کی خلافت جس ترتیب کے ساتھ منعقد ہوئی اسی ترتیب سے وہ حق اور صحیح ہیں اور ان میں باہم فضیلت اسی ترتیب سے کسی جاسکتی ہے۔ ہر حال جمہور کے مذہب کو ترجیح حاصل ہے

۵- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ : ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا))
باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر میں کسی کو جانی دوست بناتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا

قَالَ : أَبُو سَعِيدٍ : يَهِيَ أَبُو سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ مَرُوءِي هِيَ

اس باب کے ذیل میں بہت سی روایات درج کی گئی ہیں جن سے کسی نہ کسی طرح سے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت نکلتی ہے۔ اس نکتہ کو سمجھ کر مندرجہ ذیل روایات کا مطالعہ کرنا نہایت ضروری ہے۔

۳۶۵۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ أَخِي وَصَاحِبِي)). [راجع: ۴۶۷]

۳۶۵۷- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ وَمُوسَى بْنُ قَالَا: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ وَقَالَ : ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُهُ خَلِيلًا، وَلَكِنْ أَخُوهُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ)).

۳۶۵۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ : كَتَبَ أَهْلُ الْكُوفَةِ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي الْجَدِّ، فَقَالَ : أَمَّا الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُهُ،

۳۶۵۶) ہم سے مسلم بن ابیرہم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر اپنی امت کے کسی فرد کو اپنا جانی دوست بنا سکتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن وہ میرے دینی بھائی اور میرے دوست ہیں۔

۳۶۵۷) ہم سے معلی بن اسد اور موسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے (یہی روایت) کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو جانی دوست بنا سکتا تو ابو بکر کو بناتا۔ لیکن اسلام کا بھائی چارہ کیا کم ہے۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، ان سے عبد الوہاب نے اور ان سے ایوب نے ایسی ہی حدیث بیان کی۔

۳۶۵۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم کو حماد بن زید نے خبر دی، انہیں ایوب نے، ان سے عبد اللہ بن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ کوفہ والوں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دادا (کی میراث کے سلسلے میں) سوال لکھا تو آپ نے انہیں جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، اگر اس امت میں کسی کو میں اپنا جانی دوست بنا سکتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ (وی) ابو بکر رضی اللہ عنہ یہ فرماتے تھے کہ دادا باپ کی طرح

[راجع: ۴۶۷] حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ.. مِثْلَهُ.

۳۶۵۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ : كَتَبَ أَهْلُ الْكُوفَةِ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي الْجَدِّ، فَقَالَ : أَمَّا الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُهُ،

انزلہ ابا، یعنی ابا بکر))۔
ہے (یعنی جب میت کا باپ زندہ نہ ہو تو باپ کا حصہ دادا کی طرف
لوٹ جائے گا یعنی باپ کی جگہ دادا وارث ہوگا)

۳۶۵۹- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((أَتَتْ امْرَأَةً النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، قَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ - كَأَنَّهُمَا يَقُولُ الْمَوْتُ - قَالَ ﷺ: ((إِنْ لَمْ تَجِدْنِي فَاَتِي أَبَا بَكْرٍ))، [طرفہ فی: ۷۲۲۰، ۷۳۶۰]۔

۳۶۵۹) ہم سے حمیدی اور محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ پھر آئیو۔ اس نے کہا، اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ گویا وہ وفات کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے نہ پاسکو تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلی آنا۔

اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ آپ کو بذریعہ وحی معلوم ہو چکا تھا کہ آپ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے خلیفہ ہوں گے۔ طبرانی نے عاصم بن مالک سے نکلا، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے بعد اپنے مالوں کی زکوٰۃ کس کو دیں؟ آپ نے فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دینا، اس کی سند ضعیف ہے۔ معجم میں سل بن ابی خیشمہ سے نکلا کہ آپ سے ایک گنوار نے بیعت کی اور پوچھا کہ اگر آپ کی وفات ہو جائے تو میں کس کے پاس آؤں؟ فرمایا ابو بکر کے پاس۔ اس نے کہا اگر وہ مرجائیں تو پھر کس کے پاس؟ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس۔ ان روایتوں سے شیعوں کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنے بعد علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر گئے تھے۔

۳۶۶۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الطَّيِّبِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُجَالِدٍ حَدَّثَنَا بَيَّانُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ هَمَامٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَارًا يَقُولُ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةٌ أَعْبَدُوا وَأَمْرَاتَانِ وَأَبُو بَكْرٍ))، [طرفہ فی: ۳۸۵۷]۔

۳۶۶۰) ہم سے احمد بن ابی طیب نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی مجالد نے بیان کیا، ان سے بیان بن بشر نے کہا، ان سے وبرہ بن عبد الرحمن نے، ان سے ہمام نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھا ہے جب آپ کے ساتھ (اسلام لانے والوں میں صرف) پانچ غلام، دو عورتوں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم کے سوا اور کوئی نہ تھا۔

غلام یہ تھے بلال، زید بن حارثہ، عامر بن فہرہ، ابو کبہ اور عبید بن زید حبشی، عورتیں حضرت خدیجہ اور ام ایمن تھیں یا سیمہ۔ غرض آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا۔

۳۶۶۱- حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاكِدٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدٍ اللَّهِ عَنْ عَائِلَةَ اللَّهِ أَبِي إِذْرِيسَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

۳۶۶۱) مجھ سے ہشام بن عمار نے بیان کیا، کہا ہم سے صدقہ بن خالد نے بیان کیا، ان سے زید بن واقد نے بیان کیا، ان سے بسر بن عبید اللہ نے، ان سے عائِلۃ اللہ عنہ ابی اذریس عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ نے، ان سے عائذ اللہ ابو الدریس نے اور ان سے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے، گھٹنا کھولے

ہوئے آئے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا، معلوم ہوتا ہے تمہارے دوست کسی سے لڑ کر آئے ہیں۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر سلام کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے اور عمر بن خطاب کے درمیان کچھ ٹکرا رہا ہو گا تھی اور اس سلسلے میں میں نے جلدی میں ان کو سخت لفظ کہہ دیئے لیکن بعد میں مجھے سخت ندامت ہوئی تو میں نے ان سے معافی چاہی، اب وہ مجھے معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اسی لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے ابو بکر! تمہیں اللہ معاف کرے۔ تین مرتبہ آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ندامت ہوئی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور پوچھا کیا ابو بکر گھر پر موجود ہیں؟ معلوم ہوا کہ نہیں تو آپ بھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ آنحضرت ﷺ کا چہرہ مبارک غصہ سے بدل گیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کرنے لگے، یا رسول اللہ! اللہ کی قسم زیادتی میری ہی طرف سے تھی۔ دو مرتبہ یہ جملہ کہا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اللہ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا تھا۔ اور تم لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ آپ سچے ہیں اور اپنی جان و مال کے ذریعہ انہوں نے میری مدد کی تھی تو کیا تم لوگ میرے دوست کو ستانا چھوڑتے ہو یا نہیں؟ آپ نے دودفعہ یہی فرمایا۔ آپ کے یہ فرمانے کے بعد پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کسی نے نہیں ستایا۔

تفسیر ابو یعلیٰ کی روایت میں ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے منہ پھیر لیا۔ دوسری طرف سے آئے تو ادھر سے بھی منہ پھیر لیا، سامنے بیٹھے تو ادھر سے بھی منہ پھیر لیا آخر انہوں نے سب پوچھا تو آپ نے فرمایا ابو بکر نے تم سے معذرت کی اور تم نے قبول نہ کی۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت تمام صحابہ پر نکلی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کا خطاب صدیق آسمان سے اترنا۔ اس حدیث سے شیعہ حضرات کو سبق لینا چاہئے۔ جب آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے اتنے غصہ ہوئے حالانکہ پہلے زیادتی ابو بکر ہی کی تھی مگر جب انہوں نے معافی چاہی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فوراً معاف کرنا چاہیے تھا۔ پھر شیعہ حضرات کس منہ سے آنحضرت ﷺ کے یارِ غار کو برا بھلا کہتے ہیں۔ ان لوگوں کو خدا سے ڈرنا چاہئے۔ دیکھا گیا ہے کہ حضرات شیخین پر تمہا کرنے والوں کا برا ہشتر ہوا ہے۔

۳۶۶۲- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا (۳۶۶۲) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. إِذَا أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ آخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِهِ حَتَّى أَبْذَى عَنْ رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامَرَ)). فَسَلَّمَ وَقَالَ: إِنِّي كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَيْءٌ، فَأَسْرَعْتُ إِلَيْهِ ثُمَّ نَدِمْتُ، فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَغْفِرَ لِي فَأَبَى عَلَيَّ، فَأَقْبَلْتُ إِلَيْكَ. فَقَالَ: ((يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ (ثَلَاثًا)). ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ نَدِمَ، فَأَتَانِي مَنْزِلَ أَبِي بَكْرٍ فَسَأَلَ: أَأَنْتَ أَبُو بَكْرٍ؟ فَقَالُوا: لَا. فَأَتَانِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَجَعَلَ وَجْهَ النَّبِيِّ ﷺ يَتَمَعَّرُ، حَتَّى أَشْفَقَ أَبُو بَكْرٍ فَجَنَّا عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَاللَّهِ أَنَا كُنْتُ أَظْلِمَ (مَرَّتَيْنِ). فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللَّهَ بَغَى إِلَيْكُمْ، فَقُلْتُمْ: كَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَدَقَ، وَوَأَسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوا لِي صَاحِبِي؟ (مَرَّتَيْنِ)). فَمَا أُوذِيَ بَعْدَهَا)).

[طرفة في : ۴۶۴۰]

مختار نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد حذاء نے، کہا ہم سے ابو عثمان سے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حضرت عمرو بن عاصؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں غزوہ ذات السلاسل کے لئے بھیجا (عمروؓ نے بیان کیا کہ) پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ سب سے زیادہ محبت آپ کو کس سے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے۔ میں نے پوچھا، اور مردوں میں؟ فرمایا کہ اس کے باپ سے۔ میں نے پوچھا، اس کے بعد؟ فرمایا کہ عمر بن خطابؓ سے۔ اس طرح آپ نے کئی آدمیوں کے نام لئے۔

(۳۶۶۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ بھیڑیا آگیا اور ریوڑ سے ایک بکری اٹھا کر لے جانے لگا، چرواہے نے اس سے بکری چھڑانی چاہی تو بھیڑیا بول پڑا۔ درندوں والے دن میں اس کی رکھوالی کرنے والا کون ہو گا جس دن میرے سوا اور کوئی چرواہا نہ ہو گا۔ اسی طرح ایک شخص بیل کو اس پر سوار ہو کر لئے جا رہا تھا۔ بیل اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ میری پیدائش اس کے لئے نہیں ہوئی ہے، میں تو کھیتی باڑی کے کاموں کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ وہ شخص بول پڑا، سبحان اللہ! (جانور اور انسانوں کی طرح باتیں کرے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ان واقعات پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکر اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بھی۔

عَنْدُ الْغَزِيرِ بْنِ الْمُخْتَارِ قَالَ خَالِدُ الْحَذَاءِ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ عَلَى جَيْشٍ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، فَأَتَيْتُهُ قُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: ((عَائِشَةُ)). فَقُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ؟ فَقَالَ: ((أَبُوهَا)). قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَعَدَّ رِجَالًا)). [ظرفہ فی : ۴۳۵۸]

۳۶۶۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((بَيْنَمَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ عَدَا عَلَيْهِ الذَّنْبُ فَأَخَذَ شَاةً، فَطَلَبَهُ الرَّاعِي، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذَّنْبُ فَقَالَ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّعَةِ، يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي؟ وَبَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَتْ: إِنِّي لَمْ أُخْلَقْ لِهَذَا، وَلَكِنِّي خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ. قَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللَّهِ، قَالَ: النَّبِيُّ ﷺ: فَإِنِّي أَوْمِنُ بِذَلِكَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا)).

[راجع: ۲۳۲۴]

درندوں کے دن سے قیامت کا دن مراد ہے جب کہ خود گذریئے اپنی بکریوں کی رکھوالی چھوڑ دیں گے سب کو اپنے نفس کی فکر لگ جائے گی۔ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ اس میں اتنا اور زیادہ تھا کہ ابوبکر اور عمر وہاں موجود نہ تھے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت نکالی۔ آپ نے اپنے بعد ان کا نام لیا، آپ کو ان پر پورا بھروسہ تھا اور

آپ جانتے تھے کہ وہ دونوں اتنے راسخ العقیدہ ہیں کہ میری بات کو وہ کبھی رد نہیں کر سکتے۔

(۳۶۶۴) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس نے، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو ابن المسیب نے خبر دی اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ خواب میں میں نے اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا جس پر ڈول تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا میں نے اس ڈول سے پانی کھینچا، پھر اسے ابن ابی قحافہ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے لے لیا اور انہوں نے ایک یا دو ڈول کھینچے۔ ان کے کھینچنے میں کچھ کمزوری سی معلوم ہوئی۔ اللہ ان کی اس کمزوری کو معاف فرمائے۔ پھر اس ڈول نے ایک بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کر لی اور اسے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ میں نے ایسا شہ زور پهلوان آدمی نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح ڈول کھینچ سکتا۔ انہوں نے اتنا پانی نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو حوض سے سیراب کر لیا۔

سیرت یہ خلافت اسلامی کو سنبھالنے پر اشارہ ہے۔ جیسا کہ وفات نبوی کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو اڑھائی سال سنبھالا بعد میں فاروقی دور شروع ہوا اور آپ نے خلافت کا حق ادا کر دیا کہ فتوحات اسلامی کا سیلاب دور دور دور تک پہنچ گیا اور خلافت کے ہر ہر شعبہ میں ترقیات کے دروازے کھل گئے۔ آنحضرت ﷺ کو خواب میں یہ سارے حالات دکھائے گئے۔

(۳۶۶۵) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی، انہیں سالم بن عبد اللہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنا کپڑا (پاجامہ یا تہبند وغیرہ) تکبر اور غرور کی وجہ سے زمین پر گھسیٹا چلے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا بھی نہیں۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے کپڑے کا ایک حصہ لٹک جایا کرتا ہے۔ البتہ اگر میں پوری طرح خیال رکھوں تو وہ نہیں لٹک سکے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آپ تو ایسا تکبر کے خیال سے نہیں کرتے (اس لئے آپ اس حکم میں داخل نہیں ہیں) موسیٰ نے کہا کہ میں نے

۳۶۶۴- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلْبٍ عَلَيْهِ دَلْوٌ، فَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللَّهُ. ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قَحَافَةَ فَزَعَهَا بِهَا ذُنُوبًا أَوْ ذُنُوبَيْنِ، وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ضَعْفَهُ. ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرَبًا فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ، فَلَمْ أَرْ عَبْرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ، حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنِ)).

[اطرافہ فی : ۷۰۲۱، ۷۰۲۲، ۷۴۷۵]۔

۳۶۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلًا لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). قَالَ أَبُو بَكْرٍ : إِنَّ أَحَدَ شَقِيئِي ثَوْبِي يَسْتَرْخِي، إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذَلِكَ مِنْهُ. فَقَالَ : رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذَلِكَ خِيَلًا)). قَالَ مُوسَى : فَقُلْتُ لِسَالِمٍ أَذْكَرَ عَبْدُ اللَّهِ : ((مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ؟)) قَالَ :

لَمْ أَسْمَعْهُ ذَكَرَ إِلَّا (قُوتَبَهُ)).

[أطرافه في : ٥٧٨٣، ٥٧٩١، ٦٠٦٢].

سالم سے پوچھا، کیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس حدیث میں یہ فرمایا تھا کہ جو اپنی ازار کو گھسیٹتے ہوئے چلے۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نے تو ان سے یہی سنا کہ جو کوئی اپنا کپڑا لٹکائے۔

معلوم ہوا کہ انما الاعمال بالنیات، اگر کوئی اپنی ازار نختے سے اونچی بھی رکھے اور مغرور ہو تو اس کی تباہی یقینی ہے۔ اگر بلا قصد اور بلا نیت غرور لٹک جائے تو وہ اس وعید میں داخل نہ ہو گا۔ یہ ہر کپڑے کو شامل ہے۔ ازار ہو یا جامہ یا کرتہ کی آستین بہت بڑی بڑی رکھنا اگر غرور کی راہ سے ایسا کرے تو سخت گناہ اور حرام ہے۔ آج کے دور میں ازراہ کبر و غرور کوٹ پتلون اس طرح پہننے والے اسی وعید میں داخل ہیں۔

(۳۶۶۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے حمید بن عبد الرحمن بن عوف نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے راستے میں کسی چیز کا ایک جوڑا خرچ کیا (مثلاً دو روپے، دو کپڑے، دو گھوڑے اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیے) تو اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! ادھر آ، یہ دروازہ بہتر ہے پس جو شخص نمازی ہو گا اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو شخص مجاہد ہو گا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو شخص اہل صدقہ میں سے ہو گا اسے صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو شخص روزہ دار ہو گا اسے صیام اور ریان (سیرابی) کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جس شخص کو ان تمام ہی دروازوں سے بلایا جائے گا پھر تو اسے کسی قسم کا خوف باقی نہیں رہے گا اور پوچھا کیا کوئی شخص ایسا بھی ہو گا جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی انہیں میں سے ہو گے اے ابو بکر!

۳۶۶۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابٍ - يَعْنِي الْجَنَّةِ - يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ. فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ وَبَابِ الرِّيَّانِ)). فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا عَلَى هَذَا الَّذِي يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ. وَقَالَ : هَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلُّهَا أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ : ((نَعَمْ، وَأَرْجُوا أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ)).

[راجع: ۱۸۹۷]

(۳۶۶۷) مجھ سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے عروہ بن زبیر

۳۶۶۷- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ

نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کی جب وفات ہوئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس وقت مقام سخ میں تھے۔ اسماعیل نے کہا یعنی عوالی کے ایک گاؤں میں۔ آپ کی خبر سن کر حضرت عمرؓ کو یہ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے تھے اللہ کی قسم اس وقت میرے دل میں یہی خیال آتا تھا اور میں کہتا تھا کہ اللہ آپ کو ضرور اس بیماری سے اچھا کر کے اٹھائے گا اور آپ ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیں گے (جو آپ کی موت کی باتیں کرتے ہیں) اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور اندر جا کر آپ کی نعش مبارک کے اوپر سے کپڑا اٹھایا اور بوسہ دیا اور کہا 'میرے باپ اور ماں آپ پر فدا ہوں' آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ آپ پر دو مرتبہ موت ہرگز طاری نہیں کرے گا۔ اس کے بعد آپ باہر آئے اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے اے قسم کھانے والے! ذرا تال کر پھر جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھ گئے۔

(۳۶۶۸) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پہلے اللہ کی حمد کی اور ثابیان کی۔ پھر فرمایا لوگو دیکھو اگر کوئی محمد (ﷺ) کو پوجتا تھا (یعنی یہ سمجھتا تھا کہ وہ آدمی نہیں ہیں، وہ کبھی نہیں مریں گے) تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت محمد ﷺ کی وفات ہو چکی ہے اور جو شخص اللہ کی پوجا کرتا تھا تو اللہ ہمیشہ زندہ ہے اسے موت کبھی نہیں آئے گی (پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سورہ زمر کی یہ آیت پڑھی) "اے پیغمبر! تو بھی مرنے والا ہے اور وہ بھی مریں گے۔" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "محمد ﷺ صرف ایک رسول ہیں۔ اس سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ پس کیا اگر وہ وفات پا جائیں یا انہیں شہید کر دیا جائے تو تم اسلام سے پھر جاؤ گے اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے تو وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اللہ عنقریب شکر گزار بندوں کو بدلہ دینے والا

عَزَّوَجَلَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَاتَ وَأَبُو بَكْرٍ بِالسَّحْجِ - قَالَ إِسْمَاعِيلُ: يَغْنِي بِالْعَالِيَةِ - فَقَامَ عُمَرُ يَقُولُ: وَاللَّهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. قَالَتْ وَقَالَ عُمَرُ: وَاللَّهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِي نَفْسِي إِلَّا ذَلِكَ، وَلَيَعْنَتُهُ اللَّهُ فَلَيَقْطَعَنَّ أَيْدِي رِجَالٍ وَأَرْجُلَهُمْ. فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ: يَا أَبَتِي أَنْتَ وَأُمِّي، طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا، وَاللَّهِ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُذِقُكَ اللَّهُ الْمَوْتَيْنِ أَبَدًا. ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: أَيُّهَا الْخَالِيفُ، عَلَى رِسْلِكَ، فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ)). [راجع ۱۲۴۱]

۳۶۶۸- ((فَحَمِدَ اللَّهُ أَبُو بَكْرٍ وَأَتَى عَلَيْهِ وَقَالَ: أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ وَقَالَ: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ﴾ [الزمر: ۳۰]. وَقَالَ: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ، أَفَبِإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ؟ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبِهِ فَلَنْ يَصُرَ اللَّهُ شَيْئًا، وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ﴾ [آل عمران: ۱۴۴]. قَالَ:

ہے۔“ راوی نے بیان کیا کہ یہ سن کر لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ راوی نے بیان کیا کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر تم (مہاجرین) میں سے ہو گا۔ (دونوں مل کر حکومت کریں گے) پھر ابو بکر، عمر بن خطاب اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم ان کی مجلس میں پہنچے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کرنی چاہی لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے خاموش رہنے کے لئے کہا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم میں نے ایسا صرف اس وجہ سے کیا تھا کہ میں نے پہلے ہی سے ایک تقریر تیار کر لی تھی جو مجھے بہت پسند آئی تھی، پھر بھی مجھے ڈر تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی برابری اس سے بھی نہیں ہو سکے گی۔ آخر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انتہائی بلاغت کے ساتھ بات شروع کی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہم (قریش) امراء ہیں اور تم (جماعت انصار) وزراء ہو۔ اس پر حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ بولے کہ نہیں اللہ کی قسم ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے، ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر تم میں سے ہو گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں ہم امراء ہیں تم وزراء ہو (وجہ یہ ہے کہ) قریش کے لوگ سارے عرب میں شریف خاندان شمار کئے جاتے ہیں اور ان کا ملک (یعنی مکہ) عرب کے بیچ میں ہے تو اب تم کو اختیار ہے یا تو عمرؓ سے بیعت کر لیا ابو عبیدہ بن جراحؓ سے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، نہیں ہم آپ سے ہی بیعت کریں گے، آپ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے بہتر ہیں اور رسول کریم ﷺ کے نزدیک آپ ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر سب لوگوں نے بیعت کی۔ اتنے میں کسی کی آواز آئی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو تم لوگوں نے مار ڈالا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، انہیں اللہ نے مار ڈالا۔

(۳۶۶۹) اور عبد اللہ بن سالم نے زبیدی سے نقل کیا کہ عبد الرحمن بن قاسم نے بیان کیا، انہیں قاسم نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی نظر (وفات سے پہلے) اٹھی اور آپ

فَنَشَجَ النَّاسُ يَنْكُونَ. قَالَ: وَاجْتَمَعَتِ الْأَنْصَارُ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَقَالُوا: مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ، فَذَهَبَ إِلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، فَذَهَبَ عُمَرُ يَتَكَلَّمُ، فَأَسْكَنَهُ أَبُو بَكْرٍ، وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ: وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ بِذَلِكَ إِلَّا أَنِّي قَدْ هَيَّأتُ كَلَامًا قَدْ أَعْجَبَنِي خَشِيتُ أَنْ لَا يَبْلُغَهُ أَبُو بَكْرٍ. ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَتَكَلَّمَ أَتْلَعَ النَّاسُ، فَقَالَ لِي كَلَامُهُ: نَحْنُ الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمْ الْوُزَرَاءُ. فَقَالَ حَبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ: لَا وَاللَّهِ لَا نَفْعَ لَنَا مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَا، وَلَكِنَّا الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمْ الْوُزَرَاءُ. هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا وَأَعْرَبُهُمْ أَحْسَابًا، فَبَايَعُوا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَوْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ. فَقَالَ عُمَرُ: بَلْ نُبَايِعُكَ أَنْتَ، فَأَنْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهِ فَبَايَعَهُ وَبَايَعَهُ النَّاسُ. فَقَالَ قَائِلٌ: قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ، فَقَالَ: عُمَرُ: قَتَلَهُ اللَّهُ)).

[راجع: ۱۲۴۲۹]

۳۶۶۹- وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَالِمٍ عَنْ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ: أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

نے فرمایا اے اللہ! مجھے رفیق اعلیٰ میں (داخل کر) آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا اور پوری حدیث بیان کی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما دونوں ہی کے خطبوں سے نفع پہنچا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دھمکایا کیونکہ ان میں بعض منافقین بھی تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس طرح (غلط افواہیں پھیلانے سے) ان کو باز رکھا۔

(۳۶۷۰) اور بعد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو حق اور ہدایت کی بات تھی وہ لوگوں کو سمجھادی اور ان کو بتلادیا جو ان پر لازم تھا (یعنی اسلام پر قائم رہنا) اور وہ یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے باہر آئے ”محمد ﷺ ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ الشاکرین“ تک۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس عظیم خطبہ نے امت کے شیرازے کو منتشر ہونے سے بچالیا۔ انصار نے جو دو امیر مقرر کرنے کی تجویز پیش کی تھی وہ صحیح نہ تھی۔ کیونکہ ایک میان میں دو تلواریں نہیں رکھی جاسکتیں۔ روایت میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بددعا مذکور ہے۔ وہی دو امیر مقرر کرنے کی تجویز لے کر آئے تھے۔ خدا نخواستہ اس پر عمل ہوتا تو نتیجہ ہمت ہی برا ہوتا۔ کہتے ہیں کہ حضرت عبادہ اس کے بعد شام کے ملک کو چلے گئے اور وہیں آپ کا انتقال ہوا۔ اس حدیث سے نصب خلیفہ کا وجوب ثابت ہوا کیونکہ صحابہ کرام نے آنحضرت ﷺ کی تجویز و تکلیف پر بھی اس کو مقدم رکھا، صد افسوس کہ امت نے جلد ہی اس فرض کو فراموش کر دیا۔ پہلی خرابی یہ پیدا ہوئی کہ خلافت کی جگہ ملوکیت آگئی، پھر جب مسلمانوں نے قطار عالم میں قدم رکھا تو مختلف اقوام عالم سے ان کا سابقہ پڑا جن سے متاثر ہو کر وہ اس فریضہ ملت کو بھول گئے اور انتشار کا شکار ہو گئے۔ آج تو دور ہی دو سرا ہے اگرچہ اب بھی مسلمانوں کی کافی حکومتیں دنیا میں قائم ہیں مگر خلافت راشدہ کی جھلک سے اکثر محروم ہیں۔ اللہ پاک اس دور پر فتن میں مسلمانوں کو باہمی اتفاق نصیب کرے کہ وہ متحدہ طور پر جمع ہو کر ملت اسلامیہ کی خدمت کر سکیں آمین۔

(۳۶۷۱) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، کہا ہم سے جامع بن ابی راشد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابویعلیٰ نے بیان کیا، ان سے محمد بن حنفیہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل صحابی کون ہیں؟ انہوں نے بتلایا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ)۔ میں نے پوچھا پھر کون ہیں؟ انہوں نے بتلایا، اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ مجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ اب (پھر میں نے پوچھا کہ اس کے بعد؟ تو) کہہ دیں گے کہ عثمان رضی اللہ عنہ۔ اس لئے میں نے خود کہا، اس کے بعد آپ ہیں؟ یہ سن کر بولے

قَالَتْ: ((شَخْصَ بَصَرُ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: لِي الرَّبِيقُ الْأَعْلَى (ثَلَاثًا) وَقَصَّرَ الْحَدِيثَ. قَالَتْ عَابِثَةً: لَمَّا كَانَ مِنْ خُطْبَيْهِمَا مِنْ خُطْبَةٍ إِلَّا نَفَعَ اللَّهُ بِهَا، لَقَدْ خَوَّفَ عَمْرُ النَّاسَ وَإِنْ لِي بِهِمْ لِبَلَاءًا لَقَدْ لَهِمُ اللَّهُ بِذَلِكَ)). [راجع: ۱۲۴۱]

۳۶۷۰ - ((ثُمَّ لَقَدْ بَصَرَ أَبُو بَكْرٍ النَّاسَ الْهَدَى، وَعَرَفَهُمُ الْحَقُّ الَّذِي عَلَيْهِمْ، وَخَرَجُوا بِهِ يَقُولُونَ: «وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ - إِلَى الشَّاكِرِينَ»)). [راجع: ۱۲۴۲]

۳۶۷۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ أَبِي رَاشِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو يَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنْفِيَةِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ. وَحَسِبْتُ أَنْ يَقُولَ: عُثْمَانُ، قُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ؟ قَالَ: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

کہ میں تو صرف عام مسلمانوں کی جماعت کا ایک شخص ہوں۔

تشریح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ کے بعد سب سے افضل کہتے ہیں پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جیسے جمہور اہل سنت کا قول ہے۔ عبدالرزاق محدث فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود شیعین کو اپنے اوپر فضیلت دی ہے لہذا میں بھی فضیلت دیتا ہوں ورنہ کبھی فضیلت نہ دیتا۔ دوسری روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو کوئی مجھ کو شیعین کے اوپر فضیلت دے میں اس کو مفتری کی حد لگاؤں گا۔ اس سے ان سنی حضرات کو سبق لینا چاہیے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تحفیل کے قائل ہیں جب کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی ان کو مفتری قرار دے رہے ہیں۔

(۳۶۷۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے مالک نے، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے جب ہم مقام بیداء یا مقام ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ایک ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش کے لئے وہاں ٹھہر گئے اور صحابہ بھی آپ کے ساتھ ٹھہرے لیکن نہ اس جگہ پانی تھا اور نہ ان کے ساتھ پانی تھا۔ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگے کہ آپ ملاحظہ نہیں فرماتے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا، حضور اکرم ﷺ کو یہیں روک لیا ہے۔ اتنے صحابہ آپ کے ساتھ ہیں، نہ تو یہاں پانی ہے اور نہ لوگ اپنے ساتھ لئے (پانی) ہوئے ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر آئے۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت اپنا سر مبارک میری ران پر رکھے ہوئے سو رہے تھے۔ وہ کہنے لگے، تمہاری وجہ سے آنحضرت ﷺ کو اور سب لوگوں کو رکنا پڑا۔ اب نہ یہاں کہیں پانی ہے اور نہ لوگوں کے ساتھ پانی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ پر غصہ کیا اور جو کچھ اللہ کو منظور تھا انہوں نے کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کچھ میں کچھ کے لگانے لگے۔ میں ضرور تڑپ اٹھی مگر آنحضرت ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ آنحضرت ﷺ سوتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو پانی نہیں تھا اور اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے تیمم کا حکم نازل فرمایا اور سب نے تیمم کیا، اس پر اسید بن خنیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے آل ابوبکر! یہ

۳۶۷۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: ((خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ - أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ - انْفَطَعَ عِقْدٌ لِي، فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْيَمَامَةِ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ. فَأَتَى النَّاسُ أَبَا بَكْرٍ فَقَالُوا: أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبِالنَّاسِ مَعَهُ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ. فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاضَعَ رَأْسَهُ عَلَى فَخْذِي قَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسَ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ. قَالَتْ: فَعَاتَبَنِي وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ، وَجَعَلَ يَطْعَنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتَيَّ فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحْرُكِ إِلَّا مَكَانَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى فَخْذِي، فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ، فَأَنزَلَ اللَّهُ آيَةَ التِّيمُمِ ﴿فَتَيَمَّمُوا﴾ [النساء : ۴۳]، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْخَضِرِ

[راجع: ۳۳۴]

۳۶۷۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْكِينٍ أَبُو
الْحَسَنِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانٍ حَدَّثَنَا
سُلَيْمَانُ عَنْ شَرِيكَ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ

(۳۶۷۴) ہم سے ابوالحسن محمد بن مسکین نے بیان کیا، کہا ہم سے
یحییٰ بن حسان نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے
شریک بن ابی نمر نے، ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا، کہا مجھ کو

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے ایک دن اپنے گھر میں وضو کیا اور اس ارادہ سے نکلے کہ آج دن بھر رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر وہ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور آنحضرت ﷺ کے متعلق پوچھا تو وہاں موجود لوگوں نے بتایا کہ حضور ﷺ تو تشریف لے چکے ہیں اور آپ اس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ چنانچہ میں آپ کے متعلق پوچھتا ہوا آپ کے پیچھے پیچھے نکلا اور آخر میں نے دیکھا کہ آپ (قبا کے قریب) ہزار یں میں داخل ہو رہے ہیں۔ میں دروازے پر بیٹھ گیا اور اس کا دروازے کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا تھا۔ جب آپ قضاء حاجت کر چکے اور وضو بھی کر لیا تو میں آپ کے پاس گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ہزار یں (اس باغ کے کنویں) کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے ہیں، اپنی پنڈلیاں آپ نے کھول رکھی ہیں اور کنویں میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا اور پھر واپس آکر باغ کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے سوچا کہ آج رسول اللہ ﷺ کا دربان رہوں گا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور دروازہ کھولنا چاہا تو میں نے پوچھا کہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ابو بکر! میں نے کہا تھوڑی دیر ٹھہر جائیے۔ پھر میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ابو بکر دروازے پر موجود ہیں اور اندر آنے کی اجازت آپ سے چاہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی۔ میں دروازہ پر آیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اندر تشریف لے جائیے اور رسول کریم ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور اسی کنویں کی مینڈھ پر آنحضرت ﷺ کی داہنی طرف بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکائے، جس طرح آنحضرت ﷺ نے لٹکائے ہوئے تھے اور اپنی پنڈلیوں کو بھی کھول لیا تھا۔ پھر میں واپس آکر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ میں آتے وقت اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ آیا تھا۔ وہ میرے ساتھ آنے والے تھے، میں نے اپنے دل میں کہا، کاش اللہ تعالیٰ فلاں کو خبر دے دیتا، ان

سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ: ((أَخْبَرَنِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ فَقُلْتُ: لِلزَّيْمَنِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا كُونَ مَعَهُ يَوْمِي هَذَا. فَجَاءَ الْمَسْجِدَ فَسَأَلَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: خَرَجَ وَوَجَّهَ هَا هُنَا، فَخَرَجْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ أَسْأَلُ عَنْهُ حَتَّى دَخَلَ بَنُو أَرْنَسٍ، فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ - وَبَابُهَا مِنْ جَرِيدٍ - حَتَّى قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ فَقَوَّضًا، فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى بَنِي أَرْنَسٍ وَتَوَسَّطَ قَفْهًا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَذَلَّاهُمَا فِي الْبَنَرِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ: لَا كُونَ بَوَّابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْيَوْمَ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ، فَقُلْتُ مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ. فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ، فَقَالَ: ((اأَذِّنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)). فَأَقْبَلْتُ حَتَّى قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: ادْخُلْ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَشْرُكَ بِالْجَنَّةِ. فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَعَهُ فِي الْقَفِّ وَذَلَّى رِجْلَيْهِ فِي الْبَنَرِ كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ. ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِي يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقْنِي، فَقُلْتُ: إِنْ يَرِدُ اللَّهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا - يَرِيدُ أَخَاهُ - يَأْتِ بِهِ. فَإِذَا

کی مراد اپنے بھائی سے تھی اور انہیں یہاں پہنچا دیتا۔ اتنے میں کسی صاحب نے دروازہ پر دستک دی میں نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ کہا کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ)۔ میں نے کہا کہ تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر جائیے۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کے بعد عرض کیا کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) دروازے پر کھڑے اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی پہنچا دو۔ میں واپس آیا اور کہا کہ اندر تشریف لے جائیے اور آپ کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے۔ وہ بھی داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ اسی مینڈھ پر بائیں طرف بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا لئے۔ میں پھر دروازے پر آکر بیٹھ گیا اور سوچتا رہا کہ کاش اللہ تعالیٰ فلاں (آپ کے بھائی) کے ساتھ خیر چاہتا اور انہیں یہاں پہنچا دیتا۔ اتنے میں ایک اور صاحب آئے اور دروازے پر دستک دی، میں نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ بولے کہ عثمان بن عفان۔ میں نے کہا تھوڑی دیر کے لئے رک جائیے، میں آپ کے پاس آیا اور آپ کو ان کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور ایک مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی جنت کی بشارت پہنچا دو۔ میں دروازے پر آیا اور ان سے کہا کہ اندر تشریف لے جائیے۔ حضور اکرم ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے ایک مصیبت پر جو آپ کو پہنچے گی۔ وہ جب داخل ہوئے تو دیکھا چوترا پر جگہ نہیں ہے اس لئے وہ دوسری طرف آنحضرت ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔ شریک نے بیان کیا کہ سعید بن مسیب نے کہا میں نے اس سے ان کی قبروں کی تاویل لی ہے (کہ اسی طرح بنیں گی)

إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْآبَابَ. فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟
فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ، فَقُلْتُ عَلَى
رِسْلِكَ ثُمَّ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
فَسَأَلْتُ عَنْهُ فَقُلْتُ: هَذَا عُمَرُ ابْنُ
الْخَطَّابِ يَسْتَأْذِنُ. فَقَالَ: ((الَّذِنَ لَهُ
وَبَشْرَةٌ بِالْجَنَّةِ)) فَجِئْتُ فَقُلْتُ: ادْخُلْ
وَبَشْرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ. فَدَخَلَ
فَجَلَسَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْكُفِّ عَنْ
يَسَارِهِ وَذَلَى رِجْلَيْهِ فِي الْيَمِينِ. ثُمَّ رَجَعْتُ
فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ: إِنْ يُودِ اللَّهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا
يَأْتِي بِهِ. فَجَاءَ إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْآبَابَ،
فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ
فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ. فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((الَّذِنَ لَهُ
وَبَشْرَةٌ بِالْجَنَّةِ عَلَى بُلُوَى تُصِيبُهُ)) فَجِئْتُ فَقُلْتُ
لَهُ ادْخُلْ، وَبَشْرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
بِالْجَنَّةِ عَلَى بُلُوَى تُصِيبُكَ. فَدَخَلَ فَوَجَدَ
الْكُفَّ قَدْ مَلِئَ، فَجَلَسَ وَجَاهَهُ مِنَ الشَّقْوِ
الْآخِرِ قَالَ: شَرِيكَ قَالَ سَعِيدُ بْنُ
الْمُسَيَّبِ: فَأَوَّلَتْهَا قُبُورُهُمْ)).

[أطرافه في : ٣٦٩٣، ٣٦٩٥، ٦٢١٦،

٧٠٩٢، ٧٢٦٢].

یہ سعید بن مسیب کی کمال دانائی تھی حقیقت میں ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تو آنحضرت ﷺ کے پاس دفن ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے بقیع غرقہ میں۔ سعید کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما آپ کے دائیں بائیں دفن ہوں گے کیونکہ ایسا نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر آنحضرت ﷺ کے بائیں طرف ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر حضرت ابوبکر کے بائیں طرف ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ان مبارک نشانیوں کی بنا پر متعلقہ جملہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جنتی ہونا یقینی امر ہے۔ پھر نبی امت میں ایک ایسا گروہ موجود ہے جو حضرات شیخین کرام کی توہین کرتا ہے۔ اس گروہ سے اسلام کو جو نقصان پہنچا ہے وہ تاریخ ماضی

کے اوراق پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بابت آپ نے ان کی شہادت کی طرف اشارہ فرمایا جو خدا کے ہاں مقدر تھی اور وہ وقت آیا کہ خود اسلام کے فرزندوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر خلیفہ راشد کے خلاف علم بغاوت بلند کیا، آخر ان کو شہید کر کے دم لیا۔ ۳۹۰ھ کے حج کے موقع پر بقیع فرقد مدینہ میں جب حضرت عثمان کی قبر پر حاضر ہوا تو دیر تک ماضی کے تصورات میں کھویا ہوا آپ کی جلالت شان اور ملت کے بعض لوگوں کی غداری پر سوچتا رہا۔ اللہ پاک ان جملہ بزرگوں کو ہمارا سلام پہنچائے اور قیامت کے دن سب سے ملاقات نصیب کرے آمین۔ مذکورہ اریس مدینہ کے ایک مشہور باغ کا نام تھا۔ اس باغ کے کنویں میں آنحضرت ﷺ کی انگوٹھی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگلی میں تھی۔ گر گئی تھی جو تلاش بسیار کے باوجود نہ مل سکی۔ آج کل یہ کنواں مسجد قبا کے پاس کھنڈر کی شکل میں خشک موجود ہے۔ اسی جگہ یہ باغ واقع تھا۔

۳۶۷۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
يَحْيَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ
مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ النَّبِيَّ
ﷺ صَعِدَ أَخْذًا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَغُثَمَانُ،
فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ: ((أَثْبَتْ أَخْذًا، فَإِنَّ
عَلَيْكَ نَبِيَّ وَصِدِّيقٍ وَشَهِيدَانِ)).

(۳۶۷۵) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن
سعید قتان نے بیان کیا، ان سے سعید نے، ان سے قتادہ نے اور ان
سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ
ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر احد پہاڑ پر چڑھے تو احد کانپ
اٹھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، احد! قرار پکڑ کر کہ تجھ پر ایک نبی، ایک
صدیق اور دو شہید ہیں۔

[طرفاء فی : ۳۶۸۶، ۳۶۹۹].

آنحضرت ﷺ کی یہ معجزانہ پیش گوئی تھی جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما ہر دو نے جام شہادت نوش فرمایا۔ مقصود اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرنا ہے۔ احد پہاڑ کا کانپ اٹھنا برحق ہے جو رسول کریم ﷺ کے ایک معجزہ کے طور پر ظہور میں آیا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ قدرت کی ہر ہر مخلوق اپنی حد کے اندر شعور زندگی رکھتی ہے۔ حج ہے ﴿وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَسْمِعُ بِخُبْرِهِ﴾ (بنی اسرائیل: ۳۳)

۳۶۷۶- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو
عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا
صَخْرٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
((بَيْنَمَا أَنَا عَلَى بَنِي أَنْزَعُ مِنْهَا جَاءَنِي أَبُو
بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ الذُّلُو فَنَزَعَ
ذُؤُبَانًا أَوْ ذُؤُبَيْنِ، وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللَّهُ
يَغْفِرُ لَهُ. ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدِ
أَبِي بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِي يَدِهِ غَرْنًا، فَلَمْ أَرِ
عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي قُوَّةَ، فَنَزَعَ حَتَّى

(۳۶۷۶) مجھ سے ابو عبد اللہ احمد بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے
وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا ہم سے صخر نے بیان کیا، ان سے نافع
نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا میں ایک کنویں پر (خواب میں) کھڑا اس سے پانی کھینچ رہا
تھا کہ میرے پاس ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی پہنچ گئے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ
ڈول لے لیا اور ایک یا دو ڈول کھینچے۔ ان کے کھینچنے میں ضعف تھا اور
اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے گا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ڈول عمر
نے لے لیا اور ان کے ہاتھ میں پہنچتے ہی وہ ایک بہت بڑے ڈول کی
شکل میں ہو گیا۔ میں نے کوئی ہمت والا اور بہادر انسان نہیں دیکھا جو
اتنی حسن تدبیر اور مضبوط قوت کے ساتھ کام کرنے کا عادی ہو۔ چنانچہ

ضَرَبَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ). قَالَ وَهَبُ: الْفَطْنُ مَبْرُكُ الْإِبِلِ، يَقُولُ: حَتَّى رَوَيْتَ الْإِبِلُ فَأَنَاحَتْ. [راجع: ۳۶۳۴]

انہوں نے اتنا پانی کھینچا کہ لوگوں نے اونٹوں کو پانی پلانے کی جگہیں بھر لیں۔ وہب نے بیان کیا کہ ”الاعطن“ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ عرب لوگ بولتے ہیں۔ اونٹ سیراب ہوئے کہ (وہیں) بیٹھ گئے۔

یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اور حضرت صدیقؓ کی یہ باتوانی کوئی عیب نہیں ہے جو ان کے لئے خلقی تھی۔ اس باتوانی کے باوجود اول انہوں نے پہلے سنبالا، اسی سے حضرت عمرؓ پر ان کی فوقیت ثابت ہوئی۔

۳۶۷۷- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ الْمَكِّيُّ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : ((إِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَوْمٍ فَدَعَوْا اللَّهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ - وَقَدْ وَضَعَ عَلَى سَرِيرِهِ - إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكِبِي يَقُولُ: رَحِمَكَ اللَّهُ، إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، لِأَنِّي كَثِيرًا مَا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((كُنْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَقَعَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَانْطَلَقْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَهُمَا. فَالْتَفْتُ فَإِذَا هُوَ عَلَيَّ بِنُ أَبِي طَالِبٍ)).

۳۶۷۷) ہم سے ولید بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن سعید بن ابی الحسین کی نے ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا جو عمر بن خطابؓ کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔ اس وقت ان کا جنازہ چارپائی پر رکھا ہوا تھا، اتنے میں ایک صاحب نے میرے پیچھے سے آکر میرے شانوں پر اپنی کہنیاں رکھ دیں اور (عمرؓ کو مخاطب کر کے) کہنے لگے اللہ آپ پر رحم کرے۔ مجھے تو یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ) کے ساتھ (دفن) کرائے گا۔ میں اکثر رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا کرتا تھا کہ ”میں اور ابوبکر اور عمرؓ تھے“ میں نے اور ابوبکر اور عمرؓ نے یہ کام کیا“ ”میں اور ابوبکر اور عمرؓ گئے۔“ اس لئے مجھے یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان ہی دونوں بزرگوں کے ساتھ رکھے گا۔ میں نے جو مڑ دیکھا تو وہ حضرت علیؓ تھے۔

[طرفہ فی : ۳۶۸۵]

سبحان اللہ یہ چاروں خلیفہ ایک دل اور ایک جان تھے اور ایک دوسرے کے خیر خواہ اور ثنا خواں تھے اور جس نے یہ گمان کیا کہ یہ آپس میں ایک دوسرے کے مخالف اور بد خواہ تھے وہ مردود خود بد باطن اور منافق ہے۔ المرأی فیس علی نفسه کا

مصدق ہے۔ سچ ہے۔

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک کجا عیسیٰ کجا دجال ناپاک۔

حافظ نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سل کا شکار ہوئے، واقدی نے کہا کہ انہوں نے سردی میں غسل کیا تھا، پندرہ دن تک بخار ہوا۔ بعض نے کہا کہ یہودیوں نے ان کو زہر دے دیا تھا۔ ۱۳ ماہ جمادی الاخریٰ انہوں نے انتقال فرمایا، ان کی خلافت دو برس تین ماہ اور چند دن رہی۔ آنحضرت ﷺ کی طرح ان کی عمر بھی انتقال کے وقت تریسٹھ ۶۳ سال کی تھی۔ رضی اللہ عنہ وارضاه وحشرنا اللہ فی خدامہ۔

۳۶۷۸- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هُرُوفَةَ بْنِ الزُّهَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ أَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ((رَأَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي، فَوَضَعَ رِذَاءَ يَدَيْهِ عَنْقَهُ لِيُخَفِّقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيدًا، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَفَعَهُ عَنْهُ فَقَالَ: «أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ» [غافر: ۲۸].

[طرفہ فی: ۳۸۵۶، ۴۸۱۵].

ان جملہ احادیث کے نقل کرنے سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کرنا مقصود ہے۔

۶- بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

باب حضرت ابو حفص عمر بن خطاب قرشی عدوی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ یہ ہے عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ربیع بن عبد اللہ بن قریظ بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب۔ تو وہ کعب میں آنحضرت ﷺ کے نسب سے مل جاتے ہیں، ان کا لقب فاروق تھا جو آنحضرت ﷺ نے دیا تھا، بعض نے کہا حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ لقب لے کر آئے تھے۔ غرض عدالت اور علم، سیاست مدن اور حسن تدبیر اور انتظام مکی میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ ان کی سیرۂ طیبہ پر دنیا کی بیشتر زبانوں میں مطول اور مختصر کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان کے مناقب سے متعلق یہاں جو کچھ مذکور ہے وہ شے نمونہ از خروارے ہے۔

۳۶۷۹- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمَاجِشُونِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّبِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَأَيْتُنِي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَأَةٍ أَبِي طَلْحَةَ، وَ سَمِعْتُ خَشْفَةَ فَقُلْتُ مَنْ يَهْجُو ابْنَ أَبِي طَلْحَةَ؟))

۳۶۷۹- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمَاجِشُونِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّبِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَأَيْتُنِي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَأَةٍ أَبِي طَلْحَةَ، وَ سَمِعْتُ خَشْفَةَ فَقُلْتُ مَنْ يَهْجُو ابْنَ أَبِي طَلْحَةَ؟))

یہ کون صاحب ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں اور میں نے ایک محل

دیکھا اس کے سامنے ایک عورت تھی، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ تو بتایا کہ یہ عمر بنیہ کا ہے۔ میرے دل میں آیا کہ اندر داخل ہو کر اسے دیکھوں، لیکن مجھے عمر کی غیرت یاد آئی (اور اس لئے اندر داخل نہیں ہوا) اس پر حضرت عمر بنیہ نے روتے ہوئے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یا رسول اللہ! کیا میں آپ سے غیرت کروں گا۔

هَذَا؟ فَقَالَ: هَذَا بِلَالٌ. وَرَأَيْتُ قَصْرًا بِفَنَائِهِ جَارِيَةً فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقَالَ لِعُمَرَ. فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ. فَقَالَ عُمَرُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ. (أَعْلَيْكَ أَغَارٌ؟).

[طرفاء فی : ۵۲۲۶، ۷۰۲۴]

مذکورہ خاتون ریماء نامی حضرت انس بنیہ کی والدہ ہیں۔ یہ لفظ رم سے ہے۔ رم اسٹھ کے میل کو کہتے ہیں، ان کی آنکھوں میں میل رہتا تھا، اس لئے وہ اس لقب سے مشہور تھیں۔

(۳۶۸۰) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو لیث نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ بنیہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں جنت دیکھی، میں نے دیکھا کہ ایک عورت ایک محل کے کنارے وضو کر رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ تو فرشتوں نے جواب دیا کہ عمر بنیہ کا۔ پھر مجھے ان کی غیرت و حمیت یاد آئی اور میں وہیں سے لوٹ آیا۔ اس پر حضرت عمر بنیہ رو دیئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر بھی غیرت کروں گا؟

۳۶۸۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَقِيلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَوَضَّأَتْ إِلَى جَانِبِ قَصْرِ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِعُمَرَ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا. فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ: أَعْلَيْكَ أَغَارٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟)). [راجع: ۳۲۴۲]

(۳۶۸۱) مجھ سے ابو جعفر محمد بن صلت کو فی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد اللہ بن مبارک نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو حمزہ نے خبر دی اور انہیں ان کے والد (عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دودھ پیا، اتنا کہ میں دودھ کی تازگی دیکھنے لگا جو میرے ناخن یا ناخنوں پر بہ رہی ہے۔ پھر میں نے پیالہ عمر بنیہ کو دے دیا، صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! اس خواب کی تعبیر کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کی تعبیر علم ہے۔

۳۶۸۱- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ أَبُو جَعْفَرٍ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَمْرَةُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ شَرِبْتُ - يَعْنِي اللَّبَنَ - حَتَّى أَنْظُرُ إِلَى الرَّيِّ يَجْرِي فِي ظَفْرِي - أَوْ فِي أَظْفَارِي - ثُمَّ نَوَلْتُ عُمَرَ. قَالُوا: فَمَا أَوْلَتْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: أَعْلَيْكُمْ)). [راجع: ۸۲]

(۳۶۸۲) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن نمیر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن بشر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابوبکر بن سالم نے بیان کیا، ان سے سالم نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنویں سے ایک اچھا بڑا ڈول کھینچ رہا ہوں، جس پر چرخ لکڑی کا لگا ہوا ہے۔ ”لکڑی کا چرخ“ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی ایک یا دو ڈول کھینچے مگر کمزوری کے ساتھ اور اللہ ان کی مغفرت کرے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے ہاتھ میں وہ ڈول ایک بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کر گیا۔ میں نے ان جیسا مضبوط اور با عظمت شخص نہیں دیکھا جو اتنی مضبوطی کے ساتھ کام کر سکتا ہو۔ انہوں نے اتنا کھینچا کہ لوگ سیراب ہو گئے اور اپنے اونٹوں کو پلا کر ان کے ٹھکانوں پر لے گئے۔ ابن جبیر نے کہا کہ عبقری کا معنی عمدہ اور ذرا بی اور عبقری سردار کو بھی کہتے ہیں (حدیث میں عبقری سے یہی مراد ہے) یحییٰ بن زیاد فری نے کہا، ذرا بی ان پھونوں کو کہتے ہیں جن کے حاشیے باریک، پھیلے ہوئے بہت کثرت سے ہوتے ہیں۔

یہ ترجمہ اس صورت میں ہے جب حدیث میں لفظ ”بکرۃ“ شیعہ اور کاف ہو یعنی وہ گول لکڑی جس سے ڈول لٹکا دیتے ہیں، اگر ”بکرۃ“ سکون کاف ہو تو ترجمہ یوں ہو گا، وہ ڈول جس سے جوان اونٹنی کو دودھ پلاتے ہیں۔

(۳۶۸۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے صلح نے، ان سے ابن شہاب نے، کہا مجھ کو عبد الحمید بن عبد الرحمن نے خبر دی، انہیں محمد بن سعد بن ابی وقاص نے خبر دی اور ان سے ان کے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا (دوسری سند) اور مجھ سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صلح نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زید نے، ان سے محمد بن سعد بن ابی وقاص نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی۔

۳۶۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَرَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَنْزَعُ بَذْلُو بَكَرَةً عَلَى قَلْبِي، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذُنُوبًا أَوْ ذُنُوبَيْنِ نَزْعًا ضَعِيفًا وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ. ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرَّتَا، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِي فَرِيَّتَهُ، حَتَّى رَوَى النَّاسُ وَصَرَّوْا بِعَطْنٍ)). قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ: الْعَبْقَرِيُّ عِتَاقُ الزَّرَابِيِّ. وَقَالَ يَحْيَى: الزَّرَابِيُّ الْطَنَافِسُ لَهَا خَمَلٌ رَقِيقٌ. مَبْنُوتَةٌ: كَثِيرَةٌ.

[راجع: ۳۶۳۴]

۳۶۸۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى

اس وقت آپ کے پاس قریش کی چند عورتیں (اممات المومنین میں سے) بیٹھی باتیں کر رہی تھیں اور آپ کی آواز سے بھی بلند آواز کے ساتھ آپ سے ٹان نفقہ میں زیادتی کی درخواست کر رہی تھیں، جوں ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو وہ تمام کھڑی ہو کر پردے کے پیچھے جلدی سے بھاگ کھڑی ہوئیں۔ آخر آنحضرت ﷺ نے اجازت دی اور وہ داخل ہوئے تو آنحضرت ﷺ مسکرا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔ آپ نے فرمایا، مجھے ان عورتوں پر نہی آ رہی ہے جو ابھی میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں لیکن تمہاری آواز سنتے ہی سب پردے کے پیچھے بھاگ گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ڈرنا تو انہیں آپ سے چاہئے تھا۔ پھر انہوں نے (عورتوں سے) کہا اے اپنی جانوں کی دشمنو! تم مجھ سے تو ڈرتی ہو اور حضور اکرم ﷺ سے نہیں ڈرتیں۔ عورتوں نے کہا کہ ہاں، آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے مقابلے میں آپ کہیں زیادہ سخت ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر کبھی شیطان تم کو کسی راستے پر چلا دیکھ لیتا تو اسے چھوڑ کر وہ کسی دوسرے راستے پر چل پڑتا۔

آپ نے دعا فرمائی تھی یا اللہ! اسلام کو عمر یا پھر ابو جہل کے عزت عطا کر۔ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ کی دعا قبول فرمائی۔ جن کے مسلمان ہونے پر مسلمان کعبہ میں اعلانیہ نماز پڑھنے لگے اور تبلیغ اسلام کے لئے راستہ کھل گیا، ان کے اسلام لانے کا واقعہ مشہور ہے۔

(۳۶۸۴) ہم سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے قیس نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد پھر ہمیں ہمیشہ عزت حاصل رہی۔

(۳۶۸۵) ہم سے عبد ان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا ہم سے عمر بن سعید نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو (شہادت کے بعد) ان

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَكْلُمُنَّهٗ وَيَسْتَكْثِرُنَّهٗ. غَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلَى صَوْتِهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ، فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضْحَكُ، فَقَالَ عُمَرُ: أَضْحَكَكَ اللَّهُ مَبْنًكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي، فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ))، فَقَالَ عُمَرُ: فَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهْنَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: يَا عَدُوَاتِ أَنْفُسِهِنَّ، أَتَهْنِئِينَ وَلَا تَهْنِئِينَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ فَقُلْنَ: نَعَمْ، أَنْتَ أَفْظُ وَأَغْلَطُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِيهَآ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، مَا لَقَيْكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجَأَ قَطُّ إِلَّا سَلَكَ فَجَأَ غَيْرَ فَجَأِكَ)). [راجع: ۳۲۹۴]

۳۶۸۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: ((مَا زِلْنَا أَعَزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ)). [طرفه في: ۳۸۶۳].

۳۶۸۵- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: وَضَعَ عُمَرُ

کے بستر پر رکھا گیا تو تمام لوگوں نے نقش مبارک کو گھیر لیا اور ان کے لئے (خدا سے) دعا اور مغفرت طلب کرنے لگے۔ نقش ابھی اٹھائی نہیں گئی تھی، میں بھی وہیں موجود تھا۔ اسی حالت میں اچانک ایک صاحب نے میرا شانہ پکڑ لیا، میں نے دیکھا تو وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعاء رحمت کی اور (ان کی نقش کو مخاطب کر کے) کہا، آپ نے اپنے بعد کسی بھی شخص کو نہیں چھوڑا کہ جسے دیکھ کر مجھے یہ تمنا ہوتی کہ اس کے عمل جیسا عمل کرتے ہوئے میں اللہ سے جالموں اور خدا کی قسم مجھے تو (پہلے سے) یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہی رکھے گا۔ میرا یہ یقین اس وجہ سے تھا کہ میں نے اکثر رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے تھے کہ ”میں، ابو بکر اور عمر گئے۔ میں، ابو بکر اور عمر داخل ہوئے۔ میں، ابو بکر اور عمر باہر آئے۔“

(۳۶۸۶) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریج نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا (دوسری سند) امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن سواع اور کمس بن منہال نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے تو آپ کے ساتھ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ پہاڑ لرزنے لگا تو آنحضرت ﷺ نے اپنے پاؤں سے اسے مارا اور فرمایا، احد! ٹھہرا کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

عَلَى سَرِيرِهِ، فَتَكْنَفُهُ النَّاسُ يَذْغُونُ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ - وَأَنَا فِيهِمْ - فَلَمْ يَرْغَبِي إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مِنْكِي، فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَتَرَحَّمْ عَلَيَّ عُمَرُ وَقَالَ: مَا خَلَفْتُ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللَّهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ. وَأَيُّمُ اللَّهِ إِنْ كُنْتُ لِأَطْنُ أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَحَسِبْتُ أَنِّي كَثِيرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ)). [راجع: ۳۶۷۷]

۳۶۸۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْجٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ. وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ وَكَهْمَسُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَا: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ أَحَدًا وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَضْرَبَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ: ((أَثْبِتْ أَحَدًا، فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدَانِ)).

[راجع: ۳۶۷۵]

خلفاء کی فضیلت میں آنحضرت ﷺ نے بطور پیشگی فرمایا۔ شہیدوں سے حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما مراد ہیں۔

(۳۶۸۷) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ

۳۶۸۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلِيمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهَبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((سَأَلَنِي ابْنُ عُمَرَ عَنْ بَعْضِ

بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تم سے پہلے بنی اسرائیل کی امتوں میں کچھ لوگ ایسے ہوا کرتے تھے کہ نبی نہیں ہوتے تھے اور اس کے باوجود فرشتے ان سے کلام کیا کرتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے تو وہ حضرت عمر ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھام بنی ولا محدث

زَائِدَةً عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَقَدْ كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجَالٌ يَكَلِّمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ، فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعَمْرُ)).

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((مَنْ نَبِيٍّ وَلَا مُحَدِّثٍ)). [راجع: ۳۴۶۹]

تشیخ محدث وہ جس پر خدا کی طرف سے الہام ہو اور حق اس کی زبان پر جاری ہو جائے یا فرشتے اس سے بات کریں یا وہ جس کی رائے بالکل صحیح ثابت ہو۔ محدث وہ بھی ہو سکتا ہے جو صاحب کشف ہو جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت میں حضرت یوحنا حواری گزرے ہیں جن کے مکاشفات مشہور ہیں۔ یقیناً حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسے ہی لوگوں میں سے ہیں۔ روایت کے آخر میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سورۃ حج کی آیت ہذا کو یوں پڑھتے تھے۔ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ وَلَا مُحَدِّثٍ﴾ ۳۶۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَقِيلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَا: سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَيْنَمَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ عَدَا الذَّنْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً، فَبَطَّلَهَا حَتَّى اسْتَفْقَدَهَا، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذَّنْبُ فَقَالَ لَهُ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبْعِ، لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي؟ فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللَّهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَإِنِّي أَوْمِنُ بِهِ وَأَبُو بَكْرٍ وَعَمْرُ. وَمَا تَمَّ أَبُو بَكْرٍ وَعَمْرُ)). [راجع: ۲۳۲۴]

یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ اس میں گائے کا بھی ذکر تھا۔ اس سے بھی حضرات شیخین کی فضیلت ثابت ہوئی۔

۳۶۹۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ بْنُ حَنِيْفٍ عَنْ

۳۶۹۱) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، مجھ کو ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو سعید

خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو قمیص پہنے ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض کی قمیص ہر طرف سینے تک تھی اور بعض کی اس سے بھی چھوٹی اور میرے سامنے عمر پیش کئے گئے تو وہ اتنی بڑی قمیص پہنے ہوئے تھے کہ چلتے ہوئے گھسنتی تھی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس کی تعبیر کیا کی؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دین مراد ہے۔

معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دین و ایمان بہت قوی تھا، اس سے ان کی فضیلت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر لازم نہیں آتی

کیونکہ اس حدیث میں ان کا ذکر نہیں ہے

(۳۶۹۲) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا۔ کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے مسور بن مخرمہ نے بیان کیا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کر دیئے گئے تو آپ نے بڑی بے چینی کا اظہار کیا۔ اس موقع پر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ سے تسلی کے طور پر کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ اس درجہ گھبرا کیوں رہے ہیں۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے اور حضور ﷺ کی صحبت کا پورا حق ادا کیا اور پھر جب آپ آنحضرت ﷺ سے جدا ہوئے تو حضور ﷺ آپ سے خوش اور راضی تھے۔ اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اٹھائی اور ان کی صحبت کا بھی آپ نے پورا حق ادا کیا اور جب جدا ہوئے تو وہ بھی آپ سے راضی اور خوش تھے۔ آخر میں مسلمانوں کی صحبت آپ کو حاصل رہی، ان کی صحبت کا بھی آپ نے پورا حق ادا کیا اور اگر آپ ان سے جدا ہوئے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انہیں بھی آپ اپنے سے خوش اور راضی ہی چھوڑیں گے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ابن عباس! تم نے جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا اور آنحضرت ﷺ کی رضا و خوشی کا ذکر کیا ہے تو یقیناً یہ صرف اللہ تعالیٰ کا ایک فضل اور احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے۔ اسی طرح جو تم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اور ان کی خوشی کا ذکر کیا ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا مجھ پر فضل و

أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ((بَيْنَا أَنَا نَابِئُ النَّاسِ غُرَضُوا عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمْصٌ، فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثَّدْيَ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذَلِكَ، وَغُرَضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ اجْتَرُهُ)). قَالُوا: أَلَمَّا أَوْلَاهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((الَّذِينَ)). [راجع: ۲۳]

۳۶۹۲- حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمُسَوَّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: ((لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْلَمُ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ - وَكَأَنَّهُ يُجَزَّعُهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، وَلَئِنْ كَانَ ذَلِكَ، لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْسَنْتَ صُحْبَتَهُ، ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ صَحِبْتَ أَبَا بَكْرٍ فَأَخْسَنْتَ صُحْبَتَهُ، ثُمَّ فَارَقْتَهُ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ صَحِبْتَ صُحْبَتَهُمْ فَأَخْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ، وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتَفَارِقْتَهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُونَ. قَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَلِكَ مِنْ اللَّهِ تَعَالَى مَنْ بِهِ عَلَيَّ، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ أَبِي بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذَلِكَ مِنْ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ مَنْ بِهِ عَلَيَّ، وَأَمَّا مَا تَرَى مِنْ جَزَعِي فَهُوَ مِنْ أَجْلِكَ

احسان تھا۔ لیکن جو گھبراہٹ اور پریشانی مجھ پر تم طاری دیکھ رہے ہو وہ تمہاری وجہ سے اور تمہارے ساتھیوں کی فکر کی وجہ سے ہے۔ اور خدا کی قسم، اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا سامنا کرنے سے پہلے اس کا فدیہ دے کر اس سے نجات کی کوشش کرتا۔ حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر آخر تک یہی حدیث بیان کی۔

تشیخ ابن ابی ملیکہ کے قول کو اسماعیلی نے وصل کیا، اس سند کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے اپنے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان کبھی مسور کا ذکر کیا ہے جیسے اگلی روایت میں ہے کبھی نہیں کیا جیسے اس روایت میں ہے۔ شاید یہ حدیث انہوں نے مسور کے واسطے سے بیان نہیں کی۔ یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بے قراری کا یہ دوسرا سبب بیان کیا۔ یعنی ایک تو تم لوگوں کی فکر ہے دوسرے اپنی نجات کی فکر۔ سبحان اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایمان۔ اتنی نیکیاں ہونے پر اور آنحضرت ﷺ کی قطعی بشارت رکھنے پر کہ تم بہشتی ہو خدا کا ڈر ان کے دل میں اس قدر تھا۔ کیونکہ خداوند کریم کی ذات بے پروا اور مستغنی ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سے عادل اور مصنف اور حق پرست اور قبیح شرع اور صحابی اور خلیفۃ الرسول کو خدا کا اتنا ڈر ہو تو وائے بر حال ہمارے کہ سر سے پیر تک گناہوں میں گرفتار ہیں تو ہم کو کتنا ڈر ہونا چاہئے۔ (وحیدی)

(۳۶۹۳) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عثمان بن غیاث نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مدینہ کے ایک باغ (بزار لیس) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ ایک صاحب نے آکر دروازہ کھلویا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کے لئے دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں نبی کریم ﷺ کے فرمانے کے مطابق جنت کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اس پر اللہ کی حمد کی۔ پھر ایک اور صاحب آئے اور دروازہ کھلویا۔ حضور ﷺ نے اس موقع پر بھی یہی فرمایا کہ دروازہ ان کے لئے کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو، میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ انہیں بھی جب حضور ﷺ کے ارشاد کی اطلاع سنائی تو انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و شایمان کی۔ پھر ایک تیسرے اور صاحب نے دروازہ کھلویا۔ ان کے لئے بھی حضور اکرم ﷺ نے

۳۶۹۳- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ مِنْ حَيْطَانِ الْمَدِينَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَفَتَحْتُ لَهُ، فَإِذَا هُوَ أَبُو بَكْرٍ فَبَشَّرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَمِدَ اللَّهَ. ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَمِدَ اللَّهَ. ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ،

فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو ان مصائب اور آزمائشوں کے بعد جن سے انہیں (دنیا میں) واسطہ پڑے گا۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ جب میں نے ان کو حضور ﷺ کے ارشاد کی اطلاع دی تو آپ نے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی مدد کرنے والا ہے۔ (یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے)

(۳۶۹۴) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے حیوہ بن شریح نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے ابو عقیل زہرہ بن معبد نے بیان کیا اور انہوں نے اپنے دادا حضرت عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے سنا تھا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ اس وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔

پوری حدیث آگے باب الایمان والنذور میں مذکور ہوگی۔ اس سے آپ کی بہت عنایت اور محبت عمر رضی اللہ عنہ پر معلوم ہوتی ہے۔

باب حضرت ابو عمرو عثمان بن عفان القرشی (اموی) رضی اللہ عنہ کے

فضائل کا بیان

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو شخص ہزرومہ (ایک کناں) کو خرید کر سب کے لئے عام کر دے۔ اس کے لئے جنت ہے۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے خرید کر عام کر دیا تھا اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو شخص جیشِ عمرہ (غزوہ تبوک کے لشکر) کو سلمان سے لیس کرے اس کے لئے جنت ہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ یہ ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف، عبد مناف میں وہ آنحضرت ﷺ کے نسب سے مل جاتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ عبد اللہ ان کے صاحبزادے حضرت رقیہ سے تھے جو چھ برس کی عمر میں فوت ہو گئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا عثمان کو آسمان والے ذوالنورین کہتے ہیں۔ سوا ان کے کسی کے پاس پیغمبر کی دو بیٹیاں جمع نہیں ہوئیں، آنحضرت ﷺ ان کو بہت چاہتے تھے۔ فرمایا اگر میرے پاس تیسری بیٹی ہوتی تو اس کو بھی میں تجھ سے بیاہ دیتا۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

جیشِ عمرہ والی حدیث کو خود امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب المغازی میں وصل کیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جنگ تبوک کے لئے ایک ہزار اشرفیاں لاکر آنحضرت ﷺ کی گود میں ڈال دی تھیں۔ آپ ان کو گنتے جاتے اور فرماتے جاتے اب عثمان رضی اللہ عنہ کو کچھ نقصان ہونے والا نہیں وہ کیسے ہی عمل کرے۔ اس جنگ میں انہوں نے ۹۵۰ اونٹ اور پچاس گھوڑے بھی دیئے تھے۔ صد افسوس کہ ایسے بزرگ ترین صحابی کی شان میں آج کچھ لوگ تنقیص کی مہم چلا رہے ہیں جو خود ان کی اپنی تنقیص ہے۔

لَقَالَ لِي: ((افتح له وتبشروا بالجنة على بلوى نصيبه)) فإذا هو عثمان، فأخبرته بما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، فحمد الله، ثم قال: الله المستعان)). [راجع: ۳۶۷۴]

۳۶۹۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَيَّوَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبُدٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. [طرفه في: ۶۲۶۴، ۶۶۳۲]

۷- بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ

أَبِي عَمْرٍو الْقُرَشِيُّ ﷺ

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ يَخْفِرَ بَنِي رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ)). فَخَفَرَهَا عُثْمَانُ وَقَالَ: ((مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ)). فَجَهَّزَهُ عُثْمَانُ.

تَشْرِیح

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ یہ ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف، عبد مناف میں وہ آنحضرت ﷺ کے نسب سے مل جاتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ عبد اللہ ان کے صاحبزادے حضرت رقیہ سے تھے جو چھ برس کی عمر میں فوت ہو گئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا عثمان کو آسمان والے ذوالنورین کہتے ہیں۔ سوا ان کے کسی کے پاس پیغمبر کی دو بیٹیاں جمع نہیں ہوئیں، آنحضرت ﷺ ان کو بہت چاہتے تھے۔ فرمایا اگر میرے پاس تیسری بیٹی ہوتی تو اس کو بھی میں تجھ سے بیاہ دیتا۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

جیشِ عمرہ والی حدیث کو خود امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب المغازی میں وصل کیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جنگ تبوک کے لئے ایک ہزار اشرفیاں لاکر آنحضرت ﷺ کی گود میں ڈال دی تھیں۔ آپ ان کو گنتے جاتے اور فرماتے جاتے اب عثمان رضی اللہ عنہ کو کچھ نقصان ہونے والا نہیں وہ کیسے ہی عمل کرے۔ اس جنگ میں انہوں نے ۹۵۰ اونٹ اور پچاس گھوڑے بھی دیئے تھے۔ صد افسوس کہ ایسے بزرگ ترین صحابی کی شان میں آج کچھ لوگ تنقیص کی مہم چلا رہے ہیں جو خود ان کی اپنی تنقیص ہے۔

گرنہ بینید بروز شہرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ کنایہ

(۳۶۹۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابو عثمان نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰؓ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک باغ (ہزاریس) کے اندر تشریف لے گئے اور مجھ سے فرمایا کہ میں دروازہ پر پہرہ دیتا رہوں۔ پھر ایک صاحب آئے اور اجازت چاہی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنا دو۔ وہ حضرت ابو بکرؓ تھے۔ پھر دوسرے ایک اور صاحب آئے اور اجازت چاہی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہیں بھی اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری سنا دو۔ وہ حضرت عمرؓ تھے۔ پھر تیسرے ایک اور صاحب آئے اور اجازت چاہی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہیں بھی اجازت دے دو اور (دنیا میں) ایک آزمائش سے گزرنے کے بعد جنت کی بشارت بھی سنا دو۔ وہ عثمان غنیؓ تھے۔

حماد بن سلمہ نے بیان کیا، ہم سے عاصم احول اور علی بن حکم نے بیان کیا، انہوں نے ابو عثمان سے سنا اور وہ ابو موسیٰؓ سے اسی طرح بیان کرتے تھے۔ لیکن عاصم نے اپنی اس روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اس وقت ایک ایسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے جس کے اندر پانی تھا اور آپ اپنے دونوں گھٹنے یا ایک گھٹنہ کھولے ہوئے تھے لیکن جب عثمانؓ داخل ہوئے تو آپ نے اپنے گھٹنے کو چھپا لیا تھا۔

اس روایت کو طبرانی نے نکالا، لیکن حماد بن زید سے نہ کہ حماد بن سلمہ سے۔ البتہ حماد بن سلمہ نے صرف علی بن حکم سے روایت کی ہے۔ اس کو ابن ابی شیبہ نے تاریخ میں نکالا۔ آپ نے حضرت عثمانؓ کی شرم و حیا کا خیال کر کے گھٹنہ ڈھانک لیا تھا۔ اگر وہ ستر ہوتا تو حضرت ابو بکرؓ عمرؓ کے سامنے بھی کھانا نہ رکھتے۔

(۳۶۹۶) ہم سے احمد بن شیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے یونس نے کہ ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ کو عروہ نے خبر دی، انہیں عبید اللہ بن عدی بن خیار نے خبر دی کہ مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن اسود بن عبد یغوثؓ نے ان سے کہا کہ تم حضرت عثمانؓ سے ان کے بھائی ولید کے مقدمہ

۳۶۹۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي غَثَمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِي بِحِفْظِ بَابِ الْحَائِطِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ لِقَالٍ: ((الَّذِنَ لَهُ وَبَشْرَةٌ بِالْجَنَّةِ))، لِإِذَا أَبُو بَكْرٍ. ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ لِقَالٍ: ((الَّذِنَ لَهُ وَبَشْرَةٌ بِالْجَنَّةِ))، لِإِذَا عُمَرُ. ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ، فَسَكَتَ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ: ((الَّذِنَ لَهُ وَبَشْرَةٌ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى سَتُصِيبُهُ))، لِإِذَا غُثَمَانُ بْنُ عُفَّانٍ)).

[راجع: ۳۶۷۴]

قَالَ حَمَّادٌ وَحَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَخْوَلُ وَعَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ سَمِعَا أَبَا غَثَمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مُوسَى بْنِ خُوَيْهِ، وَزَادَ فِيهِ عَاصِمٌ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ قَاعِدًا فِي مَكَانٍ فِيهِ مَاءٌ قَدْ انْكَشَفَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ - أَوْ رُكْبَتَيْهِ - فَلَمَّا دَخَلَ غُثَمَانُ غَطَّاهَا)).

۳۶۹۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَيْبَةَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عُثَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَدِيٍّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ

الْأَسْوَدُ بْنُ عَبْدِ يَهُوثَ قَالَ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَكَلَّمَ عُثْمَانُ لِأَخِيهِ الْوَلِيدِ لَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيهِ؟ فَقَصَدْتُ لِعُثْمَانَ حِينَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ، قُلْتُ: إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً، وَهِيَ نَصِيحَةٌ لَكَ. قَالَ: يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ مِنْكَ - قَالَ مَعْمَرٌ: أَرَاهُ قَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ - فَأَنْصَرَفْتُ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِمَا، إِذْ جَاءَ رَسُولُ عُثْمَانَ؛ فَأَتَيْتُهُ، فَقَالَ: مَا نَصِيحَتُكَ؟ فَقُلْتُ: إِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَهَاجَرْتُ الْهَاجِرَتَيْنِ، وَصَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ هَذِيهَ. وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي شَأْنِ الْوَلِيدِ. قَالَ: أَذْرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قُلْتُ: لَا، وَلَكِنْ خَلَصَ إِلَيَّ مِنْ عَلَيْهِ مَا يَخْلُصُ إِلَى الْعِزَّاءِ فِي سِتْرِهَا. قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ، فَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهِ وَهَاجَرْتُ الْهَاجِرَتَيْنِ - كَمَا قُلْتُ - وَصَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهُ، فَوَ اللَّهُ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا عَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ. ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ مِثْلُهُ. ثُمَّ عُمَرُ مِثْلُهُ. ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ،

میں (جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا گورنر بنایا تھا) کیوں گفتگو نہیں کرتے۔ لوگ اس سے بہت ناراض ہیں۔ چنانچہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور جب وہ نماز کے لئے باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ سے ایک ضرورت ہے اور وہ ہے آپ کے ساتھ ایک خیر خواہی! اس پر عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھلے آدمی تم سے (میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں) امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ معمر نے یوں روایت کیا، میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ میں واپس ان لوگوں کے پاس آ گیا۔ اتنے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصد مجھ کو بلانے کے لئے آیا میں جب اس کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ تمہاری خیر خواہی کیا تھی؟ میں نے عرض کیا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا اور ان پر کتاب نازل کی آپ بھی ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا تھا۔ آپ نے دو ہجرتیں کیں، حضور اکرم ﷺ کی صحبت اٹھائی اور آپ کے طریقے اور سنت کو دیکھا، لیکن بات یہ ہے کہ لوگ ولید کی بہت شکایتیں کر رہے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس پر پوچھا، تم نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں، لیکن رسول اللہ ﷺ کی احادیث ایک کنواری لڑکی تک کو اس کے تمام پردوں کے باوجود جب پہنچ چکی ہیں تو مجھے کیوں نہ معلوم ہوتیں۔ اس پر حضرت عثمان نے فرمایا، اما بعد! بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا اور میں اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کرنے والوں میں ہی تھا۔ حضور اکرم ﷺ جس دعوت کو لے کر بھیجے گئے تھے میں اس پر پوری طور سے ایمان لایا اور جیسا کہ تم نے کہا دو ہجرتیں بھی کیں، میں حضور اکرم ﷺ کی صحبت میں بھی رہا ہوا ہوں اور آپ سے بیعت بھی کی ہے۔ پس خدا کی قسم میں نے کبھی آپ کے حکم سے سرتابی نہیں کی اور نہ آپ کے ساتھ کبھی کوئی دھوکا کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔ اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی میرا

أَلَيْسَ لِي مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِي لَهُمْ؟
قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: لَمَّا هَذِهِ الْأَحَادِيثُ
الَّتِي تُلْقِي عَنكُمْ؟ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ
شَأْنِ الْوَلِيدِ فَسَنَأْخُذُ فِيهِ بِالْحَقِّ إِنْ شَاءَ
اللَّهُ تَعَالَى. ثُمَّ دَعَا عَلِيًّا فَأَمَرَهُ أَنْ
يَجْلِدَهُ، فَجَلَدَهُ فَمَاتَ)).

[طرفہ بی : ۳۸۷۲]

یہی معاملہ رہا۔ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ بھی یہی معاملہ رہا۔ تو کیا جب کہ مجھے ان کا جانشین بنا دیا گیا ہے تو مجھے وہ حقوق حاصل نہیں ہوں گے جو انہیں تھے؟ میں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں، آپ نے فرمایا کہ پھر ان باتوں کے لئے کیا جواز رہ جاتا ہے جو تم لوگوں کی طرف سے مجھے پہنچتی رہتی ہیں لیکن تم نے جو ولید کے حالات کا ذکر کیا ہے، ان شاء اللہ ہم اس کی سزا جو واجب ہے اس کو دیں گے۔ پھر حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ ولید کو حد لگائیں۔ چنانچہ انہوں نے ولید کو اسی کوڑے حد کے لگائے۔

شیخ ولید حضرت عثمانؓ کا رضاعی بھائی تھا۔ ہوا یہ تھا کہ سعد بن ابی وقاص کو جو عشرہ مبشرہ میں تھے حضرت عثمانؓ نے کوفہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ ان میں اور عبداللہ بن مسعودؓ میں کچھ تکرار ہوئی تو حضرت عثمانؓ نے ولید کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا اور سعدؓ کو معزول کر دیا۔ ولید نے بڑی بے اعتدالیاں شروع کیں۔ شراب خوری، ظلم و زیادتی کی۔ لوگ حضرت عثمانؓ سے ناراض ہوئے کہ سعد ایسے جلیل الشان صحابی کو معزول کر کے حاکم کس کو کیا ولید کو جس کی کوئی فضیلت نہ تھی اور اس کا باپ عقبہ بن ابی معیط ملعون تھا جس نے آنحضرت ﷺ کا گلا گھونٹا تھا۔ آپ پر نماز میں اوجھڑی ڈالی تھی۔ خیر اگر ولید کوئی برا کام نہ کرتا تو باپ کے اعمال سے بیٹے کو غرض نہ تھی مگر بموجب الولد سر لایہ ولید نے بھی ہاتھ پاؤں پیٹ سے نکالے (وحیدی)

(۳۶۹۷) ہم سے مسدود نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سعید نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب احد پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے تو پہاڑ کانپنے لگا۔ آپ نے اس پر فرمایا احد ٹھہر جا۔ میرا خیال ہے کہ حضور نے اسے اپنے پاؤں سے مارا بھی تھا کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

(۳۶۹۸) مجھ سے محمد بن حاتم بن بزیع نے بیان کیا، کہا ہم سے شاذان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں ہم حضرت ابو بکرؓ کے برابر کسی کو نہیں قرار دیتے تھے۔ پھر حضرت عمرؓ کو پھر حضرت عثمانؓ کو۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کے صحابہ پر ہم کوئی بحث

۳۶۹۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ
سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ: أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
حَدَّثَهُمْ قَالَ: صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَ
عُثْمَانُ فَرَجَعَتْ فَقَالَ: ((اسْكُنْ أَحَدًا -
أَطْنَهُ صَرْبَهُ بِرِجْلِهِ - فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ
وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ)). [راجع: ۳۶۷۵]

۳۶۹۸- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنُ
بُزَيْعٍ حَدَّثَنَا شَاذَانٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ
أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ
نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ:
((كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي
بَكْرٍ أَحَدًا، ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ، ثُمَّ نَتْرُكُ

أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ لَا تُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ)).
تَابَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ الصَّالِحُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ.

[راجع: ۳۱۳۰، ۳۶۵۵]

۳۶۹۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ قَالَ: ((جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ وَحَجَّ النَّبِيتِ، فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا فَقَالَ: مَنْ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ قُرَيْشٌ. قَالَ: لِمَنِ الشَّيْخُ فِيهِمْ؟ قَالُوا: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ. قَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدَّثْتَنِي عَنْهُ: هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ: تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَذْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: تَعَالَى أَبَيْنَ لَكَ. أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَلَهُ. وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَذْرٍ فَإِنَّهُ كَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَذْرًا وَسَهْمَةً)). وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ

نہیں کرتے تھے اور کسی کو ایک دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔
اس حدیث کو عبد اللہ بن صالح نے بھی عبد العزیز سے روایت کیا ہے۔ اس کو اسماعیل نے وصل کیا ہے۔

(۳۶۹۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے، کہا ہم سے عثمان بن مویہ نے بیان کیا کہ معروالوں میں سے ایک نام نامعلوم آدمی آیا اور حج بیت اللہ کیا، پھر کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ کسی نے کہا کہ یہ قریشی ہیں۔ اس نے پوچھا کہ ان میں بزرگ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ عبد اللہ بن عمر ہیں۔ اس نے پوچھا، اے ابن عمر! میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ مجھے بتائیں گے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے احد کی لڑائی سے راہ فرار اختیار کی تھی؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ پھر انہوں نے پوچھا، کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ جواب دیا کہ ہاں ایسا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بیت رضوان میں بھی شریک نہیں تھے۔ جواب دیا کہ ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ یہ سن کر اس کی زبان سے نکلا اللہ اکبر تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریب آ جاؤ، اب میں تمہیں ان واقعات کی تفصیل سمجھاؤں گا۔ احد کی لڑائی سے فرار کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی تھیں اور اس وقت وہ بیمار تھیں اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ تمہیں (مریضہ کے پاس ٹھہرنے کا) انتہائی اجر و ثواب ملے گا جتنا اس شخص کو جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو گا اور اسی کے مطابق مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا اور بیعت رضوان میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس موقع پر وادی مکہ میں کوئی بھی شخص (مسلمانوں میں سے) عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ عزت والا اور بااثر ہوتا تو حضور اکرم ﷺ اسی کو ان کی جگہ وہاں بھیجتے۔ یہی وجہ ہوئی تھی کہ

آنحضرت ﷺ نے انہیں (قریش سے باتیں کرنے کیلئے) مکہ بھیج دیا تھا اور جب بیعت رضوان ہو رہی تھی تو عثمان رضی اللہ عنہ مکہ جا چکے تھے اس موقع پر حضور اکرم ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا تھا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا کہ یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔ اسکے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سوال کرنے والے شخص سے فرمایا کہ جا، ابن باتوں کو ہمیشہ یاد رکھنا۔ ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سعید نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب احد پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے تو پہاڑ کانپنے لگا۔ آپ نے اس پر فرمایا احد ٹھہر جا۔ میرا خیال ہے کہ حضور نے اسے اپنے پاؤں سے مارا بھی تھا کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

باب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کا قصہ اور آپ کی خلافت پر صحابہ کا اتفاق کرنا اور اس باب میں امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان۔

(۳۷۰۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے حصین نے، ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو زخمی ہونے سے چند دن پہلے مدینہ میں دیکھا کہ وہ حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھڑے تھے اور ان سے یہ فرما رہے تھے کہ (عراق کی اراضی کے لئے، جس کا انتظام خلافت کی جانب سے ان کے سپرد کیا گیا تھا) تم لوگوں نے کیا کیا ہے؟ کیا تم لوگوں کو یہ اندیشہ تو نہیں ہے کہ تم نے زمین کا اتنا محصول لگادیا ہے جس کی گنجائش نہ ہو۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے ان پر خراج کا اتنا ہی بار ڈالا ہے جسے ادا کرنے کی زمین میں طاقت ہے، اس میں کوئی زیادتی نہیں کی گئی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو پھر سمجھ لو کہ تم نے ایسی جمع تو نہیں لگائی ہے جو زمین کی طاقت سے باہر ہو۔ راوی نے بیان کیا کہ ان

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ الیمنی: ((ہذہ یدُ عثمان)). فَضْرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ: ((هَذِهِ لِعُثْمَانَ)). فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: اذْهَبْ بِهَا الْآنَ مَعَكَ. حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ أَحَدًا وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ، فَقَالَ: ((اسْكُنْ أَحَدًا - أَطْلَعَهُ ضَرْبَهُ بِرِجْلِهِ - فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ وَشَهِيدَانِ)).

۸- بَابُ قِصَّةِ الْبَيْعَةِ، وَالْإِتِّفَاقِ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ وَلِإِيَّاهُ مَقْتُلَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

۳۷۰۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: ((رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَبْلَ أَنْ يُصَابَ بِأَيَّامٍ بِالْمَدِينَةِ وَقَفَ عَلَى حَذِيفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَعُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: كَيْفَ فَعَلْتُمَا؟ أَتَخَافَانِ أَنْ تَكُونَا قَدْ حَمَلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تَطِيقُ؟ قَالَا: حَمَلْنَاهَا أَمْرًا هِيَ لَهُ مَطِيقَةٌ، مَا فِيهَا كَثِيرٌ فَضَلَّ. قَالَ: انظُرَا أَنْ تَكُونَا حَمَلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تَطِيقُ. قَالَ: قَالَا: لَا. فَقَالَ عُمَرُ: لَئِنْ

دونوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہونے پائے گا۔ اس کے بعد عمرؓ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ رکھا تو میں عراق کی یہود عورتوں کے لئے اتار کر دوں گا کہ پھر میرے بعد کسی کی محتاج نہیں رہیں گی۔ راوی عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ ابھی اس گفتگو پر چوتھا دن ہی آیا تھا کہ عمرؓ زخمی کر دیئے گئے۔ عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ جس صبح کو آپؐ زخمی کئے گئے، میں (فجر کی نماز کے انتظار میں) صف کے اندر کھڑا تھا اور میرے اور ان کے درمیان عبداللہ بن عباسؓ بیٹھتے کے سوا اور کوئی نہیں تھا حضرت عمرؓ کی عادت تھی کہ جب صف سے گزرتے تو فرماتے جاتے کہ صفیں سیدھی کر لو اور جب دیکھتے کہ صفوں میں کوئی خلل نہیں رہ گیا ہے تب آگے (مصلے پر) بڑھتے اور تکبیر کرتے۔ آپ (فجر کی نماز کی) پہلی رکعت میں عموماً سورۃ یوسف یا سورۃ نحل یا اتنی ہی طویل کوئی سورت پڑھتے یہاں تک کہ لوگ جمع ہو جاتے۔ اس دن ابھی آپؐ نے تکبیر ہی کہی تھی کہ میں نے سنا، آپؐ فرما رہے ہیں کہ مجھے قتل کر دیا یا کتے نے کاٹ لیا۔ ابوہریرہؓ نے آپؐ کو زخمی کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ بد بخت اپنا دو دھاری خنجر لئے دوڑنے لگا اور دائیں اور بائیں جدھر بھی پھرتا تو لوگوں کو زخمی کرتا جاتا۔ اس طرح اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا، جن میں سات حضرات نے شہادت پائی۔ مسلمانوں میں سے ایک صاحب (حطان نامی) نے یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے اس پر اپنی چادر ڈال دی۔ اس بد بخت کو جب یقین ہو گیا کہ اب پکڑ لیا جائے گا تو اس نے خود اپنا بھی گلا کاٹ لیا۔ پھر عمرؓ نے عبدالرحمن بن عوفؓ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں آگے بڑھا دیا (عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ) جو لوگ عمرؓ کے قریب تھے انہوں نے بھی وہ صورت حال دیکھی جو میں دیکھ رہا تھا لیکن جو لوگ مسجد کے کنارے پر تھے (پیچھے کی صفوں میں) تو انہیں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ چونکہ عمرؓ کی قرأت (نماز میں) انہوں نے نہیں سنی تو سبحان اللہ! سبحان اللہ! کہتے رہے۔ آخر حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے لوگوں کو بہت ہلکی نماز پڑھائی۔ پھر جب لوگ واپس ہونے لگے تو عمرؓ نے فرمایا، ابن عباس! دیکھو مجھے کس نے زخمی کیا ہے؟ ابن عباسؓ نے تھوڑی دیر گھوم پھر کر دیکھا

سَلَمَنِي اللَّهُ لَأَدْعُنَ أَرَامِلَ أَهْلِ الْعِرَاقِ لَا يَخْتَجِنَ إِلَى رَجُلٍ بَغْدِي أَبَدًا. قَالَ : فَمَا أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا أَرْبَعَةٌ حَتَّى أَصِيبَ. قَالَ : إِنِّي لَفَاقِمٌ مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ غَدَاةَ أَصِيبَ - وَكَانَ إِذَا مَرَّ بَيْنَ الصُّفُوفِ قَالَ : اسْتَوُوا، حَتَّى إِذَا لَمْ يَرِ فِيهِمْ خَلَلًا تَقَدَّمَ لَكَبْرٍ، وَرَبَّمَا قَرَأَ سُورَةَ يُوسُفَ أَوْ النَّحْلَ أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ فِي الرُّكْعَةِ الْأُولَى حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ كَبَّرَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ : قَتَلَنِي - أَوْ أَكَلَنِي - الْكَلْبُ، حِينَ طَعَنُ، فَطَارَ الْعِلْجُ بِسِكِّينٍ ذَاتِ طَرَفَيْنِ، لَا يَمُرُّ عَلَى أَحَدٍ يَمِينًا وَلَا شِمَالًا إِلَّا طَعَنَهُ، حَتَّى طَعَنَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا مَاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ. فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنَسًا، فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْجُ أَنَّهُ مَأْخُودٌ نَحَرَ نَفْسَهُ. وَتَنَاولَ عُمَرُ يَدَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدَّمَهُ، فَمَنْ يَلِي عُمَرَ فَقَدْ رَأَى الَّذِي أَرَى، وَأَمَّا نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُمْ لَا يَذْرُؤُونَ غَيْرَ أَنَّهُمْ قَدْ فَقَدُوا صَوْتَ عُمَرَ وَهُمْ يَقُولُونَ: سُبْحَانَ اللَّهِ. فَصَلَّى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ صَلَاةَ خَفِيفَةٍ، فَلَمَّا انْصَرَفُوا قَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، انْظُرْ مَنْ قَتَلَنِي. فَجَالَ سَاعَةً، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: غُلَامٌ الْمِغِيرَةِ. قَالَ: الصَّنْعُ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَاتَّلَهُ اللَّهُ، فَقَدْ أَمَرْتُ بِهِ مَعْرُوفًا، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْ

اور آکر فرمایا کہ مغیرہؓ کے غلام (ابو لؤلؤ) نے آپ کو زخمی کیا ہے۔ عمرؓ نے دریافت فرمایا، وہی جو کارِ مگر ہے؟ جواب دیا کہ جی ہاں۔ اس پر عمرؓ نے فرمایا، خدا اسے برباد کرے میں نے تو اسے اچھی بات کہی تھی (جس کا اس نے یہ بدلادیا) اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھوں نہیں مقدر کی جو اسلام کا مدعی ہو۔ تم اور تمہارے والد (عباسؓ) اس کے بہت ہی خواہش مند تھے کہ عجمی غلام مدینہ میں زیادہ سے زیادہ لائے جائیں۔ یوں بھی ان کے پاس غلام بہت تھے۔ اس پر ابن عباسؓ نے عرض کیا، اگر آپ فرمائیں تو ہم بھی کر گزریں، مقصد یہ تھا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم (مدینہ میں مقیم عجمی غلاموں کو) قتل کر ڈالیں۔ عمرؓ نے فرمایا، یہ انتہائی غلط فکر ہے۔ خصوصاً جب کہ تمہاری زبان میں وہ گفتگو کرتے ہیں، تمہارے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور تمہاری طرح حج کرتے ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ کو ان کے گھراٹھا کر لایا گیا اور ہم آپ کے ساتھ ساتھ آئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے لوگوں پر کبھی اس سے پہلے اتنی بڑی مصیبت آئی ہی نہیں تھی۔ بعض تو یہ کہتے تھے کہ کچھ نہیں ہو گا (اچھے ہو جائیں گے) اور بعض کہتے تھے کہ آپ کی زندگی خطرہ میں ہے۔ اس کے بعد کھجور کا پانی لایا گیا اور آپ نے اسے پیاتو وہ آپ کے پیٹ سے باہر نکل آیا۔ پھر دودھ لایا گیا، اسے بھی جوں ہی آپ نے پیازخم کے راستے وہ بھی باہر نکل آیا۔ اب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آپ کی شہادت یقینی ہے۔ پھر ہم اندر آ گئے اور لوگ آپ کی تعریف بیان کرنے لگے۔ اتنے میں ایک نوجوان اندر آیا اور کہنے لگا، امیر المؤمنین! آپ کو خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی۔ ابتدا میں اسلام لانے کا شرف حاصل کیا جو آپ کو معلوم ہے۔ پھر آپ خلیفہ بنائے گئے اور آپ نے پورے انصاف سے حکومت کی پھر شہادت پائی۔ عمرؓ نے فرمایا، میں تو اس پر بھی خوش تھا کہ ان باتوں کی وجہ سے برابر پر میرا معاملہ ختم ہو جاتا، نہ ثواب ہوتا اور نہ عذاب۔ جب وہ نوجوان جانے لگا تو اس کا تبند (ازار) لٹک رہا تھا۔ عمرؓ نے فرمایا اس لڑکے کو میرے پاس واپس بلا لاؤ (جب وہ آئے تو) آپ نے

مِیْتِیْ بَیْدَ رَجُلٍ یَدْعِیْ الْإِسْلَامَ، قَدْ كُنْتُ أَنْتَ وَأَبُوكَ تُحِبَّانِ أَنْ تَكْثُرَ الْعُلُوجُ بِالْمَدِیْنَةِ، وَكَانَ الْعَبَّاسُ أَكْثَرَهُمْ رَقِیْقًا. فَقَالَ : إِنْ شِئْتَ فَعَلْتُ - أَمَّا إِنْ شِئْتَ فَعَلْنَا. قَالَ: كَذَبْتَ، بَعْدَ مَا تَكَلَّمُوا بِلِسَانِكُمْ، وَصَلُّوا قَبْلَتَكُمْ، وَحَجُّوا حَجَّكُمْ؟ فَأُخْبِلَ إِلَى بَيْتِهِ، فَأَنْطَلَقْنَا مَعَهُ، وَكَانَ النَّاسُ لَمْ تُصْنِهِمْ مُصِیْبَةً قَبْلَ یَوْمِئِذٍ: فَقَائِلٌ یَقُولُ: لَا بَأْسَ، وَقَائِلٌ یَقُولُ: أَحَافٌ عَلَیْهِ. فَأَتَنِیْ بَنِیْدٌ فَشَرِبَهُ، فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ. ثُمَّ أَتَنِیْ بَلْبَنٌ فَشَرِبَهُ، فَخَرَجَ مِنْ جُرْحِهِ، فَعَلِمُوا أَنَّهُ مِیْتُ، فَذَخَلْنَا عَلَیْهِ، وَجَاءَ النَّاسُ یُثْنُونَ عَلَیْهِ. وَجَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ فَقَالَ: أَبَشِّرْ يَا أَمِیرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِبُشْرَى اللَّهِ لَكَ، مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ مَ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ، ثُمَّ وَئِیْتَ فَعَدَلْتَ، ثُمَّ شَهَادَةٌ. قَالَ : وَوَدِدْتُ أَنْ ذَلِكَ كَفَّافٌ لَا عَلَیَّ وَلَا لِي. فَلَمَّا أَدْبَرَ إِذَا إِزَارُهُ یَمَسُّ الْأَرْضَ، قَالَ : رُدُّوْا عَلَیَّ الْعِلَامَ. قَالَ : ابْنَ أَخِي، ارْفَعْ ثَوْبَكَ، فَإِنَّهُ أَتَقَى لِثَوْبَكَ وَأَتَقَى لِرَبِّكَ. يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمَرَ انْظُرْ مَاذَا عَلَیَّ مِنَ الدِّیْنِ. فَحَسَبُوهُ فَوَجَدُوهُ سِتَّةَ وَثَمَانِیْنَ أَلْفًا أَوْ نَحْوَهُ. قَالَ : إِنْ وَفَى لَهُ مَالُ آلِ عَمَرَ فَأَدَّهِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَإِلَّا فَسَلْ فِي بَنِي عَدِيٍّ بْنِ كَعْبٍ، فَإِنْ لَمْ تَفِ أَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِي

قَرِيشَ وَلَا تَعُدُّهُمْ إِلَىٰ غَيْرِهِمْ، فَأَذَّ عَنِّي هَذَا الْمَالُ.

انْطَلِقْ إِلَىٰ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ فَقُلْ: يَقْرَأُ عَلَيْكَ عُمَرُ السَّلَامُ - وَلَا تَقُلْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنِّي لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِينَ أَمِيرًا - وَقُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يُدْفِنَ مَعَ صَاحِبِيهِ. فَسَلِّمْ وَاسْتَأْذِنْ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً تَبْكِي فَقَالَ: يَقْرَأُ عَلَيْكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ السَّلَامُ وَيَسْتَأْذِنُ أَنْ يُدْفِنَ مَعَ صَاحِبِيهِ. فَقَالَتْ: كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي، وَلَأَوْثَرْتُهُ بِهِ الْيَوْمَ عَلَىٰ نَفْسِي. فَلَمَّا أَقْبَلَ قِيلَ: هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ جَاءَ. قَالَ: ارْفَعُونِي. فَأَسْنَدَهُ رَجُلٌ إِلَيْهِ فَقَالَ: مَا لَدَيْكَ؟ قَالَ: الَّذِي تُحِبُّ يَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، أَذْنَتْ. قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذَلِكَ، فَإِذَا أَنَا قَضَيْتُ فَأَحْمِلُونِي، ثُمَّ سَلِّمْ فَقُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَإِنْ أَذْنَتْ لِي فَأَدْخِلُونِي، وَإِنْ رَدَّتْنِي رُدُّونِي إِلَىٰ مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ. وَجَاءَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حَفْصَةُ وَالنِّسَاءُ تَسِيرُ مَعَهَا، فَلَمَّا رَأَيْنَاهَا قُمْنَ، فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ فَبَكَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً، وَاسْتَأْذَنَ الرِّجَالُ، فَوَلَجَتْ دَاخِلًا لَهُمْ، فَسَمِعْنَا بُكَاءَهَا مِنَ الدَّاخِلِ. فَقَالُوا: أَوْصِ يَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، اسْتَخْلِفْ. قَالَ: مَا أَجِدُ أَحَقَّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ هَؤُلَاءِ النَّفَرِ - أَوْ الرُّهْطِ

فرمایا، میرے بھتیجے! یہ اپنا کپڑا اوپر اٹھائے رکھو کہ اس سے تمہارا کپڑا بھی زیادہ دنوں چلے گا اور تمہارے رب سے تقویٰ کا بھی باعث ہے۔ اے عبد اللہ بن عمر! دیکھو مجھ پر کتنا قرض ہے؟ جب لوگوں نے آپ پر قرض کا شمار کیا تو تقریباً چھاسی ہزار نکلا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا کہ اگر یہ قرض آل عمر کے مال سے ادا ہو سکے تو انہی کے مال سے اس کو ادا کرنا، ورنہ پھر بنی عدی بن کعب سے کہنا، اگر ان کے مال کے بعد بھی ادا نیکی نہ ہو سکے تو قریش سے کہنا، ان کے سوا کسی سے امداد نہ طلب کرنا اور میری طرف سے اس قرض کو ادا کر دینا۔ اچھا اب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ عمر نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے۔ امیر المؤمنین (میرے نام کے ساتھ) نہ کہنا، کیونکہ اب میں مسلمانوں کا امیر نہیں رہا ہوں۔ تو ان سے عرض کرنا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ سے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے (عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر) سلام کیا اور اجازت لے کر اندر داخل ہوئے، دیکھا کہ آپ بیٹھی رو رہی ہیں، پھر کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، میں نے اس جگہ کو اپنے لئے منتخب کر رکھا تھا لیکن آج میں انہیں اپنے پر ترجیح دوں گی۔ پھر جب ابن عمر واپس آئے تو لوگوں نے بتایا کہ عبد اللہ آگئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اٹھاؤ۔ ایک صاحب نے سارا دے کر آپ کو اٹھایا۔ آپ نے دریافت کیا! کیا خبر لائے؟ کہا کہ جو آپ کی تمنا تھی اے امیر المؤمنین! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا الحمد للہ، اس سے اہم چیز اب میرے لئے کوئی نہیں رہ گئی تھی۔ لیکن جب میری وفات ہو چکے اور مجھے اٹھا کر (دفن کے لیے) لے چلو تو پھر میرا سلام ان سے کہنا اور عرض کرنا کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے آپ سے اجازت چاہی ہے۔ اگر وہ میرے لیے اجازت دے دیں تب تو وہاں دفن کرنا اور اگر اجازت نہ دیں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا۔ اس کے بعد ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا آئیں، ان کے ساتھ کچھ دوسری خواتین بھی تھیں۔ جب ہم نے انہیں دیکھا تو ہم

اٹھ گئے۔ آپ عمرؓ کے قریب آئیں اور وہاں تھوڑی دیر تک آنسو بہاتی رہیں۔ پھر جب مردوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو وہ مکان کے اندرونی حصہ میں چلی گئیں اور ہم نے ان کے رونے کی آواز سنی پھر لوگوں نے عرض کیا امیرالمومنین! خلافت کے لئے کوئی وصیت کر دیجئے۔ فرمایا کہ خلافت کا میں ان حضرات سے زیادہ اور کسی کو مستحق نہیں پاتا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک جن سے راضی اور خوش تھے پھر آپ نے علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمان بن عوف کا نام لیا اور یہ بھی فرمایا کہ عبداللہ بن عمر کو بھی صرف مشورہ کی حد تک شریک رکھنا لیکن خلافت سے انہیں کوئی سروکار نہیں رہے گا جیسے آپ نے ابن عمرؓ کی تسکین کے لیے یہ فرمایا ہو۔ پھر اگر خلافت سعد کو مل جائے تو وہ اس کے اہل ہیں اور اگر وہ نہ ہو سکیں تو جو شخص بھی خلیفہ ہو وہ اپنے زمانہ خلافت میں ان کا تعاون حاصل کرتا رہے۔ کیونکہ میں نے ان کو (کوفہ کی گورنری سے) نااہلی یا کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے اور عمرؓ نے فرمایا میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو ماجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے حقوق پہچانے اور ان کے احترام کو ملحوظ رکھے اور میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے ساتھ بہتر معاملہ کرے جو دارالہجرت اور دارالایمان (مدینہ منورہ) میں (رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے سے) مقیم ہیں۔ (خلیفہ کو چاہیے) کہ وہ ان کے نیکیوں کو نوازے اور ان کے بروں کو معاف کر دیا کرے اور میں ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ شہری آبادی کے ساتھ بھی اچھا معاملہ رکھے کہ یہ لوگ اسلام کی مدد مال جمع کرنے کا ذریعہ اور (اسلام کے) دشمنوں کے لیے ایک مصیبت ہیں اور یہ کہ ان سے وہی وصول کیا جائے جو ان کے پاس فاضل ہو اور ان کی خوشی سے لیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو بدویوں کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ اصل عرب ہیں اور اسلام کی جڑ ہیں اور یہ کہ ان سے ان کا بچا کچھا مال وصول کیا جائے اور انہیں کے محتاجوں میں تقسیم کر دیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو اللہ اور اس کے رسول کے عہد کی

الَّذِينَ تُوْفِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ: فَسَمَى عَلِيًّا وَعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ، وَقَالَ: يَشْهَدُكُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ - كَهَيْئَةِ التَّغْزِيَةِ لَهُ - فَإِنْ أَصَابَتِ الْإِمْرَةُ سَعْدًا فَهُوَ ذَاكَ، وَإِلَّا فَلْيَسْتَعِينَ بِهِ أَيُّكُمْ مَا أُمِرَ بِهِ، فَإِنِّي لَمْ أُغْرِلْهُ عَنْ عَجْزٍ وَلَا خِيَانَةٍ. وَقَالَ: أَوْصِي الْخَلِيفَةَ مِنْ بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ، أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ، وَيَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ. وَأَوْصِيَهُ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا، الَّذِينَ تَبَوَّأُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ، أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُخْسِنِهِمْ، وَأَنْ يُعْفَى عَنْ مُسِيئَتِهِمْ. وَأَوْصِيَهُ بِأَهْلِ الْأَنْصَارِ خَيْرًا، فَإِنَّهُمْ رِذَاءُ الْإِسْلَامِ، وَجِبَاةُ الْمَالِ وَغِيظُ الْعَدُوِّ، وَأَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنْهُمْ إِلَّا لِفَضْلِهِمْ عَنْ رِضَائِهِمْ. وَأَوْصِيَهُ بِالْأَغْرَابِ خَيْرًا، فَإِنَّهُمْ أَصْلُ الْعَرَبِ، وَمَادَّةُ الْإِسْلَامِ، أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ خَوَاشِي أَمْوَالِهِمْ، وَتُرَدَّ عَلَى قُرَابِهِمْ. وَأَوْصِيَهُ بِذِمَّةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ يُؤْفَى لَهُمْ بِعَدْلِهِمْ، وَأَنْ يُقَاتَلَ مَنْ وَرَأَتْهُمْ، وَلَا يُكَلَّفُوا إِلَّا طَاعَتَهُمْ. فَلَمَّا قُبِضَ خَرَجْنَا بِهِ فَانْطَلَقْنَا نَمْشِي فَسَلَّمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. قَالَتْ: أَذْخِلُوهُ، فَأَدْخِلَ، فَوَضَعَ هُنَاكَ مَعَ

صَاحِبِيهِ. فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهِ اجْتَمَعَ
هَؤُلَاءِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ:
اجْعَلُوا أَمْرَكُمْ إِلَى ثَلَاثَةِ مِنْكُمْ. فَقَالَ
الرُّبَيْرُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَلِيٍّ. فَقَالَ
طَلْحَةُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عُثْمَانَ،
وَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَبْدِ
الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ. فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ:
أَيُّكُمْ تَبَرَّأَ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ فَجَعَلَهُ إِلَيْهِ،
وَاللَّهُ عَلَيْهِ وَالْإِسْلَامُ لَيَنْظُرُنَّ أَفْضَلَهُمْ فِي
نَفْسِهِ؟ فَأَسْكَبَتِ الشَّيْخَانُ. فَقَالَ عَبْدُ
الرَّحْمَنِ: أَفْتَجْعَلُونَهُ إِلَيَّ وَاللَّهُ عَلَيَّ أَنْ لَا
أَلُو عَنْ أَفْضَلِكُمْ؟ قَالَا: نَعَمْ. فَأَخَذَ بِيَدِ
أَحَدِهِمَا فَقَالَ: لَكَ قَرَابَةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَدَمُ فِي الْإِسْلَامِ
مَا قَدْ عَلِمْتَ، فَاللَّهُ عَلَيْكَ لَئِنْ أَمَرْتُكَ
لَتَعْدِلُنَّ، وَلَئِنْ أَمَرْتُ عُثْمَانَ لَتَسْمَعُنَّ
وَلَتَطِيعُنَّ. ثُمَّ خَلَا بِالْآخَرِ فَقَالَ: مِثْلُ
ذَلِكَ. فَلَمَّا أَخَذَ الْمِيثَاقَ قَالَ: ازْفَعْ يَدَكَ
يَا عُثْمَانُ، فَبَايَعَهُ، وَبَايَعَ لَهُ عَلِيٌّ، وَوَلَّجَ
أَهْلَ الدَّارِ فَبَايَعُوهُ)).

[راجع: ۱۳۹۲]

گمداشت کی (جو اسلامی حکومت کے تحت غیر مسلموں سے کیا ہے) وصیت کرتا ہوں کہ ان سے کئے گئے عہد کو پورا کیا جائے، ان کی حفاظت کے لیے جنگ کی جائے اور ان کی حیثیت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالا جائے۔ جب عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو ہم وہاں سے ان کو لے کر (عائشہ رضی اللہ عنہا) کے حجرہ کی طرف آئے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سلام کیا اور عرض کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی ہے۔ ام المومنین نے کہا انہیں یہیں دفن کیا جائے۔ چنانچہ وہ وہیں دفن ہوئے۔ پھر جب لوگ دفن سے فارغ ہو چکے تو وہ جماعت (جن کے نام عمر رضی اللہ عنہ نے وفات سے پہلے بتائے تھے) جمع ہوئی عبد الرحمن بن عوف نے کہا، تمہیں اپنا معاملہ اپنے ہی میں سے تین آدمیوں کے سپرد کر دینا چاہیے اس پر زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا معاملہ علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنا معاملہ عثمان رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں۔ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنا معاملہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ اس کے بعد عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے (عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے) کہا کہ آپ دونوں حضرات میں سے جو بھی خلافت سے اپنی برأت ظاہر کرے، ہم اسی کو خلافت دیں گے اور اللہ اس کا نگران و نمکبان ہو گا اور اسلام کے حقوق کی ذمہ داری اس پر لازم ہوگی، ہر شخص کو غور کرنا چاہیے کہ اس کے خیال میں کون افضل ہے، اس پر یہ دونوں حضرات خاموش ہو گئے تو عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا آپ حضرات اس انتخاب کی ذمہ داری مجھ پر ڈالتے ہیں۔ خدا کی قسم کہ میں آپ حضرات میں سے اسی کو منتخب کروں گا جو سب میں افضل ہو گا۔ ان دونوں حضرات نے کہا کہ جی ہاں۔ پھر آپ نے ان دونوں میں سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ آپ کی قربت رسول اللہ ﷺ سے ہے اور ابتدا میں اسلام لانے کا شرف بھی، جیسا کہ آپ کو خود ہی معلوم ہے۔ پس اللہ آپ کا نگران ہے کہ اگر میں آپ کو خلیفہ بنا دوں تو کیا آپ عدل و انصاف سے کام لیں گے اور اگر عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دوں تو کیا آپ ان کے احکام کو سنیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے؟ اس کے بعد دوسرے صاحب کو تہائی میں لے گئے اور ان سے بھی یہی کہا اور جب

ان سے وعدہ لے لیا تو فرمایا، اے عثمان! اپنا ہاتھ بڑھائیے۔ چنانچہ انہوں نے ان سے بیعت کی اور علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے بیعت کی۔ پھر اہل مدینہ آئے اور سب نے بیعت کی۔

تشبیح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بہت ہی دل دوز ہے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے عجمی غلام ابو لولوانی مردود نے تین ضرب اس خنجر زہر آلود کے لگائے جس کو اس نے تیار کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا اس کو کتے کو پکڑ لو اس نے مجھے مار ڈالا۔ ہوا یہ تھا کہ مردود بڑا کاریگر تھا، لوہار بھی تھا، نقاش بھی اور بڑھی بھی۔ مغیرہ نے اس پر سو درہم ملانہ جزیہ کے مقرر کئے تھے۔ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ میرا جزیہ بہت بھاری ہے۔ اس میں کچھ تخفیف کی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب تو اتنا ہنر جانتا ہے تو ہر مہینے سو درہم تجھ پر زیادہ نہیں ہیں۔ اس پر اس مردود کو غصہ آیا۔ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو راستے میں ملا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، میں نے سنا ہے کہ تو ہوا کی چکی بنا سکتا ہے۔ اس نے کہا میں تمہارے لئے ایک ایسی چکی بناؤں گا جس کا لوگ ہمیشہ ذکر کرتے رہیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس غلام نے مجھ کو ڈرایا۔ چند ہی راتوں کے بعد اس مردود نے یہ کیا۔ مسلم نے معدان سے نکالا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہادت سے پہلے خطبہ سنایا، فرمایا کہ ایک مرغ نے مجھ کو تین چونچیں ماریں خواب میں اور میں سمجھتا ہوں میری موت آ پہنچی چنانچہ زخمی ہونے کے کئی دنوں بعد آپ کا انتقال ہو گیا اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے ان پر نماز پڑھائی۔ قبر میں کہتے ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سر آنحضرت ﷺ کے کاندھے کے برابر ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کاندھے کے برابر ہے۔ بعض نے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر آنحضرت ﷺ کے سر کے مقابل ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر آپ کے پاؤں کے برابر۔ بہر حال تینوں صاحب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں مدفون ہیں جن کی قبروں کا مقام اب تک ہمہ طور پر محفوظ ہے اور قیامت تک ان شاء اللہ محفوظ رہے گا۔ باقی صحابہ اور اہل بیت اور ازواج مطہرات بقیع میں مدفون ہیں۔ مگر بقیع میں کئی بار طوفان اور بارش اور واقعات کی وجہ سے قبروں کے نشان مٹ گئے۔ اندازے سے بعض لوگوں نے گنبد وغیرہ بنا دیئے تھے۔ ان کے مقامات یقینی طور سے محفوظ نہیں ہیں۔ اتنا تو یقین ہے کہ یہ سب بزرگ بقیع مبارک میں ہیں۔ رہے نام اللہ کا۔ ان فرضی گنبدوں کو سعودی حکومت نے ختم کر دیا ہے۔ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کا مسئلہ طے کرنے کے لیے جو جماعت نامزد فرمائی اس میں اپنے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو صرف بطور مشاہد حاضر رہنے کے لیے کہا۔ یعنی عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لیے اتنا بھی جو کہا کہ وہ مشورہ وغیرہ میں تمہارے ساتھ شریک رہے گا، یہ بھی ان کو تسلی دینے کے لیے، وہ اپنے والد کے سخت رنج میں تھے۔ اتنا فرما کر گویا کچھ ان کے آنسو پونچھ دیئے۔ طبری اور ابن سعد وغیرہ نے روایت کیا، ایک شخص نے کہا عبداللہ کو خلیفہ کر دیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تجھ کو تباہ کرے۔ میں حق تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ سبحان اللہ! پاک نفسی اور انصاف کی حد ہو گئی۔ ایسے لائق اور فاضل بیٹے کا وہ بھی مرتے وقت ذرا بھی خیال نہ کیا اور جب تک زندہ رہے عبداللہ کو اسامہ بن زید سے بھی کم معاش دیتے رہے۔ صحابہ نے سفارش بھی کی کہ عبداللہ اسامہ سے کم نہیں ہیں جن لڑائیوں میں اسامہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے ہیں عبداللہ بھی شریک ہوئے ہیں۔ فرمایا کہ اسامہ کے باپ کو آنحضرت ﷺ عبداللہ کے باپ سے زیادہ چاہتے تھے تو میں نے آنحضرت ﷺ کی محبت کو اپنی محبت پر مقدم رکھا۔ عبداللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ساری خلافت میں کی معاش اور کثرت اہل و عیال سے پریشان ہی رہے مگر ایک گاؤں کی تحصیلداری یا حکومت ان کو نہ دی۔ آخر پریشان ہو کر صوبہ یمن کے حاکم کے پاس گئے۔ ان سے اپنی تکلیف کا حال بیان کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ تم جانتے ہو جیسے تمہارے والد سخت آدمی ہیں، میں بیت المال سے تو ایک پیسہ بھی تم کو نہیں دے سکتا۔ البتہ کچھ روپیہ مدینہ روانہ کرنا ہے۔ تم ایسا کرو اس کا کپڑا مہل خرید لو اور

مدینہ پہنچ کر مال بیچ کر اصل روپیہ اپنے والد کے پاس داخل کر دو اور نفع تم لے لو تو عبد اللہ نے اسی کو غنیمت سمجھا۔ جب مدینہ آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی تو فرمایا اصل اور نفع دونوں بیت المال میں داخل کرو۔ یہ مال تمہارا یا تمہارے باپ کا نہ تھا۔ صحابہ نے بہت سفارش کی کہ آخر یہ اتنی دور سے آئے ہیں اور پیسہ اپنی حفاظت میں لائے ہیں، ان کو کچھ اجرت ملنا چاہیے اور ہم سب راضی ہیں کہ آدھا نفع دیا جائے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خیر تمہاری مرضی میں تو یونہی انصاف سمجھتا ہوں کہ کل نفع بیت المال میں داخل کر دیا جائے۔ افسوس صد افسوس جو شیعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برا کہتے ہیں۔ اگر ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالیں تو سمجھ لیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بات ایسی ہے جو ان کی فضیلت اور محدث اور حق شناسی کی کافی اور روشن دلیل ہے۔ و من لم يجعل الله له نورا فعالمه من نور۔ (خلاصہ وحیدی)

۹۔ باب مناقب علي بن أبي طالب القرشي الهاشمي
 الهاشمي أبي الحسن رضي الله عنه
 وقال النبي ﷺ ((أنت مني وأنا منك)) وقال عمر: تولي رسول الله ﷺ وهو عنه راضٍ.

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک ان سے راضی تھے۔

امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ راشد ہیں۔ آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔ آٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور غزوہ تبوک کے سوا تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ یہ گندی رنگ والے، بڑی روشن خوبصورت آنکھوں والے تھے۔ طویل القامت نہ تھے۔ ڈاڑھی بہت بھری ہوئی تھی۔ آخر میں سر اور ڈاڑھی ہر دو کے ہال سفید ہو گئے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن جمعہ کو ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ میں تاج خلافت ان کے سر پر کھا گیا اور ۱۸ رمضان ۴۰ھ میں جمعہ کے دن عبدالرحمن بن ملجم مرادی نے آپ کے سر پر تلوار سے حملہ کیا جس کے تین دن بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے دونوں صاحبزادوں حضرت حسن اور حضرت حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے آپ کو غسل دیا۔ حسن رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ صبح کے وقت آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کی عمر ۶۳ سال کی تھی۔ مدت خلافت چار سال، نو ماہ اور کچھ دن ہے۔

عنوان باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق حدیث انت منی وانا منک مذکور ہے۔ یعنی تم مجھ سے اور میں تم سے ہوں۔ آنحضرت ﷺ جب جنگ تبوک میں جانے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں چھوڑ گئے ان کو رنج ہوا، کہنے لگے آپ مجھ کو عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑتے جاتے ہیں، اس وقت آپ نے یہ حدیث فرمائی۔ یعنی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کو جاتے ہوئے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا جانشین کر گئے تھے، ایسا ہی میں تم کو اپنا قائم مقام کر کے جاتا ہوں۔ اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ میرے بعد مطلقاً تم ہی میرے خلیفہ ہو گے، کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں گزر گئے تھے۔ دوسری روایت میں اتنا اور زیادہ ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔

۳۷۰۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ))
 ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے اور ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر بیان فرمایا کہ کل میں ایک ایسے شخص کو اسلامی علم دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح

عنایت فرمائے گا۔ راوی نے بیان کیا کہ رات کو لوگ یہ سوچتے رہے کہ دیکھئے علم کسے ملتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں سب حضرات (جو سر کردہ تھے) حاضر ہوئے۔ سب کو امید تھی کہ علم انہیں ہی ملے گا۔ لیکن حضور ﷺ نے دریافت فرمایا، علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ ان کی آنکھوں میں درد ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر ان کے یہاں کسی کو بھیج کر بلالو۔ جب وہ آئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کی آنکھ میں اپنا تھوک ڈالا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ اس سے انہیں ایسی شفا حاصل ہوئی جیسے کوئی مرض پہلے تھا ہی نہیں۔ چنانچہ آپ نے علم انہیں کو عنایت فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان سے اتنا لڑوں گا کہ وہ ہمارے جیسے ہو جائیں (یعنی مسلمان بن جائیں) آپ نے فرمایا۔ ابھی یوں ہی چلتے رہو۔ جب ان کے میدان میں اترو تو پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو اور انہیں بتاؤ کہ اللہ کے ان پر کیا حقوق واجب ہیں۔ خدا کی قسم اگر تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں (کی دولت) سے بہتر ہے۔

آنحضرت ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ جہاں تک ممکن ہو لڑائی کی نوبت نہ آنے پائے۔ اسلام لڑائی کرنے کا حامی نہیں ہے۔ اسلام امن چاہتا ہے۔ اس کی جنگ صرف مدافعت ہے۔

(۳۷۰۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے حاتم نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ غزوہ خیبر کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ بوجہ آنکھ دکھنے کے نہیں آ سکے تھے۔ پھر انہوں نے سوچا، میں حضور ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک نہ ہو سکوں! چنانچہ گھر سے نکلے اور آپ کے لشکر سے جا ملے۔ جب اس رات کی شام آئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے فتح عنایت فرمائی تھی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا، کل میں ایک ایسے شخص کو علم دوں گا یا (آپ نے یوں فرمایا کہ کل) ایک ایسا شخص علم کو لے گا جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو محبت ہے یا آپ نے یہ فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت

اللہ علی یدنیہ))۔ قَالَ قَبَاتِ النَّاسُ يَدُو كُون لَيْلَتَهُمْ أَنَّهُمْ يُعْطَاهَا. فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَاوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنَّهُ يُعْطَاهَا، فَقَالَ: ((أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ؟)) فَقَالُوا: يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: ((فَارْسِلُوا إِلَيْهِ فَأَتُونِي بِهِ)). فَلَمَّا جَاءَ بَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ حَتَّى كَانَ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا. فَقَالَ: ((انْفُذْ عَلَى رَسُولِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ اذْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللَّهِ فِيهِ، فَوَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ حُمْرُ النَّعَمِ)). [راجع: ۲۹۴۲]

۳۷۰۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلْمَةَ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي خَيْبَرَ وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ فَقَالَ: أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَخَرَجَ عَلَيَّ فَلَحَقَ بِالنَّبِيِّ ﷺ. فَلَمَّا كَانَ مَسَاءَ اللَّيْلَةِ أَلَمَنِي فَتَحَهَا فِي صَبَاحِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ - أَوْ لِيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ - غَدًا رَجُلًا يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ)) - أَوْ قَالَ: ((يُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ - يَفْتَحُ اللَّهُ

رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائے گا۔ اتفاق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ آگئے حالانکہ ان کے آنے کی ہمیں امید نہیں تھی۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ ہیں علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ نے علم انہیں کو دے دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر خیر فتح کرا دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت خلافت اوائل ماہ ذی الحجہ ۳۵ھ میں ہوئی تھی جسے جمہور مسلمانوں نے تسلیم کیا۔

(۳۷۰۳) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے کہ ایک شخص حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے یہاں آیا اور کہا کہ یہ فلاں شخص اس کا اشارہ امیر مدینہ (مروان بن حکم) کی طرف تھا، برسر منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا ہے۔ ابو حازم نے بیان کیا کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا کہتا ہے؟ اس نے بتایا کہ انہیں ”ابو تراب“ کہتا ہے۔ اس پر حضرت سہل ہنسنے لگے اور فرمایا کہ خدا کی قسم! یہ نام تو ان کا رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس نام سے زیادہ اپنے لئے اور کوئی نام پسند نہیں تھا۔ یہ سن کر میں نے اس حدیث کے جاننے کے لئے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے خواہش ظاہر کی اور عرض کیا اے ابو عباس! یہ واقعہ کس طرح سے ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں آئے اور پھر باہر آکر مسجد میں لیٹ رہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے (فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) دریافت فرمایا، تمہارے بچے کے بیٹے کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ مسجد میں ہیں۔ آپ مسجد میں تشریف لائے، دیکھا تو ان کی چادر پیٹھ سے نیچے گر گئی ہے اور ان کی کمر پر اچھی طرح سے خاک لگ چکی ہے۔ آپ مٹی ان کی کمر سے صاف فرمانے لگے اور بولے، اٹھو اے ابو تراب اٹھو (دو مرتبہ آپ نے فرمایا)

(۳۷۰۴) ہم سے محمد بن رافع نے بیان کیا، کہا ہم سے حسین نے ان سے زائدہ نے، ان سے ابو حمزہ نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے بیان کیا کہ ایک شخص عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے محاسن کا

عَلَيْهِ)، لَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوهُ، فَقَالُوا: هَذَا عَلِيٌّ، فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرِّايَةَ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ. [راجع: ۲۹۷۵]

۳۷۰۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ ((أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ: (هَذَا فَلَانٌ - لِأَمِيرِ الْمَدِينَةِ - يَدْعُو عَلِيًّا عِنْدَ الْمَنَبَرِ. قَالَ فَيَقُولُ مَاذَا؟ قَالَ: يَقُولُ لَهُ أَبُو تُرَابٍ، فَضَحِكَ. قَالَ: وَاللَّهِ مَا سَمَاهُ إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ، وَمَا كَانَ لَهُ اسْمٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْهُ، فَاسْتَطَعْتُ الْحَدِيثَ سَهْلًا وَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ كَيْفَ؟ قَالَ: دَخَلَ عَلِيٌّ عَلَى فَاطِمَةَ، ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَطَبَعَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكَ؟ قَالَتْ: فِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ فَوَجَدَ رِذَاءَهُ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ وَخَلَصَ التُّرَابُ إِلَى ظَهْرِهِ. فَجَعَلَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ فَيَقُولُ: ((اجْلِسْ أَبَا تُرَابٍ)). مَرَّتَيْنِ.

[راجع: ۴۴۱]

۳۷۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ: ((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَمْرِو فَسَأَلَهُ عَنْ عُثْمَانَ، فَذَكَرَ عَنْ

ذکر کیا۔ پھر کہا کہ شاید یہ باتیں تمہیں بری لگی ہوں گی۔ اس نے کہا جی ہاں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ تیری ناک خاک آلودہ کرے۔ پھر اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا، انہوں نے ان کے بھی محاسن ذکر کئے اور کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھرانہ نبی کریم ﷺ کے خاندان کا نہایت عمدہ گھرانہ ہے۔ پھر کہا کہ شاید یہ باتیں بھی تمہیں بری لگی ہوں گی۔ اس نے کہا کہ جی ہاں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بولے اللہ تیری ناک خاک آلودہ کرے، 'جا' اور میرا جو بگاڑنا چاہے بگاڑ لینا۔ کچھ کمی نہ کرنا۔

[راجع: ۳۱۳۰]

پوچھنے والا نافع نامی خارجی تھا جو حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما ہردو کو برا سمجھتا تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا اور ضلالت و غوایت کا شکار ہوئے۔

(۳۷۰۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے، انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے سنا، کہا ہم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے (نبی کریم ﷺ سے) چکی پیسنے کی تکلیف کی شکایت کی۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئیں لیکن آپ موجود نہیں تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کی ملاقات ہو سکی تو ان سے اس کے بارے میں انہوں نے بات کی جب حضور تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے آپ کو حضرت فاطمہؓ کے آنے کی اطلاع دی۔ اس پر آنحضرت ﷺ خود ہمارے گھر تشریف لائے۔ اس وقت ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے۔ میں نے چاہا کہ کھڑا ہو جاؤں لیکن آپ نے فرمایا کہ یوں ہی لیٹے رہو۔ اس کے بعد آپ ہم دونوں کے درمیان بیٹھ گئے اور میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے مجھ سے جو طلب کیا ہے کیا میں تمہیں اس سے اچھی بات نہ بتاؤں۔ جب تم سونے کے لئے بستر پر لیٹو تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو۔ یہ عمل تمہارے لئے کسی خادم سے بہتر ہے۔

مَحَاسِنِ عَمَلِهِ، قَالَ: لَعَلَّ ذَلِكَ يَسُوءُكَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَرْغَمَ اللَّهُ بِأَنْفِكَ. ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ، فَذَكَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهِ قَالَ: هُوَ ذَلِكَ، بَيْنَهُ أَوْسَطُ بُيُوتِ النَّبِيِّ ﷺ. ثُمَّ قَالَ: لَعَلَّ ذَلِكَ يَسُوءُكَ؟ قَالَ: أَجَلْ. قَالَ: فَأَرْغَمَ اللَّهُ بِأَنْفِكَ، انْطَلِقْ فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ)).

۳۷۰۵ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ شَكَتْ مَا تَلْقَى مِنْ أَثَرِ الرُّوحِ. فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ سَجِيًّا، فَانْطَلَقَتْ، فَلَمْ تَجِدْهُ، فَوَجَدَتْ عَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا. فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ بِمَسْجِيٍّ فَاطِمَةَ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْنَا - وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبَتْ لِأَقْوَمَ فَقَالَ: ((عَلَى مَكَائِكُمَا)). فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي، وَقَالَ: ((أَلَا أَعْلَمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَأَلْتُمَانِي؟ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا تَكْبَرَانِ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، وَتَسْبَحَانِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدَانِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ)).

[راجع: ۳۱۱۳]

تشریح امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص سوتے وقت اس حدیث پر عمل کو لیا کرے گا وہ اچھے اندر تھکن محسوس نہیں کرے گا۔

(۳۷۰۶) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد نے، انہوں نے ابراہیم بن سعد سے سنا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔

۳۷۰۶- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غَنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ قَالَ : سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((أَمَّا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟)). [طرفه في : ٤٤١٦].

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا جیسا نبی رشتہ ہے ایسا یہ مرا اور تمہارا ہے۔

(۳۷۰۷) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں ایوب نے، انہیں ابن سیرین نے، انہیں عبیدہ نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عراق والوں سے کہا کہ جس طرح تم پہلے فیصلہ کیا کرتے تھے اب بھی کیا کرو کیونکہ میں اختلاف کو برا جانتا ہوں۔ اسی وقت تک کہ سب لوگ جمع ہو جائیں یا میں بھی اپنے ساتھیوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کی طرح دنیا سے چلا جاؤں۔ ابن سیرین رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ عام لوگ (روافض) جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایات (شیخین کی مخالفت میں) بیان کرتے ہیں وہ قطعاً جھوٹی ہیں۔

۳۷۰۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَجَّادِ قَالَ : أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((اقْضُوا كَمَا كُنْتُمْ تَقْضُونَ، فَإِنِّي أَكْرَهُ الْاِخْتِلَافَ، حَتَّى يَكُونَ لِلنَّاسِ جَمَاعَةٌ، أَوْ أُمُوتُ كَمَا مَاتَ أَصْحَابِي)). فَكَانَ ابْنُ سِيرِينَ يَرَى أَنَّ عَامَّةَ مَا يُرْوَى عَنْ عَلِيٍّ الْكَذِبُ.

تشریح لفظ رافضی رفض سے مشتق ہے۔ محققین کہتے ہیں کہ ان شیعوں کا نام رافضی اس لئے ہوا کہ لا نھم ورفضوا زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب بعدم تبریہ من ابی بکر و عمر۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو ذی شرف لائے اور لوگوں کو تبلیغ کی۔ بہت سے لوگوں نے ان سے بیعت کی مگر ایک جماعت نے کہا کہ جب تک آپ ابوبکر و عمر کو برا نہ کہیں گے ہم آپ سے بیعت نہ کریں گے۔ حضرت زید نے ان کی اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا اور وہ امر حق پر قائم رہے۔ اس وقت اس جماعت نے یہ نعرہ بلند کیا نحن نرفضک ہم تم کو چھوڑتے ہیں۔ اس وقت سے یہ گروہ رافضی کے نام سے موسوم ہوا۔ حضرت پیر جیلانی رحمہ اللہ نے اس گروہ کی سخت مذمت کی ہے۔ اس گروہ کے مقابلہ پر خارجی ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا اور منبر پر ان کی برائی شروع کی۔ ہر دو فریق گمراہ ہیں۔ اعتدال کا راستہ اہل سنت کا ہے جو سب صحابہ رضی اللہ عنہم کی عزت کرتے ہیں اور کسی کے خلاف لب کشائی نہیں کرتے۔ ان کی لفظوں کو اللہ کے حوالے کرتے ہیں۔ ﴿تِلْكَ أَمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

روایت میں مذکورہ بزرگ عبیدہ رضی اللہ عنہ عراق کے قاضی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول یہ تھا کہ ہم ولد کی بیعت درست نہیں ہے۔ حضرت علی کا خیال تھا کہ ام ولد کی بیعت درست ہے۔ عبیدہ نے یہ عرض کیا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے سے تو ہم ام ولد کی بیعت کی ناجوازی کا فتویٰ دیتے رہے ہیں۔ اب آپ کا کیا حکم ہے۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ اب بھی وہی فیصلہ کرو۔

باب حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمی رضی اللہ عنہ

کی فضیلت کا بیان

اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا کہ تم صورت اور سیرت میں مجھ سے زیادہ مشابہ ہو۔

۱۰- بَابُ مَنَاقِبِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الْهَاشِمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي))

ترجمہ: حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے۔ ان کا لقب ذوالبناہین ہے۔ اسلام قبول کرتے ہوئے انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ہائیں جانب کھڑے ہو کر نماز ادا کی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جیسے تم نے میرے ساتھ مل کر نماز پڑھی ہے اللہ پاک تم کو جنت میں دو بار عطا فرمائے گا اور تم جنت میں اڑتے پھرو گے۔ (لعمریۃ سال جنگ موذی ۸ھ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کی چھاتی میں تلواروں اور یزود کے نوے زخم پائے گئے تھے۔ (بخاری))

(۳۷۰۸) ہم سے احمد بن ابی بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن ابراہیم بن دینار ابو عبد اللہ جہنی نے بیان کیا۔ ان سے ابن ابی ذئب نے، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت احادیث بیان کرتا ہے۔ حالانکہ پیٹ بھرنے کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر وقت رہتا تھا، میں خمیری روٹی نہ کھاتا اور نہ عمدہ لباس پہنتا تھا (یعنی میرا وقت علم کے سوا کسی دوسری چیز کے حاصل کرنے میں نہ جاتا) اور نہ میری خدمت کے لئے کوئی فلاں یا فلائی تھی بلکہ میں بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ سے پتھر باندھ لیا کرتا۔ بعض وقت میں کسی کو کوئی آیت اس لئے پڑھ کر اس کا مطلب پوچھتا تھا کہ وہ اپنے گھر لے جا کر مجھے کھانا کھلا دے، حالانکہ مجھے اس آیت کا مطلب معلوم ہوتا تھا۔ مسکینوں کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرنے والے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ ہمیں اپنے گھر لے جاتے اور جو کچھ بھی گھر میں موجود ہوتا وہ ہم کو کھلاتے۔ بعض اوقات تو ایسا ہوتا کہ صرف شد یا گھی کی کپی ہی نکال کر لاتے اور اسے ہم پھاڑ کر اس میں جو کچھ ہوتا اسے ہی چاٹ لیتے۔

۳۷۰۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ دِينَارٍ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْجُهَنِيُّ عَنْ ابْنِ أَبِي ذئبٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ((أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَقُولُونَ: أَكْثَرُ أَبُو هُرَيْرَةَ، وَإِنِّي كُنْتُ أَلْزِمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِشَبْعِ بَطْنِي حَتَّى لَا أَكُلَ الْخَمِيرَ وَلَا أَلْبَسُ الْخَبِيرَ وَلَا يَخْدُمَنِي فَلَانٌ وَلَا فَلَانَةٌ، وَكُنْتُ أَلْبِصُ بَطْنِي بِالْحَصْبَاءِ مِنَ الْجُوعِ، وَإِنْ كُنْتُ لَأَسْتَقْرِئَ الرَّجُلَ الْآيَةَ هِيَ مَعِيَ كَمَا يَنْفَلِبُ بَنِي قَيْطَعَمَنِي. وَكَانَ أَخِيرَ النَّاسِ لِلْمَسْكِينِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَانَ يَنْفَلِبُ بَنًا قَيْطَعَمَنَا مَا كَانَ فِي بَيْتِهِ، حَتَّى إِنْ كَانَ لِيُخْرِجَ إِلَيْنَا الْعُكَّةَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ، فَتَشَقُّهَا فَتَغْلِقُ مَا فِيهَا)). [طرفة في: ۵۴۳۲].

(۳۷۰۹) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، انہیں شعبی نے خبر دی کہ جب حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

۳۷۰۹- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ ((أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ

اللہ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: يَقَالُ كُنْ فِي جَنَاحِي كُنْ فِي نَاحِيَّتِي كُلِّ جَانِبَيْنِ جَنَاحَانِ. [طرفہ فی : ۴۲۶۴].

اللہ عنہما حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو سلام کرتے تو یوں کہا کرتے ”السلام علیک یا ابن ذی الجناحین۔ اے دوپروں والے بزرگ کے صاحبزادے تم پر سلام ہو۔ ابو عبد اللہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا حدیث میں جو جناحین کا لفظ ہے اس سے مراد دو گوشے ہیں (دو کونے)۔

ان کے والد حضرت جعفر بن ابی طالب جنگ موہ میں شہید ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں نے ان کو جنت میں دیکھا ان کے جسم پر دو ہار لگے ہوئے ہیں۔ وہ فرشتوں کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں۔ اسی لئے ان کو جعفر طیار کہا گیا۔

باب حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ

۱۱- بَابُ ذِكْرِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ

كِي فَضِيلَتِ كَابِيَانِ

الْمُطَلِّبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے دو تین برس بڑے تھے اور آپ کے حقیقی چچا تھے۔ کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک بار سخت قحط ہوا۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بنی اسرائیل پر جب قحط پڑا تھا وہ ان کے پیغمبروں کی اولاد کا وسیلہ لیا کرتے، اللہ تعالیٰ پانی برساتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے یہاں بھی عباس رضی اللہ عنہ موجود ہیں وہ ہمارے پیغمبر ﷺ کے چچا ہیں۔ چچا باپ کی طرح ہوتا ہے۔ پھر ان کے پاس گئے اور ان کو ساتھ لے کر منبر پر آکر دعا کی۔ اللہ نے خوب پانی برسایا۔ باوجود اس کے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اتنی فضیلت حاصل تھی مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل شوریٰ یعنی ارکان مجلس میں جن میں مہاجرین اولین شریک تھے ان کو داخل نہیں کیا کیونکہ وہ فتح کہ تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، اس کے بعد مسلمان ہوئے۔

۳۷۱۰- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَلِّبِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ بِإِيكَ بِبَيْنَا فَتَسْقِنَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ بِإِيكَ بِعَمَّ نَبِينَا فَاسْقِنَا، قَالَ: فَيَسْقُونَ)).

(۳۷۱۰) ہم سے حسن بن محمد نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبد اللہ انصاری نے بیان کیا، ان سے ابو عبد اللہ بن ثُمَامَةُ بن عبد اللہ بن انس نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قحط کے زمانے میں حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھا کر بارش کی دعا کراتے اور کہتے کہ اے اللہ! پہلے ہم اپنے نبی ﷺ سے بارش کی دعا کراتے تھے اور تو ہمیں سیرابی عطا کرتا تھا اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کے ذریعہ بارش کی دعا کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیں سیرابی عطا فرما۔ راوی نے بیان کیا کہ اس کے بعد خوب بارش ہوئی۔

[راجع: ۱۰۱۰]

حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کے محترم چچا ہیں۔ عمر میں آپ سے دو سال بڑے تھے۔ ان کی ماں نمربنت قاسطہ وہ خاتون ہیں جنہوں نے سب سے پہلے خانہ کعبہ کو غلاف سے مزین کیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ قریش کے بڑے سرداروں میں سے تھے۔ مجاہد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنی موت کے وقت ستر غلام آزاد کئے۔ بروز جمعہ ۱۲ رجب ۳۲ھ میں بعمر ۸۸ سال وفات پائی

رضی اللہ عنہ وارضاه۔

باب حضرت رسول کریم ﷺ کے رشتہ داروں کے فضائل
اور حضرت فاطمہ بنت النبی ﷺ کے فضائل کا بیان اور
آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں
کی سردار ہیں

۱۲- بَابُ مَنَاقِبِ قَرَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ وَمَنْقِبَةِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
بِنْتِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَاطِمَةُ
سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔ رمضان ۲ ہجری میں ان کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ذی الحجہ میں رخصتی
عمل میں آئی۔ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما آپ ہی کے بہن مبارک سے پیدا ہوئے۔ ۲۸ سال کی عمر میں آنحضرت ﷺ کی وفات کے چھ
ماہ بعد آپ نے انتقال فرمایا، رضی اللہ عنہما وارضاهما۔

حافظ رحمہ اللہ نے کہا کہ باپ کا مطلب اسی فقرہ (قرابت) سے لگتا ہے اور یہاں قرابت والوں سے عبدالمطلب کی اولاد مراد ہے۔ مرد
ہوں یا عورتیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا یا آپ کی محبت میں رہے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد، حضرت حسن رضی اللہ عنہ،
حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت محسن رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، ان کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ حضرت
جعفر اور ان کی اولاد عبداللہ اور عون اور محمد۔ کہتے ہیں ایک بیٹا اور بھی تھا احمد۔ عقیل اور ان کی اولاد مسلم بن عقیل، ام ہانی، حضرت
علی کی بہن ان کی اولاد۔ حمزہ بن عبدالمطلب ان کی اولاد یحییٰ، عمہ، امامہ۔ عباس بن عبدالمطلب، ان کے بیٹے فضل، عبداللہ، قاسم،
عبید اللہ، حارث، سعید، عبدالرحمن، کثیر، عون۔ تمام ان کی بیٹیاں ام حبیبہ، آمنہ، صفیہ۔ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب، ان کی
اولاد جعفر، نوفل، ان کے بیٹے مغیرہ، حارث۔ عبدالمطلب کی بیٹیاں ثقیلہ، امیرہ، اروی، صفیہ، یہ سب لوگ اور ان کی اولاد قیامت تک
آنحضرت ﷺ کی قرابت والوں میں داخل ہیں (وحیدی)

(۱۱/۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی،
ان سے زہری نے بیان کیا، کہا ہم سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان
سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ کے یہاں اپنا آدمی بھیج کر نبی کریم ﷺ سے ملنے والی میراث کا
مطالبہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو فے کی صورت میں دی
تھی۔ یعنی آپ کا مطالبہ مدینہ کی اس جائیداد کے بارے میں تھا جس کی
آمدن سے آنحضرت ﷺ مصارف خیر میں خرچ کرتے تھے اور اسی
طرح فدک کی جائیداد اور خیبر کے قس کا بھی مطالبہ کیا۔

(۱۲/۳) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ خود فرما گئے ہیں کہ
ہماری میراث نہیں ہوتی۔ ہم (انبیاء) جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ
ہوتا ہے اور یہ کہ آل محمد کے اخراجات اسی مال میں سے پورے کئے

۳۷۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِي غُرُوقَةُ بْنُ
الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ((أَنَّ
فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ
تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا أَفَاءَ اللَّهُ
عَلَى رَسُولِهِ ﷺ تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِيِّ ﷺ
الَّتِي بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكَ، وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمْسِ
خَيْبَرَ)) [راجع: ۳۰۹۲]

۳۷۱۲- فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: ((إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ قَالَ: ((لَا نَوْرَثُ، مَا تَرَكْنَا فَهُوَ
صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هَذَا

جائیں مگر انہیں یہ حق نہیں ہو گا کہ کھانے کے علاوہ اور کچھ تصرف کریں اور میں 'خدا کی قسم حضور کے صدقے جو آپ کے زمانے میں ہوا کرتے تھے ان میں کوئی رد و بدل نہیں کروں گا بلکہ وہی نظام جاری رکھوں گا جیسے حضور ﷺ نے قائم فرمایا تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے 'اے ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم آپ کی فضیلت و مرتبہ کا اقرار کرتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے حضور ﷺ سے اپنی قرابت کا اور اپنے حق کا ذکر کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا 'اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آنحضرت ﷺ کی قرابت والوں سے سلوک کرنا مجھ کو اپنی قرابت والوں کے ساتھ سلوک کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

النَّالُ - يَغْنِي مَالُ اللَّهِ - لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَزِيدُوا عَلَى الْمَاكِلِ). وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أَعْمُرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ النَّبِيِّ ﷺ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، وَلَا عَمَلَنَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَتَشْهَدُ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ: إِنَّا لَذُو عُرْقًا يَا أَبَا بَكْرٍ فَضِيلَتُكَ - وَذَكَرَ قُرَابَتَهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَحَقِّهِمْ - فَتَكَلَّمُوا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: وَاللَّهِ لَنَفْسِي بِيَدِهِ لَقُرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قُرَابَتِي)).

[راجع: ۳۰۹۳]

(۳۷۱۳) مجھے عبداللہ بن عبدالوہاب نے خبر دی 'کہا ہم سے خالد نے بیان کیا 'کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا 'ان سے واقعہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا۔ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے تھے 'وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا 'آنحضرت ﷺ کا خیال آپ کے اہل بیت میں رکھو۔

۳۷۱۳- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ: ((ارْقُبُوا مُحَمَّدًا ﷺ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ)).

[طرفہ فی : ۳۷۵۱].

یعنی ان سے محبت و احرام سے پیش آؤ اور ان کا وہیان رکھو۔

(۳۷۱۴) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا 'کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا 'ان سے عمرو بن دینار نے ان سے ابن ابی ملیکہ نے ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا 'فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ اس لئے جس نے اسے ناحق ناراض کیا 'اس نے مجھے ناراض کیا۔

۳۷۱۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمَسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي)).

(۳۷۱۵) ہم سے یحییٰ بن قزحہ نے بیان کیا 'کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا 'ان سے ان کے والد نے 'ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے اس مرض کے موقع پر بلایا جس میں آپ کی وفات ہوئی 'پھر

۳۷۱۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَحَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((دَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ

آہستہ سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں پھر آنحضرت ﷺ نے انہیں بلایا اور آہستہ سے کوئی بات کہی تو وہ ہنسنے لگیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا۔

(۳۷۱۶) تو انہوں نے بتایا کہ پہلے مجھ سے حضور ﷺ نے آہستہ سے یہ فرمایا تھا کہ حضور ﷺ اپنی اسی بیماری میں وفات پا جائیں گے، میں اس پر رونے لگی۔ پھر مجھ سے حضور ﷺ نے آہستہ سے فرمایا کہ آپ کے اہل بیت میں سب سے پہلے میں آپ سے جا ملوں گی۔ اس پر میں ہنسی تھی۔

[راجع: ۳۶۲۴]

جیسا آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ آپ کی وفات کے تقریباً چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ خبر جی الہی کے ذریعہ سے دی تھی کیونکہ آپ عالم الغیب نہیں تھے۔ ہاں اللہ پاک کی طرف سے جو معلوم ہو جاتا وہ فرماتے اور پھر وہ حرف بہ حرف پورا ہو جاتا۔ عالم الغیب اسکو کہتے ہیں جو خود بخود بغیر کسی کے بتائے غیب کی خبریں پیش کر سکے۔ یہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور کوئی نبی و ولی غیب دان نہیں ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زبانی اعلان کر دیا ہے کہ وہ میں غیب جاننے والا نہیں ہوں۔ اگر آپ غیب داں ہوتے تو جنگ احد کا عظیم حادثہ پیش نہ آتا۔

۱۳- بَابُ مَنَاقِبِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ((هُوَ حَوَّارِي النَّبِيِّ ﷺ)) وَسُمِّيَ الْحَوَّارِيُّونَ لِبَيَاضِ ثِيَابِهِمْ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے حواری تھے اور انہیں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین کو) ان کے سفید کپڑوں کی وجہ سے کہتے ہیں (بعض لوگوں نے ان کو دھوبی بتلایا ہے)

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ قریشی ہے۔ ان کی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا عبد المطلب کی بیٹی اور حضور ﷺ کی چھوٹی بیٹی ہیں۔ سولہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ ان کے چچا نے دھوئیں میں ان کا دم گھونٹ دیا تاکہ یہ اسلام چھوڑ دیں۔ مگر یہ ثابت قدم رہے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ جملہ غزوات میں شریک رہے۔ لمبے قد اور گورے رنگ کے تھے۔ ایک ظالم عمرو بن جرموز نامی نے بصرہ کی سرزمین پر ۳۶۶ میں بھرچوٹھ سال ان کو شہید کر دیا۔ وادی سباع میں دفن ہوئے، پھر ان کو بصرہ میں منتقل کیا گیا۔ (بخاری)

۳۷۱۷- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا

عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ غَزْوَةَ عَنْ

أَبِيهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ

((أَصَابَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

رُعَافٌ شَدِيدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتَّى حَبَسَهُ

عَنِ الْحَجِّ وَأَوْصَى، فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ

(۳۷۱۷) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسر

نے، ان سے ہشام بن غزوہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ

مجھے مروان بن حکم نے خبر دی کہ جس سال نکسیر پھوٹنے کی بیماری

پھوٹ پڑی تھی اس سال عثمان رضی اللہ عنہ کی اتنی سخت نکسیر پھوٹی کہ آپ

حج کے لئے بھی نہ جاسکے اور (زندگی سے مایوس ہو کر) وصیت بھی کر

دی، پھر ان کی خدمت میں قریش کے ایک صاحب گئے اور کہا کہ

آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کیا یہ سب کی خواہش ہے انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کہ کسے بناؤں؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوسرے صاحب گئے۔ میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیں۔ آپ نے ان سے بھی پوچھا کیا یہ سب کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا لوگوں کی رائے کس کے لئے ہے؟ اس پر وہ بھی خاموش ہو گئے۔ تو آپ نے خود فرمایا 'غالبا زہر کی طرف لوگوں کا رجحان ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا 'اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق بھی وہ ان میں سب سے بہتر ہیں اور بلاشبہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نظروں میں بھی ان میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔

یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ وہ حضرت زہر کو اپنے بعد خلیفہ نامزد کر دیں مگر علم الہی میں یہ مقام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے مخصوص تھا۔ اسی لئے تقدیر کے تحت چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ قرار پائے۔ اسی ترتیب کے ساتھ یہ چاروں خلفاء راشدین کھلاتے ہیں اور اسی ترتیب سے ان سے ان سب کی خلافت برحق ہے۔

۳۷۱۸- حَدَّثَنِي عُيَيْنَةُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَخِيهِ سَمِعْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ ((كَتَبْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ أَنَا وَرَجُلٌ فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ. قَالَ: وَقِيلَ ذَلِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، الزُّبَيْرُ. قَالَ: أَمَّا وَاللَّهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ خَيْرُكُمْ. فَلَا تَأْتُوا)). (راجع: ۳۷۱۷)

(۳۷۱۸) مجھ سے عیینہ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، انہیں ان کے والد نے خبر دی کہ میں نے مروان سے سنا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھا کہ اتنے میں ایک صاحب آئے اور کہا کہ کسی کو آپ اپنا خلیفہ بنا دیجئے۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا اس کی خواہش کی جارہی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں حضرت زہر کی طرف لوگوں کا رجحان ہے۔ آپ نے اس پر فرمایا ٹھیک ہے۔ تم کو بھی معلوم ہے کہ وہ تم میں بہتر ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ یہ بات دہرائی۔

(۳۷۱۹) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا جو ابوسلمہ کے صاحبزادے تھے، ان سے محمد نے بیان کیا، ان سے محمد بن مغلہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زہیر بن عوام (رضی اللہ

عَنْهُ) قَالَ: اسْتَخْلِفْ. قَالَ: وَقَالُوا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: وَمَنْ؟ فَسَكَتَ. فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ - أَحْسِبُهُ الْحَارِثَ - فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ. فَقَالَ عُثْمَانُ: وَقَالُوا؟ فَقَالَ: نَعَمْ. قَالَ: وَمَنْ هُوَ؟ فَسَكَتَ. قَالَ: فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا الزُّبَيْرُ؟ قَالَ: نَعَمْ. أَمَّا وَاللَّهِ نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَسَيِّئُهُمْ مَا عَلِمْتُ، وَإِنْ كَانَ لَأَحَبُّهُمْ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)).

[طرفہ ۲: ۳۷۱۸]

۳۷۱۹- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ هُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا، وَإِنَّ حَوَارِيَ الزُّبَيْرِ بْنِ

عنا) ہیں۔

[العوام: (۲۸۴۶)]

حوری قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فدائیوں کو کہا گیا ہے۔ یوں تو جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین ہی آنحضرت ﷺ کے فدائی تھے مگر بعض خصوصیات کی بنا پر آپ نے یہ لقب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔

(۳۷۲۰) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ احزاب کے موقع پر مجھے اور عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کو عورتوں میں چھوڑ دیا گیا تھا (کیونکہ یہ دونوں حضرات بچے تھے) میں نے اچانک دیکھا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ (آپ کے والد) اپنے گھوڑے پر سوار بنی قرظہ (یہودیوں کے ایک قبیلہ کی) طرف آ جا رہے ہیں۔ دو یا تین مرتبہ ایسا ہوا۔ پھر جب وہاں سے واپس آیا تو میں نے عرض کیا، ابا جان! میں نے آپ کو کئی مرتبہ آتے جاتے دیکھا۔ انہوں نے کہا، بیٹے! کیا واقعی تم نے بھی دیکھا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو بٹو قرظہ کی طرف جا کر ان کی (نقل و حرکت کے متعلق) اطلاع میرے پاس لاسکے۔ اس پر میں وہاں گیا اور جب میں (خبر لے کر) واپس آیا تو آنحضرت ﷺ نے (فرط مسرت میں) اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کر کے فرمایا کہ ”میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔“

(۳۷۲۱) ہم سے علی بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی اور انہیں ان کے والد نے کہ جنگ یرموک کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے کہا آپ حملہ کیوں نہیں کرتے تاکہ ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے ان پر (رومیوں پر) حملہ کیا۔ اس موقع پر انہوں نے (رومیوں نے) آپ کے دو کاری زخم شائے پر لگائے۔ درمیان میں وہ زخم تھاجو بدر کے موقع پر آپ کو لگا تھا۔ عروہ نے کہا کہ (یہ زخم اتنے گہرے تھے کہ اچھے ہو جانے کے بعد) میں بچپن میں ان زخموں کے اندر اپنی انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتا تھا۔

باب حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ اور حضرت عمر

۳۷۲۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كُنْتُ يَوْمَ الْأَحْزَابِ جُعِلْتُ آتًا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فِي النِّسَاءِ، فَظَنَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلَى قَرْبِهِ يَخْتَلِفُ إِلَيَّ نَبِيُّ قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ: يَا أَبَتِ زَائِنُكَ تَخْتَلِفُ، قَالَ: أَوْ هَلْ رَأَيْتَنِي يَا بُنَيُّ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ يَأْتِ بَنِي قُرَيْظَةَ قِيَانِي بِخَبَرِهِمْ؟)) فَأَنْطَلَقْتُ، فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُوْنِي فَقَالَ: ((لِذَاكَ أَبِي وَأُمِّي)).

۳۷۲۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ ((أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ وَقْعَةِ الْيَرْمُوكِ: أَلَا تَشُدُّ فَتَشُدُّ مَعَكَ؟ فَحَمِلَ عَلَيْهِمْ فَضَرَبُوهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلَى عَاتِقِهِ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضَرَبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ. قَالَ عُرْوَةُ: لَكُنْتُ أَذْجِلُ أَصَابِعِي فِي تِلْكَ الصُّرَبَاتِ الْعَبْ وَأَنَا صَغِيرٌ)).

[طرفاء فی: ۳۹۷۳، ۳۹۷۵]

۱۴۔ باب ذِکْرِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ

وَقَالَ عُمَرُ : تُوْفِي النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ
 نبی ﷺ نے ان کے متعلق کہا کہ نبی کریم ﷺ اپنی وفات تک
 ان سے راضی تھے

ان کی کنیت ابو محمد قریشی ہے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ غزوہ احد میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک کی حفاظت کیلئے اپنے ہاتھوں کو بطور ڈھال پیش کر دیا۔ ہاتھوں پر ۵۷ زخم آئے۔ انگلیاں سن ہو گئیں مگر آنحضرت ﷺ کے چہرہ انور کی حفاظت کیلئے ڈٹے رہے۔ حضرت طلحہ بنی ہاشم حسین چہرہ گندم گوں بہت بالوں والے تھے۔ جنگ جمل میں بصر ۶۴ سال شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

ان کا نسب یہ تھا طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن کعب بن مروہ۔ کعب میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ جنگ جمل میں شریک ہوئے۔ حضرت علی بنی ہاشم نے باوجودیکہ طلحہ ان کے مخالف لشکر یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شریک تھے، جب ان کی شہادت کی خبر سنی تو اتنا روئے کہ آپ کی ڈاڑھی تر ہو گئی۔ مروان نے ان کو تیرے شہید کیا۔ (وحیدی)

۳۷۲۲، ۳۷۲۳ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: ((لَمْ يَنْقُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ بِلَاقِ الْأَيَّامِ الَّتِي قَاتَلَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَلْحَةَ وَسَعْدَ، عَنْ حَدِيثِهِمَا)).
 (۳۷۲۲-۳۷۲۳) مجھ سے محمد بن ابی بکر مقدی نے بیان کیا، اب سے معترف ہے، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بعض ان جنگوں میں جن میں رسول اللہ ﷺ خود شریک ہوئے تھے (احد کی جنگ میں) طلحہ بنی ہاشم اور سعد بنی ہاشم کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا تھا۔

[طرفہ فی : ۴۰۶۰]۔ [طرفہ فی : ۴۰۶۱]۔

۳۷۲۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَارِمٍ قَالَ: ((رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ الْيَمَانِي وَفِي يَمَانِي النَّبِيِّ ﷺ لَدُنْ شَلْت)).
 (۳۷۲۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے خالد بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے کہ میں نے حضرت طلحہ بنی ہاشم کا وہ ہاتھ دیکھا ہے جس سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی (جنگ احد میں) حفاظت کی تھی کہ وہ بالکل بیکار ہو چکا تھا۔

[طرفہ فی : ۴۰۶۳]۔

باب حضرت سعد بن ابی وقاص الزہری رضی اللہ عنہ

کے فضائل کا بیان

۱۵ - بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ أَبِي

وَقَاصِ الزُّهْرِيِّ

وَبَنُو زُهْرَةَ أَخَوَاتُ النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ
 بنو زہرہ نبی کریم ﷺ کے ماموں ہوتے تھے۔ ان کا اصل نام سعد بن ابی مالک ہے۔

یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ قریشی زہری ہیں۔ سترہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں سب سے پہلے تیر اندازی کرنے والے تھے۔ سحاب الدعوات مشہور تھے۔ حضرت عثمان بنی ہاشم نے ان کو کوفہ کا گورنر بنایا تھا۔ حضور ﷺ نے ارم فداک ابی وامی تیر اندازی کرو تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں، ان کے لئے فرمایا تھا۔ بصر ستر سال ۵۵ھ میں وفات پائی۔ مدینہ میں

دفن کئے گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔ ان کا نسب نامہ یہ ہے سعد بن ابی وقاص بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ، یہ کلاب پر آنحضرت ﷺ سے مل جاتے ہیں اور وہیب حضرت آمنہ آنحضرت ﷺ کی والدہ ماجدہ کے چچا تھے۔

۳۷۲۵- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ: ((جَمَعَ لِي النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ)).

(۳۷۲۵) مجھ سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا کہ میں نے یحییٰ سے سنا، کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا، کہا کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ جنگ احد کے موقع پر میرے لیے نبی کریم ﷺ نے اپنے والدین کو ایک ساتھ جمع کر کے یوں فرمایا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

۳۷۲۶- حَدَّثَنَا مَكِيُّ بْنُ إِبرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا ثَلَاثُ الْإِسْلَامِ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ﷺ: ((ثَلَاثُ الْإِسْلَامِ يَقُولُ أَنَا ثَلَاثُ ثَلَاثَةٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ)).

(۳۷۲۶) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم نے بیان کیا، ان سے عامر بن سعد نے اور ان سے ان کے والد (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ مجھے خوب یاد ہے۔ میں نے ایک زمانے میں مسلمانوں کا تیسرا حصہ اپنے تئیں دیکھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا اسلام کے تیسرے حصے سے یہ مراد ہے کہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ صرف تین مسلمان تھے جن میں تیسرا مسلمان میں تھا۔

۳۷۲۷- حَدَّثَنَا إِبرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ يَقُولُ: ((مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ، وَلَقَدْ مَكَثْتُ مَتَبَعَةً أَيَّامٍ وَإِنِّي لَلثَلَاثَةِ الْإِسْلَامِ)). تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ.

(۳۷۲۷) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم نے خبر دی، کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص نے بیان کیا، کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا، کہا کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ جس دن میں اسلام لایا، اسی دن دوسرے (سب سے پہلے اسلام میں داخل ہونے والے حضرات صحابہ) بھی اسلام میں داخل ہوئے ہیں اور میں سات دن تک اسی طور پر رہا کہ میں اسلام کا تیسرا فرد تھا۔ ابن ابی زائدہ کے ساتھ اس حدیث کو ابو اسامہ نے بھی روایت کیا۔

[راجع: ۳۷۲۶]

اس پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور کئی آدمی سعد سے پہلے اسلام لائے تھے۔ بعض نے کہا کہ سعد نے اپنے علم کی رو سے کہا مگر صحیح نہیں۔ کیونکہ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے سعد سے نقل کیا کہ میں انیس برس کی عمر میں اسلام لایا، ابو بکر صدیق کے ہاتھ پر۔ اس وقت میں ساتواں مسلمان تھا۔ بعض نے کہا صحیح اس حدیث کی یوں ہے، ما اسلم احد فی الیوم الذی اسلمت فیہ۔ یعنی جس دن میں مسلمان ہوا اس دن کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ حافظ نے کہا ابن مندہ نے کہا معرفت میں اس حدیث کو یوں ہی نقل کیا ہے اس صورت میں کوئی اشکال نہ رہے گا۔ (وحیدی)

(۳۷۲۸) ہم سے ہاشم نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے بیان کیا کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ عرب میں سب سے پہلے اللہ کے راستے میں، میں نے تیر اندازی کی تھی۔ (ابتداء اسلام میں) ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس طرح غزوات میں شرکت کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ درخت کے پتوں کے سوا کھانے کے لئے بھی کچھ نہ ہوتا تھا۔ اس سے ہمیں اونٹ اور بکریوں کی طرح اجابت ہوتی تھی۔ یعنی ملی ہوئی نہیں ہوتی تھی۔ لیکن اب بنی اسد کا یہ حال ہے کہ اسلامی احکام پر عمل میں میرے اندر عیب نکالتے ہیں (چہ خوش) ایسا ہو تو میں بالکل محروم اور بے نصیب ہی رہا اور میرے سب کام برباد ہو گئے۔ ہوا یہ تھا کہ بنی اسد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سعد رضی اللہ عنہ کی چغلی کھائی تھی، یہ کہا تھا کہ وہ اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھتے۔

باب نبی کریم ﷺ کے دامادوں کا بیان ابو العاص بن ربیع

بھی ان ہی میں سے ہیں

(۳۷۲۹) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے علی بن حسین نے بیان کیا اور ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی لڑکی کو (جو مسلمان تھیں) پیغام نکاح دیا۔ اس کی اطلاع جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ آپ کی قوم کا خیال ہے کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کی خاطر (جب انہیں کوئی تکلیف دے) کسی پر غصہ نہیں آتا۔ اب دیکھئے یہ علی ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے صحابہ کو خطاب فرمایا۔ میں نے آپ کو خطبہ پڑھتے سنا، پھر آپ نے فرمایا، اباعد میں نے ابو العاص بن ربیع سے (زمین بیٹی) آپ کی سب سے بڑی صاحبزادی) شادی کی تو انہوں نے جو بات بھی کہی اس میں وہ پتے

۳۷۲۸- حَدَّثَنَا هَاشِمٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((إِنِّي لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَكُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَنَا طَعَامَ إِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ، حَتَّى إِذَا أَحَدُنَا لَيَضَعُ كَمَا يَضَعُ الْبَعِيرُ أَوْ الشَّاةُ مَا لَهُ خِلْطٌ، ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ يُعْزِرُونِي عَلَى الْإِسْلَامِ لَقَدْ خَبْتُ إِذَا وَضَلْتُ عَمَلِي. وَكَأَنَّا وَشَوْنَا بِهِ إِلَى عُمَرَ قَالُوا: لَا يَخْسَنُ يُصَلِّي)).

۱۶- بَابُ ذِكْرِ أَصْهَارِ النَّبِيِّ ﷺ.

مِنْهُمْ أَبُو الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ

۳۷۲۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ الْمُسَوَّرَ بْنَ مَخْرَمَةَ قَالَ: ((إِنَّا عَلَيْنَا خَطْبَ بِنْتِ أَبِي جَهْلٍ، فَسَمِعْتُ بِذَلِكَ فَاطِمَةَ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ بِنَاتِكَ، وَهَذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ. فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَسَمِعْتُهُ جِينٌ تَشْهَدُ يَقُولُ: ((أَمَّا بَعْدُ أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ فَحَدَّثَنِي وَصَدَّقَنِي، وَإِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي، وَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسُوءَهَا. وَاللَّهُ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ

اترے اور بلاشبہ فاطمہ بھی میرے (جسم کا) ایک ٹکڑا ہے اور مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی بھی اسے تکلیف دے۔ خدا کی قسم، رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور اللہ تعالیٰ کے ایک دشمن کی بیٹی ایک شخص کے پاس جمع نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ علی رضی اللہ عنہ نے اس شادی کا ارادہ ترک کر دیا۔ محمد بن عمرو بن حنبلہ نے ابن شہاب سے یہ اضافہ کیا ہے۔ انہوں نے علی بن حسین سے اور انہوں نے مسور رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ نے بنی عبد شمس کے اپنے ایک داماد کا ذکر کیا اور حقوق دامادی کی ادائیگی کی تعریف فرمائی۔ پھر فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے جو بات بھی کہی تھی اور جو وعدہ بھی کیا پورا کر دکھایا۔

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبَنَتْ عَدُوًّا لِلَّهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ)). فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْحِطْبَةَ)).
وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنُ حَلْحَلَةَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ مَسُورٍ ((سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَذَكَرَ صَهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَتَنِي عَلَيْهِ فِي مَصَاهِرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ، قَالَ: حَدَّثَنِي لَصَدَّقَنِي، وَوَعَدَنِي لَوَفَّى لِي)).

تشریح حضرت ابوالعاص قسم بن الریح ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب ان کے نکاح میں تھیں۔ بدر کے دن اسلام قبول کر کے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ آنحضرت ﷺ سے بھی محبت رکھتے تھے۔ جنگ یمامہ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کی فضیلت کے لئے یہ کافی ہے کہ خود آنحضرت ﷺ نے ان کی وفاداری کی تعریف فرمائی۔ جب حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہے تو پھر علی رضی اللہ عنہ سے تعجب ہے کہ وہ اپنا وعدہ کیوں پورا نہ کریں۔ ہوا یہ تھا کہ ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوتے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ ان کے رہنے تک میں دوسری بیوی نہ کروں گا۔ اس شرط کو ابوالعاص نے پورا کیا۔ شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی یہی شرط کی ہو۔ لیکن جویریہ کو پیام دیتے وقت وہ بھول گئے تھے۔ جب آنحضرت ﷺ نے عتاب کا یہ خطبہ پڑھا تو ان کو اپنی شرط یاد آگئی اور وہ اس ارادے سے باز آئے۔ بعض نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسی کوئی شرط نہیں ہوئی تھی لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بڑے رنجوں میں گرفتار تھیں۔ والدہ مگر رگئیں، بیٹوں مگر رگئیں، اکیلی باقی رہ گئی تھیں۔ اب سوکن آنے سے وہ پریشان ہو کر اندیشہ تھا کہ ان کی جان کو نقصان پہنچے۔ اس لئے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر عتاب فرمایا تھا۔ (وحیدی)

۱۷- بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ

باب رسول کریم ﷺ کے غلام حضرت زید بن حارثہ کے فضائل کا بیان اور حضرت براء رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا کہ حضور ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولا ہو۔

مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ
وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا))

تشریح حضرت زید بن حارثہ کی کنیت ابو اسامہ ہے۔ ان کی والدہ سعدی بنت ثعلبہ ہیں جو بنی مہن میں سے تھیں آٹھ سال کی عمر میں حضرت زید کو ذاکوؤں نے اغواء کر کے مکہ میں چار سو درہم میں بیچ ڈالا۔ خریدنے والے حکیم بن حزام بن خویلد تھے جنہوں نے ان کو خرید کر اپنی پھوپھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو دے دیا۔ آنحضرت ﷺ سے شادی کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو رسول اللہ ﷺ کے لئے بہہ کر دیا۔ ابتدا میں ان کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا اور ان کا نکاح اپنی آزاد کردہ لونڈی ام ایمن سے کر دیا تھا جن سے اسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ اس کے بعد زینب بنت جحش سے ان کا نکاح ہوا۔ آیت قرآنی ﴿لَقَدْ أَفْضَى زَيْدٌ بَنَتَهَا وَظَلَّاهُ﴾ (الاحزاب: ۳۷) میں ان ہی کا نام مذکور ہے۔ غزوہ موتہ میں بعمر ۵۵ سال ۸ ہجری میں امیر لشکر کی حیثیت سے شہید کر دیئے

کئے۔

۳۷۳۰- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ بَغْنًا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمَارَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ تَطَعْنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطَعُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ. وَإِيمَ اللَّهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيفًا لِلْإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمَنْ أَحَبَّ النَّاسُ إِلَيَّ، وَإِنْ هَذَا لَمَنْ أَحَبَّ النَّاسُ إِلَيَّ بَعْدَهُ)).

[أطرافه في : ٤٢٥٠، ٤٤٦٧، ٤٤٦٩،

[٦٦٢٧، ٧١٨٧].

(۳۷۳۰) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج بھیجی اور اس کا امیر اسامہ بن زید کو بنایا۔ ان کے امیر بنائے جانے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اگر آج تم اس کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کر رہے ہو تو اس سے پہلے اس کے باپ کے امیر بنائے جانے پر بھی تم نے اعتراض کیا تھا اور خدا کی قسم وہ (زید رضی اللہ عنہ) امارت کے مستحق تھے اور مجھے نسب سے زیادہ عزیز تھے۔ اور یہ (اسامہ رضی اللہ عنہ) اب ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔

یہ لشکر آنحضرت ﷺ نے مرض الموت میں تیار کیا تھا اور حکم فرمایا تھا کہ فوراً ہی روانہ ہو جائے مگر بعد میں جلدی آپ کی وفات ہو گئی۔ لشکر مدینہ کے قریب ہی سے واپس لوٹ آیا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس کو تیار کر کے روانہ کیا۔

(۳۷۳۱) ہم سے یحییٰ بن قزعة نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک قیافہ شناس میرے یہاں آیا۔ نبی کریم ﷺ اس وقت وہیں تشریف رکھتے تھے اور اسامہ بن زید اور زید بن حارثہ (ایک چادر میں) لپٹے ہوئے تھے (منہ اور جسم کا سارا حصہ قدموں کے سوا چھپا ہوا تھا) اس قیافہ شناس نے کہا کہ یہ پاؤں بعض، بعض سے نکلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں (یعنی باپ بیٹے کے ہیں) قیافہ شناس نے پھر بتایا کہ حضور ﷺ اس کے اس انداز پر بہت خوش ہوئے اور پھر آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہ واقعہ بیان فرمایا۔

باب کی مطابقت اس طرح سے ہے کہ آپ کو حضرت زید رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی۔ جب ہی تو قیافہ شناس کی اس بات سے آپ خوش ہوئے۔ منافق یہ طعن دیا کرتے تھے کہ اسامہ کا رنگ کالا ہے، وہ زید کے بیٹے نہیں ہیں۔

باب حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان

۱۸- بَابُ ذِكْرِ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

[راجع: ۳۵۵۵]

اسامہ، زید بن حارثہ رضاعی کے بیٹے ہیں۔ باپ اور بیٹے دونوں رسول اللہ ﷺ کے خاص الخاص محبوب تھے۔ ان کی والدہ ام ایمن ہیں۔ جن کی گود میں رسول کریم ﷺ کی پرورش ہوئی۔ یہ حضور ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی لونڈی تھیں جن کو بعد میں آنحضرت ﷺ نے آزاد کر دیا تھا۔ وفات نبوی کے وقت حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی عمر بیس سال کی تھی۔ وادی القرئی میں بعد شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

۳۷۳۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ غُرُورَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ((أَنَّ قُرَيْشًا أَهْمُهُمْ شَأْنُ الْمَخْزُومِيَّةِ فَقَالُوا: مَنْ يَجْتَرِيءُ عَلَيْهِ إِلَّا أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)). (راجع: ۲۶۴۸)

(۳۷۳۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ قریش مخزومیہ عورت کے معاملے کی وجہ سے بہت رنجیدہ تھے۔ انہوں نے یہ فیصلہ آپس میں کیا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے سوا جو رسول اللہ ﷺ کو انتہائی عزیز ہیں، (اس عورت کی سفارش کے لیے) اور کون جرأت کر سکتا ہے۔

۳۷۳۳- وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَزْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: ذَهَبْتُ أَسْأَلُ الزُّهْرِيَّ عَنْ حَدِيثِ الْمَخْزُومِيَّةِ فَصَاحَ بِي، قُلْتُ لِسُفْيَانَ: فَلَمْ تَحْمِلْهُ عَنْ أَحَدٍ؟ قَالَ وَحَدَّثَهُ فِي كِتَابِ كَانَ كَتَبَهُ أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ غُرُورَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ((أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ سَرَقَتْ، فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا النَّبِيَّ ﷺ؟ فَلَمْ يَجْتَرِءْ أَحَدٌ أَنْ يُكَلِّمَهُ فَكَلَّمَهُ أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، فَقَالَ: ((إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَوَكَّوْهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ قَطَعُوهُ. لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا)). (راجع: ۲۶۴۸)

(۳۷۳۳) (دوسری سند) اور ہم سے علی بن حزم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے زہری سے مخزومیہ کی حدیث پوچھی تو وہ مجھ پر بہت غصہ ہو گئے۔ میں نے اس پر سفیان سے کہا تو پھر آپ کسی اور ذریعہ سے اس حدیث کی روایت نہیں کرتے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ایوب بن موسیٰ کی لکھی ہوئی ایک کتاب میں، میں نے یہ حدیث دیکھی۔ وہ زہری سے روایت کرتے تھے، وہ عروہ سے، وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کر لی تھی۔ قریش نے (اپنی مجلس میں) سوچا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس عورت کی سفارش کے لئے کون جاسکتا ہے؟ کوئی اس کی جرأت نہیں کر سکتا۔ آخر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے سفارش کی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا، بنی اسرائیل میں یہ دستور ہو گیا تھا کہ جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹتے۔ اگر آج فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چوری کی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹتا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے لیے یہی کافی ہے کہ عام طور پر قریش نے ان کو دربار نبوی میں سفارش کرنے کا اہل پایا۔ رضی اللہ عنہ

۳۷۳۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَبَادٍ يَحْيَى بْنُ عَبَادٍ حَدَّثَنَا

(۳۷۳۴) مجھ سے حسن بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو عبادہ یحییٰ بن عبادہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ماجشون نے

بیان کیا، انہیں عبداللہ بن دینار نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دن ایک شخص کو مسجد میں دیکھا کہ اپنا کپڑا ایک کونے میں پھیلا رہے تھے۔ انہوں نے کہا دیکھو یہ کون صاحب ہیں، کاش! یہ میرے قریب ہوتے۔ ایک شخص نے کہا اے ابو عبدالرحمن! کیا آپ انہیں نہیں پہچانتے؟ یہ محمد بن اسامہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابن دینار نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا سر جھکا لیا اور اپنے ہاتھوں سے زمین کریدنے لگے پھر بولے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھتے تو یقیناً آپ ان سے محبت فرماتے۔

(۳۷۳۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا، کہا ہم سے ابو عثمان نے بیان کیا اور ان سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیتے اور فرماتے اے اللہ! تو انہیں اپنا محبوب بنا کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔

(۳۷۳۶) اور نعیم نے ابن المبارک سے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے ایک مولیٰ (حرفہ) نے خبر دی کہ حجاج بن امیئ بن ام ایمن کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ (نماز میں) انہوں نے رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں ادا کیا۔ (امیئ بن ام ایمن، اسامہ رضی اللہ عنہما کے ماں کی طرف سے بھائی تھے۔ امیئ رضی اللہ عنہ قبیلہ انصار کے ایک فرد تھے) تو ابن عمر رضی اللہ عنہما ان سے کہا کہ (نماز) دوبارہ پڑھ لو۔

(۳۷۳۷) ابو عبداللہ (امام بخاری رحمہ اللہ) نے بیان کیا اور مجھ سے سلیمان بن عبدالرحمن نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن نمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے مولا حرفہ نے بیان کیا کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

الْمَاجِشُونَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: نَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا - وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ - إِلَى رَجُلٍ يَسْحَبُ ثِيَابَهُ فِي نَاحِيَةِ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: أَنْظُرْ مَنْ هَذَا؟ لَيْتَ هَذَا عِنْدِي. قَالَ لَهُ إِنْسَانٌ: أَمَا تَعْرِفُ هَذَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ هَذَا مُحَمَّدُ بْنُ أَسَمَةَ. فَقَطَّاعًا ابْنُ عُمَرَ رَأْسَهُ وَتَقَرَّ بِيَدَيْهِ فِي الْأَرْضِ، ثُمَّ قَالَ: لَوْ رَأَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَأَحَبَّهُ)).

۳۷۳۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُعَمَّرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أَسَمَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ أَحْبِبْهُمَا فَإِنِّي أَحِبُّهُمَا)).

[طرفہ فی: ۳۷۴۷، ۶۰۰۳].

۳۷۳۶- وَقَالَ نَعِيمٌ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مُعَمَّرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي مَوْلَى لَأَسَمَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ أَيْمَنَ ابْنَ أُمِّ أَيْمَنَ - وَكَانَ أَيْمَنُ ابْنُ أُمِّ أَيْمَنَ أَخَا أَسَمَةَ لِأُمِّهِ - وَهُوَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَرَأَاهُ ابْنُ عُمَرَ لَمْ يَتِمَّ رُكُوعُهُ وَلَا سُجُودُهُ فَقَالَ: (أَعِدْ)). [طرفہ فی: ۳۷۳۷].

۳۷۳۷- قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ﷺ: وَحَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ نَعِيمٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ مَوْلَى أَسَمَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ

کی خدمت میں حاضر تھے کہ حجاج بن ائمن (سجد کے) اندر آئے نہ انہوں نے رکوع پوری طرح ادا کیا تھا اور نہ سجدہ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا کہ نماز دوبارہ پڑھ لو، پھر جب وہ جانے لگے تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا حجاج بن ائمن ابن ام ائمن ہیں۔ اس پر آپ نے کہا اگر انہیں رسول اللہ ﷺ دیکھتے تو بہت عزیز رکھتے۔ پھر آپ نے حضور ﷺ کی اسامہ رضی اللہ عنہما اور ام ائمن رضی اللہ عنہما کی تمام اولاد سے محبت کا ذکر کیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا اور مجھ سے میرے بعض اساتذہ نے بیان کیا اور ان سے سلیمان نے کہ ام ائمن رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ کو گود لیا تھا۔

ائمن کے باپ یعنی ام ائمن کے پہلے خاوند کا نام عبید بن عمر حبشی تھا۔ ائمن جنگ حنین میں شہید ہو چکے تھے۔ ان ہی ام ائمن رضی اللہ عنہما کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما ہیں۔

باب حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما

کے فضائل کا بیان

علم اور زہد و تقویٰ میں یہ یکتائے روزگار تھے۔ اپنی حیات طیبہ میں ایک ہزار سے بھی زائد غلاموں کو آزاد کرایا۔ ۷۳ھ میں بمر ۸۳ یا ۸۶ سال ان کی شہادت ہوئی۔ حجاج نے اپنے اندرونی کینہ کی بنا پر زہر میں بچھے ہوئے ایک نیزے سے شہید کر دیا۔ رضی اللہ عنہما وارضاه۔ ان کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی۔

(۳۷۳۸) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے زہری نے، ان سے سالم نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب موجود تھے تو جب بھی کوئی شخص کوئی خواب دیکھتا، حضور ﷺ سے اسے بیان کرتا، میرے دل میں بھی یہ تمنا پیدا ہو گئی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور حضور اکرم ﷺ سے بیان کروں۔ میں ان دنوں کنوارا تھا اور نو عمر بھی تھا، میں آپ کے زمانے میں مسجد میں سویا کرتا تھا تو میں نے خواب میں دو فرشتوں کو دیکھا کہ مجھے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ بل دار کنویں کی طرح تہج در تہج تھی۔ کنویں ہی کی طرح اس کے بھی دو کنارے تھے اور اس کے اندر کچھ ایسے لوگ تھے جنہیں میں پہچانتا تھا، میں اسے دیکھتے ہی کہنے لگا،

يَمِنَا هُوَ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ إِذْ دَخَلَ الْحِجَابُ بْنُ أَيْمَنَ، فَلَمْ يَمِمْ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَقَالَ: أَعِذُ. فَلَمَّا وَلَّى قَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ: مَنْ هَذَا؟ قُلْتُ: الْحِجَابُ بْنُ أَيْمَنَ ابْنِ أُمِّ أَيْمَنَ. فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَوْ رَأَى هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَأَحْبَبَهُ. فَذَكَرَ حَبَّهُ وَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّ أَيْمَنَ)). قَالَ: وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي عَنْ سُلَيْمَانَ ((وَكَاثَتْ حَاضِنَةُ النَّبِيِّ ﷺ)). [راجع: ۳۷۳۶]

تَشْرِيحُ ائمن کے باپ یعنی ام ائمن کے پہلے خاوند کا نام عبید بن عمر حبشی تھا۔ ائمن جنگ حنین میں شہید ہو چکے تھے۔ ان ہی ام ائمن رضی اللہ عنہما کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما ہیں۔

۱۹- بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ

بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

تَشْرِيحُ ۳۷۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا رَأَى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَتَمَنَّتْ أَنْ أَرَى رُؤْيَا أَقْصُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَكُنْتُ غُلَامًا أَغْرَبَ، وَكُنْتُ أَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ، فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ النَّبْرِ، وَإِذَا لَهُمَا قَرْنَانِ كَقَرْنَيْ النَّبْرِ، وَإِذَا

دوزخ سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، دوزخ سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے بعد مجھ سے ایک دوسرے فرشتے کی ملاقات ہوئی، اس نے مجھ سے کہا کہ خوف نہ کھا۔ میں نے اپنا یہ خواب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔

فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ. فَجَعَلْتُ أَقُولُ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ. فَلَقِيتُ أَوْ فَلَقِيَهُ مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِي: لَنْ تُرَاعَ. لَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ)).

[راجع: ۴۴۰]

(۳۷۳۹) حضرت حفصہ نے حضور ﷺ سے میرا خواب بیان کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ عبد اللہ بہت اچھا لڑکا ہے۔ کاش! رات میں وہ تہجد کی نماز پڑھا کرتا۔ سالم نے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ اس کے بعد رات میں بہت کم سویا کرتے تھے۔

۳۷۳۹- ((لَقَصَصْتُهَا حَفْصَةَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: نِعَمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ، لَوْ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ)). قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا)).

[راجع: ۱۱۲۲]

(۳۷۴۰، ۳۷۴۱) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے زہری نے، ان سے سالم نے، ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بہن حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا، عبد اللہ نیک آدمی ہے۔

۳۷۴۰، ۳۷۴۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أُخْتِهِ حَفْصَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((إِنَّ عَبْدًا لِلَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ)).

[راجع: ۴۴۰، ۱۱۲۲]

باب حضرت عمار اور حذیفہ رضی اللہ عنہما

کے فضائل کا بیان

حضرت عمار بن یاسر عسی ہیں۔ بنو مخزوم کے آزاد کردہ اور حلیف تھے۔ ان کے مفصل حالات پیچھے بیان ہو چکے ہیں۔ جنگِ مہین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ۳۷ سال میں بصرہ ۹۳ سال وہیں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہما۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خاص رازداروں میں ہیں۔ شہداء ان میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کی وفات کا واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس رات بعد ۳۵ھ میں پیش آیا۔

(۳۷۴۲) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسراہیل نے بیان کیا، ان سے مغیرہ نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ میں جب شام آیا تو میں نے دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا کی، کہ اے اللہ! مجھے کوئی نیک ساتھی عطا فرما۔ پھر میں ایک قوم کے پاس آیا اور ان کی مجلس میں بیٹھ گیا، تھوڑی ہی دیر بعد ایک بزرگ

۲۰- بَابُ مَنَاقِبِ عَمَّارٍ وَحَذِيفَةَ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

تَشْرِيحُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: ((قَدِمْتُ الشَّامَ، فَصَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ قُلْتُ: اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا. فَأَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ، فَإِذَا

آئے اور میرے پاس بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ کوئی نیک ساتھی مجھے عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجھے عنایت فرمایا۔ انہوں نے دریافت کیا، تمہارا وطن کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا کوفہ ہے۔ انہوں نے کہا کیا تمہارے یہاں ابن ام عبد، صاحب اللعین، صاحب وسادہ، و مطرہ (یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نہیں ہیں؟ کیا تمہارے یہاں وہ نہیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی زبانی شیطان سے پناہ دے چکا ہے کہ وہ انہیں کبھی غلط راستے پر نہیں لے جاسکتا۔ (مراد عمار رضی اللہ عنہ سے تھی) کیا تم میں وہ نہیں ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے بہت سے بھیدوں کے حامل ہیں جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ (یعنی حضرت حذیفہؓ اس کے بعد انہوں نے دریافت فرمایا عبداللہ رضی اللہ عنہ آیت ”واللیل اذا یغشی“ کی تلاوت کس طرح کرتے ہیں؟ میں نے انہیں پڑھ کر سنائی کہ ”واللیل اذا یغشی والنار اذا تجلی والذکر والانشی“ اس پر انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی زبان مبارک سے مجھے بھی اسی طرح یاد کرایا تھا۔

مشہور روایت وما خلق الذکر والانشی ہی ہے۔ کہتے ہیں کہ پہلے یہ آیت یوں اترتی تھی، والذکر والانشی پھر وما خلق کا لفظ اس میں زیادہ ہوا لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہ ہوئی وہ پہلی قرأت ہی پڑھتے رہے۔

(۳۷۴۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے مغیرہ نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے بیان کیا کہ علقمہ رضی اللہ عنہ شام میں تشریف لے گئے اور مسجد میں جا کر یہ دعا کی، اے اللہ! مجھے ایک نیک ساتھی عطا فرما، چنانچہ آپ کو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی صحبت نصیب ہوئی۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟ عرض کیا کہ کوفہ سے۔ اس پر انہوں نے کہا، کیا تمہارے یہاں نبی کریم ﷺ کے رازدار نہیں ہیں کہ جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

شَيْخٌ لَمَّا جَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِي، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: أَبُو الدَّرْدَاءِ. فَقُلْتُ: إِنِّي دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُسَرِّ لِي جَلِيسًا صَالِحًا، فَيَسْرُ لِي. قَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ. قَالَ أَوَلَيْسَ عِنْدَكُمْ ابْنُ أُمِّ عَبْدِ صَاحِبِ النَّعْلَيْنِ وَالْوَسَادِ وَالْمِطْرَةِ؟ أَلَيْسَ الَّذِي أَجَارَهُ اللَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ؟ أَوْ لَيْسَ فِينَكُمْ صَاحِبُ سِرِّ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي لَا يَعْلَمُ أَحَدٌ غَيْرُهُ؟ ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ يَفْرَأُ عَبْدُ اللَّهِ: ﴿وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى﴾ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ: ﴿وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارُ إِذَا تَجَلَّى وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى﴾ قَالَ: وَاللَّهِ لَقَدْ أَقْرَأْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِيهِ إِلَى فِيٍّ)).

[راجع: ۲۳۸۷]

۳۷۴۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: ((ذَهَبَ عَلْقَمَةُ إِلَى الشَّامِ، فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ: اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا. فَجَلَسَ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ: أَبُو الدَّرْدَاءِ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ. قَالَ: أَلَيْسَ فِينَكُمْ - أَوْ مِنْكُمْ - صَاحِبُ السَّرِّ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ؟ يَغْنِي

(ان کی مراد حضرت ابو حذیفہ سے تھی۔) انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا جی ہاں موجود ہیں۔ پھر انہوں نے کہا کیا تم میں وہ شخص نہیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی شیطان سے اپنی پناہ دی تھی۔ ان کی مراد عمار رضی اللہ عنہ سے تھی۔ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں وہ بھی موجود ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے دریافت کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آیت ”واللیل اذا بغشى والنفار اذا تجلى“ کی قرأت کس طرح کرتے تھے؟ میں نے کہا کہ وہ (ما خلقی کے حذف کے ساتھ) ”والذکر والانی“ پڑھا کرتے تھے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ یہ شام والے ہمیشہ اس کوشش میں رہے کہ اس آیت کی تلاوت کو جس طرح میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، اس سے مجھے ہٹا دیں۔

باب حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

تشیع حضرت ابو عبیدہ عامر بن عبداللہ بن جراح فری قریشی ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ”اس امت کے امین ان کا لقب ہے۔ حبشہ کی طرف دو مرتبہ ہجرت کی۔ غزوہ احد میں آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک میں فولادی ٹوپ کی جو دو کڑیاں گھس گئی تھیں، جن کی وجہ سے حضور ﷺ کے دو دانت بھی شہید ہو گئے، ان کڑیوں کو چہرہ مبارک سے ان ہی بزرگ نے کھینچا تھا۔ قد کے لمبے، خوبصورت چہرہ والے، ہلکی ڈاڑھی والے تھے۔ عمواس کے طاعون میں ۱۸ھ میں بعمر ۵۸ سال شہید ہوئے۔ نماز جنازہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی۔

۳۷۴۴ (۳۷۴۳) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے ابو قلابہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر امت میں امین ہوتے ہیں اور اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں (رضی اللہ عنہ وارضاه)

۳۷۴۵ (۳۷۴۴) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے صلہ نے اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اہل نجران سے فرمایا، میں

حَذِيفَةَ. قَالَ: قُلْتُ بَلَى. قَالَ: أَلَيْسَ فِينَكُمْ - أَوْ مِنْكُمْ - الَّذِي أَجَارَهُ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ؟ يَغْيِي مِنَ الشَّيْطَانِ، يَغْيِي عَمَارًا، قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: أَلَيْسَ فِينَكُمْ - أَوْ مِنْكُمْ - صَاحِبُ السُّلُوكِ، وَالْوَسَادِ وَالسُّرَارِ؟ قَالَ: بَلَى. قَالَ: كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَقْرَأُ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى﴾؟ قُلْتُ: ﴿وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى﴾. قَالَ: مَا زَالَ بِي هَؤُلَاءِ حَتَّى كَادُوا يَسْتَنْزِلُونَنِي عَنْ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. (راجع: ۲۳۸۷)

۲۱ - بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۳۷۴۴ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا، وَإِنْ أَمِينُنَا أَمِينُهَا الْأُمَّةُ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)).

[طرفاه فی: ۴۳۸۲، ۷۲۵۵].

۳۷۴۵ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ عَنْ حَذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ

تمہارے یہاں ایک امین کو بھیجوں گا جو حقیقی معنوں میں امین ہوگا۔ یہ سن کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شوق ہوا لیکن آپؐ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

لَا هَلْ نَجْرَانِ: ((لَا نَعْتَنُّ - عَلَيْنَكُم، - آمِنًا حَقَّ آمِنِينَ)). فَأَشْرَفَ أَصْحَابُهُ، قَبَعَتْ أَبَا عُبَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

[أطرافه في: ٤٣٨٠، ٤٣٨١، ٧٣٥٤].

باب حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا بیان

بَابُ ذِكْرِ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ

یہ قریشی عدوی بزرگ صحابہ میں سے ہیں۔ اسلام سے پہلے بڑے بائکین سے رہا کرتے تھے۔ عمدہ ترین لباس زیب تن کیا کرتے۔ اسلام لانے کے بعد دنیا سے بے نیاز ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو پہلے ہی مبلغ بنا کر مدینہ بھیج دیا تھا۔ جب وہاں اسلام کی اشاعت ہو گئی تو حضور ﷺ کی اجازت سے انہوں نے مدینہ میں جمعہ قائم کر لیا۔ جنگ احد میں بعمر ۴۰ سال شہادت پائی۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کو اپنی شرائط کے مطابق کوئی حدیث اس باب کے تحت لانے کو نہ ملی ہوگی۔ اس لئے خالی باب منعقد کر کے حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے فضائل کی طرف اشارہ کر دیا کہ ان کے بھی فضائل مسلم ہیں جیسا کہ دوسری احادیث موجود ہیں۔

باب حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما

۲۲ - بَابُ مَنَاقِبِ الْحَسَنِ

کے فضائل کا بیان

وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

اور نافع بن جبیر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گلے سے لگایا۔

قَالَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((عَانَقَ النَّبِيُّ ﷺ الْحَسَنَ))

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد پیدائش ماہ رمضان ۳ھ میں ہوئی۔ اور وفات ۵۰ھ میں ہوئی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت شعبان ۴ھ میں ہوئی اور شہادت ۶۱ھ میں ہوئی۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔

(۳۷۴۶) ہم سے صدقہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو موسیٰ نے بیان کیا، ان سے حسن نے، انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے۔ آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور پھر حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اور فرماتے، میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

۳۷۴۶ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى عَنْ الْحَسَنِ سَمِعَ أَبَا بَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْمَنْبَرِ وَالْحَسَنُ إِلَى جَنْبِهِ، يَنْظُرُ إِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَإِلَيْهِ مَرَّةً وَيَقُولُ: ((ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)). [راجع: ۲۷۰۴]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق پیش گوئی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پوری ہوئی جب کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صلح سے جنگ کا ایک بڑا خطرہ ٹل گیا۔ اللہ والوں کی یہی نشانی ہوتی ہے کہ وہ خود نقصان برداشت کر لیتے ہیں مگر فتنہ فساد نہیں چاہتے۔

(۳۷۴۷) ہم سے مسدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معتمر

۳۷۴۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ

نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابو عثمان نے بیان کیا اور ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اور حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے ان سے محبت ہے تو بھی ان سے محبت رکھ۔ اوکما قال۔

(۳۷۴۸) مجھ سے محمد بن حسین بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حسین بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے محمد نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک عبید اللہ بن زیاد کے پاس لایا گیا اور ایک طشت میں رکھ دیا گیا تو وہ بد بخت اس پر لکڑی سے مارنے لگا اور آپ کے حسن اور خوبصورتی کے بارے میں بھی کچھ کہا (کہ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت چہرہ نہیں دیکھا) اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ انہوں نے دسمہ کا خضاب استعمال کر رکھا تھا۔

(۳۷۴۹) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عدی نے خبر دی، کہا کہ میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے کندھے مبارک پر تھے اور آپ یہ فرما رہے تھے کہ اے اللہ! مجھے اس سے محبت ہے تو بھی اس سے محبت رکھ۔

(۳۷۵۰) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا کہ مجھے عمر بن سعید بن ابی حسین نے خبر دی، انہیں ابن ابی ملیکہ نے، ان سے عقبہ بن حارث نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھائے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں، میرے باپ ان پر فدا ہوں۔ یہ نبی کریم ﷺ سے مشابہ ہیں، علی سے نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وہیں مسکرا رہے تھے۔

(۳۷۵۱) مجھ سے یحییٰ بن معین اور صدقہ نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں

قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنُ وَيَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا. أَوْ كَمَا قَالَ)). [راجع: ۳۷۳۵]

۳۷۴۸- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((أَبَى عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زَيَْادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ فِي طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا، فَقَالَ أَنَسٌ: كَانَ أَشَبَّهُهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ)).

۳۷۴۹- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيٌّ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، وَالْحَسَنَ عَلَى عَاتِقِهِ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ)).

۳۷۵۰- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ أَبِي حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: ((رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَحَمَلَ الْحَسَنَ وَهُوَ يَقُولُ: يَا بِي شَيْئًا بِالنَّبِيِّ. وَلَيْسَ شَيْئًا بِعَلِيِّ. وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ)). [راجع: ۳۵۴۲]

۳۷۵۱- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَصَدَقَةُ

محمد بن جعفر نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں واقد بن محمد نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ (کی خوشنودی) آپ کے اہل بیت کے ساتھ (محبت و خدمت کے ذریعہ) تلاش کرو۔

قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((قَالَ أَبُو بَكْرٍ: ارْتَبُوا مُحَمَّدًا ﷺ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ)).

[راجع: ۳۷۱۳]

(۳۷۵۲) محمد سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں زہری نے اور انہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے، اور عبدالرزاق نے بیان کیا کہ ہمیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ اور کوئی شخص نبی کریم ﷺ سے زیادہ مشابہ نہیں تھا۔

۳۷۵۲- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ. وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسٌ قَالَ: ((لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ)).

عبدالرزاق کی روایت کو امام احمد اور عبد بن حمید نے روایت کیا ہے۔ اس سند کے بیان کرنے سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ زہری رحمہ اللہ کا سماع حضرت انس سے ثابت ہو جائے۔

(۳۷۵۳) محمد سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابی یعقوب نے، انہوں نے ابن ابی نعیم سے سنا اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا اور کسی نے ان سے محرم کے بارے میں پوچھا تھا، شعبہ نے بیان کیا کہ میرے خیال میں یہ پوچھا تھا کہ اگر کوئی شخص (احرام کی حالت میں) مکھی مار دے تو اسے کیا کفارہ دینا پڑے گا؟ اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، عراق کے لوگ مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں جب کہ یہی لوگ رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو قتل کر چکے ہیں، جن کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ دونوں (نواسے حسن و حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

۳۷۵۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي نَعِيمٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ - قَالَ: اللَّهُ بْنُ عُمَرَ - وَسَأَلَهُ عَنِ الْمُحْرَمِ - قَالَ: شُعْبَةُ أَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذَّبَابَ - فَقَالَ: أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنِ الذَّبَابِ! وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ ابْنَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((هُمَا رِيحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا)).

[طرفہ فی : ۵۹۹۴]

گلزار رسالت کے ان ہر دو پھولوں کے مناقب بیان کرنے کے لیے وفات کی ضرورت ہے۔ احادیث مذکورہ سے ان کے مناقب کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مسئلہ پوچھنے والا ایک کوئی تھا جنہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ اسی دن سے یہ مثال ہو گئی الکوفی لا یولی یعنی کوفہ والے وفادار نہیں ہوتے۔

باب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ

۲۳- بَابُ مَنَاقِبِ بِلَالِ بْنِ رِبَاحٍ

کے فضائل

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جنت میں اپنے آگے میں نے تمہارے قدموں کی چاپ سنی تھی۔

رسول کریم ﷺ کے مشہور مؤذن ہیں جن کے حالات بڑی تفصیل چاہتے ہیں۔ اسلام لانے پر اہل مکہ نے ان کو بہت ہی ستایا تھا۔ خود امیہ بن خلف اپنے ہاتھ سے ان کو انتہائی اذیت دیتا تھا۔ خدا کی شان کہ جنگ بدر میں یہ ملعون حضرت بلالؓ کی تلوار سے داخل جہنم ہوا۔ اصلاً یہ حبشی تھے ۲۰ھ میں دمشق میں ان کا انتقال ہوا۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

۳۷۵۴- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((كَانَ عُمَرُ يَقُولُ : أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا، وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا. يَعْنِي بِلَالًا)).

۳۷۵۵- حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ غُبَيْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ ((أَنَّ بِلَالًا قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ : إِنْ كُنْتَ اشْتَرَيْتَنِي لِنَفْسِكَ فَأَمْسِكْنِي، وَإِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِي لِلَّهِ فَلَدَعْنِي وَعَمَلْ اللَّهُ)).

۳۷۵۳) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن ابی سلمہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے کہا ہم کو جابر بن عبد اللہ نے خبر دی کہ حضرت عمرؓ کما کرتے تھے کہ ابو بکرؓ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کو انہوں نے آزاد کیا ہے۔ ان کی مراد حضرت بلال حبشیؓ سے تھی۔

۳۷۵۵) ہم سے ابن نمیر نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبید نے کہا، ہم سے اسماعیل نے بیان کیا اور ان سے قیس نے کہ حضرت بلالؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا، اگر آپ نے مجھے اپنے لیے خریدا ہے تو پھر اپنے پاس ہی رکھئے اور اگر اللہ کے لیے خریدا ہے تو پھر مجھے آزاد کر دیجئے اور اللہ کے راستے میں عمل کرنے دیجئے۔

ہوا یہ تھا کہ بلالؓ سے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد مبرنہ ہو سکا، ہر وقت اذان میں آپ کا نام آتا، آپ کی یاد سے قبر شریف کو دیکھ کر زخم تازہ ہوتا۔ اس لیے بلالؓ مدینہ منورہ سے چلے گئے، چھ مہینے کے بعد آئے تو آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا، فرماتے ہیں، بلال! کیا ظلم ہے، تو نے ہم کو چھوڑ دیا۔ بلال نے حضرت فاطمہؓ کا پوچھا، معلوم ہوا کہ انتقال پا گئیں۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بلا کر گلے لگایا، خوب روئے۔ لوگوں نے حسنؓ سے کہا آپ کو تو بلال اذان دیں گے۔ انہوں نے فرمائش کی، بلالؓ اذان کے لیے کھڑے ہوئے جب اشہد ان محمد رسول اللہ پر پہنچے تو روتے روتے بے ہوش ہو کر گرے، لوگ بھی رونے لگے۔ نبی اکرم ﷺ کی یاد سے ایک کھرام بچ گیا۔ اللہم صل علیہ وبارک وسلم۔ ہمارے پیرو مرشد شیخ احمد مجددؓ فرماتے ہیں، بلالؓ حبشی تھے۔ اذان میں اشد کے بدل اشد کہتے شین کو سین کہتے مکران کا اسد ہم لوگوں کے ہزار بار اشد پر فضیلت رکھتا تھا۔ وہ عاشق رسول تھے ہم گنگا بہاؤ کار، یا اللہ! بلالؓ کے کفش برداروں ہی میں ہم کو رکھ لے آمین یا رب العالمین (وحیدی)

باب حضرت عبد اللہ بن عباسؓ

کا ذکر خیر

۲۴- بَابُ ذِكْرِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُمَا

یہ ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے تھے، بڑے عالم، تفسیر قرآن میں ماہر، علوم ظاہری اور باطنی میں بے نظیر تھے۔ ۶۸ھ میں

طائف میں انتقال ہوا۔ محمد بن حنفیہ نے ان پر نماز پڑھائی۔

۳۷۵۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَمَنِي النَّبِيُّ إِلَى صَدْرِهِ وَقَالَ ((اللَّهُمَّ عَلِّمْنِي الْحِكْمَةَ)). [راجع: ۷۵]

(۳۷۵۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے عکرمہ نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، مجھے نبی کریم ﷺ نے سینے سے لگایا اور فرمایا اے اللہ! اسے حکمت کا علم عطا فرما۔

آنحضرت ﷺ کی دعا کی برکت تھی کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ علوم قرآن میں سب پر فوقیت لے گئے۔

باب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

۲۵- بَابُ مَنَاقِبِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ

کے فضائل کا بیان

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

یہ بڑے بہادر تھے۔ ان کا نسب نامہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ مروہ بن کعب میں مل جاتا ہے۔ چالیس سال سے کچھ زائد عمر یا کر ۲۱ ھ میں شرمص میں انتقال ہوا۔

۳۷۵۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى زَيْدًا وَجَعَفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ: ((أَخَذَ الرَّأْيَةَ زَيْدٌ فَأَصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأَصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأَصِيبَ - وَغَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ - حَتَّى أَخَذَهَا سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ - حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ)). [راجع: ۱۲۴۶]

(۳۷۵۷) ہم سے احمد بن واقد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی اہل بیت کے پہنچنے سے پہلے زید، جعفر اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر صحابہ کو سنا دی تھی، آپ نے فرمایا کہ اب اسلامی علم کو زید رضی اللہ عنہ لے ہوئے ہیں اور وہ شہید کر دیئے گئے۔ اب جعفر رضی اللہ عنہ نے علم اٹھالیا اور وہ بھی شہید کر دیئے۔ اب ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علم اٹھالیا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر آپ نے فرمایا، اور آخر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) نے علم اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔

باب حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم رضی اللہ عنہ

کے فضائل کا بیان

۲۶- بَابُ مَنَاقِبِ سَالِمِ مَوْلَى أَبِي

حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۳۷۵۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: ذَكَرَ عَبْدُ اللَّهِ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ

(۳۷۵۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے ابراہیم نے اور ان سے مسروق نے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے یہاں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

کا ذکر ہوا، تو انہوں نے کہا میں ان سے ہمیشہ محبت رکھوں گا کیونکہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ چار اشخاص سے قرآن سیکھو، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، آنحضرت ﷺ نے ابتداء عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی کی اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ سالم، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے پوری طرح یاد نہیں کہ حضور ﷺ نے پہلے ابی بن کعب کا ذکر کیا یا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ۔

بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ : ذَاكَ رَجُلٌ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ
بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ :
(اسْتَفْرُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ : مِنْ عَبْدِ
اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَبْدًا بِهِ ، وَسَلَامٍ مَوْلَى أَبِي
حُذَيْفَةَ ، وَأَبِي بِنِ كَعْبٍ ، وَمَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ .
قَالَ : لَا أَذْرِي ، بَدَأَ بِأَبِي أَوْ بِمَعَاذٍ) .

[أصرافه في : ٣٧٦٠ ، ٣٨٠٦ ، ٣٨٠٨ ،

٤٩٩٩] .

حضرت سالم رضی اللہ عنہ اصل میں فارسی تھے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کے غلام تھے، بڑے فاضل اور قاری قرآن تھے۔

باب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

کے فضائل کا بیان

۲۷- بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

یہ بنی ہرل میں سے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے خادم خاص، سفر اور حضر میں ہر جگہ آپ کی خدمت کرتے، پستہ قد اور نحیف تھے۔ علم کے لحاظ سے بہت بڑے عالم زاہد اور فقیہ تھے۔ ساٹھ سال سے زائد عمر پا کر ۳۲ھ میں انتقال کیا۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

(۳۷۵۹) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے بیان کیا، کہا میں نے ابوواکل سے سنا، کہا کہ میں نے مسروق سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک پر کوئی برا کلمہ نہیں آتا تھا اور نہ آپ کی ذات سے یہ ممکن تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ تم میں سب سے زیادہ عزیز مجھے وہ شخص ہے جس کے عادات و اخلاق سب سے عمدہ ہوں۔

(۳۷۶۰) اور آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید چار آدمیوں سے سیکھو، عبداللہ بن مسعود، ابو حذیفہ کے مولیٰ سالم، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہم)

۳۷۵۹- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ
قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوقًا قَالَ : قَالَ عَبْدُ اللَّهِ
بْنُ عَمْرٍو : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ
فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا . وَقَالَ : ((إِنَّ مِنْ
أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا)) .

[راجع: ۳۵۵۹]

۳۷۶۰- وَقَالَ : ((اسْتَفْرُوا الْقُرْآنَ مِنْ
أَرْبَعَةٍ : مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ، وَسَلَامٍ
مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ ، وَأَبِي بِنِ كَعْبٍ ، وَمَعَاذِ
بِنِ جَبَلٍ)) . [راجع: ۳۷۵۸]

(۳۷۶۱) ہم سے موسیٰ نے بیان کیا، ان سے ابو عوانہ نے، ان سے مغیرہ نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے کہ میں شام پہنچا تو سب سے پہلے میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور یہ دعا کی کہ اے اللہ!

۳۷۶۱- حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ أَبِي عَوَانَةَ
عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ
((دَخَلْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ فَقُلْتُ :

مجھے کسی (نیک) ساتھی کی محبت سے فیض یابی کی توفیق عطا فرما۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ آرہے ہیں۔ جب وہ قریب آگئے تو میں نے سوچا کہ شاید میری دعا قبول ہو گئی ہے۔ انہوں نے دریافت فرمایا: آپ کا وطن کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں کوفہ کا رہنے والا ہوں، اس پر انہوں نے فرمایا: کیا تمہارے یہاں صاحب نعلین، صاحب وسادہ و مطرہ (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نہیں ہیں؟ کیا تمہارے یہاں وہ صحابی نہیں ہیں جنہیں شیطان سے (اللہ کی) پناہ مل چکی ہے۔ (یعنی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ) کیا تمہارے یہاں سربستہ رازوں کے جاننے والے نہیں ہیں کہ جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا (پھر دریافت فرمایا) ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) آیت واللیل کی قرأت کس طرح کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ ﴿واللیل اذا يغشى والنهار اذا تجلّى والذكر والاُنثى﴾ آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی زبان مبارک سے اسی طرح سکھایا تھا۔ لیکن اب شام والے مجھے اس طرح قرات کرنے سے مٹانا چاہتے ہیں۔

(۳۷۶۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، ان سے عبدالرحمن بن زید نے بیان کیا کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ صحابہ میں نبی کریم ﷺ سے عادات و اخلاق اور طور و طریق میں سب سے زیادہ قریب کون سے صحابی تھے؟ تاکہ ہم ان سے سیکھیں۔ انہوں نے کہا کہ اخلاق، طور و طریق اور سیرت و عادت میں ابن ام عبد سے زیادہ آنحضرت ﷺ سے قریب اور کسی کو میں نہیں سمجھتا۔

ابن ام عبد سے مراد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۳۷۶۳) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، کہا کہ مجھ سے اسود بن یزید نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں اور میرے بھائی یمن سے (مدینہ طیبہ) حاضر ہوئے اور ایک

اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا. فَرَأَيْتُ شَيْخًا مُّقْبِلًا، فَلَمَّا دَنَا قُلْتُ: أَرَجُوا أَنْ يَكُونَ اسْتَجَابَ اللَّهُ. قَالَ: مِنْ أَيْنَ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ. قَالَ: أَفَلَمْ يَكُنْ فِيكُمْ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوَسَادِ الْمِطْرَةِ؟ أَوْ لَمْ يَكُنْ فِيكُمْ الَّذِي أُجِيرَ مِنَ الشَّيْطَانِ؟ أَوْ لَمْ يَكُنْ فِيكُمْ صَاحِبُ السَّرِّ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ؟ كَيْفَ قَرَأَ ابْنُ أُمِّ عَدْبٍ ﴿وَاللَّيْلِ﴾ فَرَأْتُ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى، وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى، وَالذَّكَرَ وَالْأُنْثَى﴾ قَالَ: أَقْرَأْتِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْ إِلَى فِي، فَمَا زَالَ هَؤُلَاءِ حَتَّى كَادُوا يَرُدُّونِي)).

۳۷۶۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: ((سَأَلْنَا حَذِيفَةَ عَنْ رَجُلٍ قَرِيبِ السَّمْتِ وَالْهَدْيِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى نَأْخُذَ عَنْهُ، فَقَالَ: مَا أَعْرِفُ أَحَدًا أَقْرَبَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَذَلًّا بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنْ ابْنِ أُمِّ عَدْبٍ)). [طرفه في: ۶۰۹۷].

۳۷۶۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَعْلَاءٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَوْسُفَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ يَقُولُ: ((قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنْ

زمانے تک یہاں قیام کیا۔ ہم اس پورے عرصہ میں یہی سمجھتے رہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے گھرانے ہی کے ایک فرد ہیں، کیونکہ حضور ﷺ کے گھر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کا (بکثرت) آنا جانا ہم خود دیکھا کرتے تھے۔

الْيَمَنَ، فَمَكَثْنَا حِينَا مَا نَرَى إِلَّا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ، لَمَّا نَرَى مِنْ دُخُولِهِ وَدُخُولِ أُمِّهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ)). [طرفہ فی: ۲۴۳۸۴]

باب حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا بیان

۲۸- بَابُ ذِكْرِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ

(ہڑوں کی لغزش) حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم کی خدمات سنہری حرفوں سے لکھنے کے قاتل ہیں مگر کوئی انسان بھول چوک سے معصوم نہیں ہے۔ صرف انبیاء علیہم السلام کی ذات ہے جن کی حفاظت اللہ پاک خود کرتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ذکر کے سلسلے میں مولانا مرحوم کے قلم سے ایک نامناسب بیان نکل گیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں:

”مترجم کتاب ہے، صحابیت کا ادب ہم کو اس سے مانع ہے کہ ہم معاویہ کے بارے میں کچھ کہیں۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ ان کے دل میں آنحضرت ﷺ کے اہل بیت کی محبت نہ تھی۔ مختصر“

دلوں کا جاننے والا صرف باری تعالیٰ ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں مرحوم کا یہ لکھنا مناسب نہ تھا۔ خود ہی صحابیت کے ادب کا اعتراف بھی ہے اور خود ہی ان کے ضمیر پر حملہ بھی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی اس لغزش کو معاف فرمائے اور حشر کے میدان میں سب کو آیت کریمہ ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَيْلٍ﴾ (الاعراف: ۴۳) کا مصداق بنائے آمین۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں اور حضرت ابوسفیان رسول کریم ﷺ کے چچا ہوتے ہیں بعمر ۸۲ سال ۶۱۰ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شہر دمشق میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

(۳۷۶۴) کہا ہم سے حسن بن بشیر نے بیان کیا، ان سے عثمان بن اسود نے اور ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی۔ وہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ (کریب) بھی موجود تھے۔ جب وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک رکعت وتر کا ذکر کیا، اس پر انہوں نے کہا، کوئی حرج نہیں ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے۔

۳۷۶۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بَشِيرٍ حَدَّثَنَا الْمُعَاوِيَةُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: ((أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَأَتَى ابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: دَعَا فَإِنَّهُ صَحَبَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)).

[طرفہ فی: ۳۷۶۵]

یقیناً ان کے پاس حضور ﷺ کے قول و فعل سے کوئی دلیل ہوگی۔

(۳۷۶۵) ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے نافع بن عمر نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ انہوں نے وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ خود فقیہ ہیں۔

۳۷۶۵- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قِيلَ لَابْنِ عَبَّاسٍ: هَلْ لَكَ فِي إِمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ فَإِنَّهُ مَا أَوْتَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ، قَالَ: ((إِنَّهُ فَقِيهٌ)). [راجع: ۳۷۶۴]

ایک رکعت خود رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ غالباً اسی حدیث پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا عمل تھا۔ جماعت اہل حدیث کا آن بھی اکثر اسی حدیث پر عمل ہے۔ یوں تو ۳-۵-۷ رکعات وتر بھی جائز ہیں مگر وتر آخری ایک رکعت ہی کا نام ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو فقیہ جانتے تھے اور ان کے عمل شرعی کو حجت گردانتے تھے۔ اس سے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ثابت ہوتی ہے اور یہی ترجمہ باب سے مطابقت ہے۔

۳۷۶۶- حَدَّثَنِي عُمَرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((إِنَّكُمْ لَتَصَلُّونَ صَلَاةً لَقَدْ صَحَّبْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيْهَا، وَلَقَدْ نَهَى عَنْهُمَا، يَعْنِي الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ)). [راجع: ۵۸۷]

(۳۷۶۶) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوالتیاح نے بیان کیا، انہوں نے حمران بن ابان سے سنا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کما تم لوگ ایک خاص نماز پڑھتے ہو۔ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی صحبت میں رہے اور ہم نے کبھی آپ کو اس وقت نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ بلکہ آپ نے تو اس سے منع فرمایا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مراد عصر کے بعد دو رکعت نماز سے تھی۔ (جسے اس زمانے میں بعض لوگ پڑھتے تھے)

باب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان

اور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ

فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

۲۹- بَابُ مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهَا وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ

نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

آنحضرت ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحب زادی اور آپ کو نہایت عزیز تھیں۔ ان کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ۲ھ میں ہوا۔ حسن رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ اور محسن رضی اللہ عنہ تین لڑکے اور تین لڑکیاں زینب، ام کلثوم اور رقیہ پیدا ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے چھ مہینے یا آٹھ مہینے بعد ان کا انتقال ہوا۔ چوبیس، یا انیس یا تیس برس کی عمر پائی علی اختلاف الاقوال۔ (بیہقی و حیدری)

۳۷۶۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُمَرُو بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ عَنْ الْمَسْنُونِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، فَمَنْ أَعْصَاهَا أُغْضِيَهَا)).

(۳۷۶۷) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

اس حدیث کو امام بخاری رضی اللہ عنہ نے باب علامات النبوة میں دوسری سند سے وصل کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث قوی دلیل ہے اس بات پر کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے زمانہ والی اور اپنے بعد والی سب عورتوں سے افضل ہیں۔

باب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

۳۰- بَابُ فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهَا

کی فضیلت کا بیان

ان کی کنیت ام عبداللہ تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں اور رسول کریم ﷺ کی خاص پیاری بیوی ہیں۔ بڑی ہی

عالمہ، فاضلہ، مجتہدہ اور فصیح البیان تھیں۔ خلافت معاویہ تک زندہ رہیں۔ ۵۸ ہجری میں وفات پائی۔ رمضان المبارک کی ۲۷ تاریخ کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما وارضاہا۔

۳۷۶۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: إِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا: ((يَا عَائِشَةُ هَذَا جِبْرِيلُ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ. فَقُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، تَرَى مَا لَا أَرَى. تُرِيدُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ)).

(۳۷۶۸) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا، اے عائشہ! یہ جبریل علیہ السلام تشریف رکھتے ہیں اور تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے اس پر جواب دیا وعلیہ السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ، آپ وہ چیز ملاحظہ فرماتے ہیں جو مجھ کو نظر نہیں آتی۔

[راجع: ۱۳۲۱۷]

آپ کی مراد نبی کریم ﷺ سے تھی۔

۳۷۶۹- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: وَحَدَّثَنَا عُمَرُو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُمَرُو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَمَلُ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْتَمُ بِنْتِ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ. وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ)).

(۳۷۶۹) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا (امام بخاری رحمہ اللہ نے) اور ہم سے عمرو نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں عمرو بن مرہ نے، انہیں مرہ نے اور انہیں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مردوں میں تو بہت سے کامل پیدا ہوئے لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی آسیہ کے سوا اور کوئی کامل پیدا نہیں ہوئی اور عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت بقیہ تمام کھانوں پر ہے۔

[راجع: ۱۳۴۱۱]

۳۷۷۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى الطَّعَامِ)).

(۳۷۷۰) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عبد الرحمن نے انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔

۳۷۷۱- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

(۳۷۷۱) محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب بن

عبدالحمید نے بیان کیا، ہم سے ابن عون نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار پڑیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عیادت کے لئے آئے اور عرض کیا، ام المؤمنین! آپ تو سچے جانے والے کے پاس جا رہی ہیں یعنی رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر کے پاس۔ (عالم برزخ میں ان سے ملاقات مراد تھی)

عَنْدُ الْوُهَابِ بْنِ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ((أَنَّ عَائِشَةَ اشْتَكَتْ، فَجَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ، تَقْدَمِينَ عَلَى فَرَطٍ صِدْقٍ، عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَلَى أَبِي بَكْرٍ)).

[طرفاء فی: ۴۷۵۳، ۴۴۵۴]

(۳۷۷۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے اور انہوں نے ابوالاکل سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب علی رضی اللہ عنہ نے عمار اور حسن رضی اللہ عنہما کو کوفہ بھیجا تھا تا کہ لوگوں کو اپنی مدد کے لیے تیار کریں تو عمار رضی اللہ عنہ نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا، مجھے بھی خوب معلوم ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں آزمانا چاہتا ہے کہ دیکھے تم علی رضی اللہ عنہ کا اتباع کرتے ہو (جو برحق خلیفہ ہیں) یا عائشہ رضی اللہ عنہا کا۔

۳۷۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ: ((لَمَّا بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارًا وَالْحَسَنَ إِلَى الْكُوفَةِ لِيَسْتَنْصِرَهُمَا، خَطَبَ عَمَّارٌ فَقَالَ: إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّهَا زَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَلَكِنَّ اللَّهَ ابْتَلَاكُمْ لِيَتَّبِعُوهُ أَوْ يَأْهَبُوا)).

[طرفاء فی: ۷۱۰۰، ۷۱۰۱]

تشریح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لوگوں کے بھڑکانے میں آگئیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس بات پر لڑنے کو مستعد ہو گئیں کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص نہیں لیتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ کہتے تھے کہ پہلے سب لوگوں کو ایک ہو جانے دو، پھر اچھی طرح دریافت کر کے جس پر قتل ثابت ہو گا اس سے قصاص لیا جائے گا۔ خدا کے حکم سے یہ آیت مراد ہے ﴿وَقَدْ فِیْ بُیُوتِكُمْ﴾ (الاحزاب: ۳۳) جو خاص آنحضرت ﷺ کی بیویوں کے لیے اتری ہے۔ یہاں تک ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں میں تو اونٹ پر سوار ہو کر حرکت کرنے والی نہیں جب تک آنحضرت ﷺ سے نہ مل جاؤں یعنی مرنے تک اپنے گھر میں رہوں گی۔ حافظ نے کہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ یہ سب حضرات مجتہد تھے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ مسلمانوں میں آپس کے اندر اتفاق کرا دینا ضروری ہے اور یہ اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے قصاص نہ لیا جاتا۔ (وحیدی)

(۳۷۷۳) ہم سے عید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ (نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں جانے کے لیے) آپ نے (اپنی بہن) اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک ہار عاریتاً لے لیا تھا، اتفاق سے وہ راستے میں کیس گم ہو گیا۔ حضور ﷺ نے اسے تلاش کرنے کے لیے چند صحابہ کو بھیجا۔ اس دوران میں نماز کا وقت ہو گیا تو ان حضرات نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی پھر جب آنحضرت ﷺ کی

۳۷۷۳- حَدَّثَنَا غُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ ((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا، فَأَذَرَكْتَهُمُ الصَّلَاةَ، فَصَلُّوا بِغَيْرِ وُضُوءٍ، فَلَمَّا أَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ شَكُّوا ذَلِكَ إِلَيْهِ،

خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ سے صورت حال کے متعلق عرض کیا، اسکے بعد تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ اس پر اسید بن خضیرؓ نے کہا، تمہیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ خدا کی قسم تم پر جب بھی کوئی مرحلہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے نکلنے کی سبیل تمہارے لیے پیدا کر دی اور تمام مسلمانوں کے لیے بھی اس میں برکت پیدا فرمائی۔

(۳۷۷۴) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے کہ رسول کریم ﷺ اپنے مرض الوفا میں بھی ازواجِ مطہرات کی باری کی پابندی فرماتے رہے البتہ یہ دریافت فرماتے رہے کہ کل مجھے کس کے یہاں ٹھہرنا ہے؟ کیونکہ آپؐ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے خواہاں تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب میرے یہاں قیام کا دن آیا تو آپؐ کو سکون ہوا۔

اب آپؐ نے یہ پوچھنا چھوڑ دیا کہ کل میں کہاں رہوں گا۔ حافظ نے سبکی سے نقل کیا کہ ہمارے نزدیک پہلے حضرت فاطمہ افضل ہیں پھر خدیجہؓ پھر عائشہ رضی اللہ عنہا۔ امام ابن تیمیہؒ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا میں توقف کیا ہے۔ امام ابن قیمؒ نے کہا، اگر فضیلت سے مراد کثرتِ ثواب ہے تب تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اگر علم مراد ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔ اگر خاندانی شرافت مراد ہے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔

(۳۷۷۵) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے کہا، ہم سے ہشام نے، انہوں نے اپنے والد (عروہ) سے، انہوں نے کہا کہ لوگ آنحضرت ﷺ کو تحفے بھیجتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میری سوکھیں سب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور ان سے کہا، اللہ کی قسم لوگ جان بوجھ کر اپنے تحفے اس دن بھیجتے ہیں جس دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری ہوتی ہے۔ ہم بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اپنے لیے فائدہ چاہتی ہیں۔ اس لیے تم آنحضرت ﷺ سے کہو کہ آپؐ لوگوں کو فرمادیں کہ میں جس بھی بیوی کے پاس ہوں جس کی بھی باری ہو اسی گھر میں تحفے بھیج دیا کرو۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات آنحضرت ﷺ کے سامنے بیان کی، آپؐ نے کچھ بھی جواب نہیں دیا۔

فَنَزَلَتْ آيَةُ التِّيمُّمِ، فَقَالَ أَسِيدُ بْنُ خُضَيْرٍ: جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا، فَوَ اللَّهُ مَا نَزَلَ بِكَ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكَ مِنْهُ مَخْرَجًا، وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكََةً)).

[راجع: ۳۳۴]

۳۷۷۴- حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا كَانَ فِي مَرَضِهِ جَعَلَ يَدُورُ فِي نِسَابِهِ وَيَقُولُ: ((أَيْنَ أَنَا غَدًا؟)) جَوْصًا عَلَى بَيْتِ عَائِشَةَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي سَكَنَ)).

[راجع: ۸۹۰]

لَشَيْخٍ اَفْضَلُ فِيْهِمْ پھر خدیجہؓ پھر عائشہ رضی اللہ عنہا۔ امام ابن تیمیہؒ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا میں توقف کیا ہے۔ امام ابن قیمؒ نے کہا، اگر فضیلت سے مراد کثرتِ ثواب ہے تب تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اگر علم مراد ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔ اگر خاندانی شرافت مراد ہے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔

۳۷۷۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَأْهُمُ يَوْمَ عَائِشَةَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَا: يَا أُمِّ سَلَمَةَ، وَاللَّهِ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَأْهُمُ يَوْمَ عَائِشَةَ، وَإِنَّا نُرِيدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيدُهُ عَائِشَةُ، فَمُرِّي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَأْمُرَ النَّاسَ أَنْ يُهْدُوا إِلَيْهِ حَيْثُمَا كَانَ، أَوْ حَيْثُمَا دَارَ. قَالَتْ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ أُمِّ سَلَمَةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ فَاعْرَضَ عَنِّي فَلَمَّا

عَاذَ إِلَهِيْ ذِكْرْتُ لَهُ ذَلِكَ، فَأَغْرَعَنِي سَمِي
فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ ذِكْرْتُ لَهُ فَقَالَ: ((يَا
أُمِّ سَلَمَةَ، لَا تُؤْذِينِي فِي عَابِثَةٍ. فَإِنَّهُ
وَاللَّهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي لِحَافٍ
امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ غَيْرَهَا)). [راجع: ۲۵۷۴]

انہوں نے دوبارہ عرض کیا جب بھی جواب نہ دیا۔ پھر تیسری بار عرض
کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا! عائشہ رضی اللہ عنہا کے
بارے میں مجھ کو نہ ستاؤ۔ اللہ کی قسم! تم میں سے کسی بیوی کے لحاف
میں (جو میں اوڑھتا ہوں سوتے وقت) مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی ہاں
(عائشہ کا مقام یہ ہے) ان کے لحاف میں وحی نازل ہوتی ہے۔

تفسیر حافظ نے کہا اس سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر لازم نہیں آتی بلکہ ان بیویوں پر فضیلت نکلتی ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانہ میں موجود تھیں اور ان کے کپڑوں میں وحی نازل ہونے کی وجہ یہ ممکن ہے کہ ان کے والد ماجد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے خاص ساتھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی صاحبزادی کو بھی یہ برکت دی۔ یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی خاص پیاری بیوی تھیں یا یہ وجہ ہو کہ وہ کپڑوں کو بہت صاف رکھتی ہوں گی۔ الغرض ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ دوسری حدیث میں ہے کہ پھر ان بیویوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سفارش کرائی۔ آپؐ نے فرمایا کہ بیٹی اگر تو مجھ کو چاہتی ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کر۔ انہوں نے کہا کہ اب میں اس بارے میں کوئی دخل نہ دوں گی۔ قسطلانی اور کرمانی نے کہا ہے کہ احادیث کی گنتی کی رو سے اس مقام پر صحیح بخاری کا نصف اول پورا ہو جاتا ہے۔ گوپاروں کے لحاظ سے پندرہویں پارہ پر نصف اول پورا ہوتا ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پندرہواں پارہ

۶۳- کتاب مناقب الانصار

انصار کے مناقب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب انصار رضوان اللہ علیہم کی فضیلت کا بیان

اللہ نے میں فرمایا جو لوگ پہلے ہی ایک گھر میں (یعنی مدینہ میں) جم گئے ایمان کو بھی جمادیا جو مسلمان ان کے پاس ہجرت کر کے جاتے ہیں اس سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو (مال غنیمت میں سے) جو ہاتھ آئے اس سے ان کا دل نہیں کڑھتا بلکہ اور خوش ہوتے ہیں۔

الحمد للہ آج ۶ ذی قعدہ ۱۳۹۱ھ کو مسجد الہدیث سورت اور مسجد الہدیث دریاؤں میں پارہ نمبر ۱۵ کی تسوید کا کام شروع کر رہا ہوں اللہ پاک قلم کو لغزش سے بچائے اور فہم حدیث کے لئے دل و دماغ میں روشنی عطا فرمائے۔ مسجد اہل حدیث دریاؤں میں فن حدیث و تفسیر سے بیشتر کتب کا بہترین ذخیرہ محفوظ ہے۔ اللہ پاک ان بزرگوں کو ثواب عظیم بخشے جنہوں نے اس پاکیزہ ذخیرہ کو یہاں جمع فرمایا۔ موجودہ اکابر جماعت دریاؤں کو بھی اللہ پاک جزائے خیر دے جو اس ذخیرہ کی حفاظت کماحقہ فرماتے رہتے ہیں۔

لفظ انصار ناصر کی جمع ہے جس کے معنی مددگار کے ہیں، قبائل مدینہ اوس اور خزرج جب مسلمان ہوئے اور نصرت اسلام

تَنْسِیْج

۱- بَابُ مَنَاقِبِ الْأَنْصَارِ

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ
يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي
صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا [الحشر: ۹]

کے لئے آنحضرت ﷺ سے حمد کیا تو اللہ پاک نے اپنے رسول پاک ﷺ کی زبان فیض ترجمان پر لفظ انصار سے ان کو موسوم فرمایا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں ہوا سم اسلامی سمی بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الاوس والعنزیج وحلفاء ہم کما فی حدیث انس والاوس بنسبون الی اوس بن حارثہ والعنزیج بنسبون الی العنزیج بن حارثہ و ہما ابنا قبیلۃ و ہوا سم امہم و ابوہم ہو حارثہ بن عمرو بن عامر اللہ ی یجتمع الیہ النسب الازد (فتح الباری) یعنی انصار اسلامی نام ہے رسول اللہ ﷺ نے اوس اور خزرج اور ان کے حلیف قبائل کا یہ نام رکھا جیسا کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ میں مذکور ہے اوس قبیلہ اپنے دادا اوس بن حارثہ کی طرف منسوب ہے اور خزرج، خزرج بن حارثہ کی طرف جو دونوں بھائی ایک عورت قیلہ نامی کے بیٹے ہیں ان کے باپ کا نام حارثہ بن عمرو بن عامر ہے جس پر قبیلہ ازد کی جملہ شاخوں کے نسب نامے جا کر مل جاتے ہیں۔

(۳۷۷۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے مہدی بن میمون نے، کہا ہم سے غیلان بن جریر نے بیان کیا، میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا بتلائیے (انصار) اپنا نام آپ لوگوں نے خود رکھ لیا تھا یا آپ لوگوں کا یہ نام اللہ تعالیٰ نے رکھا؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہمارا یہ نام اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے، غیلان کی روایت ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ ہم سے انصار کی فضیلتیں اور غزوات میں ان کے مجاہدانہ واقعات بیان کیا کرتے پھر میری طرف یا قبیلہ ازد کے ایک شخص کی طرف متوجہ ہو کر کہتے، تمہاری قوم (انصار) نے فلاں دن فلاں دن فلاں فلاں کام انجام دیئے۔

تفصیل میں شک راوی کی طرف سے ہے۔ ان دو جملوں میں سے غیلان نے کونسا جملہ کہا تھا خود اپنا نام لیا تھا یا بطور کنایہ، قبیلہ ازد کے ایک شخص کا جملہ استعمال کیا تھا درحقیقت دونوں سے مراد خود ان کی اپنی ذات ہے وہی قبیلہ ازد کے ایک فرد تھے۔

(۳۷۷۷) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بعثت کی جنگ کو (جو اسلام سے پہلے اوس و خزرج میں ہوئی تھی) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے مفاہ میں پہلے ہی مقدم کر رکھا تھا چنانچہ جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو یہ قبائل آپس کی پھوٹ کا شکار تھے اور ان کے سردار کچھ قتل کئے جا چکے تھے، کچھ زخمی تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس جنگ کو آپ سے پہلے اس لیے مقدم کیا تھا تا کہ وہ آپ کے تشریف لاتے ہی مسلمان ہو جائیں۔

۳۷۷۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا غِيلَانُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَنْسٍ: أَرَأَيْتُ اسْمَ الْأَنْصَارِ كُنْتُمْ تُسَمُّونَ بِهِ، أَمْ سَمَّاكُمْ اللَّهُ؟ قَالَ: بَلْ سَمَّانا اللَّهُ. كُنَّا نَدْخُلُ عَلَى أَنْسٍ فَيُحَدِّثُنَا مَنَاقِبَ الْأَنْصَارِ وَمَشَاهِدَهُمْ، وَيَقْبَلُ عَلَيَّ أَوْ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَزْدِ فَيَقُولُ: فَعَلَ قَوْمُكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا. [طرفہ فی : ۳۸۴۴].

۳۷۷۷- حَدَّثَنَا عُثَيْبُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ يَوْمَ بُعِثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِقَدِيمٍ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ افْتَرَقَ مَلَأُوهُمْ، وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِحُوا. فَقَدَّمَهُ اللَّهُ لِرَسُولِهِ فِي دُخُولِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ)).

[طرفہ فی : ۳۸۴۶، ۳۹۳۰].

تشریح | بعثت یا بعثت مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے وہاں انصار کے دو قبیلوں اوس اور خزرج میں بڑی سخت لڑائی

ہوئی تھی۔ اوس کے رئیس حذیفہؓ، اسید کے والد اور خزرج کے رئیس عمرو بن نعمان بیاضی تھے۔ یہ دونوں اس میں مارے گئے تھے۔ پہلے خزرج کو فتح ہوئی تھی پھر حذیفہؓ نے اوس والوں کو مغبوط کیا تو اوس کی فتح ہوئی یہ حادثہ آنحضرت ﷺ کے واقعہ ہجرت کے چار پانچ سال پہلے ہو چکا تھا۔ آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری پر یہ قبائل مسلمان ہو گئے اور اخوت اسلامی سے پہلے تمام واقعات کو بھول گئے آیت کریمہ ﴿فَاصْبِرْهُمْ بِغَيْرِ غَوَاةٍ﴾ (آل عمران: ۱۰۳) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

(۳۷۷۸) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو التیاح نے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن جب آنحضرت ﷺ نے قریش کو (غزوہ حنین کی) غنیمت کا سارا مال دے دیا تو بعض نوجوان انصاریوں نے کہا (اللہ کی قسم) یہ تو عجیب بات ہے ابھی ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے اور ہمارا حاصل کیا ہوا مال غنیمت صرف انہیں دیا جا رہا ہے۔ اس کی خبر جب آنحضرت ﷺ کو ملی تو آپؐ نے انصار کو بلایا، انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو خبر مجھے ملی ہے کیا وہ صحیح ہے؟ انصار لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے انہوں نے عرض کر دیا کہ آپؐ کو صحیح اطلاع ملی ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم اس سے خوش اور راضی نہیں ہو کہ جب سب لوگ غنیمت کا مال لے کر اپنے گھروں کو واپس ہوں گے تو تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لئے اپنے گھروں کو جاؤ گے؟ انصار جس نالے یا گھائی میں چلیں گے تو میں بھی اسی نالے یا گھائی میں چلوں گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ انصار نے معذرت کی کہ کچھ نوجوان کم عقل لوگوں نے ایسی باتیں کہہ دی ہیں۔ آپؐ کا ارشاد سن کر انصار نے بالاتفاق کہا کہ ہم اس فضیلت پر سب خوش ہیں۔ نالہ یا گھائی کا مطلب یہ کہ سفر اور حضر موت اور زندگی میں ہر حال میں تمہارے ساتھ ہوں۔ کیا یہ شرف انصار کو کافی نہیں ہے؟

باب نہی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ، اگر میں نے مکہ سے ہجرت نہ کی ہوتی میں بھی انصار کا ایک آدمی ہوتا۔
یہ قول عبد اللہ بن زید بن کعب بن عاصم نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

(۳۷۷۹) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن زیاد نے، ان سے

۳۷۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي النَّجَّاحِ قَالَ : سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ : قَالَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ - وَأَعْطِيَ قُرَيْشًا - : وَاللَّهِ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْعَجَبُ ، إِنَّ سَيِّوَلَنَا لَتَقَطُرُ مِنْ دِمَائِهِ قُرَيْشٌ ، وَغَنَمَانَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ . فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَذَعَا الْأَنْصَارَ ، قَالَ فَقَالَ : ((مَا الَّذِي بَلَغَنِي عَنْكُمْ ؟)) - وَكَانُوا لَا يَكْذِبُونَ - فَقَالُوا : هُوَ الَّذِي بَلَغَكَ . قَالَ ((أَوْ لَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالْغَنَائِمِ إِلَى يَبُوتِهِمْ ، وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى يَبُوتِكُمْ ؟ وَلَوْ سَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيَنَا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكَتْ وَادِي الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ)) . [راجع: ۳۱۴۶]

۲- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ : ((لَوْ لَا الْهَجْرَةُ لَكُنْتُ أَمْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ))
قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۷۷۹- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيَْادٍ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ،
أَوْ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ: ((لَوْ أَنَّ الْأَنْصَارَ
سَلَكُوا وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ فِيهِ وَادِيَةَ
الْأَنْصَارِ، وَلَوْ لَا الْهَجْرَةُ لَكُنْتُ أَمْرًا مِنَ
الْأَنْصَارِ)). فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: مَا ظَلَمَ -
بَابِي وَأُمِّي - آوَرُهُ وَنَصْرُوهُ. أَوْ كَلِمَةً
أُخْرَى)). [طَرَفُهُ فِي: ٧٣٤٤].

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے یا (یوں بیان کیا کہ)
ابو القاسم رضی اللہ عنہ نے فرمایا، انصار جس نالے یا گھاٹی میں چلیں تو میں بھی
انہیں کے نالے میں چلوں گا، اور اگر میں ہجرت نہ کرتا تو میں انصار کا
ایک فرد ہوتا پسند کرتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ پر میرے ماں
باپ قربان ہوں آپ نے یہ کوئی بھی بات نہیں فرمائی آپ کو انصار نے
اپنے یہاں ٹھہرایا اور آپ کی مدد کی تھی یا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے
(اس کے ہم معنی) اور کوئی دوسرا کلمہ کہا۔

معلوم ہوا کہ انصار کا درجہ بہت بڑا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اس گروہ میں ہونے کی تمنا ظاہر فرمائی۔ انصار کی عند اللہ قبولیت کا
یہ کھلا ہوا ثبوت ہے کہ اسلام اور قرآن کے ساتھ ان کا نام قیامت تک خیر کے ساتھ زندہ ہے۔ آج بھی انصاری بھائی جہاں بھی ہیں
دینی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔

باب نبی کریم ﷺ کا انصار اور مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ قائم کرنا

۳- بَابُ إِخَاءِ النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَ

الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ

تَشْرِیحُ ﴿﴾ جب مہاجرین اپنے وطن مکہ کو چھوڑ کر مدینہ آئے تو بہت پریشان ہوئے۔ گھر بار اموال و اقارب کے چھوٹنے کا غم تھا۔
آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر ڈیڑھ ڈیڑھ سو انصار اور مہاجرین میں بھائی چارہ قائم کرا دیا جس کی وجہ سے مہاجری اور
انصاری دونوں آپس میں ایک دوسرے کو سگے بھائی سے زیادہ سمجھنے لگے یہی واقعہ مؤاخات ہے جس کی نظیر تاریخ اقوام میں ملتی محال
ہے۔

(۳۷۸۰) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے
ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ان
کے دادا نے کہ جب مہاجر لوگ مدینہ میں آئے تو رسول اللہ ﷺ
نے عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ کرا
دیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں انصار میں
سب سے زیادہ دولت مند ہوں اس لئے آپ میرا آدھا مال لے لیں
اور میری دو بیویاں ہیں، آپ انہیں دیکھ لیں جو آپ کو پسند ہو اس
کے متعلق مجھے بتائیں میں اسے طلاق دے دوں گا، عدت گزرنے
کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیں۔ اس پر عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ
نے کہا اللہ تمہارے اہل اور مال میں برکت عطا فرمائے تمہارا بازار
کدھر ہے؟ چنانچہ میں نے بنی قینقاع کا بازار انہیں بتا دیا، جب وہاں

۳۷۸۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ جَدِّهِ قَالَ: ((لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ
آخَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
عُوفٍ وَسَعْدِ بْنِ رَبِيعٍ. قَالَ لِعَبْدِ
الرَّحْمَنِ إِنِّي أَكْثَرُ الْأَنْصَارِ مَالًا، فَاقْسِمْ
مَالِي نِصْفَيْنِ. وَلِيَ امْرَأَتَانِ، فَانْظُرْ
أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَسَمَّهَا لِي أَطْلَقَهَا، فَإِذَا
انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا. قَالَ: بَارَكَ اللَّهُ
لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، أَيْنَ سُوقُكُمْ؟
فَدَلَّوْهُ عَلَى سُوقِ بَنِي قَيْنِقَاعٍ، فَمَا انْقَلَبَ

سے کچھ تجارت کر کے لوٹے تو ان کے ساتھ کچھ پیڑ اور گھی تھا پھر وہ اسی طرح روزانہ صبح سویرے بازار میں چلے جاتے اور تجارت کرتے آخر ایک دن خدمت نبوی میں آئے تو ان کے جسم پر (خوشبو کی) زردی کا نشان تھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے انہوں نے بتایا کہ میں نے شادی کر لی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا، مہر کتنا ادا کیا ہے؟ عرض کیا کہ سونے کی ایک گٹھلی یا (یہ کہا کہ) ایک گٹھلی کے پانچ درم وزن برابر سونا ادا کیا ہے۔ یہ شک ابراہیم راوی کو ہوا۔

(۳۷۸۱) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ جب عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ (مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو) رسول کریم ﷺ نے ان کے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ بہت دولت مند تھے انہوں نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا، انصار کو معلوم ہے کہ میں ان میں سب سے زیادہ مالدار ہوں اس لیے میں اپنا آدھا آٹھا مال اپنے اور آپ کے درمیان بانٹ دینا چاہتا ہوں اور میرے گھر میں دو بیویاں ہیں جو آپ کو پسند ہو میں اسے طلاق دے دوں گا اس کی عدت گزر جانے پر آپ اس سے نکاح کر لیں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تمہارے اہل و مال میں برکت عطا فرمائے۔ (مجھ کو اپنا بازار دکھلا دو) پھر وہ بازار سے اس وقت تک واپس نہیں آئے جب تک کچھ گھی اور پیڑ بطور نفع بچا نہیں لیا۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وہ حاضر ہوئے تو جسم پر زردی کا نشان تھا۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ بولے کہ میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے۔ آپ نے پوچھا مہر کیا دیا ہے؟ بولے ایک گٹھلی کے برابر سونا یا (یہ کہا کہ) سونے کی ایک گٹھلی دی ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اچھا اب ولیمہ کر خواہ ایک بکری ہی سے ہو۔

إِلَّا وَمَعَهُ فَضْلٌ مِّنْ أَطْعَمٍ وَسَمْنٍ. ثُمَّ تَابَعُوا الْقُدُورَ. ثُمَّ جَاءَ يَوْمًا وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَهْتِم؟)) قَالَ: تَزَوَّجْتُ. قَالَ: ((كَمْ سَقْتِ إِلَيْهَا؟)) قَالَ: نَوَاقٍ مِّنْ ذَهَبٍ - أَوْ وَزَنَ نَوَاقٍ مِّنْ ذَهَبٍ - شَكَ إِبْرَاهِيمُ)).

[راجع: ۲۰۴۸]

۳۷۸۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَأَخَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ رَبِيعٍ - وَكَانَ كَثِيرَ الْمَالِ - فَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ عَلِمْتَ الْإِنْصَارُ أَنِّي مِنْ أَكْثَرِهَا مَالًا، سَأَقْسِمُ مَالِي بَنِي وَبَنَاتِكَ شَطْرَيْنِ، وَلِيَّ امْرَأَتَانِ فَإِنْظُرْ أَغْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَأُطْلِقْهَا حَتَّى إِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا. فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ. فَلَمْ يَرْجِعْ يَوْمَئِذٍ حَتَّى أَفْضَلَ شَيْئًا مِّنْ سَمْنٍ وَأَطْعَمٍ، فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ وَضْرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَهْتِم؟)) قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِّنَ الْإِنْصَارِ، فَقَالَ: ((مَا سَقْتِ فِيهَا؟)) قَالَ: وَزَنَ نَوَاقٍ مِّنْ ذَهَبٍ - أَوْ نَوَاقٍ مِّنْ ذَهَبٍ - فَقَالَ: ((أَوَلَمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)).

[راجع: ۲۰۴۹]

تشیخ مجتہد مطلق حضرت امام بخاری نے اس حدیث کو بہت سے مقالات پر نقل فرما کر اس سے بہت سے مسائل کا استخراج فرمایا ہے جو آپ کے مجتہد مطلق ہونے کی بین دلیل ہے۔ جو حضرات ایسے جلیل القدر امام کو محض ناقل کہہ کر آپ کی درایت کا انکار کرتے ہیں ان کو اپنی اس حرکت پر ناوم ہونا چاہیئے کہ وہ چاند پر تھوکنے کی کوشش کرتے ہیں ہدایہم اللہ الی صراط مستقیم۔ (آمین) یہاں حضرت امام کا مقصد اس حدیث کے لائن سے واقعہ مواخت کو بیان کرنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ربیع کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا رضی اللہ عنہم اجمعین۔

۳۷۸۲- حَدَّثَنَا الصُّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو هَمَامٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَتِ الْأَنْصَارُ: اقْسِمَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ النُّخْلُ، قَالَ: لَا، قَالَ: تَكْفُونَا الْمُؤَوَّنَةَ وَتَشْرِكُونَا فِي الثَّمَرِ، قَالُوا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا)) [رجع: ۲۳۲۵]

(۳۷۸۲) ہم سے ابوہام صلت بن محمد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے مغیرہ بن عبدالرحمن سے سنا، کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ انصار نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کھجور کے باغات ہمارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم فرما دیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں کروں گا اس پر انصار نے (مہاجرین سے) کہا پھر آپ ایسا کر لیں کہ کام ہماری طرف سے آپ انجام دیا کریں اور کھجوروں میں آپ ہمارے ساتھی ہو جائیں، مہاجرین نے کہا ہم نے آپ لوگوں کی یہ بات سنی اور ہم ایسا ہی کریں گے۔

یعنی اس میں مضائقہ نہیں بالغ ہمارے ہی رہیں ہم ان میں محنت کریں گے اس کی اجرت میں آدھا بھل لے لیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے انصار اور مہاجرین میں باغوں کی تقسیم منظور نہیں فرمائی، کیونکہ آپ کو وحی الہی سے معلوم ہو گیا تھا کہ آئندہ فتوحات بہت ہوں گی بہت سی جائیدادیں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں گی پھر انصار کو موردی جائیداد کیوں تقسیم کرائی جائے۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔

باب انصار سے محبت رکھنے کا بیان

(۳۷۸۳) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، مجھے عدی بن ثابت نے خبر دی، کہا کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنایا یوں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا انصار سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا اور ان سے صرف منافق ہی بغض رکھے گا۔ پس جو شخص ان سے محبت رکھے اس سے اللہ محبت رکھے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھے گا (معلوم ہوا کہ انصار کی محبت نشان ایمان ہے اور ان سے دشمنی رکھنا بے ایمان لوگوں کا کام ہے)

(۳۷۸۴) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن عبد اللہ بن جبیر نے کہا اور ان سے

۴- باب حُبِّ الْأَنْصَارِ

۳۷۸۳- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ - أَوْ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ -: ((الْأَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللَّهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللَّهُ))۔

۳۷۸۴- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایمان کی نشانی انصار سے محبت رکھنا ہے اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض رکھنا ہے۔

جَبَّيْرُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((آيَةُ الْإِيمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ)).

[راجع: ۱۷]

انصار اسلام کے اولین مددگار ہیں اس لحاظ سے ان کا پورا درجہ ہے پہل جو انصار سے محبت رکھے گا اس نے اسلام کی محبت سے نور ایمان حاصل کر لیا اور جس نے ایسے بددھن الہی سے بغض رکھا اس نے اسلام سے بغض رکھا اس لئے کہ ایسی بری خصلت نفاق کی علامت ہے۔

باب انصار سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ تم لوگ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو

۵ - بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْأَنْصَارِ:

أَنْتُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ

(۳۷۸۵) ہم سے ابو عمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے (انصار کی) عورتوں اور بچوں کو میرے گمان کے مطابق کسی شادی سے واپس آتے ہوئے دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اللہ (کوواہ ہے) تم لوگ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو، تین بار آپ نے ایسا ہی فرمایا۔

۳۷۸۵ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((رَأَى النَّبِيَّ ﷺ النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ مُقْبِلِينَ - قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مِنْ غُرَسٍ - فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مُعْتَلًا فَقَالَ: اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)). [طرفه في: ۵۱۸۰].

(۳۷۸۶) ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ہزبن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ہشام بن زید نے خبر دی، کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے کہا کہ انصار کی ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ان کے ساتھ ایک ان کا بچہ بھی تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے کلام کیا پھر فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو دو مرتبہ آپ نے یہ جملہ فرمایا۔

۳۷۸۶ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا هُزَيْنُ بْنُ أُسْدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا، فَكَلَّمَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّكُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ مَرَّتَيْنِ)).

[طرفاه في: ۵۲۳۴، ۶۶۴۵].

امام نووی فرماتے ہیں، 'هذه المرأة اما محرم له كام سليم و احتها و اما المراد بالخلوۃ انها سالته سواً خفياً بحضوره ناس ولم تكن خلوة مطلقة و هي الخلوة المنهى عنها (نووی) یہ آپ سے خلوت میں بات کرنے والی عورت ایسی تھی جس کے لئے

آپؐ محرم تھے جیسے ام سلیم یا اسکی بہن یا غلوت سے مراد یہ ہے کہ اس نے لوگوں کی موجودگی میں آپؐ سے ایک بات نہایت آہستگی سے کی اور جس غلوت کی ممانعت ہے وہ مراد نہیں ہے۔ مسلم کی روایت میں فعلا بھا کا لفظ ہے جس کی وجہ سے وضاحت کرنا ضروری ہے۔

۶- بَابُ إِتْبَاعِ الْأَنْصَارِ باب انصار کے تابعدار لوگوں کی فضیلت کا بیان

اس سے ان کے حلیف اور لونڈی قلام ہالی موالی مراد ہیں۔

(۳۷۸۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مروہ نے، انہوں نے ابو حمزہ سے سنا اور انہوں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے کہ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہر نبی کے تابعدار لوگ ہوتے ہیں اور ہم نے آپؐ کی تابعداری کی ہے۔ آپؐ اللہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ ہمارے تابعداروں کو بھی ہم میں شریک کر دے۔ تو آنحضرت ﷺ نے اس کی دعا فرمائی۔ پھر میں نے اس حدیث کا ذکر عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ کے سامنے کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بھی یہ حدیث بیان کی تھی۔

۳۷۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْوَةَ أَنَّ حَمْزَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ ((قَالَتْ الْأَنْصَارُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لِكُلِّ نَبِيٍّ أَتْبَاعٌ، وَإِنَّا قَدْ أَتْبَعْنَاكَ، فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا. فَدَعَا بِهِ. فَتَمَيَّنْتُ ذَلِكَ إِلَى ابْنِ أَبِي لَيْلَى، فَقَالَ: قَدْ رَعِمَ ذَلِكَ زَيْدٌ)).

[طرفہ فی : ۳۷۸۸]

(۳۷۸۸) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، کہا ہم سے عمرو بن مروہ نے کہ میں نے انصار کے ایک آدمی ابو حمزہ سے سنا کہ انصار نے عرض کیا ہر قوم کے تابعدار (ہالی موالی) ہوتے ہیں۔ ہم تو آپؐ کے تابعدار بنے آپؐ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تابعداروں کو بھی ہم میں شریک کر دے۔ پس نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! ان تابعداروں کو بھی انہیں میں سے کر دے۔ عمرو نے بیان کیا کہ پھر میں نے اس حدیث کا تذکرہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے کیا تو انہوں نے (تجب کے طور پر) کہا زید نے ایسا کہا؟ شعبہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ زید۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہیں (نہ اور کوئی زید جیسے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وغیرہ جیسے ابن ابی لیلیٰ نے گمان کیا)

۳۷۸۸- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْوَةَ سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ : قَالَتْ الْأَنْصَارُ: إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ أَتْبَاعًا، وَإِنَّا قَدْ أَتْبَعْنَاكَ، فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَتْبَاعَهُمْ مِنْهُمْ)). قَالَ عَمْرُو: فَذَكَرْتُهُ لَابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: قَدْ رَعِمَ ذَلِكَ زَيْدٌ. قَالَ شُعْبَةُ: أَظُنُّهُ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ)).

[راجع : ۳۷۸۷]

حافظ نے کہا شعبہ کا گمان صحیح ہے ابو نعیم نے مستخرج میں اس کو علی بن جعد کے طریق سے زید بن ارقم سے یقینی طور پر نکالا ہے۔

باب انصار کے گھرانوں کی فضیلت کا بیان

(۳۷۸۹) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان

۷- بَابُ فَضْلِ دُورِ الْأَنْصَارِ

۳۷۸۹- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے قناده سے سنا، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بنو نجار کا گھرانہ انصار میں سے سب سے بہتر گھرانہ ہے، پھر بنو عبد الاشہل کا، پھر بنو الحارث بن خزرج کا، پھر بنو ساعدہ بن کعب بن خزرج اکبر کا، جو اس کا بھائی تھا، خزرج اکبر اور اس دونوں حارثہ کے بیٹے تھے اور انصار کا ہر گھرانہ عمدہ ہی ہے۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے نبی کریم ﷺ نے انصار کے کئی قبیلوں کو ہم پر فضیلت دی ہے۔ ان سے کسی نے کہا تجھ کو بھی تو بہت سے قبیلوں پر آنحضرت ﷺ نے فضیلت دی ہے اور عبد الصمد نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قناده نے بیان کیا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان سے ابواسید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث بیان کی۔ اس روایت میں سعد کے باپ کا نام عبادہ مذکور ہے۔

عَنْدَرُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَنَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَارِ. ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ. وَفِي كُلِّ دُورٍ الْأَنْصَارُ خَيْرٌ)). فَقَالَ سَعْدٌ: مَا أَرَى النَّبِيَّ ﷺ إِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا. فَقِيلَ: قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى كَثِيرٍ. وَقَالَ عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَنَادَةُ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ أَبُو أُسَيْدٍ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا وَقَالَ: ((سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ)).

[اصرافہ فی: ۳۷۹۰، ۳۸۰۸، ۶۰۵۳]

جنہوں نے یہ کہا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے اوروں کو ہم پر فضیلت دی۔ جب سعد بن عبادہ نے یہ کہا تو ان کے بھتیجے سل نے ان سے کہا کہ تم آنحضرت ﷺ پر اعتراض کرتے ہو، آپ خوب جانتے ہیں۔ (کہ کون کس سے افضل ہے) بنو نجار قبیلہ خزرج سے ہیں۔ ان کے دادا تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو خزرجی نے ایک آدمی پر حملہ کر کے اسے کاٹ دیا تھا۔ اس پر ان کا لقب نجار ہو گیا۔ (فتح الباری) حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ بنو النجار ہم اخوان جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان والدہ عبد المطلب منہم و علیہم نزل لما قدم المدينة فلہم مزیة علی غیرہم و کان انس منہم فلہ مزیة عنایة تحفظ فضائلہم (فتح الباری) یعنی بنو نجار نبی کریم ﷺ کے ماموں ہوتے ہیں اس لیے کہ عبد المطلب آپ کے دادا محترم کی والدہ بنو نجار کی بیٹی تھیں اس لیے جناب رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو پہلے بنو نجار ہی کے مہمان ہوئے، اس لیے ان کے لئے مزید فضیلت ثابت ہوئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی اسی خاندان سے تھے۔ اسی لیے ان پر عنایات نبوی زیادہ تھیں

اس روایت میں یہاں کچھ احتمال ہے جسے مسلم کی روایت نے کھول دیا ہے جو یہ ہے حدَّثَنَا یَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَمَّا الْمُغْفِرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ قَالَ شَهِدَا أَبُو سَلْمَةَ لَسَمِعَ أَبَا أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ يَشْهَدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دُورَ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَفِي دُورِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ قَالَ أَبُو سَلْمَةَ قَالَ أَبُو أُسَيْدٍ إِنَّهُمْ أَعْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ كَاذِبًا لِبِدَائِ قَوْمِي بَنِي سَاعِدَةَ وَبَلَّغَ ذَلِكَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَوَجَدَ فِي نَفْسِهِ وَقَالَ خَلْفَانَا فُكْنَا أَخْرَأَ الرَّابِعَ اسْرْ جَوَالِي حِمَارِي أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ ابْنُ أَخِي سَهْلٌ فَقَالَ أَتَذْهَبُ لِعَرْدٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمُ أَوَّلِيَسْ حَسِبُكَ أَنْ تَكُونَ رَابِعَ أَرْبَعٍ فَرُجِعَ وَقَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ وَأَمْرٌ بِحِمَارِهِ فَحُلَّ عَنْهُ (صحيح مسلم ج ۲ ص ۳۰۵) خلاصہ یہ کہ جب حضرت سعد بن عبادہ نے یہ سنا کہ رسول کریم ﷺ نے ہمارے قبیلہ کا ذکر جو تھے درجے پر فرمایا ہے تو یہ غصہ ہو کر آپ کی خدمت شریف میں اپنے گدھے پر سوار ہو کر جا۔ نے لگے مگر ان کے بھتیجے سل نے ان سے کہا کہ آپ رسول کریم

ﷺ کے قربان کی تردید کرنے جا رہے ہیں حالانکہ رسول کریم ﷺ بہت زیادہ جاننے والے ہیں۔ کیا آپ کے شرف کے لئے یہ کافی نہیں کہ رسول کریم ﷺ نے چوتھے درجہ پر بطور شرف آپ کے قبیلے کا نام لے کر ذکر فرمایا۔ جب کہ بہت سے اور قبائل انصار کے لئے آپ نے صرف اجمالاً ذکر فرما دیا ہے یہ سن کر حضرت سعد بن عبادہ نے اپنے خیال سے رجوع کیا اور کہنے لگے ہاں بے شک اللہ و رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، فوراً اپنی سواری سے زین کو اتار کر رکھ دیا۔

۳۷۹۰۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ الطَّلْحِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى قَالَ أَبُو سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: خَيْرُ الْأَنْصَارِ - أَوْ قَالَ: ((خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ - بَنُو النَّجَارِ، وَبَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ، وَبَنُو الْحَارِثِ، وَبَنُو سَاعِدَةَ)).

(۳۷۹۰) ہم سے سعد بن حفص طلی نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے کہ ابو سلمہ نے بیان کیا کہ مجھے حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ انصار میں سب سے بہتر یا انصار کے گھرانوں میں سے سب سے بہتر بنو نجار، بنو عبد الاشہل، بنو حارث اور بنو ساعدہ کے گھرانے ہیں۔

[راجع: ۳۷۸۹]

۳۷۹۱۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَبٍ حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَيْلٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنْ خَيْرَ دُورِ الْأَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَارِ، ثُمَّ عَبْدُ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ، ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ، وَفِي كُلِّ دُورٍ الْأَنْصَارُ خَيْرٌ))، فَلَجَعْنَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، فَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ: أَلَمْ تَرَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ خَيْرَ الْأَنْصَارِ فَجَعَلْنَا أَحْيَرًا؟ فَأَذْرَكَ سَعْدُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا رَسُولَ اللَّهِ خَيْرَ دُورِ الْأَنْصَارِ فَجَعَلْنَا آخِرًا، فَقَالَ: ((أَوَلَيْسَ بِحَسْبِكُمْ أَنْ تَكُونُوا مِنَ الْخَيْرِ؟)).

(۳۷۹۱) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عمرو بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عباس بن سہل نے اور ان سے ابو حمید ساعدی نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، انصار کا سب سے بہترین گھرانہ بنو نجار کا گھرانہ ہے پھر عبد الاشہل کا، پھر بنی حارث کا، پھر بنی ساعدہ کا اور انصار کے تمام گھرانوں میں خیر ہے۔ پھر ہماری ملاقات سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو وہ ابو اسید رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے، ابو اسید تم کو معلوم نہیں آنحضرت ﷺ نے انصار کے بہترین گھرانوں کی تعریف کی اور ہمیں (بنو ساعدہ) کو سب سے اخیر میں رکھا آخر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! انصار کے سب سے بہترین خاندانوں کا بیان ہوا اور ہم سب سے اخیر میں کر دیئے گئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا خاندان بھی بہترین خاندان ہے۔

[راجع: ۱۴۸۱]

آخر میں رہے تو کیا اور اول میں رہے تو کیا بہر حال تمہارا خاندان بھی بہترین خاندان ہے اس پر تم کو خوش ہونا چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس بارے میں حضرت سعد بن عبادہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کرنا چاہا تھا مگر وہ اپنے صحیحے کے کہنے پر رک گئے اور اپنے خیال سے رجوع کر لیا، یہاں آنحضرت ﷺ سے ملنا اور اس خیال کا ظاہر کرنا مذکور ہے ہر دو میں تطبیق یہ ہو سکتی ہے کہ اس وقت وہ اس خیال سے رک گئے ہوں گے۔ بعد میں جب ملاقات ہوئی ہوگی تو آپ سے دریافت کر لیا ہو گا۔

باب نبی کریم ﷺ کا انصار سے یہ فرمانا کہ تم ”صبر سے کام لیتا یہاں تک کہ تم مجھ سے حوض پر ملاقات کرو۔“ یہ قول حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

(۳۷۹۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں شخص کی طرح مجھے بھی آپ حاکم بنا دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرے بعد (دنیاوی معاملات میں) تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی اس لئے صبر سے کام لیتا، یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آملو۔

۸- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْأَنْصَارِ:
(اَصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى
الْحَوْضِ) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ
النَّبِيِّ ﷺ

۳۷۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ
أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حَضِيرٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمْ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: يَا
رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي كَمَا اسْتَعْمَلْتَ
فُلَانًا؟ قَالَ: ((سَتَلْقَوْنَ بَغْدِي اثْرَةً.
فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ)).

[خبره في : ۷۰۵۷].

حافظ نے کہا کہ یہ عرض کرنے والے خود اسید بن حضیر تھے اور جن کو حکومت ملی تھی وہ عمرو بن عاص تھے۔

تشیع

حافظ صاحب فرماتے ہیں و هو من رواية صحابي عن صحابي زاد مسلم و قد رواه يحيى ابن سعيد و هشام بن زيد عن انس بدون ذكر اسيد بن حضير لكن باختصار القصة التي ههنا و ذكر كل منهما قصة اخرى غير هذه فحديث يحيى بن سعيد تقدم في الجزية و حديث هشام يأتي في المغازي و وقع لهذا الحديث قصة اخرى من وجه اخر فاخرج الشافعي من رواية محمد بن ابراهيم التيمي عن ابي اسيد بن حضير طلب من النبي صلى الله عليه وسلم لا هل يبتين من الانصار فامر لك بيت يونس من تمر و شطر من شعير فقال اسيد يا رسول الله عنا خير ا فقال و انتم فجزاكم الله خيرا يا معشر الانصار و انكم لا عقة صبر و انكم ستلقون بعدى اثره الحديث (فتح الباري) يعني یہ روایت صحابی (حضرت انس) کی صحابی (حضرت اسید) سے ہے اور مسلم نے زیادہ کیا کہ اس روایت کو یحییٰ بن سعید اور هشام بن زید نے انس سے روایت کیا ہے اس میں اسید کا ذکر نہیں ہے لیکن قصہ اختصار سے مذکور ہے اور ان دونوں نے اس کے سوا دوسرا قصہ ذکر کیا ہے۔ یحییٰ بن سعید والی حدیث باب الجزیہ میں مذکور ہو چکی ہے اور ہشام کی حدیث مغازی میں آئے گی اور اس حدیث سے متعلق دوسرے طریقے سے ایک اور واقعہ ذکر ہوا ہے جسے امام شافعی نے محمد بن ابراہیم تیمی کی روایت ابو اسید بن حضیر سے نقل کیا ہے کہ ابو اسید نے دو گھرانوں کے لیے انصار میں سے آنحضرت ﷺ سے امداد طلب کی۔ آنحضرت ﷺ نے ہر گھرانہ کے لئے ایک وسق کھجور اور کچھ جو بطور امداد دینے کا حکم فرمایا۔ اس پر اسید نے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جزاک اللہ کہا۔ آنحضرت ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ اے انصاریو! اللہ تم کو بھی جزائے خیر دے۔ میرے بعد تم لوگ تمخیاں چکھو گے اور دیکھو گے کہ دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے گی۔ پس اس وقت تم صبر سے کام لیتا، یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر آکر ملاقات کرو۔

(۳۷۹۳) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے کہا کہ میں نے

۳۷۹۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: سَمِعْتُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے انصار سے فرمایا، میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو فوقیت دی جائے گی۔ پس تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے آملو اور میری تم سے ملاقات حوض پر ہوگی۔

(۳۷۹۳) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔۔۔۔۔ جب وہ انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ خلیفہ ولید بن عبد الملک کے یہاں جانے کے لئے نکلے۔۔۔۔۔ کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کو بلایا تاکہ بحرین کا ملک بطور جاگیر انہیں عطا فرمادیں۔ انصار نے کہا جب تک آپ ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی اسی جیسی جاگیر نہ عطا فرمائیں ہم اسے قبول نہیں کریں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دیکھو جب آج تم قبول نہیں کرتے ہو تو پھر میرے بعد بھی صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے آملو، کیونکہ میرے بعد قریب ہی تمہاری حق تلفی ہونے والی ہے

یعنی دوسرے غیر مستحق لوگ عہدوں پر مقرر ہوں گے اور تم کو محروم کر دیا جائے گا، بنی امیہ کے زمانے میں ایسا ہی ہوا اور رسول کریم ﷺ کی پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی، مگر انصار نے فی الواقع صبر سے کام لے کر وصیت نبوی پر پورا عمل کیا رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کو عبد الملک بن مروان نے ستایا تھا اور وہ یصرہ سے دمشق جا کر ولید بن عبد الملک کے ہاں اپنی شکایات لے کر پہنچے تھے۔ آخر ولید بن عبد الملک (حاکم وقت) نے ان کا حق دلایا۔ (فتح الباری)

باب نبی کریم ﷺ کا دعائے کرنا کہ (اے اللہ!) انصار اور

مہاجرین پر اپنا کرم فرما۔

(۳۷۹۵) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو ایاس نے بیان کیا ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (خندق کھودتے وقت) فرمایا حقیقی زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے۔ پس اے اللہ! انصار اور مہاجرین پر اپنا کرم فرما اور قتادہ سے روایت ہے ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی کریم ﷺ سے اسی طرح، اور انہوں نے بیان کیا اس میں یوں ہے ”پس انصار کی مغفرت فرمادے۔“

أَنَسَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْأَنْصَارِ: ((إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي، وَمَوْعِدُكُمْ الْخَوْضُ)). [راجع: ۳۱۴۶]

۳۷۹۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جِئْنَا خَرَجَ مَعَهُ إِلَى الْوَلِيدِ قَالَ: ((دَعَا النَّبِيَّ ﷺ الْأَنْصَارَ إِلَى أَنْ يَقْطَعَ لَهُمُ الْبَحْرَيْنِ، فَقَالُوا: لَا، إِلَّا أَنْ تَقْطَعَ لِإِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِثْلَهُ)). قَالَ: ((إِنَّمَا لَا فَاصْبِرُونِي حَتَّى تَلْقَوْنِي، فَإِنَّهُ سَيُصِيبُكُمْ بَعْدِي أَثَرَةٌ)). [راجع: ۲۳۷۶]

۹ - بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَصْلَحْ

الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ))

۳۷۹۵ - حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِيَاسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ، فَأَصْلَحْ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ)). [راجع: ۲۸۳۴] وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. وَقَالَ: ((فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ)).

(۳۷۹۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ انصار غزوہ خندق کے موقعہ پر (خندق کھودتے ہوئے) یہ شعر پڑھتے تھے ”ہم وہ ہیں جنہوں نے حضرت (ﷺ) سے جہاد پر بیعت کی ہے۔ جب تک ہماری جان میں جان ہے“ آنحضرت ﷺ نے (جب یہ سنا تو) اس کے جواب میں یوں فرمایا ”اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی حقیقی زندگی نہیں ہے، پس انصار اور ماجرین پر اپنا فضل و کرم فرما۔“

۳۷۹۶- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَمِيدِ الطَّوِيلِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ الْأَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُولُ:

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا

عَلَى الْجِهَادِ مَا حِينَا أَبَدًا

فَأَجَابَهُمْ: اللَّهُمَّ لَا عِشَ إِلَّا عِشَ الْآخِرَةِ، فَأَكْرَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ.

[راجع: ۲۸۳۴]

(۳۷۹۷) مجھ سے محمد بن عبید اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم خندق کھود رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی اٹھا رہے تھے۔ اس وقت آپ نے یہ دعا فرمائی ”اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی حقیقی زندگی نہیں۔ پس انصار اور ماجرین کی تو مغفرت فرما۔“

۳۷۹۷- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ قَالَ: ((جَاءَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ نَخْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَقْلُ التُّرَابَ عَلَى أَكْتَادِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اللَّهُمَّ لَا عِشَ إِلَّا عِشَ الْآخِرَةِ، فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ)).

یہ جنگ احزاب کا واقعہ ہے جس میں مسلمانوں نے کفار عرب کے لشکروں کی جو تعداد میں بہت تھے، اندرون شہر سے مدافعت کی تھی اور شہر کی حفاظت کے لیے اطراف شہر میں خندق کھودی گئی تھی۔ اسی لئے اسے جنگ خندق بھی کہا گیا ہے۔ تفصیلی بیان آگے آئے گا۔ اس میں انصار اور ماجرین کی فضیلت ہے اور یہی ترجمۃ الباب ہے۔

باب اس آیت کی تفسیر میں ”اور اپنے نفسوں پر وہ دوسروں کو مقدم رکھتے ہیں، اگرچہ خود وہ فاقہ ہی میں مبتلا ہوں“

(۳۷۹۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن داؤد نے بیان کیا، ان سے فضیل بن غزوٰ نے، ان سے ابو حازم نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب (خود ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھوکے حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں ازواج مطہرات کے یہاں بھیجا۔ (تاکہ ان کو کھانا کھلا دیں) ازواج نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

۱۰- بَابُ: «وَيُؤْتِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ» [الحشر: ۹]

۳۷۹۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ فَضِيلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَعَثَ إِلَى سَانِهِ، فَقُلْنَ: مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان کی کون مسمانی کرے گا؟ ایک انصاری صحابی بولے میں کروں گا۔ چنانچہ وہ ان کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مسمان کی خاطر تو وضع کر، بیوی نے کہا کہ گھر میں بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو کچھ بھی ہے اسے نکال دو اور چراغ جلا لو اور بچے اگر کھانا مانگتے ہیں تو انہیں سلا دو۔ بیوی نے کھانا نکال دیا اور چراغ جلا دیا اور اپنے بچوں کو (بھوکا) سلا دیا۔ پھر وہ دکھا تو یہ رہی تھیں جیسے چراغ درست کر رہی ہوں لیکن انہوں نے اسے بھجا دیا۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی مسمان پر ظاہر کرنے لگے کہ گویا وہ بھی ان کے ساتھ کھا رہے ہیں۔ لیکن ان دونوں نے (اپنے بچوں سمیت رات) فاقہ سے گزار دی، صبح کے وقت جب وہ صحابی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا تم دونوں میاں بیوی کے نیک عمل پر رات کو اللہ تعالیٰ ہنس پڑا یا (یہ فرمایا کہ اسے) پسند کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”اور وہ (انصار) ترجیح دیتے ہیں اپنے نفسوں کے اوپر (دوسرے غریب صحابہ کو) اگرچہ وہ خود بھی فاقہ ہی میں ہوں اور جو اپنی طبیعت کے بغل سے محفوظ رکھا گیا، سو ایسے ہی لوگ فلاخ پانے والے ہیں۔“

مجموعی طور پر انصار کی فضیلت ثابت ہوئی۔ حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ

”انصار کے نیک لوگوں کی نیکیوں کو قبول کرو اور ان کے

غلط کاروں سے درگزر کرو“

(۷۹۹/۳) مجھ سے ابو علی محمد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدان کے بھائی شاذان نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، ہمیں شعبہ بن حجاج نے خبر دی، ان سے ہشام بن زید نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما انصار کی ایک مجلس سے

وَسَلَّمَ: ((مَنْ يَصُومُ - أَوْ يَحْتَفِ - هَذَا)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا. فَأَنْطَلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ: أَكْرَمِي صَنِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَتْ: مَا عِنْدَنَا إِلَّا قُوتٌ صِبْيَانِي. فَقَالَ: هَيِّبِي طَعَامَكَ، وَأَصْبِحِي سِرَاجَكَ، وَتَوْبِي صِبْيَانِكَ إِذَا أَرَادُوا عَشَاءً. فَهَيَّيْتُ طَعَامَهَا، وَأَصْبَحْتُ سِرَاجَهَا، وَتَوَمَّتْ صِبْيَانَهَا، ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَُا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ، فَجَعَلَ يُرِيَانَهُ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ، فَبَاتَا طَاوِنِينَ. فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ضَحِكَ اللَّهُ اللَّيْلَةَ - أَوْ عَجَبَ - مِنْ فَعَالِكُمَا. فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَيُؤْتُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ، وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾.

[طرفہ فی : ۴۸۸۹].

۱۱ - بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

((اقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ))

۳۷۹۹ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى أَبُو عَلِيٍّ حَدَّثَنَا شَاذَانُ أَخُو عَبْدِانَ حَدَّثَنَا أَبِي أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: مرَّ أَبُو بَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

گزرے۔ دیکھا کہ تمام اہل مجلس رو رہے ہیں۔ پوچھا آپ لوگ کیوں رو رہے ہیں؟ مجلس والوں نے کہا کہ ابھی ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس کو یاد کر رہے تھے جس میں ہم بیٹھا کرتے تھے (یہ آنحضرت ﷺ کے مرض الوفا کا واقعہ ہے) اس کے بعد یہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ کی اطلاع دی۔ بیان کیا کہ اس پر آنحضرت ﷺ باہر تشریف لائے، سر مبارک پر کپڑے کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور اس کے بعد پھر کبھی منبر پر آپ تشریف نہ لاسکے۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ میرے جسم و جان ہیں انہوں نے اپنی تمام ذمہ داریاں پوری کی ہیں لیکن اس کا بدلہ جو انہیں ملنا چاہئے تھا وہ ملنا ابھی باقی ہے۔ اس لیے تم لوگ بھی ان کے نیک لوگوں کی نیکیوں کی قدر کرنا اور ان کے خطا کاروں سے درگزر کرتے رہنا۔

(۳۸۰۰) ہم سے احمد بن یعقوب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن غنیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے عمرہ سے سنا، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں شانوں پر چادر اوڑھے ہوئے تھے اور (سر مبارک پر) ایک سیاہ پٹی (بندھی ہوئی تھی) آپ منبر پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا، ابا بعد اے لوگو! دوسروں کی تو بہت کثرت ہو جائے گی لیکن انصار کم ہو جائیں گے اور وہ ایسے ہو جائیں گے جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ پس تم میں سے جو شخص بھی کسی ایسے محکمہ میں حاکم ہو جس کے ذریعہ کسی کو نقصان و نفع پہنچا سکتا ہو تو اسے انصار کے نیکو کاروں کی پذیرائی کرنی چاہیے۔ اور ان کے خطا کاروں سے درگزر کرنا چاہیے۔

(۳۸۰۱) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا اور

بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ وَهُمْ يَنْكُونَ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكُمْ؟ قَالُوا: ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا. فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ، قَالَ لَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ غَضِبَ عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةُ بُرْدٍ، قَالَ لَصَعِدَ الْمِنْبَرِ، وَلَمْ يَصْنَعْهُ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمَ، فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَوْصِيكُمْ بِالْأَنْصَارِ، فَإِنَّهُمْ كَرُمِي وَعَيْتِي، وَقَدْ قَضُوا الَّذِي عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ)).

[طرفہ فی : ۳۸۰۱]

۳۸۰۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْفَسِيلِ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: ((خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ مَلْحَفَةٌ مُتَعَطِّفًا بِهَا عَلَى مَنْكَبَيْهِ، وَعَلَيْهِ عَصَابَةٌ دَسَمَاءٌ، حَتَّى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَيَقِلُّ الْأَنْصَارُ حَتَّى يَكُونُوا كَالْمَلْحِ فِي الطَّعَامِ، فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ أَمْرًا يَضُرُّ أَحَدًا أَوْ يَنْفَعُهُ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ)). [راجع: ۹۲۷]

۳۸۰۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ

انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، انصار میرے جسم و جان ہیں۔ ایک دور آئے گا کہ دوسرے لوگ تو بہت ہو جائیں گے، لیکن انصار کم رہ جائیں گے۔ اس لئے ان کے نیکو کاروں کی پذیرائی کیا کرنا، اور خطا کاروں سے درگزر کیا کرنا۔

أَنَسَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْأَنْصَارُ كُرُشِي وَعَيْتِي، وَالنَّاسُ سَيَكْثُرُونَ وَيَقْلُونَ، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ)).

[راجع: ۳۷۹۹]

یہاں تک حضرت امام نے انصار کے فضائل بیان فرمائے اور آیات و احادیث کی روشنی میں واضح کر کے بتلایا کہ انصار کی محبت جزو ایمان ہے۔ اسلام پر ان لوگوں کے بہت سے احسانات ہیں۔ یہ وہ خوش نصیب مسلمان ہیں جن لوگوں نے رسول کریم ﷺ کی مدینہ میں میزبانی کا شرف حاصل کیا اور یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے جو عہد و قیامت کا پورا کر دکھایا۔ پس ان کے لئے دعائے خیر کرنا قیامت تک ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ جو لوگ انصار کی کلمات ہیں جو عام طور پر پکڑا بننے کا بہترین کاروبار کرتے ہیں، جہاں تک ان کے نسب ناموں کا تعلق ہے، یہ فی الحقیقت انصار نبویہ ہی کے خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں، الحمد للہ آج بھی یہ حضرات نصرت اسلام میں بہت آگے نظر آتے ہیں کثر اللہ سواد ہم آمین۔ اب آگے ان کے بعض افراد خصوصی کے مناقب شروع ہوتے ہیں۔

۱۲- بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

باب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

کے فضائل کا بیان

آپ ابوالنعمان بن امری القیس بن عبدالاشہل ہیں اور قبیلہ اوس کے آپ بڑے سردار ہیں جیسے کہ حضرت سعد بن عبادہ خزرج کے بڑے ہیں۔

(۳۸۰۲) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا مجھ سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ہدیہ میں ایک ریشمی حلہ آیا تو صحابہ اسے چھونے لگے اور اس کی نرمی اور نزاکت پر تعجب کرنے لگے۔ آپ نے اس پر فرمایا تمہیں اس کی نرمی پر تعجب ہے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال (خنت میں) اس سے کہیں بہتر ہیں یا (آپ نے فرمایا کہ) اس سے کہیں زیادہ نرم و نازک ہیں۔ اس حدیث کی روایت قتادہ اور زہری نے بھی کی ہے، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

(۳۸۰۳) مجھ سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ کے داماد فضل بن مساور نے بیان کیا، کہا ہم سے اعش نے، ان سے ابو

۳۸۰۲- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((أَهْدَيْتُ لِلنَّبِيِّ حُلَّةً حَرِيرِيَّةً، فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَمْسُونَهَا وَيَعْجَبُونَ مِنْ لِينِهَا، فَقَالَ: ((أَتَعْجَبُونَ مِنْ لِينِ هَذِهِ؟ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ خَيْرٌ مِنْهَا، أَوْ أَلَيْنُ)). رَوَاهُ قَتَادَةُ وَالزُّهْرِيُّ سَمِعَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۳۲۴۹]

۳۸۰۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا فَضْلُ بْنُ مُسَاوِرٍ خَتَنُ أَبِي عَوَانَةَ

سفیان نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پر عرش ہل گیا اور اعمش سے روایت ہے، ان سے ابو صالح نے بیان کیا اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت کیا۔ ایک صاحب نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ براء رضی اللہ عنہ تو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ چارپائی جس پر معاذ رضی اللہ عنہ کی نعش رکھی ہوئی تھی، ہل گئی تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ان دونوں قبیلوں (اوس و خزرج) کے درمیان (زمانہ جاہلیت میں) دشمنی تھی۔ میں نے خود نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پر عرش رحمان ہل گیا تھا۔

روایت میں اس عداوت اور دشمنی کی طرف اشارہ ہے جو انصار کے دو قبیلوں، اوس و خزرج کے درمیان زمانہ جاہلیت میں تھی لیکن اسلام کے بعد اس کے اثرات کچھ بھی باقی نہیں رہ گئے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ قبیلہ اوس کے سردار تھے اور حضرت براء رضی اللہ عنہ کا تعلق خزرج سے تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ اس پرانی دشمنی کی وجہ سے انہوں نے پوری طرح حدیث نہیں بیان کی۔ بہر حال عرش رحمن اور سریر ہر دو کے ملنے کے بارے میں حدیث آئی ہیں اور دونوں صورتوں کی محدثین نے یہ تشریح کی ہے کہ اس میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت کو ایک حادثہ عظیم بتایا گیا ہے آپ کے مرتبہ کو گھٹانا کسی کے بھی سامنے نہیں ہے۔

(۳۸۰۴) ہم سے محمد بن عرعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے ابو امامہ بن سہل بن حنیف نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک قوم (یسود بنی قریظہ) نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے تو انہیں بلانے کے لئے آدمی بھیجا گیا اور وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب اس جگہ کے قریب پہنچے جسے (نبی کریم ﷺ نے ایام جنگ میں) نماز پڑھنے کے لیے منتخب کیا ہوا تھا تو آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ اپنے سب سے بہتر شخص کے لیے یا (آپ نے یہ فرمایا) اپنے سردار کو لینے کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر آپ نے فرمایا اے سعد! انہوں نے تم کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے جو لوگ جنگ کرنے والے ہیں انہیں ختم کر دیا جائے اور ان کی عورتوں، بچوں کو جنگی قیدی بنا لیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم نے اللہ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ

حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سَفْيَانَ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : ((اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ)) وَعَنْ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ جَابِرِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ فَقَالَ رَجُلٌ لِحَابِرٍ: فَإِنَّ الْبَرَاءَ يَقُولُ اهْتَزَّ السَّرِيرُ فَقَالَ: إِنَّهُ كَانَ بَيْنَ هَذَيْنِ الْحَيَيْنِ ضَعْفَانِ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمَنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ)).

۳۸۰۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرُورَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حَنِيفٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : أَنَّ أَنَسًا نَزَلُوا عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ، فَلَمَّا بَلَغَ قَرْبًا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قُومُوا إِلَيَّ خَيْرُكُمْ - أَوْ سَيِّدُكُمْ - فَقَالَ: يَا سَعْدُ، إِنَّ هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ)) قَالَ: فَإِنِّي أَحْكُمُ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ، وَتُسَيَّ ذَرَارِيُّهُمْ. قَالَ: ((حُكَمْتُ بِحُكْمِ اللَّهِ، أَوْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ)).

[راجع: ۴۰۴]

کیا (آپ نے یہ فرمایا کہ) فرشتے کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

اس سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوئی۔ ان کا تعلق انصار سے تھا، بڑے دانشمند تھے، یہود بنو قریظہ نے ان کو ثالث تسلیم کیا مگر یہ اطمینان نہ دلایا کہ وہ اپنی جنگ جو فطرت کو بدل کر امن پسندی اختیار کریں گے اور فساد اور سازش کے قریب نہ جائیں گے اور بغاوت سے باز رہیں گے، مسلمانوں کے ساتھ غداری نہیں کریں گے۔ ان حالات کا جائزہ لے کر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے وہی فیصلہ دیا جو قیام امن کے لئے مناسب حال تھا، آنحضرت ﷺ نے بھی ان کے فیصلے کی تحسین فرمائی۔

باب اسید بن حنظل اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما

کی فضیلت کا بیان

۱۳- بَابُ مَنْقَبَةِ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ

وَعَبَادِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

اسید بن حنظل بن سہیل بن عقیق اشہلی خزرجی ہیں جو جنگ احد میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے ۲۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

(۳۸۰۵) ہم سے علی بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے حبان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، انہیں قتادہ نے خبر دی اور انہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس سے اٹھ کر دو صحابی ایک تاریک رات میں (اپنے گھر کی طرف) جانے لگے تو ایک غیبی نور ان کے آگے آگے چل رہا تھا، پھر جب وہ جدا ہوئے تو ان کے ساتھ ساتھ وہ نور بھی الگ الگ ہو گیا اور معمر نے ثابت سے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ اسید بن حنظل رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے انصاری صحابی (کے ساتھ یہ کرامت پیش آئی تھی) اور حماد نے بیان کیا، انہیں ثابت نے خبر دی اور انہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ اسید بن حنظل اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما کے ساتھ یہ کرامت پیش آئی تھی۔ یہ نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

باب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

کے فضائل کا بیان

۱۴- بَابُ مَنْاقِبِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

یہ ان ستر بزرگوں میں سے ہیں جو بیعت عقبہ میں شریک ہوئے تھے۔ عہد نبوی میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کا بھائی چارہ قائم کیا گیا تھا۔

(۳۸۰۶) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمرو

۳۸۰۶- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ حَدَّثَنَا غَنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو

رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نے فرمایا قرآن چار (حضرات صحابہ) عبد اللہ بن مسعود، ابو حذیفہ کے غلام سالم اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے سیکھو۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((اسْتَفَرُّنَا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَسَالِمِ مَوْلَى أَبِي حَذِيفَةَ، وَأَبِي بَنْ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ)).

[راجع: ۳۷۵۸]

آنحضرت ﷺ کے عمد مبارک میں یہ حضرات قرآن مجید کے ماہرین خصوصی شمار کئے جاتے تھے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے ان کو اساتذہ قرآن مجید کی حیثیت سے نامزد فرمایا۔ یہ جتنا بڑا شرف ہے اسے اہل ایمان ہی جان سکتے ہیں۔

باب حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

۱۵- بَابُ مَنْقَبَةِ سَعْدِ بْنِ عَبَادَةَ

کی فضیلت کا بیان

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ (واقعہ اُفک سے) پہلے ہی مرد صالح تھے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: ((وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا))

ذکرت عائشہ فیہ ماداربین سعد بن عبادہ و اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما من المقالة فاشارت عائشہ الی ان سعداً کان قبل تلك المقالة رجلاً صالحاً و لا یلزم منه ان یکون خرج من هذه الصفة (فتح) یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ ذکر حضرت سعد بن عبادہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کے درمیان ایک باہمی مقالہ سے متعلق ہے جس میں حضرت عائشہ نے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ اس قول یعنی حدیث اُفک سے پہلے یہ صالح آدمی تھے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بعد میں وہ اس صفت سے محروم ہو گئے۔

(۳۸۰۷) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الصمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، انصار کا بہترین گھرانہ بنو نجار کا گھرانہ ہے، پھر بنو عبد الاشہل کا۔ پھر بنو عبد الحارث کا، پھر بنو ساعدہ کا اور خیر انصار کے تمام گھرانوں میں ہے، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور وہ اسلام قبول کرنے میں بڑی قدامت رکھتے تھے کہ میرا خیال ہے، آنحضرت ﷺ نے ہم پر دوسروں کو فضیلت دے دی ہے۔ ان سے کہا گیا کہ آنحضرت ﷺ نے تم کو بھی تو بہت سے لوگوں پر فضیلت دی ہے۔ (اعتراض کی کیا بات ہے)

۳۸۰۷- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَبُو أُسَيْدٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنِي النَّجَّارِ، ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ، وَفِي كُلِّ دُورٍ الْأَنْصَارُ خَيْرٌ)). فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةَ وَكَانَ ذَا قَدَمٍ فِي الْإِسْلَامِ -: أَرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا، فَقِيلَ لَهُ: قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى نَاسٍ

کثیر۔ [راجع: ۳۷۸۹]

الثا ترجمہ: بڑے افسوس کے ساتھ قارئین کرام کی اطلاع کے لئے لکھ رہا ہوں کہ موجودہ تراجم بخاری شریف میں بہت زیادہ لا

پروای سے کام لیا جا رہا ہے جو بخاری شریف جیسی اہم کتاب کا ترجمہ کرنے والے کے مناسب نہیں ہے، یہاں حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں فقیل له قد فضلکم علی ناس کثیر ان کا ترجمہ کتاب تنفیم البخاری دیوبندی میں یوں کیا گیا ہے ”آپ سے کہا گیا کہ آنحضرت ﷺ نے آپ پر بہت سے قبائل کو فضیلت دی ہے“ خود علمائے اکرام ہی غور فرما سکیں گے کہ یہ ترجمہ کہاں تک صحیح ہے“

باب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

۱۶- بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

یہ انصاری خزرجی ہیں جو بیعت عقبہ میں شریک اور بدر میں بھی تھے، ۳۰ھ میں ان کا وصال ہوا رضی اللہ عنہ۔

(۳۸۰۸) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرو نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مجلس میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا تو انہوں نے کہا کہ اس وقت سے ان کی محبت میرے دل میں بہت بیٹھ گئی جب سے میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، آنحضرت ﷺ نے انہیں کے نام سے ابتدا کی، اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سالم سے، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے۔

(۳۸۰۹) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا کہ میں نے شعبہ سے سنا، انہوں نے قتادہ سے سنا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو سورہ ”لم یکن الذین کفروا“ سناؤں، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بولے کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، اس پر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرط مسرت سے رونے لگے۔

باب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

(۳۸۱۰) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چار

۳۸۰۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْوَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ ذَكَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ: ذَلِكَ رَجُلٌ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ، مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ - فَبَدَأَ بِهِ - وَسَالِمِ مَوْلَى أَبِي حَذِيفَةَ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَأَبِي بْنِ كَعْبٍ)). [راجع: ۳۷۵۸]

۳۸۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: سَمِعْتُ شُعْبَةَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي: ((إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ: «لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا» قَالَ: وَسَمَانِي؟ قَالَ: نَعَمْ. فَبَكَى)).

[أطرافه في: ۴۹۵۹، ۴۹۷۰، ۴۹۶۱].

۱۷- بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

مشہور کاتب وحی ہیں۔ ان کا انتقال ۳۵ھ میں ہوا۔

۳۸۱۰- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ

آدی جن سب کا تعلق قبیلہ انصار سے تھا قرآن مجید جمع کرنے والے تھے، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، ابو زید اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم میں نے پوچھا، ابو زید کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ میرے ایک چچا ہیں۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَبِي وَمَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأَبُو زَيْدٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ. قُلْتُ لِأَنْسٍ: مَنْ أَبُو زَيْدٍ؟ قَالَ: أَحَدُ غُمُومَتِي)).

[أطرافه في: ۳۹۹۶، ۵۰۰۳، ۵۰۰۴]

حضرت زید بن ثابت کاتب وحی سے مشہور ہیں اور بڑا شرف ہے جو آپ کو حاصل ہے۔

باب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ

کے فضائل کا بیان

۱۸- بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي طَلْحَةَ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حضرت ابو طلحہ زید بن سل بن اسود انصاری خزرجی ہیں ام انس رضی اللہ عنہا کے خاندان میں۔ غالباً ۳۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

(۳۸۱) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی کے موقع پر جب صحابہ نبی کریم ﷺ کے قریب سے ادھر ادھر چلنے لگے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت اپنی ایک ڈھال سے آنحضرت ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے حضرت ابو طلحہ بڑے تیر انداز تھے اور خوب کھینچ کر تیر چلایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس دن دویا تین کمائیں انہوں نے توڑ دی تھیں۔ اس وقت اگر کوئی مسلمان ترکش لئے ہوئے گزرتا تو آنحضرت ﷺ فرماتے کہ اس کے تیر ابو طلحہ کو دے دو۔ آنحضرت ﷺ حالات معلوم کرنے کے لئے اچک کر دیکھنے لگتے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے یا نبی اللہ! آپ پر میرے ہاں اور پاپ قربان ہوں۔ اچک کر ملاحظہ نہ فرمائیں، کہیں کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے۔ میرا سینہ آنحضرت ﷺ کے سینے کی ڈھال بنا رہا اور میں نے عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور ام سلیم (ابو طلحہ کی بیوی) کو دیکھا کہ اپنا ازار اٹھائے ہوئے (غازیوں کی مدد میں) بڑی تیزی کے ساتھ مشغول تھیں (اس خدمت میں ان کو انہماک و استغراق کی وجہ سے کپڑوں تک کا ہوش نہ تھا یہاں تک کہ) میں ان کی پنڈلیوں کے زبور دیکھ سکتا تھا۔ انتہائی جلدی کے ساتھ مشکیزے اپنی پیٹھوں پر لئے جاتی تھیں اور مسلمانوں کو پلا کر واپس آتی تھیں اور پھر انہیں بھر کر لے جاتیں

۳۸۱- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((لَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ. انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ مُجَوَّبٌ بِهِ عَلَيْهِ بِحِجْفَةٍ لَهُ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا الْقِدْفَ يَكْسِرُ يَوْمِيذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، وَكَانَ الْوَجْهُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْحِجْبَةُ مِنَ النَّبْلِ، فَيَقُولُ: انْشُرْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ، فَاشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ، فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، يَا أَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، لَا تُشْرِفْ يُصِيبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ، نَحْرِي ذُوْنُ نَحْرِكَ. وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سَلِيمٍ وَإِنَهُمَا لَمُشْمَرَتَانِ أَرَى خِدْمَ سَوْفِهِمَا تَنْفِزَانِ الْقُرْبَ عَلَى مُتَوْنِهِمَا، تَفْرَعَانِي فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَمَمْلَأْنِيهَا، ثُمَّ تَجْنِبَانِ تَفْرَعَانِي فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ. وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدِ أَبِي طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ

وَأَمَّا ثَلَاثًا)). اور ان کا پانی مسلمانوں کو پلاتیں اور ابو طلحہ کے ہاتھ سے اس دن دویا تین مرتبہ تلواریں چھوٹ چھوٹ کر گر پڑی تھیں۔ [راجع: ۲۸۸۰]

یہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مشہور انصاری مجاہد ہیں جنہوں نے جنگ احد میں اس پامردی کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت کا حق ادا کیا بلکہ قیامت تک کے لئے ان کی یہ خدمت تاریخ اسلام میں فخریہ یاد رکھی جائے گی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنگ و جماد کے موقع پر مستورات کی خدمات بڑی اہمیت رکھتی ہیں، زخیوں کی مرہم پٹی کرنا اور کھانے پانی کے لئے مجاہدین کی خبر لینا یہ خواتین اسلام کے مجاہدانہ کارنامے اور اہم تاریخ پر سنہری حروف سے لکھے جائیں گے۔ مگر خواتین اسلام پورے حجاب شرعی کے ساتھ یہ خدمات انجام دیا کرتی تھیں۔

باب حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

۱۹ - بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

یہ بنو قینقار میں سے ہیں، آل یوسف رضی اللہ عنہم سے ان کا تعلق ہے۔ جاہلیت میں ان کا نام حصین تھا۔ اسلام کے بعد آنحضرت ﷺ نے ان کا نام عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ رکھ دیا ۳۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۳۸۱۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُثَيْبٍ أَنَّ اللَّهَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لِأَحَدٍ يَمْنَحِي عَلَى الْأَرْضِ: إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، إِلَّا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ. قَالَ: وَفِيهِ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾ (الآية)). قَالَ: لَا أَذْرِي مَالِكُ الْآيَةَ أَوْ فِي الْحَدِيثِ.

(۳۸۱۲) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے امام مالک سے سنا، وہ عمر بن عبید اللہ کے مولیٰ ابو نصر سے بیان کرتے تھے، وہ عامر بن سعد بن ابی وقاص سے اور ان سے ان کے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کے متعلق یہ نہیں سنا کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں، بیان کیا کہ آیت ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾ (الاحقاف: ۱۰) انہیں کے بارے میں نازل ہوئی تھی (راوی حدیث عبداللہ بن یوسف نے) بیان کیا کہ آیت کے نزول کے متعلق مالک کا قول ہے یا حدیث میں اسی طرح تھا۔

حضرت عبداللہ بن سلام مشہور یہودی عالم تھے جو رسول کریم ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری پر آپ کی علامات نبوت دیکھ کر مسلمان ہو گئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے لئے جنت کی بشارت پیش فرمائی اور آیت قرآنی ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾ (الاحقاف: ۱۰) میں اللہ نے ان کا ذکر فرمایا دوسری حدیث میں بھی ان کی منقبت موجود ہے۔

۳۸۱۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ عَنْ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ: ((كُنْتُ جَالِسًا فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ، فَدَخَلَ رَجُلٌ

(۳۸۱۳) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ازہر سمان نے بیان کیا، ان سے ابو عوانہ نے، ان سے محمد نے اور ان سے قیس بن عباد نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بزرگ مسجد میں داخل ہوئے جن کے چہرے پر خشوع و خضوع کے آثار ظاہر

تھے لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنتی لوگوں میں ہیں، پھر انہوں نے دو رکعت نماز مختصر طریقہ پر پڑھی اور باہر نکل گئے۔ میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا اور عرض کی کہ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنت والوں میں سے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا خدا کی قسم! کسی کے لئے ایسی بات زبان سے نکالنا مناسب نہیں ہے جسے وہ نہ جانتا ہو اور میں تمہیں بتاؤں گا کہ ایسا کیوں ہے۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں میں نے ایک خواب میں دیکھا اور آنحضرت ﷺ سے اسے بیان کیا۔ میں نے خواب یہ دیکھا تھا کہ جیسے میں ایک باغ میں ہوں، پھر انہوں نے اس کی وسعت اور اس کے سبزہ زاروں کا ذکر کیا اس باغ کے درمیان میں ایک لوطہ ہے کا کھمبا ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں ہے اور اوپر کا آسمان پر اور اس کی چوٹی پر ایک گھنادرخت ہے۔ (العروۃ) مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ میں نے کہا کہ مجھ میں تو اتنی طاقت نہیں ہے اتنے میں ایک خادم آیا اور پیچھے سے میرے کپڑے اس نے اٹھائے تو میں چڑھ گیا اور جب میں اس کی چوٹی پر پہنچ گیا تو میں نے اس گھنے درخت کو پکڑ لیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ اس درخت کو پوری مضبوطی کے ساتھ پکڑ لے۔ ابھی میں اسے اپنے ہاتھ سے پکڑے ہوئے تھا کہ میری نیند کھل گئی۔ یہ خواب جب میں نے آنحضرت ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ جو باغ تم نے دیکھا ہے، وہ تو اسلام ہے اور اس میں ستون اسلام کا ستون ہے اور عروہ (گھنادرخت) عروۃ الوثقی ہے اس لئے تم اسلام پر مرتے دم تک قائم رہو گے۔ یہ بزرگ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا ان سے معاذ نے بیان کیا ان سے ابن عون نے بیان کیا ان سے محمد نے ان سے قیس بن عباد نے بیان کیا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے انہوں نے منصف (خادم) کے بجائے وصف کا لفظ ذکر کیا۔

(۳۸۱۴) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے سعید بن ابی بردہ نے اور ان سے ان کے والد نے کہ میں

عَلَى وَجْهِهِ أَوْرُ الْخُشُوعِ، فَقَالُوا : هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيهِمَا، ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ : إِنَّكَ جِئْتَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوا : هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ : وَاللَّهِ مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ مَا لَا يَعْلَمُ. وَسَأَحْذِثُكَ لِمَ ذَاكَ. رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ، وَرَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ - ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخَضَرَتِهَا. وَسَطَهَا عَمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ أَسْفَلُهُ فِي الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ، فِي أَغْلَاهُ عُرْوَةٌ، فَقِيلَ لِي: ارْقُ. قُلْتُ: لَا أَسْتَطِيعُ. فَأَتَانِي مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِي مِنْ خَلْفِي فَرَقِيتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَغْلَاهَا، فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ، فَقِيلَ لَهُ اسْتَمْسِكْ. فَاسْتَيْقِظْتُ وَإِنَّهَا لَفِي يَدِي. فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ، وَذَلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الْإِسْلَامِ، وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَى، فَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ)). وَذَلِكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ)). وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مَعَاذُ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ عَنْ ابْنِ سَلَامٍ قَالَ : ((وَصِيفٌ)) مَكَانَ ((مِنْصَفٌ)).

[طرفاء فی: ۷۰۱۰، ۷۰۱۴]

۳۸۱۴ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ

مدینہ منورہ حاضر ہوا تو میں نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی، انہوں نے کہا، 'آؤ تمہیں میں سٹو اور کھجور کھلاؤں گا اور تم ایک (با عظمت) مکان میں داخل ہو گے (کہ رسول اللہ ﷺ بھی اس میں تشریف لے گئے تھے) پھر آپؐ نے فرمایا تمہارا قیام ایک ایسے ملک میں ہے جہاں سودی معاملات بہت عام ہیں اگر تمہارا کسی شخص پر کوئی حق ہو اور پھر وہ تمہیں ایک تنگے یا جو کے ایک دانے یا ایک گھاس کے برابر بھی ہدیہ دے تو اسے قبول نہ کرنا کیونکہ وہ بھی سود ہے۔ نضر ابو داؤد اور وہب نے (اپنی روایتوں میں) البیت (گھر) کا ذکر نہیں کیا۔

باب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی شادی اور ان کی فضیلت کا بیان

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ آنحضرت ﷺ سے نکاح کے وقت ان کی عمر ۴۰ سال کی تھی اور آپؐ کی عمر ۲۵ سال کی تھی رسول اللہ ﷺ کے لئے ان سے اولاد بھی ہوئی۔ ہجرت سے ۴-۵ سال قبل ان کا انتقال ہوا۔ آنحضرت ﷺ کو آپ کی جدائی سے سخت رنج ہوا تھا رضی اللہ عنہا۔

(۳۸۱۵) مجھ سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو خبر دی عہدہ نے، انہیں ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ نے فرمایا (دوسری سند) اور مجھ سے صدقہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عہدہ نے خبر دی، انہیں ہشام نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر سے سنا انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (اپنے زمانے میں) حضرت مریم علیہا السلام سب سے افضل عورت تھیں اور (اس امت میں) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں۔

(۳۸۱۶) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، کہا کہ ہشام نے میرے پاس اپنے والد (عروہ) سے لکھ کر بھیجا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم ﷺ کی کسی بیوی کے معاملہ میں میں نے اتنی غیرت نہیں محسوس کی جتنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے

قَالَ: ((أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ فَقَالَ: أَلَا تَحِيُّ فَاطِمَةَكَ سَوِيْقًا وَتَسْمُوًا وَتَدْخُلُ فِي بَيْتِ؟ ثُمَّ قَالَ: إِنَّكَ بِأَرْضِ الرَّبِّا بَهَا فَاشِ، إِذَا كَانَ لَكَ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ فَأَهْدِي إِلَيْكَ حِمْلَ بَيْنٍ أَوْ حِمْلَ شَعِيرٍ أَوْ حِمْلَ قَتٍ فَلَا تَأْخُذْهُ فَإِنَّهُ رَبًّا)) وَلَمْ يَذْكُرِ النَّضْرَ وَأَبُو دَاوُدَ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ الْبَيْتِ. [طرفہ فی: ۷۳۴۳]

۲۰- باب تزویج النبی ﷺ خدیجۃ وَفَضْلِهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

۳۸۱۵- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: حَدَّثَنِي صَدَقَةٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جَعْفَرٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ نِسَائِهَا مَرِيَمُ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ)).

[راجع: ۳۴۳۲]

۳۸۱۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلَى

معاملہ میں، میں محسوس کرتی تھی، وہ میرے نکاح سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں لیکن آنحضرت ﷺ کی زبان سے میں ان کا ذکر سنتی رہتی تھی، اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا تھا کہ انہیں (جنت میں) موتی کے محل کی خوش خبری سنا دیں، آنحضرت ﷺ اگر کبھی بکری ذبح کرتے تو ان سے میل محبت رکھنے والی خواتین کو اس میں سے اتنا ہدیہ بھیجتے جو ان کے لئے کافی ہو جاتا۔

(۳۸۱۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حمید بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے معاملے میں جتنی غیرت میں محسوس کرتی تھی اتنی کسی عورت کے معاملے میں نہیں کی کیونکہ رسول اللہ ﷺ ان کا ذکر اکثر کیا کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ سے میرا نکاح ان کی وفات کے تین سال بعد ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا یا جبریل علیہ السلام کے ذریعہ یہ پیغام پہنچایا تھا کہ آنحضرت ﷺ انہیں جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دے دیں۔

(۳۸۱۸) مجھ سے عمر بن محمد بن حسن نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے حفص نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ کی تمام بیویوں میں جتنی غیرت مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آتی تھی اتنی کسی اور سے نہیں آتی تھی، حالانکہ انہیں میں نے دیکھا بھی نہیں تھا۔ لیکن آنحضرت ﷺ ان کا ذکر بکثرت فرمایا کرتے تھے اور اگر کبھی کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے ٹکڑے کر کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملنے والیوں کو بھیجتے تھے میں نے اکثر حضور ﷺ سے کہا جیسے دنیا میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی عورت ہے ہی نہیں! اس پر آپ فرماتے کہ وہ ایسی تھیں اور ایسی تھیں اور ان سے میرے اولاد ہے۔

خَدِيجَةُ، هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي، لَمَّا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا، وَأَمَرَهُ اللَّهُ أَنْ يَبْشُرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ. وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيَهْدِي فِي خِلَالِهَا مِنْهَا مَا يَسْعَهُنَّ)). [أطرافه في: ۳۸۱۷، ۳۸۱۸،

۲۵۵۹، ۲۰۰۴، ۷۴۸۴].

۳۸۱۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((مَا غَرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غَرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ مِنْ كَثَرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِهَا. قَالَتْ: وَتَزَوَّجَنِي بَعْدَهَا بِثَلَاثِ سِنِينَ، وَأَمَرَهُ رَبُّهُ عَزَّوَجَلَّ- أَوْ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ - أَنْ يَبْشُرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ)). [راجع: ۳۸۱۶]

۳۸۱۸- حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا غَرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ مَا غَرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا، وَلَكِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُهَا، وَرَبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يَقْطَعُهَا أَغْصَاءَ ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ. فَرَبَّمَا قُلْتُ لَهُ: كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيجَةُ؟ فَيَقُولُ: ((إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ، وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ)). [راجع: ۳۸۱۶]

اس سے معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی نگاہوں میں حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا درجہ بہت زیادہ تھا، فی الواقع وہ اسلام

اور پیغمبر اسلام ﷺ کی اولین محسنہ قمیص ان کے احسانات کا بدلہ ان کو اللہ ہی دینے والا ہے (رضی اللہ عنہما) (آمین)

(۳۸۱۹) ہم سے مسدو نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بشارت دی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں، جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دی تھی، جہاں نہ کوئی شور و غل ہو گا اور نہ ٹھکن ہوگی۔

(۳۸۲۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے عمارہ نے، ان سے ابو زرہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس ایک برتن لئے آ رہی ہیں جس میں سالن یا (فرمایا) کھانا (یا فرمایا) پینے کی چیز ہے۔ جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان کے رب کی جانب سے انہیں سلام پہنچانا اور میری طرف سے بھی! اور انہیں جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دے دیجئے گا۔ جہاں نہ شور و ہنگامہ ہو گا اور نہ تکلیف و ٹھکن ہوگی۔

(۳۸۲۱) اور اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا، انہیں علی بن مسرر نے خبر دی، انہیں ہشام نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اجازت لینے کی ادایا آگئی، آپ چونک اٹھے اور فرمایا اللہ! یہ تو ہالہ ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے اس پر بڑی غیرت آئی۔ میں نے کہا آپ قریش کی کس بوڑھی کا ذکر کیا کرتے ہیں جس کے مسوڑوں پر بھی دانتوں کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے (صرف سرخی باقی رہ گئی تھی) اور جسے مرے ہوئے بھی ایک زمانہ گزر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر پیوی دے دی ہے۔

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس بات پر اس قدر خفا ہو گئے کہ چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا، اس سے بہتر کیا چیز مجھے ملی ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو گئیں اور اللہ کے حضور توبہ کی اور پھر کبھی اس طرح کی

۳۸۱۹- حَدَّثَنَا مُسَدُّ بْنُ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ : قُلْتُ : لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بَشَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ خَدِيجَةً؟ قَالَ : نَعَمْ، بَيْتٌ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَحَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ)). (راجع: ۱۷۹۲)

۳۸۲۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((اتَى جِبْرِيلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذِهِ خَدِيجَةٌ قَدْ آتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَأَقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمَنِّي، وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَحَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ)).

۳۸۲۱- وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : ((اسْتَأْذَنْتُ هَالَةَ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ - أُخْتُ خَدِيجَةَ - عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَعَرَفَ اسْتِئْذَانِ خَدِيجَةَ، فَارْتَأَعَ لَذَلِكَ فَقَالَ : ((اللَّهُمَّ هَالَةَ)). قَالَتْ : فَعَرَفْتُ فَقُلْتُ : مَا تَذَكَّرُ مِنْ عَجُوزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ حَضَرَاءِ الشَّدَقَيْنِ هَلَكَتْ فِي الذَّهْرِ، قَدْ أَبْدَلَكَ اللَّهُ خَيْرًا مِنْهَا)).

تنگو آنحضرت ﷺ کے سامنے نہیں کی۔ عورتوں کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنی سوکن سے ضرور رقابت رکھتی ہیں حضرت ہاجرہ و حضرت سارہ علیہما السلام کے حالات بھی اس پر شاہد ہیں پھر ازواج مطہرات بھی بیات حوا تھیں لہذا یہ عمل تعجب نہیں ہے۔ اللہ پاک ان کی کمزوریوں کو معاف کرنے والا ہے۔

باب جریر بن عبد اللہ بکلی رضی اللہ عنہ

کا بیان

(۳۸۲۲) ہم سے اسحاق واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے بیان نے کہ میں نے قیس سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب سے میں اسلام میں داخل ہوا رسول اللہ ﷺ نے مجھے (گھر کے اندر آنے سے) نہیں روکا (جب بھی میں نے اجازت چاہی) اور جب بھی آپ مجھے دیکھتے تو مسکراتے۔

(۳۸۲۳) اور قیس سے روایت ہے کہ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا زمانہ جاہلیت میں ”ذوالخلصہ“ نامی ایک بت کدہ تھا اسے ”الکعبۃ الیمانیۃ یا الکعبۃ الشامیۃ“ بھی کہتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا ”ذی الخلصہ“ کے وجود سے میں جس اذیت میں مبتلا ہوں۔ کیا تم مجھے اس سے نجات دلا سکتے ہو؟ انہوں نے بیان کیا کہ پھر قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کو میں لے کر چلا، انہوں نے بیان کیا اور ہم نے بت کدے کو ڈھایا اور اس میں جو تھے ان کو قتل کر دیا۔ پھر ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو خبر دی تو آپ نے ہمارے لئے اور قبیلہ احمس کے لئے دعا فرمائی۔

حضرت جریر بن عبد اللہ بکلی رضی اللہ عنہ بہت ہی بڑے بہادر انسان تھے دل میں توحید کا جذبہ تھا کہ رسول کریم ﷺ کی فضا پا کر ذی الخلصہ نامی بت کدے کو قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ سہار کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان مجاہدین کے لئے بہت بہت دعائے خیر و برکت فرمائی۔ یہ بت کدہ معاندین اسلام نے اپنا مرکز بنا رکھا تھا۔ اس لئے اس کا ختم کرنا ضروری ہوا۔

باب حذیفہ بن یمان عیسیٰ رضی اللہ عنہ

کا بیان

(۳۸۲۳) مجھ سے اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا، کہا ہم سے سلمہ بن

۲۱- بَابُ ذِكْرِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۳۸۲۲- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ يَنَانٍ عَنْ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((قَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلَا رَأَى إِلَّا ضَحْكَ)).

[راجع: ۳۰۳۵]

۳۸۲۳- وَعَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بَيْتٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْخَلَصَةِ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَّةُ أَوْ الْكَعْبَةُ الشَّامِيَّةُ. فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَلْ أَنْتَ مُرِيحِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ؟)) قَالَ: فَفَقَرْتُ إِلَيْهِ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةً فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ، قَالَ: ((فَكَسَرْنَا، وَقَتَلْنَا مِنْ وَجَدْنَا عِنْدَهُ، فَأَتَيْنَاهُ فَأَخْبَرْنَاهُ، فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ)).

[راجع: ۳۰۲۰]

۲۲- بَابُ ذِكْرِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ

الْعُبَيْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۳۸۲۴- حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ

رجاء نے، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی میں جب مشرکین ہار چکے تو ابلیس نے چلا کر کہا اے اللہ کے بندو! پیچھے والوں کو (قتل کرو) چنانچہ آگے کے مسلمان پیچھے والوں پر پل پڑے اور انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جو دیکھا تو ان کے والد (یمان رضی اللہ عنہ) بھی وہیں موجود تھے انہوں نے پکار کر کہا اے اللہ کے بندو یہ تو میرے والد ہیں میرے والد! عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا اللہ کی قسم! اس وقت تک لوگ وہاں سے نہیں بڑے جب تک انہیں قتل نہ کر لیا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے صرف اتنا کہا اللہ تمہاری مغفرت کرے۔ (ہشام نے بیان کیا کہ) اللہ کی قسم! حذیفہ رضی اللہ عنہ برابر یہ کلمہ دعائیہ کہتے رہے (کہ اللہ ان کے والد پر حملہ کرنے والوں کو بخشنے جو کہ محض غلط فہمی کی وجہ سے یہ حرکت کر بیٹھے) یہ دعا وہ مرتے دم تک کرتے رہے۔

حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هَزَمَ الْمُشْرِكُونَ هَزِيمَةً بَيْنَهُ، فَصَاحَ ابْنُ لَيْسَ: أَيُّ عِبَادِ اللَّهِ أَخْرَأَكُمْ. فَرُجِعَتْ أَوْلَاهُمْ عَلَى أَخْرَأِهِمْ، فَاجْتَلَدَتْ أَخْرَأَهُمْ. فَنَظَرَ حَذِيفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ، أَيُّ عِبَادِ اللَّهِ، أَبِي أَبِي. فَقَالَتْ: لَوْ أَنَّ اللَّهَ مَا اخْتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ. فَقَالَ حَذِيفَةُ: غَفَرَ اللَّهُ لَكُمْ. قَالَ أَبِي: لَوْ أَنَّ اللَّهَ مَا زَالَتْ فِي حَذِيفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةٌ خَيْرٌ حَتَّى لَقِيَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ)).

[راجع: ۳۲۹۰]

اس سے ان کے مبر و استقلال اور فہم و فراست کا پتہ چلتا ہے۔ غلط فہمی میں انسان کیا سے کیا کر بیٹھتا ہے۔ اس لئے اللہ کا ارشاد ہے کہ ہر سنی سائل خبر کا یقین نہ کر لیا کرو جب تک اس کی تحقیق نہ کر لو۔

باب ہند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا

کا بیان

(۳۸۲۵) اور عبدان نے بیان کیا، انہیں عبد اللہ نے خبر دی، انہیں یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، ان سے عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں (اسلام لانے کے بعد) حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ ﷺ! روئے زمین پر کسی گھرانے کی ذلت آپ کے گھرانے کی ذلت سے زیادہ میرے لیے خوشی کا باعث نہیں تھی لیکن آج کسی گھرانے کی عزت روئے زمین پر آپ کے گھرانے کی عزت سے زیادہ میرے لئے خوشی کی وجہ نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس میں ابھی اور ترقی ہوگی اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ پھر ہند نے کہا یا رسول اللہ! ابو سفیان بہت بخیل ہیں تو کیا اس میں کچھ حرج ہے اگر میں ان کے مال میں سے (ان کی اجازت کے

۲۳- بابُ ذِکْرِ ہندِ بنتِ عتبۃ بنِ

ربیعۃ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

۳۸۲۵- وَقَالَ عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ مِنْ أَهْلِ خَبَاءٍ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوا مِنْ أَهْلِ خَبَائِكَ، ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلٌ خَبَاءٍ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يُعْزُّوا مِنْ أَهْلِ خَبَائِكَ. قَالَ: ((وَأَيْضًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ)). قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَبَا سَفْيَانَ رَجُلٌ مَسِيكٌ، فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ

أَطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ عَيْلَانَا؟ قَالَ : ((لَا أَرَاهُ
بِغَيْرِ بَالٍ بِحُجُورٍ كَوَلَّاهَا دِيَارًا كَرُورٍ؟)) آپ نے فرمایا ہاں لیکن میں
سمجھتا ہوں کہ یہ دستور کے مطابق ہونا چاہیے۔ [راجع: ۲۲۱۱]

حضرت ہند ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائی ہیں۔ ابو سفیان رضی اللہ عنہ بھی اسی زمانہ میں اسلام لائے تھے، بہت جری اور پختہ کار عورت تھی ان کے بارے میں بہت سے واقعات کتب تواریخ میں موجود ہیں جو ان کی شان و عظمت پر دلیل ہیں۔

باب حضرت زید بن عمرو بن نفیل

۲۴ - بَابُ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو

کابیان

بنِ نَفِيل

تشیخ یہ بزرگ صحابی عبد اسلام سے قبل ہی توحید کے علمبردار تھے۔ ان کے واقعہ میں ان قبر پرستوں کے لئے عبرت ہے جو بکرا مرغابی مینا بزرگوں کے مزاروں کی بھیٹ کرتے ہیں۔ حضرت مدار و سالار کے نام کے بکرے ذبح کرتے ہیں۔ ان کو سوچنا چاہیے کہ ان کا یہ فعل اسلام سے کس قدر بعید ہے ہذا ہم اللہ الی صراط مستقیم امین۔

(۳۸۳۶) مجھ سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے موسیٰ نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبد اللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کی زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے (وادی) بلدح کے نشیبی علاقہ میں ملاقات ہوئی۔ یہ قصہ نزول وحی سے پہلے کا ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ کے سامنے ایک دسترخوان بچھایا گیا تو زید بن عمرو بن نفیل نے کھانے سے انکار کر دیا اور جن لوگوں نے دسترخوان بچھایا تھا ان سے کہا کہ اپنے بتوں کے نام پر جو تم ذبیحہ کرتے ہو میں اسے نہیں کھاتا میں تو بس وہی ذبیحہ کھایا کرتا ہوں جس پر صرف اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ زید بن عمرو قریش پر ان کے ذبیحے کے بارے میں عیب بیان کیا کرتے اور کہتے تھے کہ بکری کو پیدا تو کیا ہے اللہ تعالیٰ نے، اسی نے اس کے لئے زمین سے گھاس اگائی، پھر تم لوگ اللہ کے سوا دوسرے (بتوں کے) ناموں پر اسے ذبح کرتے ہو۔ زید نے یہ کلمات ان کے ان کاموں پر اعتراض اور ان کے اس عمل کو بہت بڑی غلطی قرار دیتے ہوئے کہے تھے۔

(۳۸۳۷) موسیٰ نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبد اللہ نے بیان کیا اور مجھے یقین ہے کہ انہوں نے یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا تھا کہ زید

۳۸۲۶ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو بْنَ نَفِيلٍ بِأَسْفَلِ بَلَدْحٍ قَبْلَ أَنْ يَنْزَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْوَحْيُ، فَقَدَّمَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ صُفْرَةٌ، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا. ثُمَّ قَالَ زَيْدٌ: إِنِّي لَسْتُ أَكُلُ مِمَّا تَذْبَحُونَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ، وَلَا أَكُلُ إِلَّا مَا ذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ. وَأَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَعِيبُ عَلَى قُرَيْشٍ ذَبَائِحَهُمْ وَيَقُولُ: الشَّأَةُ خَلَقَهَا اللَّهُ، وَأَنْزَلَ لَهَا مِنَ السَّمَاءِ الْغَاءَةَ، وَأَنْبَتَ لَهَا مِنَ الْأَرْضِ. ثُمَّ تَذْبَحُونَهَا عَلَى غَيْرِ اسْمِ اللَّهِ، إِنْكَارًا لِدَلَالِكِ وَإِعْظَامًا لَهُ)).

۳۸۲۷ - قَالَ مُوسَى: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا تَحَدَّثَ بِهِ عَنْ

ابن عمرو بن نفیل شام گئے۔ دین (خالص) کی تلاش میں نکلے۔ وہاں وہ ایک یہودی عالم سے ملے تو انہوں نے ان کے دین کے بارے میں پوچھا اور کہا ممکن ہے میں تمہارا دین اختیار کر لوں، اس لئے تم مجھے اپنے دین کے متعلق بتاؤ۔ یہودی عالم نے کہا کہ ہمارے دین میں تم اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم اللہ کے غضب کے ایک حصہ کے لئے تیار نہ ہو جاؤ۔ اس پر زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اللہ کے غضب ہی سے بھاگ کر آیا ہوں، پھر خدا کے غضب کو میں اپنے اوپر کبھی نہ لوں گا اور نہ مجھ کو اسے اٹھانے کی طاقت ہے! کیا تم مجھے کسی اور دوسرے دین کا کچھ پتہ بتا سکتے ہو؟ اس عالم نے کہا میں نہیں جانتا (کوئی دین سچا ہو تو دین حنیف ہو) زید رضی اللہ عنہ نے پوچھا دین حنیف کیا ہے؟ اس عالم نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کا دین جو نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور وہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ زید وہاں سے چلے آئے اور ایک نصرانی پادری سے ملے۔ ان سے بھی اپنا خیال بیان کیا اس نے بھی یہی کہا کہ تم ہمارے دین میں آؤ گے تو اللہ تعالیٰ کی لعنت میں سے ایک حصہ لو گے۔ زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں اللہ کی لعنت سے ہی بچنے کے لئے تو یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔ اللہ کی لعنت اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں اور نہ میں اس کا یہ غضب کس طرح اٹھا سکتا ہوں! کیا تم میرے لیے اس کے سوا کوئی اور دین بتا سکتے ہو۔ پادری نے کہا کہ میری نظر میں ہو تو صرف ایک دین حنیف سچا دین ہے زید نے پوچھا دین حنیف کیا ہے؟ کہا کہ وہ دین ابراہیم علیہ السلام ہے جو نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور اللہ کے سوا وہ کسی کی پوجا نہیں کرتے تھے۔ زید نے جب دین ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ان کی یہ رائے سنی تو وہاں سے روانہ ہو گئے اور اس سرزمین سے باہر نکل کر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور یہ دعا کی، اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں دین ابراہیم پر ہوں۔

(۳۸۲۸) اور لیث بن سعد نے کہا کہ مجھے ہشام نے لکھا، اپنے والد (عروہ بن زبیر) سے اور انہوں نے کہا کہ ہم سے حضرت اسماء بنت ابی

ابن عمرو - اَنْ زَيْدُ بْنُ عَمْرٍو نَبِيْ نُفَيْلٍ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ يَسْأَلُ عَنِ الدِّيْنِ وَيَتَّبِعُهُ، فَلَقِيْ غَالِمًا مِّنَ الْيَهُودِ فَسَأَلَهُ عَنْ دِيْنِهِمْ فَقَالَ: اِنِّيْ لَعَلِّيْ اَنْ اَدِيْنَ دِيْنَكُمْ فَاُخْبِرُنِيْ. فَقَالَ: لَا تَكُوْنْ عَلٰى دِيْنِنَا حَتّٰى تَاْخُذَ بِبَصِيْبِكَ مِّنْ غَضَبِ اللّٰهِ. قَالَ زَيْدٌ: مَا اَبْرُؤُا اِلَّا مِّنْ غَضَبِ اللّٰهِ، وَلَا اُحْمِلُ مِّنْ غَضَبِ اللّٰهِ شَيْئًا اَبَدًا وَّاَنَا اَسْتَطِيْعُهُ؟ فَهَلْ تَدُلُّنِيْ عَلٰى غَيْرِهِ؟ قَالَ: مَا اَعْلَمُهُ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ حَنِيفًا. قَالَ زَيْدٌ: وَمَا الْحَنِيفُ؟ قَالَ: دِيْنُ اِبْرَاهِيْمَ؛ لَمْ يَكُنْ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَا يَعْْبُدُ اِلَّا اللّٰهَ. فَخَرَجَ زَيْدٌ فَلَقِيْ غَالِمًا مِّنَ النَّصَارَى، فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَقَالَ: لَنْ تَكُوْنَ عَلٰى دِيْنِنَا حَتّٰى تَاْخُذَ بِبَصِيْبِكَ مِّنْ لَّعْنَةِ اللّٰهِ. قَالَ: مَا اَفْرُؤُا اِلَّا مِّنْ لَّعْنَةِ اللّٰهِ، وَلَا اُحْمِلُ مِّنْ لَّعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا مِّنْ غَضَبِهِ شَيْئًا اَبَدًا، وَّاَنَا اَسْتَطِيْعُ؟ فَهَلْ تَدُلُّنِيْ عَلٰى غَيْرِهِ؟ قَالَ: مَا اَعْلَمُهُ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ حَنِيفًا. قَالَ: وَمَا الْحَنِيفُ؟ قَالَ: دِيْنُ اِبْرَاهِيْمَ، لَمْ يَكُنْ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَا يَعْْبُدُ اِلَّا اللّٰهَ. فَلَمَّا رَأٰى زَيْدٌ قَوْلَهُمْ فِيْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَرَجَ، فَلَمَّا بَرَزَ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُشْهَدُ اَنِّيْ عَلٰى دِيْنِ اِبْرَاهِيْمَ))

۳۸۲۸- وَقَالَ اللَّيْثُ: كَتَبَ اِلَيَّْ هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ

مکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں جبہ زید بن عمرو بن نفیل کو کعبہ سے اپنی پیٹھ لگائے ہوئے کھڑے ہو کر یہ سنا، اے قریش کے لوگو! خدا کی قسم میرے سوا اور کوئی تمہارے یہاں دین ابراہیم پر نہیں ہے اور زید بیٹیوں کو زندہ نہیں گاڑتے تھے اور ایسے شخص سے جو اپنی بیٹی کو مار ڈالنا چاہتا کہتے اس کی جان نہ لے اس کے تمام اخراجات کا ذمہ میں لیتا ہوں۔ چنانچہ لڑکی کو اپنی پودرش میں رکھ لیتے جب وہ بڑی ہو جاتی تو اس کے باپ سے کہتے اب اگر تم چاہو تو میں تمہاری لڑکی کو تمہارے حوالے کر سکتا ہوں اور اگر تمہاری مرضی ہو تو میں اس کے سب کام پورے کر دوں گا۔

اللہ عَنْهُمَا قَالَتْ: ((رَأَيْتُ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو
بِئْسَ لُفْلِفٍ قَابِلًا مُسْبِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ
يَقُولُ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، وَاللَّهِ مَا مِنْكُمْ
عَلَى دِينِ إِبْرَاهِيمَ غَيْرِي. وَكَانَ يَحْتَضِي
الْمَوْلُودَةَ، يَقُولُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ أَنْ
يَقْتُلَ ابْنَتَهُ: لَا تَقْتُلَهَا، أَنَا أَخْبِيكَهَا مُؤْتِنَهَا،
فَيَأْخُذُهَا، فَإِذَا تَوَعَّزَتْ قَالَ لِابْنَتِهَا: إِنَّ
سَبْتٌ دَفَعْتُهَا إِلَيْكَ، وَإِنْ سَبْتٌ كَفَيْتُكَ
مُؤْتِنَهَا)).

بزار اور طبرانی نے یوں روایت کیا ہے کہ زید اور ورقہ دونوں دین حق کی تلاش میں شام کے ملک کو گئے۔ ورقہ تو وہاں جا کر عیسائی ہو گیا اور زید کو یہ دین پسند نہیں آیا۔ پھر وہ موصل میں آئے وہاں ایک پادری سے ملے جس نے دین نصرانی ان پر پیش کیا لیکن زید نے نہ مانا۔ اسی روایت میں یہ ہے کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہما اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے آنحضرت ﷺ سے زید کا حال پوچھا آپ نے فرمایا اللہ نے اس کو بخش دیا اور اس پر رحم کیا اور وہ دین ابراہیم ﷺ پر قوت ہوا۔ زید کا نسب نامہ یہ ہے زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ بن باح بن عبد اللہ الخ یہ بزرگ بعثت نبوی سے پہلے ہی انتقال کر گئے تھے ان کے صاحبزادے سعید نامی نے اسلام قبول کیا جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ روایت میں مشرکین مکہ کا انصاف پر ذبیحہ کا ذکر آیا ہے۔ وہ پتھر مراد ہیں جو کعبہ کے گرد لگے ہوئے تھے اور ان پر مشرکین اپنے بچوں کے نام پر ذبح کیا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے دسترخوان پر حاضری دینے سے زید نے اس لئے انکار کیا کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو بھی قریش کا ایک فرد سمجھ کر لیا کہ شاید دسترخوان پر تھانوں کا ذبیحہ پکایا گیا ہو اور وہ غیر اللہ کے مذبحہ جانور کا گوشت نہیں کھایا کرتے تھے، جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے رسول کریم ﷺ پیدائش کے دن ہی سے معصوم تھے اور یہ ناممکن تھا کہ آپ نبوت سے پہلے قریش کے افعال شرکیہ میں شریک ہوتے ہوں۔ لہذا زید کا گمان آنحضرت ﷺ کے بارے صحیح نہ تھا۔ فاکہی نے عامر بن ربیعہ سے نکالا، مجھ سے زید نے یہ کہا کہ میں نے اپنی قوم کے برخلاف اسماعیل اور ابراہیم رضی اللہ عنہما کے دین کی پیروی کی ہے اور میں اس پیغمبر کا مختصر ہوں جو آل اسماعیل میں پیدا ہو گا لیکن امید نہیں کہ میں اس کا زمانہ پاؤں مگر میں اس پر ایمان لایا اس کی تصدیق کرتا ہوں اس کے برحق پیغمبر ہونے کی گواہی دیتا ہوں اگر تو زندہ رہے اور اس رسول کو پائے تو میرا سلام پہنچا دیجو۔ عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں مسلمان ہوا تو میں نے ان کا سلام آنحضرت ﷺ کو پہنچایا آپ نے جواب میں ﷺ فرمایا اور فرمایا میں نے اس کو بہشت میں کپڑا گھسیٹتے ہوئے دیکھا ہے۔ زید مرحوم نے عربوں میں لڑکیوں کو زندہ درگور کر دینے کی رسم کی بھی مخالفت کی جیسا کہ روایت کے آخر میں درج ہے۔

باب قریش نے جو کعبہ کی مرمت کی تھی اس کا بیان

۲۵- بَابُ بُيَانِ الْكَعْبَةِ

(۳۸۲۹) مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے عمرو بن دینار نے خبر دی، انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا،

۳۸۲۹- حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ
الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ:
أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ

انہوں نے بیان کیا کہ جب کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباسؓ اس کے لیے پتھر ڈھو رہے تھے حضرت عباسؓ نے آنحضرت ﷺ سے کہا اپنا تہبند گردن پر رکھ لو اس طرح پتھر کی (خراش لگنے سے) بچ جاؤ گے آپؐ نے جب ایسا کیا آپؐ زمین پر گر پڑے اور آپؐ کی نظر آسمان پر گر گئی جب ہوش ہوا تو آپؐ نے پچھا سے فرمایا میرا تہبند لاؤ پھر انہوں نے آپؐ کا تہبند خوب مضبوط باندھ دیا۔

عبد اللہ رَضِيَ اللہ عَنْہُمَا قَالَ: لَمَّا بَنِيَ الْكَعْبَةَ ذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلَانِ الْحِجَارَةَ، فَقَالَ عَبَّاسٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اجْعَلْ إِزَارَكَ عَلَى رَقَبَتِكَ يَقْلِكَ مِنَ الْحِجَارَةِ، فَخَرَّ إِلَى الْأَرْضِ، وَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: ((إِزَارِي إِزَارِي، فَشَدَّ عَلَيْهِ إِزَارَهُ)).

[راجع: ۳۶۶]

(۳۸۳۰) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار اور عبید اللہ بن ابی زید نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بیت اللہ کے گرد احاطہ کی دیوار نہ تھی لوگ کعبہ کے گرد نماز پڑھتے تھے پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے اس کے گرد دیوار بنوائی۔ عبید اللہ نے بیان کیا کہ یہ دیواریں بھی پست تھیں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلند کیا۔

۳۸۳۰- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ وَعَبِيدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي زَيْدٍ قَالَا: ((لَمْ يَكُنْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ حَوْلَ الْبَيْتِ حَائِطٌ، كَانُوا يُصَلُّونَ حَوْلَ الْبَيْتِ، حَتَّى كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ غَيَّبَ اللَّهُ جَذْرَهُ قَصِيرًا، فَبَنَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ)).

حافظ نے کہا کعبہ شریف دس مرتبہ تعمیر کیا گیا ہے، پہلے فرشتوں نے بنایا، پھر آدم علیہ السلام نے، پھر ان کی اولاد نے، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے، پھر عموالہ نے، پھر جرہم نے، پھر قصی بن کلاب نے، پھر قریش نے، پھر عبد اللہ بن زبیر نے، پھر حجاج بن یوسف نے، اب تک حجاج ہی کی بناء پر ہے۔ آج کی سعودی حکومت نے مسجد الحرام کی توسیع و تعمیر میں بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ اللہ پاک ان خدمات کو قبول فرمائے آمین۔

باب جاہلیت کے زمانے کا بیان

۲۶- بَابُ أَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ

یعنی وہ زمانہ جو آنحضرت ﷺ کی پیدائش سے پہلے آپ کی نبوت تک گزرا ہے۔ اور عہد جاہلیت اس زمانہ کو بھی کہتے ہیں جو آپ کے نبی ہونے سے پہلے گزرا ہے۔

(۳۸۳۱) ہم سے مسدود بن مسہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عاشور کا روزہ قریش لوگ زمانہ جاہلیت میں رکھتے تھے اور نبی کریم ﷺ نے بھی اسے باقی رکھا تھا۔ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے خود بھی اس دن روزہ رکھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی رکھنے کا حکم دیا لیکن جب رمضان کا روزہ ۲ھ میں فرض ہوا تو اس

۳۸۳۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ عَاشُورَاءُ يَوْمًا تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُهُ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَاءَ

کے بعد آپؐ نے حکم دیا کہ جس کا جی چاہے عاشورا کا روزہ رکھے اور جو نہ چاہے نہ رکھے۔

صَامَهُ، وَمَنْ شَاءَ لَا يَصُومُهُ)).

[راجع: ۱۵۹۲]

(۳۸۳۲) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا بہت بڑا گناہ خیال کرتے تھے۔ وہ محرم کو صفر کہتے۔ ان کے ہاں یہ مثل تھی کہ اونٹ کی پیٹھ کا زخم جب اچھا ہونے لگے اور (حاجیوں کے) نشانات قدم مٹ چکیں تو اب عمرہ کرنے والوں کا عمرہ جائز ہوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ ذی الحجہ کی چوتھی تاریخ کو حج کا احرام باندھے ہوئے (مکہ) تشریف لائے تو آپؐ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اپنے حج کو عمرہ کر ڈالیں (طواف اور سعی کر کے احرام کھول دیں) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (اس عمرہ اور حج کے دوران میں) کیا چیزیں حلال ہوں گی؟ آپؐ نے فرمایا کہ تمام چیزیں! جو احرام کی نہ ہونے کی حالت میں حلال تھیں وہ سب حلال ہو جائیں گی۔

۳۸۳۲- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنَ الْفُجُورِ فِي الْأَرْضِ، وَكَانُوا يُسَمُّونَ الْمُحَرَّمَ صَفْرًا وَيَقُولُونَ: إِذَا بَرَأَ الذَّبَرُ، وَعَفَا الْأَثَرُ، حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنْ اغْتَمَرَ. قَالَ: فَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ رَابِعَةَ مِهْلَيْنَ بِالْحَجِّ، أَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ الْحِلِّ؟ قَالَ: ((الْحِلُّ كُلُّهُ)).

[راجع: ۱۰۸۵]

(۳۸۳۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، کہا کہ عمرو بن دینار بیان کیا کرتے تھے کہ ہم سے سعید بن مسیب نے اپنے والد سے بیان کیا، انہوں نے سعید کے دادا عزن سے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت میں ایک مرتبہ سیلاب آیا کہ (مکہ کی) دونوں پہاڑیوں کے درمیان پانی ہی پانی ہو گیا سفیان نے بیان کیا کہ بیان کرتے تھے کہ اس حدیث کا ایک بہت بڑا قصہ ہے۔

۳۸۳۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ قَالَ: كَانَ عَمْرُو يَقُولُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: ((جَاءَ سَيْلٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَسَا مَا بَيْنَ الْجَبَلَيْنِ. قَالَ سُفْيَانٌ وَيَقُولُ: إِنَّ هَذَا الْحَدِيثَ لَهُ شَأْنٌ)).

تفسیر حافظ ابن حجر نے کہا، موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ کعبہ میں سیلاب اس پہاڑ کی طرف سے آیا کرتا تھا جو بلند جانب میں واقع ہے ان کو ڈر ہوا کہیں پانی کعبہ کے اندر نہ گھس جائے اس لئے انہوں نے عمارت کو خوب مضبوط کرنا چاہا اور پہلے جس نے کعبہ اونچا کیا اور اس میں سے کچھ گرایا وہ ولید بن مغیرہ تھا۔ پھر کعبہ کے بننے کا وہ قصہ نقل کیا جو آنحضرت ﷺ کی نبوت سے پہلے ہوا اور امام شافعی نے کتاب الام میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا جب وہ کعبہ بنا رہے تھے۔ کعب نے ان سے کہا خوب مضبوط بناؤ کیونکہ ہم کتابوں میں یہ پاتے ہیں کہ آخر زمانے میں سیلاب بہت آئیں گے۔ تو قصے سے مراد یہی ہے کہ وہ اس سیلاب کو دیکھ کر جس کے برابر کبھی نہیں آیا تھا یہ سمجھ گئے کہ آخر زمانے کے سیلابوں میں یہ پہلا سیلاب ہے۔

(۳۸۳۴) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے بیان نے، ان سے ابو بشر نے اور ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ قبیلہ احمس کی ایک عورت سے ملے ان کا نام زینب بنت مہاجر تھا، آپؐ نے دیکھا کہ وہ بات ہی نہیں کرتیں دریافت فرمایا کیا بات ہے یہ بات کیوں نہیں کرتیں؟ لوگوں نے بتایا کہ مکمل خاموشی کے ساتھ حج کرنے کی منت مانی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا اجی بات کرو اس طرح حج کرنا تو جاہلیت کی رسم ہے، چنانچہ اس نے بات کی اور پوچھا آپؐ کون ہیں؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مہاجرین کا ایک آدمی ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ مہاجرین کے کس قبیلہ سے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ قریش سے، انہوں نے پوچھا قریش کے کس خاندان سے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا تم بہت پوچھنے والی عورت ہو، میں ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے پوچھا جاہلیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں یہ دین حق عطا فرمایا ہے اس پر ہم (مسلمان) کب تک قائم رہ سکیں گے؟ آپؐ نے فرمایا اس پر تمہارا قیام اس وقت تک رہے گا جب تک تمہارے امام حاکم سیدھے رہیں گے۔ اس خاتون نے پوچھا امام سے کیا مراد ہے آپؐ نے فرمایا کیا تمہاری قوم میں سردار اور اشراف لوگ نہیں ہیں جو اگر لوگوں کو کوئی حکم دیں تو وہ اس کی اطاعت کریں؟ اس نے کہا کہ کیوں نہیں ہیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امام سے یہی مراد ہیں۔

اسماعیلی کی روایت میں یوں ہے اس عورت نے کہا ہم میں اور ہماری قوم میں جاہلیت کے زمانہ میں کچھ فساد ہوا تھا تو میں نے قسم کھائی تھی کہ اگر اللہ نے مجھ کو اس سے بچا دیا تو میں جب تک حج نہ کر لوں گی کسی سے بات نہیں کروں گی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اسلام ان باتوں کو مٹا دیتا ہے تم بات کرو۔ حافظ نے کہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے یہ نکلا کہ ایسی غلط قسم کا توڑ دینا مستحب ہے۔ حدیث ابو اسرائیل بھی ایسی ہے جس نے پیدل چل کر حج کرنے کی منت مانی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو سواری پر چلنے کا حکم فرمایا اور اس منت کو توڑ دیا۔

(۳۸۳۵) مجھ سے فروہ بن ابی المعراء نے بیان کیا، کہا ہم کو علی بن مسر نے خبر دی، انہیں ہشام نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک کالی عورت جو کسی عرب کی

۳۸۳۴- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ بَيَانَ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: ((دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى امْرَأَةٍ مِنْ أَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبٌ، فَرَأَاهَا لَا تَكَلِّمُ، فَقَالَ: مَا لَهَا لَا تَكَلِّمُ؟ قَالُوا: حَبَّتْ مُصْنَمَةً. قَالَ لَهَا: تَكَلِّمِي، فَإِنَّ هَذَا لَا يَجِلُّ، هَذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ. فَتَكَلَّمْتُ فَقَالَتْ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: امْرُؤٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، قَالَتْ: أَيُّ الْمُهَاجِرِينَ؟ قَالَ: مِنْ قُرَيْشٍ. قَالَتْ: مِنْ أَيِّ قُرَيْشٍ أَنْتَ؟ قَالَ: إِنَّكَ لَسَوْوَلٌ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ. قَالَتْ: مَا بَقَاؤُنَا عَلَى هَذَا الْأَمْرِ الصَّالِحِ الَّذِي جَاءَ اللَّهُ بِهِ بَعْدَ الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ: بَقَاؤُكُمْ عَلَيْهِ مَا اسْتَقَامَتْ بِكُمْ أَيْمَتُكُمْ. قَالَتْ: وَمَا الْأَيْمَةُ؟ قَالَ: أَمَّا كَانَ بِقَوْمِكَ رُؤُوسٌ وَأَشْرَافٌ يَأْمُرُونَهُمْ فَيَطِيعُونَهُمْ؟ قَالَتْ: بَلَى. قَالَ: لَهُمْ أَوْلِيكَ عَلَى النَّاسِ)).

۳۸۳۵- حَدَّثَنِي فُرُوقُ بْنُ أَبِي الْمَعْرَاءِ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:

باندی تھیں، اسلام لائیں اور مسجد میں ان کے رہنے کے لیے ایک کوٹھڑی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا وہ ہمارے یہاں آیا کرتی اور باتیں کیا کرتی تھیں، لیکن جب باتوں سے فارغ ہو جاتیں تو وہ یہ شعر پڑھتی ”اور ہار والا دن بھی ہمارے رب کے عجائب قدرت میں سے ہے، کہ اسی نے (مفضلہ) کفر کے شر سے مجھے چھڑایا۔“ اس نے جب کئی مرتبہ یہ شعر پڑھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے دریافت کیا کہ ہار والے دن کا قصہ کیا ہے؟ اس نے بیان کیا کہ میرے مالکوں کے گھرانے کی ایک لڑکی (جو نبی دولہن تھی) لال چڑے کا ایک ہار باندھے ہوئے تھی۔ وہ باہر نکلی تو اتفاق سے وہ گر گیا۔ ایک چیل کی اس پر نظر پڑی اور وہ اسے گوشت سمجھ کر اٹھا کر لے گئی۔ لوگوں نے مجھے اس کے لئے چوری کی تمت لگائی اور مجھے سزائیں دینی شروع کیں۔ یہاں تک کہ میری شرمگاہ کی بھی تلاشی لی۔ خیرہ ابھی میرے چاروں طرف جمع ہی تھے اور میں اپنی مصیبت میں مبتلا تھی کہ چیل آئی اور ہمارے سروں کے بالکل اوپر اڑنے لگی۔ پھر اس نے وہی ہار نیچے گرا دیا۔ لوگوں نے اسے اٹھالیا تو میں نے ان سے کہا اسی کے لئے تم لوگ مجھے اہتمام لگا رہے تھے حالانکہ میں بے گناہ تھی۔

((أَسْلَمَتِ امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ لِبَعْضِ الْعَرَبِ، وَكَانَ لَهَا حِفْشٌ فِي الْمَسْجِدِ، قَالَتْ فَكَانَتْ تَأْتِينَا فَتَحَدِّثُ عِنْدَنَا، فَإِذَا فَرَغَتْ مِنْ حَدِيثِهَا قَالَتْ:

وَيَوْمَ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَايُنِ رَبِّنَا

أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلَدَةِ الْكُفْرِ نَجَانِي

فَلَمَّا أَكْثَرَتْ قَالَتْ لَهَا غَابِشَةُ : وَمَا يَوْمُ الْوِشَاحِ ؟ قَالَتْ: خَرَجْتُ جُؤَيْرِيَّةَ لِبَعْضِ أَهْلِي وَعَلَيْهَا وَشَاحٌ مِنْ آدَمَ، فَسَقَطَ مِنْهَا، فَانْحَطَّتْ عَلَيْهِ الْحَدِيَا وَهِيَ تَخْسِيئُهُ لَحْمًا، فَأَخَذَتْ. فَاتَّهَمُونِي بِهِ، فَعَذَّبُونِي، حَتَّى بَلَغَ مِنْ أَمْرِهِمْ أَنَّهُمْ طَلَبُوا فِي قُبُلِي، فَبَيَّنَا هُمْ حَوْلِي وَأَنَا فِي كَرْبِي إِذْ أَقْبَلَتِ الْحَدِيَا حَتَّى وَازَتْ بِرُؤُوسِنَا، ثُمَّ أَلْفَقَتْهُ فَأَخَذُوهُ، فَقُلْتُ لَهُمْ، هَذَا الَّذِي اتَّهَمْتُمُونِي بِهِ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيئَةٌ)).

[راجع: ۴۳۹]

تشیخ روایت میں لفظ حفش ح کے کسرہ کے ساتھ ہے جو چھوٹے تنگ گھر پر بولا جاتا ہے ووجہ دخولہا ہینا من جہہ ماکان علیہ اہل الجاہلیہ من الجفافی الفعل والقول (فتح) یعنی اس حدیث کو یہاں لانے سے زمانہ جاہلیت کے مظالم کا دکھانا ہے، جو اہل جاہلیت اپنی زبانوں اور اپنے کاموں سے غریبوں پر ڈھایا کرتے تھے۔

(۳۸۳۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں! اگر کسی کو قسم کھانی ہی ہو تو اللہ کے سوا اور کسی کی قسم نہ کھائے۔

قریش اپنے باپ دادا کی قسم کھایا کرتے تھے اس لئے آپ نے انہیں فرمایا کہ اپنے باپ دادا کے نام کی قسم نہ کھایا کرو۔

(۳۸۳۷) مجھ سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبد اللہ

۳۸۳۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَلَا مَنْ كَانَ خَالِفًا فَلَا يَخْلِفُ إِلَّا بِاللَّهِ، فَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَخْلِفُ بِآبَائِهَا. فَقَالَ: لَا تَخْلِفُوا بِآبَائِكُمْ)). [راجع: ۲۶۷۹]

۳۸۳۷- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ:

بن وہب نے بیان کیا کہ مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے بیان کیا کہ قاسم بن محمد ان کے والد جنازہ کے آگے آگے چلا کرتے تھے اور جنازہ کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے وہ بیان کرتے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ جنازہ کے لئے کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور اسے دیکھ کر کہتے تھے کہ 'اے مرنے والے جس طرح اپنی زندگی میں تو اپنے گھروالوں کے ساتھ تھا اب ویسا ہی کسی پرندے کے بھیس میں ہے۔

یعنی جاہلیت والے جنم کے قائل تھے وہ کہتے تھے آدمی کی روح مرتے ہی کسی پرندے کے بھیس میں چلی جاتی ہے اگر اچھا آدمی تھا تو اچھے پرندے کی شکل لیتی ہے جیسے کبوتر وغیرہ اور اگر آدمی برا تھا تو برے کی مثلاً الو، کوا وغیرہ۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے تو اپنے گھروالوں میں تو اچھا شریف آدمی تھا اب بتلا کس جنم میں ہے۔ بعض نے ترجمہ یوں کیا ہے تو اپنے گھروالوں میں تھا لیکن دوبار تو ان میں نہیں رہ سکا یعنی حشر ہونے والا نہیں۔ جیسے مشرکوں کا اعتقاد تھا کہ ایک ہی زندگی ہے دنیا کی زندگی اور وہ آخرت کے قائل نہ تھے۔ قولہ کنت فی اہلک ما انت مرتین ای یقولون ذالک مرتین و ما موصولة و بعض الصلة محذوف و التقدير انت فی اہلک الذی کنت فیہ ای الذی انت فیہ الان کنت فی الحیاة مثله لانہم کانوا الایومنون بالبعث و لکن کانوا یعتمدون الروح اذا خرجت تطیر طیرا فان کان من اہل النیر کان روحہ من صالح الطیر و الا بالعکس 'خلاصہ مضمون وہی ہے جو اوپر گذر چکا ہے۔

(۳۸۳۸) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمن نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا، ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک دھوپ شیر پہاڑی پر نہ جاتی قریش (حج میں) مزدلفہ سے نہیں نکلا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی اور سورج نکلنے سے پہلے آپؐ نے وہاں سے کوچ کیا۔

۳۸۳۸- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرٍو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: ((قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنَّ الْمُشْرِكِينَ كَانُوا لَا يُفِضُونَ مِنْ جَمْعٍ حَتَّى تَشْرِقَ الشَّمْسُ عَلَى نَبِيرٍ، فَخَالَفَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ فَأَفَاضَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ)).

[راجع: ۱۶۸۴]

(۳۸۳۹) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو اسامہ سے پوچھا، کیا تم لوگوں سے یحییٰ بن مہلب نے یہ حدیث بیان کی تھی کہ ان سے حصین نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے (قرآن مجید کی آیت میں) ﴿وَكَاَسَا دِهَاقًا﴾ کے متعلق فرمایا کہ (معنی ہیں) بھرا ہوا پیالہ جس کا مسلسل دور چلے۔

۳۸۳۹- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي أَسَامَةَ: حَدَّثَكُمْ يَحْيَى بْنُ الْمَهْلَبِ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عِكْرِمَةَ ﴿وَكَاَسَا دِهَاقًا﴾ قَالَ: مُتَابِعَةٌ.

(۳۸۴۰) عکرمہ نے بیان کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے

۳۸۴۰- قَالَ: ((وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:

بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے یہ سنا، وہ کہتے تھے کہ زمانہ جاہلیت میں (یہ لفظ استعمال کرتے تھے) ”اسقنا کاسا دہاقا“ یعنی ہم کو بھر پور جام شراب پلاتے رہو۔

(۳۸۴۱) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبد الملک نے، ان سے ابو سلمہ نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے سچی بات جو کوئی شاعر کہہ سکتا تھا وہ لبید شاعر نے کہی ”ہاں اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے“ اور امیہ بن ابی الصلت (جاہلیت کا ایک شاعر) مسلمان ہونے کے قریب تھا۔

سَمِعْتُ يَقُولُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ: اسْقِنَا كَاسًا دِهَاقًا۔

۳۸۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيدٍ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ. وَكَأَذْ أُمِّيَةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنَّ يُسْلِمَ)). [طرفاه في: ۶۱۴۸، ۶۱۴۹]۔

باطل سے یہاں مراد فنا ہونا ہے یا بالفعل معدوم جیسے صوفیاء کہتے ہیں کہ خارج میں سوائے خدا کے فی الحقیقت کچھ موجود نہیں ہے اور یہ جو وجود نظر آتا ہے یہ وجود موہوم ہے جو ایک نہ ایک دن فانی ہے۔ صحیح مسلم میں شریہ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے امیہ بن ابی الصلت کے شعر سناؤ۔ میں نے آپ کو سنیوں کے قریب سنا۔ آپ نے فرمایا یہ تو اپنے شعروں میں مسلمان ہونے کے قریب تھا۔ امیہ جاہلیت کے زمانہ میں عبادت کیا کرتا تھا، آخرت کا قائل تھا۔ بعض نے کہا نصرانی ہو گیا تھا اس کے شعروں میں اکثر توحید کے مضامین ہیں لبید کا پورا شعر یہ ہے۔

الاکل شئی ما خلا اللہ باطل وکل نعیم لا محالة زائل

جس کا اردو ترجمہ شعر میں مولانا وحید الزماں مرحوم نے یوں کیا ہے۔

جو خدا کے ماسوا ہے وہ فنا ہو جائے گا ایک دن جو دیش ہے مٹ جائے گا

لبید کا ذکر کربلائی میں ہے الشاعر الصحابی من فحول شعراء الجاهلية فاسلم ولم يقل شعراً بعد۔ یعنی لبید جاہلیت کا مانا ہوا شاعر تھا جو بعد میں مسلمان ہو گیا پھر اس نے شعر گوئی کو بالکل چھوڑ دیا۔

(۳۸۴۲) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے بھائی نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے عبد الرحمن بن قاسم نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو روزانہ انہیں کچھ کمائی دیا کرتا تھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اسے اپنی ضروریات میں استعمال کیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ غلام کوئی چیز لایا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی اس میں سے کھا لیا۔ پھر غلام نے کہا آپ کو معلوم ہے یہ کیسی کمائی سے ہے؟ آپ نے دریافت فرمایا کیسی سے ہے؟ اس نے

۳۸۴۲- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ لِأَبِي بَكْرٍ غُلَامٌ يَخْرُجُ لَهُ الْخَوَاجُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَوَاجِهِ، فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ: تَذَرْنِي مَا هَذَا؟

کہا میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک شخص کے لیے کہانت کی تھی حالانکہ مجھے کہانت نہیں آتی تھی، میں نے اسے صرف دھوکہ دیا تھا لیکن اتفاق سے وہ مجھے مل گیا اور اس نے اس کی اجرت میں مجھ کو یہ چیز دی تھی، آپ کھا بھی چکے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہیں اپنا ہاتھ منہ میں ڈالا اور پیٹ کی تمام چیزیں قے کر کے نکال ڈالیں۔

(۳۸۴۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ نے کہا، مجھ کو نافع نے خبر دی اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ ”حبل الحبلة“ تک قیمت کی ادائیگی کے وعدہ پر، اونٹ کا گوشت ادھار بیچا کرتے تھے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حبل الحبلة کا مطلب یہ ہے کہ کوئی حاملہ اونٹنی اپنا بچہ جنے پھر وہ نوزائیدہ بچہ (بڑھ کر) حاملہ ہو، نبی کریم ﷺ نے اس طرح کی خرید و فروخت ممنوع قرار دے دی تھی۔

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَمَا هُوَ؟ قَالَ : كُنْتُ تَكُنْتُ لِنَسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَمَا أَحْسِنُ الْكِهَانَةَ، إِلَّا أَنِّي خَدَعْتُهُ فَلَقِيَنِي فَأَعْطَانِي بِذَلِكَ، فَهَذَا الَّذِي أَكَلْتُ مِنْهُ. فَأَذْخَلَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ)).

۳۸۴۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَبَايَعُونَ لُحُومَ الْجَزُورِ إِلَى حَبْلِ الْحَبْلَةِ. قَالَ: وَحَبْلُ الْحَبْلَةِ أَنْ تُنْتَجَ النَاقَةُ مَا فِي بَطْنِهَا، ثُمَّ تَحْمِلَ الْبَنِي نُجِجَتْ. فَهَذَا هُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ)).

[راجع: ۲۱۴۳]

(۳۸۴۴) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ممدی نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ غیلان بن جریر نے بیان کیا کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ وہ ہم سے انصار کے متعلق بیان فرمایا کرتے تھے اور مجھ سے فرماتے کہ تمہاری قوم نے فلاں موقع پر یہ کارنامہ انجام دیا، فلاں موقع پر یہ کارنامہ انجام دیا۔

۳۸۴۴- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ قَالَ: غِيلَانُ بْنُ جَرِيرٍ ((كُنَّا نَأْتِيهِ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَيُحَدِّثُنَا عَنِ الْأَنْصَارِ، وَكَانَ يَقُولُ لِي: فَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، فَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا)). [راجع: ۳۷۷۶]

ان جملہ روایات میں کسی نہ کسی پہلو سے زمانہ جاہلیت کے حالات پر روشنی پڑتی ہے، حضرت مجتہد مطلق امام بخاری رحمہ اللہ چونکہ عہد جاہلیت کا بیان فرما رہے ہیں، اسی لئے ان جملہ احادیث کو یہاں لائے۔ یہ حالات بیشتر معاشی، اقتصادی، سیاسی، اخلاقی مذہبی کوائف سے متعلق ہیں جن میں برے اور اچھے ہر قسم کے حالات کا تذکرہ ہوا ہے اسلام نے عہد جاہلیت کی برائیوں کو مٹایا اور جو خوبیاں تھیں ان کو لیا۔ اس لیے کہ وہ جملہ خوبیاں حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام کی ہدایات سے ماخوذ تھیں۔ اس لئے اسلام نے ان کو باقی رکھا، باقی امت اسلام کو ان کے لئے رغبت دلائی ایسا ہی ایک قسامت کا معاملہ ہے جو عہد جاہلیت میں مروج تھا اور اسلام نے اسے باقی رکھا وہ آگے مذکور ہو رہا ہے۔

باب زمانہ جاہلیت کی قسامت کا بیان

۲۷- بَابُ الْقِسَامَةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

کسی محلہ یا بستی میں کوئی آدمی مقتول ملے مگر کسی بھی ذریعہ سے اس کے قاتل کا پتہ نہ مل سکے تو اس صورت میں محلہ کے پچاس آدمیوں کا انتخاب کر کے ان سے قسم لی جائے گی کہ ان کے محلہ والوں کا اس قاتل سے کوئی تعلق نہیں ہے، اسی کو

لفظ قسامہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مکہ شریف میں اسلام سے قبل بھی یہ دستور تھا جسے اسلام نے قائم رکھا۔ مکہ والے یہ قسم کعبہ شریف کے پاس لیا کرتے تھے۔ قال فی اللمعات القسامۃ ہی اسم بمعنی القسم و قبل مصدر یقال اقسام یقسم قسامۃ و قد یطلق علی الجماعة الذین یقسمون و فی الشرع عبارة عن ایمان یقسم بها اولیاء الدم علی استحقاق دم صاحبهم او یقسم بها اهل المحلة المنتمون علی نفی القتل عنهم الخ و قالوا كانت القسامۃ فی الجاهلیۃ فافقروا رسول اللہ صلی اللہ علیہ علی ما كانت فی الجاہلیۃ انتہی مختصراً۔

(۳۸۴۵) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے قطن ابو الشیم نے کہا، ہم سے ابو یزید مدنی نے ان سے سکر مہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، جاہلیت میں سب سے پہلا قسامہ ہمارے ہی قبیلہ بنی ہاشم میں ہوا تھا، بنو ہاشم کے ایک شخص عمرو بن علقمہ کو قریش کے کسی دوسرے خاندان کے ایک شخص (خداش بن عبد اللہ عامری) نے نوکری پر رکھا، اب یہ ہاشمی نوکر اپنے صاحب کے ساتھ اس کے اونٹ لے کر شام کی طرف چلا وہاں کہیں اس نوکر کے پاس سے ایک دوسرا ہاشمی شخص گزرا، اس کی بوری کا بندھن ٹوٹ گیا تھا۔ اس نے اپنے نوکر بھائی سے التجا کی میری مدد کر اونٹ باندھنے کی مجھے ایک رسی دے دے، میں اس سے اپنا تھیلہ باندھوں اگر رسی نہ ہوگی تو وہ بھاگ تھوڑے جائے گا۔ اس نے ایک رسی اسے دے دی اور اس نے اپنی بوری کا منہ اس سے باندھ لیا (اور چلا گیا)۔ پھر جب ان نوکر اور صاحب نے ایک منزل پر پڑاؤ کیا تو تمام اونٹ باندھے گئے لیکن ایک اونٹ کھلا رہا۔ جس صاحب نے ہاشمی کو نوکری پر اپنے ساتھ رکھا تھا اس نے پوچھا سب اونٹ تو باندھے، یہ اونٹ کیوں نہیں باندھا گیا کیا بات ہے؟ نوکر نے کہا اس کی رسی موجود نہیں ہے۔ صاحب نے پوچھا کیا ہوئی اس کی رسی؟ اور غصہ میں آکر ایک لکڑی اس پر پھینک ماری اس کی موت آن پہنچی۔ اس کے (مرنے سے پہلے) وہاں سے ایک یمنی شخص گزر رہا تھا۔ ہاشمی نوکر نے پوچھا کیا حج کے لئے ہر سال تم مکہ جاتے ہو؟ اس نے کہا ابھی تو ارادہ نہیں ہے لیکن میں کبھی جاتا رہتا ہوں۔ اس نوکر نے کہا جب بھی تم مکہ پہنچو کیا میرا ایک پیغام پہنچا دو گے؟ اس نے کہا ہاں پہنچا دوں گا۔ اس نوکر نے کہا کہ جب بھی تم حج کے لئے جاؤ تو پکارنا اے فریش

۳۸۴۵- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا قَطْنٌ أَبُو الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا أَبُو يَزِيدَ الْمَدَنِيُّ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((إِنَّ أَوَّلَ قَسَامَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَفِينَا بَنِي هَاشِمٍ : كَانَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ اسْتَأْجَرَهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ فَحْدٍ أُخْرَى ، فَانْطَلَقَ مَعَهُ فِي إِبِلِهِ ، فَمَرَّ رَجُلٌ بِهِ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ قَدْ انْقَطَعَتْ غُرُوزُهُ جُودَاقِهِ فَقَالَ : أَغْنَيْتَنِي بِعِقَالٍ أَشَدَّ بِهِ غُرُوزُهُ جُودَاقِي لَا تَنْفِرِ الْإِبِلُ ، فَأَعْطَاهُ عِقَالًا فَشَدَّ بِهِ غُرُوزَهُ جُودَاقِهِ . فَلَمَّا نَزَلُوا عَقَلَتِ الْإِبِلُ إِلَّا بَعِيرًا وَاحِدًا ، فَقَالَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ : مَا شَأْنُ هَذَا الْبَعِيرِ لَمْ يُعَقَّلْ مِنْ بَيْنِ الْإِبِلِ ؟ قَالَ : لَيْسَ لَهُ عِقَالٌ . قَالَ : فَأَيْنَ عِقَالُهُ ؟ قَالَ : فَحَذَقَهُ بَعْضًا كَانَ فِيهَا أَجَلُهُ . فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ ، فَقَالَ : أَتَشْهَدُ الْمَوْسِمَ ؟ قَالَ : مَا أَشْهَدُ وَرُبَّمَا شَهِدْتُهُ . قَالَ : هَلْ أَنْتَ مُبْلَغٌ عَنِّي رِسَالَةً مَرَّةً مِنَ الذُّهْرِ ؟ قَالَ : نَعَمْ . قَالَ فَكُنْتُ : إِذَا أَنْتَ شَهِدْتَ الْمَوْسِمَ فَنَادِ يَا آلَ قُرَيْشٍ ،

کے لوگو! جب وہ تمہارے پاس جمع ہو جائیں تو پکارنا اے بنی ہاشم! جب وہ تمہارے پاس آجائیں تو ان سے ابو طالب پوچھنا اور انہیں بتلانا کہ فلاں شخص نے مجھے ایک رسی کے لئے قتل کر دیا۔ اس وصیت کے بعد وہ نوکر مر گیا، پھر جب اس کا صاحب مکہ آیا تو ابو طالب کے یہاں بھی گیا۔ جناب ابو طالب نے دریافت کیا ہمارے قبیلہ کے جس شخص کو تم اپنے ساتھ نوکری کے لئے لے گئے تھے اس کا کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ وہ بیمار ہو گیا تھا میں نے خدمت کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی (لیکن وہ مر گیا تو) میں نے اسے دفن کر دیا۔ ابو طالب نے کہا کہ اس کے لئے تمہاری طرف سے یہی ہونا چاہئے تھا۔ ایک مدت کے بعد وہی یعنی شخص جسے ہاشمی نوکر نے پیغام پہنچانے کی وصیت کی تھی، موسم حج میں آیا اور آواز دی اے قریش کے لوگو! لوگوں نے بتا دیا کہ یہاں ہیں قریش! اس نے آواز دی اے بنی ہاشم! لوگوں نے بتایا کہ بنی ہاشم یہ ہیں۔ اس نے پوچھا ابو طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتا دیا تو اس نے کہا کہ فلاں شخص نے مجھے ایک پیغام پہنچانے کے لئے کہا تھا کہ فلاں شخص نے اسے ایک رسی کی وجہ سے قتل کر دیا ہے۔ اب جناب ابو طالب اس صاحب کے یہاں آئے اور کہا کہ ان تین چیزوں میں سے کوئی چیز پسند کر لو اگر تم چاہو تو سواونٹ دیت میں دے دو کیونکہ تم نے ہمارے قبیلہ کے آدمی کو قتل کیا ہے اور اگر چاہو تو تمہاری قوم کے پچاس آدمی اس کی قسم کھالیں کہ تم نے اسے قتل نہیں کیا۔ اگر تم اس پر تیار نہیں تو ہم تمہیں اس کے بدلے میں قتل کر دیں گے۔ وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا تو وہ اس کے لئے تیار ہو گئے کہ ہم قسم کھا لیں گے۔ پھر بنو ہاشم کی ایک عورت ابو طالب کے پاس آئی جو اسی قبیلہ کے ایک شخص سے بیانی ہوئی تھی اور اپنے اس شوہر سے اس کے بچہ بھی تھا۔ اس نے کہا اے ابو طالب! آپ مہربانی کریں اور میرے اس لڑکے کو ان پچاس آدمیوں میں معاف کر دیں اور جہاں قسمیں لی جاتی ہیں (یعنی رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان) اس سے وہاں قسم نہ لیں۔ حضرت ابو طالب نے اسے معاف کر دیا۔ اس کے

فَإِذَا أَجَابُوكَ فَقَادِ يَا آلَ بَنِي هَاشِمٍ، فَإِنْ أَجَابُوكَ فَاسْأَلْ عَنْ أَبِي طَالِبٍ فَأَخْبِرْهُ أَنْ فُلَانًا قَتَلَنِي فِي عِقَالٍ. وَمَاتَ الْمُسْتَأْجِرُ. فَلَمَّا قَدِمَ الَّذِي اسْتَأْجَرَهُ آتَاهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ: مَا فَعَلَ صَاحِبُنَا؟ قَالَ مَرِضَ فَأَخْسَنْتُ الْقِيَامَ عَلَيْهِ، فَوَلَّيْتُ دَفَنَهُ. قَالَ: قَدْ كَانَ أَهْلُ ذَلِكَ مِنْكَ. فَمَكَثَ حِينًا ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي أَوْصَى إِلَيْهِ أَنْ يُبَلِّغَ عَنْهُ وَالِيَ الْمَوْسِمِ فَقَالَ: يَا آلَ قُرَيْشٍ، قَالُوا: هَذِهِ قُرَيْشٌ. قَالَ: يَا آلَ بَنِي هَاشِمٍ، قَالُوا: هَذِهِ بَنُو هَاشِمٍ. قَالَ: أَيْنَ أَبُو طَالِبٍ؟ قَالُوا هَذَا أَبُو طَالِبٍ. قَالَ: أَمْرِي فُلَانٌ أَنْ أَبْلِغَكَ رِسَالَةً أَنَّ فُلَانًا قَتَلَهُ فِي عِقَالٍ. فَأَتَاهُ أَبُو طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ: اخْتَرْ مِنَّا إِحْدَى ثَلَاثٍ: إِنْ شِئْتَ أَنْ تُؤَدِّيَ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ فَإِنَّكَ قَتَلْتَ صَاحِبَنَا، وَإِنْ شِئْتَ حَلَفَ خَمْسُونَ مِنْ قَوْمِكَ إِنَّكَ لَمْ تَقْتُلْهُ، فَإِنْ أَبَيْتَ قَتْلَكَ بِهِ، فَآتَنِي قَوْمَهُ فَقَالُوا نَخْلِفُ. فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْهُمْ قَدْ وَلَدَتْ لَهُ فَقَالَتْ: يَا أَبَا طَالِبٍ أَحِبُّ أَنْ تُجِيزَ ابْنِي هَذَا بِرَجُلٍ مِنَ الْخَمْسِينَ وَلَا تُصَبِّرْ يَمِينَهُ حَيْثُ تُصَبِّرُ الْإِيمَانَ، فَفَعَلَ. فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ: يَا أَبَا طَالِبٍ أَرَدْتَ خَمْسِينَ رَجُلًا أَنْ

بعد ان میں کا ایک اور شخص آیا اور کہا اے ابو طالب! آپ نے سو اونٹوں کی جگہ پچاس آدمیوں سے قسم طلب کی ہے، اس طرح ہر شخص پر دو اونٹ پڑتے ہیں۔ یہ اونٹ میری طرف سے آپ قبول کر لیں اور مجھے اس مقام پر قسم کے لئے مجبور نہ کریں جس قسم لی جاتی ہے۔ حضرت ابو طالب نے اسے بھی منظور کر لیا۔ اس کے بعد بقیہ اڑتالیس جو آدمی آئے اور انہوں نے قسم کھائی، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ابھی اس واقعہ کو پورا سال بھی نہیں گزرا تھا کہ ان اڑتالیس آدمیوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں رہا جو آنکھ ہلاتا۔

یعنی کوئی زندہ نہ رہا، سب مر گئے۔ جھوٹی قسم کھانے کی یہ سزا ان کو ملی اور وہ بھی کعبہ کے پاس معاذ اللہ۔ دوسری روایت میں ہے کہ ان سب کی زمین جائداد حضرت طیب کو ملی جس کی ماں کے کہنے سے ابو طالب نے اس کو قسم معاف کر دی تھی، گو ابن عباس رضی اللہ عنہ اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے مگر انہوں نے یہ واقعہ معتبر لوگوں سے سنا جب ہی اس پر قسم کھائی۔ فاکہی نے ابن ابی نجیح کے طریق سے نکالا کچھ لوگوں نے خانہ کعبہ کے پاس ایک قسامت میں جھوٹی قسمیں کھائیں پھر ایک پہاڑ کے تلے جا کر ٹھہرے ایک پھران پر گرا جس سے دب کر سب مر گئے جھوٹی قسمیں کھانا پھر بعض لوگوں کا ان قسموں کے لئے قرآن پاک اور مساجد کو استعمال کرنا بے حد خطرناک ہے، کتنے لوگ آج بھی ایسے دیکھے گئے کہ انہوں نے یہ حرکت کی اور نتیجہ میں وہ تباہ و برباد ہو گئے۔ لہذا کسی بھی مسلمان کو ایسی جھوٹی قسم کھانے سے قطعاً پرہیز کرنا لازم ہے۔

۳۸۴۶- حَدَّثَنِي عُيَيْنَةُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ يَوْمٌ بُعِثَ يَوْمًا قَدَمَهُ اللَّهُ لِرَسُولِهِ ﷺ، فَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ افترقَ مَلَائِكُهُمْ، وَقَتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرْحُوا، قَدَمَهُ اللَّهُ لِرَسُولِهِ ﷺ فِي ذُخُولِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ)).

[راجع: ۳۷۷۷]

میں داخل ہو جائیں۔

۳۸۴۷- وَقَالَ ابْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو عَنْ بَكْرِ بْنِ الْأَشَجِّ أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: ((لَيْسَ السَّعْيُ بِطَنْ الْوَادِي بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

۳۸۴۷- اور عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، انہیں عمرو نے خبر دی، انہیں بکیر بن اشج نے اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے مولا کرب نے ان سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا صفا اور مرہ کے درمیان نائے کے اندر زور سے دوڑنا سنت نہیں ہے یہاں جاہلیت

سُنَّة، إِنَّمَا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْتَعُونَهَا وَيَقُولُونَ : لَا نَجِيزُ الْبَطْحَاءَ إِلَّا هَذَا)).
 تو اس پتھری جگہ سے دوڑی کر پار ہوں گے۔

بجٹ ہاکے پیش کے ساتھ مینہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے جہاں رسول کریم ﷺ کی ہجرت مینہ سے پانچ سال پہلے
 اوس اور خزرج قبائل میں سخت لڑائی ہوئی تھی جس میں ان کے بہت سے اشراف مارے گئے قال انفسطانی فان قلت
 السعی دکن من ارکان الحج و هو طریقة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سنعہ فکیف قال لیس بسنة قلت المراد من السعی مہنا معناه
 اللہوی یہاں سعی لغوی مراد ہے سسی مسنونہ مراد نہیں ہے۔

۳۸۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
 الْجَعْفِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مُطَرِّفُ
 سَعِيفُ أَبَا السَّفَرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ
 عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: ((يَا أَيُّهَا
 النَّاسُ، اسْمَعُوا مِنِّي مَا أَقُولُ لَكُمْ،
 وَأَسْمَعُونِي مَا تَقُولُونَ، وَلَا تَذْهَبُوا
 فَتَقُولُوا : قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:
 مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَلْيَطْفِ مِنْ وَرَاءِ
 الْحَجَرِ وَلَا تَقُولُوا الْحَطِيمَ، فَإِنَّ الرَّجُلَ
 فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ يَخْلِفُ فَيَلْقَى سَوِطَهُ أَوْ
 نَعْلَهُ أَوْ قَوْسَهُ)).
 ۳۸۴۹- حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَادٍ حَدَّثَنَا
 هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ
 قَالَ: ((رَأَيْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قِرْدَةً اجْتَمَعَ
 عَلَيْهَا قِرْدَةٌ قَدْ زَنَتْ فَرَجَمُوهَا، فَرَجَمُوهَا
 مَعَهُمْ)).

اس لئے اس کو حطیم کہتے یعنی کھا جانے والا ہضم کر جانے والا کیونکہ وہ ان کی اشیاء کو ہضم کر جاتا، وہاں پڑے پڑے وہ چیزیں گل
 سر عامیں یا کوئی ان کو اٹھا لے جاتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حطیم کی اسی مناسبت کے پیش نظر اسے حطیم کہنے سے منع کیا تھا لیکن
 عام اہل اسلام بغیر کسی تکبر کے اسے اب بھی حطیم ہی کہتے چلے آ رہے ہیں اور یہ کعبہ ہی کی زمین ہے جسے قریش نے سرمایہ کی کمی کی
 وجہ سے چھوڑ دیا تھا۔

۳۸۴۹- حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَادٍ حَدَّثَنَا
 هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ
 قَالَ: ((رَأَيْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قِرْدَةً اجْتَمَعَ
 عَلَيْهَا قِرْدَةٌ قَدْ زَنَتْ فَرَجَمُوهَا، فَرَجَمُوهَا
 مَعَهُمْ)).
 ۳۸۴۹- ہم سے نعیم بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان
 کیا، ان سے حصین نے، ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ میں
 نے زمانہ جاہلیت میں ایک بندر دیکھی اس کے چاروں طرف بہت
 سے بندر جمع ہو گئے تھے، اس بندر نے زنا کرایا تھا اس لئے سمجھوں
 نے مل کر اسے رجم کیا اور ان کے ساتھ میں بھی پتھر مارنے میں
 شریک ہوا۔

پوری روایت اسماعیل نے یوں نکالی عمرو بن میمون کہتے ہیں میں یمن میں تھا اپنے لوگوں کی بکریوں میں ایک اونچی جگہ پر

میں نے دیکھا ایک بندر بندریا کو لے کر آیا اور اس کا ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھ کر سو گیا اسنے میں ایک چھوٹا بندر آیا اور بندریا کو اشارہ کیا اس نے آہستہ سے اپنا ہاتھ بندر کے سر کے نیچے سے کھینچ لیا اور چھوٹے بندر کے ساتھ چلی گئی اس نے اس سے صحبت کی میں دیکھ رہا تھا پھر بندریا لوٹی اور آہستہ سے پھر اپنا ہاتھ پہلے بندر کے سر کے نیچے ڈالنے لگی لیکن وہ جاگ اٹھا اور ایک جج ماری تو سب بندر جمع ہو گئے۔ یہ اس بندریا کی طرف اشارہ کرتا اور چٹنا جاتا تھا۔ آخر دوسرے بندر ادھر ادھر گئے اور اس چھوٹے بندر کو پکڑ لائے۔ میں اسے پہچانتا تھا پھر انہوں نے ان کے لئے گڑھا کھودا اور دونوں کو سنگسار کر ڈالا تو میں نے یہ رجم کا عمل جانوروں میں بھی دیکھا۔

۳۸۵۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ غُنَيْدِ اللَّهِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((خِلَالٌ مِنْ خِلَالِ الْجَاهِلِيَّةِ: الطُّغْنُ فِي الْأَنْسَابِ، وَالنِّبَاحَةُ - وَنَسِي الثَّالِثَةُ - قَالَ سُفْيَانُ: وَيَقُولُونَ إِنَّهَا الْإِسْتِسْقَاءُ بِالْأَنْوَاءِ)).

۳۸۵۰) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے اور انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے کہا کہ جاہلیت کی عادتوں میں سے یہ عادتیں ہیں نسب کے معاملہ میں طعنہ مارنا اور میت پر نوحہ کرنا، تیسری عادت کے متعلق (عبید اللہ راوی) بھول گئے تھے اور سفیان نے بیان کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ تیسری بات ستاروں کو بارش کی علت سمجھنا ہے۔

باب نبی کریم ﷺ کی بعثت کا بیان

آپ کا نام مبارک ہے محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

۲۸- بَابُ مَبْعَثِ النَّبِيِّ ﷺ

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ بْنِ عَبْدِ مَنْفٍ بْنِ قُصَيٍّ بْنِ كِلَابٍ بْنِ مِرَّةٍ بْنِ كَعْبٍ بْنِ لُؤَيٍّ بْنِ غَالِبٍ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكٍ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ حَزِيمَةَ بْنِ مَدْرِكَةَ بْنِ الْيَاسِ بْنِ مُضَرَ بْنِ نَزَارٍ بْنِ مَعَدٍ بْنِ عَدْنَانَ.

میں تک آپ نے اپنا نسب بیان فرمایا ہے، عدنان کے بعد روایتوں میں اختلاف ہے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں آپ کا نسب حضرت ابراہیم تک بیان فرمایا ہے۔

۳۸۵۱) ہم سے احمد بن ابی رجا نے بیان کیا، کہا ہم سے نضر نے بیان کیا، کہا ان سے ہشام نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی چالیس سال کی عمر ہوئی تو آپ پر وحی نازل ہوئی، اس کے بعد آنحضرت ﷺ تیرہ سال مکہ مکرمہ میں رہے پھر آپ کو ہجرت کا حکم ہوا اور آپ مدینہ منورہ ہجرت کر کے چلے گئے، وہاں دس سال رہے پھر آپ نے وفات فرمائی (ﷺ) اس حساب سے کل عمر شریف آپ کی تریسٹھ سال ہوتی

۳۸۵۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَنْزَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ، فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً؛ ثُمَّ أَمَرَ بِالْهَجْرَةِ، فَهَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَمَكَثَ بِهَا عَشْرَ سِنِينَ، ثُمَّ تُوُفِيَ ﷺ)).

ہے اور یہی صحیح ہے۔

[أطرافہ فی: ۳۹۰۱، ۳۹۰۳، ۴۴۶۵،

۴۹۷۹]

۲۹- بَابُ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ ﷺ

وَأَصْحَابُهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ

۳۸۵۲- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

حَدَّثَنَا بَيَّانٌ وَإِسْمَاعِيلُ قَالَا: سَمِعْنَا قَيْسًا

يَقُولُ: سَمِعْتُ خَبَابًا يَقُولُ: ((أَتَيْتُ النَّبِيَّ

ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً وَهُوَ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ

- وَقَدْ لَقِينَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ شِدَّةً -

فَقُلْتُ: أَلَا تَدْعُو اللَّهَ. فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْضَرٌّ

وَجْهَهُ فَقَالَ: ((لَقَدْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ

لَيْمُشَطٌ بِمِشَاطِ الْحَدِيدِ، مَا دُونَ عِظَامِهِ

مِنْ لَحْمٍ أَوْ غَضَبٍ، مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ

دِينِهِ، وَيُوضَعُ الْمِشْطُ عَلَى مَفْرَقِ رَأْسِهِ

فَيَشُقُّ بِأَثْنَيْنِ، مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ.

وَلَيْتِمَنَّ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ

الرُّوَاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَةِ مَوْتٍ مَا

يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ)). زَادَ بَيَّانٌ ((وَالذَّنْبُ

عَلَى غَنَمِهِ)).

[راجع: ۳۶۱۲]

باب نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مکہ میں

مشرکین کے ہاتھوں جن مشکلات کا سامنا کیا ان کا بیان۔

(۳۸۵۲) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے

بیان کیا، کہا ہم سے بیان بن بشر اور اسماعیل بن ابو خالد نے بیان کیا، کہا

کہ ہم نے قیس بن ابی حازم سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے

خاباب بن ارت سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کعبہ کے سائے تلے چادر مبارک پر ٹیک

لگائے بیٹھے تھے۔ ہم لوگ مشرکین سے انتہائی تکالیف اٹھا رہے تھے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے آپ دعا کیوں نہیں

فرماتے؟ اس پر آپ سیدھے بیٹھ گئے۔ چہرہ مبارک غصہ میں سرخ ہو

گیا اور فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں کہ لوہے کے گنگھوں

کو ان کے گوشت اور پٹھوں سے گزار کر ان کی ہڈیوں تک پہنچا دیا گیا

اور یہ معاملہ بھی انہیں ان کے دین سے نہ پھیر سکا، کسی کے سر پر آرا

رکھ کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے اور یہ بھی انہیں ان کے دین

سے نہ پھیر سکا، اس دین اسلام کو تو اللہ تعالیٰ خود ہی ایک دن تمام و

کمال تک پہنچائے گا کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک (تنہا)

جائے گا اور (راستے) میں اسے اللہ کے سوا اور کسی کا خوف نہ ہو گا۔

بیان نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا کہ ”سوائے بھیڑیے کے کہ اس

سے اپنی بکریوں کے معاملہ میں اسے ڈر ہو گا۔“

حضر موت شمالی عرب میں ایک ملک ہے اس میں اور صنعاء میں پندرہ دن پیدل چلنے والوں کا راستہ ہے۔ اس سے امن عام مراد

ہے جو بعد میں سارے ملک عرب میں اسلام کے غلبہ کے بعد ہوا اور آج سعودی عرب کے دور میں یہ امن سارے ملک میں حاصل

ہے اللہ پاک اس حکومت کو قائم دائم رکھے۔ آمین۔

۳۸۵۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَرَأَ النَّبِيُّ

(۳۸۵۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعیب

نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے اسود نے اور ان سے

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے سورہ نجم پڑھی اور

سجدہ کیا اس وقت آپ کے ساتھ تمام لوگوں نے سجدہ کیا صرف ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ اپنے ہاتھ میں اس نے کنکریاں اٹھا کر اس پر اپنا سر رکھ دیا اور کہنے لگا کہ میرے لئے بس اتنا ہی کافی ہے۔ میں نے پھر اسے دیکھا کہ کفر کی حالت میں وہ قتل کیا گیا۔

النَّجْمَ فَسَجَدَ، لَمَّا بَقِيَ أَحَدٌ إِلَّا سَجَدَ، إِلَّا رَجُلٌ رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصَا فَرَفَعَهُ، فَسَجَدَ عَلَيْهِ وَقَالَ: هَذَا يَكْفِينِي. فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ قَلِيلٍ كَافِرًا. [راجع: ۱۰۶۷]

تشریح یہ شخص امیہ بن خلف تھا۔ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے، بعض نے کہا جب امیہ بن خلف نے سجدہ تک نہ کیا تو مسلمانوں کو رنج گزرا گویا ان کو تکلیف دی یہی ترجمہ باب ہے بعض نے کہا مسلمانوں کو تکلیف یوں ہوئی کہ مشرکین کے بھی سجدے میں شریک ہونے سے وہ یہ سمجھے کہ یہ مشرک مسلمان ہو گئے ہیں اور جو مسلمان ان کی تکلیف دینے سے جس کی نیت سے نکل چکے تھے وہ واپس لوٹ آئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مسلمان نہیں ہوئے ہیں تو دوبارہ وہ مسلمان جس کی ہجرت کے لئے نکل گئے۔

(۳۸۵۴) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ (نماز پڑھتے ہوئے) سجدہ کی حالت میں تھے، قریش کے کچھ لوگ وہیں ارد گرد موجود تھے۔ اتنے میں عقبہ بن ابی معیط اونٹ کی اوجھڑی بچہ دان لایا اور حضور اکرم ﷺ کی پیٹھ مبارک پر اسے ڈال دیا۔ اس کی وجہ سے آپ نے اپنا سر نہیں اٹھایا پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور گندگی کو پیٹھ مبارک سے ہٹایا اور جس نے ایسا کیا تھا اسے بددعا دی۔ حضور ﷺ نے بھی ان کے حق میں بددعا کی کہ اے اللہ! قریش! کی اس جماعت کو پکڑ لے۔ ابو جہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف یا (امیہ کے بجائے آپ نے بددعا) ابی بن خلف (کے حق میں فرمائی) شبہ راوی حدیث شعبہ کو تھا۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نے دیکھا کہ بدر کی لڑائی میں یہ سب لوگ قتل کر دیئے گئے اور ایک کنویں میں انہیں ڈال دیا گیا تھا سو امیہ یا ابی کے کہ اس کا ہر ایک جو ڈالگ ہو گیا تھا اس لئے کنویں میں نہیں ڈالا جاسکا۔

۳۸۵۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدٌ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ جَاءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ بَسَلَمَى جَزُورٍ فَقَذَفَهُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ، فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَأَخَذَتْهُ مِنْ ظَهْرِهِ وَدَعَتْ عَلَى مَنْ صَنَعَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأُ مِنْ قُرَيْشٍ: أَبَا جَهْلٍ بْنُ هِشَامٍ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنُ رَبِيعَةَ وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلْفٍ - أَوْ أُمَيَّةُ بْنُ خَلْفٍ))، شُعْبَةُ الشَّائِكُ - فَرَأَيْتُهُمْ قُتِلُوا يَوْمَ بَدْرٍ، فَأَلْقُوا فِي بَنَرٍ، غَيْرَ أُمَيَّةٍ أَوْ أُمَيَّةٍ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهُ فَلَمْ يَلْقَ فِي الْبَنَرِ)). [راجع: ۲۴۰]

جنگ بدر میں تمام کفار ہلاک ہو گئے اور جو کچھ انہوں نے کیا اس کی سزا پائی۔

(۳۸۵۵) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، کہا مجھ سے سعید بن جبیر نے بیان کیا یا

۳۸۵۵- حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ

جُبَيْر - أَوْ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ - قَالَ: ((أَمَرَنِي عَبْدُ
الرَّحْمَنِ بْنُ أَنُزَيْ قَالَ: سَلِ ابْنَ عَبَّاسٍ
عَنْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ مَا أَمْرُهُمَا؟ [الأنعام:
۱۵۹، الإسراء: ۳۳]: «وَلَا تَقْتُلُوا
النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ»، [النساء: ۹۳].
«وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا ۖ فَمَسَّأْتُ ابْنَ
عَبَّاسٍ، فَقَالَ: لَمَّا أَنْزَلَتْ آيَةُ فِي
الْفِرْقَانِ ۖ ۱۶۸ قَالَ مُشْرِكُو أَهْلِ مَكَّةَ:
فَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ، وَدَعَوْنَا
مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ، وَقَدْ أَتَيْنَا الْقَوَاحِشَ،
فَأَنْزَلَ اللَّهُ: «إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ»
[الفرقان: ۷۰] الْآيَةَ، فَهَذِهِ لِأَوْلَيْكَ، وَأَمَّا
الَّتِي فِي النَّسَاءِ [۹۳] الرَّجُلُ إِذَا عَرَفَ
الْإِسْلَامَ وَشَرَّاعَهُ ثُمَّ قَتَلَ فَعَزَاؤُهُ جَهَنَّمَ،
فَذَكَرْتُهُ لِمُجَاهِدٍ فَقَالَ: «إِلَّا مَنْ نَدِمَ».

[أطرافه فی : ۴۵۹۰، ۴۷۶۲، ۴۷۶۳،

۴۷۶۴، ۴۷۶۵، ۴۷۶۶].

(منصور نے) اس طرح بیان کیا کہ مجھ سے حکم نے بیان کیا، ان سے
سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ مجھ سے عبد الرحمن بن ابی بکرؓ نے کہا
کہ حضرت ابن عباسؓ سے ان دونوں آیتوں کے متعلق پوچھو کہ
ان میں مطابقت کس طرح پیدا کی جائے (ایک آیت ولا تقتلوا
النفس التي حرم الله اور دوسری آیت ومن يقتل مؤمنا متعمدا ہے
ابن عباسؓ سے میں نے پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ جب سورۃ
الفرقان کی آیت نازل ہوئی تو مشرکین مکہ نے کہا ہم نے تو ان جانوں کا
بھی خون کیا ہے جن کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا تھا ہم اللہ
کے سوا دوسرے معبودوں کی عبادت بھی کرتے رہے ہیں اور
بدکاریوں کا بھی ہم نے ارتکاب کیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت
نازل فرمائی کہ ”الا من تاب وامن“ (وہ لوگ اس حکم سے الگ ہیں
جو توبہ کر لیں اور ایمان لائیں) تو یہ آیت ان کے حق میں نہیں ہے
لیکن سورۃ النساء کی آیت اس شخص کے باب میں ہے جو اسلام اور
شرائع اسلام کے حکام جان کر بھی کسی کو قتل کرے تو اس کی سزا جہنم
ہے، میں نے عبد اللہ بن عباسؓ کے اس ارشاد کا ذکر مجاہد سے کیا
تو انہوں نے کہا کہ وہ لوگ اس حکم سے الگ ہیں جو توبہ کر لیں۔

سورۃ فرقان کی آیت سے یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی خون کرے لیکن پھر توبہ کرے اور نیک اعمال بجالائے تو اللہ اس کی توبہ
قبول کرے گا اور سورۃ نساء کی آیت میں یہ ہے کہ جو کوئی عدا کسی مسلمان کو قتل کرے تو اس کو ضرور سزا ملے گی ہمیشہ
دوزخ میں رہے گا اللہ کا غضب اور غصہ اس پر نازل ہو گا۔ اس صورت میں دونوں آیتوں کے مضمون میں تخالف ہوا تو عبد الرحمن بن
ابی بکرؓ نے یہی امر حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے معلوم کرایا جو یہاں مذکور ہے، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا مطلب یہ تھا
کہ سورۃ فرقان کی آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے جو کفر کی حالت میں ناحق خون کریں پھر توبہ کریں اور مسلمان ہو جائیں تو اسلام
کی وجہ سے کفر کے ناحق خون کا ان سے مواخذہ نہ ہو گا اور سورۃ النساء کی آیت اس شخص کے حق میں ہے جو مسلمان ہو کر دوسرے
مسلمان کو عدا ناحق مار ڈالے ایسے شخص کی سزا دوزخ ہے اس کی توبہ قبول نہ ہو گی تو دونوں آیتوں میں کچھ تخالف نہ ہوا اور حدیث
کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ مشرکوں نے مسلمانوں کو ناحق مارا تھا، ان کو ستایا تھا۔

(۳۸۵۶) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید بن
مسلم نے بیان کیا، کہا مجھ سے اوزاعی نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی

۳۸۵۶ - حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنُ
مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ

کثیر نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم تھیں نے بیان کیا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا مجھے مشرکین کے سب سے سخت ظلم کے متعلق بتاؤ جو مشرکین نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور ظالم اپنا کپڑا حضور اکرم ﷺ کی گردن مبارک میں پھنسا کر زور سے آپ کا گلا گھونٹنے لگا اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے اور انہوں نے اس بد بخت کا کندھا پکڑ کر آنحضرت ﷺ کے پاس سے اسے ہٹا دیا اور کہا کیا تم لوگ ایک شخص کو صرف اس لئے مار ڈالنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے الآیۃ عیاش بن ولید کے ساتھ اس روایت کی متابعت ابن اسحاق نے کی (اور بیان کیا کہ) مجھ سے یحییٰ بن عروہ نے بیان کیا اور ان سے عروہ نے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور عبدہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا گیا اور محمد بن عمرو نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے، اس میں یوں ہے کہ مجھ سے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔

[راجع: ۳۶۷۸]

قول محمد بن عمرو کو حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے خلق افعال العباد میں وصل کیا ہے۔ حافظ نے کہا ایک روایت میں یوں ہے کہ مشرکین نے آنحضرت ﷺ کو ایسا مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے تب حضرت ابو بکر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کیا تم ایسے شخص کو مارے ڈالتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

باب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا

بیان۔

۳۰- بَابُ إِسْلَامِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

آپ کا نام عبد اللہ رضی اللہ عنہ ہے۔ عثمان ابو قحافہ کے بیٹے ہیں۔ ساتویں پشت پر ان کا نسب نامہ رسول کریم ﷺ سے مل جاتا ہے۔ آپ کو عقیق سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ نار دوزخ سے قطعی طور پر آزاد ہو چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہر غزوہ میں ہر موقع پر شریک رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ آخر عمر میں مندی کا خضاب کرتے تھے۔

۳۸۵۷- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَمَادٍ

الْأُمَلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ حَدَّثَنَا

إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُجَالِدٍ عَنْ بَيَانَ عَنْ وَبَرَةَ

ابن عمار عن عبد الله بن عمرو بن العاص عن أبي بكر

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «أنا خير مني

أبي بكر»

عَنْ هَمَامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: قَالَ عَمَرُ بْنُ يَاسِرٍ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةٌ أَعْبَدُوا وَأَمْرَانِ وَأَبُوبَكْرٍ)).

بیان کیا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں بھی دیکھا ہے جب آنحضرت ﷺ کے ساتھ پانچ غلام، دو عورتوں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی (مسلمان) نہیں تھا۔

[راجعہ: ۳۶۶۰]

تشیخ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ واقعہ اصحاب الفیل سے دو سال قبل مکہ میں پیدا ہوئے اور جمادی الاخریٰ ۱۳ھ میں بعمر ۶۳ سال انتقال فرمایا۔ مدت خلافت دو سال چار ماہ ہے۔ پانچ غلام حضرت بلال، حضرت زید، حضرت عامر اور ابو کھیلہ اور عبید تھے اور دو عورتیں حضرت خدیجہ اور حضرت ام ایمن یاسیہ رضی اللہ عنہما۔ حضرت ابو بکر کو صدیق اس لئے کہا گیا کہ انہوں نے جاہلیت کے زمانے میں بھی نہ کبھی جھوٹ بولا نہ کبھی بت پرستی کی۔ قاضی ابوالحسن نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ ان کے باپ ابو قحافہ ایک روز ان کو بت خانے میں لے گئے اور کہنے لگے کہ بت کو سجدہ کر لو۔ وہ کہہ کر چلے گئے۔ حضرت ابو بکر فرماتے ہیں کہ میں ایک بت کے پاس گیا اور اس سے میں نے کہا کہ میں بھوکا ہوں مجھ کو کھانا دے۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر میں نے کہا کہ میں نگاہوں، مجھ کو کپڑا پہنا دے۔ اس بت نے پھر بھی کچھ جواب نہ دیا۔ آخر میں نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا کہ اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو میرے ہاتھ سے بچا۔ یہ کہہ کر میں نے وہ پتھر اس پر مارا اور میں وہیں سو گیا۔ اتنے میں میرے باپ آگئے اور کہنے لگے بیٹا یہ کیا کرتے ہو؟ میں نے کہا جو کچھ دیکھ رہے ہو۔ وہ مجھ کو میری والدہ کے پاس لائے اور ان سے سارا حال بیان کیا۔ انہوں نے کہا میرے بیٹے سے کچھ مت بول اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے مجھ سے بات کی جب یہ بیٹ میں تھا اور مجھ کو درد ہونے لگا تو میں نے ایک ہاتھ سے سنا کہ اللہ کی بندی خوش ہو جا۔ تجھ کو ایک آزاد لڑکا ملے گا جس کا نام آسمان میں صدیق ہے وہ حضرت محمد ﷺ کا صاحب اور رفیق ہو گا۔

۳۱- بَابُ إِسْلَامِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
باب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا بیان

تشیخ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو اسحاق ہے۔ والد ابو وقاص کا نام مالک بن وہب ہے، عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ سترہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ تمام غزوات میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہے۔ بڑے ہی مستجاب الدعوات تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اس مقصد کے لئے ان کے حق میں خاص دعا فرمائی تھی۔ تیر اندازی میں بڑے ہی ماہر تھے۔ مقام عقیق میں جو مدینہ سے قریب تھا اپنے گھر وفات پائی۔ جنازہ کو لوگ کاندھوں پر رکھ کر مدینہ طیبہ لائے اور نماز جنازہ مروان بن حکم نے پڑھائی جو ان دنوں مدینہ کے حاکم تھے۔ بقیع غرقہ میں دفن ہوئے، سال وفات ۵۵ھ ہے رضی اللہ عنہ وارضاه آمین۔

۳۸۵۸- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا أَبُو أَسَمَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ يَقُولُ: ((مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ، وَلَقَدْ مَكَّنْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَلْتُ

۳۸۵۸) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم مروزی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابو اسامہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا، کہا کہ میں نے ابو اسحاق سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جس دن میں اسلام لایا ہوں دوسرے لوگ بھی اسی دن اسلام لائے اور اسلام میں داخل ہونے والے تیسرے آدمی کی حیثیت سے مجھ پر

سات دن گزرے۔

(الإسلام)، [راجع: ۳۷۲۶]

سعد نے یہ اپنے علم کی رو سے کہا ورنہ ان سے پہلے حضرت علی اور خدیجہ اور ابوبکر اور زید اسلام لائے تھے اور شاید یہ لوگ سب ایک ہی دن اسلام لائے ہوں یہ شروع دن میں اور سعد آخر دن میں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

باب جنوں کا بیان۔

۳۲- بَابُ ذِكْرِ الْجَنِّ

وَقَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿قُلْ أَوْحَىٰ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ﴾ اور اللہ نے سورہ جن میں فرمایا اے نبی! آپ کہہ دیجئے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن کو کان لگا کر سنا۔

لفظ جن۔ فلما جن علیہ اللیل سے مشتق ہے یعنی رات نے جب ان پر اندھیری پھیلائی۔ جن ایک ناری مخلوق ہے جو مادی آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ اس میں نیک اور بد ہر قسم کے ہوتے ہیں۔ بنی آدم کو یہ نظر نہیں آتے۔ اسی لئے لفظ جن سے موسوم ہوئے۔ قرآن مجید میں سورہ جن اسی قوم کے نیک جنوں سے متعلق ہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن شریف سنا اور اسلام قبول کر لیا تھا۔ جنات انسانی شکل میں بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔

(۳۸۵۹) مجھ سے عبید اللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا، ان سے معن بن عبد الرحمن نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے مسروق سے پوچھا کہ جس رات میں جنوں نے قرآن مجید سنا تھا اس کی خبر نبی کریم ﷺ کو کس نے دی تھی؟ مسروق نے کہا کہ مجھ سے تمہارے والد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کو جنوں کی خبر ایک بول کے درخت نے دی تھی۔

۳۸۵۹- حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: ((سَأَلْتُ مَسْرُوقًا: مَنْ آذَنَ النَّبِيَّ ﷺ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْآنَ؟ فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوكَ - يَعْنِي عَبْدَ اللَّهِ - أَنَّهُ آذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ)).

(۳۸۶۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے میرے دادا نے خبر دی اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو اور قضاء حاجت کے لئے (پانی کا) ایک برتن لئے ہوئے آپ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون صاحب ہیں؟ بتایا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ استنجے کے لئے چند پتھر تلاش کر لا اور ہاں ہڈی اور لید نہ لانا۔ پھر میں پتھر لے کر حاضر ہوا۔ میں انہیں اپنے کپڑے میں رکھے ہوئے تھا اور لا کر آپ کے قریب اسے رکھ دیا اور وہاں سے واپس چلا آیا۔ آپ جب قضاء حاجت سے فارغ

۳۸۶۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَدِّي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((أَنَّكَ كَانَ يَحْمِلُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا وَءَا بَوْضُوئِهِ وَحَاجَّتِهِ. فَبَيْنَمَا هُوَ يَتْبَعُهُ بِهَا فَقَالَ: ((مَنْ هَذَا؟)) فَقَالَ: أَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ. قَالَ: ((ابْنِي أَحْجَازًا اسْتَنْفِضْ بِهَا، وَلَا تَأْتِنِي بِعَظْمٍ وَلَا بِرِوْنَةٍ)). فَاتَيْنَهُ بِأَحْجَارٍ أَحْمَلُهَا إِلَيَّ طَرَفِ ثَوْبِي حَتَّى وَضَعْتُهَا إِلَيَّ جَنْبِهِ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ، حَتَّى إِذَا فَرَّغَ

ہو گئے تو میں پھر آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی ہڈی اور گوبر میں کیا بات ہے؟ آپؐ نے فرمایا اس لئے کہ وہ جنوں کی خوراک ہیں۔ میرے پاس نصیین کے جنوں کا ایک وفد آیا تھا اور کیا ہی اچھے وہ جن تھے۔ تو انہوں نے مجھ سے توشہ مانگا میں نے ان کے لئے اللہ سے یہ دعا کی کہ جب بھی ہڈی یا گوبر پر ان کی نظر پڑے تو ان کے لئے اس چیز سے کھانا ملے۔

مَشَيْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ: مَا بَالُ الْعَظْمِ وَالرُّوْتَةِ؟ قَالَ: ((هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ، وَإِنَّهُ أَتَانِي وَفَدُ جِنِّ نَصِّيْنِ - وَنِعْمَ الْجِنُّ - فَسَأَلُونِي الرَّادَّ، فَدَعَرْتُ اللَّهَ لَهُمْ أَنْ لَا يَمْرُؤَا بِعَظْمٍ وَلَا بِرُوْتَةٍ إِلَّا وَجَدُوا عَلَيْهَا طَعْمًا)). [راجع: ۱۵۵]

یعنی یہ قدرت الہی ہڈی اور گوبر پر ان کی اور ان کے جانوروں کی خوراک پیدا ہو جائے۔ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ کے پاس جنات کئی بار حاضر ہوئے۔ ایک بار بطن نخلہ میں جہاں آپ قرآن پڑھ رہے تھے۔ یہ سات جن تھے، دوسری بار حجون میں تیسری بار بقیع میں۔ ان راتوں میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے زمین پر ان کے بیٹھنے کے لئے لکیر کھینچ دی تھی۔ چوتھی بار مدینہ کے باہر اس میں زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ پانچویں بار ایک سفر میں جس میں بلال بن حارث آپ کے ساتھ تھے۔ جنوں کا وجود قرآن و حدیث سے ثابت ہے جو لوگ جنات کا انکار کرتے ہیں وہ مسلمان کہلانے کے باوجود قرآن و حدیث کا انکار کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنے ایمان کی خیر منائی چاہیے۔

باب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ۔

۳۳- بَابُ إِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

(۳۸۶۱) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن ممدی نے، کہا ہم سے ثقی نے، ان سے ابو جمرہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ابوذر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی انیس سے کہا مکہ جانے کے لئے سواری تیار کر اور اس شخص کے متعلق جو نبی ہونے کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے، میرے لئے خبریں حاصل کر کے لا۔ اس کی باتوں کو خود غور سے سنا اور پھر میرے پاس آنا۔ ان کے بھائی وہاں سے چلے اور مکہ حاضر ہو کر آنحضرت ﷺ کی باتیں خود سنیں پھر واپس ہو کر انہوں نے، ابوذر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں نے انہیں خود دیکھا ہے، وہ اچھے اخلاق کا لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور میں نے ان سے جو کلام سنا وہ شعر نہیں ہے۔ اس پر ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا جس مقصد کے لئے میں نے تمہیں بھیجا تھا مجھے اس پر پوری طرح تشفی نہیں ہوئی، آخر انہوں نے خود توشہ باندھا، پانی

۳۸۶۱- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا الْمُتَنِّي عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَخِيهِ: ارْكَبْ إِلَيَّ هَذَا الْوَادِي فَاعْلَمْ لِي عِلْمَ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يُزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ يَأْتِيهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ، وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ انْتَبِهْ. فَاَنْطَلَقَ الْأَخُ حَتَّى قَدِمَهُ وَاسْمَعَ مِنْ قَوْلِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَبِي ذَرٍّ فَقَالَ لَهُ: رَأَيْتَهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ، وَكَلَامًا مَا هُوَ بِالشَّعْرِ. فَقَالَ: مَا شَفِيتَنِي مِمَّا أَرَدْتُ. فَتَرَوَدُ وَحَمَلَ شَعَةً لَهُ فِيهَا مَاءٌ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ،

سے بھرا ہوا ایک پرانا مشکیزہ ساتھ لیا اور مکہ آئے، مسجد الحرام میں حاضری دی اور یہاں نبی کریم ﷺ کو تلاش کیا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے آپ کے متعلق پوچھنا بھی مناسب نہیں سمجھا، کچھ رات گزر گئی کہ وہ لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت علیؑ نے ان کو اس حالت میں دیکھا اور سمجھ گئے کہ کوئی مسافر ہے، علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ میرے گھر پر چل کر آرام کیجئے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلے گئے لیکن کسی نے ایک دوسرے کے بارے میں بات نہیں کی۔ جب صبح ہوئی تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنا مشکیزہ اور توشہ اٹھایا اور مسجد الحرام میں آگئے۔ یہ دن بھی یونہی گزر گیا اور وہ نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھ سکے۔ شام ہوئی تو سونے کی تیاری کرنے لگے۔ علی رضی اللہ عنہ پھر وہاں سے گزرے اور سمجھ گئے کہ ابھی اپنے ٹھکانے جانے کا وقت اس شخص پر نہیں آیا، وہ انہیں وہاں سے پھر اپنے ساتھ لے آئے اور آج بھی کسی نے ایک دوسرے سے بات چیت نہیں کی، تیسرا دن جب ہوا اور علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ یہی کام کیا اور اپنے ساتھ لے گئے تو ان سے پوچھا کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ یہاں آنے کا باعث کیا ہے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم مجھ سے پختہ وعدہ کر لو کہ میری راہ نمائی کرو گے تو میں تم کو سب کچھ بتا دوں گا۔ علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کر لیا تو انہوں نے انہیں اپنے خیالات کی خبر دی۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلاشبہ وہ حق پر ہیں اور اللہ کے سچے رسول رضی اللہ عنہ ہیں اچھا صبح کو تم میرے پیچھے پیچھے میرے ساتھ چلنا۔ اگر میں (راستے میں) کوئی ایسی بات دیکھوں جس سے مجھے تمہارے بارے میں کوئی خطرہ ہو تو میں کھڑا ہو جاؤں گا۔ (کسی دیوار کے قریب) گویا مجھے پیشاب کرنا ہے، اس وقت تم میرا انتظار نہ کرنا اور جب میں پھر چلے لگوں تو میرے پیچھے آ جانا تاکہ کوئی سمجھ نہ سکے کہ یہ دونوں ساتھ ہیں اور اس طرح جس گھر میں، میں داخل ہوں تم بھی داخل ہو جانا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پیچھے پیچھے چلے تا آنکہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے، آپ کی باتیں سنیں اور وہیں اسلام لے آئے۔ پھر

فَإِنِّي الْمَسْجِدَ. فَانْمَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَعْرِفُهُ، وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ، حَتَّى أَذْرَكَهُ بَعْضُ اللَّيْلِ إِضْطَجَعَ فَرَأَاهُ عَلِيٌّ، فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيبٌ، فَلَمَّا رَأَاهُ تَبِعَهُ، فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدًا مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَصْبَحَ، ثُمَّ اخْتَمَلَ قُرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَظَلَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ، وَلَا يَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَمْسَى فَعَادَ إِلَى مَضْجَعِهِ، فَمَرَّ بِهِ عَلِيٌّ فَقَالَ: أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ؟ فَأَقَامَهُ، فَلذَّهَبَ بِهِ مَعَهُ، لَا يَسْأَلُ وَاحِدًا مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمَ الثَّلَاثِ فَعَادَ عَلِيٌّ مِثْلَ ذَلِكَ، فَأَقَامَ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ: أَلَا تُحَدِّثُنِي مَا الَّذِي أَقْدَمَكَ؟ قَالَ: إِنْ أُعْطِيتُنِي عَهْدًا وَمِثَاقًا لَتُرْسِدَنِي فَعَلْتُ. ففَعَلَ، فَأَخْبَرَهُ، قَالَ: فَإِنَّهُ حَقٌّ، وَهُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتَّبِعْنِي، فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ فَمَتُ كَأَنِّي أُرِيقُ الْمَاءَ، فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتَّبِعْنِي حَتَّى تَدْخُلَ مَدْخَلِي، ففَعَلَ، فَنَاطَلَقَ يَقْفُوهُ، حَتَّى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدَخَلَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي)). قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأُصْرِّخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ. فَخَرَجَ

حَتَّى آتَى الْمَسْجِدَ، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ:
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا
رَسُولُ اللَّهِ. ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوهُ حَتَّى
أَضْجَعُوهُ. وَآتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَ عَلَيْهِ قَالَ:
وَيْلَكُمْ، أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ، وَأَنَّ
طَرِيقَ تَجَارِكُمْ إِلَى الشَّامِ؟ فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ.
ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا فَضَرَبُوهُ وَثَارُوا
إِلَيْهِ. فَأَكَبَ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ)).

[راجع: ۳۵۲۲]

آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا اب اپنی قوم غفار میں واپس جاؤ اور انہیں میرا حال بتاؤ تاکہ جب ہمارے غلبہ کا علم تم کو ہو جائے (تو پھر ہمارے پاس آجانا) ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان قریشیوں کے مجمع میں پکار کر کلمہ توحید کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے یہاں سے واپس وہ مسجد حرام میں آئے اور بلند آواز سے کہا کہ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔“ یہ سنتے ہی سارا مجمع ٹوٹ پڑا اور اتنا مارا کہ زمین پر لٹا دیا۔ اتنے میں عباس رضی اللہ عنہ آگئے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کے اوپر اپنے کو ڈال کر قریش سے کہا افسوس! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے اور شام جانے والے تمہارے تاجروں کا راستہ ادھر ہی سے پڑتا ہے۔ اس طرح سے ان سے ان کو بچایا۔ پھر ابوذر رضی اللہ عنہ دوسرے دن مسجد الحرام میں آئے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ قوم بری طرح ان پر ٹوٹ پڑی اور مارنے لگے۔ اس دن بھی عباس ان پر اوندھے پڑ گئے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بلند مرتبہ تارک الدنیا ماجرین کرام میں سے ہیں۔ ان کا نام جندب تھا، مکہ شریف میں شروع اسلام لانے والوں میں ان کا پانچواں نمبر ہے۔ پھر یہ اپنی قوم میں چلے گئے تھے اور مدت تک وہاں رہے، غزوہ خندق کے موقع پر خدمت نبوی میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تھے اور پھر مقام زبدہ میں قیام کیا اور ۳۲ھ میں خلافت عثمانی میں ان کا زبدہ ہی میں انتقال ہوا یہ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے بھی عبادت کرتے تھے۔

باب سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ

کا اسلام قبول کرنا

۳۴- بَابُ إِسْلَامِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی اور بنوئی تھے، ان کے والد زید جاہلیت کے زمانہ میں دین حنیف کے طالب اور ملت ابراہیمی پر تھے، صرف اللہ کو پوجتے تھے، شرک نہیں کرتے تھے اور کعبہ کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ اسی اعتقاد پر ان کا انتقال ہوا۔ ان کا واقعہ پیچھے گزر چکا ہے۔

(۳۸۶۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے بیان کیا کہ میں نے کوفہ کی مسجد میں سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ ایک وقت تھا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے سے

۳۸۶۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ:
سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ بْنَ عَمْرِو بْنِ نَفِيلٍ
فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ يَقُولُ: وَاللَّهِ لَقَدْ

رَأَيْتُنِي وَإِنْ عُمَرَ لَمُوثِقِي عَلَى الْإِسْلَامِ
قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ عُمَرُ، وَلَوْ أَنَّ أَحَدًا ارْفَضَ
لِلَّذِي صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ.
[طرفہ فی : ۳۸۶۷، ۶۹۴۲].

پہلے مجھے اس وجہ سے باندھ رکھا تھا کہ میں نے اسلام کیوں قبول کیا
لیکن تم لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس کی
وجہ سے اگر احد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے تو اسے ایسا کرنا ہی
چاہئے۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت تاریخ اسلام کا ایک بہت بڑا المیہ ہے، حضرت سعید بن زید اس پر اظہار تاسف کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ زمانہ کفر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے باندھ رکھا تھا۔ ایک زمانہ آج ہے کہ خود مسلمان ہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر بزرگ کے خون ناحق میں اپنے ہاتھ رنگ رہے ہیں، فی الواقع یہ حادثہ ایسا ہی ہے کہ اس پر احد پہاڑ کو اپنی جگہ سے سرک جانا چاہیے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے والوں میں زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو نام کے مسلمان اور درپردہ منافق تھے جو مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کرنا چاہتے تھے۔ اس غرض سے کچھ بہانوں کا سہارا لے کر ان لوگوں نے علم بغاوت بلند کیا۔ کچھ سیدھے سادھے دوسرے مسلمانوں کو بھی برکا کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ آخر ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے مسلمانوں میں فتنوں فسادوں کا ایک ایسا دروازہ کھول دیا جو آج تک بند نہیں ہو رہا ہے اور نہ بند ہونے کی سروسر امید ہے۔ تفصیلات کے لئے دفاتر کی ضرورت ہے مگر اتنا ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ و رسول کے سچے فدائی مقبول بارگاہ تھے۔ ان کے خون ناحق میں ہاتھ رنگنے والے ہر مذمت کے مستحق ہیں اور قیامت تک ان کو مسلمانوں کی بیشتر تعداد برائی کے ساتھ یاد کرتی رہے گی۔ چونکہ حدیث میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے اسی مناسبت سے اس حدیث کو اس باب کے تحت نقل کیا گیا۔ حضرت سعید بن زید ہی کے نکاح میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں جن کا نام فاطمہ ہے۔ ان ہی کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ اس زمانہ میں کچھ لوگ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فحائض تلاش کر کے امت کو پریشان کر رہے ہیں حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ معصوم نہیں تھے اگر ان سے خلافت کے زمانہ میں کچھ کمزوریاں سرزد ہو گئیں ہوں تو ان کو اللہ کے حوالہ کرنا چاہیے نہ کہ ان کو اچھال کر نہ صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بلکہ جماعت صحابہ سے مسلمانوں کو بدظن کرنا یہ کوئی نیک کام نہیں ہے۔

باب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

کے اسلام لانے کا واقعہ

(۳۸۶۳) مجھ سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انیس اسماعیل بن ابی خالد نے، انیس قیس بن ابی حازم نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد ہم لوگ ہمیشہ عزت سے رہے۔

(۳۸۶۳) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمر بن محمد نے بیان کیا، کہا مجھ کو

۳۵- بَابُ إِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ

الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۳۸۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا
سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ
قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَا زِلْنَا
أَعْزَةً مِنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ)). [راجع: ۳۶۸۴]

۳۸۶۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ:
حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ

میرے دادا زید بن عبد اللہ بن عمرو نے خبر دی، ان سے ان کے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (اسلام لانے کے بعد قریش سے) ڈرے ہوئے گھر میں بیٹھ ہوئے تھے کہ ابو عمرو عاص بن وائل سہمی اندر آیا، ایک دھاری دار چادر اور ریشمی کرتہ پہنے ہوئے تھا وہ قبیلہ بنو سہم سے تھا جو زمانہ جاہلیت میں ہمارے حلیف تھے، عاص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا بات ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہاری قوم بنو سہم والے کہتے ہیں اگر میں مسلمان ہوا تو وہ مجھ کو مار ڈالیں گے۔ عاص نے کہا ”تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا“ جب عاص نے یہ کلمہ کہہ دیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں بھی اپنے کو امان میں سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد عاص باہر نکلا تو دیکھا کہ میدان لوگوں سے بھر گیا ہے۔ عاص نے پوچھا کدھر کا رخ ہے؟ لوگوں نے کہا ہم ابن خطاب کی خبر لینے جاتے ہیں جو بے دین ہو گیا ہے۔ عاص نے کہا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، یہ سنتے ہی لوگ لوٹ گئے۔

تشیع حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو حفصہ ہے عدوی اور قریشی ہیں۔ نبوت کے پانچویں یا چھٹے سال اسلام لائے اور ان کے اسلام قبول کرنے کے دن سے اسلام نمایاں ہونا شروع ہوا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب فاروق ہو گیا، آپ گورے رنگ کے تھے سرخی غالب تھی، قد کے لمبے تھے۔ تمام غزوات نبوی میں شریک ہوئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد دس سال چھ ماہ خلیفہ رہے۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابو لؤلؤ نے مدینہ میں بدھ کے دن نماز فجر میں ۲۶ ذی الحجہ ۲۴ھ کو خنجر سے آپ پر حملہ کیا۔ آپ یکم محرم الحرام ۲۵ھ کو چار دن بیمار رہ کر واصلِ جنت ہوئے۔ ۶۳ سال کی عمر پائی۔ نماز جنازہ حضرت صہیب رومی نے پڑھائی اور حجرہ نبوی میں جگہ ملی رضی اللہ عنہ۔ عمرو بن عاص بن وائل سہمی قریشی ہیں۔ بقول بعض ۸ھ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمان ہوئے۔ ان کو آنحضرت ﷺ نے عمان کا حاکم بنا دیا تھا۔ وفات نبوی تک یہ عمان کے حاکم رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان ہی کے ہاتھ پر مصر فتح ہوا۔ مصری میں ۴۳ھ میں بعمر نوے سال وفات پائی رضی اللہ عنہ وارضاه آمین۔

(۳۸۶۵) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عمرو بن دینار سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو لوگ ان کے گھر کے قریب جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ عمر بے دین ہو گیا ہے، میں ان دنوں بچہ تھا اور اس وقت اپنے گھر کی چھت پر چڑھا ہوا تھا۔ اچانک ایک شخص آیا جو ریشم کی قبائیں پہنے ہوئے تھا، اس شخص نے لوگوں سے کہا ٹھیک ہے عمر بے دین ہو گیا لیکن یہ مجمع کیسا ہے؟ دیکھو

مُحَمَّدٌ قَالَ: فَأَخْبَرَنِي جَدِّي زَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((بَيْنَمَا هُوَ فِي الدَّارِ خَائِفًا إِذْ جَاءَهُ الْعَاصُ بْنُ وَائِلِ السُّهْمِيُّ أَبُو عَمْرٍو وَعَلَيْهِ خُلَّةٌ حَبْرَةٌ وَقَمِيصٌ مَكْفُوفٌ بِحَرِيرٍ - وَهُوَ مِنْ بَنِي سَهْمٍ وَهُمْ خُلَفَاؤُنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ - فَقَالَ لَهُ: مَا بَالُكَ؟ قَالَ: زَعَمَ قَوْمُكَ أَنَّهُمْ سَيَقْتُلُونَنِي إِذْ أَسْلَمْتُ. قَالَ: لَا سَبِيلَ إِلَيْكَ. بَعْدَ أَنْ قَالَهَا أَمِنْتُ. فَخَرَجَ الْعَاصُ فَلَقِيَ النَّاسَ قَدْ سَأَلَ بِهِمُ الْوَادِي، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُونَ؟ فَقَالُوا: نُرِيدُ هَذَا ابْنَ الْخَطَّابِ الَّذِي صَبَا. قَالَ: لَا سَبِيلَ إِلَيْهِ. فَكَرَّ النَّاسُ)). [طرفہ فی : ۳۸۶۵]

۳۸۶۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُهُ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ، اجْتَمَعَ النَّاسُ عِنْدَ دَارِهِ وَقَالُوا: صَبَا عُمَرُ - وَأَنَا غُلَامٌ فَوْقَ ظَهْرِ بَنِي - فَجَاءَ رَجُلٌ عَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْ دِيَّاجٍ فَقَالَ: قَدْ صَبَا عُمَرُ، فَمَا ذَاكَ؟ فَأَنَا

میں عمر کو پناہ دے چکا ہوں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا میں نے دیکھا کہ اس کی یہ بات سنتے ہی لوگ الگ الگ ہو گئے۔ میں نے پوچھا یہ کون صاحب تھے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ عاص بن وائل ہیں۔

(۳۸۶۶) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمرو بن محمد بن زید نے بیان کیا، ان سے سالم نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی چیز کے متعلق کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ اس طرح ہے تو وہ اسی طرح ہوئی جیسا وہ اس کے متعلق اپنا خیال ظاہر کرتے تھے۔ ایک دن وہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک خوبصورت شخص وہاں سے گزرا۔ انہوں نے کہا یا تو میرا گمان غلط ہے یا یہ شخص اپنے جاہلیت کے دین پر اب بھی قائم ہے یا یہ زمانہ جاہلیت میں اپنی قوم کا کاہن رہا ہے۔ اس شخص کو میرے پاس بلاؤ۔ وہ شخص بلایا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سامنے بھی یہی بات دھرائی۔ اس پر اس نے کہا میں نے تو آج کے دن کا معاملہ کبھی نہیں دیکھا جو کسی مسلمان کو پیش آیا ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن میں تمہارے لئے ضروری قرار دیتا ہوں کہ تم مجھے اس سلسلے میں بتاؤ۔ اس نے اقرار کیا کہ زمانہ جاہلیت میں میں اپنی قوم کا کاہن تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا غیب کی جو خبریں جو تمہاری جنیہ تمہارے پاس لاتی تھی، اس کی سب سے حیرت انگیز کوئی بات سناؤ؟ شخص مذکور نے کہا کہ ایک دن میں بازار میں تھا کہ جنیہ میرے پاس آئی۔ میں نے دیکھا کہ وہ گھبرائی ہوئی ہے، پھر اس نے کہا جنوں کے متعلق تمہیں معلوم نہیں۔ جب سے انہیں آسمانی خبروں سے روک دیا گیا ہے وہ کس درجہ ڈرے ہوئے ہیں، مایوس ہو رہے ہیں اور اونٹنیوں کے پالان کی کمیوں سے مل گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے سچ کہا۔ ایک مرتبہ میں بھی ان دنوں بتوں کے قریب سویا ہوا تھا۔ ایک شخص ایک پھڑالایا اور بت پر اسے ذبح کر دیا اس کے اندر سے اس قدر زور کی آواز نکلی کہ میں نے ایسی شدید چیخ کبھی نہیں سنی تھی۔ اس نے کہا اے دشمن! ایک بات بتلاتا ہوں

لَهُ جَارٌ. قَالَ: فَرَأَيْتُ النَّاسَ تَصَدُّعُوا عَنْهُ. فَقُلْتُ مَنْ هَذَا الرَّجُلُ؟ قَالَ: الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ. (راجع: ۳۸۶۴)

۳۸۶۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهَبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: ((مَا سَمِعْتُ عُمَرَ لِشَيْءٍ قَطُّ يَقُولُ إِنِّي لَأُظَنُّهُ كَذَا إِلَّا كَانَ كَمَا يُظَنُّ. بَيْنَمَا عُمَرُ جَالِسٌ إِذْ مَرَّ بِهِ رَجُلٌ جَمِيلٌ فَقَالَ عُمَرُ: لَقَدْ أَخْطَأْتُ ظَنِّي، أَوْ إِنَّ هَذَا عَلَى دِينِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، أَوْ لَقَدْ كَانَ كَاهِنُهُمْ، عَلَى الرَّجُلِ. فَدَعَا لَهُ، فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ. فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ كَأَلْيَوْمِ اسْتَقْبَلَ بِهِ رَجُلٌ مُسْلِمًا. قَالَ: فَإِنِّي أَعَزُّمُ عَلَيْكَ إِلَّا مَا أَخْبَرْتَنِي. قَالَ: كُنْتُ كَاهِنُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. قَالَ: فَمَا أَغْجَبَ مَا جَاءَكَ بِهِ جَنِيَّتُكَ؟ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا فِي السُّوقِ، جَاءَتْنِي أَعْرَفُ فِيهَا الْفَزَعُ فَقَالَ: أَلَمْ تَرَ الْجِنَّ وَابْتِلَاسَهَا، وَبِأَسَاسَهَا مِنْ بَعْدِ إِنْكَاسِهَا، وَلُحُوقَهَا بِالْفَلَاحِ وَأَخْلَاسِهَا. قَالَ عُمَرُ: صَدَقَ، بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَ آلِيهِمْ، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ بِمِجْلٍ فَلَذَبَحَهُ، فَصَرَخَ بِهِ صَارِخٌ لَمْ أَسْمَعْ صَارِخًا قَطُّ أَشَدَّ صَوْتًا مِنْهُ يَقُولُ: يَا جَلِيجُ، أَمْرٌ نَجِيجُ، رَجُلٌ فَصِيجُ، يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. فَوَثَبَ الْقَوْمُ. قُلْتُ لَا أَتْرُخُ حَتَّى أَعْلَمَ مَا وَرَاءَ هَذَا. ثُمَّ نَادَى: يَا جَلِيجُ، أَمْرٌ نَجِيجُ، رَجُلٌ فَصِيجُ،

جس سے مراد مل جائے ایک فصیح خوش بیان شخص یوں کہتا ہے لا الہ الا اللہ یہ سنتے ہی تمام لوگ (جو وہاں موجود تھے) چونک پڑے (چل دیئے) میں نے کہا میں تو نہیں جانے کا دیکھوں اس کے بعد کیا ہوتا ہے۔ پھر یہی آواز آئی ارے دشمن تجھ کو ایک بات بتلاتا ہوں جس سے مراد بر آئے ایک فصیح شخص یوں کہہ رہا ہے لا الہ الا اللہ۔ اس وقت میں کھڑا ہوا اور ابھی کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ لوگ کہنے لگے یہ (حضرت محمد ﷺ) اللہ کے سچے رسول ہیں۔

يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. فَقُمْتُ، فَمَا نَشِينَا
أَنْ قِيلَ: هَذَا نَبِيٌّ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے قیافہ اور فراست کی بنا پر اس گزرنے والے سے کہا کہ تو مسلمان ہے، یا کافر، یا کاہن ہے۔ ابو عمرو نے کہا یہ شخص جاہلیت کے زمانہ میں کمانت کیا کرتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن مزاح کے طور پر اس سے فرمایا اے سواد! تیری کمانت اب کہاں گئی؟ اس پر وہ غصے ہوا کہنے لگا عمر! ہم جس حال میں پہلے تھے یعنی جاہلیت و کفر پر وہ کمانت سے بدتر تھا اور تم مجھ کو ایسی بات پر ملامت کرتے ہو جس سے میں توبہ کر چکا ہوں اور مجھ کو امید ہے کہ اللہ نے اس کو بخش دیا ہو گا۔ (وحیدی)

اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کمال دانائی ثابت ہوئی اور یہی اس حدیث کو یہاں لانے کا مقصد ہے۔ پکارنے والا کوئی فرشتہ تھا جو آنحضرت ﷺ کے مبعوث ہونے کی بشارت دے رہا تھا۔

(۳۸۶۷) مجھ سے محمد بن ثقی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے قیس نے، کہا کہ میں نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا ایک وقت تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ جب اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے تو مجھے اور اپنی بہن کو اس لئے باندھ رکھا تھا کہ ہم اسلام کیوں لائے، اور آج تم نے جو کچھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ برتاؤ کیا ہے، اگر اس پر احد پہاڑ بھی اپنی جگہ سے سرک جائے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہیے۔

۳۸۶۷- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى
حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا قَيْسٌ
قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ لِقَوْمٍ:
لَوْ رَأَيْتُنِي مُوثَّقِي عُمَرَ عَلَى الْإِسْلَامِ أَنَا
وَأَخْتُهُ، وَمَا أَسْلَمْتُ، وَلَوْ أَنْ أَخَذَا أَنْقَضُ
لِمَا صَنَعْتُمْ بَعَثَانِ لَكَانَ مَحْقُوقًا أَنْ
يَنْقُضُ. [راجع: ۳۸۶۲]

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی زبانی یہاں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے، باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔ حضرت سعید سیدنا حضرت عثمان غنی کی شہادت پر اظہار افسوس کر رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ یہ حادثہ ایسا زبردست ہے کہ اس کا اثر اگر احد پہاڑ بھی قبول کرے تو بجائے اللہ و انالیہ راجعون۔ شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واقعی بہت بڑا حادثہ ہے جس سے اسلام میں رخنہ شروع ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ:

سیر کی کتابوں میں طول کے ساتھ مذکور ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ابو جہل نے یہ کہا کہ جو کوئی محمد ﷺ کا سر لائے میں اس کو سواونٹ انعام دوں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ تلوار نکال کر چلے۔ راستے میں کسی نے کہا محمد ﷺ کو بعد میں مارنا اپنے بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور بہن سے تو سمجھ لو، وہ دونوں مسلمان ہو گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کے گھر پہنچ کر بہنوئی اور بہن دونوں کی منگلیں کسیں، خوب مارا پیٹا، اخیر کو

نادم ہوئے، اپنی بہن سے کہنے لگے ذرا مجھ کو وہ کلام تو سناؤ جو تم میاں بیوی میرے آنے کے وقت پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ تم بے وضو ہو، وضو کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور مصحف کھول کر پڑھنے لگے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ زبان سے یہ کلمہ پاک نکل پڑا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ پھر آنحضرت ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا اے عمر! مسلمان ہو جا۔ انہوں نے صدق دل سے کلمہ پڑھا سارے مسلمانوں نے خوشی سے یکجہر کہی۔ (وحیدی) حضرت اقبال نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کو یوں بیان کیا ہے۔

نبی دانی کہ سوز قرأت تو دگرگوں کرد تقدیر عمر را

یعنی قرآن پاک کی قرأت کے سوز نے جو ان کی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لُحْن سے ظاہر ہو رہا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قسمت کو بدل دیا اور وہ اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ افسوس آج وہ قرآن پاک ہے قرأت کرنے والے بکثرت موجود ہیں مگر وہ سوز مفقود ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی کا نام سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ہے، یہ آپ کے چچا زاد بھائی بھی ہوتے تھے۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

باب چاند کے پھٹ جانے کا بیان

۳۶- بَابُ انْشِقَاقِ الْقَمَرِ

شق القمر کا بیان پہلے بھی گزر چکا ہے کہ یہ آنحضرت ﷺ کا ایک بہت بڑا معجزہ تھا گو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ خود نہیں دیکھا، دوسرے صحابی سے سنا مگر صحابی کی مرسل بلا اتفاق مقبول ہے۔

(۳۸۶۸) مجھ سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کفار مکہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نشانی کا مطالبہ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے حرا پہاڑ کو ان دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں دیکھا۔

۳۸۶۸- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمَفْضَلِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : (أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً، فَأَرَاهُمُ الْقَمَرَ شَقَّتَيْنِ، حَتَّى رَأَوْا جَوَاءَ بَيْنَهُمَا)) : [راجع: ۳۶۳۷]

(۳۸۶۹) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ محمد بن میمون نے، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے ابو معمر نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جس وقت چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ منیٰ کے میدان میں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ لوگو! گواہ رہنا، اور چاند کا ایک ٹکڑا دوسرے سے الگ ہو کر پہاڑ کی طرف چلا گیا تھا اور ابو الضحیٰ نے بیان کیا، ان سے مسروق نے، ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ شق قمر کا معجزہ مکہ میں پیش آیا تھا۔ ابراہیم نخعی کے ساتھ اس کی

۳۸۶۹- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنَى فَقَالَ ((اشْهَدُوا))، وَذَهَبَتْ فِرْقَةٌ نَحْوَ الْجَبَلِ. وَقَالَ أَبُو الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: ((انْشَقَّ بِمَكَّةَ)) وَتَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ

مباحث محمد بن مسلم نے کی ہے، ان سے ابو نجیح نے بیان کیا، ان سے مجاہد نے، ان سے ابو عمر نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے۔ (۳۸۷۰) ہم سے عثمان بن صالح نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے بکر بن معمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا، ان سے عراق بن مالک نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بلا شک و شبہ چاند پھٹ گیا تھا۔

(۳۸۷۱) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نخعی نے بیان کیا، ان سے ابو عمر نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ چاند پھٹ گیا تھا۔

اس سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں ﴿افترت الساعة وأنشأ القمر﴾ (القمر: ۱) میں انشقاق معنوں میں پھٹنے کے ہے یعنی چاند پھٹنے کا اب یہ اعتراض کہ اگر چاند پھٹا ہوتا تو اہل رصد اور ہیات اور دنیا کے مہندس اس واقعہ کو نقل کرتے کیونکہ عجیب واقعہ تھا، واپس ہے اس لئے کہ یہ پھٹنا ایک لمحہ کے لیے تھا معلوم نہیں کہ اور ملک والوں کو نظر بھی آیا یا نہیں احتمال ہے کہ وہ سوئے ہوں یا اپنے کاسوں میں مشغول ہوں اور بڑی دلیل اس واقعہ کی صحت کی یہ ہے کہ اگر چاند نہ پھٹا ہوتا تو جب قرآن میں یہ اترنا انشق القمر تو کافر اور مخالفین اسلام سب تکذیب شروع کر دیتے وہ تو حق باتوں میں قرآن کی مخالفت کیا کرتے تھے چہ جائیکہ ایک واقعہ نہ ہوا ہوتا اور قرآن میں اس کا ہونا بیان کیا جاتا تو کس قدر اعتراض اور تکذیب کی بوجھاڑ کر دیتے۔ (وحیدی)

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں چاند کے پھٹ جانے کا واقعہ صراحت کے ساتھ موجود ہے ایک مومن مسلمان کے لئے ان سے زیادہ اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے یوں تاریخ میں ایسے بھی مختلف ممالک کے لوگوں کا ذکر موجود ہے جنہوں نے اس کو دیکھا اور وہ تحقیق حق کرنے پر مسلمان ہو گئے۔ دوسرے مقام پر اس کی تفصیل آئے گی

باب مسلمانوں کا حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے تمہاری ہجرت کی جگہ (خواب میں) دکھائی گئی ہے، وہاں کھجوروں کے بلخ بہت ہیں وہ جگہ دو پتھر لے میدانوں کے درمیان ہے۔ چنانچہ جنہوں نے ہجرت کر لی تھی وہ مدینہ ہجرت کر کے چلے گئے بلکہ جو مسلمان حبشہ ہجرت کر گئے تھے وہ بھی مدینہ واپس چلے آئے اس

أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ.

[راجع: ۳۶۳۶]

۳۸۷۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَلَاحٍ، حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ يَرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ عَلَى زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)). [راجع: ۳۶۳۶، ۳۶۳۸]

۳۸۷۱- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((انْشَقَّ الْقَمَرُ)).

الْمَسْنُونِ

۳۷- بَابُ هِجْرَةِ الْحَبَشَةِ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَرَأَيْتُمْ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ)).

فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قَبْلَ الْمَدِينَةِ، وَرَجَعَ عَامَةً مَنْ كَانَ هَاجَرَ بَارِضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ. فِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى وَأَسْمَاءَ عَنِ

النَّبِيِّ ﷺ. بارے میں ابو موسیٰ اور اسماء بنت عمیس کی روایات نبی کریم ﷺ سے

مروی ہیں۔

جب مکہ کے کافروں نے مسلمانوں کو بے حد ستانا شروع کیا اور مسلمانوں میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی تو آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو ملک حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی اور حکم دیا کہ تم اسلام کا غلبہ ہونے تک وہاں رہو یہ ہجرت دوبار ہوئی پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو لے کر ہجرت کی۔ (ان تینوں حدیثوں کو خود امام بخاری رحمہ اللہ نے وصل کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو باب الہجرت الی المدینہ میں اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اسی باب میں اور اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث کو غزوہ حنین میں۔

(۳۸۷۲) ہم سے عبد اللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ ہم سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، انہیں عبید اللہ بن عدی بن خیار نے خبر دی، انہیں مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن اسود بن عبد یغوث نے کہ ان دونوں نے عبید اللہ بن عدی بن خیار سے کہا تم اپنے ماموں (امیر المومنین) عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے بھائی ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے باب میں گفتگو کیوں نہیں کرتے، (ہوایہ تھا کہ لوگوں نے اس پر بہت اعتراض کیا تھا جو حضرت عثمان نے ولید کے ساتھ کیا تھا) عبید اللہ نے بیان کیا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے نکلے تو میں ان کے راستے میں کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ مجھے آپ سے ایک ضرورت ہے، آپ کو ایک خیر خواہانہ مشورہ دینا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا بھلے آدمی! تم سے تو میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ یہ سن کر میں وہاں سے واپس چلا آیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں مسور بن مخرمہ اور ابن عبد یغوث کی خدمت میں حاضر ہوا اور عثمان رضی اللہ عنہ سے جو کچھ میں نے کہا تھا اور انہوں نے اس کا جواب مجھے جو دیا تھا، سب میں نے بیان کر دیا۔ ان لوگوں نے کہا تم نے اپنا حق ادا کر دیا۔ ابھی میں اس مجلس میں بیٹھا تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا آدمی میرے پاس (بلانے کے لیے) آیا۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا تمہیں اللہ تعالیٰ نے امتحان میں ڈالا ہے۔ آخر میں وہاں سے چلا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت کیا تم ابھی جس خیر خواہی کا ذکر کر رہے تھے وہ

۳۸۷۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا غُرُورَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ ((أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَدِيٍّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسُورَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنَ عَبْدِ يَغُوثٍ قَالَا لَهُ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ خَالَكَ عُثْمَانَ فِي أَخِيهِ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ، وَكَانَ أَكْثَرَ النَّاسِ فِيمَا فَعَلَ بِهِ. قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: فَانْتَصَبْتُ لِعُثْمَانَ حِينَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً، وَهِيَ نَصِيحَةٌ. فَقَالَ: أَيُّهَا الْمَرْءُ، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ. فَانصرفت. فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلَاةَ جَلَسْتُ إِلَى الْمِسُورِ وَإِلَى ابْنِ عَبْدِ يَغُوثٍ فَحَدَّثْتُهُمَا بِمَا قُلْتُ لِعُثْمَانَ وَقَالَ لِي: فَقَالَا: قَدْ قَضَيْتَ الَّذِي كَانَ عَلَيْكَ. فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ مَعَهُمَا إِذْ جَاءَنِي رَسُولُ عُثْمَانَ، فَقَالَ لِي: قَدْ ابْتَلَاكَ اللَّهُ. فَانطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَا نَصِيحَتُكَ إِلَيَّ ذَكَرْتَ

کیا تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے کہا اللہ گواہ ہے پھر میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی، آپ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا تھا۔ آپ حضور ﷺ پر ایمان لائے دو ہجرتیں کیں (ایک حبشہ کو اور دوسری مدینہ کو) آپ رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہیں اور آنحضرت ﷺ کے طریقوں کو دیکھا ہے۔ بات یہ ہے کہ ولید بن عقبہ کے بارے میں لوگوں میں اب ست چرچا ہونے لگا ہے۔ اس لئے آپ کے لئے ضروری ہے کہ اس پر (شراب نوشی کی) حد قائم کریں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے بھتیجے یا میرے بھانجے کیا تم نے بھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی کہ نہیں۔ لیکن آنحضور ﷺ کے دین کی باتیں اس طرح میں نے حاصل کی تھیں جو ایک کنواری لڑکی کو بھی اپنے پردے میں معلوم ہو چکی ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ سن کر پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اللہ کو گواہ کر کے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور آپ پر اپنی کتاب نازل کی تھی اور یہ بھی واقعہ ہے کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت پر (ابتداء ہی میں) لبیک کہا تھا۔ آنحضرت ﷺ جو شریعت لے کر آئے تھے میں اس پر ایمان لایا اور جیسا کہ تم نے کہا میں نے دو ہجرتیں کیں، میں آنحضرت ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہوا اور آپ سے بیعت بھی کی۔ اللہ کی قسم! کہ میں نے آپ کی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی خیانت کی آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔ اللہ کی قسم! کہ میں نے ان کی بھی کبھی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی خیانت کی۔ اس کے بعد میں خلیفہ ہوا۔ کیا اب میرا تم لوگوں پر وہی حق نہیں ہے جو ان کا مجھ پر تھا؟ عبید اللہ نے عرض کیا یقیناً آپ کا حق ہے۔ پھر انہوں نے کہا پھر ان باتوں کی کیا حقیقت ہے

أَبَا؟ قَالَ: فَشَهِدْتُ ثُمَّ قُلْتُ: إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَنَتْ بِهِ، وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ، وَصَحَبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ هَدْيَهُ. وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي شَأْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَقْبَةَ، فَحَقُّ عَلَيْكَ أَنْ تُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدَّ. فَقَالَ لِي: يَا ابْنَ أَخِي، أَذْرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، وَلَكِنْ قَدْ خَلَصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهِ مَا خَلَصَ إِلَيَّ الْقَدَرَاءُ فِي سَبْرِهِا.

قَالَ: فَشَهِدْتُ عُثْمَانَ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ﷺ، وَأَمَنْتُ بِمَا بَعَثَ بِهِ مُحَمَّدًا ﷺ، وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ - كَمَا قُلْتُ - وَصَحَبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَبَايَعْتُهُ. وَاللَّهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ. ثُمَّ اسْتَخْلَفَ اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ، فَوَ اللَّهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ، ثُمَّ اسْتَخْلَفَ عُمَرُ، فَوَ اللَّهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ. ثُمَّ اسْتَخْلَفَ أَفْلَيْسَ لِي عَلَيْكُمْ مِثْلُ الَّذِي كَانَ لَهُمْ عَلَيَّ؟ قَالَ: بَلَى. قَالَ: فَمَا هَذِهِ الْأَعَادِيثُ الَّتِي تَبْلُغُنِي عَنْكُمْ؟

جو تم لوگوں کی طرف سے پہنچ رہی ہیں؟ جہاں تک تم نے ولید بن عقبہ کے بارے میں ذکر کیا ہے تو ہم ان شاء اللہ اس معاملے میں اس کی گرفت حق کے ساتھ کریں گے۔ راوی نے بیان کیا کہ آخر (گواہی گزرنے کے بعد) ولید بن عقبہ کے چالیس کوڑے لگوائے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کوڑے لگائیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی نے اس کو کوڑے مارے تھے۔ اس حدیث کو یونس اور زہری کے بھیجے نے بھی زہری سے روایت کیا اس میں عثمان رضی اللہ عنہ کا قول اس طرح بیان کیا گیا تم لوگوں پر میرا وہی حق نہیں ہے جو ان لوگوں کا تم پر تھا۔

فَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنَ شَانَ الْوَلِيدِ بْنِ عَقْبَةَ
فَسَتَأْخُذُ فِيهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِالْحَقِّ. قَالَ:
فَجَلَدَ الْوَلِيدَ أَرْبَعِينَ جَلْدَةً، وَأَمَرَ عَلِيًّا
أَنْ يَجْلِدَهُ، وَكَانَ هُوَ يَجْلِدُهُ.))
وَقَالَ يُونُسُ وَأَبْنُ أَبِي الزُّهْرِيِّ غِبِ
الزُّهْرِيَّ: ((الْفَلْسُ لِي عَلَيْكُمْ مِنَ
الْحَقِّ مِثْلَ الَّذِي كَانَ لَهُمْ)).

[راجع: ۳۶۹۶]

تیسری روایت: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی حکومت سے معزول کر کے ولید کو ان کی جگہ مقرر کیا تھا ولید نے وہاں کئی بے اعتدالیاں کیں۔ شراب کے نشہ میں نماز پڑھانے کھڑے ہو گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو سزا دینے میں دیر کی۔ لوگوں کو یہ ناگوار ہوا تو انہوں نے عبید اللہ بن عدی سے جو حضرت عثمان کے بھانجے اور آپ کے مقرب تھے اس مقدمہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرنے کے لئے کہا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شروع میں یہ سمجھے کہ شاید عبید اللہ کوئی خدمت یارو پے کا طلب گار ہو اور مجھ سے وہ نہ دیا جائے تو وہ ناراض ہو اور مفت میں خرابی پھیلے۔ بعد میں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے واقعہ کو سمجھا تو عبید اللہ کو بلا کر گفتگو کی جو روایت میں مذکور ہے۔ عبید اللہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بتلایا کہ میں محض آپ کی خیر خواہی میں یہ باتیں کہہ رہا ہوں بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے شراب کی حد میں کوڑے لگوائے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔ باب کا مطلب ہجرت حبشہ کے ذکر سے نکلتا ہے گو حبش کے ملک کی طرف دوبارہ ہجرت ہوئی تھی جیسے امام احمد اور ابن اسحاق وغیرہ نے نکالا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ پہلے آنحضرت ﷺ نے ہم لوگوں کو جو اسی آدمیوں کے قریب تھے نجاشی کے ملک میں بھیج دیا پھر ان کو یہ خبر ملی کہ مشرکوں نے سورۃ نجم میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ یہ خبر سن کر وہ مکہ لوٹ آئے وہاں پہلے سے بھی زیادہ مشرکوں کے ہاتھ سے تکلیف اٹھانے لگے آخر دوبارہ ہجرت کی اس وقت تراسی مرد اور اٹھارہ عورتیں تھیں مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دوبارہ یہ ہجرت نہیں کی اس لئے پہلی دو ہجرتوں سے حبش اور مدینہ کی ہجرت مراد ہے حالانکہ مدینہ کی ہجرت دوسری ہجرت تھی مگر دونوں کو تعلینا اولین کہہ دیا جیسے شمسین، قرین کہتے ہیں۔ تیسیر القاری کے مؤلف نے غلطی کی جو کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حبش کو ہجرت نہیں کی تھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو سب سے پہلے اپنی بی بی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو لے کر حبش کی طرف نکلے تھے اور شاید یہ طبع کی غلطی ہو۔ مؤلف کی عبارت یوں ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دوبارہ ہجرت نہیں کی تھی (وحیدی)

دوسری روایت میں اسی کوڑوں کا ذکر ہے یہ اس کے خلاف نہیں ہے کیونکہ جب اسی کوڑے پڑے تو چالیس بطریق اولیٰ پڑ گئے یا اس کوڑے کے دہرے ہوں گے تو چالیس ماروں کے بس اسی کوڑے ہو گئے۔ ولید کی شراب نوشی کی شہادت دینے والے حمران اور صعب تھے۔ یونس کی روایت کو خود حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے مناقب عثمان رضی اللہ عنہ میں وصل کیا ہے اور زہری کے بھیجے کی روایت کو ابن عبد البر نے تمہید میں وصل کیا۔

۳۸۷۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى
حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي
(۳۸۷۳) مجھ سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ
بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا ہم

سے ہمارے والد (عروہ بن زبیر) نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک گرجے کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا اس کے اندر تصویریں تھیں۔ انہوں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا تو آپ نے فرمایا جب ان میں کوئی نیک مرد صالح ہوتا اور اس کی وفات ہو جاتی تو اس کی قبر کو وہ لوگ مسجد بناتے اور پھر اس میں اس کی تصویریں رکھتے۔ یہ لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بدترین مخلوق ہوں گے۔

یہ حدیث باب الجنائز میں گزر چکی ہے یہاں امام بخاری رحمہ اللہ اس کو اس لئے لائے کہ اس میں حبش کی ہجرت کا ذکر ہے۔

(۳۸۷۴) ہم سے حمید بن عمار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسحاق بن سعید سعیدی نے بیان کیا۔ ان سے ان کے والد سعید بن عمرو بن سعید بن عاص نے، ان سے ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں جب حبشہ سے آئی تو بہت کم عمر تھی۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دھاری دار چادر عنایت فرمائی اور پھر آپ نے اس کی دھاریوں پر اپنا ہاتھ پھیر کر فرمایا سناہ سناہ۔ حمید بن عمار نے بیان کیا کہ سناہ سناہ حبشی زبان کا لفظ ہے یعنی اچھا اچھا۔

[راجع: ۳۰۷۱]

(۳۸۷۵) ہم سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبد اللہ نے بیان کیا کہ (ابتداء اسلام میں) نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے ہوتے اور ہم آپ کو سلام کرتے تو آپ نماز ہی میں جواب عنایت فرماتے تھے۔ لیکن جب ہم نجاشی کے ملک حبشہ سے واپس (مہینہ) آئے اور ہم نے (نماز پڑھتے میں) آپ کو سلام کیا تو آپ نے جواب نہیں دیا۔ نماز کے بعد ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم پہلے آپ کو سلام کرتے تھے تو آپ نماز ہی میں جواب عنایت فرمایا کرتے تھے؟ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا ہاں نماز میں آدمی کو

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ((أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرْنَا كَنِيسَةً رَأَيْنَاهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَذَكَرْنَا لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: ((إِنَّ أَوْلَيْكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ لَمَاتَ بَنُو عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا، وَصَوَّرُوا فِيهِ بَنِكَ الصُّورِ، أَوْلَيْكَ شِرَارُ الْخَلْقِ، عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

۳۸۷۴- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ السَّعِيدِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ خَالِدِ بْنِتِ خَالِدٍ قَالَتْ: ((قَدِمْتُ مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَأَنَا جُوْتِرِيَّةٌ، فَكَسَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِمِيصَةً لَهَا أَغْلَامٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ الْأَغْلَامَ بِيَدِهِ وَيَقُولُ: ((سَنَاهَ سَنَاهَ)). قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: يَعْني حَسَنٌ حَسَنٌ)).

۳۸۷۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَيُرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدِّ عَلَيْنَا، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَتُرُدُّ عَلَيْنَا، قَالَ: إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شَغْلًا، فَقُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ: كَيْفَ

تَصْنَعُ أَنْتَ؟ قَالَ: أَرُدُّ فِي نَفْسِي)).
[راجع: ۱۱۹۹]

دوسرا شغل ہوتا ہے۔ سلیمان اعمش نے بیان کیا کہ میں نے ابراہیم نخعی سے پوچھا ایسے موقعہ پر آپ کیا کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں دل میں جواب دے دیتا ہوں۔

یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے، اس باب میں اسے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ اس لئے لائے کہ اس میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے جمل سے لوٹنے کا بیان ہے۔

۳۸۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَلَّغْنَا مَخْرَجَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ، فَوَكِنَّا سَفِينَةً، فَأَلْقَيْنَا سَفِينَتَنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ، فَوَافَقَنَا جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا، فَوَافَقَنَا النَّبِيُّ ﷺ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَكُمْ أَنْتُمْ يَا أَهْلَ السَّفِينَةِ هِجْرَتَانِ)).
[راجع: ۳۱۳۶]

۳۸۷۶) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے برید بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہمیں رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ کی اطلاع ملی تو ہم یمن میں تھے۔ پھر ہم کشتی پر سوار ہوئے لیکن اتفاق سے ہوانے ہماری کشتی کا رخ نجاشی کے ملک حبش کی طرف کر دیا۔ ہماری ملاقات وہاں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی (جو ہجرت کر کے وہاں موجود تھے) ہم انہیں کے ساتھ وہاں ٹھہرے رہے، پھر مدینہ کا رخ کیا اور آنحضرت ﷺ سے اس وقت ملاقات ہوئی جب آپ خيبر فتح کر چکے تھے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم نے اے کشتی والو! دو ہجرتیں کی ہیں۔

ایک مکہ سے حبش کو دوسری حبش سے مدینہ کو۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے خیبر کے مال غنیمت میں سے ان لوگوں کو حصہ نہیں دلایا تھا جو اس لڑائی میں شریک نہ تھے مگر ہماری کشتی والوں کو حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حصہ دلادیا۔

باب حبش کے بادشاہ نجاشی کی وفات کا بیان

۳۸- بَابُ مَوْتِ النَّجَاشِيِّ
۳۸۷۷- حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ مَاتَ النَّجَاشِيُّ: ((مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ، فَقَوْمُوا فَصَلُّوا عَلَى أَحَبِّكُمْ أَصْحَمَةً)).
[راجع: ۱۳۱۷]

۳۸۷۷) ہم سے ابو ربیع سلیمان بن داؤد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، ان سے عطاء بن ابی رباح نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جس دن نجاشی (حبشہ کے بادشاہ) کی وفات ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا، آج ایک مرد صالح اس دنیا سے چلا گیا، اٹھو اور اپنے بھائی احمد کی نماز جنازہ پڑھ لو۔

معلوم ہوا کہ نجاشی مسلمان ہو گیا تھا۔ جیسا کہ دوسری روایت میں مذکور ہے مگر امام بخاری اپنی شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے اس روایت کو یہاں نہیں لائے اور یہ باب جو قائم کیا اور اس میں جو حدیث بیان کی اس سے بھی اس کا اسلام لانا ثابت ہوا۔ اس حدیث سے جنازہ غائبانہ پڑھنا بھی ثابت ہوا۔ جو لوگ نماز غائبانہ کے انکاری ہیں ان کے پاس منع کی کوئی صریح صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔ احمد اس کا لقب تھا اصل نام عطیہ تھا۔

(۳۸۷۸) ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے نجاشی کے جنازہ کی نماز پڑھی تھی اور ہم صف باندھ کر آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے۔ میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔

(۳۸۷۹) مجھ سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، ان سے سلیم بن حیان نے، کہا ہم سے سعید بن میناء نے بیان کیا، ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے اسمہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی اور چار مرتبہ آپ نے نماز میں تکبیر کی۔ یزید بن ہارون کے ساتھ اس حدیث کو عبد الصمد بن عبد الوارث نے بھی (سلیم بن حیان) سے روایت کیا ہے۔

(۳۸۸۰) ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد (ابراہیم بن سعد) نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور سعید بن مسیب نے بیان کیا اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی موت کی خبر اسی دن دے دی تھی جس دن ان کا انتقال ہوا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ اپنے بھائی کی مغفرت کے لئے دعا کرو۔

(۳۸۸۱) اور صالح سے روایت ہے کہ ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے (نماز جنازہ کے لئے) عید گاہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو صف بستہ کھڑا کیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی آپ نے چار مرتبہ تکبیر کی تھی۔

۳۸۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ قَتَادَةَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ، فَصَفَّنَا وَزَأَهُ، فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الْثَانِي أَوْ الثَّلَاثِ. [راجع: ۱۳۱۷]

۳۸۷۹- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سَلِيمِ بْنِ حَيَّانٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا)). تَابَعَهُ عَبْدُ الصَّمَدِ.

[راجع: ۱۳۱۷]

۳۸۸۰- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَعَى لَهُمُ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، وَقَالَ: ((اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ)). [راجع: ۱۲۴۵]

۳۸۸۱- وَعَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُمْ ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَفَّ بِهِمْ فِي الْمُصَلَّى فَصَلَّى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا)).

[راجع: ۱۲۴۵]

ان جملہ احادیث میں کسی نہ کسی طرح ہجرت حبشہ کا ذکر ہے اسی لئے حضرت امام بخاری ان احادیث کو یہاں لائے۔ ان جملہ احادیث سے نجاشی کا جنازہ غائبانہ پڑھا جانا بھی ثابت ہوتا ہے اگرچہ بعض حضرات نے یہاں مختلف تاویلیں کی ہیں مگر ان میں کوئی وزن نہیں ہے صحیح وہی ہے جو ظاہر روایات کے منقولہ الفاظ سے ثابت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۳۹- بَابُ تَقَاسُمِ الْمُشْرِكِينَ عَلَى

باب نبی کریم ﷺ کے خلاف مشرکین کا

عہد و پیمان کرنا

النَّبِيِّ ﷺ

تشیع ہوا یہ کہ جب قریش نے دیکھا کہ آپ کے اصحاب امن کی جگہ یعنی ملک حبشہ پہنچ گئے اور ادھر عمر بن الخطاب نے اسلام قبول کیا چار طرف اسلام پھیلنے لگا تو عداوت و حسد کے جوش میں انہوں نے ایک اقرار نامہ تیار کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے نکاح شادی خرید و فروخت کوئی معاملہ اس وقت تک نہ کریں جب تک وہ آنحضرت ﷺ کو ہمارے حوالہ نہ کر دیں۔ یہ اقرار نامہ لکھ کر کعبہ کے اندر لٹکایا۔ ایک مدت کے بعد آنحضرت ﷺ نے جو بنی ہاشم کے ساتھ ایک علیحدہ گھاٹی میں سکونت رکھتے تھے اور جہاں پر بنی ہاشم اور بنی مطلب کو سخت تکلیفیں ہو رہی تھیں ابو طالب اپنے چچا سے فرمایا کہ اس اقرار نامہ کو دیمک چاٹ گئی صرف اللہ کا نام اس میں باقی ہے۔ ابو طالب نے قریش کے کفاروں سے کہا میرا بھتیجا یہ کہتا ہے کہ تم کعبہ کے اندر اس اقرار نامہ کو دیکھو اگر اس کا بیان سچ ہے تو ہم مرنے تک کبھی اس کو حوالہ نہیں کرنے کے اور اگر اس کا بیان جھوٹ نکلے تو ہم اس کو تمہارے حوالہ کر دیں گے۔ تم مارو یا زندہ رکھو جو چاہو کرو۔ کافروں نے کعبہ کھولا اور اس اقرار نامہ کو دیکھا تو واقعی سارے حروف کو دیمک چاٹ گئی صرف اللہ کا نام باقی تھا۔ اس وقت کیا کہنے لگے ابو طالب تمہارا بھتیجا جاوگر ہے۔ کہتے ہیں جب آنحضرت ﷺ نے ابو طالب کو یہ قصہ سنایا تو انہوں نے پوچھا تم کو کہاں سے معلوم ہوا۔ کیا تم کو اللہ نے خبر دی آپ نے فرمایا ہاں۔ (وحیدی)

۷ نبوی میں یہ حادثہ پیش آیا تھا تین سال تک یہ ترک موالات قائم رہا، اس کے بعد اللہ نے اپنے رسول کریم ﷺ کو اس سے نجات بخشی جس کی مختصر کیفیت اوپر مذکور ہوئی ہے۔

(۳۸۸۲) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ ایسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جنگ حنین کا قصد کیا تو فرمایا ان شاء اللہ کل ہمارا قیام خیعت بنی کنانہ میں ہو گا جہاں مشرکین نے کافر رہنے کے لئے عہد و پیمان کیا تھا۔

۳۸۸۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ أَرَادَ حُنَيْنًا: ((مَنْزِلُنَا غَدًا - إِنْ شَاءَ اللَّهُ - بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ)). [راجع: ۱۵۸۹]

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ مشرکین نے خیعت بنی کنانہ میں کفر پر پختگی کا عہد کیا تھا جسے اللہ نے بعد میں پاش پاش کر دیا اور ان کی نسلیں اسلام میں داخل ہو گئیں۔

باب ابو طالب کا واقعہ

۴۰- بَابُ قِصَّةِ أَبِي طَالِبٍ

یہ آنحضرت ﷺ کے گئے چچا تھے۔ آپ کے والد ماجد عبد اللہ کے حقیقی بھائی۔ یہ جب تک زندہ رہے آپ کی پوری حمایت اور حفاظت کرتے رہے مگر قوی پاسداری کی وجہ سے اسلام قبول کرنا نصیب نہیں ہوا۔

(۳۸۸۳) ہم سے مسدود نے بیان کیا۔ کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، کہا ہم سے عبد الملک بن عمیر نے، ان سے عبد اللہ بن حارث نے بیان کیا ان سے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا آپ اپنے چچا (ابوطالب) کے کیا کام آئے کہ وہ آپ کی حمایت کیا کرتے تھے اور آپ کے لئے غصہ ہوتے تھے؟ آپ نے فرمایا (اسی وجہ سے) وہ صرف ٹخنوں تک جہنم میں ہیں اگر میں ان کی سفارش نہ کرتا تو وہ دوزخ کی تہ میں بالکل نیچے ہوتے۔

۳۸۸۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: مَا أَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ، فَوَ اللَّهِ كَانَ يَحْوِطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ، قَالَ: ((هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ، وَلَوْ لَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ)).

[طرفاء فی: ۶۲۰۸، ۶۵۷۲]۔

(۳۸۸۳) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں ان کے والد مسیب بن حزن صحابی رضی اللہ عنہ نے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب ہوا تو نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اس وقت وہاں ابو جہل بھی بیٹھا ہوا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا چچا! کلمہ لا الہ الا اللہ ایک مرتبہ کہہ دو، اللہ کی بارگاہ میں (آپ کی بخشش کے لئے) ایک یہی دلیل میرے ہاتھ آجائے گی، اس پر ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ نے کہا، اے ابوطالب! کیا عبد المطلب کے دین سے تم پھر جاؤ گے! یہ دونوں ان ہی پر زور دیتے رہے اور آخری کلمہ جو ان کی زبان سے نکلا، وہ یہ تھا کہ میں عبد المطلب کے دین پر قائم ہوں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ان کے لئے اس وقت تک دعا مغفرت کرتا رہوں گا جب تک مجھے اس سے منع نہ کر دیا جائے گا۔ چنانچہ (سورہ براءۃ میں) یہ آیت نازل ہوئی ”نبی کے لئے اور مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ مشرکین کے لئے دعا مغفرت کریں خواہ وہ ان کے ناطے والے ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان کے سامنے یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ دوزخی

۳۸۸۴- حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَا طَالِبٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ - وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ - فَقَالَ: ((أَمَيَّ عَمِّ، قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أَحَاجُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ)). فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعِنْدَ اللَّهِ بِنِ أَبِي أُمَيَّةٍ: يَا أَبَا طَالِبٍ، تَرُغِبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَلَمْ يَزَالَا يُكَلِّمَانِي حَتَّى قَالَ آخِرَ شَيْءٍ كَلِمَتَهُمْ بِهِ: عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تُسْتَغْفَرُونَ لَكُمْ، مَا لَمْ أَنُفَعْنِهِ)). فَتَوَلَّى: ((مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَى قُرْبَى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ)) [التوبة: ۱۱۳]، وَتَوَلَّى: ((إِنَّكَ لَا

ہیں“ اور سورہ قصص میں یہ آیت نازل ہوئی ”بے شک جسے آپ چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے“

(۳۸۸۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن عبد اللہ ابن المہدی نے، ان سے عبد اللہ بن خباب نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ کی مجلس میں آپ کے چچا کا ذکر ہو رہا تھا تو آپ نے فرمایا شاید قیامت کے دن انہیں میری شفاعت کام آ جائے اور انہیں صرف ٹخنوں تک جہنم میں رکھا جائے جس سے ان کا دماغ کھولے گا۔

روایت میں ابو طالب کا ذکر ہے یہی وجہ مناسبت باب ہے۔

ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابو حازم اور در اور دی نے بیان کیا یزید سے اسی مذکورہ حدیث کی طرح، البتہ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ”ابو طالب کے دماغ کا بھیجہ اس سے کھولے گا۔“

باب بیت المقدس تک جانے کا قصہ

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا ”پاک ذات ہے وہ جو اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا“ (۳۸۸۶) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، کہ مجھ سے کہا ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا تھا کہ جب قریش نے (معراج کے واقعہ کے سلسلے میں) مجھ کو جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس کو روشن کر دیا اور میں نے اسے دیکھ کر قریش سے اس کے پتے اور نشان بیان کرنا شروع کر دیئے۔

تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ ﴿[القصص : ۵۶]۔

[راجع : ۱۳۶۰]

۳۸۸۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ - وَذَكَرَ عِنْدَهُ عَمَهُ فَقَالَ: ((لَعَلَّهُ تَفْعَلُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَجْعَلُ فِي صُخْرٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَتِهِ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاعُهُ)). حَدَّثَنَا ابْنُ رَاهِمٍ بْنُ

حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّزْجِيُّ عَنْ يَزِيدَ بِهَذَا وَقَالَ: تَغْلِي مِنْهُ أُمُّ دِمَاعِهِ. [طرفة في : ۶۵۶۴]۔

۴۱- بَابُ حَدِيثِ الْإِسْرَاءِ، وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى﴾ ۳۸۸۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَبِيرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ تَحْلِي اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَطَفَقْتُ أَخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ، وَأَنَا أَنْظَرُ إِلَيْهِ)).

[طرفة في : ۴۷۱۰]۔

تشیخ معراج کی رات کو آپ ام ہانی کے گھر میں تھے، تو مسجد حرام سے حرم کی زمین مراد ہے۔ آپ کا معراج مکہ سے بیت المقدس تک تو قطعی ہے۔ جو قرآن پاک سے ثابت ہے اس کا منکر قرآن کا منکر ہے اور قرآن کا منکر کافر ہے اور بیت المقدس سے آسمانوں تک صحیح حدیث سے ثابت ہے اس کا منکر گمراہ اور بدعتی ہے۔ حافظ نے کہا اکثر علماء سلف اور اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ یہ معراج جسم اور روح دونوں کے ساتھ بیداری میں ہوا۔ یہی امر حق ہے۔ بیہقی کی روایت میں یوں ہے کہ آپ نے جب معراج کا قصد بیان کیا تو کفار قریش نے انکار کیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے انہوں نے آپ کی تصدیق کر دی اس دن سے ان کا لقب صدیق رضی اللہ عنہ ہو گیا۔ ہزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ بیت المقدس کی مسجد لائی گئی اور عقیل کے گھر کے پاس رکھ دی گئی۔ میں اس کو دیکھتا جاتا اور اس کی صفت بیان کرتا جاتا تھا۔ بعض نے کہا کہ اسراء اور معراج دونوں الگ الگ راتوں میں ہوئے ہیں کیونکہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ہر دو کو الگ الگ بابوں میں بیان کیا ہے مگر خود حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الصلوۃ میں یہ باب باندھا ہے کہ لیلۃ الاسراء میں نماز کس طرح فرض ہوئی۔ معلوم ہوا کہ اسراء اور معراج ایک ہی رات میں ہوئے ہیں۔

۴۲ - بَابُ الْمِعْرَاجِ باب معراج کا بیان

تشیخ لفظ معراج غُجْ بَغُج سے ہے جس کے معنی چڑھنے کے ہیں یہاں آنحضرت ﷺ کا آسمانوں کی طرف چڑھنا مراد ہے۔ یہ معجزہ ۲۷ رجب ۱۰ نبوی میں پیش آیا جب کہ اللہ پاک نے راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے بیت المقدس اور بیت المقدس سے آسمانوں کی سیر کرائی جیسا کہ تفصیل کے ساتھ یہاں حدیث میں واقعات موجود ہیں۔ صحیح یہی ہے کہ اسراء اور معراج ہر دو حالت بیداری میں جسم اور روح ہر دو کے ساتھ ہوئے اور یہ ایسا اہم اور مستند واقعہ ہے جسے ۲۸ صحابیوں نے روایت کیا ہے اور آنحضرت ﷺ کا یہ وہ معجزہ ہے جو آپ کی سارے انبیاء پر فوقیت ثابت کرتا ہے۔

۳۸۸۷ - حَدَّثَنَا هُذَيْفَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَفْصَعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ: أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهِ قَالَ: ((بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَظِيمِ - وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحَجْرِ - مُضْطَجِعًا، إِذْ أَنَانِي آتٍ فَقَدْ - قَالَ: وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: فَشَقَّ - مَا بَيْنَ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ)). فَقُلْتُ لِلْجَارُودِ وَهُوَ إِلَى جَنْبِي: مَا يَغْنِي بِهِ؟ قَالَ: مِنْ ثَغْرَةٍ نَخَرَهُ إِلَى شِعْرَتِهِ - وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مِنْ قَمَصِهِ إِلَى شِعْرَتِهِ - ((فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي، ثُمَّ أَتَيْتُ بِطَنْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءَةٍ إِيمَانًا، فَغَسِلَ قَلْبِي، ثُمَّ

(۳۸۸۷) ہم سے ہدیہ بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، انس بن مالک سے حضرت مالک بن صفصعہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شب معراج کا واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا۔ بعض دفعہ قتادہ نے حطیم کے بجائے حجر بیان کیا کہ میرے پاس ایک صاحب (جبریل علیہ السلام) آئے اور میرا سینہ چاک کیا، قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ یہاں سے یہاں تک۔ میں نے جارود سے سنا جو میرے قریب ہی بیٹھے تھے۔ پوچھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس لفظ سے کیا مراد تھی؟ تو انہوں نے کہا کہ حلق سے ناف تک چاک کیا (قتادہ نے بیان کیا کہ) میں نے حضرت انس سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کے سینے کے اوپر سے ناف تک چاک کیا، پھر میرا دل نکالا اور

ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا، اس سے میرا دل دھویا گیا اور پہلے کی طرح رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد ایک جانور لایا گیا جو گھوڑے سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اور سفید! جارود نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا ابو حمزہ! کیا وہ براق تھا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس کا ہر قدم اس کے منہ پر پڑتا تھا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) مجھے اس پر سوار کیا گیا اور جبریل۔ مجھے لے کر چلے آسمان دنیا پر پہنچے تو دروازہ کھلوا، پوچھا کیا کون صاحب ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جبریل ﷺ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ آپ نے بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا، کیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ اس پر آواز آئی انہیں خوش آمدید! کیا یہی مبارک آنے والے ہیں وہ۔ اور دروازہ کھول دیا۔ جب میں اندر گیا تو میں نے وہاں آدم ﷺ کو دیکھا، جبریل ﷺ نے فرمایا یہ آپ کے جد امجد آدم ہیں، انہیں سلام کیجئے۔ میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید نیک بیٹے اور نیک نبی! جبریل ﷺ اوپر چڑھے اور دوسرے آسمان پر آئے وہاں بھی دروازہ کھلوا، آواز آئی کون صاحب آئے ہیں؟ بتایا کہ جبریل (ﷺ) پوچھا گیا آپ کے ساتھ اور کوئی صاحب بھی ہیں؟ کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا آپ کو انہیں بلانے کے لئے بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں، پھر آواز آئی، انہیں خوش آمدید۔ کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ۔ پھر دروازہ کھلا اور میں اندر گیا تو وہاں یحییٰ اور عیسیٰ ﷺ موجود تھے۔ یہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبریل ﷺ نے فرمایا یہ عیسیٰ اور یحییٰ ﷺ ہیں، انہیں سلام کیجئے میں نے سلام کیا اور ان حضرات نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی! یہاں سے جبریل ﷺ مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے کر چڑھے اور دروازہ کھلوا۔ پوچھا گیا کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا انہیں

حُشِي، ثُمَّ أُتِيَتْ بِدَابَّةٍ دُونَ النَّعْلِ وَفَوْقَ الْجِمَارِ أَتَيْصَ)) - فَقَالَ لَهُ الْجَارُودُ : هُوَ الْبَرَّاقُ يَا أَبَا حَمْزَةَ؟ قَالَ أَنَسٌ : نَعَمْ - يَضَعُ خَطْوُهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرَفِهِ، فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ، فَانْطَلَقَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ، فَقِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ. قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعِمَّ الْمَجِيءُ جَاءَ. فَفَتَحَ. فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هِيَ آدَمُ، فَقَالَ: هَذَا أَبُوكَ آدَمُ، فَسَلِّمْ عَلَيْهِ. فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. ثُمَّ صَعِدَ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ. قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعِمَّ الْمَجِيءُ جَاءَ. فَفَتَحَ. فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يَحْيَى وَعِيسَى وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ. قَالَ: هَذَا يَحْيَى وَعِيسَى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا، فَسَلَّمْتُ، فَرَدَّا، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِعِمَّ الْمَجِيءُ جَاءَ. فَفَتَحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يُوسُفُ، قَالَ: هَذَا

لانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں۔ اس پر آواز آئی انہیں خوش آمدید۔ کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ، دروازہ کھلا اور جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں یوسف علیہ السلام موجود تھے۔ جبریلؑ نے فرمایا یہ یوسفؑ ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی! پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چڑھے اور چوتھے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلویا تو پوچھا گیا کون صاحب ہیں؟ بتایا کہ جبریلؑ! پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا انہیں بلانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں کہا کہ انہیں خوش آمدید کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ! اب دروازہ کھلا جب میں وہاں اور یس علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہ اور یس علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے، میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید پاک بھائی اور نیک نبی۔ پھر مجھے لے کر پانچویں آسمان پر آئے اور دروازہ کھلویا پوچھا گیا کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ جبریلؑ! پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کہ انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں اب آواز آئی خوش آمدید کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ، یہاں جب میں ہارون علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ آپ ہارونؑ ہیں انہیں سلام کیجئے، میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب کے بعد فرمایا خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی! یہاں سے لے کر مجھے آگے بڑھے اور چھٹے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھلویا پوچھا گیا کون صاحب آئے ہیں؟ بتایا کہ جبریلؑ! آپ کے ساتھ کوئی دوسرے صاحب بھی آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں۔ پھر کہا انہیں خوش آمدید کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ۔ میں جب وہاں موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے، میں نے سلام کیا اور انہوں نے جواب کے بعد فرمایا خوش آمدید نیک

يُوسُفُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدُّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ النَّبِيِّ وَالصَّالِحِ. ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ. قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَبِعِغْمِ الْمَجِيِّءِ جَاءَ. فَفَتَحَ. فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِدْرِيسُ، قَالَ: هَذَا إِدْرِيسُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدُّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ. قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيلَ: قَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَبِعِغْمِ الْمَجِيِّءِ جَاءَ. فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُونُ. قَالَ: هَذَا هَارُونُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدُّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ. قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَبِعِغْمِ الْمَجِيِّءِ جَاءَ. فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَذَا مُوسَى فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدُّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَنِي. قِيلَ لَهُ: مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: أَنْبِئِي

نبی اور نیک بھائی! جب میں آگے بڑھا تو وہ رونے لگے کسی نے پوچھا آپ رو کیوں رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا میں اس پر رو رہا ہوں کہ یہ لڑکا میرے بعد نبی بنا کر بھیجا گیا لیکن جنت میں اس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ ہوں گے۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر ساتویں آسمان کی طرف گئے اور دروازہ کھلوا دیا۔ پوچھا گیا کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا انہیں بلانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں۔ کہا کہ انہیں خوش آمدید کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ، میں جب اندر گیا تو ابراہیم علیہ السلام تشریف رکھتے تھے۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آپ کے جد امجد ہیں، انہیں سلام کیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید نیک نبی اور نیک بیٹے! پھر سدرۃ المنتہیٰ کو میرے سامنے کر دیا گیا میں نے دیکھا کہ اس کے پھل مقام حجر کے مشکوں کی طرح (بڑے بڑے) تھے اور اس کے پتے تھیوں کے کان کی طرح تھے۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سدرۃ منتہیٰ ہے۔ وہاں میں نے چار نہریں دیکھیں دو باطنی اور دو ظاہری۔ میں نے پوچھا اے جبریل علیہ السلام! یہ کیا ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جو دو باطنی نہریں ہیں وہ جنت سے تعلق رکھتی ہیں اور دو ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں۔ پھر میرے سامنے بیت المعمور کو لایا گیا وہاں میرے سامنے ایک گلاس میں شراب ایک میں دودھ اور ایک میں شہد لایا گیا۔ میں نے دودھ کا گلاس لے لیا تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہی فطرت ہے اور آپ اس پر قائم ہیں اور آپ کی امت بھی! پھر مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں واپس ہوا اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پوچھا کس چیز کا آپ کو حکم ہوا؟ میں نے کہا کہ روزانہ پچاس وقت کی نمازوں کا، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لیکن آپ کی امت میں اتنی طاقت نہیں ہے۔ اس سے پہلے میرا برتاؤ لوگوں سے بڑا چکا ہے اور بنی اسرائیل کا مجھے تلخ تجربہ ہے۔ اس لئے آپ اپنے رب

لَا اَنْ غَلَامًا بُعِثَ بِغَدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اَمِيهِ اَكْثَرَ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا مِنْ اُمِّي. ثُمَّ صَعِدَ بِي اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ. قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعِمَّ الْمَجِيءُ جَاءَ. فَلَمَّا خَلَصْتُ لِإِذَا اِبْرَاهِيمُ، قَالَ: هَذَا اَبُوكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ. قَالَ: سَلِّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ، قَالَ: مَرْحَبًا بِالابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. ثُمَّ رُفِعْتُ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى، لِإِذَا نَبَقُهَا مِثْلُ قِلَالٍ هَجَرٍ، وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيلَةِ. قَالَ: هَذِهِ سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى، وَغَدَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ: نَهْرَانِ بَاطِنَانِ، وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ. فَقُلْتُ: مَا هَذَانِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنَّيْلُ وَالْفُرَاتُ. ثُمَّ رُفِعَ لِي النِّبْتُ الْمَعْمُورُ. ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ وَإِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ، فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ: هِيَ الْفِطْرَةُ أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمْتُكَ. ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلَوَاتُ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلَى مُوسَى، فَقَالَ: بِمَا أُمِرْتُ؟ قَالَ: أُمِرْتُ بِخَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ. قَالَ: إِنْ أُمْتُكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّي وَاللَّهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ

کے حضور میں دوبارہ جاپیے اور اپنی امت پر تخفیف کے لئے عرض کیجئے۔ چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں دوبارہ حاضر ہوا اور تخفیف کے لئے عرض کی تو دس وقت کی نمازیں کم کر دی گئیں۔ پھر میں جب واپسی میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پھر وہی سوال کیا میں دوبارہ بارگاہ رب تعالیٰ میں حاضر ہوا اور اس مرتبہ بھی دس وقت کی نمازیں کم ہوئیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے وہی مطالبہ کیا میں نے اس مرتبہ بھی بارگاہ رب تعالیٰ میں حاضر ہو کر دس وقت کی نمازیں کم کرائیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے پھر گزرا اور اس مرتبہ بھی انہوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا پھر بارگاہ الہی میں حاضر ہوا تو مجھے دس وقت کی نمازوں کا حکم ہوا میں واپس ہونے لگا تو آپ نے پھر وہی کہا اب بارگاہ الہی میں حاضر ہوا تو روزانہ صرف پانچ وقت کی نمازوں کا حکم باقی رہا۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے دریافت فرمایا اب کیا حکم ہوا؟ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ روزانہ پانچ وقت کی نمازوں کا حکم ہوا ہے۔ فرمایا کہ آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی میرا برتاؤ آپ سے پہلے لوگوں کا ہو چکا ہے اور بنی اسرائیل کا مجھے تلخ تجربہ ہے۔ اپنے رب کے دربار میں پھر حاضر ہو کر تخفیف کے لئے عرض کیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا رب تعالیٰ سے میں بہت سوال کر چکا اور اب مجھے شرم آتی ہے۔ اب میں بس اسی پر راضی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر جب میں وہاں سے گزرنے لگا تو ندا آئی ”میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف کر چکا۔“

[راجع: ۳۲۰۷]

شیخ روایت میں لفظ براق ضمہ ہا کے ساتھ ہے اور براق سے مشتق ہے جو بجلی کے معنوں میں ہے وہ ایک خیر یا گھوڑے کی شکل کا جانور ہے جو آنحضرت ﷺ کی سواری کے لئے لایا گیا تھا جس کی رفتار بجلی سے بھی تیز تھی اسی لئے اسے براق کہا گیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام پہلے آپ کو بیت المقدس میں لے گئے و وسط البراق بالحلقۃ النبی یربط بہا الانبیاء بباب المسجد (توشیح) یعنی وہاں براق کو اس مسجد کے دروازے پر اس حلقہ سے باندھا جس سے پہلے انبیاء اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے پھر وہاں دو رکعت نماز ادا کی اس کے بعد آسمانوں کا سفر شروع ہوا۔

روایت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رونے کا ذکر ہے، یہ رونا محض اپنی امت کے لئے رحمت کے طور پر تھا قال العلماء لم یکن بکاء موسیٰ حسداً معاذ اللہ فان الحسد فی ذالک العالم منزوع من احاداً لم یمنین لکیف بمن اصطفاہ اللہ تعالیٰ (توشیح) یعنی علماء نے کہا

ان کا یہ رونا معاذ اللہ حسد کی بنا پر نہیں تھا عالم آخرت میں حسد کا مادہ تو ہر معمولی مؤمن کے دل سے بھی دور کر دیا جائے گا لہذا یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا برگزیدہ نبی حسد کر سکے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کو لفظ غلام سے تعبیر کیا جو آپ کی تعظیم کے طور پر تھا وقد بطلق الغلام ویراد به الطوی الشاب یعنی کبھی لفظ غلام کا اطلاق طاقتور شہ زور نوجوان مرد پر بھی کیا جاتا ہے اور یہاں یہی مراد ہے لغات، حضرت شیخ طاعنی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ هذا العریب الذی وقع فی هذا الحدیث هو اصح الروایات وارجحها یعنی انبیاء کرام کی ملاقات جس ترتیب کے ساتھ اس روایت میں مذکور ہوئی ہے یہی زیادہ صحیح ہے اور اسی کو ترجیح حاصل ہے۔ ترتیب کو مکرر شائقین حدیث یاد فرمائیں کہ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، تیسرے پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، چوتھے پر حضرت ادریس علیہ السلام سے پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام سے چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔

روایت میں لفظ سدرۃ المنتہیٰ مذکور ہوا ہے۔ لفظ سدرۃ بھری کے درخت کو کہتے ہیں و سمیت بہا لان علم الملائکۃ یعنی بہا و لم یجاوزھا احد الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حکى عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ انہا سمیت بذالک لکون ینبغی بہا ما یھبط من فوقھا و ما یصعد من تحتھا (مرفقات) یعنی اس کا یہ نام اس لئے ہوا کہ فرشتوں کی معلومات اس پر ختم ہو جاتی ہیں اور اس جگہ سے آگے کسی کا گزر نہیں ہو سکا ہے یہ شرف صرف سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہوا کہ آپ اس سے بھی آگے گزر گئے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ اوپر سے نیچے آنے والی اور نیچے سے اوپر جانے والی ہر چیز کی انتہا یہاں ختم ہو جاتی ہے۔

روایت میں لفظ بیت المعمور آیا ہے، جو کعبہ مکرمہ کے مقابل ساتویں آسمان پر آسمان والوں کا قبلہ ہے اور جیسی زمین پر کعبہ شریف کی حرمت ہے۔ ایسے ہی آسمانوں پر بیت المعمور کی حرمت ہے۔ لفظ فطرت سے مراد اسلام اور اس پر استقامت ہے۔ آپ کے سامنے نہروں کا ذکر آیا۔ و فی شرح مسلم قال ابن مقاتل الباطنان هو السلسبیل والکوفہ والظاہران النیل والفرات ینخر جان من اصلھا ثم یسیران حیث اراد اللہ تعالیٰ ثم ینخر جان من الارض و یسیران فیھا و هذا لا یمنعہ شرع و لا عقل و هو ظاہر الحدیث فوجب المصیر الیہ (مرفقات) یعنی دو باطنی نہروں سے مراد سلسبیل اور کوثر ہیں اور دو ظاہری نہروں سے مراد نیل و فرات ہیں جو اس کی جڑ سے نکلتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے وہاں وہاں وہ پھیلتی ہیں پھر وہ نیل و فرات زمین پر ظاہر ہو کر چلتی ہیں۔ یہ نہ عقل کے خلاف ہے نہ شرع کے اور حدیث کا ظاہر مفہوم بھی یہی ہے جس کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ نماز کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی مشورہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بار بار مراجعت تخفیف کے لئے تھی۔ اللہ پاک نے شروع میں پچاس وقت کی نمازوں کا حکم فرمایا، مگر اس بار بار درخواست پر اللہ نے رحم فرما کر صرف پانچ وقت کی نمازوں کو رکھا مگر ثواب کے لئے وہی پچاس کا حکم قائم رہا اس لئے کہ امت محمدیہ کی خصوصیات میں سے ہے کہ اس کو ایک نیکی کرنے پر دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔

واقعہ معراج کے بہت سے اسرار و محکم ہیں جن کو حجتہ السند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب حجتہ اللہ البالغہ میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اہل علم کو ان کا مطالعہ ضروری ہے اس مختصر میں اس تطویل کی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ پاک قیامت کے دن مجھ حقیر فقیر از سر تا پا گنہگار خادم مترجم کو اور جملہ قدر دانان کلام حبیب پاک ﷺ کو اپنے دیدار سے مشرف فرما کر اپنے حبیب ﷺ کے لواء حمہ کے نیچے جمع فرمائے آمین یا رب العالمین۔

۳۸۸۸- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ (۳۸۸۸) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ حَدَّثَنَا عَمْرُو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور

ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ (الإسراء: ۶۰)۔ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنِ أَرَيْنَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَيَّ بَيْتِ الْمَقْدِسِ. قَالَ: ((وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ فِي الْقُرْآنِ قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزُّلُومِ))۔ (صرفہ بی: ۴۷۱۶، ۶۶۱۳)۔

ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ (الإسراء: ۶۰)۔ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنِ أَرَيْنَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَيَّ بَيْتِ الْمَقْدِسِ. قَالَ: ((وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ فِي الْقُرْآنِ قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزُّلُومِ))۔ (صرفہ بی: ۴۷۱۶، ۶۶۱۳)۔

یہ درخت دوزخ میں پیدا ہو گا اگرچہ دنیاوی تموہر کے مانند ہو گا مگر زہر اور تلخی میں اس قدر خطرناک ہو گا جو اہل دوزخ کے بیٹ اور آسمانوں کو پھاڑ دے گا، گلے میں پھنس جائے گا۔ اس کے پتے اڑدے ساتھوں کے پھنوس کی طرح ہوں گے۔ یہی ملعون درخت ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔

باب مکہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس انصار کے وفود کا آنا اور بیعت عقبہ کا بیان

(۳۸۸۹) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عنبہ بن خالد نے بیان کیا، ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن کعب نے جب وہ ٹاپینا ہو گئے تو وہ چلتے پھرتے وقت ان کو پکڑ کر لے چلتے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ غزوہ تبوک میں شریک نہ ہونے کا طویل واقعہ بیان کرتے تھے ابن کبیر نے اپنی روایت میں بیان کیا کہ حضرت کعب نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس عقبہ کی رات میں حاضر تھا جب ہم نے اسلام پر قائم رہنے کا پختہ عہد کیا تھا، میرے نزدیک (لیلۃ عقبہ کی بیعت) بدر کی لڑائی میں حاضری سے بھی زیادہ پسند ہے اگرچہ لوگوں میں بدر کا چرچہ اس سے زیادہ ہے۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى : ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ [الإسراء: ۶۰]۔ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنِ أَرَيْنَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَيَّ بَيْتِ الْمَقْدِسِ. قَالَ: ((وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ فِي الْقُرْآنِ قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزُّلُومِ))۔ (صرفہ بی: ۴۷۱۶، ۶۶۱۳)۔

۴۳- بَابُ وَفُودِ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ، وَبَيْعَةِ الْعُقَبَةِ

۳۸۸۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ ح. وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا غَبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ - وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ حِينَ عَمِيَ - قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ بِطُولِهِ، قَالَ ابْنُ كُبَيْرٍ فِي حَدِيثِهِ ((وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةَ الْعُقَبَةِ حِينَ تَوَافَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَا أَحْبَبُّ أَنْ لِي بِهَا مَشْهَدٌ بَدْرٍ، وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرُ لِي النَّاسِ مِنْهَا))۔ [راجع: ۲۷۵۷]

تَشِيْح

جنگ بدر اول جنگ ہے جو مسلمانوں نے کافروں سے کی اس میں کافروں کے بڑے بڑے سردار لوگ قتل ہوئے۔ لیلۃ العقبہ کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ یہ وہ رات تھی جس میں انصار نے آنحضرت ﷺ کی رفاقت کا قطعی عہد کیا تھا اور آپؐ نے انصار کے بارہ نقیب مقرر فرمائے تھے۔ یہ ایک تاریخی رات تھی جس میں قوت اسلام کی بنا قائم ہوئی اور آنحضرت ﷺ کو دلی سکون حاصل ہوا اسی لئے کعب رضی اللہ عنہ نے اس میں شریک ہونا جنگ بدر میں شریک ہونے سے بھی بہتر سمجھا۔

حدیث میں عقبہ کا ذکر ہے۔ عقبہ گھائی کو کہتے ہیں یہ گھائی مقام الحرا اور مثنیٰ کے درمیان طول طویل پہاڑوں کے درمیان تھی، اسی جگہ مدینہ کے بارہ اشخاص نے ۱۲ نبوت میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا اور مسلمان ہوئے، یہ بیعت عقبہ اولیٰ کہلاتی ہے۔ ان لوگوں کی تعلیم کے لئے آنحضرت ﷺ نے حضرت معب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ مدینہ بھیج دیا تھا جو بڑے ہی امیر گھرانے کے لاڈلے بیٹے تھے۔ مگر اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے دنیاوی عیش و آرام سب بھلا دیا، مدینہ میں انہوں نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ یہ وہاں اسعد بن زرارہ کے گھر ٹھہرے تھے۔ اگلے سال ۳ نبوت میں ۷ مرد اور دو عورتیں یثرب سے چل کر مکہ آئے اور اسی گھائی میں ان کو دوبار رسالت میں شرف باریابی حاصل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے نورانی وعظ سے منور فرمایا اور ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے مدینہ تشریف لانے کی درخواست کی۔ آپؐ نے اس درخواست کو قبول فرمایا جسے سن کر یہ سب بے حد خوش ہوئے اور آپؐ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ براء بن معرور رضی اللہ عنہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے اس رات سب سے پہلے بیعت کی تھی، یہی بیعت عقبہ ثانیہ کہلاتی ہے۔ ان حضرات میں سے آنحضرت ﷺ نے بارہ اشخاص کو نقیب مقرر فرمایا جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے لئے بارہ نقیب مقرر کئے تھے آنحضرت ﷺ کے بارہ نقیبوں کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

(۱) اسعد بن زرارہ (۲) رافع بن مالک (۳) عبادہ بن صامت (۴) سعد بن ربیع (۵) منذر بن عمرو (۶) عبداللہ بن رواحہ (۷) براء بن معرور (۸) عمرو بن حرام (۹) سعد بن عبادہ ان سب کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا (۱۰) اسید بن خضیر (۱۱) سعد بن خیشم (۱۲) ابوالشمس بن تیمان یہ تینوں قبیلہ اوس سے تھے، رضی اللہ عنہم اجمعین۔ یا اللہ قیامت کے دن ان سب بزرگوں کے ساتھ ہم گنہگاروں کا بھی حشر فرمائو آمین۔

۳۸۹۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: كَانَ عُمَرُو يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: ((شَهِدَ بِي خَالَايَ الْعَقْبَةَ)) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: ((أَحَدَهُمَا الْبَوَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ)). [طرفة في: ۳۸۹۱].

۳۸۹۰) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ عمرو بن دینار کہا کرتے تھے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میرے دو ماموں مجھے بھی بیعت عقبہ میں ساتھ لے گئے تھے۔ ابو عبداللہ امام بخاری نے کہا کہ ابن عیینہ نے بیان کیا ان میں سے ایک حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ تھے۔

جو سب انصار سے پہلے مسلمان ہوئے اور سب سے پہلے آنحضرت ﷺ سے بیعت کی۔

۲۸۹۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ: ((أَنَا وَأَبِي وَخَالَايَ مِنْ أَصْحَابِ الْعَقْبَةِ)). [راجع: ۳۸۹۰]

۳۸۹۱) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، ان سے عطاء نے بیان کیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں، میرے والد اور میرے دو ماموں تینوں بیعت عقبہ کرنے والوں میں شریک تھے۔

قطلانی نے کہا کہ جابر کی ماں کا نام نصیبہ تھا ان کے بھائی ثعلبہ اور عمرو تھے۔ براء جابر کے ماموں نہ تھے لیکن ان کی ماں کے عزیزوں میں سے تھے اور عرب کے لوگ ماں کے سب عزیزوں کو لفظ خال (ماموں) سے یاد کرتے ہیں۔

(۳۸۹۲) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے ہمارے بھتیجے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے ان کے چچا نے بیان کیا اور انہوں نے کہا کہ ہمیں ابو ادریس عائد اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شرکت کی تھی اور عقبہ کی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا تھا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت آپ کے پاس صحابہ کی ایک جماعت تھی کہ آؤ مجھ سے اس بات کا عہد کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے، اپنی طرف سے گھر کر کسی پر تمت نہ لگاؤ گے اور اچھی باتوں میں میری نافرمانی نہ کرو گے، پس جو شخص اپنے اس عہد پر قائم رہے گا اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جس شخص نے اس میں کمی کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے چھپا رہنے دیا تو اس کا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے، چاہے تو اس پر سزا دے اور چاہے معاف کر دے۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ میں نے آنحضرت ﷺ سے ان امور پر بیعت کی۔

۳۸۹۲- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ عَائِدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ((أَنَّ عِبَادَةَ بْنَ صَامِتٍ - مِنَ الَّذِينَ شَهِدُوا بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبِمَنْ أَصْحَابِهِ لَيْلَةُ الْعَقَبَةِ - أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: وَخَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: ((تَعَالَوْا يَا يَعْزُوبِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُونَ بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ. فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللَّهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ، إِنْ شَاءَ عَاقِبَةُ، وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ))، قَالَ: فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ)). [راجع: ۱۸]

تشریح بیعت سے مراد عہد و اقرار ہے جو آنحضرت ﷺ اسلام قبول کرنے والوں سے لیا کرتے تھے۔ کبھی آپ اپنے صحابہ سے بھی بطور تجدید عہد بیعت لیتے جیسا کہ یہاں مذکور ہے۔

(۳۸۹۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعید نے، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے ابو الحیر مرثد بن عبد اللہ نے، ان سے عبد الرحمن مناکی نے اور ان سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں ان نقیبوں سے تھا جنہوں نے (عقبہ کی رات میں) رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ آپ نے بیان کیا کہ

۳۸۹۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصَّنَابِجِيِّ عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنِّي مِنَ النَّقَبَاءِ الَّذِينَ بَايَعُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَقَالَ: بَايَعْنَاهُ عَلَى

ہم نے آنحضرت ﷺ سے اس کا عہد کیا تھا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے، چوری نہیں کریں گے، زنا نہیں کریں گے، کسی ایسے شخص کو قتل نہیں کریں گے جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، لوٹ مار نہیں کریں گے اور نہ اللہ کی نافرمانی کریں گے جنت کے بدلے میں، اگر ہم اپنے اس عہد میں پورے اترے۔ لیکن اگر ہم نے اس میں کچھ خلاف کیا تو اس کا فیصلہ اللہ پر ہے۔

باب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کا نکاح کرنا اور آپ کا مدینہ میں تشریف لانا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کا بیان

سُيَرٌ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ ماں کا نام ام رومان بنت عامر بن عوف ہے، ہجرت سے تین سال قبل ۱۰ نبوی میں آنحضرت سے ان کا عقد ہوا۔ شوال ۲ھ میں مدینہ طیبہ میں رخصتی عمل میں آئی، وفات نبوت کے وقت ان کی عمر ۱۸ سال کی تھی، بڑی زبردست عالمہ فاضلہ تھیں۔ ۵۸ھ یا ۵۷ھ میں ۱۷ رمضان شب سہ شنبہ میں وفات پائی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور شب میں بقیع غرقہ میں دفن ہوئیں۔ اسلامی تاریخ میں اس خاتون اعظم کو بڑی اہمیت حاصل ہے رضی اللہ عنہا وارضاهما۔

۳۸۹۴- حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَيْتِ الْحَارِثِ بْنِ خَرْزَجٍ، فَوَعِكَتُ فَمَزَّقَ شَعْرِي، فَوَلَّى جُمَيْمَةَ، فَأَتَنِي أُمِّي أُمُّ رُومَانَ - وَإِنِّي لَفِي أَرْجُوْحَةٍ وَمَعِيَ صَوَاجِبُ لِي - فَصَرَحَتْ بِي فَأَتَيْتَهَا، لَا أَذْرِي مَا تُرِيدُ بِي، فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْفَقْتَنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ. وَإِنِّي لَأَنْهَجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفْسِي. ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي، ثُمَّ أَذْخَلَتْنِي الدَّارَ،

۳۸۹۴- حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَيْتِ الْحَارِثِ بْنِ خَرْزَجٍ، فَوَعِكَتُ فَمَزَّقَ شَعْرِي، فَوَلَّى جُمَيْمَةَ، فَأَتَنِي أُمِّي أُمُّ رُومَانَ - وَإِنِّي لَفِي أَرْجُوْحَةٍ وَمَعِيَ صَوَاجِبُ لِي - فَصَرَحَتْ بِي فَأَتَيْتَهَا، لَا أَذْرِي مَا تُرِيدُ بِي، فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْفَقْتَنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ. وَإِنِّي لَأَنْهَجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفْسِي. ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي، ثُمَّ أَذْخَلَتْنِي الدَّارَ،

موجود تھیں، جنہوں نے مجھے دیکھ کر عادی کہ خیر و برکت اور اچھا نصیب لے کر آئی ہو، میری ماں نے مجھے انہیں کے حوالہ کر دیا اور انہوں نے میری آرائش کی۔ اس کے بعد دن چڑھے اچانک رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور حضور ﷺ نے خود مجھے سلام کیا میری عمر اس وقت نو سال تھی۔

فَإِذَا بَسُوهُ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ، فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى خَيْرِ طَائِفٍ. فَاسْلَمْتَنِي إِلَيْهِنَّ، فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ضَحَى فَاسْلَمْتَنِي إِلَيْهِ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ)).

[أطرافه في: ۳۸۹۶، ۵۱۳۳، ۵۱۳۴،

۵۱۵۸، ۵۱۶۰]۔

تشیخ مجاز چونکہ گرم ملک ہے اس لئے وہاں قدرتی طور پر لڑکے اور لڑکیاں بہت کم عمر میں بالغ ہو جاتی ہیں۔ اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت صرف نو سال کی عمر تعجب خیز نہیں ہے۔ امام احمد کی روایت میں یوں ہے کہ میں گھر کے اندر گئی تو دیکھا کہ آنحضرت ﷺ ایک چار پائی پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ کے پاس انصار کے کئی مرد اور عورتیں ہیں ان عورتوں نے مجھ کو آنحضرت ﷺ کی گود میں بٹھلادیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ کی بیوی ہیں، اللہ مبارک کرے۔ پھر وہ سب مکان سے چلی گئیں۔ یہ ملاپ شوال ۲ھ میں ہوا۔

(۳۸۹۵) ہم سے معلیٰ بن اسید نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم مجھے دو مرتبہ خواب میں دکھائی گئی ہو۔ میں نے دیکھا کہ تم ایک ریشمی کپڑے میں لپی ہوئی ہو اور کہا جا رہا ہے کہ یہ آپ کی بیوی ہیں، ان کا چہرہ کھولنے۔ میں نے چہرہ کھول کر دیکھا تو تم تھیں، میں نے سوچا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو وہ خود اس کو پورا فرمائے گا۔

۳۸۹۵- حَدَّثَنَا مُعَلَّى حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: أَرَيْتُكَ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ. أَرَى أَنَّكَ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرَبٍ، وَيُقَالُ هَذِهِ أَمْرَأَتُكَ فَانْكِسِفِي، فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَاقُولُ: إِنَّ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يَمْضِي)). [أطرافه في: ۵۰۷۸،

۵۱۲۵، ۷۰۱، ۷۰۱۲]۔

(۳۸۹۶) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد (عروہ بن زبیر) نے بیان کیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات نبی کریم ﷺ کی مدینہ کو ہجرت سے تین سال پہلے ہو گئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کی وفات کے تقریباً دو سال بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی جب رخصتی ہوئی تو وہ نو سال کی تھیں۔

۳۸۹۶- حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((تَوَفَّيْتُ خَدِيجَةَ قَبْلَ مَخْرَجِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ بِثَلَاثِ سِنِينَ، فَلَبِثَ سَنَتَيْنِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ، وَنَكَحَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، ثُمَّ بَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ)). [راجع: ۳۸۹۴]

باب نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام کا مدینہ کی

طرف ہجرت کرنا

حضرات عبداللہ بن زید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا کہ اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک آدمی بن کر رہنا پسند کرتا اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر کے جا رہا ہوں کہ جہاں کھجور کے باغات بکثرت ہیں، میرا ذہن اس سے میامہ یا ہجر کی طرف گیا لیکن یہ زمین شر ”یثرب“ کی تھی۔

(۳۸۹۷) ہم سے (عبداللہ بن زبیر) حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو وائل شقیق بن سلمہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے گئے تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہم نے صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہجرت کی تھی، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا اجر دے گا۔ پھر ہمارے بہت سے ساتھی اس دنیا سے اٹھ گئے اور انہوں نے (دنیا میں) اپنے اعمال کا پھل نہیں دیکھا۔ انہیں میں حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ احد کی لڑائی میں شہید کئے گئے تھے اور صرف ایک دھاری دار چادر چھوڑی تھی۔ (کفن دیتے وقت) جب ہم ان کی چادر سے ان کا سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھانکتے تو سر کھل جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ان کا سر ڈھانک دیں اور پاؤں پر از خر گھاس ڈال دیں۔ (تاکہ چھپ جائے) اور ہم میں ایسے بھی ہیں کہ (اس دنیا میں بھی) ان کے اعمال کا میوہ پک گیا، پس وہ اس کو چن رہے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ تو غنیمت اور دنیا کا مال و اسباب ملنے سے پہلے گزر چکے ہیں اور بعض زندہ رہے، ان کا میوہ خوب پھلا پھولا یعنی دین کے ساتھ انہوں نے اسلامی ترقی و کشادگی کا دور بھی دیکھا اور وہ آرام و راحت کی زندگی بھی پا گئے۔ سچ ہے ان مع العسر یسر اے شک تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے۔

(۳۸۹۸) ہم سے مسدد بن مسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید

۴۵- بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ

وَأَصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ

وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَوْ لَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ)). وَقَالَ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ، فَذَهَبَ وَهَلِيَ إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرَ، فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ)).

۳۸۹۷- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ: ((عَدْنَا خَبَابًا فَقَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُرِيدُ وَجْهَ اللَّهِ، فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ، فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ آخِرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ نَمِرَةً، فَكُنَّا إِذَا غَطَيْنَا بِهَا رَأْسَهُ بَدَتِ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهُ، فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِنْ إِذْخِرٍ. وَمِنَّا مَنْ أَيْبَعَتْ لَهُ نَمْرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِي بِهَا)).

[راجع: ۱۲۷۶]

۳۸۹۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَادٌ هُوَ

نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے، ان سے محمد بن ابراہیم نے، ان سے علقمہ بن ابی وقاص نے، بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپؐ فرما رہے تھے کہ اعمال نیت پر موقوف ہیں۔ پس جس کا مقصد ہجرت دنیا کمانا ہو وہ اپنے اسی مقصد کو حاصل کر سکے گا یا مقصد ہجرت سے کسی عورت سے شادی کرنا ہو تو وہ بھی اپنے اسی مقصد تک پہنچ سکے گا، لیکن جن کا ہجرت سے مقصد اللہ اور اس کے رسول کی رضا مندی ہو گی تو اسی کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے سچی جائے گی۔

[راجع: ۱]

حدیث میں ہجرت کا ذکر ہے اسی لئے یہاں لائی گئی۔

(۳۸۹۹) مجھ سے اسحاق بن یزید دمشقی نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم سے یحییٰ بن حمزہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو عمرو اوزاعی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدہ بن ابی لبابہ نے بیان کیا، ان سے مجاہد بن جبر کی نے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ فتح مکہ کے بعد (مکہ سے مدینہ کی طرف) ہجرت باقی نہیں رہی۔

۳۸۹۹- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدِ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرِ الْمَكِّيِّ (أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ: لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ)).

[أطرافه في: ۴۳۰۹، ۴۳۱۰، ۴۳۱۱].

یعنی ہجرت کی وہ فضیلت باقی نہیں رہی جو مکہ فتح ہونے سے قبل تھی، بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی طرف ہجرت نہیں رہی اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہجرت کا مشروع ہونا جاتا رہا کیونکہ دار الکفر سے دار الاسلام کو ہجرت واجب ہے جب دین میں خلل پڑنے کا ڈر ہو۔ یہ حکم قیامت تک باقی ہے اور اسماعیلی کی روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کی صراحت موجود ہے۔

حافظ نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے یہ نکلتا ہے کہ ہجرت اس ملک سے واجب ہے جہاں پر اللہ کی عبادت آزادی کے ساتھ نہ ہو سکے ورنہ واجب نہیں ماردی نے کہا اگر مسلمان دار الحرب میں اپنا دین ظاہر کر سکتا ہے تو اس کا حکم دار الاسلام کا سا ہو گا اور وہاں ٹھہرنا ہجرت کرنے سے افضل ہو گا کیونکہ وہاں ٹھہرنے سے یہ امید ہے کہ دوسرے لوگ بھی اسلام میں داخل ہوں۔ (وحیدی)

۳۹۰۰- حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: ذُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُثَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ، فَسَأَلْتُهَا عَنِ الْهِجْرَةِ الْيَوْمَ فَقَالَتْ: كَانَ الْمُؤْمِنُونَ يَفِرُّ أَحَدُهُمْ بِدِينِهِ

(۳۹۰۰) مجھ سے امام اوزاعی نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا کہ عبید بن عمیر لیشی کے ساتھ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم نے ان سے فتح مکہ کے بعد ہجرت کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ ایک وقت تھا جب مسلمان اپنے دین

کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف عہد کر کے آتا تھا اس خطرہ کی وجہ سے کہ کہیں وہ فتنہ میں نہ پڑ جائے لیکن اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے اور آج (سر زمین عرب میں) انسان جہاں بھی چاہے اپنے رب کی عبادت کر سکتا ہے، البتہ جہاد اور جہاد کی نیت کا ثواب باقی ہے۔

(۳۹۰۱) مجھ سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن نمیر نے بیان کیا، کہا کہ ہشام نے بیان کیا کہ انہیں ان کے والد نے خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ اس سے زیادہ مجھے اور کوئی چیز پسندیدہ نہیں کہ تیرے راستے میں، میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے تیرے رسول ﷺ کی تکذیب کی اور انہیں (ان کے وطن مکہ سے) نکالا اے اللہ! لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی کا سلسلہ ختم کر دیا ہے۔ اور ابان بن یزید نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ (یہ الفاظ سعد رضی اللہ عنہ فرماتے تھے) من قوم کذبوا نبیک و اخرجوه من قریش۔ یعنی جنہوں نے تیرے رسول ﷺ کو جھٹلایا۔ باہر نکال دیا۔ اس سے قریش کے کافر مراد ہیں۔

حضرت سعد کو یہ گمان ہوا کہ جنگ احزاب میں کفار قریش کی پوری طاقت لگ چکی ہے اور آخر میں وہ بھاگ نکلے تو اب قریش میں لڑنے کی طاقت نہیں رہی۔ شاید اب ہم میں اور ان میں جنگ نہ ہو۔

(۳۹۰۲) ہم سے مطرب بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے روح نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں رسول بنایا گیا تھا۔ پھر آپ پر مکہ مکرمہ میں تیرہ سال تک وحی آتی رہی اس کے بعد آپ کو ہجرت کا حکم ہوا اور آپ نے ہجرت کی حالت میں دس سال گزارے (مدینہ میں) جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی۔

(۳۹۰۳) مجھ سے مطرب بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ

إِلَى اللَّهِ تَعَالَى إِلَى رَسُولِهِ ﷺ مَخَافَةَ أَنْ يُفْتَنَ عَلَيْهِ، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ اللَّهُ الْإِسْلَامَ، وَالْيَوْمَ يَعْبُدُ رَبَّهُ حَيْثُ شَاءَ، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَبَيَّةٌ۔

[راجع: ۳۰۸۰]

۳۹۰۱- حَدَّثَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ: هِشَامُ: فَأَخْبَرَنِي أَبِي ((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ سَعْدًا قَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَجَاهِدَ مِنْ قَوْمٍ كَذَبُوا رَسُولَكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْرَجُوهُ، اللَّهُمَّ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَصَفْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ)).

وَقَالَ أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ أَخْبَرَنِي عَائِشَةُ: ((مِنْ قَوْمٍ كَذَبُوا نَبِيَّكَ وَأَخْرَجُوهُ مِنْ قُرَيْشٍ)).

[راجع: ۴۶۳]

۳۹۰۲- حَدَّثَنِي مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا رَوْحُ حَدَّثَنَا هِشَامُ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((بُعِثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَرْبَعِينَ سَنَةً، فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوحَى إِلَيْهِ، ثُمَّ أَمَرَ بِالْهَجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِينَ، وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ)).

۳۹۰۳- حَدَّثَنِي مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا

نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا بن اسحاق نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نبوت کے بعد مکہ میں تیرہ سال قیام کیا اور جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی۔

(۳۹۰۴) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے مالک نے بیان کیا، ان سے عمر بن عبید اللہ کے مولیٰ ابوالنضر نے، ان سے عبید یعنی ابن حنین نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے، پھر فرمایا اپنے ایک نیک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ دنیا کی نعمتوں میں سے جو وہ چاہے اسے اپنے لئے پسند کر لے یا جو اللہ تعالیٰ کے یہاں ہے (آخرت میں) اسے پسند کر لے۔ اس بندے نے اللہ تعالیٰ کے ہاں ملنے والی چیز کو پسند کر لیا۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ (حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں) ہمیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس رونے پر حیرت ہوئی، بعض لوگوں نے کہا ان بزرگوں کو دیکھئے حضور ﷺ تو ایک بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمتوں اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں سے کسی کے پسند کرنے کا اختیار دیا تھا اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ماں باپ حضور پر فدا ہوں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ ہی کو ان دو چیزوں میں سے ایک کا اختیار دیا گیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ اس بات سے واقف تھے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ مجھ پر صرف ایک ابوبکر ہیں۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بنا سکتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا البتہ اسلامی رشتہ ان کے ساتھ کافی ہے۔ مسجد میں کوئی دروازہ اب کھلا ہوا باقی نہ رکھا جائے سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف کھلنے والے دروازے کے۔

رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((مَكَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَتَوَلَّى وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ)).

۳۹۰۴ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عُثَيْبٍ - يَعْنِي ابْنَ حُنَيْنٍ - عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَلَسَ عَلَى الْمَنْبَرِ فَقَالَ: إِنَّ عَبْدًا خَيْرُهُ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَيَبْنِي مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ. فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: فَدَيْنَاكَ بَابَانَا وَأُمَّهَاتِنَا. فَعَجَبْنَا لَهُ. وَقَالَ النَّاسُ: انظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ، يُخْبِرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ عَبْدِ خَيْرِهِ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَيَبْنِي مَا عِنْدَهُ، وَهُوَ يَقُولُ: فَدَيْنَاكَ بَابَانَا وَأُمَّهَاتِنَا، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ الْمَخِيرُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمُنَا بِهِ. وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنْ مِنْ أَمْنٍ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَا لَهُ أَبَابَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَابَكْرٍ، إِلَّا خَلَّةَ الْإِسْلَامِ، لَا تَبْقِيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةُ أَبِي بَكْرٍ)).

[راجع: ۴۶۶]

ہوا یہ تھا کہ مسلمانوں نے جو مسجد نبوی کے ارد گرد رہتے تھے اپنے اپنے گھروں میں ایک ایک کھڑکی مسجد کی طرف کھول لی تھی تاکہ جلدی سے مسجد کی طرف چلے جائیں یا جب چاہیں آنحضرت ﷺ کی زیارت اپنے گھر ہی سے کر لیں آپ نے حکم

شرح

دیا یہ کھڑکیاں سب بند کر دی جائیں، صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کھڑکی قائم رہے۔ بعض نے یہ حدیث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلاف ورزی اور افضلیت مطلقہ کی دلیل ٹھہرائی ہے۔

۳۹۰۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي غُرُورَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: ((لَمْ أَغْفِلْ أَبُورِي قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ، وَلَمْ يَمُرْ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا بِاتِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَرَفِي النَّهَارِ: بُكْرَةً وَعَشِيَّةً. فَلَمَّا ابْتَلَى الْمُسْلِمُونَ، خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا نَحْوَ أَرْضِ الْحَبَشَةِ حَتَّى بَلَغَ بَرْكَ الْعِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدُّغْنَةِ - وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ - فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْرَجَنِي قَوْمِي فَأَرِيدُ أَنْ أَسِيحَ فِي الْأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّي، قَالَ ابْنُ الدُّغْنَةِ: فَإِنْ مِثْلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ، إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَغْدُومَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكُلَّ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ. فَأَنَا لَكَ جَارٌ. ارْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِلَدِكَ، فَارْجِعْ وَارْتَحِلْ مَعَهُ ابْنُ الدُّغْنَةِ، فَطَافَ ابْنُ الدُّغْنَةِ عَشِيَّةً فِي أَشْرَافِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلَهُ وَلَا يُخْرَجُ، أَنْخَرَجُونِ رَجُلًا يَكْسِبُ الْمَغْدُومَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكُلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ؟ فَلَمْ تُكَذِّبْ قُرَيْشٌ بِجَوَارِ ابْنِ

(۳۹۰۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے کہ ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب میں نے ہوش سنبھالا تو میں نے اپنے ماں باپ کو دین اسلام ہی پر پایا اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جس میں رسول کریم ﷺ ہمارے گھر صبح و شام دونوں وقت تشریف نہ لاتے ہوں، پھر جب (مکہ میں) مسلمانوں کو ستایا جانے لگا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی ہجرت کا ارادہ کر کے نکلے۔ جب آپ مقام برک النعماد پر پہنچے تو آپ کی ملاقات ابن الدغنه سے ہوئی جو قبیلہ قارہ کا سردار تھا۔ اس نے پوچھا ابوبکر رضی اللہ عنہ! کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ ملک ملک کی سیاحت کروں (اور آزادی کے ساتھ) اپنے رب کی عبادت کروں گا۔ ابن الدغنه نے کہا لیکن ابوبکر! تم جیسے انسان کو اپنے وطن سے نہ خود نکلتا چاہئے اور نہ اسے نکالا جانا چاہیے۔ تم محتاجوں کی مدد کرتے ہو، صلہ رحمی کرتے ہو۔ بے کسوں کا بوجھ اٹھاتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو اور حق پر قائم رہنے کی وجہ سے کسی پر آنے والی مصیبتوں میں اس کی مدد کرتے ہو، میں تمہیں پناہ دیتا ہوں واپس چلو اور اپنے شہر ہی میں اپنے رب کی عبادت کرو۔ چنانچہ وہ واپس آ گئے اور ابن الدغنه بھی آپ کے ساتھ واپس آیا۔ اس کے بعد ابن الدغنه قریش کے تمام سرداروں کے یہاں شام کے وقت گیا اور سب سے اس نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسے شخص کو نہ خود نکلتا چاہیے اور نہ اسے نکالا جانا چاہیے کیا تم ایسے شخص کو نکال دو گے جو محتاجوں کی امداد کرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، بیکسوں کا بوجھ اٹھاتا ہے، مہمان نوازی کرتا ہے اور حق کی وجہ سے کسی پر آنے والی مصیبتوں میں اس کی مدد کرتا ہے؟ قریش نے ابن الدغنه کی پناہ سے انکار نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ

سے کہہ دو کہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر کے اندر ہی کیا کریں، وہیں نماز پڑھیں اور جو جی چاہے وہیں پڑھیں، اپنی عبادت سے ہمیں تکلیف نہ پہنچائیں، اس کا اظہار نہ کریں کیونکہ ہمیں اس کا ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے اس فتنہ میں نہ جتلا ہو جائیں۔ یہ باتیں ابن الدغنے نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بھی آکر کہہ دیں کچھ دنوں تک تو آپ اس پر قائم رہے اور اپنے گھر کے اندر ہی اپنے رب کی عبادت کرتے رہے، نہ نماز بر سر عام پڑھتے اور نہ اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ تلاوت قرآن کرتے تھے۔ لیکن پھر انہوں نے کچھ سوچا اور اپنے گھر کے سامنے نماز پڑھنے کے لئے ایک جگہ بنائی جہاں آپ نے نماز پڑھنی شروع کی اور تلاوت قرآن بھی وہیں کرنے لگے، نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں مشرکین کی عورتوں اور بچوں کا مجمع ہونے لگا۔ وہ سب حیرت اور پسندیدگی کے ساتھ دیکھتے رہا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بڑے نرم دل انسان تھے۔ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو آنسوؤں کو روک نہ سکتے تھے۔ اس صورت حال سے مشرکین قریش کے سردار گھبرا گئے اور انہوں نے ابن الدغنے کو بلا بھیجا، جب ابن الدغنے گیا تو انہوں نے اس سے کہا کہ ہم نے ابو بکر کے لئے تمہاری پناہ اس شرط کے ساتھ تسلیم کی تھی کہ اپنے رب کی عبادت وہ اپنے گھر کے اندر کیا کریں لیکن انہوں نے شرط کی خلاف ورزی کی ہے اور اپنے گھر کے سامنے نماز پڑھنے کے لئے ایک جگہ بنا کر بر سر عام نماز پڑھنے اور تلاوت قرآن کرنے لگے ہیں۔ ہمیں اس کا ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے اس فتنے میں نہ جتلا ہو جائیں اس لئے تم انہیں روک دو، اگر انہیں یہ شرط منظور ہو کہ اپنے رب کی عبادت صرف اپنے گھر کے اندر ہی کیا کریں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں لیکن اگر وہ اظہار ہی کریں تو ان سے کہو کہ تمہاری پناہ واپس دے دیں، کیونکہ ہمیں یہ پسند نہیں کہ تمہاری دی ہوئی پناہ میں ہم دخل اندازی کریں لیکن ابو بکر کے اس اظہار کو بھی ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ابن الدغنے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے یہاں آیا اور کہا کہ جس شرط کے

الدُّغْنَةُ، وَقَالُوا لَابْنِ الدُّغْنَةِ : مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، فَلْيُصَلِّ فِيهَا وَالْيَقْرَأْ مَا شَاءَ، وَلَا يُؤْذِنَا بِذَلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنَ بِهِ، فَإِنَّا نَخْشَى أَنْ يَفْتِنَ نِسَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا. فَقَالَ ذَلِكَ ابْنُ الدُّغْنَةِ لِأَبِي بَكْرٍ، فَلَبِثَ أَبُو بَكْرٍ بِذَلِكَ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِي دَارِهِ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِصَلَاتِهِ وَلَا يَقْرَأُ فِي غَيْرِ دَارِهِ ثُمَّ بَدَأَ لِأَبِي بَكْرٍ فَاثْنَيْ مَسْجِدًا بِفَنَاءِ دَارِهِ وَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَنْفُذُ عَلَيْهِ نِسَاءَ الْمُشْرِكِينَ أَبْنَاءَهُمْ وَهُمْ يَنْجَبُونَ مِنْهُ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ. وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَاءَ لَا يَمْلِكُ عَيْنُهُ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأَفْرَغَ ذَلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَأَرْسَلُوا إِلَى ابْنِ الدُّغْنَةِ، فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوا: إِنَّا كُنَّا أَجْرُنَا أَبَا بَكْرٍ بِجَوَارِكَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، فَقَدْ جَاوَزَ ذَلِكَ فَاثْنَيْ مَسْجِدًا بِفَنَاءِ دَارِهِ فَأَعْلَنَ بِالصَّلَاةِ وَالْقِرَاءَةِ فِيهِ، وَإِنَّا قَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ نِسَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا، فَانْهَ؛ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَفْتَصِرَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَعَلْ، وَإِنْ أَبِي إِلَّا أَنْ يُعْلَنَ بِذَلِكَ فَسَلِّهْ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتُكَ، فَإِنَّا قَدْ كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ، وَلَسْنَا مُقَرَّرِينَ لِأَبِي بَكْرٍ الْإِسْتِعْلَانِ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَاتَى ابْنُ الدُّغْنَةِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتُ الَّذِي عَاقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ، فَإِنَّمَا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذَلِكَ وَإِنَّمَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيَّ ذِمَّتِي، فَإِنِّي لَا

ساتھ میں نے آپ کے ساتھ عہد کیا تھا وہ آپ کو معلوم ہے، اب یا آپ اس شرط پر قائم رہیں یا پھر میرے عہد کو واپس کیجئے کیونکہ یہ مجھے گوارا نہیں کہ عرب کے کانوں تک یہ بات پہنچے کہ میں نے ایک شخص کو پناہ دی تھی۔ لیکن اس میں (قریش کی طرف سے) دخل اندازی کی گئی۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہاری پناہ واپس کرتا ہوں اور اپنے رب عزوجل کی پناہ پر راضی اور خوش ہوں۔ حضور اکرم ﷺ ان دنوں مکہ میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تمہاری ہجرت کی جگہ مجھے خواب میں دکھائی گئی ہے وہاں کعبہ کے باغات ہیں اور دو پتھر بیلے میدانوں کے درمیان واقع ہے، چنانچہ جنہیں ہجرت کرنا تھا انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور جو لوگ سرزمین حبشہ ہجرت کر کے چلے گئے تھے وہ بھی مدینہ چلے آئے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ ہجرت کی تیاری شروع کر دی لیکن حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کچھ دنوں کے لئے توقف کرو۔ مجھے توقع ہے کہ ہجرت کی اجازت مجھے بھی مل جائے گی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا واقعی آپ کو بھی اس کی توقع ہے، میرے باپ آپ پر فدا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی رفاقت سفر کے خیال سے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا اور دو اونٹنیوں کو جو ان کے پاس تھیں کیکر کے پتے کھلا کر تیار کرنے لگے چار مہینے تک۔ ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، ایک دن ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر بیٹھے ہوئے تھے بھری دوپہر تھی کہ کسی نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا رسول اللہ ﷺ سر پر رومال ڈالے تشریف لارہے ہیں، حضور ﷺ کا معمول ہمارے یہاں اس وقت آنے کا نہیں تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے حضور ﷺ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ ایسے وقت میں آپ کسی خاص وجہ سے ہی تشریف لائے ہوں گے، انہوں نے بیان کیا کہ پھر حضور ﷺ تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اجازت دی تو آپ اندر داخل ہوئے پھر حضور ﷺ نے ان سے فرمایا

أَجِبْ أَنْ تَسْمَعَ الْقُرْبَىٰ أَلِيَّ أَخْفِرْتُ عَلَى رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهُ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَإِنِّي أَرُدُّ إِلَيْكَ جَوَارِكَ، وَأَرْضِي بِجَوَارِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. وَالنَّبِيُّ ﷺ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْمُسْلِمِينَ: ((إِنِّي أَرِنْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ لَيْلٍ لِّئِنْ لَا تَبْغَيْنِ، وَهَمَّا الْحَرَّتَانِ)). فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قَبْلَ الْمَدِينَةِ، وَرَجَعَ عَامَةً مِّنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ قَبْلَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((عَلَى رِسْلِكَ، فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي)). فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَهَلْ تَرْجُو ذَلِكَ بِأَبِي أَنْتَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِيَضْحَكَهُ وَغَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَّ السُّمُرُ - وَهُوَ الْخَبْطُ - أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: قَبِينَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ فِي نَحْرِ الظُّهَيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَقَنَّعًا - فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا - فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِدَاءُ لَهُ أَبِي وَأُمِّي، وَاللَّهِ مَا جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ. قَالَتْ: فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنَ، فَأُذِنَ لَهُ، فَدَخَلَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ: أَخْرِجْ مِنْ عِنْدِكَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لَكُمْ فِي الْخُرُوجِ.

اس وقت یہاں سے تھوڑی دیر کے لئے سب کو اٹھا دو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہاں اس وقت تو سب گھر کے ہی آدمی ہیں، میرے باپ آپ پر فدا ہوں، یا رسول اللہ ﷺ۔ حضور ﷺ نے اس کے بعد فرمایا کہ مجھے ہجرت کی اجازت دے دی گئی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میرے باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ! کیا مجھے رفاقت سفر کا شرف حاصل ہو سکے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے باپ آپ پر فدا ہوں ان دونوں میں سے ایک اونٹنی آپ لے لیجئے! حضور ﷺ نے فرمایا لیکن قیمت سے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم نے جلدی جلدی ان کے لئے تیاریاں شروع کر دیں اور کچھ توشہ ایک تھیلے میں رکھ دیا۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے اپنے چلکے کے ٹکڑے کر کے تھیلے کا منہ اس سے باندھ دیا اور اسی وجہ سے ان کا نام ذات النطاق (چلکے والی) پڑ گیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جبل ثور کے غار میں پڑاؤ کیا اور تین راتیں وہیں گزاریں عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ رات وہیں جا کر گزارا کرتے تھے، یہ نوجوان بہت سمجھدار تھے اور ذہین بے حد تھے۔ سحر کے وقت وہاں سے نکل آتے اور صبح سویرے ہی مکہ پہنچ جاتے جیسے وہیں رات گزری ہو۔ پھر جو کچھ یہاں سنتے اور جس کے ذریعہ ان حضرات کے خلاف کارروائی کے لئے کوئی تدبیر کی جاتی تو اسے محفوظ رکھتے اور جب اندھیرا چھا جاتا تو تمام اطلاعات یہاں آکر پہنچاتے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ آپ ہر دو کے لئے قریب ہی دودھ دینے والی بکری چرایا کرتے تھے اور جب کچھ رات گزر جاتی تو اسے غار میں لاتے تھے۔ آپ اسی پر رات گزارتے اس دودھ کو گرم لوہے کے ذریعہ گرم کر لیا جاتا تھا۔ صبح منہ اندھیرے ہی عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ غار سے نکل آتے تھے ان تین راتوں میں روزانہ کا ان کا یہی دستور تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بنی الدیل جو بنی عبد بن عدی کی شاخ تھی، کے ایک شخص کو راستہ بتانے کے لئے اجرت پر اپنے ساتھ رکھا تھا۔ یہ شخص راستوں کا بڑا ماہر تھا۔ آل عاص بن

لَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: الصَّحَابَةُ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((نَعَمْ))
قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَخَذَّ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِحْدَى رَاحِلَتِي هَاتَيْنِ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بِالْثَمَنِ))، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجَهَزْنَاهُمَا أَحْتُ الْجِهَازِ، وَصَنَعْنَا لَهُمَا سَفْرَةَ فِي جِرَابٍ، فَقَطَعْتَ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا فَرَبَطْتَ بِهِ عَلَى فَمِ الْجِرَابِ، فَبِذَلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتُ النِّطَاقِ. قَالَتْ: ثُمَّ لَحِقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ بَغَارَ فِي جَبَلِ ثَوْرٍ، فَكُنْمَا فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ. بَيْنَتْ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌ ثَقِفَ لِقْنًا، فَبِذَلِكَ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍ، فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَنَابِتٍ، فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكْتَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاَهُ حَتَّى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذَلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ، وَيَرْغَى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ فَيُرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَيَبِينَانِ فِي رَسُولٍ - وَهُوَ لَبَنٌ مِنْحَتُهُمَا وَرَضِيحَتُهُمَا - حَتَّى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِفَلَسٍ، يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ. وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدَّلِيلِ، وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خَبْرِيًّا - وَالْخَبْرِيَّةُ الْمَاهِرُ بِالْهَدَايَةِ - قَدْ غَمَسَ حَلْفًا فِي عَالِ الْغَاصِ بْنِ وَإِبِلٍ

واکل سہمی کا یہ حلیف بھی تھا اور کفار قریش کے دین پر قائم تھا۔ ان بزرگوں نے اس پر اعتماد کیا اور اپنے دونوں اونٹ اس کے حوالے کر دیئے۔ قرار یہ پایا تھا کہ تین راتیں گزار کر یہ شخص غار ثور میں ان سے ملاقات کرے۔ چنانچہ تیسری رات کی صبح کو وہ دونوں اونٹ لے کر (آگیا) اب عامر بن لہیرہؓ اور یہ راستہ بتانے والا ان حضرات کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے ساحل کے راستے سے ہوتے ہوئے۔

(۳۹۰۶) ابن شہاب نے بیان کیا اور مجھے عبدالرحمن بن مالک مدنی نے خبر دی، وہ سراقہ بن مالک بن جعثم کے بیٹھے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں خبر دی اور انہوں نے سراقہ بن جعثمؓ کو یہ کہتے سنا کہ ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد آئے اور یہ پیش کش کی کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کو اگر کوئی شخص قتل کر دے یا قید کر لائے تو اسے ہر ایک کے بدلے میں ایک سو اونٹ دیئے جائیں گے۔ میں اپنی قوم بنی مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان کا ایک آدمی سامنے آیا اور ہمارے قریب کھڑا ہو گیا۔ ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا سراقہ! ساحل پر میں ابھی چند سائے دیکھ کر آ رہا ہوں میرا خیال ہے کہ وہ محمد اور ان کے ساتھی ہی ہیں (ﷺ)۔ سراقہؓ نے کہا میں سمجھ گیا اس کا خیال صحیح ہے لیکن میں نے اس سے کہا کہ وہ لوگ نہیں ہیں میں نے فلاں فلاں آدمی کو دیکھا ہے ہمارے سامنے سے اسی طرف گئے ہیں۔ اس کے بعد میں مجلس میں تھوڑی دیر اور بیٹھا رہا اور پھر اٹھتے ہی گھر گیا اور اپنی لونڈی سے کہا کہ میرے گھوڑے کو لے کر ٹیلے کے پیچھے چلی جائے اور وہیں میرا انتظار کرے، اس کے بعد میں نے اپنا نیزہ اٹھایا اور گھر کی پشت کی طرف سے باہر نکل آیا میں نیزے کی نوک سے زمین پر لکیر کھینچتا ہوا چلا گیا اور اوپر کے حصے کو چھپائے ہوئے تھا۔ (سراقہ یہ سب کچھ اس لئے کر رہا تھا کہ کسی کو خبر نہ ہو ورنہ وہ بھی میرے انعام میں شریک ہو جائے گا) میں گھوڑے کے پاس آ کر اس پر سوار ہوا اور صبار فاری کے ساتھ اسے لے چلا، جتنی جلدی کے ساتھ بھی میرے لئے ممکن تھا،

السَّهْمِيُّ، وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، فَأَمَانَهُ، فَذَلَعَاهُ إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْنِ، وَوَعَدَاهُ غَارَ ثُورٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صَبَحَ ثَلَاثَ، وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ لَهَيْرَةَ الدَّلِيلُ، فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيقَ السَّوَاخِلِ)).

[راجع: ۴۷۶]

۳۹۰۶ - قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَالِكِ الْمَذَلِجِيُّ - وَهُوَ ابْنُ أَخِي سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْثَمٍ - أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُرَاقَةَ بْنَ جُعْثَمٍ يَقُولُ: ((جَاءَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ يَسْجَعُونَ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ دِيَّةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَسْرَهُ. فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِي بَنِي مَذَلِجٍ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتَّى قَالَ: عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوسٌ فَقَالَ: يَا سُرَاقَةَ، إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ آتِفًا أَسْوَدَةً بِالسَّاحِلِ أَرَاهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ. قَالَ سُرَاقَةُ: فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ. فَقُلْتُ لَهُ: لَيْسُوا بِهِمْ، وَلَكِنَّكَ رَأَيْتَ فَلَانًا وَفَلَانًا انْطَلَقُوا بِأَعْيُنِنَا. ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً، ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ فَأَمَرْتُ جَارِيَّتِي أَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِي - وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ أَكْمَةِ - فَتَحْسِبَهَا عَلَيَّ، وَأَخَذْتُ رُمْحِي فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ فَخَطَطْتُ بِرُجُوهِ الْأَرْضِ، وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ، حَتَّى أَتَيْتُ فَرَسِي فَوَكَّيْتُهَا، فَوَفَّعْتُهَا تَقَرَّبَ بِي، حَتَّى دَنَوْتُ مِنْهُمْ، فَعَثَرَتْ بِي

آخر میں نے ان کو پا ہی لیا۔ اسی وقت گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور مجھے زمین پر گرا دیا۔ لیکن میں کھڑا ہو گیا اور اپنا ہاتھ ترکش کی طرف بڑھایا اس میں سے تیر نکال کر میں نے فال نکالی کہ آیا میں انہیں نقصان پہنچا سکتا ہوں یا نہیں۔ فال (اب بھی) وہ نکلی جسے میں پسند نہیں کرتا تھا۔ لیکن میں دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور تیروں کے فال کی پرواہ نہیں کی۔ پھر میرا گھوڑا مجھے تیزی کے ساتھ دوڑائے لئے جا رہا تھا۔ آخر جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی قرات سنی، آنحضرت ﷺ میری طرف کوئی توجہ نہیں کر رہے تھے لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بار بار مڑ کر دیکھتے تھے، تو میرے گھوڑے کے آگے کے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے جب وہ ٹخنوں تک دھنس گیا تو میں اس کے اوپر گر پڑا اور اسے اٹھنے کے لئے ڈانٹا میں نے اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے پاؤں زمین سے نہیں نکال سکا۔ بڑی مشکل سے جب اس نے پوری طرح کھڑے ہونے کی کوشش کی تو اس کے آگے کے پاؤں سے منتشر سا غبار اٹھ کر دھوئیں کی طرح آسمان کی طرف چڑھنے لگا۔ میں نے تیروں سے فال نکالی لیکن اس مرتبہ بھی وہی فال آئی جسے میں پسند نہیں کرتا تھا۔ اس وقت میں نے آنحضرت ﷺ کو امان کے لئے پکارا۔ میری آواز پر وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس آیا۔ ان تک برہے ارادے کے ساتھ پہنچنے سے جس طرح مجھے روک دیا گیا تھا، اسی سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت غالب آکر رہے گی۔ اس لئے میں نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ کی قوم نے آپ کے مارنے کے لئے سو اونٹوں کے انعام کا اعلان کیا ہے۔ پھر میں نے آپ کو قریش کے ارادوں کی اطلاع دی۔ میں نے ان حضرات کی خدمت میں کچھ توشہ اور سامان پیش کیا لیکن حضور ﷺ نے اسے قبول نہیں فرمایا مجھ سے کسی اور چیز کا بھی مطالبہ نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ ہمارے متعلق راز داری سے کام لینا لیکن میں نے عرض کی کہ آپ میرے لئے ایک امیر کی تحریر لکھ دیجئے۔ حضور ﷺ نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا

فَرَسِي، فَخَرَزْتُ عَنْهَا، فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ
يَدِي إِلَى كِنَانِي فَاسْتَخَرْتُ مِنْهَا
الْأَزْلَامَ، فَاسْتَفْسَمْتُ بِهَا: أَصْرُهُمْ أَمْ لَا؟
فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ، فَرَكِبْتُ فَرَسِي -
وَعَصَبْتُ الْأَزْلَامَ - تَقَرَّبَ بِي، حَتَّى إِذَا
سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ لَا
يَلْقِي، وَأَبُو بَكْرٍ يَكْتُمُ الْإِلْفَاتِ، سَاخَتْ
بِذَا فَرَسِي لِي الْأَرْضُ حَتَّى بَلَغَتَا
الرُّكْبَتَيْنِ. فَخَرَزْتُ عَنْهَا، ثُمَّ زَجَرْتُهَا،
فَنَهَضَتْ فَلَمْ تَكُذْ تَخْرُجْ يَدِيهَا، فَلَمَّا
اسْتَوَتْ قَائِمَةً إِذَا لَأَثَرُ يَدَيْهَا عَثَانٍ سَاطِعٍ
فِي السَّمَاءِ مِثْلُ الدُّخَانِ، فَاسْتَفْسَمْتُ
بِالْأَزْلَامِ فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ. فَادْبَيْتُهُمْ
بِالْأَمَانِ، فَوَقَفُوا، فَرَكِبْتُ فَرَسِي حَتَّى
جَنَيْتُهُمْ. وَوَقَعَ فِي نَفْسِي حِينَ لَقِيتُ مَا
لَقِيتُ مِنَ الْحَسَنِ عَنْهُمْ أَنْ سَيَظْهَرُ أَمْرُ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ
جَعَلُوا فِيكَ الدِّيَّةَ. وَأَخْبَرْتُهُمْ أَخْبَارَ مَا
يُرِيدُ النَّاسُ بِهِمْ، وَغَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ
وَالْمَتَاعَ، فَلَمْ يَزِزْ أَمْرِي، وَلَمْ يَسْأَلْنِي إِلَّا
أَنْ قَالَ: أَخْبِرْ عَنَّا. فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِي
كِتَابَ أَمْنٍ، فَأَمَرَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ فَكَتَبَ
لِي رُقْعَةً مِنْ أَدِيمٍ، ثُمَّ مَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
(ﷺ). قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ
بْنُ الزُّبَيْرِ ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَقِيَ الزُّبَيْرَ
فِي رَكْبٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا بَجَارًا
قَائِلِينَ مِنَ الشَّامِ، فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

وَأَبَا بَكْرٍ ثِيَابَ بَيَاضٍ. وَسَمِعَ الْمُسْلِمُونَ بِالْمَدِينَةِ مَخْرَجَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ، فَكَانُوا يَغْدُونَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُونَهُ، حَتَّى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيرَةِ، فَانْقَلَبُوا يَوْمًا بَعْدَمَا أَطَالُوا انْتِظَارَهُمْ، فَلَمَّا أَوْزَا إِلَى يُبُوتِهِمْ أَوْفَى رَجُلٌ مِنَ يَهُودٍ عَلَى أَطْمٍ مِنْ أَطَامِهِمْ لِأَمْرِ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَبَصُرَ بِرَسُولِ اللَّهِ وَأَصْحَابِهِ مُبِيضِينَ يَزُولُ بِهِمُ السَّرَابُ، فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُودِيُّ أَنْ قَالَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا مَعْاشِرَ الْعَرَبِ، هَذَا جَدُّكُمْ الَّذِينَ تَنْتَظِرُونَ. فَتَارَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى السَّلَاحِ، فَتَلَقَوْا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ، فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ حَتَّى نَزَلَ بِهِمْ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَذَلِكَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَجَبِ الْأَوَّلِ، فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ جَاءَ مِنَ الْأَنْصَارِ - مِمَّنْ لَمْ يَرَوْا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ - يُحَيِّي أَبَا بَكْرٍ، حَتَّى أَصَابَتْ الشَّمْسُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بَرْدَانِهِ، فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ؛ فَلَبِثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بَضْعَ عَشْرَةِ لَيْلَةٍ، وَأُسِّسَ الْمَسْجِدُ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى، وَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ، فَسَارَ يَمْشِي مَعَ النَّاسِ، حَتَّى بَرَكْتَ عِنْدَ مَسْجِدِ

اور انہوں نے چڑے کے ایک رقعہ پر تحریر امن لکھ دی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے۔ ابن شہاب نے بیان کیا اور انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کی ملاقات زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی جو مسلمانوں کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس آ رہے تھے۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سفید پوشاک پیش کی۔ ادھر مدینہ میں بھی مسلمانوں کو حضور ﷺ کی مکہ سے ہجرت کی اطلاع ہو چکی تھی اور یہ لوگ روزانہ صبح کو مقام حرہ تک آتے اور انتظار کرتے رہتے لیکن دوپہر کی گرمی کی وجہ سے (دوپہر کو) انہیں واپس جانا پڑا تھا ایک دن جب بہت طویل انتظار کے بعد سب لوگ واپس آ گئے اور اپنے گھر پہنچ گئے تو ایک یہودی اپنے ایک محل پر کچھ دیکھنے چڑھا۔ اس نے آنحضرت ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھا سفید سفید چلے آ رہے ہیں۔ (یا تیزی سے جلدی جلدی آ رہے ہیں) جتنا آپ نزدیک ہو رہے تھے اتنی ہی دور سے پانی کی طرح ریتی کا چمکانا ہوتا جاتا تھا۔ یہودی بے اختیار چلا اٹھا کہ اے عرب کے لوگو! تمہارے یہ بزرگ سردار آ گئے جن کا تمہیں انتظار تھا۔ مسلمان ہتھیار لے کر دوڑ پڑے اور حضور ﷺ کا مقام حرہ پر استقبال کیا۔ آپ نے ان کے ساتھ داہنی طرف کا راستہ اختیار کیا اور بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں قیام کیا۔ یہ رجب الاول کا مہینہ اور پیر کا دن تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں سے ملنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ خاموش بیٹھے رہے۔ انصار کے جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو سلام کر رہے تھے۔ لیکن جب حضور اکرم ﷺ پر دھوپ پڑنے لگی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر سے آنحضرت ﷺ پر سایہ کیا۔ اس وقت سب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے بنی عمرو بن عوف میں تقریباً دس راتوں تک قیام کیا اور وہ مسجد (قبا) جس کی بنیاد تقویٰ پر قائم ہے وہ اسی دوران میں تعمیر ہوئی اور آپ نے اس میں نماز پڑھی پھر (جمعہ کے دن) آنحضرت ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار

ہوئے اور صحابہ بھی آپ کے ساتھ پیدل روانہ ہوئے۔ آخر آپ کی سواری مدینہ منورہ میں اس مقام پر آکر بیٹھ گئی جہاں اب مسجد نبوی ہے۔ اس مقام پر چند مسلمان ان دنوں نماز ادا کیا کرتے تھے۔ یہ جگہ سہیل اور سہل (رضی اللہ عنہما) دو یتیم بچوں کی تھی اور کھجور کا یہاں کھلیاں لگتا تھا۔ یہ دونوں بچے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے جب آپ کی اونٹنی وہاں بیٹھ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ یہی ہمارے قیام کی جگہ ہوگی۔ اس کے بعد آپ نے دونوں یتیم بچوں کو بلایا اور ان سے اس جگہ کا معاملہ کرنا چاہا تاکہ وہاں مسجد تعمیر کی جاسکے۔ دونوں بچوں نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ ﷺ! ہم یہ جگہ آپ کو مفت دے دیں گے، لیکن حضور ﷺ نے مفت طور پر قبول کرنے سے انکار کیا۔ زمین کی قیمت ادا کر کے لے لی اور وہیں مسجد تعمیر کی۔ اس کی تعمیر کے وقت خود حضور اکرم ﷺ بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اینٹوں کے ڈھونے میں شریک تھے۔ اینٹ ڈھونے وقت آپ فرماتے جاتے تھے کہ ”یہ بوجھ خیر کے بوجھ نہیں ہیں بلکہ اس کا اجر و ثواب اللہ کے یہاں باقی رہنے والا ہے اور اس میں بہت طہارت اور پائی ہے“ اور آنحضرت ﷺ دعا فرماتے تھے کہ ”اے اللہ! اجر تو بس آخرت ہی کا ہے پس“ تو انصار اور مہاجرین پر اپنی رحمت نازل فرما“ اس طرح آپ نے ایک مسلمان شاعر کا شعر پڑھا جن کا نام مجھے معلوم نہیں، ابن شلاب نے بیان کیا کہ احادیث سے ہمیں یہ اب تک معلوم نہیں ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے اس شعر کے سوا کسی بھی شاعر کے پورے شعر کو کسی موقع پر پڑھا ہو۔

واقعہ ہجرت اجماع اور تفصیل کے ساتھ موقع بہ موقع کئی جگہ بیان میں آیا ہے۔ تاریخ اسلام میں اس کی بڑی اہمیت ہے، لہذا ۲۷ صفر ۱۳ نبوت ۱۲ شعبہ ۶۲۱ء کی تاریخ تھی کہ رسول کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر شرمکہ سے مکہ سے چار۔ پانچ میل کے فاصلہ پر کوہ ثور ہے جس کی چڑھائی سرتوڑ ہے۔ آپ بعد مشقت پہاڑ کے اوپر جا کر ایک غار میں قیام پذیر ہوئے۔

الحمد للہ ۱۹۷۰ء کے حج مبارک کے موقع پر میں بھی اس غار تک جا کر وہاں تھوڑی دیر تاریخ ہجرت کو یاد کر چکا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ کا تین دن وہاں قیام رہا جو تھی شب میں وہاں سے ہر دو بزرگ عازم مدینہ ہوئے۔ عامر بن نفیرہ رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن ارقطہ رضی اللہ عنہ کو بھی، معاذ بن عمرو، سف کی حیثیت سے ساتھ لے گئے۔ مدینہ کی جانب یکم ربیع الاول روز دو شعبہ ۱۲ ستمبر ۶۲۲ء کو روانگی ہوئی۔ مکہ والوں نے

الرَّسُولَ ﷺ بِالْمَدِينَةِ، وَهُوَ يُصَلِّي فِيهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَكَانَ مَرْتَبًا لِلنَّصْرِ لِسَهْلٍ وَسَهْلٍ غُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي حَجْرٍ أَسْعَدَ بْنِ زُرَّارَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ بَرَكْتَ بِهِ رَاحِلَتُهُ: ((هَذَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ التَّمْزِيلُ)). ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْغُلَامَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمَرْتَبَةِ لِيَتَّخِذَهُ مَسْجِدًا، فَقَالَا: بَلْ نَهْبُهُ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَبَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُمَا هِبَةً حَتَّى ابْتَاغَهُ مِنْهُمَا، ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا، وَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبَنَ فِي بُنْيَانِهِ وَيَقُولُ: هُوَ يَنْقُلُ اللَّبَنَ هَذَا الْجَمَالُ لَا جَمَالَ خَيْرٌ هَذَا أَبْرُ رَبَّنَا وَأَطْهَرُ وَيَقُولُ:

اللَّهُمَّ إِنَّ الْأَجَرَ أَجْرُ الْآخِرَةِ فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ فَتَمَثَّلْ بِشِعْرِ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يُسَمَّ لِي. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَلَمْ يَلْفُظْ فِي الْأَحَادِيثِ - أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَمَثَّلَ بِشِعْرِ تَامٍ غَيْرِ هَذِهِ الْآيَاتِ.

تَمَثَّلْ

آپ ہر دو کی گرفتاری کے لئے چاروں طرف جاسوس دوڑا دیئے تھے۔ جن میں ایک سراقہ بن جعشمؓ بھی تھا جو اپنی گھوڑی پر سوار مسلح رابغ سے کچھ آگے آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچ گیا تھا مگر آپ کی بددعا سے گھوڑی کے پیر زمین میں دھنسن گئے اور سراقہ سمجھ گیا کہ ایک سچے رسول ﷺ پر حملہ آسان نہیں ہے، جس کے ساتھ اللہ کی مدد ہے۔ آخر وہ امن کا طلب گار ہوا اور تحریری طور پر اسے امان دے دی گئی۔ غار سے نکل کر پہلے ہی دن آپ کا گزر ام معبد کے خیمہ پر ہوا تھا جو قوم خزاعہ سے تھی اور سربراہ مسافروں کی خدمت کے لئے مشہور تھی۔ الاستیعاب میں ہے کہ جب سراقہ واپس ہونے لگا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا سراقہ اس وقت تیری کیا شان ہو گی جب کسریٰ کے شاہی کنگن تیرے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے، سراقہؓ اہل کے بعد مسلمان ہوئے اور خلافت فاروقی میں مدائن فتح ہوا اور کسریٰ کا تاج اور زیورات دربار خلافت میں آئے تو حضرت عمرؓ نے سراقہؓ کو بلا کر اس کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن پہنا دیئے اور زبان سے فرمایا اللہ اکبر اللہ کی بڑی شان ہے کہ کسریٰ کے کنگن سراقہؓ اعرابی کے ہاتھوں میں پہنا دیئے۔ خیمہ ام معبد پر آنحضرت ﷺ نے آرام فرمایا۔ وہاں سے روانہ ہونے پر راستہ میں بریدہ اسلمی ملا جو آپ کی تلاش میں نکلا تھا مگر آپ سے ہم کلام ہونے پر اپنے ستر ساتھیوں کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔ نیز راستہ ہی میں زبیر بن عوامؓ بھی ملے جو شام سے آرہے تھے اور مسلمانوں کا تجارت پیشہ گروہ بھی ان کے ساتھ تھا انہوں نے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کے لئے سفید پارچہ جات پیش کئے۔

۸ ربیع الاول روز دو شنبہ ۱۳ نبوی مطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء کو آپؐ قبا میں پہنچ گئے۔ پنج شنبہ تک یہاں قیام فرمایا اور اس دوران میں مسجد قبا کی بھی بنیاد رکھی، اسی جگہ شیر خدا حضرت علی مرتضیٰؓ بھی یہاں پہنچ گئے۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۷ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۶۲۲ء بروز جمعہ آپؐ قبا سے روانہ ہوئے جمعہ کا وقت بنو سالم کے گھروں میں ہو گیا۔ یہاں آپؐ نے سو آدمیوں کے ساتھ جمعہ پڑھا جو اسلام میں پہلا جمعہ تھا۔ اس کے بعد آپؐ یشب کی جنوبی جانب سے شہر میں داخل ہوئے اور آج ہی سے شہر کا نام مدینہ النبی ہو گیا۔

عامر بن نفیرہؓ جو آپؐ کے ساتھ سفر میں تھا، یہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا غلام تھا۔ حضرت اسماءؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی صاحبزادی ہیں انہوں نے توشہ ایک چمڑے کے تھیلے میں رکھا اور اس کا منہ باندھنے کے لئے اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کر دیئے اور اس سے تھیلہ کا منہ باندھا اس روز سے اس خاتون کا لقب ذات النطاقین ہو گیا۔ عبد اللہ بن ابی رقیطؓ راستہ کا ماہر تھا اور عاص بن وائلؓ سہمی کے خاندان کا حلیف تھا۔ جس نے عربی قلعہ کے مطابق ایک پیالہ میں ہاتھ ڈبو کر اس کے ساتھ حلف کی تھی، ایسے پیالے میں کوئی رنگ یا خون بھرا جاتا تھا۔ سراقہ بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میں نے پانی لئے اور فال کھولی کہ مجھ کو آنحضرت ﷺ کا پیچھا کرنا چاہیئے یا نہیں مگر فال میرے خلاف نکلی کہ میں ان کا کچھ نقصان نہ کر سکوں گا۔ عرب تیروں پر فال کھولا کرتے تھے۔ ایک پر کام کرنا لکھتے دوسرے پر نہ کرنا لکھتے، پھر تیر نکالنے میں جو ناسخ نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے۔ سراقہؓ نے پروانہ امن حاصل کر کے اپنے ترکش میں رکھ لیا تھا۔ روایت میں لفظ یزول بہم السراب کے الفاظ ہیں۔ سراب وہ ریتی جو دھوپ میں پانی کی طرح چمکتی ہے۔ حافظ نے کہا بعض نے اس کا مطلب یوں کہا ہے کہ آنکھ میں ان کے آنے کی حرکت معلوم ہو رہی تھی لیکن نزدیک آچکے تھے۔ یہ یہودی کا ذکر ہے جس نے اپنے محل کے اوپر سے سفر میں آئے ہوئے نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر اہل مدینہ کو بشارت دی تھی کہ تمہارے بزرگ سردار آ پہنچے۔ شروع میں مدینہ والے رسول کریم ﷺ کو نہ پہچان سکے اس لئے حضرت ابو بکرؓ آپؐ پر کھڑے کا سلیہ کرنے کھڑے ہو گئے۔ ابو بکرؓ بڑھ بڑھ سے سفید ریش تھے اور آنحضرت ﷺ کی مبارک ڈاڑھی سیاہ تھی۔ لہذا لوگوں نے ابو بکرؓ ہی کو پیغمبر سمجھا ابو بکرؓ کو جلدی سفیدی آگئی تھی ورنہ عمر میں وہ آنحضرت ﷺ سے دو اڑھائی برس چھوٹے تھے۔ آخر حدیث میں ذکر ہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت آپؐ نے ایک رجز پڑھا جس میں خیر کے بوجھ کا ذکر ہے۔ خیر سے لوگ کجور انور وغیرہ لاد کر لایا کرتے تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خیر کا بوجھ اس بوجھ کے مقابلہ پر جو مسلمان تعمیر مسجد نبوی کے لئے پتھر اور گارے کی شکل میں اٹھا رہے تھے کچھ بھی نہیں ہے وہ دنیا میں کھاپی ڈالتے ہیں اور یہ بوجھ تو ایسا ہے جس کا ثواب ہمیشہ قائم رہے گا۔ جس مسلمان کا شعر آنحضرت ﷺ نے پڑھا تھا:

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تھا، حدیث ہجرت کے بارے میں یہ چند وضاحتی نوٹ لکھے گئے ہیں ورنہ تفصیلات بہت کچھ ہیں۔

(۳۹۰۷) ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد اور فاطمہ بنت منذر نے اور ان سے اسماء بنتیہ نے کہ جب نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ ہجرت کر کے جانے لگے تو میں نے آپ دونوں کے لئے ناشتہ تیار کیا۔ میں نے اپنے والد (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ میرے بچے کے سوا اور کوئی چیز اس وقت میرے پاس ایسی نہیں جس سے میں اس ناشتہ کو باندھ دوں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ پھر اس کے دو ٹکڑے کر لو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور اس وقت سے میرا نام ذات النطاقین (دو ٹکڑوں والی) ہو گیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسماء کو ذات النطاقین کہا۔

[راجع: ۲۹۷۹]

یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں ان کو ذات النطاقین کہا جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے ہجرت کی رات میں اپنے بچے کے کو پھاڑ کر دو حصے کئے تھے ایک حصہ میں توشہ دان باندھا اور دوسرے کو مشکیزہ پر باندھ دیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دس سال بڑی تھیں ان ہی کے فرزند حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو حجاج ظالم نے قتل کرایا تھا، اس حادثہ کے کچھ دن بعد ایک سو سال کی عمر پر حضرت اسماءؓ نے ۷۳ھ میں انتقال فرمایا رضی اللہ عنہا وارضیٰ لہا آمین۔

(۳۹۰۸) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا جب نبی کریم ﷺ مدینہ کے لیے روانہ ہوئے تو سراقہ بن مالک بن جشم نے آپؐ کا پیچھا کیا آنحضرت ﷺ نے اس کیلئے بددعا کی تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا، اس نے عرض کی کہ میرے لئے اللہ سے دعا کیجئے (کہ اس مصیبت سے نجات دے) میں آپؐ کا کوئی نقصان نہیں کروں گا، آپؐ نے اس کیلئے دعا کی۔ (اس کا گھوڑا زمین سے نکل آیا) رسول اللہ ﷺ کو ایک مرتبہ راستے میں پیاس معلوم ہوئی اتنے میں ایک چرواہا گزرا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے ایک پیالہ لیا اور اس میں (ریوڑ کی ایک بکری) کا تھوڑا سا دودھ دوہا، وہ دودھ میں نے آپؐ کی خدمت میں لا کر پیش کیا جسے آپؐ نے نوش فرمایا کہ مجھے خوشی حاصل

۳۹۰۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((لَمَّا أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ تَبِعَهُ سَرَّاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشَمٍ، فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ فَسَاحَتْ بِهِ فَرَسُهُ قَالَ: اذْغِ اللَّهُ لِي وَلَا أَضْرُلْكَ، فَدَعَا لَهُ، قَالَ فَعَطِشَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَرًا بِرَاعٍ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَأَخَذْتُ فَدَحَا فَحَلَلْتُ فِيهِ كُنْبَةً مِنْ لَبَنٍ، فَاتَيْنَهُ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيَ)).

[راجع: ۲۴۳۹]

ہوئی۔

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ بڑے اونچے درجہ کے شاعر تھے اس موقع پر بھی انہوں نے ایک قصیدہ پیش کیا تھا ۲۴ھ میں ان کی

وفات ہوئی۔

(۳۹۰۹) مجھ سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت اسماء بنتیہؓ نے کہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان کے پیٹ میں تھے، انہیں دنوں جب حمل کی مدت بھی پوری ہو چکی تھی، میں مدینہ کے لئے روانہ ہوئی یہاں پہنچ کر میں نے قبائیں پڑاؤ کیا اور یہیں عبد اللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ پھر میں انہیں لے کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کی گود میں اسے رکھ دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ایک کھجور طلب فرمائی اور اسے چبا کر آپ نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے منہ میں اسے رکھ دیا۔ چنانچہ سب سے پہلی چیز جو عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ حضور اکرم ﷺ کا مبارک لعاب تھا۔ اس کے بعد آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور اللہ سے ان کے لئے برکت طلب کی۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے بچے ہیں جن کی پیدائش ہجرت کے بعد ہوئی۔ زکریا کے ساتھ اس روایت کی متابعت خالد بن مخلد نے کی ہے۔ ان سے علی بن مسرر نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت اسماء بنتیہؓ نے کہ جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کو نکلیں تھیں تو وہ حاملہ تھیں۔

حضرت اسماء بنتیہؓ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، جن کے بطن سے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جن کا تاریخ

اسلام میں بہت بڑا مقام ہے۔

(۳۹۱۰) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسامہ نے، ان سے ہشام بن عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ بنتیہؓ نے بیان کیا کہ سب سے پہلا بچہ جو اسلام میں (ہجرت کے بعد) پیدا ہوا، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں، انہیں لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے تو آنحضرت ﷺ نے ایک کھجور لے کر اسے چبایا پھر اس کو ان کے منہ میں ڈال دیا۔ اس لئے سب سے پہلی چیز جو ان کے پیٹ میں گئی وہ آنحضرت

۳۹۰۹- حَدَّثَنِي زَكْرِيَاءُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي أَسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ غَزْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَتْ: فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ، فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ، فَزِلْتُ بِقُبَاءَ فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءَ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِي حَجَرِهِ، ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ، لَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ حَنَكُهُ بِتَمْرَةٍ، ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَكَ عَلَيْهِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وَلَدَ فِي الْإِسْلَامِ)). تَابَعَهُ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ مُسْنَبٍ عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ((أَنَّهَا هَاجَرَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ حَبْلَى)).

[طرفہ بی : ۵۴۶۹]۔

۳۹۱۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ أَبِي أَسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ غَزْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((أَوَّلُ مَوْلُودٍ وَلَدَ فِي الْإِسْلَامِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ : أَتَوْا بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ تَمْرَةً فَلَاكَهَا، ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِي فِيهِ، فَأَوَّلَ مَا دَخَلَ بَطْنَهُ رِيقُ

ﷺ کا لعاب مبارک تھا۔

النَّبِيِّ ﷺ))۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر اسد قریشی ہیں، مدینہ میں مہاجرین میں یہ سب سے پہلے بچے ہیں۔ جو اہ میں پیدا ہوئے، خود ان کے نانا جان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے کان میں اذان پڑھی۔ یہ بالکل صاف چہرہ والے تھے ایک بھی بال منہ پر نہیں تھا نہ داڑھی تھی۔ بڑے روزے رکھنے والے اور بہت نوافل پڑھنے والے تھے، مونے تازے بڑے قوی اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ حق بات ماننے والے، صلہ رحمی کرنے والے اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کی والدہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ ان کے نانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے ان کی دادی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی پھوپھی تھیں ان کی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں آٹھ سال کی عمر میں ان کو شرف بیعت حاصل ہوا۔ حجاج بن یوسف ظالم نے ان کو بڑی بے رحمی کے ساتھ مکہ میں قتل کیا۔ منگل کے دن ۱۷ جمادی الثانی ۷۳ھ کو ان کو سولی پر لٹکایا ان کی شہادت کے بعد حجاج بن یوسف عذاب خداوندی میں گرفتار ہوا جب بھی نیند آتی فوراً چوٹ کر کھڑا ہو جاتا اور کہتا عبداللہ مجھ سے انتقام لینے میرے سر پر کھڑا ہوا ہے۔ اس طرح بلبل کر کچھ دنوں بعد یہ ظالم بھی ختم ہو گیا۔ ۶۳ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اہل حجاز یمن، عراق اور خراسان کے مسلمانوں کی بڑی تعداد نے بیعت خلافت کی تھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے آٹھ حج بھی کئے تھے۔ آج اس دور کے ظالم و مظلوم لوگوں کی داستانیں باقی رہ گئیں ہیں۔ کاش! آج کے ظالمین ان سے عبرت حاصل کریں اور آیت قرآنیہ کے فلسفہ کو سمجھنے پر توجہ دیں ﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الانعام: ۳۵)

(۳۹۱۱) مجھ سے محمد بن شعیب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے باپ عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی سواری پر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بوڑھے ہو گئے تھے اور ان کو لوگ پہچانتے بھی تھے لیکن حضور اکرم ﷺ ابھی جوان معلوم ہوتے تھے اور آپ کو لوگ عام طور سے پہچانتے بھی نہ تھے۔ بیان کیا کہ اگر راستہ میں کوئی ملتا اور پوچھتا کہ اے ابوبکر! یہ تمہارے ساتھ کون صاحب ہیں؟ تو آپ جواب دیتے کہ یہ میرے ہادی ہیں، مجھے راستہ بتاتے ہیں پوچھنے والا یہ سمجھتا کہ مدینہ کا راستہ بتلانے والا ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مطلب اس کلام سے یہ تھا کہ آپ دین و ایمان کا راستہ بتلاتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے مڑے تو ایک سوار نظر آیا جو ان کے قریب آ چکا تھا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ سوار آگیا اور اب ہمارے قریب ہی پہنچنے والا ہے نبی کریم ﷺ نے بھی اسے مڑ کر دیکھا اور دعا

۳۹۱۱- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَقْبَلَ نَبِيُّ اللَّهِ إِلَى الْمَدِينَةِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أَبَا بَكْرٍ، وَأَبُو بَكْرٍ شَيْخٌ يُعْرِفُ وَنَبِيُّ اللَّهِ شَابٌّ لَا يُعْرِفُ. قَالَ: فَيَلْقَى الرَّجُلُ أَبَا بَكْرٍ فَيَقُولُ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَنْ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْكَ؟ فَيَقُولُ: هَذَا الرَّجُلُ يَهْدِينِي السَّبِيلَ، قَالَ: فَيَحْسِبُ الْحَاسِبُ أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي الطَّرِيقَ، وَإِنَّمَا يَعْنِي سَبِيلَ الْخَيْرِ. فَاتْلَفَتْ أَبُو بَكْرٍ لَإِذَا هُوَ بِفَارِسٍ قَدْ لَحِقَهُمْ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذَا فَارِسٌ قَدْ لَحِقَ بِنَا، فَاتْلَفَتْ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اصْرَعَهُ))؛ فَصْرَعَهُ

فرمائی کہ اے اللہ! اسے گرا دے چنانچہ گھوڑی نے اسے گرا دیا۔ پھر جب وہ ہنسنا ہی ہوئی اٹھی تو سوار (سراقہ) نے کہا اے اللہ کے نبی! آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اپنی جگہ کھڑا رہ اور دیکھ کسی کو ہماری طرف نہ آنے دیتا۔ راوی نے بیان کیا کہ وہی شخص جو صبح آپ کے خلاف تھا شام جب ہوئی تو آپ کا وہ ہتھیار تھا دشمن کو آپ سے روکنے لگا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ (مدینہ پہنچ کر) حرہ کے قریب اترے اور انصار کو بلا بھیجا۔ اکابر انصار حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں کو سلام کیا اور عرض کیا آپ سوار ہو جائیں آپ کی حفاظت اور فرمانبرداری کی جائے گی، چنانچہ حضور ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہما سوار ہو گئے اور ہتھیار بند انصار نے آپ دونوں کو حلقہ میں لے لیا۔ اتنے میں مدینہ میں بھی سب کو معلوم ہو گیا کہ حضور ﷺ تشریف لے چکے ہیں سب لوگ آپ کو دیکھنے کے لئے بلندی پر چڑھ گئے اور کہنے لگے کہ اللہ کے نبی آ گئے۔ اللہ کے نبی آ گئے۔ آنحضرت ﷺ مدینہ کی طرف چلتے رہے اور (مدینہ پہنچ کر) حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس سواری سے اتر گئے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (ایک یہودی عالم نے) اپنے گھر والوں سے حضور ﷺ کا ذکر سنا، وہ اس وقت اپنے ایک کھجور کے باغ میں تھے اور کھجور جمع کر رہے تھے انہوں نے (سننے ہی) بڑی جلدی کے ساتھ جو کچھ کھجور جمع کر چکے تھے اسے رکھ دینا چاہا لیکن جب آپ کی خدمت میں وہ حاضر ہوئے تو جمع شدہ کھجوریں ان کے ساتھ ہی تھیں انہوں نے نبی کریم ﷺ کی باتیں سنیں اور اپنے گھر واپس چلے آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے (ناہالی) اقارب میں کسی کا گھر یہاں سے زیادہ قریب ہے؟ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرا اے اللہ کے نبی! یہ میرا گھر ہے اور یہ اس کا دروازہ ہے فرمایا (اچھا تو جاؤ) دوپہر کو آرام کرنے کی جگہ ہمارے لئے درست کرو ہم دوپہر کو وہیں آرام کریں گے۔ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر آپ دونوں تشریف لے چلیں، اللہ مبارک کرے۔ حضور ﷺ ابھی ان کے گھر میں داخل ہوئے تھے کہ

الْفَرَسُ، ثُمَّ قَامَتْ تُحْمَجِمُ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ مُؤَنِّي بِمِ شَيْتٍ. قَالَ: ((فَقِفْ مَكَانَكَ، لَا تَتَرَكُنْ أَحَدًا يَلْحَقُ بِنَا)). قَالَ: فَكَانَ أَوَّلَ النَّهَارِ جَاهِدًا عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ، وَكَانَ آخِرَ النَّهَارِ مَسْلَحَةً لَهُ. فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَانِبَ الْحَرَّةِ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَاؤُوا إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِمَا وَقَالُوا: ارْكَبَا آمِنَيْنِ مُطَاعَيْنِ. فَرَكِبَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَحَفُوا ذُونَهُمَا بِالسَّلَاحِ، فَقِيلَ فِي الْمَدِينَةِ: جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ، جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَشْرَفُوا يَنْظُرُونَ وَيَقُولُونَ جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ، جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ فَأَقْبَلَ يَسِيرُ حَتَّى نَزَلَ جَانِبَ دَارِ أَبِي أَيُّوبَ فَإِنَّهُ لِيَحْدُثُ أَهْلُهُ إِذْ سَمِعَ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ وَهُوَ فِي نَخْلٍ لِأَهْلِهِ يَنْخَرِفُ لَهُمْ، فَعَجَلَ أَنْ يَضَعَ الدِّعَى يَخْتَرِفُ لَهُمْ فِيهَا، فَجَاءَ وَهِيَ مَعَهُ، فَسَمِعَ مِنْ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: ((أَيُّ بُيُوتِ أَهْلِنَا أَقْرَبُ؟)). قَالَ أَبُو أَيُّوبَ: أَنَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ، هَذِهِ دَارِي وَهَذَا بَابِي. قَالَ: ((فَانْطَلِقْ فَهِيَءَ لَنَا مَقِيلًا. قَالَ: فَوَمَا عَلَى بَرَكَةِ اللَّهِ)). فَلَمَّا جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ، وَأَنَّكَ جِئْتَ

عبداللہ بن سلام بھی آگئے اور کہا کہ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ آپ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں“ اور یہودی میرے متعلق اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار ہوں اور ان کے سردار کا بیٹا ہوں اور ان میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور ان کے سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہوں، اس لئے آپ اس سے پہلے کہ میرے اسلام لانے کا خیال انہیں معلوم ہو، بلائیے اور ان سے میرے بارے میں دریافت فرمائیے، کیونکہ انہیں اگر معلوم ہو گیا کہ میں اسلام لا چکا ہوں تو میرے متعلق غلط باتیں کہنی شروع کر دیں گے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے انہیں بلا بھیجا اور جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا اے یہودیو! افسوس تم پر، اللہ سے ڈرو، اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تم لوگ خوب جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول برحق ہوں اور یہ بھی کہ میں تمہارے پاس حق لے کر آیا ہوں، پھر اب اسلام میں داخل ہو جاؤ، انہوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں ہے، نبی کریم ﷺ نے ان سے اور انہوں نے آنحضرت ﷺ سے اس طرح تین مرتبہ کہا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اچھا عبداللہ بن سلام تم میں کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے، ہم میں سب سے زیادہ جاننے والے اور ہمارے سب سے بڑے عالم کے بیٹے، آپ نے فرمایا اگر وہ اسلام لے آئیں۔ پھر تمہارا کیا خیال ہو گا۔ کہنے لگے اللہ ان کی حفاظت کرے، وہ اسلام کیوں لانے لگے۔ آپ نے فرمایا ابن سلام! اب ان کے سامنے آ جاؤ۔ عبداللہ بن سلام بیٹھ باہر آ گئے اور کہا اے گروہ یہود! خدا سے ڈرو اس اللہ کی قسم! جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں تمہیں خوب معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ آپ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔ یہودیوں نے کہا تم جھوٹے ہو۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے باہر چلے جانے کے لئے فرمایا۔

بِحَقِّ، وَقَدْ عَلِمْتَ يَهُودُ أَنِّي سَيِّدُهُمْ
وَأَبْنُ سَيِّدِهِمْ وَأَعْلَمُهُمْ وَأَبْنُ
فَادْعُهُمْ فَأَسْأَلُهُمْ عَنِّي قَبْلَ أَنْ يَعْلَمُوا أَنِّي
قَدْ أَسْلَمْتُ، فَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوا أَنِّي
أَسْلَمْتُ قَالُوا فِيمَا مَا لَيْسَ فِيَّ. فَأَرْسَلَ نَبِيُّ
اللَّهِ ﷺ فَأَقْبَلُوا فَدَخَلُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمْ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا
مَعْشَرَ الْيَهُودِ، وَبَلَّغْتُكُمْ اتَّقُوا اللَّهَ، فَوَ اللَّهِ
لَئِذَا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنِّي
رَسُولُ اللَّهِ حَقًّا، وَأَنِّي جِئْتُكُمْ بِحَقِّ،
فَأَسْأَلُكُمْ)). قَالُوا: مَا نَعْلَمُكَ - قَالُوا
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَهَا ثَلَاثَ
مَرَّاتٍ - قَالَ: ((فَأَيُّ رَجُلٍ فَيَكُمُ عَبْدُ اللَّهِ
بِنِ سَلَامٍ؟)) قَالُوا: ذَاكَ سَيِّدُنَا، وَأَبْنُ
سَيِّدِنَا، وَأَعْلَمُنَا وَأَبْنُ أَعْلَمِنَا.

قَالَ: ((أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمْتُ؟)) قَالُوا: حَاشَا
لِلَّهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ. قَالَ: أَلَرَأَيْتُمْ إِنْ
أَسْلَمْتُ؟)) قَالُوا: حَاشَا لِلَّهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ.
قَالَ: ((أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمْتُ؟)) قَالُوا: حَاشَا
لِلَّهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ. قَالَ: ((يَا ابْنَ سَلَامٍ
اخْرُجْ عَلَيْهِمْ)). فَخَرَجَ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ
الْيَهُودِ، اتَّقُوا اللَّهَ، فَوَ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا
هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ، وَأَنَّهُ
جَاءَ بِحَقِّ. فَقَالُوا: كَذَبْتَ، فَاخْرَجَهُمْ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)).

[راجع: ۳۳۲۹]

نوٹ:- حضور اکرم ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے دو سال کئی مہینے عمر میں بڑے تھے لیکن اس وقت تک آپ کے بال سیاہ تھے، اس لئے

معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ نوجوان ہیں، لیکن ابوبکرؓ کی ڈاڑھی کے بال کئی سفید ہو چکے تھے۔ راوی نے اسی کی تعبیر بیان کی ہے ابوبکرؓ بڑھ چوکے تھے اور اکثر اطراف عرب کا سفر کرتے رہتے تھے اس لئے لوگ آپؐ کو پہچانتے تھے۔

تشریح حدیث مذکورہ میں واقعہ ہجرت سے متعلق چند امور بیان کئے گئے ہیں آنحضرتؐ نے ۲۷ مفر ۱۳ نبوی روز پنج شنبہ مطابق ۱۳ ستمبر ۶۲۲ء مکہ المکرمہ سے مدینہ منورہ کے لئے سفر شروع فرمایا مکہ سے چند میل فاصلہ پر کوہ ثور ہے ابتداء میں آپؐ نے اپنے سفر میں قیام کے لئے اسی پہاڑ کے ایک غار کو منتخب فرمایا جہاں تین راتوں تک آپؐ نے قیام فرمایا۔ اس کے بعد یکم ربیع الاول روز دو شنبہ مطابق ۲۱ ستمبر ۶۲۲ء میں آپؐ مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے راستے میں بہت سے موافق اور ناموافق حالات پیش آئے مگر آپؐ بفضلہ تعالیٰ ایک ہفتہ کے سفر کے بعد خیریت و عافیت کے ساتھ ۸ ربیع الاول ۱۳ نبوی روز دو شنبہ مطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء مدینہ کے متصل ایک بستی قبا نامی میں پہنچ گئے اور پنج شنبہ تک یہاں آرام فرمایا اس دوران میں آپؐ نے یہاں مسجد قبا کی بنیاد ڈالی ۱۲ ربیع الاول ۱۴ جمعہ کے دن آپؐ قبا سے روانہ ہو کر بنو سالم کے گھروں تک پہنچے تھے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا اور آپؐ نے یہاں سو مسلمانوں کے ساتھ جمعہ ادا کیا جو اسلام میں پہلا جمعہ تھا، جمعہ سے فارغ ہو کر آپؐ یثرب کے جنوبی جانب سے شہر میں داخل ہوئے اور آج شہر یثرب مدینہ النبی کے نام سے موسوم ہو گیا۔

آنحضرتؐ نے یثرب سے جو کچھ فرمایا وہ ان پیش گوئیوں کی بنا پر تھا جو توراۃ میں موجود تھیں چنانچہ حقوق نبی کی کتاب باب ۳ درس ۳ میں لکھا ہوا تھا کہ اللہ جنوب سے اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاراں سے آیا اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوئی، یہاں مدینہ کے داخلہ پر یہ اشارے ہیں۔ کتاب بسویا ۳۲ باب ۱۱ میں ہے کہ سلح کے باشندے ایک گیت گائیں گے۔ یہ گیت آنحضرتؐ کی تشریف آوری پر گایا گیا۔ مدینہ کا نام پہلے انبیاء کی کتابوں میں سلح ہے۔ جنگ خندق میں مسلمانوں نے جس جگہ خندق کھودی تھی وہاں ایک پہاڑی کا نام جبل سلح مدینہ والوں کی زبان پر عام مروج تھا۔ ان ہی پیش گوئیوں کی بنا پر حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے اسلام قبول فرمایا۔ ترمذی کی روایت کے مطابق عبداللہ بن سلامؓ نے رسول کریمؐ کا کلام پاک آپؐ کے لفظوں میں سنا تھا جس کے سنتے ہی وہ اسلام کے شیدا بن گئے۔ یا ایہا الناس افشوا السلام و اطعموا الطعام و صلوا! الاحرام و صلوا باللیل والناس لیام تدخلوا الجنہ بسلام یعنی ”اے لوگو! امن و سلامتی پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ اور صلہ رحمی کرو اور رات میں جب لوگ سوئے ہوئے ہوں اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھو۔ ان علموں کے نتیجے میں تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔“ اولین میزبان رسول کریمؐ حضرت ابو ایوب انصاریؓ بڑے ہی خوش نصیب ہیں جن کو سب سے پہلے یہ شرف حاصل ہوا۔ عمر میں حضرت رسول کریمؐ سے حضرت ابوبکرؓ دو سال چھوٹے تھے مگر ان پر بڑھاپا غالب آگیا تھا۔ بال سفید ہو گئے تھے۔ وہ اکثر اطراف عرب میں بہ سلسلہ تجارت سفر بھی کیا کرتے تھے اس لئے لوگ ان سے زیادہ واقف تھے۔ ابو ایوب انصاریؓ بڑھ چکے تھے۔ آنحضرتؐ کے دادا کی ماں اسی خاندان سے تھیں اس لئے یہ قبیلہ آپؐ کا نامنازل قرار پایا۔ حضرت ابو ایوبؓ کا نام خالد بن زید بن کلیب انصاری ہے۔ آپؐ کی وفات ۵۱ھ میں قسطنطنیہ میں ہوئی اور یہ اس وقت یزید بن معاویہ کے ساتھ تھے۔ جب کہ ان کے والد حضرت امیر معاویہؓ بڑھ چکے تھے جہاں جہاد کر رہے تھے تو ان کے ساتھ نکلے اور بیمار ہو گئے۔ جب بیماری نے زور پکڑا تو اپنے ساتھیوں کو وصیت فرمائی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو میرے جنازے کو اٹھالینا پھر جب تم دشمن کے سامنے صف بستہ ہو جاؤ تو مجھے اپنے قدموں کے نیچے دفن کر دینا۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ آپؐ کی قبر قسطنطنیہ کی چار دیواری کے قریب ہے جو آج تک مشہور ہے۔

۳۹۱۲ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوسٰی (۳۹۱۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر
اُخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبْنِ جُرَیجٍ قَالَ: اُخْبِرَنِی دیکھ، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبید اللہ بن عمر نے خبر

دی، انہیں نافع نے یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ان سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ نے تمام مہاجرین اولین کا وظیفہ (اپنے عہد خلافت میں) چار چار ہزار چار چار تسطوں میں مقرر کر دیا تھا، لیکن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا وظیفہ چار تسطوں میں ساڑھے تین ہزار تھا اس پر ان سے پوچھا گیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی مہاجرین میں سے ہیں۔ پھر آپ انہیں چار ہزار سے کم کیوں دیتے ہو؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہیں ان کے والدین ہجرت کر کے یہاں لائے تھے۔ اس لئے وہ ان مہاجرین کے برابر نہیں ہو سکتے جنہوں نے خود ہجرت کی تھی۔

مہاجرین اولین وہ صحابہ جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہو، جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ اس سے حضرت عمر کا انصاف بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خاص اپنے بیٹے کا لحاظ کئے بغیر انصاف کو مد نظر رکھا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لئے چار ہزار مقرر کیا تو صحابہ نے پوچھا کہ بھلا آپ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو مہاجرین اولین سے تو کم رکھا مگر اسامہ رضی اللہ عنہ سے کیوں کم رکھا؟ اسامہ رضی اللہ عنہ تو عبداللہ سے بڑھ کر کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں یہ صحیح ہے مگر اسامہ رضی اللہ عنہ کے باپ کو آنحضرت ﷺ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے باپ سے زیادہ چاہتے تھے۔ آخر آنحضرت ﷺ کی محبت کو میری محبت پر کچھ ترجیح ہونی چاہئے۔

(۳۹۱۳) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، انھیں اعمش نے، انھیں ابوداؤد اسحاق بن شقیق بن سلمہ نے اور ان سے خباب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ (دوسری سند)

(۳۹۱۴) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ان سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، انھوں نے شقیق بن سلمہ سے سنا، کہا کہ ہم سے خباب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تو ہمارا مقصد صرف اللہ کی رضا تھی اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا اجر بھی ضرور دے گا۔ پس ہم میں سے بعض تو پہلے ہی اس دنیا سے اٹھ گئے۔ اور یہاں اپنا کوئی بدلہ انھوں نے نہیں پایا۔ معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی انھیں میں سے ہیں۔ احد کی لڑائی میں انھوں نے شہادت پائی۔ اور ان کے کفن کیلئے ہمارے پاس ایک کمبل کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ اور وہ بھی ایسا کہ اگر اس سے ہم ان کا سر چھپاتے تو

غَنِيْدُ اللّٰهُ بِنُ عَمَرُ عَنْ نَافِعٍ - يَغْنِي بَنِي عَمَرَ - عَنْ عَمَرَ بْنِ الْحَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ فَرَضٌ لِّلْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ اَرْبَعَةُ اَلْفٍ لِّىْ اَرْبَعَةٌ، وَفَرَضٌ لِّابْنِ عَمَرَ ثَلَاثَةُ اَلْفٍ وَخَمْسِمِائَةٍ. فَلَقِيْلَ لَّهُ: هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ، فَلِمَ تَقْصُرُهُ مِنْ اَرْبَعَةِ اَلْفٍ؟ قَالَ: اِنَّمَا هَاجَرُوْا بِهٖ اَبَوَاهُ. يَقُوْلُ: لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهٖ)).

۳۹۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: ((هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)). [راجع: ۳۹۱۳]

۳۹۱۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ شَقِيْقَ بْنَ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا خَبَّابٌ قَالَ: ((هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَبَغِي وَجْهَ اللّٰهِ وَوَجَبَ اَجْرُنَا عَلٰى اللّٰهِ، لَمِنَا مِنْ مَّضٰى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ اَجْرِهِ شَيْئًا، مِنْهُمْ مُصَنَّبُ بْنُ عَمِيْرٍ: قُلْ يَوْمَ اَحَدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا نَكْفُهُ فِيْهِ اِلَّا نَمِيْرَةً كُنَّا اِذَا غَطَيْنَا بِهَا رَاسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، فَاِذَا غَطَيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَاسُهُ،

ان کے پاؤں کھل جاتے۔ اور اگر پاؤں چھپاتے تو سر کھلا رہ جاتا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ان کا سر چھپا دیا جائے اور پاؤں کو اذخر گھاس سے چھپا دیا جائے۔ اور ہم میں بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنے عمل کا پھل اس دنیا میں پہنتے کر لیا۔ اور اب وہ اس کو خوب چن رہے ہیں۔

(۳۹۱۵) ہم سے یحییٰ بن بشر نے بیان کیا، کہا ہم سے روح نے بیان کیا، ان سے عوف نے بیان کیا، ان سے معاویہ بن قرہ نے بیان کیا کہ مجھ سے ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا۔ کیا تم کو معلوم ہے، میرے والد عمر رضی اللہ عنہ نے تمہارے والد ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو کیا جواب دیا تھا۔ اے ابو موسیٰ! کیا تم اس پر راضی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمارا اسلام، آپ کے ساتھ ہماری ہجرت، آپ کے ساتھ ہمارا جہاد، ہمارے تمام عمل جو ہم نے آپ کی زندگی میں کئے ہیں ان کے بدلہ میں ہم اپنے ان اعمال سے نجات پا جائیں جو ہم نے آپ کے بعد کئے ہیں گو وہ نیک بھی ہوں بس برابری پر معاملہ ختم ہو جائے۔ اس پر آپ کے والد نے میرے والد سے کہا خدا کی قسم! میں اس پر راضی نہیں ہوں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی جہاد کیا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور بہت سے اعمال خیر کئے اور ہمارے ہاتھ پر ایک مخلوق نے اسلام قبول کیا، ہم تو اس کے ثواب کی بھی امید رکھتے ہیں اس پر میرے والد نے کہا (خیر ابھی تم سمجھو) لیکن جہاں تک میرا سوال ہے تو اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری خواہش ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں کئے ہوئے ہمارے اعمال محفوظ رہے ہوں اور جتنے اعمال ہم نے آپ کے بعد کئے ہیں ان سب سے اس کے بدلہ میں ہم نجات پا جائیں اور برابر پر معاملہ ختم ہو جائے۔ ابو بردہ کہتے ہیں اس پر میں نے کہا اللہ کی قسم آپ کے والد (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) میرے والد (ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ) سے بہتر تھے۔

فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَقْطَعَ رَأْسَهُ بِهَا، وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنْ إِذْخِرٍ. وَمِنَّا مَنْ أَتَيْتُ لَهُ لَمَرَّتَهُ فَهُوَ يَهْدِيهَا)).

[راجع: ۳۹۱۴]

۳۹۱۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَشَرَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ قَالَ: قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: هَلْ تَذَرِي مَا قَالَ أَبِي لِأَبِيكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَإِنَّ أَبِي قَالَ لِأَبِيكَ: يَا أَبَا مُوسَى، هَلْ يَسْرُكُ إِسْلَامُنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَجَرْتَنَا مَعَهُ وَجَهَّادُنَا مَعَهُ وَعَمَلُنَا كُلَّهُ مَعَهُ بَرَدَ لَنَا، وَأَنْ كُلَّ عَمَلٍ عَمَلْنَاهُ بَعْدَهُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَقَالَا رَأْسًا بِرَأْسٍ؟ فَقَالَ أَبِي: لَا وَاللَّهِ، قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا وَصُمْنَا وَعَمَلْنَا خَيْرًا كَثِيرًا وَأَسْلَمَ عَلَى أَيْدِينَا بَشَرٌ كَثِيرٌ، وَإِنَّا لَنَرْجُو ذَلِكَ. فَقَالَ أَبِي: لَكِنِّي أَنَا وَاللَّيْ نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ لَوِذِدْتُ أَنْ ذَلِكَ بَرَدَ لَنَا وَأَنْ كُلَّ شَيْءٍ عَمَلْنَاهُ بَعْدَ نَجَوْنَا مِنْهُ كَقَالَا رَأْسًا بِرَأْسٍ. فَقُلْتُ: إِنَّ أَبَاكَ وَاللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَبِي)).

تشریح حضرت عمرؓ کا یہ قول کہ نہ ان کا ثواب ملے اور نہ ان کی وجہ سے عذاب ہو یہ آپ کی بے انتہا خدا ترسی اور احتیاط تھی ان کا مطلب یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جو اعمال خیر ہم نے کئے ہیں ان پر ہم کو پورا بھروسہ نہیں کہ وہ بارگاہ الہی میں قبول ہوئے یا نہیں ہماری نیت ان میں خالص تھی یا نہیں تو ہم اسی کو غنیمت سمجھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ جو اعمال ہم نے کئے ہیں ان کا تو ثواب ہم کو مل جائے نجات کے لئے وہی اعمال کافی ہیں اور آپ کے بعد جو اعمال ہیں ان میں ہم کو کوئی مواخذہ نہ ہو ثواب نہ سہی یہ بھی غنیمت ہے کہ عذاب نہ ہو۔ کیونکہ خوف کا مقام رجاہ کے مقام سے اعلیٰ ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ اس باب میں ابو موسیٰؓ سے افضل تھے ورنہ حضرت عمرؓ کی فضیلت مطلقہ ابو موسیٰؓ پر تو بالاتفاق ثابت ہے۔

حافظ نے کہا کبھی مفضول کو بھی ایک خاص مقدمہ میں فاضل پر افضلیت ہوتی ہے اور اسی سے افضلیت مطلقہ لازم نہیں آتی اور حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا کس نفس اور تواضع اور خوف الہی سے تھا ورنہ ان کا ایک ایک عمل اور ایک ایک عدل اور انصاف ہمارے تمام عمر کے نیک اعمال سے کہیں زیادہ ہے۔ حقیقت تو یہ ہے اگر کوئی منصف آدمی گو وہ کسی مذہب کا ہو حضرت عمرؓ کی سوانح عمری پر نظر ڈالے تو اس کو بلاشبہ یہ معلوم ہو جائے گا کہ مادر گیتی نے ایسا فرزند بہت ہی کم جتا ہے۔ اور مسلمانوں میں تو آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد آج تک کوئی ایسا مدبر، منتظم، عادل، حق پرست، خدا ترس رعیت پرور حاکم پیدا ہی نہیں ہوا۔ معلوم نہیں رافضیوں کی عقل کہاں تشریف لے گئی ہے کہ وہ ایسے جو ہر نفس کو جس کی ذات سے اسلام اور مسلمانوں کا شرف ہے، مطعون کرتے ہیں۔ خدا سمجھے اس کا خمیازہ مرتے ہی ان کو معلوم ہو جائے گا۔ (وحیدی)

(۳۹۱۶) مجھ سے محمد بن صباح نے خود بیان کیا یا ان سے کسی اور نے نقل کر کے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے، ان سے عاصم احوال نے، ان سے ابو عثمان نے بیان کیا اور انہوں نے کہا کہ ابن عمرؓ سے میں نے سنا کہ جب ان سے کہا جاتا کہ تم نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی تو وہ غصہ ہو جایا کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں عمرؓ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ آرام فرما رہے تھے، اسلئے ہم گھر واپس آگئے پھر عمرؓ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا اور فرمایا کہ جا کر دیکھ آؤ حضور ﷺ ابھی بیدار ہوئے یا نہیں چنانچہ میں آیا (آنحضرت ﷺ بیدار ہو چکے تھے) اس لئے اندر چلا گیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر میں عمرؓ کے پاس آیا اور آپ کو حضور اکرم ﷺ کے بیدار ہونے کی خبر دی۔ اس کے بعد ہم آپ کی خدمت میں دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے عمرؓ بھی اندر گئے اور آپ سے بیعت کی اور میں نے بھی (دوبارہ) بیعت کی۔

۳۹۱۶ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ -
أَبُو بَلْعَنِي عَنْهُ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ
عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ:
سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذَا
قِيلَ لَهُ هَاجَرَ قَبْلَ أَبِيهِ يَغْضَبُ. قَالَ:
وَقَدِمْتُ أَنَا وَعُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
فَوَجَدْنَاهُ قَائِلًا فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَنْزِلِ،
فَأَرْسَلَنِي عُمَرُ قَالَ: اذْهَبْ فَاَنْظُرْ هَلِ
اسْتَيْقَظَ؟ فَأَتَيْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَبَايَعْتُهُ، ثُمَّ
انْطَلَقْتُ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهُ قَدْ
اسْتَيْقَظَ، فَاَنْطَلَقْنَا إِلَيْهِ نُهُرُونَ هَزُولَةَ حَتَّى
دَخَلْنَا عَلَيْهِ فَبَايَعْتُهُ، ثُمَّ بَايَعْتُهُ)).
[طرفاء فی : ۴۱۸۶، ۴۱۸۷].

گویا عبد اللہ بن عمرؓ نے لوگوں کی اس غلط گوئی کا سبب بیان کر دیا کہ اصل حقیقت یہ تھی۔ اس پر بعض نے یہ سمجھا کہ میں نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی، یہ بالکل غلط ہے۔

(۳۹۱۷) ہم سے احمد بن عثمان نے بیان کیا، کہا کہ ان سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن یوسف نے، ان سے ان کے والد یوسف بن اسحاق نے، ان سے ابو اسحاق سیمی نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی وہ بیان کرتے تھے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عازب رضی اللہ عنہ سے ایک پالان خریدی اور میں ان کے ساتھ اٹھا کر پہنچانے لایا تھا، انہوں نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے عازب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سفر ہجرت کا حال پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ چونکہ ہماری نگرانی ہو رہی تھی (یعنی کفار ہماری تاک میں تھے) اسلئے ہم (غار سے) رات کے وقت باہر آئے اور پوری رات اور دن بھر بہت تیزی کے ساتھ چلتے رہے، جب دوپہر ہوئی تو ہمیں ایک چٹان دکھائی دی۔ ہم اس کے قریب پہنچے تو اس کی آڑ میں تھوڑا سا سایہ بھی موجود تھا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے لئے ایک چمڑا بچھا دیا جو میرے ساتھ تھا آپ اس پر لیٹ گئے، اور میں قرب و جوار کی گرد جھاڑنے لگا۔ اتفاق سے ایک چرواہا نظر پڑا جو اپنی بکریوں کے تھوڑے سے ریوڑ کے ساتھ اسی چٹان کی طرف آ رہا تھا اس کا بھی مقصد اس چٹان سے وہی تھا جس کے لئے ہم یہاں آئے تھے (یعنی سایہ حاصل کرنا) میں نے اس سے پوچھا کہ تو کس کا غلام ہے؟ اس نے بتایا کہ فلاں کا ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تم اپنی بکریوں سے کچھ دودھ نکال سکتے ہو اس نے کہا کہ ہاں پھر وہ اپنے ریوڑ سے ایک بکری لایا تو میں نے اس سے کہا کہ پہلے اس کا تھن جھاڑ لو۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر اس نے کچھ دودھ دوہا۔ میرے ساتھ پانی کا ایک جھاگل تھا۔ اسکے منہ پر کپڑا بندھا ہوا تھا۔ یہ پانی میں نے حضور اکرم ﷺ کیلئے ساتھ لے رکھا تھا۔ وہ پانی میں نے اس دودھ پر اتنا ڈالا کہ وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا تو میں اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا دودھ نوش فرمائیے یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اسے نوش فرمایا جس سے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ اس کے بعد ہم نے پھر کوچ شروع کیا اور ڈھونڈنے والے لوگ ہماری

۳۹۱۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَانَ حَدَّثَنَا شَرِيحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَوْسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: ((سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ قَالَ: ابْتِغَاءُ أَبُو بَكْرٍ مِنْ عَازِبٍ رَجُلًا)) فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ. قَالَ: فَسَأَلْتُهُ عَازِبٌ مِنْ مَسِيرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أَخَذَ عَلَيْنَا بِالرَّصِيدِ، فَخَرَجْنَا لَيْلًا، فَأَخْتَنَّا لَيْلَتَنَا وَتَوَمَّنَا حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظُّهَيْرَةِ، ثُمَّ رَفَعَتْ لَنَا صَخْرَةً، فَأَتَيْنَاهَا وَهِيَ شَيْءٌ مِنْ ظِلِّ. قَالَ: فَفَرَشْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرَاقَةً مَعِي، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْطَلَقْتُ أَنْفَضُ حَوْلَهُ، فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ قَدْ أَقْبَلَ فِي غَنِيمَةٍ يُؤَيِّدُ مِنَ الصَّخْرَةِ مِثْلَ الَّذِي أَرَدْنَا، فَسَأَلْتُهُ: لِمَنْ أَنْتَ يَا غَلَامُ؟ فَقَالَ: أَنَا لِفُلَانٍ. فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ لَهُ: هَلْ أَنْتَ حَالِبٌ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَأَخَذَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ، فَقُلْتُ لَهُ: انْفَضِ الصَّرْعَ. قَالَ: فَحَلَبْتُ كَنْبَةً مِنْ لَبَنٍ، وَمَعِيَ إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ عَلَيْهَا خِرْقَةٌ قَدْ رَوَّاتَهَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى رَضِيْتُ. ثُمَّ ارْتَحَلْنَا وَاطْلَبَ لِي إِفْرَانًا)).

حدیث میں لفظ کم ہے کم میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ وسہ کو کہتے ہیں بعض نے کہا وہ اس کی طرح کا ایک پتہ ہوتا ہے

اس کا درخت سخت پھروں میں اکتا ہے اس کی شاخیں باریک دھاکوں کی طرح لٹکی ہوتی ہیں۔

۳۹۲۱- حَدَّثَنَا أَصْبَغُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ بَنِي عَبَّاسَةَ: ((أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ كَلْبٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ بَكْرٍ، فَلَمَّا هَاجَرَ أَبُو بَكْرٍ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا ابْنُ عَمِّهَا هَذَا الشَّاعِرُ الَّذِي قَالَ هَذِهِ الْقَصِيدَةُ رَفِي كَفَّارُ قُرَيْشٍ: وَمَاذَا بِالْقَلْبِ قَلْبِ بَنْدٍ مِنَ الشَّيْزِيِّ تُزَيْنُ بِالسَّامِ وَمَاذَا بِالْقَلْبِ قَلْبِ بَنْدٍ مِنَ الْفَيَّاتِ وَالشُّرْبِ الْكِرَامِ نَحْنُ بِالسَّلَامَةِ أُمُّ بَكْرٍ وَهَلْ لِي بَعْدَ قَوْمِي مِنْ سَلَامٍ يُحَدِّثُنَا الرُّسُولُ بَانَ سَنَحِيَا وَكَيْفَ حَيَاةَ أَصْدَاءٍ وَهَامٍ

۳۹۲۱- ہم سے اصبح بن فرج نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زہیر نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنو کلب کی ایک عورت ام بکری سے شادی کر لی تھی۔ پھر جب انہوں نے ہجرت کی تو اسے طلاق دے آئے۔ اس عورت سے پھر اس کے چچا زاد بھائی (ابو بکر شہاد بن اسود) نے شادی کر لی تھی، یہ شخص شاعر تھا اور اسی نے یہ مشہور مرثیہ کفار قریش کے بارے میں کہا تھا ”مقام بدر کے کنوؤں کو میں کیا کہوں کہ انہوں نے ہمیں درخت شیزئی کے بڑے بڑے پیالوں سے محروم کر دیا جو کبھی اونٹ کے کوہان کے گوشت سے بھی بہتر ہوا کرتے تھے“ میں بدر کے کنوؤں کو کیا کہوں! انہوں نے ہمیں گلے والی لونڈیوں اور اچھے شرابیوں سے محروم کر دیا ام بکر تو مجھے سلامتی کی دعا دیتی رہی لیکن میری قوم کی بربادی کے بعد میرے لئے سلامتی کہاں ہے یہ رسول ہمیں دوبارہ زندگی کی خبریں بیان کرتا ہے۔ کہیں الو بن جانے کے بعد پھر زندگی کس طرح ممکن ہے۔

جاہلیت میں عرب کے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ مردے کی کھوپڑی سے روح نکل کر الو کے قالب میں جنم لیتی ہے اور دوستوں کو آواز دیتی پھرتی ہے۔

ابو بکر شہاد بن اسود بہ حالت کفر بدر کے مقتولین کفار کہہ کا مرثیہ کہہ رہا ہے، جس کا مطلب یہ کہ وہ لوگ بدر کے کنوؤں میں مرے پڑے ہیں جو لوگوں کے سامنے اونٹ کے کوہان کا گوشت جو عربوں کے نزدیک نہایت لذیذ ہوتا ہے درخت شیزئی کی لکڑی کے پیالوں میں بھر بھر رکھا کرتے تھے۔ شیزئی ایک درخت جس کی لکڑی کے پیالے بناتے ہیں۔ یہاں مراد وہ لوگ ہیں جو ان پیالوں کا استعمال کرتے ہیں۔ یعنی بڑے امیر، سرہانہ دار لوگ، جو رات دن شراب خوری اور تاج رنگ گلے بجانے والیوں کی صحبت میں رہا کرتے تھے۔ مرثیہ میں مذکورہ ام بکر، اس کی بیوی ہے جو پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔ آخری شعر کا مطلب یہ ہے کہ عرب کے لوگ جاہلیت میں سمجھتے تھے کہ مرنے کے بعد انسان کی روح الو کے جسم میں جنم لیتی ہے اور الوؤں کو پکارتی پھرتی ہے شاعر کی مراد یہ ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ انسانی قالب میں زندہ ہونے کے بارے میں پیغمبر کا کہنا غلط ہے، حشر شرکچہ نہیں ہے اور روحیں الو بن کر دوبارہ آدمی کے قالب میں کیونکر آ سکتی ہیں، کافروں کا یہ قدیمی عقیدہ فاسدہ ہے جس کی تردید سے سارا قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ اس مرثیہ کا منظوم ترجمہ مولانا وحید الزماں مرحوم کے لفظوں میں یہ ہے۔

گڑھے میں بدر کے کیا ہے ارے اوٹنے والے
گڑھے میں بدر کے کیا ہے ارے اوٹنے والے
گڑھے میں بدر کے کیا ہے ارے اوٹنے والے
گڑھے میں بدر کے کیا ہے ارے اوٹنے والے

سلامت رہ جو کہتی ہے مجھے یہ ام بکری کہاں ہے سلامت جب مرے سب قوم والے
یہ پیغمبر ہمیں کہتا ہے تم مر کر جیو گے کہیں او بھی پھر انسان ہوئے آواز والے
شاعر مذکور کے بارے میں معقول ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا بعد میں مرتد ہو گیا۔ لفظ ہامہ تخفیف میم کے ساتھ ہے عرب جاہلیت
کا اعتقاد تھا کہ معقول جنگی کا قصاص نہ لیا جائے تو اس کی روح الو کے جسم میں جنم لے کر اپنی قبر پر روزانہ آکر یہ کہتی ہے کہ میرے
قاتل کا خون مجھ کو پلاؤ جب اس کا قصاص لے لیا تو وہ اڑ جاتی ہے۔ (قططانی)

۳۹۲۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَارِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِأَقْدَامِ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ لَوْ أَنَّ بَعْضَهُمْ طَاطَاً بَصَرَهُ رَأَانَا. قَالَ: ((اسْكُتْ يَا أَبَا بَكْرٍ، إِنَّنَا اللَّهُ فَالْتَهُمَا)).

(۳۹۲۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے ثابت نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غار میں تھا۔ میں نے جو سر اٹھایا تو قوم کے چند لوگوں کے قدم (باہر) نظر آئے۔ میں نے کہا، اے اللہ کے نبی! اگر ان میں سے کسی نے بھی نیچے جھک کر دیکھ لیا تو وہ ہمیں ضرور دیکھ لے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، ابو بکر! خاموش رہو ہم ایسے دو ہیں کہ جن کا تیسرا اللہ ہے۔

[راجع: ۳۶۵۳]

جب اللہ کسی کے ساتھ ہو تو اس کو کیا غم ہے ساری دنیا اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اللہ کے ساتھ ہونے سے اس کی نصرت و حفاظت مراد ہے جب کہ وہ اپنی ذات والا صفات سے عرش پر مستوی ہے رسول کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ کس طرح حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا اور سارے کفار عرب مل کر بھی اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ پر غالب نہ آ سکے

چ ہے ۶۔ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

۳۹۲۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ح. وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((جَاءَ أَغْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: ((وَيْحَكَ، إِنَّ الْهِجْرَةَ شَأْنُهَا شَدِيدٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَتُعْطِي صَدَقَتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَهَلْ تَمْنَحُ بَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَتَحْلِيهَا يَوْمَ

(۳۹۲۳) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید بن مسلم دمشقی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا، (دوسری سند) اور محمد بن یوسف نے بیان کیا کہ ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا، کہا مجھ سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عطاء بن یزید لیشی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے ہجرت کا حال پوچھنے لگا آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس! ہجرت تو بہت مشکل کام ہے۔ تمہارے پاس کچھ اونٹ بھی ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں ہیں۔ فرمایا کہ تم اس کی زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا جی ہاں ادا کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اونٹنیوں کا دودھ دوسرے (محتاجوں) کو بھی دوہنے کے لئے دے دیا کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ایسا بھی

وَرُوْدِيهَا؟) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((لَا عَمَلَ مِنْ
وَرَاءِ الْبَحَارِ، فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يَتَوَكَّلَ مِنْ
عَمَلِكَ شَيْئًا)).
کرتا ہوں آپ نے فرمایا، انہیں گھاٹ پر لے جا کر (مٹا دیں گے لئے)
دوہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا ایسا بھی کرتا ہوں۔ اس پر حضور ﷺ
نے فرمایا کہ پھر تم سات سمندر پار عمل کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے کسی
عمل کا بھی ثواب کم نہیں کرے گا۔

یہ حدیث کتب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے اس میں ہجرت کا ذکر ہے یہی حدیث اور باب میں مطابقت ہے۔

۴۶- بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ ﷺ
باب نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام

وَأَصْحَابِهِ الْمَدِينَةِ
کامدینہ میں آنا

آنحضرت ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاول یا آٹھویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور اکثر صحابہ آپ سے پہلے مدینہ
میں آچکے تھے۔

۳۹۲۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
قَالَ: أَتَيْنَا أَبَا إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا
مُصْعَبُ بْنُ عَمِيرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ. ثُمَّ قَدِمَ
عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَبِلَالٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ)).
(۳۹۲۴) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا،
کہا کہ ہمیں ابو اسحاق نے خبر دی، انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے
سنا، انہوں نے یوں بیان کیا کہ سب سے پہلے (ہجرت کر کے) ہمارے
یہاں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے پھر عمار بن یاسر
رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ آئے۔

رسول کریم ﷺ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ہجرت کا حکم فرمایا اور مدینہ میں معلم اور مبلغ کا منصب ان کے حوالہ کیا۔

۳۹۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ:
سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
قَالَ: ((أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ
عَمِيرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانُوا يَقْرِئَانِ
النَّاسَ، فَقَدِمَ بِلَالٌ وَسَعْدُ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ.
ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ مِنْ
أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ
قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا
رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ
بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى جَعَلَ الْإِمَاءُ يَقْلَنُ:
قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
(۳۹۲۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان
کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا اور
انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ سب
سے پہلے ہمارے یہاں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ
(نابینا) آئے۔ یہ دونوں (مدینہ کے) مسلمانوں کو قرآن پڑھانا سکھاتے
تھے۔ اس کے بعد بلال، سعد اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم آئے۔ پھر عمر بن
خطاب رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے بیس صحابہ کو ہاتھ لے کر آئے اور
نبی کریم ﷺ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمار بن فہیرہ کو ساتھ لے کر)
تشریف لائے، مدینہ کے لوگوں کو جھنجھی خوشی اور مسرت حضور اکرم
ﷺ کی تشریف آوری سے ہوئی میں نے کبھی انہیں کسی بات پر اس
قدر خوش نہیں دیکھا۔ لونڈیاں بھی (خوشی میں) کہنے لگیں کہ رسول
اللہ ﷺ آگئے حضور اکرم ﷺ جب تشریف لائے تو اس سے پہلے

لَمَّا قَدِمَ حَتَّى قَرَأَتْ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ فِي سُورَةِ الْمُفَصَّلِ)). میں مفصل کی دوسری کئی سورتوں کے ساتھ سبوح اسم ربک الاعلیٰ بھی سیکھ چکا تھا۔

حاکم کی روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے یوں ہے جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تو بنی نجار کی لڑکیاں دف گاتی بجاتی نکلیں وہ کہہ رہی تھیں نحن جوار من بنی نجار۔ یا حبذا محمد من جوار۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ انصار کی لڑکیاں گاتی بجاتی آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں نکلیں۔ وہ کہہ رہی تھیں۔

طلع البدر علينا من ثبات الوداع وجب الشكر علينا ما دعا لله داع
آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان اللہ یحبکم یعنی تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرتا ہے۔ قطلانی نے ان میں صحابہ کے اسماء گرامی بھی پیش کئے ہیں جو آنحضرت ﷺ سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ پہنچ چکے تھے۔ مفصلات کی سورتیں وہ ہیں جو سورۃ حجرات سے شروع ہوتی ہیں۔

(۳۹۶۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو مالک نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ابو بکر اور بلال رضی اللہ عنہما کو بخار چڑھ آیا، میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا والد صاحب! آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جب بخار چڑھا تو یہ شعر پڑھنے لگے۔

(ترجمہ) ہر شخص اپنے گھروالوں کے ساتھ صبح کرتا ہے اور موت تو جوتی کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور بلال رضی اللہ عنہ کے بخار میں جب کچھ تخفیف ہوتی تو زور زور سے روتے اور یہ شعر پڑھتے "کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ کبھی میں ایک رات بھی وادی مکہ میں گزار سکوں گا جب کہ میرے ارد گرد (خوشبودار گھاس) اذخر اور جلیل ہوں گی، اور کیا ایک دن بھی مجھے ایسا مل سکے گا جب میں مقام مجنہ کے پانی پر جاؤں گا اور کیا شاہنہ اور طفیل کی پہاڑیاں ایک نظر دیکھ سکوں گا" عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو اس کی اطلاع دی تو آپ نے دعا کی، اے اللہ! مدینہ کی محبت ہمارے دل میں اتنی پیدا کر جتنی مکہ کی تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ، یہاں کی آب و ہوا کو صحت بخش بنا۔ ہمارے لئے یہاں کے صاع اور مد (اناج ناپنے کے پیمانے) میں برکت عنایت فرما اور یہاں

۳۹۶۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ : ((لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَعَلَ أَبُو بَكْرٍ وَبَلَالٌ. قَالَتْ: فَذَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ : يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ وَيَا بَلَاءُ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَتْ: لَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَى يَقُولُ:

كُلُّ أَمْرِي مُصِيبٌ فِي أَهْلِي وَالْمَوْتُ أَذْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِي وَكَانَ بَلَاءٌ إِذَا أَقْلَعَتْ عَنْهُ الْحُمَى يَرْفَعُ عَفِيرَتَهُ وَيَقُولُ :

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَيْتَنُ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرُ وَجَلِيلُ وَهَلْ أَرَدَنْ يَوْمًا مَيَاةً مِجَنَّةً وَهَلْ يَنْدُونُ لِي شَامَةً وَطَفِيلُ

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، وَصَحِّحْهَا،

وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِيهَا وَمُدَّتْهَا، وَانْقُلْ حُمَاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجَحْفَةِ)).

[راجع: ۱۸۸۹]

جحفہ اب مصر والوں کا میقات ہے۔ اس وقت وہاں یہودی رہا کرتے تھے۔ امام قسطلانی نے کہا کہ اس حدیث سے یہ نکلا کہ کافروں کے لئے جو اسلام اور مسلمانوں کے ہر وقت درپے آزار رہتے ہوں ان کی ہلاکت کے لئے بد دعا کرنا جائز ہے، 'امن پسند کافروں کا یہاں ذکر نہیں ہے' مقام جحفہ اپنی خراب آب و ہوا کے لئے اب بھی مشہور ہے جو یقیناً آنحضرت ﷺ کی بد دعا کا اثر ہے۔ حضرت مولانا وحید الزماں نے ان شعروں کا منظوم ترجمہ یوں کیا ہے۔

خیریت سے اپنے گھر میں صبح کرتا ہے بشر موت اس کی جوتی کے تھے سے ہے نزدیک تر
کاش میں کہ کی وادی میں رہوں پھر ایک رات سب طرف میرے آگے ہوں واں جلیل اذخر نہات
کاش پھر دیکھوں میں شامہ کاش پھر دیکھوں طفیل اور پیوں پانی مجھ کے جو ہیں آب حیات
شامہ اور طفیل کہ کی پاڑیوں کے نام ہیں۔ رونے میں جو آواز نکلتی ہے اسے غمیرہ کہتے ہیں۔

(۳۹۲۷) مجھ سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، انہیں عبید اللہ بن عدی نے خبر دی کہ میں عثمان کی خدمت میں حاضر ہوا (دوسری سند) اور بشر بن شعیب نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے زہری نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور انہیں عبید اللہ بن عدی بن خیاری نے خبر دی کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے حمد و شہادت پڑھنے کے بعد فرمایا، اما بعد! کوئی شک و شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت پر (ابتدا ہی میں) لبیک کہا اور میں ان تمام چیزوں پر ایمان لایا جنہیں لے کر آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے تھے، پھر میں نے دو ہجرت کی اور حضور اکرم ﷺ کی دامادی کا شرف مجھے حاصل ہوا اور حضور ﷺ سے میں نے بیعت کی خدا کی قسم کہ میں نے آپ کی نہ کبھی نافرمانی کی اور نہ کبھی آپ سے دھوکہ بازی کی، یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ شعیب کے ساتھ اس روایت کی متابعت اسحاق کلبی نے بھی کی ہے، ان سے

۳۹۲۷- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُيَيْنَةَ بْنَ عَدِيٍّ أَخْبَرَهُ ((دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ)) ح. وَقَالَ بَشَرُ بْنُ شَعِيبٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُيَيْنَةَ بْنَ عَدِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْخِيَارَ أَخْبَرَهُ قَالَ: ((دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ، فَتَشْهَدُ ثُمَّ قَالَ: أَمَا بَعْدُ فَإِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ، وَكُنْتُ مِمَّنْ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَأَمِنَ بِمَا بَعَثَ بِهِ مُحَمَّدًا ﷺ، ثُمَّ هَاجَرْتُ هِجْرَتَيْنِ، وَكُنْتُ صِهْرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَبَايَعْتُهُ، فَوَلَّاهُ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا عَشَيْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ تَعَالَى)). تَابِعَهُ إِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ ((حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ)) مِثْلَهُ.

[راجع: ۳۶۹۶]

زہری نے اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا۔

(۳۹۲۸) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا (دوسری سند) اور مجھے یونس نے خبر دی، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھ کو عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ میں اپنے خیمہ کی طرف واپس آ رہے تھے، یہ عمر رضی اللہ عنہ کے آخری حج کا واقعہ ہے تو ان کی مجھ سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے کہا کہ (عمر رضی اللہ عنہ حاجیوں کو خطاب کرنے والے تھے اسلئے) میں نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! موسم حج میں معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والے سب طرح کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور شور و غل بہت ہوتا ہے اسلئے میرا خیال ہے کہ آپ اپنا ارادہ موقوف کر دیں اور مدینہ پہنچ کر (خطاب فرمائیں) کیونکہ وہ ہجرت اور سنت کا گھر ہے اور وہاں سمجھ دار معزز اور صاحب عقل لوگ رہتے ہیں۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو، مدینہ پہنچتے ہی سب سے پہلی فرصت میں لوگوں کو خطاب کرنے کے لئے ضرور کھڑا ہوں گا۔

۳۹۲۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح. وَأَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَهُوَ بِمِنَى لِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ، فَوَجَدَنِي فَقَالَ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ. فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رِعَاغَ النَّاسِ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تُنْهَلَ حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِينَةَ، فَإِنَّهَا دَارُ الْهَجْرَةِ وَالسَّنَةِ، وَتَخْلَصُ لِأَهْلِ الْفِقْهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ. وَذَوِي رَأْيِهِمْ. قَالَ عُمَرُ: لَأَقُومَنَّ لِي أَوَّلَ مَقَامٍ أَقُومُهُ بِالْمَدِينَةِ)). [راجع: ۲۴۶۲]

اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ کسی نادان نے منیٰ میں عین موسم حج میں یہ کہا تھا کہ اگر عمر مرجائیں تو میں فلاں شخص سے بیعت کروں گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے بن سوچے سمجھے بیعت کر لی تھی۔ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئی جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آگیا اور اس شخص کو بلا کر حبیبہ کا خیال ہوا مگر حضرت عبد الرحمن بن عوف نے یہ صلاح دی کہ یہ موسم حج ہے ہر قسم کے دانا و نادان لوگ یہاں جمع ہیں، یہاں یہ مناسب نہ ہو گا مدینہ شریف پہنچ کر آپ جو چاہیں کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد الرحمن کا یہ مشورہ قبول فرمایا۔

(۳۹۲۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہیں ابن شہاب نے خبر دی، انہیں خارجہ بن زید بن ثابت نے کہ (ان کی والدہ) ام علاء رضی اللہ عنہا ایک انصاری خاتون جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیعت کی تھی، نے انہیں خبر دی کہ جب انصار نے ماجرین کی میزبانی کے لئے قرعہ ڈالا تو عثمان بن مظعون ان کے گھرانے کے حصے میں آئے تھے۔ ام علاء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر

۳۹۲۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بِنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْغَلَاءِ - امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِمْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ ﷺ - أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ طَارَ لَهُمْ فِي السُّكْنَى حِينَ اقْتَرَعَتِ الْأَنْصَارُ عَلَى

عثمان رضی اللہ عنہ ہمارے یہاں بیمار پڑ گئے۔ میں نے ان کی پوری طرح تیمار داری کی لیکن وہ نہ بچ سکے۔ ہم نے انہیں ان کے کپڑوں میں لپیٹ دیا تھا۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ بھی تشریف لائے تو میں نے کہا ابو سائب! (عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت) تم پر اللہ کی رحمتیں ہوں، میری تمہارے متعلق گواہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے اکرام سے نوازا ہے۔ یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے اکرام سے نوازا ہے؟ میں نے عرض کیا مجھے تو اس سلسلے میں کچھ خبر نہیں ہے، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ! لیکن اور کسے نوازے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا اس میں تو واقعی کوئی شک و شبہ نہیں کہ ایک یقینی امر (موت) ان کو آچکی ہے، خدا کی قسم کہ میں بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے خیر خواہی کی امید رکھتا ہوں لیکن میں حالانکہ اللہ کا رسول ہوں خود اپنے متعلق نہیں جان سکتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہو گا۔ ام علاء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا پھر خدا کی قسم اس کے بعد میں اب کسی کے بارے میں اس کی پاکی نہیں کروں گی۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس واقعہ پر مجھے بڑا رنج ہوا۔ پھر میں سو گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ عثمان بن مظعون کے لئے ایک بہتا ہوا چشمہ ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے اپنا خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ان کا عمل تھا۔

سُكِنِي الْمُهَاجِرِينَ. قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ: فَاشْتَكَيْ عُثْمَانَ عِنْدَنَا. فَمَرَّضْتُهُ حَتَّى تَوَفَّى. وَجَعَلْنَاهُ فِي أَثْوَابِهِ. فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ، فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ. شَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَمَا يَذْرُبُكَ أَنْ اللَّهُ أَكْرَمُهُ؟)) قَالَتْ: قُلْتُ: لَا أَذْرِي، يَا أَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَمَنْ؟ قَالَ: ((أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ وَاللَّهُ الْيَقِينُ، وَاللَّهُ إِنِّي لَا زُجُو لَهُ الْخَيْرُ، وَمَا أَذْرِي وَاللَّهُ - وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ - مَا يُفْعَلُ بِهِ)). قَالَتْ: فَوَاللَّهِ لَا أَزْكِي بَعْدَهُ أَحَدًا. قَالَتْ: فَأَخْبَرْتَنِي ذَلِكَ، فَبِمَنْتَ. فَرَأَيْتَ لِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ عَيْنًا تَجْرِي، فَجَنَّتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((ذَلِكَ عَمَلُهُ)).

[راجع: ۱۲۴۳]

تشیع ایک روایت میں یوں ہے میں یہ نہیں جانتا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا حال کیا ہوتا ہے۔ اس روایت پر تو کوئی اشکال نہیں۔ لیکن محفوظ بنی روایت ہے کہ میں نہیں جانتا کہ میرا حال کیا ہوتا ہے۔ جیسے قرآن شریف میں ہے ﴿وَمَا أَذْرِي مَا يُفْعَلُ بِهِ وَلَا بِكُمْ (الاحقاف: ۹)﴾ کہتے ہیں یہ آیت اور حدیث اس زمانہ کی ہے جب تک یہ آیت نہیں اتری تھی ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ (الفتح: ۲) اور آپ کو قطعاً یہ نہیں بتلایا گیا تھا کہ آپ سب اگلے پچھلے لوگوں سے افضل ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ توجیہ عمدہ نہیں۔ اصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی بارگاہ عجب مستغنی بارگاہ ہے آدمی کیسے ہی درجہ پر پہنچ جائے مگر اس کے استغنا اور کبریائی سے بے ڈر نہیں ہو سکتا۔ وہ ایک ایسا شہنشاہ ہے جو چاہے وہ کر ڈالے، رتی برابر اس کو کسی کا اندیشہ نہیں۔ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ مینری اپنے مکاتیب میں فرماتے ہیں وہ ایسا مستغنی اور بے پروا ہے کہ اگر چاہے تو سب پیغمبروں اور نیک بندوں کو دم بھر میں دوزخی بنا دے اور سارے بدکار اور کفار کو بہشت میں لے جاوے، کوئی دم نہیں مار سکتا۔ آخر حدیث میں ذکر ہے کہ ان کا نیک عمل چشمہ کی صورت میں ان کے لئے ظاہر ہوا۔ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ خوبصورت آدمی کی شکل میں اور برے عمل بد صورت آدمی کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں، ہر دو حدیث برحق ہیں اور ان میں نیکیوں اور بدوں کے مراتب اعمال کے مطابق کیفیات بیان کی گئی

ہیں جو مذکورہ صورتوں میں سامنے آتی ہیں۔ باقی اصل حقیقت آخرت ہی میں ہر انسان پر منکشف ہوگی۔ جو خدا اور رسول نے بتلادیا اس پر ایمان لانا چاہیے۔

(۳۹۳۰) ہم سے عبید اللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بعثت کی لڑائی کو (انصار کے قبائل اوس و خزرج کے درمیان) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے مدینہ میں آنے سے پہلے ہی برپا کر دیا تھا چنانچہ جب آپ مدینہ میں تشریف لائے تو انصار میں پھوٹ پڑی ہوئی تھی اور ان کے سردار قتل ہو چکے تھے۔ اس میں اللہ کی یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ انصار اسلام قبول کر لیں۔

کیونکہ غریب لوگ رہ گئے تھے سردار اور امیر مارے جا چکے تھے اگر یہ سب زندہ ہوتے تو شاید غرور کی وجہ سے مسلمان نہ ہوتے اور دوسروں کو بھی اسلام سے روکتے۔ بعثت ایک جگہ کا نام تھا جہاں یہ لڑائی ہوئی۔

(۳۹۳۱) مجھ سے محمد بن ثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے یہاں آئے تو نبی کریم ﷺ بھی وہیں تشریف رکھتے تھے عید الفطر یا عید الاضحیٰ کا دن تھا، دو لڑکیاں یوم بعثت کے بارے میں وہ اشعار پڑھ رہی تھیں جو انصار کے شعراء نے اپنے فخر میں کہے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ شیطانی گانے باجے! آنحضرت ﷺ کے گھر میں دو مرتبہ انہوں نے یہ جملہ دہرایا، لیکن آپ نے فرمایا ابو بکر! انہیں چھوڑ دو۔ ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور ہماری عید آج کا یہ دن ہے۔

۳۹۳۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِرَسُولِهِ ﷺ، فَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَقَدْ افْتَرَقَ مَلَائِهِمْ، وَقِيلَتْ سَرَائِهِمْ فِي دُخُولِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ)). [راجع: ۳۷۷۷]

۳۹۳۱- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَالنَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهَا يَوْمَ فِطْرِ - أَوْ أَضْحَى - وَعِنْدَهَا قَتِينَتَانِ تَغْنَيَانِ بِمَا تَقَارَفَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثٍ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ - مَوْتَيْنِ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ، إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا، وَإِنَّ عِيدَنَا هَذَا الْيَوْمَ)).

[راجع: ۹۴۹، ۴۵۴]

اس حدیث کی مناسبت باب سے مشکل ہے، اس میں ہجرت کا ذکر نہیں ہے مگر شاید حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو اگلی حدیث کی مناسبت سے ذکر کیا جس میں جنگ بعثت کا ذکر ہے (وحیدی) قسطلانی میں ہے ومطابقة هذا الحديث للترجمة قال

العيني رحمه الله تعالى من حيث انه مطابق للحديث السابق في ذكر يوم بعثت و المطابق للمطابق مطابق قال و لم اراحدا ذكر له مطابقة كذا قال فليتأمل خلاصه وى ہے جو مذکور ہوا۔

(۳۹۳۲) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا (دوسری سند) اور ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو

۳۹۳۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ح، وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ

عبدالصمد نے خبر دی، کہا کہ میں نے اپنے والد عبدالوارث سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابوالتياح یزید بن حمید ضبعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کے بلند جانب قباء کے ایک محلہ میں آپ نے (سب سے پہلے) قیام کیا جسے بنی عمرو بن عوف کا محلہ کہا جاتا تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے وہاں چودہ رات قیام کیا پھر آپ نے قبیلہ بنی النجار کے لوگوں کو بلا بھیجا۔ انہوں نے بیان کیا کہ انصار بنی النجار آپ کی خدمت میں تلواریں لٹکائے ہوئے حاضر ہوئے۔ راوی نے بیان کیا گویا اس وقت بھی وہ منظر میری نظروں کے سامنے ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی سواری پر سوار ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی سواری پر آپ کے پیچھے سوار ہیں اور بنی النجار کے انصار آپ کے چاروں طرف حلقہ بنائے ہوئے مسلحہ پیدل چلے جا رہے ہیں۔ آخر آپ حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر کے قریب اتر گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ ابھی تک جہاں بھی نماز کا وقت ہو جاتا وہیں آپ نماز پڑھ لیتے تھے۔ بکریوں کے ریوڑ جہاں رات کو باندھے جاتے وہاں بھی نماز پڑھ لی جاتی تھی۔ بیان کیا کہ پھر حضور ﷺ نے مسجد کی تعمیر کا حکم فرمایا۔ آپ نے اس کے لئے قبیلہ بنی النجار کے لوگوں کو بلا بھیجا۔ وہ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اے بنو النجار! اپنے اس باغ کی قیمت طے کر لو۔ انہوں نے عرض کیا نہیں اللہ کی قسم ہم اس کی قیمت اللہ کے سوا اور کسی سے نہیں لے سکتے۔ راوی نے بیان کیا کہ اس باغ میں وہ چیزیں تھیں جو میں تم سے بیان کروں گا۔ اس میں مشرکین کی قبریں تھیں، کچھ اس میں کھنڈر تھا اور کھجوروں کے چند درخت بھی تھے۔ آنحضرت ﷺ کے حکم سے مشرکین کی قبریں اکھاڑ دی گئیں، جہاں کھنڈر تھا اسے برابر کیا گیا اور کھجوروں کے درخت کاٹ دیئے گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ کھجور کے تنے مسجد کے قبلہ کی طرف ایک قطار میں بطور دیوار رکھ دیئے گئے اور دروازہ میں (چو کھٹ کی جگہ) پتھر رکھ دیئے، حضرت انس رضی اللہ عنہ

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ: حَدَّثَنَا أَبُو الْتِيَّاحِ يَزِيدُ بْنُ حُمَيْدٍ الضُّبَعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ نَزَلَ فِي غُلُوِّ الْمَدِينَةِ، فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: فَأَقَامَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى مَلَأَ بَنِي النَّجَّارِ، قَالَ: فَجَاؤُوا مُتَقَلِّدِينَ سِيُوفُهُمْ. قَالَ: وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رَذَفَهُ وَمَلَأُ بْنُ النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِفَنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ، قَالَ: فَكَانَ يُصَلِّي حَيْثُ أَدْرَكْتُهُ الصَّلَاةَ وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ. قَالَ: ثُمَّ إِنَّهُ أَمَرَ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ، فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَأَ بَنِي النَّجَّارِ، فَجَاؤُوا. فَقَالَ: ((يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَابِتُونِي حَانِطُكُمْ هَذَا))، فَقَالُوا: لَا وَاللَّهِ لَا نَطْلُبُ نَمْنَمَهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ. قَالَ: ((فَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ: كَانَتْ فِيهِ قُبُورُ الْمُشْرِكِينَ، وَكَانَتْ بِهِ خِرْبٌ، وَكَانَ فِيهِ نَخْلٌ. فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ قُبِشَتْ، وَبِالنَّخْلِ فَصْنَتْ، وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ، قَالَ فَصْنُوا النَّخْلَ قَبْلَةَ الْمَسْجِدِ، قَالَ وَجَعَلُوا عِضَادَتِيهِ حِجَارَةً. قَالَ: جَعَلُوا يَنْقُلُونَ ذَلِكَ الصُّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَعَهُمْ يَقُولُونَ:

نے بیان کیا کہ صحابہ جب پتھر ڈھور رہے تھے تو شعر پڑھتے جاتے تھے آنحضرت ﷺ بھی ان کے ساتھ خود پتھر ڈھوتے اور شعر پڑھتے۔ صحابہ یہ شعر پڑھتے کہ اے اللہ! آخرت ہی کی خیر، خیر ہے، پس تو انصار اور مہاجرین کی مدد فرما۔

اللَّهُمَّ إِنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةِ
فَانصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

اس حدیث کے ترجمہ میں حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم نے الفاظ و یصلی فی مراض الغنم کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے غالباً مرحوم کا یہ سو ہے۔ اس حدیث میں بھی ہجرت کا ذکر ہے، یہی باب سے وجہ مناسبت ہے۔

۴۷- بَابُ إِقَامَةِ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ، باب حج کی ادائیگی کے بعد مہاجر کا مکہ میں

بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ قیام کرنا کیسا ہے

تشیخ حافظ نے کہا باب کا مطلب یہ کہ جس نے فتح مکہ سے پہلے ہجرت کی اس کو مکہ میں پھر رہنا حرام تھا۔ مگر حج یا عمرے کے لئے وہاں ٹھہر سکتا تھا، اس کے بعد تین دن سے زیادہ ٹھہرنا درست نہ تھا۔ اب جو لوگ دوسرے مقام سے بہ سبب فتنے وغیرہ کے ہجرت کریں تو اللہ کے واسطے انہوں نے کسی ملک کو چھوڑا ہو تو پھر وہاں لوٹنا درست نہیں اگر کسی فتنے کی وجہ سے چھوڑا ہو اور اس فتنہ کا ڈر نہ رہا ہو تو پھر وہاں لوٹنا اور رہنا درست ہے (وحیدی)

۳۹۳۳- حَدَّثَنِي ابْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَمِيدٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَبْدِ الْعَازِزِ يُسْأَلُ السَّائِبَ ابْنَ أُخْتِ الثَّمَرِ: مَا سَمِعْتُ فِي سَكْنِي مَكَّةَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ لِلْمُهَاجِرِ بَعْدَ الصَّدْرِ)).

۳۹۳۳) مجھ سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن حمید زہری نے بیان کیا، انہوں نے خلیفہ عمر بن عبد العزیز سے سنا، وہ نمرکندی کے بھانجے سائب بن یزید سے دریافت کر رہے تھے کہ تم نے مکہ میں (مہاجر کے) ٹھہرنے کے مسئلہ میں کیا سنا ہے؟ انہوں نے بیان کیا میں نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ بیان کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہاجر کو (حج میں) طواف واداع کے بعد تین دن ٹھہرنے کی اجازت ہے۔

مہاجر سے مراد وہ مسلمان جو مکہ سے مدینہ چلے گئے تھے۔ حج پر آنے کے لئے فتح مکہ سے قبل ان کے لئے یہ وقتی حکم تھا کہ وہ حج کے بعد مکہ شریف میں تین روز قیام کر کے مدینہ واپس ہو جائیں۔ فتح مکہ کے بعد یہ سوال ختم ہو گیا، تفصیل کے لئے فتح الباری دیکھئے۔

۴۸- بَابُ مَتَى أَرَّخُوا التَّارِيخَ باب اسلامی تاریخ کب سے شروع ہوئی؟

تشیخ فی التوضیح قال بعضهم مناسبة جعل التاريخ قبل الهجرة ان القضايا التي كان يمكن منها اربعة مولده و مبعثه و هجرته و وفاته فلم يورخ من الاوليين لان كلامنا لا يخلو عن نزاع في تعيين سنته و لا من الوفاة لما يقع من الاسف عليه فالحصر في الهجرة و جعل اول السنة محرم دون ربيع لانه منصرف الناس من الحج انتهى ليعني بقول بعض تاريخ هجرة کے لئے چار اہم معاملات مد نظر ہو سکتے تھے آپ کی پیدائش اور آپ کی بعثت اور ہجرت اور وفات ابتدا کی دو چیزوں میں تاریخ تعیین کا اختلاف ممکن تھا، اس لئے ان کو چھوڑ دیا گیا۔ وفات کو اس لئے نہیں لیا کہ اس سے ہمیشہ آپ کی وفات پر تاسف ظاہر ہوتا۔ پس واقعہ ہجرت سے تاریخ کا تعیین

مناسب ہوا ہجرت کا سنہ محرم میں مقرر کیا گیا تھا اسی لئے محرم اس کا پہلا مہینہ قرار پایا۔ خلافت فاروقی کے ۱۷ھ میں یہ تاریخ کا مسئلہ سامنے آیا جس پر اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہجرت سے اس کو مقرر کرنے کا مشورہ دیا جس پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ اکابر صحابہ نے آیت کریمہ لَمَنْجِدْ أُنِيسُ عَلَى الثَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ (التوبہ: ۱۰۸) سے ہجرت کی تاریخ نکالی کہ یہی وہ دن ہیں جن میں اسلام کی ترقی کا دور شروع ہوا اور امن سے مسلمانوں کو تبلیغ اسلام کا موقع ملا اور مسجد قبا کی بنیاد رکھی گئی۔ من اول یوم سے اسلامی تاریخ کا اول دن یکم محرم سنہ ہجری قرار پایا۔

۳۹۳۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: ((مَا عَدُّوا مِنْ مَبْعَثِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا مِنْ وَفَاتِهِ. مَا عَدُّوا إِلَّا مِنْ مَقْدَمِهِ الْمَدِينَةِ)).
 (۳۹۳۳) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ تعنبنی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن ابو حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد سلمہ بن دینار نے، ان سے سل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ تاریخ کا شمار نبی کریم ﷺ کی نبوت کے سال سے ہوا اور نہ آپ کی وفات کے سال سے بلکہ اس کا شمار مدینہ کی ہجرت کے سال سے ہوا۔

ابن جوزی نے کہا جب دنیا میں آبادی زیادہ ہو گئی تو حضرت آدم کے وقت سے تاریخ کا شمار ہونے لگا اب آدم سے لے کر طوفان نوح تک ایک تاریخ ہے اور طوفان نوح سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے تک دوسری اور اس وقت سے حضرت یوسف علیہ السلام تک تیسری۔ وہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مصر سے روانہ ہونے تک چوتھی۔ وہاں سے حضرت داؤد تک پانچویں۔ وہاں سے حضرت سلیمان علیہ السلام تک چھٹی اور وہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ساتویں ہے اور مسلمانوں کی تاریخ آنحضرت ﷺ کی ہجرت سے شروع ہوتی ہے گو ہجرت ربیع الاول میں ہوئی تھی مگر سال کا آغاز محرم سے رکھا۔ یہودی بیت المقدس کی ویرانی سے اور نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام کے اٹھ جانے سے تاریخ کا حساب کرتے ہیں۔

۳۹۳۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ غُرُورَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ فَفُرِضَتْ أَرْبَعًا وَتَرَكْتُ صَلَاةَ السَّفَرِ عَلَى الْأَوَّلَى)). تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ. [راجع: ۳۵۰]
 (۳۹۳۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے غرورہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (پہلے) نماز صرف دو رکعت فرض ہوئی تھی پھر نبی کریم ﷺ نے ہجرت کی تو وہ فرض رکعات چار رکعات ہو گئیں۔ البتہ سفر کی حالت میں نماز اپنی حالت میں باقی رکھی گئی۔ اس روایت کی متابعت عبد الرزاق نے معمر سے کی ہے۔

روایت میں ہجرت کا ذکر ہے باب سے یہی وجہ مناسبت ہے۔

باب نبی کریم ﷺ کی دعا کہ اے اللہ! میرے اصحاب کی

ہجرت قائم رکھ اور جو مہاجر مکہ میں انتقال کر گئے، ان کے

لئے آپ کا اظہار رنج کرنا

(۳۹۳۶) ہم سے یحییٰ بن قزعة نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد

۴۹- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

((اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ))

وَمُرْتِنَهُ لِمَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ

۳۹۳۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا

نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عامر بن سعد بن مالک نے اور ان سے ان کے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع ۱۰ھ کے موقع پر میری مزاج پر سی کے لئے تشریف لائے۔ اس مرض میں میرے بچنے کی کوئی امید نہیں رہی تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مرض کی شدت آپ خود ملاحظہ فرما رہے ہیں، میرے پاس مال بہت ہے اور صرف میری ایک لڑکی وارث ہے تو کیا میں اپنے دو تہائی مال کا صدقہ کر دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا پھر آدھے کا کر دوں؟ فرمایا کہ سعد! بس ایک تہائی کا کر دو، یہ بھی بہت ہے۔ اگر اپنی اولاد کو مال دار چھوڑ کر جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑے اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ احمد بن یونس نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن سعد نے کہ ”تم اپنی اولاد کو چھوڑ کر جو کچھ بھی خرچ کرو گے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہوگی تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا ثواب دے گا، اللہ تمہیں اس لقمہ پر بھی ثواب دے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے مکہ میں رہ جاؤں گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم پیچھے نہیں رہو گے اور تم جو بھی عمل کرو گے اور اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہوگی تو تمہارا مرتبہ اس کی وجہ سے بلند ہوتا رہے گا اور شاید تم ابھی بہت دنوں تک زندہ رہو گے تم سے بہت سے لوگوں (مسلمانوں) کو نفع پہنچے گا اور بہتوں کو (غیر مسلموں کو) نقصان ہو گا۔ اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت پوری کر دے اور انہیں اٹے پاؤں واپس نہ کر (کہ وہ ہجرت کو چھوڑ کر اپنے گھروں کو واپس آجائیں) البتہ سعد بن خولہ نقصان میں پڑ گئے اور احمد بن یونس اور موسیٰ بن اسماعیل نے اس حدیث کو ابراہیم بن سعد سے روایت کیا اس میں (اپنی اولاد (ذریعہ) کو چھوڑو، کے بجائے) تم اپنے وارثوں کو چھوڑو یہ الفاظ مروی ہیں۔

إِبْرَاهِيمُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ مَرَضٍ أَشْفَيْتَ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى، وَأَنَا ذُو مَالٍ، وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتٌ لِي وَاحِدَةٌ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِي مَالِي؟ قَالَ: ((لَا)). قَالَ: فَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ؟ قَالَ: ((الْثُلُثُ، يَا سَعْدُ وَالْثُلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَهُمْ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ - قَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ: أَنْ تَذَرَهُمْ ذُرِّيَّتَكَ - وَلَسْتُ بِنَافِقٍ نَفَقَةً تَنْتَهِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَجْرَكَ بِهَا، حَتَّى اللَّفْمَةِ تَجْعَلَهَا فِي فِيَّ أَمْرَاتِكَ)). قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْلَفُ بَعْدَ أَصْحَابِي؟ قَالَ: ((إِنَّكَ لَنْ تُخْلَفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَنْتَهِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أَزْدَدَتْ بِهِ دَرَجَةً وَرَفْعَةً. وَلَعَلَّكَ تُخْلَفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ. اللَّهُمَّ أَمُضْ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ، وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ. لَكِنَّ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ. يَرِثُنِي لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُوفِّيَ بِمَكَّةَ)). وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ وَمُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ: ((أَنْ تَذَرَهُمْ وَرَثَتَكَ)).

تشیع جنت الوداع میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے اور بیماری شدت پکڑ گئی تو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے زندگی سے مایوس ہو کر اپنے ترکہ کے بارے میں مسائل معلوم کئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو مسائل سمجھائے اور ساتھ ہی تسلی دلائی کہ ابھی تم عرصہ تک زندہ رہو گے اور ایسا ہی ہوا کہ حضرت سعدؓ بعد میں چالیس سال زندہ رہے، عراق فتح کیا اور بہت سے لوگ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، ان کے بہت سے لڑکے بھی پیدا ہوئے۔ حدیث پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام مسلمانوں کو تنگ دست مفلس تلاشِ بے کی بجائے زیادہ سے زیادہ حلال طور پر کمزور دولت مند بننے کی تعلیم دیتا ہے اور بزورِ رغبت دلاتا ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کو غربت تنگ دستی کی حالت میں چھوڑ کر انتقال نہ کریں یعنی پہلے سے ہی محنت و مشقت کر کے افلاس کا مقابلہ کریں۔ ضرور ایسی ترقی کریں کہ مرنے کے بعد ان کی اولاد تنگ دستی محتاجی افلاس کی شکار نہ ہو۔ اسی لئے حضرت امام سعید بن مسیب مشہور محدث فرماتے ہیں لا خیر فی ما لا یزید جمع المال من حلہ یکف بہ وجہہ عن الناس و یصل بہ رحمہ و یعطى منہ حقہ ایسے شخص میں کوئی خوبی نہیں ہے جو حلال طریقہ سے مال جمع نہ کرے جس کے ذریعہ لوگوں سے اپنی آبرو کی حفاظت کرے اور خویش و اقارب کی خبر گیری کرے اور اس کا حق ادا کرے۔ حضرت امام سیحی کا قول ہے کانوا یرون السعة عوناً علی الدین بزرگان دین خوش حالی کو دین کے لئے مددگار خیال کرتے تھے۔ امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں المال فی زماننا هذا اسلاح المومنین مال ہمارے زمانہ میں مومن کا ہتھیار ہے (از منہاج القاصدین ص: ۱۹۹) قرآن مجید میں زکوٰۃ کا بار بار ذکر ہی یہ چاہتا ہے کہ ہر مسلمان مال دار ہو جو سالانہ زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ ادا کر سکے۔ ہاں مال اگر حرام طریقہ سے جمع کیا جائے یا انسان کو اسلام اور ایمان سے غافل کر دے تو ایسا مال خدا کی طرف سے موجب لعنت ہے۔ وقفنا للہ لما یحب و یرضی (امین)

۵۰۔ بابُ کَیفَ آخَى النَّبِیُّ ﷺ

باب نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کے درمیان کس طرح بھائی چارہ قائم کرایا تھا

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ : ((آخَى النَّبِیُّ ﷺ بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ)). وَقَالَ أَبُو جَحِيفَةَ: ((آخَى النَّبِیُّ ﷺ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ)).

اس کا بیان اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم مدینہ ہجرت کر کے آئے تو آنحضرت ﷺ نے میرے اور سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ کرایا تھا۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ (وہب بن عبداللہ) نے کہا آنحضرت ﷺ نے حضرت سلمان فارسی اور ابو الدرداء کے درمیان بھائی چارہ کرایا تھا۔

تشیع کہتے ہیں بھائی بھائی بنانا دوبار ہوا تھا ایک بار مکہ میں مہاجرین میں اس دفعہ ابوبکرؓ عمرؓ کو اور حمزہؓ زید بن حارثہؓ کو اور عثمانؓ عبدالرحمن بن عوفؓ کو اور زبیرؓ ابن مسعودؓ کو اور عبیدہؓ بلالؓ کو اور معتب بن عمیرؓ سعد بن ابی وقاصؓ اور ابو عبیدہؓ سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ کو اور سعید بن زیدؓ طلحہؓ رضی اللہ عنہ کو آپ نے بھائی بھائی بنا دیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ شکایت کرنے آئے تو آپ نے ان کو اپنا بھائی بنایا دوسری بار مدینہ میں ہوا مہاجرین اور انصار میں (وحیدی)

ابتدا میں مؤاخات ترکہ میں میراث تک پہنچ گئی تھی یعنی ایسے منہ بولے بھائیوں کو مرنے والے بھائی کے ترکہ میں حصہ دیا جانے لگا تھا مگر واقعہ بدر کے بعد آیہ کریمہ واولوا الارحام بعضهم اولیٰ بعض نازل ہوئی جس سے ترکہ میں حصہ صرف حقیقی وارثوں کے لئے مخصوص ہو گیا۔ مدینہ میں مؤاخات ہجرت کے پانچ ماہ بعد کرائی گئی تھی۔

۳۹۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ (۳۹۳۷) ہم سے محمد بن یوسف بکندی نے بیان کیا، ان سے سفیان

بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے اور ان سے انسؓ نے بیان کیا کہ جب عبدالرحمن بن عوفؓ ہجرت کر کے آئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کا بھائی چارہ سعد بن ربیع انصاریؓ کے ساتھ کرایا تھا۔ سعدؓ نے ان سے کہا کہ ان کے اہل و مال میں سے آدھا وہ قبول کر لیں لیکن عبدالرحمنؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اہل و مال میں برکت دے۔ آپ تو مجھے بازار کا راستہ بتا دیں۔ چنانچہ انہوں نے تجارت شروع کر دی اور پہلے دن انہیں کچھ پیڑ اور گھی میں نفع ملا۔ چند دنوں کے بعد انہیں نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ ان کے کپڑوں پر (خوشبو کی) زردی کا نشان ہے تو آپؐ نے فرمایا عبدالرحمنؓ یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہیں مہر میں تم نے کیا دیا؟ انہوں نے بتایا کہ ایک گٹھلی برابر سونا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اب ولیمہ کر خواہ ایک ہی بکری کا ہو۔

اس حدیث سے انصار کا ایثار اور مہاجرین کی خود داری روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ وہ کیسے پختہ کار مسلمان تھے۔ اس حدیث سے تجارت کی بھی ترغیب ظاہر ہے۔ اللہ پاک علماء کو خصوصاً توثیق دے کہ وہ اس پر غور کر کے اپنے مستقبل کا فکر کریں۔ اللہم امین

باب

(۳۹۳۸) مجھ سے حامد بن عمرؓ نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے، ان سے حمید طویل نے بیان کیا اور ان سے حضرت انسؓ نے کہ جب عبد اللہ بن سلامؓ کو رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آنے کی خبر ہوئی تو وہ آپؐ سے چند سوال کرنے کے لئے آئے۔ انہوں نے کہا کہ میں آپؐ سے تین چیزوں کے متعلق پوچھوں گا جنہیں نبی ﷺ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کی سب سے پہلی نشانی کیا ہوگی؟ اہل جنت کی ضیافت سب سے پہلے کس کھانے سے کی جائے گی؟ اور کیا بات ہے کہ بچہ کبھی باپ پر جاتا ہے اور کبھی ماں پر؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جواب ابھی مجھے حضرت جبریلؑ نے آکر بتایا ہے۔ عبد اللہ بن سلامؓ نے کہا کہ یہ ملائکہ میں یہودیوں کے دشمن ہیں۔ آپؐ نے فرمایا قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہے جو انسانوں کو مشرق سے

سُفْیَانُ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَأَخْبَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعِيدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ، فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، ذُلِّي عَلَى السُّوقِ. فَوَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقْطِ وَسَمْنٍ، فَرَأَاهُ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَصْرٌ مِنْ صُفْرَةٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَهْنِمٌ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ؟)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: ((فَمَا سَقَتْ فِيهَا؟)). فَقَالَ: وَزَنَ نَوَاقٍ مِنْ ذَهَبٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوَلَمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)). [راجع: ۲۰۴۹]

۵۱- باب

۳۹۳۸- حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بَشَرَ بْنِ الْمَفْضَلِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا أَنَسٌ ((أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ بَلَغَهُ مَقْدَمُ النَّبِيِّ ﷺ الْمَدِينَةَ، فَأَتَاهُ يَسْأَلُهُ عَنْ أَشْيَاءَ فَقَالَ: إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ: مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ، وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ، وَمَا بَالُ الْوَلَدِ يَنْزِعُ إِلَى أَبِيهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ؟ قَالَ: ((أَخْبَرَنِي بِهِ جِبْرِيلُ آتِفًا)). قَالَ ابْنُ سَلَامٍ: ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ. قَالَ: ((أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ

مغرب کی طرف لے جائے گی۔ جس کھانے سے سب سے پہلے اہل جنت کی ضیافت ہوگی وہ مچھلی کی کبجی کا بڑھا ہوا ٹکڑا ہوگا (جو نہایت لذیذ اور زود ہضم ہوتا ہے) اور بچہ باپ کی صورت پر اس وقت جاتا ہے جب عورت کے پانی پر مرد کا پانی غالب آجائے اور جب مرد کے پانی پر عورت کا پانی غالب آجائے تو بچہ ماں پر جاتا ہے۔ عبد اللہ بن سلام رحمہ اللہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہودی بڑے بہتان لگانے والے لوگ ہیں، اس لئے آپ اس سے پہلے کہ میرے اسلام کے بارے میں انہیں کچھ معلوم ہو، ان سے میرے متعلق دریافت فرمائیں۔ چنانچہ چند یہودی آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تمہاری قوم میں عبد اللہ بن سلام کون ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ ہم میں سب سے بہتر اور سب سے افضل کے بیٹے ہیں، ہم میں سب سے افضل اور سب سے افضل کے بیٹے۔ آپ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے اگر وہ اسلام لائیں؟ وہ کہنے لگے اس سے اللہ تعالیٰ انہیں اپنی پناہ میں رکھے۔ حضور نے دوبارہ ان سے یہی سوال کیا اور انہوں نے یہی جواب دیا۔ اس کے بعد عبد اللہ بن سلام رحمہ اللہ باہر آئے اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ اب وہ کہنے لگے یہ تو ہم میں سب سے بدتر آدمی ہیں اور سب سے بدتر باپ کا بیٹا ہے۔ فوراً ہی برائی شروع کر دی، حضرت عبد اللہ بن سلام رحمہ اللہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اسی کا مجھے ڈر تھا۔

تَحْشَرُهُمْ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ. وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرِيَاذَةُ كَبِدِ الْحَوْتِ. وَأَمَّا الْوَلَدُ فَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ، وَإِذَا سَبَقَ الْمَرْأَةُ مَاءَ الرَّجُلِ نَزَعَتِ الْوَلَدَ. قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ. قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهَتُوا، فَاسْأَلَهُمْ عَنِّي قَبْلَ أَنْ يَعْلَمُوا بِإِسْلَامِي. فَجَاءَتِ الْيَهُودُ؛ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيُّ رَجُلٍ عِنْدَ اللَّهِ بَنٍ سَلَامٍ فِيكُمْ؟)) قَالُوا: خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا، وَأَفْضَلُنَا وَابْنُ أَفْضَلِنَا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللَّهِ بَنٍ سَلَامٍ؟)) قَالُوا: أَعَادَهُ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ، فَأَعَادَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا مِثْلَ ذَلِكَ. فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ. قَالُوا: شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا، وَتَقْضُوهُ. قَالَ: هَذَا كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُولَ اللَّهِ.))

[راجع: ۳۳۲۹]

تشیع کہ یہودی جب میرے اسلام کا حال سنیں گے تو پہلے ہی سے برا کہیں گے تو آپ نے سن لیا، ان کی بے ایمانی معلوم ہو گئی پہلے تو تعریف کی جب اپنے مطلب کے خلاف ہوا تو لگے برائی کرنے۔ بے ایمانوں کا یہی شیوہ ہے جو شخص ان کے مشرب کے خلاف ہو وہ کتنا بھی عالم فاضل صاحب ہنر اچھا شخص ہو لیکن اس کی برائی کرتے ہیں۔ اب تو ہر جگہ یہ آفت پھیل گئی ہے کہ اگر کوئی عالم فاضل شخص علمائے سوء کا ایک مسئلہ میں اختلاف کرے تو بس اس کے سارے فضائل اور کمالات کو ایک طرف ڈال کر اس کے دشمن بن جاتے ہیں جو ادب اور منزل کی نشانی ہے۔ اکثر فقہی متعصب علماء بھی اس مرض میں گرفتار ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

۳۹۳۹، ۳۹۴۰ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - ہم سے علی بن عبد اللہ المدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے

سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، انہوں نے ابو منہال (عبدالرحمن بن مطعم) سے سنا، عبدالرحمن بن مطعم نے بیان کیا کہ میرے ایک ساجھی نے بازار میں چند درہم ادھار فروخت کیے ہیں، میں نے اس سے کہا سبحان اللہ! کیا یہ جائز ہے؟ انہوں نے کہا سبحان اللہ خدا کی قسم کہ میں نے بازار میں اسے بیچا تو کسی نے بھی قائل اعتراض نہیں سمجھا۔ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا نبی کریم ﷺ جب (ہجرت کر کے) تشریف لائے تو اس طرح خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ خرید و فروخت کی اس صورت میں اگر معاملہ دست بدست (نقد) ہو تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن اگر ادھار پر معاملہ کیا تو پھر یہ صورت جائز نہیں اور حضرت زید بن ارقم سے بھی مل کر اس کے متعلق پوچھ لو کیونکہ وہ ہم میں بڑے سوداگر تھے۔ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ سفیان نے ایک مرتبہ یوں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب ہمارے یہاں مدینہ تشریف لائے تو ہم (اس طرح کی) خرید و فروخت کیا کرتے تھے اور بیان کیا کہ ادھار موسم تک کے لئے یا (یوں بیان کیا کہ) حج تک کے لئے۔

یہ بیع جائز نہیں ہے کیونکہ بیع صرف میں تقابض اسی مجلس میں ضروری ہے، جیسے کہ کتاب البیوع میں گزر چکا ہے، آخر حدیث میں راوی کو شک ہے کہ موسم کا لفظ کمایا حج کا مطابقت باب اس سے نکالی کہ آنحضرت ﷺ مدینہ تشریف لائے۔

باب جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ کے پاس یہودیوں کے آنے کا بیان

سورہ بقرہ میں لفظ ہادوا کے معنی ہیں کہ یہودی ہوئے اور سورہ اعراف میں ہدناتنا کے معنی میں ہے (ہم نے توبہ کی) اسی سے ہاند کے معنی نائب یعنی توبہ کرنے والا۔

(۳۹۴) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے قرہ بن خالد نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر دس یہودی (احبار و علماء) مجھ پر ایمان لے آئیں تو تمام یہود مسلمان ہو جاتے۔

اللہ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي مَنِهَالٍ عَنِ ابْنِ رَحْمَنِ بْنِ مَطْعَمٍ قَالَ: ((بَاعَ شَرِيكَ لِي ذَرَاهِمَ فِي السُّوقِ نَسِيئَةً، فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللَّهِ، أَيْضَلِحُ هَذَا؟ فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَاللَّهِ لَقَدْ بَغْتَهَا فِي السُّوقِ لِمَا عَاهَهُ أَحَدٌ. فَسَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَقَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَّبِعُ هَذَا الْبَيْعَ فَقَالَ: ((مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَيْسَ بِهِ بَأْسٌ، وَمَا كَانَ نَسِيئَةً فَلَا يَضِلُّ. وَالْقَزْدُ بْنُ أَرْقَمٍ فَاسْأَلَهُ فَإِنَّهُ كَانَ أَعْظَمَنَا تِجَارَةً)). فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمٍ فَقَالَ مِثْلَهُ. وَقَالَ سَفْيَانُ مَرَّةً فَقَالَ: فَقَدِمَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نَتَّبِعُ، وَقَالَ: ((نَسِيئَةً إِلَى الْمَوْسِمِ أَوْ الْحَجِّ)).

[راجع: ۲۰۶۰، ۲۰۶۱]

۵۲- بَابُ إِيْتَانِ الْيَهُودِ النَّبِيَّ ﷺ

حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ

هَادُوا : صَارُوا يَهُودًا. وَأَمَّا قَوْلُهُ هَذَا : ثَبَاتًا. هَابِدًا : تَائِبًا

۳۹۴- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا قُرَّةٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ آمَنَ بِي عَشْرَةٌ مِنَ الْيَهُودِ لَأَمَنَ بِي الْيَهُودُ)).

مطلب یہ ہے کہ میرے مدینہ میں آنے کے بعد اگر دس یہودی بھی مسلمان ہو جاتے تو دوسرے تمام یہودی بھی ان کی دیکھا دیکھی مسلمان ہو جاتے۔ ہوا یہ کہ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو صرف عبد اللہ بن سلام مسلمان ہوئے ہائی دوسرے سردار یہود کے جیسے ابو یاسر اور جی بن اخطب اور کعب بن اشرف، رافع بن ابی الحقیق، بنی نصیر میں سے اور عبد اللہ بن حنیف اور قحاص اور رفاعة بن قیقاع میں سے زبیر اور کعب اور شویل بنی قریظہ میں سے یہ سب مخالف رہے۔ کہتے ہیں ابو یاسر آپ کے پاس آیا اور اپنی قوم کے پاس جا کر ان کو سمجھایا، یہ سچے پیغمبر وہی پیغمبر ہیں جن کا ہم انتظار کرتے تھے۔ ان کا کہنا ان لوگوں اس کے بھائی نے مخالفت کی اور قوم کے لوگوں نے بھائی کی مخالفت کی وجہ سے ابو یاسر کا کہنا نہ سنا اور میمون بن یامین ان یہودیوں میں سے مسلمان ہو گیا۔ اس کا بھی حال عبد اللہ بن سلام کا سا گزرا۔ پہلے تو یہودیوں نے بڑی تعریف کی جب معلوم ہوا کہ مسلمان ہو گیا تو لگے اس کی برائی کرنے (وحیدی)

(۳۹۴۲) مجھ سے احمد یا محمد بن عبید اللہ غدانی نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن اسامہ نے بیان کیا کہ انہیں ابو حمیس نے خبر دی، انہیں قیس بن مسلم نے، انہیں طارق بن شہاب نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی عاشوراء کے دن کی تعظیم کرتے ہیں اور اس دن روزہ رکھتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم اس دن روزہ رکھنے کے زیادہ حق دار ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس دن کے روزے کا حکم دیا۔

۳۹۴۲ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ - أَوْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الْغُدَّانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أَسَمَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَمِيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ وَإِذَا أَنَاسٌ مِنَ الْيَهُودِ يُعْظَمُونَ عَاشُورَاءَ وَيَصُومُونَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَحْنُ أَحَقُّ بِصَوْمِهِ)). فَأَمَرَ بِصَوْمِهِ)). (راجع: ۲۰۰۵)

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری کا ذکر ہے۔ باب کا مطلب اسی سے نکلا۔ بعد میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان عاشوراء کا روزہ رکھے، اسے چاہیے کہ یہودیوں کی مخالفت کے لئے اس میں نویں یا گیارہویں تاریخ کے دن یعنی ایک روزہ اور بھی رکھ لیں۔ اب یہ روزہ رکھنا سنت ہے۔

(۳۹۴۳) ہم سے زیاد بن ایوب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو بشر جعفر نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ اس کے متعلق ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر فتح عنایت فرمائی تھی چنانچہ اس دن کی تعظیم میں روزہ رکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام سے تمہاری بہ نسبت زیادہ قریب ہیں اور آپ نے اس دن

۳۹۴۳ - حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ وَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ، فَسَلُّوا عَنْ ذَلِكَ فَقَالُوا: هَذَا الْيَوْمَ الَّذِي أَظْفَرَ اللَّهُ فِيهِ مُوسَى وَبَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى فِرْعَوْنَ، وَنَحْنُ نَصُومُهُ تَعْظِيمًا لَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ)). ثُمَّ أَمَرَ

[بصومہ]۔ [راجع: ۲۰۰۴]

روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

۳۹۴۴ = حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْدِلُ شَفْرَةَ وَكَانَ الْمُسْرُكُونَ يَفْرُقُونَ رُؤُوسَهُمْ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُونَ رُؤُوسَهُمْ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ بِشَيْءٍ، ثُمَّ فَرَّقَ النَّبِيُّ ﷺ رَأْسَهُ)). [راجع: ۳۵۵۸]

(۳۹۴۴) ہم سے عبدان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد اللہ بن مبارک نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے یونس نے، ان سے زہری نے بیان کیا، کما جھ کو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی، ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سر کے بال کو پیشانی پر لٹکا دیتے تھے اور مشرکین مانگ نکالتے تھے اور اہل کتاب بھی اپنے سروں کے بال پیشانی پر لٹکائے رہنے دیتے تھے۔ جن امور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (وجہ کے ذریعہ) کوئی حکم نہیں ہوتا تھا آپ ان میں اہل کتاب کی موافقت پسند کرتے تھے۔ پھر بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مانگ نکالنے لگے تھے۔

شاید بعد میں آپ کو اس کا حکم آ گیا ہو گا۔ پیشانی پر بال لٹکانا آپ نے چھوڑ دیا اب یہ نصاریٰ کا طریق رہ گیا ہے۔ مسلمانوں کے لئے لازم ہے کہ صرف اپنے رسول کریم ﷺ کا طور طریق چال چلن اختیار کریں اور دوسروں کی غلط رسموں کو ہرگز اختیار نہ کریں۔

۳۹۴۵ - حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَبِي ثَيْبٍ حَدَّثَنَا هُثَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ جَزَأَوْهُ أَجْزَاءً، فَأَمَنُوا بِبَعْضِهِ وَكَفَرُوا بِبَعْضِهِ)).

(۳۹۴۵) مجھ سے زیاد بن ایوب نے بیان کیا، کما ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کما ہم کو ابو بشر (جابر بن ابی وحشیہ) نے خبر دی، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ اہل کتاب ہی تو ہیں جنہوں نے آسمانی کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، بعض باتوں پر ایمان لائے اور بعض باتوں کا انکار کیا۔

[طرفہ فی: ۴۷۰۵، ۴۷۰۶]۔

جیسے انہوں نے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا انکار کیا۔ اس حدیث کی مناسبت باب سے مشکل ہے۔ یعنی نے کما اگلی حدیث میں اہل کتاب کا ذکر ہے، اس مناسبت سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اثر بیان کر دیا۔

یہودیوں کی جس بری خصلت کا یہاں ذکر ہوا، یہی سب عام مسلمانوں میں بھی پیدا ہو چکی ہے کہ بعض آیتوں پر عمل کرتے ہیں اور علماء بعض کو جھٹلاتے ہیں بعض سنتوں پر عمل کرتے ہیں بعض کی مخالفت کرتے ہیں۔ عام طور پر مسلمانوں کا یہی حال ہے آنحضرت ﷺ نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ میری امت بھی یہودیوں کے قدم بہ قدم چلے گی، وہی حالت آج ہو رہی ہے۔ رحمہ اللہ علینا۔

۵۳ - بَابُ إِسْلَامِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ

باب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

(۳۹۴۶) مجھ سے حسن بن شقیق نے بیان کیا، کما ہم سے معمر نے

۳۹۴۶ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو

بیان کیا کہ میرے والد سلیمان بن طرخان نے بیان کیا (دوسری سند) اور ہم سے ابو عثمان ہندی نے بیان کیا کہا میں نے سنا سلمان فارسیؓ سے کہ ان کو کچھ اوپر دس آدمیوں نے ایک مالک سے بدلا دوسرے سے مالک سے خریدا۔

(۳۹۴۷) ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عوف اعرابی نے، ان سے ابو عثمان ہندی نے بیان کیا، کہا میں نے حضرت سلمان فارسیؓ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں رام ہرمز (فارس میں ایک مقام ہے) کا رہنے والا ہوں۔

(۳۹۴۸) مجھ سے حسن بن مدرک نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو عوانہ نے خبر دی، انہیں عاصم احوال نے انہیں ابو عثمان ہندی نے اور ان سے حضرت سلمان فارسیؓ نے بیان کیا، عیسیٰؑ اور محمد ﷺ کے درمیان میں فترت کا زمانہ (یعنی جس میں کوئی پیغمبر نہیں آیا) چھ سو برس کا وقفہ گزرا ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ ان کو خود رسول کریم ﷺ نے آزاد کرایا تھا۔ فارس کے شہر ہرمز رام کے رہنے والے تھے، دین حق کی طلب میں انہوں نے ترک وطن کیا اور پہلے عیسائی ہوئے۔ ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا پھر قوم عرب نے ان کو گرفتار کر کے یہودیوں کے ہاتھوں بیچ ڈالنا یہاں تک کہ یہ مدینہ میں پہنچ گئے اور پہلی ہی محبت میں دولت ایمان سے مالا مال ہو گئے پھر انہوں نے اپنے یہودی مالک سے مکاتبت کر لی جس کی رقم آنحضرت ﷺ نے ادا فرمائی۔ مدینہ آنے تک یہ دس گجہ غلام بنا کر فروخت کئے گئے تھے۔ آنحضرت ﷺ ان سے بہت خوش تھے۔ آپ نے فرمایا کہ سلمان ہمارے اہل بیت سے ہیں، جنت ان کے قدموں کی منتظر ہے۔ اڑھائی سو سال کی عمر طویل پائی۔ اپنے ہاتھ سے روزی کماتے اور صدقہ خیرات بھی کرتے۔ ۳۵ھ میں شہر مدائن میں ان کا انتقال ہوا۔ رضی اللہ عنہ وارضاه (امین)

حضرت سلمان فارسیؓ کے مزید حالات:

آپ علاقہ اصفہان کے ایک دیہات کے ایک دیہاتی کسان کے اکلوتے فرزند تھے۔ باپ وفور محبت میں لڑکیوں کی طرح گھری میں بند رکھتا تھا۔ آتش کدہ کی دیکھ بھال نہ دیتا تھا۔ مجوسیت کے بڑے پختہ کار بجاری سے یکایک پختہ کار عیسائی بن گئے۔ اس طرح کہ ایک روز اتفاقات کھیت کو گئے، اٹائے راہ میں عیسائیوں کو نماز پڑھتے دیکھ کر اس طرز عبادت پر والمانہ فریفتہ ہو گئے۔ باپ نے مقید کر دیا مگر آپ کسی طرح بھاگ کر عیسائیوں کے ساتھ شام کے ایک شب کی خدمت میں پہنچ گئے جو بہت بد اخلاق تھا اور صدقہ کا تمام روپیہ لے کر خود رکھ لیتا تھا۔ زندگی میں تو کچھ کہہ نہ سکے جب وہ مرا اور عیسائی اسے شان و شوکت کے ساتھ دفن کرنے پر تیار ہوئے تو آپ نے اس کا سارا پول کھول کر رکھ دیا اور تصدیق کے طور پر سات منگے سونے چاندی سے لہریز دکھادیے اور سزا کے طور پر اس کی لاش صلیب پر آویزاں کر دی گئی۔ دوسرا شب بہت متقی و عابد بھی تھا اور آپ سے محبت بھی رکھتا تھا مگر اسے جلد پیام موت آگیا۔ آپ کے

استفسار پر فرمایا کہ اب تو میرے علم میں کوئی سچا عیسائی نہیں۔ جو تھے مرچکے، دین میں بہت کچھ تحریف ہو چکی، البتہ موصل میں ایک شخص ہے، اس کے پاس چلے جاؤ۔ اس کے پاس پہنچ کر کچھ ہی مدت رہنے پائے تھے کہ اس کا بھی وقت آگیا اور وہ عیسا میں ایک پادری کا پتہ بتا گیا، یہ سب سے زیادہ عابد و زاہد تھا۔ عموریہ میں ایک شخص کا پتہ دے کر یہ بھی راہی ملک بھا ہوا لیکن جب اسقف عموریہ بھی جلد ہی بستر مرگ پر دراز ہوا تو آپ افسردہ ہوئے۔ اسقف نے کہا بیٹا اب تو دنیا میں مجھے کوئی بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ میں تجھے جس کے پاس جانے کا مشورہ دوں۔ عنقریب ریگستان عرب سے پیغبر آخر الزماں پیدا ہونے والے ہیں، جن کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی اور صدقہ اپنے ادھر حرام سمجھیں گے۔ آخری وصیت یہی ہے کہ ممکن ہو تو ان سے ضرور ملنا، ایک عرصہ تک آپ عموریہ میں ہی رہے، بکریاں چراتے پالتے اور اسی پر اپنا گزارہ کرتے رہے۔ ایک روز عرب تاجروں کے ایک قافلہ کو ادھر سے گزرتا دیکھ کر ان سے کہا کہ اگر تم مجھے عرب پہنچا دو تو میں اس کے صلہ میں اپنی سب بکریاں تمہاری نذر کر دوں گا۔ انہوں نے وادی القریٰ پہنچتے ہی آپ کو غلام بنا کر فروخت کر دیا لیکن اس غلامی پر جو کسی کے استان نازک تک رسائی کا ذریعہ بن جائے تو ہزاروں آزادیاں قربان کی جاسکتی ہیں۔ الغرض حضور ﷺ کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔



سولہواں پارہ

اے اللہ! خاص تیرے ہی پاک نام کی برکت سے میں اس (بخاری شریف کے پارہ ۴) کو شروع کرتا ہوں تو نہایت ہی بخشش کرنے والا مہربان ہے۔ پس تو اپنے فضل سے اس پارے کو بھی خیریت کے ساتھ پورا کرنے والا ہے۔ یا اللہ! یہ دعا قبول کر لے۔ آمین۔

غزوات کے بیان میں

شیخ الاسلام ابن حجر

١ - باب غزوة العشيرة أو

کابیان

العُسَيْرَةُ.

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ أَوَّلُ مَا غَزَا النَّبِيُّ
 ﷺ الْأَنْبَاءَ ثُمَّ بَوَاطُ ثُمَّ الْعُسَيْرَةَ.

محمد بن اسحاق نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا سب سے پہلا غزوہ مقام انبواء کا ہوا، پھر جبل بواط، پھر عسیرہ۔

تشریح غزوہ اس جہاد کو کہتے ہیں جس میں آنحضرت ﷺ اپنی ذات سے خود تشریف لے گئے ہوں اور سر یہ وہ جس میں آپ ﷺ خود تشریف نہیں لے گئے۔ حنفیہ سے مدینہ کی جانب ایک گاؤں ابواء ہے اور بواط بنو نع کے قریب ایک پہاڑی مقام کا نام ہے۔ عثیرہ بھی ایک مقام ہے یا ایک قبیلہ کا نام ہے۔ ان تینوں جہادوں میں آنحضرت ﷺ بدر کی جنگ سے پہلے تشریف لے گئے تھے۔ کہتے ہیں ابواء میں مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہوئی۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس پر تیر چلایا۔ یہ پہلا تیر تھا جو اللہ کی راہ میں مارا گیا۔ یہ تینوں جہاد ہجرت سے ایک سال بعد کئے گئے۔ لفظ مغازی نام پر غزا یا غزو کا مصدر ہے یا ظرف ہے۔ لیکن کو نہ مصداق متعین

مہنا (قطلانی) بعض راویوں نے غزوات نبوی کی تعداد ۲۱ بیان کی ہیں جن میں چھوٹے غزوات کو بھی شامل کیا ہے۔

۳۹۴۹- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا وَهْبٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، كُنْتُ إِلَى جَنْبِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ لَقِيتُ لَهُ: كَمَ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ مِنْ غَزْوَةٍ؟ قَالَ: سَبْعَ عَشْرَةَ قُلْتُ: كَمْ غَزَوْتَ أَنْتَ مَعَهُ؟ قَالَ: سَبْعَ عَشْرَةَ قُلْتُ: فَأَيُّهُمْ كَانَتْ أُولَى؟ قَالَ: الْعُمَيْرَةُ أَوِ الْعُشَيْرُ فَذَكَرْتُ لِقَاتَهُ فَقَالَ: الْعُشَيْرَةُ. [طرفاد بی: ۴۴۰۴، ۴۴۷۱].

(۳۹۴۹) مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے ابواسحاق نے کہ میں ایک وقت حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ ان سے پوچھا گیا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے کتنے غزوے کئے؟ انہوں نے کہا انیس۔ میں نے پوچھا، آپ حضور ﷺ کے ساتھ کتنے غزوات میں شریک رہے؟ تو انہوں نے کہا کہ سترہ میں۔ میں نے پوچھا، آپ ﷺ کا سب سے پہلا غزوہ کون سا تھا؟ کہا کہ عسیرہ یا عشیہ۔ پھر میں نے اس کا ذکر کیا وہ سے کیا تو انہوں نے کہا کہ (صحیح لفظ) عشیہ ہے۔

شین معمر سے ہی یہ لفظ صحیح ہے۔

آنحضرت ﷺ کفار قریش کے ایک قافلہ کی خبر سن کر تشریف لے گئے تھے مگر قافلہ تو نہیں ملا ہاں جنگ بدر اس کے نتیجے میں آئی۔

۲- باب ذِکْرِ النَّبِيِّ ﷺ مَنْ يُقْتَلُ
بِئْدَرِ
باب بدر کی لڑائی میں فلاں فلاں مارے جائیں گے۔ اس کے متعلق آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئی کا بیان

تشریح اس باب میں امام مسلم نے جو روایت کی ہے وہ زیادہ مناسب ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جنگ شروع ہونے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتلایا تھا کہ اس جگہ فلاں کافر مارا جائے گا اور اس جگہ فلاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ نے جو جو مقام ہر ہر کافر کے لیے بتلائے تھے وہ کافران ہی جگہوں پر مارے گئے۔ یہ آپ کا ایک کھلا ہوا معجزہ تھا اور باب کی حدیث میں جو پیشین گوئی ہے وہ جنگ بدر سے بہت پہلے کی ہے۔

۳۹۵۰- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ غُثْمَانَ، حَدَّثَنَا شَرِيحُ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُو بْنُ مَيْمُونٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بْنِ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ صَدِيقًا لِأُمَيَّةِ بْنِ خَلَفٍ، وَكَانَ أُمَيَّةُ إِذَا مَرَّ بِالْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى سَعْدٍ، وَكَانَ سَعْدٌ إِذَا مَرَّ بِمَكَّةَ نَزَلَ عَلَى أُمَيَّةٍ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ

(۳۹۵۰) مجھ سے احمد بن عثمان نے بیان کیا، ہم سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا، ہم سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا کہ مجھ سے عمرو بن ميمون نے بیان کیا، انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے، انہوں نے کہا کہ وہ امیہ بن خلف کے (جاہلیت کے زمانے سے) دوست تھے اور جب بھی امیہ مدینہ سے گزرتا تو ان کے یہاں قیام کرتا تھا۔ اسی طرح حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب مکہ سے گزرتے تو امیہ کے یہاں قیام کرتے۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو ایک مرتبہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ مکہ عمرہ

کے ارادے سے گئے اور امیہ کے پاس قیام کیا۔ انہوں نے امیہ سے کہا کہ میرے لیے کوئی تنہائی کا وقت بتاؤ تاکہ میں بیت اللہ کا طواف کروں۔ چنانچہ امیہ انہیں دوپہر کے وقت ساتھ لے کر نکلا۔ ان سے ابو جہل کی ملاقات ہو گئی۔ اس نے پوچھا، ابو صفوان! یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ امیہ نے بتایا کہ یہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابو جہل نے کہا، میں تمہیں مکہ میں امن کے ساتھ طواف کرتا ہوں نہ دیکھوں۔ تم لوگوں نے بے دینوں کو پناہ دے رکھی ہے اور اس خیال میں ہو کہ تم لوگ ان کی مدد کرو گے۔ خدا کی قسم! اگر اس وقت تم، ابو صفوان! امیہ کے ساتھ نہ ہوتے تو اپنے گھر سلامتی سے نہیں جاسکتے تھے۔ اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا، اس وقت ان کی آواز بلند ہو گئی تھی کہ اللہ کی قسم اگر آج تم نے مجھے طواف سے روکا تو میں بھی مدینہ کی طرف سے تمہارا راستہ بند کر دوں گا اور یہ تمہارے لیے بہت سی مشکلات کا باعث بن جائے گا۔ امیہ کہنے لگا، سعد! ابو الحکم (ابو جہل) کے سامنے بلند آواز سے نہ بولو۔ یہ وادی کا سردار ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا، امیہ! اس طرح کی گفتگو نہ کرو۔ اللہ کی قسم کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سن چکا ہوں کہ تو ان کے ہاتھوں سے مارا جائے گا۔ امیہ نے پوچھا، کیا مکہ میں مجھے قتل کریں گے؟ انہوں نے کہا کہ اس کا مجھے علم نہیں۔ امیہ یہ سن کر بہت گھبرا گیا اور جب اپنے گھر لوٹا تو (اپنی بیوی سے) کہا، ام صفوان! دیکھا نہیں سعد میرے متعلق کیا کہہ رہے ہیں۔ اس نے پوچھا، کیا کہہ رہے ہیں؟ امیہ نے کہا کہ وہ یہ بتا رہے تھے کہ محمد نے انہیں خبر دی ہے کہ کسی نہ کسی دن وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ میں نے پوچھا کیا مکہ میں مجھے قتل کریں گے؟ تو انہوں نے کہا کہ اس کی مجھے خبر نہیں۔ امیہ کہنے لگا خدا کی قسم اب مکہ سے باہر میں کبھی نہیں جاؤں گا۔ پھر بدر کی لڑائی کے موقع پر جب ابو جہل نے قریش سے لڑائی کی تیاری کے لیے کہا اور کہا کہ اپنے قافلہ کی مدد کو چلو تو امیہ نے لڑائی میں شرکت پسند نہیں کی، لیکن ابو جہل اس کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے ابو صفوان! تم وادی کے سردار ہو۔ جب لوگ دیکھیں گے کہ تم

اللہ ﷻ الْمَدِينَةَ انْطَلَقَ سَعْدٌ مُعْتَمِرًا، فَلَمَّا نَزَلَ عَلَى أُمِّيَّةَ بِمَكَّةَ فَقَالَ لِأُمِّيَّةَ انْظُرِي لِي سَاعَةً خَلْوَةً لَعَلِّي أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ، فَخَرَجَ بِهِ قَرِيبًا مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ فَلَقِيَهُمَا أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ : يَا أَبَا صَفْوَانَ مِنْ هَذَا مَعَكَ؟ فَقَالَ هَذَا سَعْدٌ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَهْلٍ : أَلَا أَرَاكَ تَطُوفُ بِمَكَّةَ آمِنًا وَقَدْ آوَيْتُمُ الصُّبَاةَ وَزَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ تَنْصُرُونَهُمْ وَتُعِينُونَهُمْ! أَمَا وَاللَّهِ لَوْ لَا أَنَّكَ مَعَ أَبِي صَفْوَانَ مَا رَجَعْتَ إِلَى أَهْلِكَ سَالِمًا فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ، وَرَفَعَ صَوْتَهُ عَلَيْهِ : أَمَا وَاللَّهِ لَئِنْ مَنَعَنِي هَذَا لَأَمْنَعَنَّكَ مَا هُوَ أَشَدُّ عَلَيْكَ مِنْهُ، طَرِيقَكَ عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ أُمِّيَّةُ : لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ يَا سَعْدُ عَلَى أَبِي الْحَكَمِ سَيَذْهَبُ أَهْلُ الْوَادِي فَقَالَ سَعْدٌ : دَعْنَا عَنْكَ يَا أُمِّيَّةُ فَوَا اللَّهُ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ((إِنْهُمْ قَاتِلُوكَ)) قَالَ : بِمَكَّةَ قَالَ : لَا أَذْرِي، فَفَرَعَ لِذَلِكَ أُمِّيَّةَ فَرَعًا شَدِيدًا فَلَمَّا رَجَعَ أُمِّيَّةُ إِلَى أَهْلِهَا قَالَ : يَا أُمُّ صَفْوَانَ أَلَمْ تَرَيِ مَا قَالَ لِي سَعْدٌ؟ قَالَتْ وَمَا قَالَ لَكَ؟ قَالَ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُمْ قَاتِلِي فَقُلْتُ لَهُ : بِمَكَّةَ؟ قَالَ : لَا أَذْرِي فَقَالَ أُمِّيَّةُ : وَاللَّهِ لَا أَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ اسْتَفَرَّ أَبُو جَهْلٍ النَّاسَ قَالَ : أَذْرِكُوا عَيْرَكُمْ فَكَّرَهُ أُمِّيَّةُ أَنْ يَخْرُجَ فَأَنَاهُ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ يَا أَبَا صَفْوَانَ إِنَّكَ مَتَى يَرَاكَ النَّاسُ قَدْ تَخَلَّفْتَ

ہی لڑائی میں نہیں نکلتے ہو تو دوسرے لوگ بھی نہیں نکلیں گے۔ ابو جہل یوں ہی برابر اس کو سمجھاتا رہا۔ آخر مجبور ہو کر امیہ نے کہا جب نہیں مانتا تو خدا کی قسم (اس لڑائی کے لیے) میں ایسا تیز رفتار اونٹ خریدوں گا جس کا ٹانی مکہ میں نہ ہو۔ پھر امیہ نے (اپنی بیوی سے) کہا، ام صفوان! میرا سامان تیار کر دے۔ اس نے کہا، ابو صفوان! اپنے بیٹی بھائی کی بات بھول گئے؟ امیہ بولا، میں بھولا نہیں ہوں۔ ان کے ساتھ صرف تھوڑی دور تک جاؤں گا۔ جب امیہ نکلا تو راستہ میں جس منزل پر بھی ٹھہرنا ہوتا، یہ اپنا اونٹ (اپنے پاس ہی) باندھ رکھتا۔ وہ برابر ایسا ہی احتیاط کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کرا دیا۔

[راجع: ۳۶۳۲]

تشریح ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے امیہ کے مارے جانے سے پہلے ہی اس کے قتل کی خبر دی تھی۔ کہانی نے الفاظ انہم قاتلوک کی تفسیر یہ کی ہے کہ ابو جہل اور اس کے ساتھی تجھ کو قتل کرائیں گے۔ امیہ کو اس وجہ سے تعجب ہوا کہ ابو جہل تو میرا دوست ہے وہ مجھ کو کیونکر قتل کرائے گا۔ اس صورت میں قتل کرانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تیرے قتل کا سبب بنے گا۔ ایسا ہی ہوا۔ امیہ بدر کی لڑائی میں جانے پر راضی نہ تھا، لیکن ابو جہل زبردستی اس کو پکڑ کر لے گیا۔ امیہ جانتا تھا کہ حضرت محمد ﷺ جو بات کہہ دیں وہ ہو کر رہے گی۔ اگرچہ اس نے واپس بھاگنے کے لیے تیز رفتار اونٹ ہمراہ لیا مگر وہ اونٹ کچھ کام نہ آیا اور امیہ بھی جنگ بدر میں قتل ہوا۔ خود حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا جسے کسی زمانہ میں یہ سخت سے سخت تکلیف دیا کرتا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کو اس سے ڈرایا کہ مکہ کے لوگ شام کی تجارت کے لیے براستہ مدینہ جایا کرتے تھے اور ان کی تجارت کا دار و مدار شام ہی کی تجارت پر تھا۔ بعض شامیوں نے انہم قاتلوک سے مسلمان مراد لیے ہیں اور کہانی کے قول کو ان کا وہم قرار دیا ہے۔ (قططانی) بہر حال حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا تھا اللہ نے اسے پورا کیا اور امیہ جنگ بدر میں قتل ہوا۔

۳- باب قِصَّةِ غَزْوَةِ بَدْرٍ

مدینہ سے کچھ میل کے فاصلے پر بدر نامی ایک گاؤں تھا جو بدر بن مغلہ بن نضر بن کنانہ کے نام سے آباد تھا یا بدر ایک کنوئیں کا نام تھا۔ ۲۔ میں رمضان میں مسلمانوں اور کافروں کی یہاں مشہور جنگ بدر ہوئی جس کا کچھ ذکر یہاں ہو رہا ہے۔ ۱۷ رمضان بروز جمعہ جنگ ہوئی جس میں کفار قریش کے ستر اکابر مارے گئے اور اتنے ہی قید ہوئے۔ اس جنگ نے کفار کی کمر توڑ دی اور وعدہ الہی ان اللہ علی نصرہم لقصیر صحیح ثابت ہوا۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا ”اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی بدر میں جس وقت کہ تم کمزور تھے۔ تو تم اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔ اے نبی! وہ وقت یاد کیجئے، جب آپ ایمان والوں سے کہہ رہے تھے، کیا یہ تمہارے لیے کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار تمہاری مدد

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى

﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

﴿إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ

کے لیے تین ہزار فرشتے اتار دے، کیوں نہیں، بشرطیکہ تم صبر کرو اور خدا سے ڈرتے رہو اور اگر وہ تم پر فوراً آپڑیں تو تمہارا پروردگار تمہاری مدد پانچ ہزار نشان کئے ہوئے فرشتوں سے کرے گا اور یہ تو اللہ نے اس لیے کیا کہ تم خوش ہو جاؤ اور تمہیں اس سے اطمینان حاصل ہو جائے۔ ورنہ فتح تو بس اللہ غالب اور حکمت والے ہی کی طرف سے ہوئی ہے اور یہ نصرت اس غرض سے تھی تاکہ کافروں کے ایک گروہ کو ہلاک کر دے یا انہیں ایسا مغلوب کر دے کہ وہ ناکام ہو کر واپس لوٹ جائیں۔

وحشیؓ نے کہا حضرت حمزہؓ نے طعیہ بن عدی بن خیار کو بدر کی لڑائی میں قتل کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان (سورۃ انفال میں) ”اور وہ وقت یاد کرو کہ جب اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ کر رہا تھا، دو جماعتوں میں سے ایک کے لیے کہ وہ تمہارے ہاتھ آجائے گی“ آخر تک۔

تشریح آیات مذکورہ میں جنگ بدر کی کچھ تفصیلات مذکور ہوئی ہیں۔ اسی لیے حضرت امام نے ان کو یہاں نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے حقائق ان آیات میں ذکر کئے ہیں جو اہل اسلام کے لیے ہر زمانہ میں مشعل راہ بنتے رہے ہیں۔ عنوان میں حضرت امیر حمزہؓ کا ذکر خیر ہے جنہوں نے اس جنگ میں صحیح یہ ہے کہ عدی بن نوفل بن عبد مناف کو قتل کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ جبیر بن مطعم نے جو طعیہ کا بھتیجا تھا اپنے غلام وحشی سے کہا اگر تو حمزہؓ (ہشتم) کو مار ڈالے تو میں تجھ کو آزاد کر دوں گا۔ عنوان میں مذکور ہے کہ حضرت امیر حمزہؓ کے ہاتھ سے طعیہ مارا گیا جس کے بدلے کے لیے وحشی کو مقرر کیا گیا۔ یہی وحشی ہے جس نے جنگ احد میں حضرت امیر حمزہؓ کو شہید کیا۔

(۳۹۵۱) مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب نے، ان سے عبد اللہ بن کعب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے غزوے کئے، میں غزوہ تبوک کے سوا اور سب میں حاضر رہا۔ البتہ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکا تھا لیکن جو لوگ اس غزوے میں شریک نہ ہو سکے تھے، ان میں سے کسی پر اللہ نے عتاب نہیں کیا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے

يُمِدُّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آفَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنَزَّلِينَ. بَلَىٰ إِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُم مِّن فُورِهِمْ هَذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آفَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ. وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ، وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُم بِهِ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ. لَيَقْطَعَنَّ طَرَفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوا خَائِبِينَ ﴿آل عمران: ۱۲۷-۱۲۸﴾
وَقَالَ وَحُشِي: قَتَلَ حَمْزَةُ طُعَيْمَةَ بِنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ يَوْمَ بَدْرٍ. وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ﴾ [الأنفال: ۷]

۳۹۵۱- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ: لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ غَرَاهَا إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ غَيْرَ أَنِّي تَخَلَّفْتُ عَنْ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَلَمْ يُعَاتَبْ أَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنْهَا إِنَّمَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ

يُرِيدُ غَيْرَ فُرَيْشٍ حَتَّىٰ جَمَعَ اللَّهُ بَيْنَهُمْ وَيَبْنَ عَذْوَهُمْ عَلَىٰ غَيْرِ مِيعَادٍ.

قافلے کو تلاش کرنے کے لیے نکلے تھے۔ (لڑنے کی نیت سے نہیں گئے تھے) مگر اللہ تعالیٰ نے ناگمانی مسلمانوں کو ان کے دشمنوں سے بھڑا دیا۔

[راجع: ۲۷۵۷]

ہر چند حضرت کعب بن لہجہ جنگ بدر میں بھی شریک نہیں ہوئے تھے مگر چونکہ بدر میں آنحضرت ﷺ کا قصد جنگ کا نہ تھا اس لیے سب لوگوں پر آپ نے نکلنا واجب نہیں رکھا برخلاف جنگ تبوک کے۔ اس میں سب مسلمانوں کے ساتھ جانے کا حکم تھا جو لوگ نہیں گئے ان پر اس لیے عتاب ہوا۔

۴- باب قول الله تعالى :

باب اور اللہ تعالیٰ کا فرمان

”اور اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے تھے پھر اس نے تمہاری فریاد سن لی۔“ اور فرمایا کہ تمہیں لگاتار ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا اور اللہ نے یہ بس اس لیے کیا کہ تمہیں بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو اس سے اطمینان حاصل ہو جائے۔ ورنہ فتح تو بس اللہ ہی کے پاس سے ہے۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے اور وہ وقت بھی یاد کرو جب اللہ نے اپنی طرف سے چین دینے کو تم پر نیند کو بھیج دیا تھا اور آسمان سے تمہارے لیے پانی اتار رہا تھا کہ اس کے ذریعے سے تمہیں پاک کر دے اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دفع کر دے اور تاکہ تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور اس کے باعث تمہارے قدم جمادے (اور اس وقت کو یاد کرو) جب تیرا پروردگار وحی کر رہا تھا فرشتوں کی طرف کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ سو ایمان لانے والوں کو جمائے رکھوں ابھی کافروں کے دلوں میں رعب ڈالے دیتا ہوں، سو تم کافروں کی گردنوں پر مارو اور ان کے جوڑوں پر ضرب لگاؤ۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے، سو اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

(۳۹۵۲) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، ہم سے اسراہیل بن یونس نے بیان کیا، ان سے مخارق بن عبد اللہ بجلي نے، ان سے طارق بن شہاب نے، انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے ایک ایسی بات سنی کہ اگر وہ بات میری

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَبَ لَكُمْ أَنِّي مُّمِدُّكُمْ بِالْف من الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ. وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ. وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ غَزِيرٌ حَكِيمٌ. إِذْ يَغْشَىٰكُمُ الْغَاسُ أَمَنَةً مِنْهُ. وَيُنْزِلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ. وَيُذْهِبَ عَنْكُم رِجْزَ الشَّيْطَانِ، وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ، إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبَّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا، سَأَلْتَنِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ، فَأَضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ، ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ. [الأنفال: ۹-۱۲].

۳۹۵۲- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مُحَارِقٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ : شَهِدْتُ مِنَ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ مَشْهَدًا لِأَنَّهُ أَكُونُ

زبان سے ادا ہو جاتی تو میرے لیے کسی بھی چیز کے مقابلے میں زیادہ عزیز ہوتی، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اُس وقت مشرکین پر بددعا کر رہے تھے، انہوں نے عرض کی، یا رسول اللہ! ہم وہ نہیں کہیں گے جو حضرت موسیٰؑ کی قوم نے کہا تھا کہ جاؤ، تم اور تمہارا رب ان سے جنگ کرو، بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں آگے اور پیچھے جمع ہو کر لڑیں گے۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک چمکنے لگا اور آپ خوش ہو گئے۔

تشریح ہوا یہ تھا کہ بدر کے دن آنحضرت ﷺ قریش کے ایک قافلہ کی خبر سن کر مدینہ سے نکلے تھے۔ وہاں قافلہ تو نکل گیا فوج سے لڑائی ٹھن گئی، جس میں خود کفار مکہ جارج کی حیثیت سے تیار ہو کر آئے تھے۔ اس نازک مرحلہ پر رسول کریم ﷺ نے جملہ صحابہ سے جنگ کے متعلق نظریہ معلوم فرمایا۔ اس وقت جملہ ماجرین و انصار نے آپ کو تسلی دی اور اپنی آمادگی کا اظہار کیا۔ انصار نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ آپ اگر برک انعام دانی دور دراز جگہ تک ہم کو جنگ کے لیے لے جائیں گے تو بھی ہم آپ کے ساتھ چلنے اور جان و دل سے لڑنے کو حاضر ہیں۔ اس پر آپ بے حد مسرور ہوئے۔ (ﷺ)

(۳۹۵۳) مجھ سے محمد بن عبد اللہ بن حوشب نے بیان کیا، ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے عکرمہ نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کی لڑائی کے موقع پر فرمایا تھا، اے اللہ! میں تیرے عہد اور وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں، اگر تو چاہے (کہ یہ کافر غالب ہوں تو مسلمانوں کے ختم ہو جانے کے بعد) تیری عبادت نہ ہوگی۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا ہاتھ تھام لیا اور عرض کیا، بس کیجئے، یا رسول اللہ! اس کے بعد حضور اپنے خیمے سے باہر تشریف لائے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ آیت تھی ”جلد ہی کفار کی جماعت کو ہار ہوگی اور یہ پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلیں گے۔“

تشریح اللہ پاک نے جو وعدہ فرمایا تھا وہ حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا۔ بدر کے دن اللہ تعالیٰ نے پہلی بار ایک ہزار فرشتوں سے مدد نازل کی۔ پھر بڑھا کر تین ہزار کر دیئے پھر پانچ ہزار فرشتوں سے مدد فرمائی۔ اسی لیے آیت کریمہ ﴿إِنِّي مُبَدِّلُكُمْ بِالْقَبْلِ مِنَ الْمَلِكَةِ﴾ (الافعال: ۹) سورہ آل عمران کی آیت کے خلاف نہیں ہے جس میں پانچ ہزار کا ذکر ہے۔

[راجع: ۲۹۲۵]

باب

(۳۹۵۴) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے عبد الکریم نے خبر دی، انہوں نے عبد اللہ بن حارث کے مولیٰ مقسم سے سنا، وہ حضرت ابن

صَاحِبُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهِ، أَنَّى النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ يَذْغُو عَلَى الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: لَا نَقُولُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى ﴿اذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا﴾ وَلَكِنَّا نَقَاتِلُ عَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَشْرَقَ وَجْهُهُ وَسَرَّهُ يَغْنِي قَوْلُهُ.

۳۹۵۳ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشَبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ: ((اللَّهُمَّ أَنْشُدْكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ)) فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ: حَسْبُكَ. فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: ﴿سَيَهْزِمُ الْجَمْعُ وَيُؤَلُّونَ الدُّبُرَ﴾.

۵- باب

۳۹۵۴ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ أَنَّهُ سَمِعَ مِقْسَمًا

عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ (سورہ نساء کی اس آیت سے) جماد میں شرکت کرنے والے اور اس میں شریک نہ ہونے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ وہ لوگ مراد ہیں جو بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے اور جو اس میں شریک نہیں ہوئے۔

باب جنگ بدر میں شریک ہونے والوں کا شمار

(۳۹۵۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (بدر کی لڑائی کے موقع پر) مجھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ”نابالغ“ قرار دے دیا گیا تھا۔

(۳۹۵۶) (دوسری سند) امام بخاری فرماتے ہیں اور مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں مجھے اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نابالغ قرار دے دیا گیا تھا اور اس لڑائی میں مہاجرین کی تعداد ساٹھ سے کچھ زیادہ تھی اور انصار دو سو چالیس سے کچھ زیادہ تھے۔

مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: ﴿لَا يَسْتَوِي
الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [النساء : ۹۵]
عَنْ بَدْرٍ وَالْخَارِجُونَ إِلَى بَدْرٍ.

۶- باب عِدَّةُ أَصْحَابِ بَدْرٍ

۳۹۵۵- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ : اسْتَصْفِرْتُ
أَنَا وَابْنُ عُمَرَ.

۳۹۵۶- وَحَدَّثَنِي مَخْمُودٌ حَدَّثَنَا وَهْبٌ
عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ
اسْتَصْفِرْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ
الْمُهَاجِرُونَ يَوْمَ بَدْرٍ نِيفًا عَلَى سِتِينَ
وَالْأَنْصَارُ نِيفًا وَأَرْبَعِينَ وَمِائَتَيْنِ.

[راجع: ۳۹۵۵]

کل مسلمان تین سو دس اور تین سو انیس کے درمیان تھے۔

تشریح جنگ میں بھرتی کے لیے صرف بالغ جوان لئے جاتے تھے۔ حضرت براء اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کم سنی کی وجہ سے بھرتی میں نہیں لیے گئے۔ ان کی عمریں ۱۳-۱۴ سالوں کی تھیں۔ جنگ بدر میں کفار کی تعداد ایک ہزار یا سات سو پچاس تھی اور ان کے پاس ہتھیار بھی کافی تھے پھر بھی اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ طاہوت اسرائیل کا ایک بادشاہ تھا جس کی فوج میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی شامل تھے، مقابلہ جالوت نامی کافر سے تھا جس کا لشکر بہت بڑا تھا، مگر اللہ نے طاہوت کو فتح عنایت فرمائی۔

(۳۹۵۷) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ نے جو بدر میں شریک تھے مجھ سے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں ان کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی حضرت طاہوت علیہ السلام کے ان اصحاب کی تھی جنہوں نے ان کے ساتھ نهر فلسطين کو پار کیا تھا۔ تقریباً تین سو دس۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا، نہیں، خدا کی قسم! حضرت طاہوت کے ساتھ نهر

۳۹۵۷- حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا
زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ
الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: حَدَّثَنِي
أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ شُهَدَاءِ بَدْرٍ
أَنَّهُمْ كَانُوا عِدَّةَ أَصْحَابِ طَالُوتَ الَّذِينَ
مَعَهُ النَّهَرُ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلَاثُمِائَةً قَالَ
الْبَرَاءُ: لَا وَاللَّهِ مَا جَاوَزَ مَعَهُ النَّهَرُ إِلَّا

مؤمنین۔ فلسطین کو صرف وہی لوگ پار کر سکے تھے جو مومن تھے۔

بے ایمان سب نہر کا پانی بے مبری سے پی پی کر پیٹ پھلا پھلا کر ہمت ہار چکے تھے۔

۳۹۵۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ النَّبَرَاءِ قَالَ: كُنَّا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَصْحَابَ بَذْرِ عَلَى عِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوتَ الَّذِينَ جَاوَزُوا مَعَهُ النَّهْرَ وَلَمْ يَجَاوِزْ مَعَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلَاثُمِائَةٍ.

(۳۹۵۸) ہم سے عبد اللہ بن رجاء نے بیان کیا، ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، انہوں نے براء بن بھٹہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم اصحاب محمد ﷺ آپس میں یہ گفتگو کرتے تھے کہ اصحاب بدر کی تعداد بھی اتنی ہی تھی جتنی اصحاب طالوت کی، جنہوں نے آپ کے ساتھ نہر فلسطین پار کی تھی اور ان کے ساتھ نہر کو پار کرنے والے صرف مومن ہی تھے یعنی تین سو دس پر اور کئی آدمی۔

[راجع: ۳۹۵۷]

۳۹۵۹- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ النَّبَرَاءِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ النَّبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَصْحَابَ بَذْرِ ثَلَاثُمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ بَعْدَ أَصْحَابِ طَالُوتَ الَّذِينَ جَاوَزُوا مَعَهُ النَّهْرَ وَمَا جَاوَزَ مَعَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ. [راجع: ۳۹۵۷]

(۳۹۵۹) مجھ سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب بن بھٹہ نے بیان کیا کہ ہم آپس میں یہ گفتگو کیا کرتے تھے کہ جنگ بدر میں اصحاب بدر کی تعداد بھی کچھ اوپر تین سو دس تھی، جتنی ان اصحاب طالوت کی تعداد تھی جنہوں نے ان کے ساتھ نہر فلسطین پار کی تھی اور اسے پار کرنے والے صرف ایمان دار ہی تھے۔

باب کفار قریش، شیبہ، عتبہ، ولید

اور ابو جہل بن ہشام کے لیے نبی کریم ﷺ کا بددعا کرنا

اور ان کی ہلاکت کا بیان

۷- باب دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى كُفَّارِ قُرَيْشٍ: شَيْبَةَ وَغُتَبَةَ وَالْوَلِيدَ وَأَبِي جَهْلٍ بْنِ هِشَامٍ وَهَلَاكِهِمْ

یہ وہ بد بخت لوگ ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کو ستانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ ایک دن جب آپ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے ان لوگوں نے آپ کی کمر مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی لاکڑا ل دی تھی۔ ان حالات سے مجبور ہو کر رسول کریم ﷺ نے ان کے حق میں بددعا فرمائی۔ جس کا نتیجہ بدر کے دن ظاہر ہو گیا۔ جملہ کفار ہلاک ہو گئے۔ اس سے بحالت مجبوری دشمنوں کے لیے بددعا کرنے کا جواز ثابت ہوا۔ مومن باغداد کا یہ آخری ہتھیار ہے جسے واقعتاً استعمال کرنے پر اس کا دار خالی نہیں جاتا۔ اسلئے کہا گیا ہے کہ -

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

۳۹۶۰- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ

(۳۹۶۰) مجھ سے عمرو بن خالد حرانی نے بیان کیا، انہوں نے ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، ہم سے ابو اسحاق سبیعی نے بیان کیا، ان

سے عمرو بن میمون نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف منہ کر کے کفار قریش کے چند لوگوں، شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ اور ابو جہل بن ہشام کے حق میں بددعا کی تھی، میں اس کے لیے اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے (بدر کے میدان میں) ان کی لاشیں پڑی ہوئی پائیں۔ سورج نے ان کی لاشوں کو بدبودار کر دیا تھا۔ اس دن بڑی گرمی تھی۔

یہ اسی دن کا واقعہ ہے جس دن ان غالموں نے حضور ﷺ کی کمر مبارک پر بحالت نماز اونٹ کی اوجھڑی لاکر ڈال دی تھی اور خوش ہو ہو کر فس رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جلد ہی ان کے مظالم کا بدلہ ان کو دے دیا۔

باب (بدر کے دن) ابو جہل کا قتل ہونا

(۳۹۶۱) ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا، ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، ہم کو قیس بن ابوحازم نے خبر دی اور انہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ بدر کی لڑائی میں وہ ابو جہل کے قریب سے گزرے، ابھی اس میں تھوڑی سی جان باقی تھی، اس نے ان سے کہا، اس سے بڑا کوئی اور شخص ہے جس کو تم نے مارا ہے؟

(۳۹۶۲) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان تمیمی نے بیان کیا، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ (دوسری سند) حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا، مجھ سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان تمیمی نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی ہے جو معلوم کرے کہ ابو جہل کا کیا حشر ہوا؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حقیقت حال معلوم کرنے آئے تو دیکھا کہ عفراء کے بیٹوں (معاذ اور معوذہ رضی اللہ عنہما) نے اسے قتل کر دیا ہے اور اس کا جسم ٹھنڈا پڑا ہے۔ انہوں نے دریافت کیا، کیا تو ہی ابو جہل ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی داڑھی پکڑ لی، ابو جہل نے کہا، کیا

مَيْمُونُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: اسْتَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْكَفَّةَ فَدَعَا عَلَى نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ عَلَى شَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأَبِي جَهْلٍ بْنِ هِشَامٍ فَأَشْهَدُ بِاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرَغَى قَدْ غَيَّرَتْهُمْ الشَّمْسُ وَكَانَ يَوْمًا حَارًّا. [راجع: ۲۴۰]

۸- باب قتلِ اُبی جہل

۳۹۶۱- حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا قَيْسٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَتَى أَبَا جَهْلٍ وَبِهِ رَمَقٌ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ: هَلْ أَغَمَدُ مِنْ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ.

۳۹۶۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّمِيمِيُّ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ يَنْظُرُ مَا صَنَعَ أَبُو جَهْلٍ؟)) فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَوَجَدَهُ قَدْ صَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ قَالَ: أَنْتَ أَبُو جَهْلٍ قَالَ: فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ قَالَ: وَهَلْ لَوْ

رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ أَوْ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ؟ قَالَ: أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ أَنْتَ أَبُو جَهْلٍ.

[طرفاء فی: ۳۹۶۳-۴۰۲۰].

۳۹۶۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْتَنِي حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: ((مَنْ يَنْظُرُ مَا فَعَلَ أَبُو جَهْلٍ؟)) فَأَنْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ فَأَخَذَ بِلَحْيَتِهِ فَقَالَ: أَنْتَ أَبَا جَهْلٍ؟ قَالَ: وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ أَوْ قَالَ قَتَلْتُمُوهُ.

[راجع: ۳۹۶۲]

اس سے بھی بڑا کوئی آدمی ہے جسے تم نے آج قتل کر ڈالا ہے؟ یا (اس) نے یہ کہا کہ کیا اس سے بھی بڑا کوئی آدمی ہے جسے اس کی قوم نے قتل کر ڈالا ہے؟ (احمد بن یونس نے اپنی روایت میں) انت ابا جہل کے الفاظ بیان کئے ہیں۔ یعنی انہوں نے یہ پوچھا کیا تو ہی ابو جہل ہے۔ (۳۹۶۳) مجھ سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے سلیمان تمیمی نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ نے بدر کی لڑائی کے دن فرمایا، کون دیکھ کر آئے گا کہ ابو جہل کا کیا ہوا؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ معلوم کرنے گئے تو دیکھا کہ عفراء کے دونوں لڑکوں نے اسے قتل کر دیا تھا اور اس کا جسم ٹھنڈا پڑا ہے۔ انہوں نے اس کی داڑھی پکڑ کر کہا، تو ہی ابو جہل ہے؟ اس نے کہا، کیا اس سے بھی بڑا کوئی آدمی ہے جسے آج اس کی قوم نے قتل کر ڈالا ہے؟ یا (اس نے یوں کہا کہ) تم لوگوں نے اسے قتل کر ڈالا ہے؟

تشریح سلیمان تمیمی کی دوسری روایت میں یوں ہے۔ وہ کہنے لگا، کاش! مجھ کو کسانوں نے نہ مارا ہوتا۔ ان سے انصار کو مراد لیا۔ ان کو ذلیل سمجھا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کا سر کاٹ کر لائے تو آنحضرت ﷺ نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اس امت کا فرعون مارا گیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس مردود کے ہاتھوں مکہ میں سخت تکلیف اٹھائی تھی۔ ایک روایت کے مطابق جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن پر پاؤں رکھا تو مردود کہنے لگا۔ ارے ذلیل بکریاں چرانے والے! تو بڑے سخت مقام پر چڑھ گیا۔ پھر انہوں نے اس کا سر کاٹ لیا۔

مجھ سے ابن ثنی نے بیان کیا، ہم کو معاذ بن معاذ نے خبر دی، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا اور انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی، اسی طرح آگے حدیث بیان کی۔

(۳۹۶۳) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے یوسف بن ماجشون سے یہ حدیث لکھی، انہوں نے صالح بن ابراہیم سے بیان کیا، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے صالح کے دادا (عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) سے، بدر کے بارے میں عفراء کے دونوں بیٹوں کی حدیث مراد لیتے تھے۔

(۳۹۶۵) مجھ سے محمد بن عبداللہ رقاشی نے بیان کیا، ہم سے معمر نے

حَدَّثَنِي ابْنُ الْمُنْتَنِي أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نَحْوَهُ.

۳۹۶۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَتَبْتُ عَنْ يُونُسَ بْنِ الْمَجِشُونِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ فِي بَدْرٍ يَغْنِي حَدِيثَ ابْنَيْ عَفْرَاءَ.

[راجع: ۳۱۴۱]

۳۹۶۵- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابو مجلز نے، ان سے قیس بن عباد نے اور ان سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قیامت کے دن میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو اللہ تعالیٰ کے دربار میں جھگڑا چکانے کے لیے دوزانو ہو کر بیٹھے گا۔ قیس بن عباد نے بیان کیا کہ انہیں حضرات (حمزہ، علی اور عبیدہ رضی اللہ عنہم) کے بارے میں سورہ حج کی یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ ”یہ دو فریق ہیں جنہوں نے اللہ کے بارے میں لڑائی کی“ بیان کیا کہ یہ وہی ہیں جو بدر کی لڑائی میں لڑنے کے لیے (تھا تھا) نکلے تھے، مسلمانوں کی طرف سے حمزہ، علی اور عبیدہ یا ابو عبیدہ بن حارث رضوان اللہ علیہم (اور کافروں کی طرف سے) شیبہ بن ربیعہ، عتبہ اور ولید بن عتبہ تھے۔

[طرفہ فی: ۳۹۶۷، ۴۷۴۴]۔

تشریح ہوا یہ کہ بدر کے دن کافروں کی طرف سے یہ تین شخص میدان میں نکلے تھے اور کہنے لگے اے محمد! ہم سے لڑنے کے لیے لوگوں کو بھیجو۔ اور سے انصار مقابلہ کو گئے تو کہنے لگے ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے۔ ہم تو اپنے برادری والوں سے یعنی قریش والوں سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اے حمزہ! اٹھو، اے علی! اٹھو، اے عبیدہ! اٹھو، حضرت حمزہ شیبہ کے مقابلہ پر اور علی ولید کے مقابلہ پر کھڑے ہوئے۔ حمزہ نے شیبہ کو، علی نے ولید کو مار لیا اور عبیدہ اور عتبہ دونوں ایک دوسرے پر وار کر رہے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جا کر عتبہ کو ختم کیا اور عبیدہ کو اٹھالائے۔

(۳۹۶۶) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے ابو ہاشم نے، ان سے ابو مجلز نے، ان سے قیس بن عباد نے اور ان سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا (سورہ حج کی) آیت کریمہ ﴿هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ (الحج: ۱۹) (یہ دو فریق ہیں جنہوں نے اللہ کے بارے میں مقابلہ کیا) قریش کے چھ شخصوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی (تین مسلمانوں کی طرف سے یعنی علی، حمزہ اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم اور (تین کفار کی طرف سے یعنی) شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔

۳۹۶۶- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مَجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَزَلَتْ ﴿هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ فِي سَبْتٍ مِنْ قُرَيْشٍ: عَلِيٌّ وَحَمْزَةُ وَعَبِيدَةُ بْنُ الْحَارِثِ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَغُثَبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ.

[أطرافه فی: ۳۹۶۸، ۳۹۶۹، ۴۷۴۳]۔

بدر میں کفار اور مسلمانوں کا یہ مقابلہ ہوا تھا جس میں مسلمان کامیاب رہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

(۳۹۶۷) ہم سے اسحاق بن ابراہیم صوفی نے بیان کیا، ہم سے یوسف بن یعقوب نے بیان کیا، ان کا بیٹی ضیہ کے یہاں آنا جانا تھا اور

۳۹۶۷- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّوْفِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَعْقُوبَ كَانَ

وہ بنی سدوش کے غلام تھے۔ کہا ہم سے سلیمان تمہی نے بیان کیا، ان سے ابو مجلز نے اور ان سے قیس بن عباد نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، یہ آیت ہمارے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی ﴿لَهُدَانٍ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا لِي وَبِهِمْ﴾ (الحج: ۱۹)

يُنْزِلُ فِي بَنِي صَبِيْعَةَ وَهُوَ مَوْلَى لَبَنِي
سَدُوشٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّمِيمِيُّ عَنْ أَبِي
مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ: فِينَا نَزَلَتْ هَذِهِ
الآيَةُ: ﴿هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا لِي
وَبِهِمْ﴾ [راجع: ۳۹۶۵]

تشریح: قنادہ نے کہا کہ اس آیت سے اہل کتب اور اہل اسلام مراد ہیں۔ جبکہ وہ دونوں اپنے اپنے لیے اولویت کے مدعی ہوئے۔ مجاہد نے کہا کہ مومن اور کافر مراد ہیں۔ بقول علامہ ابن جریر، آیت سب کو شامل ہے، جو بھی کفر و اسلام کا مقابلہ ہو نتیجہ یہی ہے جو آگے آیت میں مذکور ہے ﴿فَالَّذِينَ كَفَرُوا فُتِنَتْ لَهُمْ نِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ﴾ (الحج: ۱۹) یعنی کافروں کو دوزخ کے کپڑے پہنائے جائیں گے اور ان کے سروں پر دوزخ کا گرم کھولٹا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔

۳۹۶۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا
وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي
مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقْسِمُ لَنَزَلَتْ هَؤُلَاءِ
الآيَاتُ هِيَ هَؤُلَاءِ الرَّهْطِ السَّتَةِ يَوْمَ بَدْرٍ
نَخْوَةٌ. [راجع: ۳۹۶۶]

(۳۹۶۸) ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا، ہم کو وکیع نے خبر دی، انہیں سفیان نے، انہیں ابو ہاشم نے، انہیں ابو مجلز نے، انہیں قیس بن عباد نے اور انہوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ قسمیہ بیان کرتے تھے کہ یہ آیت (جو اوپر گزری) انہیں چھ آدمیوں کے بارے میں، بدر کی لڑائی کے موقع پر نازل ہوئی تھی۔ پہلی حدیث کی طرح راوی نے اسے بھی بیان کیا۔

تشریح: ان روایات میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ راوی کا نام بار بار آیا ہے۔ یہ مشہور صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں جن کا نام جندب اور لقب مسیح الاسلام ہے۔ قبیلہ غفار سے ہیں۔ یہ عمد جاہلیت ہی میں موحد تھے۔ اسلام لانے والوں میں ان کا پانچواں نمبر ہے۔ آنحضرت ﷺ کی خبر لینے کے لیے انہوں نے اپنے بھائی کو بھیجا تھا۔ بعد میں خود گئے اور بڑی مشکلات کے بعد دربار رسالت میں باریابی ہوئی۔ تفصیل سے ان کے حالات پیچھے بیان کئے جا چکے ہیں۔ ۳۱ھ میں بمقام ربذہ ان کا انتقال ہوا، جہاں یہ تیار رہا کرتے تھے۔ جب یہ قریب المرگ ہوئے تو ان کی زوجہ محترمہ رونے لگیں اور کہنے لگیں کہ آپ ایک صحرا میں اس حالت میں سفر آخرت کر رہے ہیں کہ آپ کے کفن کے لیے یہاں کوئی کپڑا بھی نہیں ہے۔ فرمایا، رونا موقوف کرو اور سنو! رسول کریم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ میں صحرا میں انتقال کروں گا۔ میری موت کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت صحرا میں میرے پاس پہنچ جائے گی۔ لہذا تم راستے پر کھڑی ہو کر اب اس جماعت کا انتظار کرو۔ یہ فہمی امداد حسب ارشاد نبوی ﷺ ضرور آ رہی ہو گی۔ چنانچہ ان کی اہلیہ صاحبہ رضی اللہ عنہا گزر گاہ پر کھڑی ہو گئیں۔ تھوڑے ہی انتظار کے بعد دور سے کچھ سواد آتے ہوئے ان کو دکھائی دیئے۔ انہوں نے اشارہ کیا وہ ٹھہر گئے اور معلوم ہونے پر یہ سب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گئے جن کو دیکھ کر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو بہت خوشی ہوئی اور انہوں نے ان کو حضور ﷺ کی مذکورہ بالا پیش گوئی سنائی، پھر وصیت کی کہ اگر میری پیوی کے پاس یا میرے پاس کفن کے لیے کپڑا نکلے تو اسی کپڑے میں مجھ کو کفنانا اور قسم دلائی کی تم میں جو شخص حکومت کا ادنیٰ عہدیدار بھی ہو وہ مجھ کو نہ کفنائے۔ چنانچہ اس جماعت میں صرف ایک انصاری نوجوان ایسا ہی نکلا اور وہ بولا کہ چچا جان! میرے پاس ایک چادر ہے اس کے علاوہ دو کپڑے اور ہیں جو خاص میری والدہ کے ہاتھ کے کتے

ہوئے ہیں۔ ان ہی میں میں آپ کو کفناؤں گا۔ حضرت ابوذرؓ نے خوش ہو کر فرمایا کہ ہاں تم ہی مجھ کو ان ہی کپڑوں میں کفن پہنایا۔ اس وصیت کے بعد ان کی روح پاک عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ اس جماعت صحابہؓ نے ان کو کفنا دیا۔ کفن اس انصاری نوجوان نے پہنایا اور جنازہ کی نماز حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے پڑھائی۔ پھر سب نے مل کر اس صحرا کے ایک گوشہ میں ان کو سپرد خاک کر دیا۔
(بخاری، مستدرک حاکم، ج: ۳، ص: ۳۳۶)

(۳۹۶۹) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، ہم سے ہشیم نے بیان کیا، ہم کو ابو ہاشم نے خبر دی، انیس ابو مجلز نے، انیس قیس نے، انیس نے کہا کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ قسمیہ کہتے تھے کہ یہ آیت ﴿هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ (الحج: ۱۹) ان کے بارے میں اتری جو بدر کی لڑائی میں مقابلے کے لیے نکلے تھے یعنی حمزہ، علی اور عیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم مسلمانوں کی طرف سے اور عتبہ، شیبہ ربیعہ کے بیٹے اور ولید بن عتبہ کافروں کی طرف سے۔

(۳۹۷۰) مجھ سے ابو عبداللہ احمد بن سعید نے بیان کیا، ہم سے اسحاق بن منصور سلولی نے بیان کیا، ہم سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ یوسف بن اسحاق نے اور ان سے ان کے دادا ابو اسحاق سبعی نے کہ ایک شخص نے حضرت براءؓ سے پوچھا اور میں سن رہا تھا کہ کیا حضرت علیؓ بدر کی جنگ میں شریک تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں انہوں نے تو مبارزت کی تھی اور غالب رہے تھے۔
(تلمیذ اور وہ دوز رہیں پسے ہوئے تھے)

تشریح اس شخص کو حضرت علیؓ کی کم سنی کی وجہ سے یہ گمان ہوا ہو گا کہ شاید وہ جنگ بدر میں نہ شریک ہوئے ہوں۔ براء نے ان کا غلط گمان رفع کر دیا کہ لڑائی میں نکلنا کیا مقاتلہ کے لیے میدان میں نکلے اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا۔ مبارزت یعنی میدان جنگ میں نکل کر کے دشمن کو لاکرانا۔ جن لوگوں نے حضرت علیؓ پر خروج کیا تھا وہ ان کے قسم قسم کے عیب تلاش کرتے رہتے تھے جن کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ براء نے جو جواب دیا ہے گویا مخالفین کے منہ پر طمانچہ ہے۔

(۳۹۷۱) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اوسی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یوسف بن ماجشون نے بیان کیا، ان سے صلح بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف نے، ان سے ان کے والد ابراہیم نے ان کے دادا حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے، انہوں نے بیان کیا کہ امیہ بن خلف سے (ہجرت کے بعد) میرا عہد نامہ ہو گیا تھا۔ پھر بدر کی

۳۹۶۹- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَمْعَةَ أَنَّ ذُرَّ بْنَ قَيْسٍ قَسَمًا إِنَّ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ نَزَلَتْ فِي الَّذِينَ بَرَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ حَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَعَبِيدَةُ بْنُ الْحَارِثِ وَعُتْبَةُ وَشَيْبَةُ ابْنَيْ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ. [راجع: ۳۹۶۶]

۳۹۷۰- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ السُّلُولِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَأَلَ رَجُلًا الْبَرَاءَ وَأَنَا أَسْمَعُ قَالَ أَشْهَدُ عَلَيَّ بَدْرًا قَالَ: بَارَزَ وَظَاهَرَ.

۳۹۷۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ كَاتَبْتُ أُمِّيَّةَ بْنَ خَلْفٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ

بَذَرَ قَدْ ذَكَرَ قَتْلَهُ وَقَتْلَ ابْنِهِ لَقَالَ: بِلَالٌ لَا نَجْوَىٰ إِنَّ نَجَا أُمِّيَّةٌ.

لڑائی کے موقع پر انہوں نے اس کے اور اس کے بیٹے (علی) کے قتل کا ذکر کیا، بلال نے (جب اسے دیکھ لیا تو) کہا کہ اگر آج امیہ بچ نکلا تو میں آخرت میں عذاب سے بچ نہیں سکوں گا۔

[راجع: ۲۳۰۱]

تشریح (عبد نامہ یہ تھا) کہ امیہ مکہ میں عبدالرحمن کی جائیداد محفوظ رکھے۔ اس کے عوض عبدالرحمن امیہ کی جائیداد کی مدینہ میں حفاظت کریں گے۔ جنگ بدر میں امیہ کو بچانے کے لیے عبدالرحمن ان کے اوپر گر پڑے تھے مگر مسلمانوں نے تلواروں سے اسے چھلی بنا دیا۔

(۳۹۷۲) ہم سے عبدالن بن عثمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں ابواسحاق نے، انہیں اسود نے اور انہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے (ایک مرتبہ مکہ میں) سورۃ والنجم کی تلاوت کی اور سجدہ تلاوت کیا تو جتنے لوگ وہاں موجود تھے سب سجدہ میں گر گئے۔ سوا ایک بوڑھے کے کہ اس نے ہتھیلی میں مٹی لے کر اپنی پیشانی پر اسے لگا لیا اور کہنے لگا کہ میرے لیے بس اتنا ہی کافی ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نے اسے دیکھا کہ کفر کی حالت میں وہ قتل ہوا۔

۳۹۷۲- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَ ﴿وَالنَّجْمِ﴾ فَسَجَدَ بِهَا وَبَسَجَدَ مِنْ مَعَهُ غَيْرَ أَنْ شَيْخًا أَخَذَ كَفًّا مِنْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ فَقَالَ: يَكْفِينِي هَذَا، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ قَتْلِ كَاهِلُوا.

[راجع: ۱۰۶۷]

یعنی امیہ بن خلف جسے جنگ بدر میں خود حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا تھا۔

(۳۹۷۳) مجھے ابراہیم بن موسیٰ نے خبر دی، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہشام نے، ان سے عروہ نے بیان کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ کے جسم پر تلوار کے تین (گہرے) زخموں کے نشانات تھے، ایک ان کے مونڈھے پر تھا (اور اتنا گہرا تھا کہ) میں بچپن میں اپنی انگلیاں ان میں داخل کر دیا کرتا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ ان میں سے دو زخم ان کو بدر کی لڑائی میں آئے تھے اور ایک جنگ یرموک میں۔ عروہ نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو (حجاج ظالم کے ہاتھوں سے) شہید کر دیا گیا تو مجھ سے عبدالملک بن مروان نے کہا، اے عروہ! کیا زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار تم پہنچانے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں، پہچانتا ہوں۔ اس نے پوچھا اس کی کوئی نشانی بتاؤ؟ میں نے کہا کہ بدر کی لڑائی کے موقع پر اس کی دھار کا ایک حصہ ٹوٹ گیا تھا جو ابھی تک اس میں باقی ہے۔ عبدالملک نے کہا کہ تم نے سچ کہا (پھر اس نے

۳۹۷۳- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: كَانَ فِي الزُّبَيْرِ ثَلَاثُ ضَرْبَاتٍ بِالسَّيْفِ، إِحْدَاهُنَّ فِي عَاتِقِهِ، قَالَ: إِنْ كُنْتُ لَأَدْخِلُ أَصَابِعِي فِيهَا، قَالَ: ضَرْبٌ ثَنَيْنِ يَوْمَ بَدْرٍ وَوَاحِدَةٌ يَوْمَ الِيرْمُوكِ، قَالَ عُرْوَةُ وَقَالَ لِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ حِينَ قُتِلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ: يَا عُرْوَةُ هَلْ تَعْرِفُ سَيْفَ الزُّبَيْرِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَمَا فِيهِ؟ قُلْتُ: فِيهِ فُلَّةٌ، فَلَمَّا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ: صَدَقْتُ (بِهِنَّ فُلُولٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ)، ثُمَّ رَدَّهٗ عَلَى عُرْوَةَ.

تابغہ شاعر کا یہ مصرع پڑھا) فوجوں کے ساتھ لڑتے لڑتے ان کی تلواروں کی دھاریں کئی جگہ سے ٹوٹ گئی ہیں۔ ”پھر عبدالملک نے وہ تلوار عروہ کو واپس کر دی، ہشام نے بیان کیا کہ ہمارا اندازہ تھا کہ اس تلوار کی قیمت تین ہزار درہم تھی۔ وہ تلوار ہمارے ایک عزیز (عثمان بن عروہ) نے قیمت دے کر لے لی تھی۔ میری بڑی آرزو تھی کہ کاش! وہ تلوار میرے حصے میں آتی۔

تشریح یرموک ملک شام میں ایک گاؤں کا نام تھا۔ وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۵۵ھ میں مسلمانوں اور عیسائیوں میں جنگ ہوئی تھی۔ مسلمانوں کے سردار ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے اور عیسائیوں کا سردار بلان تھا۔ اس جنگ میں عیسائی ستر ہزار مارے گئے۔ چالیس ہزار قید ہوئے۔ مسلمان بھی چار ہزار شہید ہوئے۔ اس جنگ میں ایک سو بدری صحابی شریک تھے (فتح الباری) ۳۹۷۴- حَدَّثَنَا فَرْوَةُ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : كَانَ سَيْفُ الزُّبَيْرِ مُحْلَى بِفِصَّةٍ. قَالَ هِشَامٌ: وَكَانَ سَيْفُ غُرَوةَ مُحْلَى بِفِصَّةٍ.

شاید وہی تلوار زبیر رضی اللہ عنہ کی ہو۔

۳۹۷۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ غُرَوةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالُوا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَوْمُوكِ: أَلَا تَشُدُّ فَتَشُدُّ مَعَكَ؟ فَقَالَ: إِنِّي إِن شَدَدْتُ كَذَبْتُمْ. فَقَالُوا: لَا نَفْعَ لِحِمْلٍ عَلَيْهِمْ حَتَّى شَقَّ صُفُوفَهُمْ فَجَاوَزَهُمْ وَمَا مَعَهُ أَحَدٌ ثُمَّ رَجَعَ مُقْبِلًا فَأَخْلَوْا بِلِجَامِهِ فَضْرَبُوهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلَى عَاتِقِهِ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضَرْبُهَا يَوْمَ بَدْرٍ. قَالَ غُرَوةٌ: كُنْتُ أَدْخِلُ أَصَابِعِي فِي بِلْكَ الصُّرَبَاتِ الْعَبِّ وَأَنَا صَغِيرٌ، قَالَ غُرَوةٌ: وَكَانَ مَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمَ مَيْدٍ وَهُوَ ابْنُ عَشْرٍ سَبِينٍ فَحَمَلَهُ عَلَى فَرْسٍ وَكَلَّ

۳۹۷۵) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، ہم سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا، انہیں ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے کہ رسول کریم ﷺ کے صحابہ نے زبیر رضی اللہ عنہ سے یرموک کی جنگ میں کہا، آپ حملہ کرتے تو ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کرتے۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں نے ان پر زور کا حملہ کر دیا تو پھر تم لوگ پیچھے رہ جاؤ گے۔ سب بولے کہ ہم ایسا نہیں کریں گے۔ چنانچہ زبیر رضی اللہ عنہ نے دشمن (روی فوج) پر حملہ کیا اور ان کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے نکل گئے۔ اس وقت ان کے ساتھ کوئی ایک بھی (مسلمان) نہیں رہا۔ پھر (مسلمان فوج کی طرف) آنے لگے تو رومیوں نے ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور مونڈھے پر دو کاری زخم لگائے، جو زخم بدر کی لڑائی کے موقع پر ان کو لگا تھا وہ ان دونوں زخموں کے درمیان میں پڑ گیا تھا۔ عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ جب میں چھوٹا تھا تو ان زخموں میں اپنی انگلیاں ڈال کر کھینچا کرتا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ یرموک کی لڑائی کے

بہ رَجُلًا.

[راجع: ۳۷۲۱]

موقع پر عبد اللہ بن زبیر بھی ان کے ساتھ گئے تھے، اس وقت ان کی عمر کل دس سال کی تھی۔ اس لیے ان کو ایک گھوڑے پر سوار کر کے ایک صاحب کی حفاظت میں دے دیا تھا۔

(۳۹۷۶) مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا انہوں نے روح بن عبادہ سے سنا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم سے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے قریش کے چوبیس مقتول سردار بدر کے ایک بہت ہی اندھیرے اور گندے کنویں میں پھینک دیئے گئے۔ عادت مبارکہ تھی کہ جب دشمن پر غالب ہوتے تو میدان جنگ میں تین دن تک قیام فرماتے۔ جنگ بدر کے خاتمہ کے تیسرے دن آپ کے حکم سے آپ کی سواری پر کجاوہ باندھا گیا اور آپ روانہ ہوئے۔ آپ کے اصحاب بھی آپ کے ساتھ تھے۔ صحابہ نے کہا، غالباً آپ کسی ضرورت کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں۔ آخر آپ اس کنویں کے کنارے آکر کھڑے ہو گئے اور کفار قریش کے مقتولین سرداروں کے نام ان کے باپ کے نام کے ساتھ لے کر آپ انہیں آواز دینے لگے کہ اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا آج تمہارے لیے یہ بات بہتر نہیں تھی کہ تم نے دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی؟ بے شک ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا وہ ہمیں پوری طرح حاصل ہو گیا۔ تو کیا تمہارے رب کا تمہارے متعلق جو وعدہ (عذاب کا) تھا وہ بھی تمہیں پوری طرح مل گیا؟ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر عمر رضی اللہ عنہ بول پڑے۔ یا رسول اللہ! آپ ان لاشوں سے کیوں خطاب فرما رہے ہیں؟ جن میں کوئی جان نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم لوگ ان سے زیادہ اسے نہیں سن رہے ہو۔ قتادہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کر دیا تھا (اس وقت) تاکہ حضور ﷺ انہیں اپنی بات سنا دیں۔ ان کی توبیح، ذلت، نامرادی اور حسرت و ندامت کے لیے۔

۳۹۷۶- حدثني عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعَ رَوْحَ بْنَ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عُرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ : ذَكَرَ لَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِأَرْبَعَةِ وَعِشْرِينَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِيدِ قُرَيْشٍ فَقَذَفُوا فِي طَوِيٍّ مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍ حَبِيبٌ مُحَبَّبٌ وَكَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرَصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرٍ الْيَوْمَ الثَّلَاثِ أَمَرَ بِرَأْسَيْهِ فَنُشِدَ عَلَيْهَا رَحْلُهَا ثُمَّ مَشَى وَتَبِعَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوا : مَا نَرَى يَنْطَلِقُ إِلَّا لِبَعْضِ حَاجَتِهِ حَتَّى قَامَ شَفَةَ الرَّكِيِّ فَجَعَلَ يَنَادِيهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَيَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ أَيْسَرُكُمْ أَنْتُمْ أَطَعْتُمْ اللَّهَ وَرَسُولَهُ؟ فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدْنَا رَبَّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ)). قَالَ قَتَادَةُ: أَحْيَاهُمُ اللَّهُ حَتَّى أَسْمَعَهُمْ قَوْلَهُ تَوْبِيخًا وَتَصْغِيرًا وَنِقْمَةً وَحَسْرَةً وَنَدَمًا.

[راجع: ۳۰۶۵]

تشریح جو لوگ اس واقعہ سے سماع موتی ثابت کرتے ہیں وہ سراسر غلطی پر ہیں۔ کیونکہ یہ سننا رسول کریم ﷺ کا ایک معجزہ تھا۔ دوسری آیت میں صاف موجود ہے وما انت بمسمع من فی القبور یعنی تم قبر والوں کو سنانے سے قاصر ہو، مرنے کے بعد جملہ تعلقات دنیاوی ٹوٹنے کے ساتھ دنیاوی زندگی کے لوازمات بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ سننا بھی اسی میں شامل ہے۔ اگر مردے سنتے ہوں تو ان پر مروی کا حکم لگانا ہی غلط ٹھہرتا ہے۔ بہر حال عقل و نقل سے وہی صحیح اور حق ہے کہ مرنے کے بعد انسان کے جملہ حواس دنیاوی ختم ہو جاتے ہیں۔ نیک مردوں کو اللہ تعالیٰ عالم برزخ میں کچھ سنا دے یہ بالکل علیحدہ چیز ہے۔ اس سے سماع موتی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۳۹۷۷) - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ﴿الَّذِينَ بَدَلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا﴾ قَالَ: هُمْ وَاللَّهُ كُفَرَاءُ قَرِيشَ. قَالَ عَمْرُو: هُمْ قَرِيشٌ، وَمُحَمَّدٌ ﷺ نِعْمَةُ اللَّهِ ﴿وَأَحْلَوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ﴾ قَالَ: النَّارُ يَوْمَ بَدْرٍ. [طرفہ فی: ۴۷۰۰].

(۳۹۷۸) - حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَفَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ((إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِكَاءِ أَهْلِهِ)) فَقَالَتْ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّهُ لَيُعَذَّبُ بِخَطِيئَتِهِ وَذَنْبِهِ، وَإِنْ أَهْلُهُ لَيَبْكُونَ عَلَيْهِ (الآن)). [راجع: ۱۲۸۸]

نعت سے مراد اسلام اور رسول کریم ﷺ کی ذات گرامی اقدس ہے۔ قریش نے اس نعت کی قدر نہ کی جس کا نتیجہ تباہی اور ہلاکت کی شکل میں ہوا۔ مدینہ والوں نے اللہ کی اس نعت کی قدر کی۔ دونوں جہان کی عزت و آبرو سے سرفراز ہوئے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

(۳۹۷۸) - حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَفَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ((إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِكَاءِ أَهْلِهِ)) فَقَالَتْ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّهُ لَيُعَذَّبُ بِخَطِيئَتِهِ وَذَنْبِهِ، وَإِنْ أَهْلُهُ لَيَبْكُونَ عَلَيْهِ (الآن)). [راجع: ۱۲۸۸]

(۳۹۷۹) - قَالَ: وَذَلِكَ مِثْلَ قَوْلِهِ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْقَلْبِيبِ وَفِيهِ قَتْلَى بَدْرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ لَهُمْ مَا قَالَ: ((إِنَّهُمْ لَيَسْمَعُونَ مَا أَقُولُ إِنَّمَا قَالَ: إِنَّهُمْ الْآنَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ

(۳۹۷۸) - حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَفَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ((إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِكَاءِ أَهْلِهِ)) فَقَالَتْ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّهُ لَيُعَذَّبُ بِخَطِيئَتِهِ وَذَنْبِهِ، وَإِنْ أَهْلُهُ لَيَبْكُونَ عَلَيْهِ (الآن)). [راجع: ۱۲۸۸]

(۳۹۷۹) - قَالَ: وَذَلِكَ مِثْلَ قَوْلِهِ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْقَلْبِيبِ وَفِيهِ قَتْلَى بَدْرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ لَهُمْ مَا قَالَ: ((إِنَّهُمْ لَيَسْمَعُونَ مَا أَقُولُ إِنَّمَا قَالَ: إِنَّهُمْ الْآنَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ

رہا تھا وہ حق تھا۔ پھر انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی کہ ”آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور جو لوگ قبروں میں دفن ہو چکے ہیں انہیں آپ اپنی بات نہیں سنا سکتے۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ (آپ ان مردوں کو نہیں سنا سکتے) جو اپنا ٹھکانا اب جہنم میں بنا چکے ہیں۔

(۳۹۸۰-۳۹۸۱) مجھ سے عثمان نے بیان کیا، ہم سے عبدہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے کنویں پر کھڑے ہو کر فرمایا، کیا جو کچھ تمہارے رب نے تمہارے لیے وعدہ کر رکھا تھا، اسے تم نے سچا پایا؟ پھر آپ نے فرمایا، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یہ اب بھی اسے سن رہے ہیں۔ اس حدیث کا ذکر جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ انہوں نے اب جان لیا ہو گا کہ جو کچھ میں نے ان سے کہا تھا وہ حق تھا۔ اس کے بعد انہوں نے آیت ”بے شک آپ ان مردوں کو نہیں سنا سکتے“ پوری پڑھی۔

تشریح قرآنی آیت صریح دلیل ہے کہ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔ یہی حق ہے۔ مقتولین بدر کو سنا وقتی طور پر خصوصیات رسالت میں سے تھا۔ اس پر دوسرے مردوں کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں، اللہ تعالیٰ جب چاہے اور جس قدر چاہے مردوں کو سنا سکتا ہے۔ جیسا کہ قبرستان میں السلام علیکم اہل الدیار حدیث کی مسنون دعا سے ظاہر ہے۔ باقی اہل بدعت کا یہ خیال کہ وہ جب بھی مدفون بلاؤں کی قبریں پوجنے جائیں وہ بلا ان کی فریاد سنتے اور حاجات پوری کرتے ہیں، سراسر باطل اور کافرانہ و مشرکانہ خیال ہے جس کی شرعاً کوئی اصل نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہر دو کے خیالات پر مزید تفصیل کے لیے فتح الباری کا لہ کیا جائے۔

باب بدر کی لڑائی میں حاضر ہونے والوں کی فضیلت کا بیان

(۳۹۸۲) مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا، ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا، ان سے حمید نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ حارثہ بن سراقہ انصاری رضی اللہ عنہ جو ابھی نو عمر لڑکے تھے، بدر کے دن شہید ہو گئے تھے (پانی پینے کے لیے حوض پر آئے تھے کہ ایک تیر نے شہید کر دیا) پھر ان کی والدہ (ربیع بنت النضر، انس رضی اللہ عنہ کی چھوٹی بیوی) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ کو معلوم

حق، ثُمَّ قَرَأْتَ ﴿إِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَى وَمَا أَنْتَ بِمَسْمُوعٍ مِنْ فِي الْقُبُورِ﴾. تَقُولُ حِينَ تَبْزُوا مَقَاعِدَهُمْ مِنَ النَّارِ. [راجع: ۱۳۷۱]

۳۹۸۰، ۳۹۸۱- حدیثی عثمان حدثنا عبدة عن هشام عن أبيه عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: وقف النبي ﷺ على قلبب بدر فقال: ((هل وجدتم ما وعد ربكم حقاً؟)) ثم قال: ((إنهم الآن يسمعون ما أقول)) فذكر لعائشة فقالت إنما قال النبي ﷺ: ((إنهم الآن يعلمون أن الذي كنت أقول لهم هو الحق)) ثم قرأت ﴿إِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَى حَتَّى قَرَأْتَ الْآيَةَ﴾. [راجع: ۱۳۷۰، ۱۳۷۱]

۹- باب فضل من شهد بدرًا

۳۹۸۲- حدیثی عبد اللہ بن محمد حدثنا معاویة بن عمرو حدثنا أبو إسحاق عن حمید قال: سمعت أنسًا رضي الله عنه يقول: أصيب جارية يوم بدر وهو غلام فجاءت أمه إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت: يا رسول الله قد عرفت منزلة جارية مني فإن يكن في

لیکن حضور ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا؟
حاطب رضی اللہ عنہ بولے اللہ کی قسم! یہ وجہ ہرگز نہیں تھی کہ اللہ اور اس
کے رسول پر میرا ایمان باقی نہیں رہا تھا۔ میرا مقصد تو صرف اتنا تھا کہ
قریش پر اس طرح میرا ایک احسان ہو جائے اور اس کی وجہ سے وہ
(مکہ میں باقی رہ جانے والے) میرے اہل و عیال کی حفاظت کریں۔
آپ کے اصحاب میں جتنے بھی حضرات (مہاجرین) ہیں، ان سب کا
قبیلہ وہاں موجود ہے اور اللہ ان کے ذریعے ان کے اہل و مال کی
حفاظت کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے سچی بات بتادی
ہے اور تم لوگوں کو چاہئے کہ ان کے متعلق اچھی بات ہی کہو۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا کہ اس شخص نے اللہ، اس کے رسول
اور مسلمانوں سے دغا کی ہے۔ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی
گردن مار دوں۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا یہ بدر والوں میں
سے نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہل بدر کے حالات کو پہلے ہی
سے جانتا تھا اور وہ خود فرما چکا ہے کہ ”تم جو چاہو کرو، تمہیں جنت
ضرور ملے گی۔“ (یا آپ نے یہ فرمایا کہ) میں نے تمہاری مغفرت کر
دی ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور
عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔

تشریح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ملکی قانون اور سیاست پر مبنی تھی کہ جو شخص ملک و ملت کے ساتھ بے وفائی کر کے جنگی راز دشمن
کو پہنچائے وہ قاتل موت مجرم ہے مگر حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے متعلق آنحضرت ﷺ نے ان کی صحیح نیت جان کر اور ان کے
بدری ہونے کی بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ان کے متعلق رائے سے اتفاق نہیں فرمایا بلکہ ان کی اس لغزش کو معاف فرمادیا۔

(۳۹۸۴) مجھ سے عبد اللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، ہم سے ابو احمد
زبیری نے بیان کیا، ہم سے عبد الرحمن بن غیل نے بیان کیا، ان سے
حمزہ بن ابی اسید اور زبیر بن منذر بن ابی اسید نے اور ان سے حضرت
ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جنگ بدر کے موقع پر ہمیں ہدایت فرمائی تھی کہ جب کفار
تمہارے قریب آجائیں تو ان پر تیر چلاؤ اور (جب تک وہ دور رہیں)
اپنے تیروں کو بچائے رکھنا۔

اللہ ﷻ قَدْ خَانَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ
لَدَغْنِي فَلَا ضَرْبَ عُقْبَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا
حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟)) قَالَ حَاتِبٌ:
وَاللَّهِ مَا بِي إِنْ لَا أَكُونُ مُؤْمِنًا بِاللَّهِ
وَرَسُولِهِ ﷻ أَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ لِي عِنْدَ
الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَمَالِي
وَأَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ إِلَّا لَهُ هُنَاكَ مِنْ
عَشِيرَتِهِ مَنْ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ.
فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَدَقَ وَلَا تَقُولُوا لَهُ إِلَّا
خَيْرًا)) فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّهُ قَدْ خَانَ اللَّهَ
وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ لَدَغْنِي فَلَا ضَرْبَ عُقْبَةٍ
فَقَالَ: ((أَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ؟)) فَقَالَ: لَعَلَّ
اللَّهُ أَطْلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: ((اعْمَلُوا
مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَّهْتُ لَكُمْ الْجَنَّةَ، أَوْ فَقَدْ
غَفَرْتُ لَكُمْ)) لَدَغْنَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ:
اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ.

[راجع: ۳۰۰۷]

۳۹۸۴- حدثني عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْفَسِيلِ عَنْ خَمْرَةَ بْنِ
أَبِي أُسَيْدٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ
عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ
لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: ((إِذَا
اكتَبوكم فأروهم واستبقوا نبلكم)).

[راجع: ۲۹۰۰]

تشیخ یعنی جلدی جلدی سب تیر نہ چلا دو کہ لگیں یا نہ لگیں یہ تیروں کا ضائع کرنا ہو گا۔ لائق جزل ایسے ہی ہوتے ہیں جو اپنی فوج کا سلمان جنگ بہت محتاط طریقہ پر خرچ کراتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ اس بارے میں بھی بہت بڑے فوجی کمانڈر اور ماہر فتنوں حربہ تھے ﷺ۔ اکتبہم کا معنی اس حدیث میں راوی نے یہ کیا ہے کہ بہت سے آجائیں اور ہجوم کی شکل میں آئیں۔ بعضوں نے کہا کتب کے معنی لغت میں نزدیک ہونے کے آئے ہیں یعنی جب تک وہ ہمارے نزدیک نہ ہوں اپنے تیروں کو محفوظ رکھنا تاکہ وہ وقت پر کام آئیں، ان کو بیکار ضائع نہ کرنا۔ آج بھی جنگی اصول یہی ہے جو ساری دنیا میں مسلم ہے۔

۳۹۸۵- حدیثی مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الرَّبِيعِيُّ حَدَّثَنَا الرَّحْمَنُ بْنُ الْغَسِيلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ وَالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ ((إِذَا أَكْتَبُوا كُمْ: يَعْنِي كَثَرُوا كُمْ فَأَرْمَوْهُمْ وَاسْتَبَقُوا نَبْلَكُمْ)).

۳۹۸۵) مجھ سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، ہم سے ابو احمد زہیری نے بیان کیا، ہم سے عبدالرحمن بن غسیل نے، ان سے حمزہ بن ابی اسید اور منذر بن ابی اسید نے اور ان سے حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ بدو میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایت کی تھی کہ جب تمہارے قریب کفار آجائیں یعنی حملہ و ہجوم کریں (اتنے کہ تمہارے نشانے کی زد میں آجائیں) تو پھر ان پر تیر برسائے شروع کرنا اور (جب تک وہ تم سے قریب نہ ہوں) اپنے تیر کو محفوظ رکھنا۔

[راجع: ۲۹۰۰]

۳۹۸۶- حدیثی عُمَرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الرِّمَاءِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُبَيْرٍ فَأَصَابُوا مِنَّا سَبْعِينَ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ أَصَابُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِينَ وَمِائَةً وَسَبْعِينَ أَسِيرًا وَسَبْعِينَ قَبِيلًا. قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَوْمَ يَوْمَ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ سَبْجَالٌ. [راجع: ۳۰۳۹]

۳۹۸۶) مجھ سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، ہم سے زہیر نے بیان کیا، ہم سے ابواسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے احد کی لڑائی میں تیر اندازوں پر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر کیا تھا۔ اس لڑائی میں ہمارے سردار شہید ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابیوں سے بدر کی لڑائی میں ایک سو چالیس مشرکین کو نقصان پہنچا تھا۔ ستران میں سے قتل کر دیئے گئے اور ستر قیدی بنا کر لائے گئے۔ اس پر ابوسفیان نے کہا کہ آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے اور لڑائی کی مثال ڈول کی سی ہے۔

تشیخ جنگ احد میں آنحضرت ﷺ نے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ احد پہاڑ کے ایک ٹاکے پر اس شرط کے ساتھ مقرر فرمایا کہ ہم ہاریں یا جیتیں ہمارے حکم بغیر یہ ناکہ ہرگز نہ چھوڑنا۔ شروع میں جب مسلمانوں کی فتح ہونے لگی تو عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے وہ ناکہ چھوڑ دیا جس کا نتیجہ جنگ احد کی شکست کی صورت میں سامنے آیا۔

۳۹۸۷- حدیثی مُحَمَّدُ بْنُ الْغَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي

۳۹۸۷) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ان کے دادا نے، ان سے ابوبردہ نے

اور ان سے ابو موسیٰ اشعریؓ نے، میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا، خیر و بھلائی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں احد کی لڑائی کے بعد عطا فرمائی اور خلوص عمل کا ثواب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بدر کی لڑائی کے بعد عطا فرمایا۔

بُرْدَةُ عَنْ أَبِي مُوسَى أَرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللَّهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ بَعْدَ وَثَوَابِ الصَّدَقِ الَّذِي آتَانَا بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ))۔ (راجع: ۳۶۲۲)

حادثہ احد کے بعد بھی مسلمانوں کے حوصلوں میں فرق نہیں آیا اور وہ دوبارہ خیر و بھلائی کے مالک بن گئے۔ اللہ نے بعد میں ان کو فتوحات سے نوازا اور بدر میں اللہ نے جو فتح عنایت کی وہ ان کے خلوص عمل کا ثمرہ تھا۔ مسلمان بہر حال خیر و برکت کا مالک ہوتا ہے اور غازی و شہید ہر دو خطاب اس کے لیے صد عزتوں کا مقام رکھتے ہیں۔

(۳۹۸۸) مجھ سے یعقوب نے بیان کیا، ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان کے دادا سے کہ عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا، بدر کی لڑائی کے موقع پر میں صف میں کھڑا ہوا تھا۔ میں نے مڑ کے دیکھا تو میری داہنی اور بائیں طرف دو نوجوان کھڑے تھے۔ ابھی میں ان کے متعلق کوئی فیصلہ بھی نہ کر پایا تھا کہ ایک نے مجھ سے چپکے سے پوچھا تاکہ اس کا ساتھی سننے نہ پائے، چچا! مجھے ابو جہل کو دکھا دو۔ میں نے کہا جیتے! تم اسے دیکھ کر کیا کرو گے؟ اس نے کہا، میں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ عہد کیا ہے کہ اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو اسے قتل کر کے رہوں گا یا پھر خود اپنی جان دے دوں گا۔ دوسرے نوجوان نے بھی اپنے ساتھی سے چھپاتے ہوئے مجھ سے یہی بات پوچھی۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ان دونوں نوجوانوں کے درمیان میں کھڑے ہو کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ میں نے اشارے سے انہیں ابو جہل کو دکھا دیا۔ جسے دیکھتے ہی وہ دونوں باز کی طرح اس پر جھپٹے اور فوراً ہی اسے مار گرایا۔ یہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے۔

۳۹۸۸- حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ إِنِّي لَفِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ إِذْ التَفَتُ فَإِذَا عَن يَمِينِي وَعَن يَسَارِي قَتِيَانِ حَدِيثَا السَّنِّ فَكَأَنِّي لَمْ أَمِنْ بِمَكَانِهِمَا إِذْ قَالَ لِي أَحَدُهُمَا سِرًّا مِنْ صَاحِبِهِ يَا عَمَّ أَرِنِي أَبَا جَهْلٍ فَقُلْتُ: يَا ابْنَ أَخِي وَمَا تَصْنَعُ بِهِ؟ قَالَ: غَاظَنَتُ اللَّهَ إِنْ رَأَيْتُهُ أَنْ أَقْتُلَهُ أَوْ أَمُوتَ ذُوْنَهُ، فَقَالَ لِي الْآخَرُ سِرًّا مِنْ صَاحِبِهِ مِثْلَهُ، قَالَ: فَمَا سُرَّيْنِي أَنِّي بَيْنَ رَجُلَيْنِ مَكَانَهُمَا فَأَشْرَفْتُ لَهُمَا إِلَيْهِ فَشَدَّ عَلَيَّهِ مِثْلَ الصَّفَرَيْنِ حَتَّى ضَرَبَاهُ وَهُمَا ابْنَا عَفْرَاءَ.

(راجع: ۳۱۴۱)

بعض روایتوں میں ہے کہ یہ دونوں معاذ ابن عفراء اور معاذ ابن عفراء بن جموح تھے۔ معاذ اور معوذ کی والدہ کا نام عفراء تھا۔ ان کے باپ کا نام حارث بن رفاعہ تھا۔ ان لڑکوں نے پہلے ہی یہ عہد کیا تھا کہ ابو جہل ہمارے رسول کریم ﷺ کو گالیاں دیتا ہے ہم اس کو ختم کر کے ہی رہیں گے۔ اللہ نے ان کا عزم پورا کر دکھایا۔ وہ ابو جہل کو معلوم کر کے اس پر ایسے لپکے جیسے شکرہ پرندہ چڑیا پر لپکتا ہے۔

(۳۹۸۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، انہیں ابن شہاب نے خبر دی، کہا کہ مجھے عمر بن اسید بن جاریہ ثقفی نے خبر دی جو بنی زہرہ کے حلیف تھے اور حضرت ابو ہریرہ

۳۹۸۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ أُسَيْدٍ بْنُ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ

خَلِيفَ نَبِيِّ زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي
هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:
بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَشْرَةَ عِنَّا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ
الْأَنْصَارِيَّ جَدُّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْهَذَةِ نَيْنَ
عَسْفَانَ وَمَكَّةَ ذَكِّرُوا لِحَيٍّ مِنْ هَذِلٍ
يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لِحْيَانَ فَنَفَرُوا لَهُمْ بِقَرِيبٍ
مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامَ فَانْقَضُوا أَثَارَهُمْ حَتَّى
وَجَدُوا مَا كُلَّهُمْ التَّمَرُ فِي مَنْزِلٍ نَزَلُوهُ
فَقَالُوا: تَمَرٌ يَنْزِبُ فَاتَّبَعُوا أَثَارَهُمْ فَلَمَّا
حَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَّوْا إِلَى
مَوْضِعٍ فَاحْطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوا لَهُمْ
انْزِلُوا فَأَعْطُوا بِأَيْدِيكُمْ وَلَكُمْ الْعَهْدُ
وَالْمِيثَاقُ أَنْ لَا نَقْتُلَ مِنْكُمْ أَحَدًا، فَقَالَ
عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ: أَيُّهَا الْقَوْمُ أَمَا أَنَا فَلَا
أَنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اخْبِرْ عَنَّا
نَبِيَّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَمَوْهُمْ
بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوا عَاصِمًا وَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةٌ
نَفَرُوا عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِيثَاقِ مِنْهُمْ خُبَيْبٌ
وَزَيْدُ بْنُ الدُّثَنَةِ وَرَجُلٌ آخَرُ فَلَمَّا
اسْتَمَكُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيهِمْ
فَرَبَطُوهُمْ بِهَا قَالَ الرَّجُلُ الثَّلَاثُ: هَذَا
أَوَّلُ الْعَذْرِ وَاللَّهُ لَا أَصْحَبَكُمْ إِنْ لِي
بِهَؤُلَاءِ أَسْوَةٌ يُرِيدُ الْقَتْلَى فَجَرَّزُوهُ
وَعَالَجُوهُ فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَانْطَلَقَ
بِخُبَيْبٍ وَزَيْدِ بْنِ الدُّثَنَةِ حَتَّى بَاغَوْهُمَا بَعْدَ

ہوئے کے شاگردوں میں شامل تھے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے دس جاسوس بھیجے اور ان کا امیر عاصم بن ثابت انصاری ہوئے کو بتایا جو عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نانا ہوتے ہیں۔ جب یہ لوگ عسفاں اور مکہ کے درمیان مقام ہدہ پر پہنچے تو نبی ہدیل کے ایک قبیلہ کو ان کے آنے کی اطلاع مل گئی۔ اس قبیلہ کا نام بنی لحيان تھا۔ اس کے سوتیرا انداز ان صحابہ رضی اللہ عنہ کی تلاش میں لگے اور ان کے نشان قدم کے اندازے پر چلے گئے۔ آخر اس جگہ پہنچ گئے جہاں بیٹھ کر ان صحابہ رضی اللہ عنہ نے کھجور کھائی تھی۔ انہوں نے کہا کہ یہ یشرب (مدینہ) کی کھجور (کی گھٹلیاں) ہیں۔ اب پھر وہ ان کے نشان قدم کے اندازے پر چلے گئے۔ جب حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے ان کے آنے کو معلوم کر لیا تو ایک (محفوظ) جگہ پناہ لی۔ قبیلہ والوں نے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیا اور کہا کہ نیچے اتر آؤ اور ہماری پناہ خود قبول کر لو تو تم سے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارے کسی آدمی کو بھی ہم قتل نہیں کریں گے۔ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا۔ مسلمانوں میں کسی کافر کی پناہ میں نہیں اتر سکتا۔ پھر انہوں نے دعا کی، اے اللہ! ہمارے حالات کی خبر اپنے نبی ﷺ کو کر دے۔ آخر قبیلہ والوں نے مسلمانوں پر تیرا اندازی کی اور حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ بعد میں ان کے وعدہ پر تین صحابہ اتر آئے۔ یہ حضرات حضرت خبیب زید بن دشنہ اور ایک تیسرے صحابی تھے۔ قبیلہ والوں نے جب ان تینوں صحابیوں پر قابو پالیا تو ان کی کمان سے تانت نکال کر اسی سے انہیں باندھ دیا۔ تیسرے صحابی نے کہا، یہ تمہاری پہلی دعا بازی ہے میں تمہارے ساتھ کبھی نہیں جاسکتا۔ میرے لیے تو انہیں کی زندگی نمونہ ہے۔ آپ کا اشارہ ان صحابہ کی طرف تھا جو ابھی شہید کئے جا چکے تھے۔ کفار نے انہیں گھسیٹنا شروع کیا اور زبردستی کی لیکن وہ کسی طرح ان کے ساتھ جانے پر تیار نہ ہوئے۔ (تو انہوں نے ان کو بھی شہید کر دیا) اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن دشنہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے گئے اور (مکہ میں لے جا کر) انہیں بچ

دیا۔ یہ بدر کی لڑائی کے بعد کا واقعہ ہے۔ حارث بن عامر بن نوفل کے لڑکوں نے حضرت خبیبؓ کو خرید لیا۔ انہوں ہی نے بدر کی لڑائی میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ کچھ دنوں تک تو وہ ان کے یہاں قید رہے، آخر انہوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ انہیں دنوں حارث کی کسی لڑکی سے انہوں نے موئے زیر ناف صاف کرنے کے لیے استرہ مانگا۔ اس نے دے دیا۔ اس وقت اس کا ایک چھوٹا سا بچہ ان کے پاس (کھیلتا ہوا) اس عورت کی بے خبری میں چلا گیا۔ پھر جب وہ ان کی طرف آئی تو دیکھا کہ بچہ ان کی ران پر بیٹھا ہوا ہے اور استرہ ان کے ہاتھ میں ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ دیکھتے ہی وہ اس درجہ گھبرا گئی کہ حضرت خبیبؓ نے اس کی گھبراہٹ کو دیکھ لیا اور بولے، کیا تمہیں اس کا خوف ہے کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا؟ یقین رکھو کہ میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔ ان خاتون نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! میں نے کبھی کوئی قیدی حضرت خبیبؓ سے بہتر نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! میں نے ایک دن انگور کے ایک خوشہ سے انگور کھاتے دیکھا جو ان کے ہاتھ میں تھا حالانکہ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ میں اس وقت کوئی پھل بھی نہیں تھا۔ وہ بیان کرتی تھیں کہ وہ تو اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی روزی تھی جو اس نے حضرت خبیبؓ کے لیے بھیجی تھی۔ پھر بنو حارث انہیں قتل کرنے کے لیے حرم سے باہر لے جانے لگے تو خبیبؓ نے ان سے کہا کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دے دو۔ انہوں نے اس کی اجازت دی تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا، اللہ کی قسم اگر تمہیں یہ خیال نہ ہوئے لگتا کہ میں پریشانی کی وجہ سے (دیر تک نماز پڑھ رہا ہوں) تو اور زیادہ دیر تک پڑھتا۔ پھر انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ! ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ ہلاک کر اور ایک کو بھی باقی نہ چھوڑ اور یہ اشعار پڑھے ”جب میں اسلام پر قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے کوئی پروا نہیں کہ اللہ کی راہ میں مجھے کس پہلو پر پچھاڑا جائے گا اور یہ تو صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہے۔ اگر وہ چاہے گا تو میرے جسم

وَلَقَدْ بَدَرَ فَأَتَاعَ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ
نُفْلٍ خُبَيْبًا وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ
بَنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ
أَسِيرًا حَتَّى أَجْمَعُوا قَتْلَهُ فَلَا سَتَرَ مِنْ بَعْضِ
بَنَاتِ الْحَارِثِ مُوسَى يَسْتَعِذُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ
لَدَرَجَ بَنِي لَهَا وَهِيَ حَائِلَةٌ عَنْهُ حَتَّى أَتَاهُ
فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَةً عَلَى فَخِذِهِ وَالْمُوسَى
بِيَدِهِ، قَالَتْ: فَفَزَعْتُ لِرُغْزَةٍ عَرَفْتُهَا خُبَيْبًا
فَقَالَتْ: اتَّخَذْتَنِ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ
ذَلِكَ؟ قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ
خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ، وَاللَّهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا
يَأْكُلُ قِطْفًا مِنْ عِنَبٍ فِي يَدِهِ وَإِنَّهُ لَمُؤْتَقٌ
بِالْحَدِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ فَمَرَةٍ وَكَانَتْ
تَقُولُ إِنَّهُ لَرِزْقٌ رَزَقَهُ اللَّهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا
خَرَجُوا بِهِ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ
قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ: دَعُونِي أَصْلِي رَكْعَتَيْنِ
فَتَرَكُوهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ: وَاللَّهِ لَوْ لَا
أَنْ تَحْشِيُوا أَنْ مَا بِي جَزَعٌ لَزِدْتُ ثُمَّ
قَالَ: اللَّهُمَّ اخْصِمِهِمْ عَذًّا، وَأَقْتُلْهُمْ بَذًّا
وَلَا تَبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا، ثُمَّ أَنْشَأَ يَقُولُ:

فَلَسْتُ أَبَالِي حِينَ أَقْتُلُ مُسْلِمًا
عَلَى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ اللَّهُ مُصْرِعِي
وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ
يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوِ مُمَزَّعٍ

ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ أَبُو سَرْوَةَ عَقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ
فَقَتْلَهُ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ
قِتْلَ صَبْرًا الصَّلَاةَ وَآخِرَ يَغْنَى النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ يَوْمَ أَصِيبُوا
خَبَرَهُمْ، وَبَعَثَ نَاسًا مِنْ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمِ
بَنِ ثَابِتٍ حِينَ حَدَّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ أَنْ يُؤْتُوا
بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرِفُ وَكَانَ قَتَلَ رَجُلًا عَظِيمًا
مِنْ عَظَمَائِهِمْ فَبَعَثَ اللَّهُ لِعَاصِمِ بْنِ الظَّلَّةِ
مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَنَهُ مِنْ رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْبَلُوا
أَنْ يَقْطَعُوا مِنْهُ شَيْئًا. وَقَالَ كَعْبُ بْنُ
مَالِكٍ : ذَكَرُوا مُرَارَةَ بْنِ الرَّبِيعِ الْعَمَرِيِّ
وَهَلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيَّ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ
فَذَ شَهِدَا بَذْرًا.

[راجع: ۳۰۴۵]

کے ایک ایک جوڑ پر ثواب عطا فرمائے گا۔“ اس کے بعد ابو سرودہ
عقبہ بن حارث ان کی طرف بڑھا اور انہیں شہید کر دیا۔ حضرت
خبیب رضی اللہ عنہ نے اپنے عمل حسد سے ہر اس مسلمان کے لیے جسے قید
کر کے قتل کیا جائے (قتل سے پہلے دو رکعت) نماز کی سنت قائم کی
ہے۔ ادھر جس دن ان صحابہ رضی اللہ عنہم پر مصیبت آئی تھی حضور
ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسی دن اس کی خبر دے دی تھی۔ قریش
کے کچھ لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے
گئے ہیں تو ان کے پاس اپنے آدمی بھیجے تاکہ ان کے جسم کا کوئی ایسا
حصہ لائیں جس سے انہیں پہچانا جاسکے۔ کیوں کہ انہوں نے بھی (بدر
میں) ان کے ایک سردار (عقبہ بن ابی معیط) کو قتل کیا تھا لیکن اللہ
تعالیٰ نے ان کی لاش پر بادل کی طرح بھڑوں کی ایک فوج بھیج دی اور
انہوں نے آپ کی لاش کو کفار قریش کے ان آدمیوں سے بچالیا اور وہ
ان کے جسم کا کوئی حصہ بھی نہ کاٹ سکے اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے
بیان کیا کہ میرے سامنے لوگوں نے مرادہ بن ربیع عمری رضی اللہ عنہ اور ہلال
بن امیہ واقعی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا۔ (جو غزوہ تبوک میں نہیں جاسکے تھے) کہ
وہ صالح صحابیوں میں سے ہیں اور بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔

اس طویل حدیث میں جن دس آدمیوں کا ذکر ہے، ان میں سات کے نام یہ ہیں۔ مرثد غنوی، خالد بن کبیر، خبیب بن عدی،
زید بن دشنہ، عبد اللہ بن طارق، معتب بن عبیدہ رضی اللہ عنہ ان کے امیر عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ باقی تینوں کے نام مذکور نہیں
ہیں۔ راستے میں کفار بنو لیمان ان کے پیچھے لگ گئے۔ آخر ان کو پالیا اور ان میں سے سردار سمیت سات مسلمانوں کو ان کافروں نے
شہید کر دیا اور تین مسلمانوں کو گرفتار کر لیا، جن کے نام یہ ہیں۔ خبیب بن عدی، زید بن دشنہ اور عبد اللہ بن طارق رضی اللہ عنہ۔ راستے میں
حضرت عبد اللہ کو بھی شہید کر دیا اور پچھلے دو کو مکہ میں لے جا کر غلام بنا کر فروخت کر دیا۔ زید بن دشنہ رضی اللہ عنہ کو صفوان بن امیہ نے
خریدا اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو حارث بن عامر کے بیٹوں نے۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن حارث مذکور کو قتل کیا تھا۔ اب اس کے
بیٹوں نے مفت میں بدلہ لینے کی غرض سے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو خرید لیا اور حرمت کے مہینے کو گزار کر ان کو شہید کر ڈالنے کا فیصلہ کر
لیا۔ ان ایام میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے کرامات کو ان لوگوں نے دیکھا کہ بے موسم کے پھل اللہ تعالیٰ غیب سے ان کو کھلا رہا ہے جیسے
حضرت مریمؑ کو بے موسم کے پھل ملا کرتے تھے۔ آخری دنوں میں شہادت کی تیاری کے واسطے صفائی ستھرائی حاصل کرنے کے لیے
حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے ان کی ایک لڑکی سے استرہ مانگا مگر جب کہ ان کا ایک شیر خوار بچہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کھینے لگا تو اس
عورت کو خطرہ ہوا کہ شاید خبیب رضی اللہ عنہ اس استرہ سے اس معصوم بچے کو ذبح نہ کر ڈالیں جس پر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے خود بڑھ کر اس
عورت کو اطمینان دلایا کہ ایک سچے مسلمان سے ایسا قتل ناحق ہونا ناممکن ہے۔ آخر میں دو رکعت نماز کے بعد جب ان کو قتل گاہ میں لایا

کیا تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے جن کا پہل ذکر موجود ہے۔ حضرت مولانا وحید الزہل مرحوم نے ان شعروں کا شعروں ہی میں ترجمہ کیا ہے۔

جب مسلمان ہو کے دنیا سے چلوں مجھ کو کیا غم کون سی کڑوت گروں
میرا مرنا ہے خدا کی ذات میں وہ اگر چاہے نہ ہوں گا میں زلوں
تن جو کھڑے کھڑے اب ہو جائے گا اس کے جوڑوں پر وہ برکت دے فزوں

یہی نے روایت کی ہے کہ خبیث بنی ہاشم نے مرتے وقت دعا کی تھی کہ یا اللہ! ہمارے حال کی خبر اپنے حبیب ﷺ کو پہنچا دے۔ اسی وقت حضرت جبرائیلؑ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور سارے حالات کی خبر دے دی۔ روایت کے آخر میں دو بدری صحابیوں کا ذکر ہے جس سے دیا علی کا رد ہوا۔ جس نے ان ہردو کے بدری ہونے کا انکار کیا ہے۔ اثبات نفی پر مقدم ہے۔ یہ مضمون ایک حدیث کا کھڑا ہے جسے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے غزوہ تبوک میں ذکر کیا ہے۔

۳۹۹۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ (۳۹۹۰) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے
عَنْ يَحْيَى عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ عَنْ يَحْيَى عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا ذَكَرَ لَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ بْن سَعِيدٍ ذَكَرَ لَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ بْن
عَمْرٍو بْنَ نَفِيلٍ وَكَانَ بَدْرِيًّا مَرَضَ فِي يَوْمَ عَمْرٍو بْنَ نَفِيلٍ وَكَانَ بَدْرِيًّا مَرَضَ فِي يَوْمَ
جُمُعَةٍ فَرَكِبَ إِلَيْهِ بَعْدَ أَنْ تَعَالَى النَّهَارُ جُمُعَةٍ فَرَكِبَ إِلَيْهِ بَعْدَ أَنْ تَعَالَى النَّهَارُ
وَأَقْرَبَتِ الْجُمُعَةُ وَتَرَكَ الْجُمُعَةَ. (مجبوراً) نہ پڑھ سکے۔

اس حدیث کو بیان کرنے سے پہل غرض یہ ہے کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ بدر والوں میں تھے۔ گو یہ جنگ میں شریک نہ تھے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ان کو اور طلحہ بنی ہاشم کو محکمہ جاسوسی سپرد کر دیا تھا۔ ان کی واپسی سے پہلے ہی لڑائی شروع ہو گئی۔ جب یہ لوٹ کر آئے تو آنحضرت ﷺ نے مجاہدین کی طرح ان کا بھی حصہ لگایا، اس وجہ سے یہ بھی بدری ہوئے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عم زاد بھائی اور ان کے بہنوئی بھی تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی عیادت ضروری سمجھی، وہ مرنے کے قریب ہو رہے تھے، اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی نماز کو بھی مجبوراً ترک کر دیا۔

۳۹۹۱- وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ : حَدَّثَنِي غُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَرْقَمِ الرُّهْرِيِّ يَأْمُرُهُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَى سَيِّعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْأَسْلَمِيَّةِ فَيَسْأَلَهَا عَنْ حَدِيثِهَا وَعَنْ مَا قَالَتْ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، حِينَ اسْتَفْتَتْهُ فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَرْقَمِ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غُبَيْةٍ يُخْبِرُهُ أَنَّ سَيِّعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ (۳۹۹۱) اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے بیان کیا کہ ان کے والد نے عمر بن عبداللہ بن ارقم زہری کو لکھا کہ تم سیعہ بنت حارث اسلمیہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے ان کے واقعہ کے متعلق پوچھو کہ جب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا تھا تو آپ نے ان کو کیا جواب دیا تھا؟ چنانچہ انہوں نے میرے والد کو اس کے جواب میں لکھا کہ سیعہ بنت حارث رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی ہے کہ وہ سعد ابن خولہ رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں۔ ان کا تعلق بنی عامر بن لوئی سے تھا اور وہ

بدر کی جنگ میں شرکت کرنے والوں میں تھے۔ پھر حجۃ الوداع کے موقع پر ان کی وفات ہو گئی تھی اور اس وقت وہ حمل سے تھیں۔ حضرت سعد ابن خولہ رضی اللہ عنہما کی وفات کے کچھ ہی دن بعد ان کے یہاں بچہ پیدا ہوا۔ نفاس کے دن جب وہ گزار چکیں تو نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے لیے انہوں نے اچھے کپڑے پہنے۔ اس وقت بنو عبد الدار کے ایک صحابی ابو السائب بن بکک رضی اللہ عنہ ان کے یہاں گئے اور ان سے کہا، 'میرا خیال ہے کہ تم نے نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے لیے یہ زینت کی ہے۔ کیا نکاح کرنے کا خیال ہے؟ لیکن اللہ کی قسم! جب تک (حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات پر) چار مہینے اور دس دن نہ گزر جائیں تم نکاح کے قتل نہیں ہو سکتیں۔ سیدہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب ابوالسائب نے مجھ سے یہ بات کہی تو میں نے شام ہوتے ہی کپڑے پہنے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے بارے میں میں نے آپ سے مسئلہ معلوم کیا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں بچہ پیدا ہونے کے بعد عدت سے نکل چکی ہوں اور اگر میں چاہوں تو نکاح کر سکتی ہوں۔ اس روایت کی متابعت اصح نے ابن وہب سے کی ہے، ان سے یونس نے بیان کیا اور لیث نے کہا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے (انہوں نے بیان کیا کہ) ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھے بنو عامر بن لوی کے غلام محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان نے خبر دی کہ محمد بن ایاس بن بکیر نے انہیں خبر دی اور ان کے والد ایاس بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔

اٰخِرُهُ اَنَّهُ كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ مِنْ شَهَدٍ بَدْرًا فَمَوَّلِيْ عَنْهَا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ فَلَمْ تَنْسُبْ اَنِّ وَضَعْتُ حَمْلَهَا بَعْدَ وَلَائِهِ فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ بِلَاسِهَا تَجَمَّلْتُ لِلْخُطَّابِ فَذَعَلُ عَلَيْهَا اَبُو السَّائِبِ بْنُ بَكْكٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ فَقَالَ لَهَا مَا لِيْ اَرَاكِ تَجَمِّلُ لِلْخُطَّابِ تُرَجِّينَ النِّكَاحَ فَلَائِكَ وَاللّٰهِ مَا اَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتّٰى تَمُرَّ عَلَيْكَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَعَشْرٌ قَالَتْ سَبِيْعَةً فَلَمَّا قَالَ لِيْ ذٰلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي حِيْنَ اَمْسَيْتُ وَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَالَتْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَاقْتَانِيْ بِاَنِّيْ قَدْ حَلَلْتُ حِيْنَ وَضَعْتُ حَمْلِيْ وَاَمَرَنِيْ بِالتَّزْوُجِ اِنْ بَدَا لِيْ. فَتَابَعَهُ اَصْبَغُ عَنْ اَبْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنْ اَبْنِ شِهَابٍ وَسَالَتْهُ فَقَالَ: اٰخِرُنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ مَوَّلٰى بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ اَنِّ مُحَمَّدُ بْنُ اِيَّاسِ بْنِ الْبَكْرِ وَكَانَ اَبُوهُ شَهِيْدًا بَدْرًا اٰخِرُهُ. [طرفه ٢: ٥٣١٩].

تفسیر اس حدیث کا باب سے تعلق یہ ہے کہ اس میں سعد بن خولہ کا بدری ہونا مذکور ہے۔ لیث بن سعد کے اثر کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں پورے طور پر بیان کیا ہے۔ یہاں اتنی ہی سند پر اکتفا کیا، کیونکہ یہاں اتنی ہی بیان مقصود ہے کہ ایاس رضی اللہ عنہ بدری تھے۔ اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ حاملہ عورت وضع حمل کے بعد چاہے تو نکاح کر سکتی ہے۔

باب جنگ بدر میں فرشتوں کا شریک ہونا

(۳۹۹۲) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، ہم کو جریر نے خبر دی، انہیں یحییٰ بن سعید انصاری نے، انہیں معاذ بن رافع بن رافع

۱۱- باب شہود الملائکۃ بَدْرًا

۳۹۹۲- حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اٰخِرُنَا جَرِيْرٌ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ

زرقی نے اپنے والد (رفاعہ بن رافع) سے جو بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے والوں میں تھے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت جبرائیلؑ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ سے پوچھا کہ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے والوں کا آپ کے یہاں درجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سب سے افضل یا حضور ﷺ نے اسی طرح کا کوئی کلمہ ارشاد فرمایا۔ حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ جو فرشتے بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے ان کا بھی درجہ یہی ہے۔

مُعَاذُ بْنُ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ الزُّرْدِيِّ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ أَبُوهُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ قَالَ: جَاءَ جَبْرِئِيلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا تَعْلَمُونَ أَهْلَ بَدْرٍ لِيَكُنْ مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ: وَكَذَلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ)).
[طبرانی: ۳۹۹۴]

تفسیر اگرچہ فرشتے اور جنوں میں بھی اترے تھے مگر بدر میں فرشتوں نے لڑائی کی۔ یہی نے روایت کی ہے کہ فرشتوں کی مار پہچانی جاتی تھی۔ گردن پر چوٹ اور پوروں پر آگ کا ساداغ۔ اسحاق کی سند میں ہے جبریل بن مطعمؓ سے کہ بدر کے دن میں نے کافروں کی شکست سے پہلے آسمان سے کالی کالی چوٹیں اترتی دیکھیں۔ یہ فرشتے تھے جن کے اترنے کے بعد فوراً کافروں کو شکست ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک مسلمان بدر کے دن ایک کافر کو مارنے جا رہا تھا اسے میں آسمان سے ایک کوڑے کی آواز سنی۔ کوئی کہہ رہا تھا اے جیزوم! آگے بڑھ، پھر وہ کافر مر کر گر پڑا۔

(۳۹۹۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے معاذ بن رفاعہ بن رافع نے، حضرت رفاعہؓ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے اور (ان کے والد) حضرت رافعؓ بیعت عقبہ میں شریک ہوئے تھے تو آپ اپنے بیٹے (رفاعہ) سے کہا کرتے تھے کہ بیعت عقبہ کے برابر بدر کی شرکت سے مجھے زیادہ خوشی نہیں ہے۔ بیان کیا کہ حضرت جبریلؑ نے نبی کریم ﷺ سے اس باب میں پوچھا تھا۔

۳۹۹۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ وَكَانَ رِفَاعَةُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ وَكَانَ رَافِعٌ مِنْ أَهْلِ الْعَقَبَةِ فَكَانَ يَقُولُ لِابْنِهِ مَا يَسْرُنِي أَنِّي شَهِدْتُ بَدْرًا بِالْعَقَبَةِ قَالَ: سَأَلَ جَبْرِئِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا.

(۳۹۹۴) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، ہم کو یزید بن ہارون نے خبر دی، کہا ہم کو یحییٰ بن سعید انصاری نے خبر دی اور انہوں نے معاذ بن رفاعہ سے سنا کہ ایک فرشتے نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا اور یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت ہے کہ یزید بن ہارون نے انہیں خبر دی کہ جس دن معاذ بن رفاعہ نے ان سے یہ حدیث بیان کی تھی تو وہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ یزید نے بیان کیا کہ معاذ نے کہا تھا کہ پوچھنے والے حضرت جبرائیلؑ تھے۔

۳۹۹۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي يَزِيدَ سَمِعَ مُعَاذَ بْنَ رِفَاعَةَ أَنَّ مَلَكًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ وَعَنْ يَحْيَى أَنَّ يَزِيدَ بْنَ الْهَادِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَهُ يَوْمَ حَدَّثَهُ مُعَاذٌ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ يَزِيدُ فَقَالَ مُعَاذٌ: إِنَّ السَّائِلَ هُوَ جَبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ. [راجع: ۳۹۹۲]

تفسیر یعنی بدر والوں کو جیسا کہ اوپر گزرا ہے حضرت رافعؓ بیعت عقبہ میں شریک ہونا بدر میں شریک ہونے سے افضل جانتے تھے۔ کیونکہ بیعت عقبہ ہی آنحضرت ﷺ کی کامیابی اور ہجرت کا باعث بنی تو اسلام کی بنیاد یہی ٹھہری۔

(۳۹۹۵) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی، کہا ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کی لڑائی میں فرمایا تھا، یہ ہیں حضرت جبرائیلؑ، اپنے گھوڑے کا سر تھامے ہوئے اور ہتھیار لگائے ہوئے۔

۳۹۹۵- حَدَّثَنِي ابْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ ((هَذَا جِبْرِيلُ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ عَلَيْهِ أَدَاةُ الْحَرْبِ)).

[طرفه في: ۴۰۴۱].

جن کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لیے اور بھی بہت سے فرشتوں کے ساتھ میدان جنگ میں بھیجا ہے۔

سید بن منصور کی روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیلؑ سرخ گھوڑے پر سوار تھے۔ اس کی پیشانی کے ہل گندھے ہوئے تھے۔ ابن اسحاق نے ابو واقد لیثی سے نکالا کہ میں بدر کے دن ایک کافر کو مارنے چلا مگر میرے پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سر خود بخود تن سے جدا ہو کر گر پڑا۔ ابھی میری تلوار اس کے قریب پہنچی تھی نہ تھی۔ یہی تو نکالا کہ بدر کے دن ایک سخت آندھی چلی پھر دوسری مرتبہ ایک سخت آندھی چلی۔ پہلی آندھی حضرت جبرائیلؑ کی آمد تھی۔ دوسری حضرت میکائیلؑ کی آمد پر تھی۔ اگرچہ اللہ کا ایک ہی فرشتہ دنیا کے سارے کافروں کو مارنے کے لیے کافی تھا مگر پروردگار کو یہ منظور ہوا کہ فرشتوں کو بطور سپاہیوں کے بھیجے اور ان سے عات اور قوت بشری کے موافق کام لے۔

باب

۱۲- باب

(۳۹۹۶) مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا، ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو زید رضی اللہ عنہ وفات پا گئے اور انہوں نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی، وہ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔

۳۹۹۶- حَدَّثَنِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : مَاتَ أَبُو زَيْدٍ وَلَمْ يَتْرُكْ عَقِبًا وَكَانَ بَدْرِيًّا.

[راجع: ۳۸۱۰]

(۳۹۹۷) ہم سے عبداللہ بن یوسف ثنیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے، ان سے حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ابوسعید بن مالک خدری رضی اللہ عنہ سفر سے واپس آئے تو ان کے گھروالے قربانی کا گوشت ان کے سامنے لائے۔ انہوں نے کہا کہ میں اسے اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک اس کا حکم نہ معلوم کر لوں۔ چنانچہ وہ اپنی والدہ کی طرف سے اپنے ایک بھائی کے پاس معلوم کرنے گئے۔ وہ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں میں سے

۳۹۹۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ خُبَابٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ بْنِ مَالِكٍ الْخَدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ لَحْمًا مِنْ لُحُومِ الْأَضْحَى فَقَالَ : مَا أَنَا بِأَكْلِهِ حَتَّى أَسْأَلَ، فَاَنْطَلَقَ إِلَى أَخِيهِ لِأُمِّهِ وَكَانَ بَدْرِيًّا قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ فَسَأَلَهُ

فَقَالَ : إِنَّهُ حَدَّثَ بَعْدَكَ أَمْرٌ نَقَضَ لِمَا كَانُوا يُنْهَوْنَ عَنْهُ مِنْ أَكْلِ لُحُومِ الْأَضْحَى بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ. [طرفہ فی: ۵۵۶۸].

تھے یعنی حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ انہوں نے بتایا کہ بعد میں وہ حکم منسوخ کر دیا گیا تھا جس میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے کی ممانعت کی گئی تھی۔

روایت میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے جو بدری تھے۔ باب اور حدیث میں یہی مناسبت ہے۔

۳۹۹۸- حَدَّثَنِي غُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ غَزْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَالَ الزُّبَيْرُ لَقِيتُ يَوْمَ بَدْرٍ غُبَيْدَةَ بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ مُدَجِّجَ لَا يُرَى مِنْهُ إِلَّا عَيْنَاهُ وَهُوَ يُكْنَى أَبَا ذَاتِ الْكَرْشِ فَقَالَ : أَنَا أَبُو ذَاتِ الْكَرْشِ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالْعَنْزَةِ فَطَعَنَتْهُ فِي عَيْنِهِ فَمَاتَ قَالَ هِشَامُ : فَأَخْبَرْتُ أَنَّ الزُّبَيْرَ قَالَ : لَقَدْ وَضَعْتُ رِجْلِي عَلَيْهِ ثُمَّ تَمَطَّاتُ فَكَانَ الْجَهْدُ أَنْ نَزَعْتُهَا وَقَدْ انْتَشَى طَرَفَاهَا قَالَ غَزْوَةُ : فَسَأَلَهُ أَيُّهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا ثُمَّ طَلَبَهَا أَبُو بَكْرٍ فَأَعْطَاهُ، فَلَمَّا قُبِضَ أَبُو بَكْرٍ سَأَلَهَا أَيُّاهُ عُمَرُ فَأَعْطَاهُ أَيُّاهَا، فَلَمَّا قُبِضَ عُمَرُ أَخَذَهَا ثُمَّ طَلَبَهَا عُثْمَانُ مِنْهُ، فَأَعْطَاهُ أَيُّاهَا، فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ وَقَعَتْ عِنْدَ آلِ عَلِيٍّ فَطَلَبَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَكَانَتْ عِنْدَهُ حَتَّى قُتِلَ.

(۳۹۹۸) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں میری مذبھیز عبیدہ بن سعید بن عاص سے ہو گئی، اس کا سارا جسم لوہے میں غرق تھا اور صرف آنکھ دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی کنیت ابو ذات الکرش تھی۔ کہنے لگا کہ میں ابو ذات الکرش ہوں۔ میں نے چھوٹے برچھے سے اس پر حملہ کیا اور اس کی آنکھ ہی کو نشانہ بنایا۔ چنانچہ اس زخم سے وہ مر گیا۔ ہشام نے بیان کیا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا، پھر میں نے اپنا پاؤں اس کے اوپر رکھ کر پورا زور لگایا اور بڑی دشواری سے وہ برچھا اس کی آنکھ سے نکال سکا۔ اس کے دونوں کنارے مڑ گئے تھے۔ عروہ نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کا وہ برچھا طلب فرمایا تو انہوں نے وہ پیش کر دیا۔ جب حضور اکرم ﷺ کی وفات ہو گئی تو انہوں نے اسے واپس لے لیا۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے طلب کیا تو انہوں نے انہیں بھی دے دیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے طلب کیا۔ انہوں نے انہیں بھی دے دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد انہوں نے اسے لے لیا۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے طلب کیا تو انہوں نے انہیں بھی دے دیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وہ برچھا علی رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا اور ان کے بعد ان کی اولاد کے پاس اور اس کے بعد عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے لے لیا اور ان کے پاس ہی وہ رہا، یہاں تک کہ وہ شہید کر دیا گیا۔

باب کا مطلب اس سے نکلا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن کا یہ واقعہ بیان کیا۔ معلوم ہوا وہ بدری تھے۔

(۳۹۹۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ مجھے ابوالریس عائد اللہ بن عبداللہ نے خبر دی

۳۹۹۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ

اور انہیں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے، وہ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مجھ سے بیعت کرو۔

عَابِدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عِبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَكَانَ شَهِيدًا بِذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَابُغُونِي)). [راجع: ۱۸]

حدیث میں ایک بدری صحابی حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔ حدیث اور باب میں یہی مناسبت ہے۔

(۴۰۰۰) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، انہیں ابن شہاب زہری نے خبر دی، انہیں عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے، انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں میں تھے، نے سالم رضی اللہ عنہ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا اور اپنی بیعتی ہند بنت ولید بن عتبہ سے شادی کرادی تھی۔ سالم رضی اللہ عنہ ایک انصاری خاتون کے غلام تھے، جیسے نبی کریم ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا تھا۔ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کو اپنا منہ بولا بیٹا لیتا تو لوگ اسی کی طرف اسے منسوب کر کے پکارتے اور منہ بولا بیٹا اس کی میراث کا بھی وارث ہوتا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ”انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارو۔“ تو سہلہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ پھر تفصیل سے راوی نے حدیث بیان کی۔

حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے پوری حدیث نقل نہیں کی۔ ابو داؤد میں مزید یوں ہے کہ سہلہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہم تو سالم رضی اللہ عنہ کو بیٹے کی طرح سمجھتے تھے۔ اس سے پردہ نہ تھا۔ اب آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، ایسا کرو تو سالم رضی اللہ عنہ کو دودھ پلا دے۔ اس نے پانچ بار دودھ پلایا، پھر سالم رضی اللہ عنہ ان کا رضاعی بیٹا سمجھا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمل اس حدیث پر تھا۔ مذکورہ ولید بن عتبہ جنگ بدر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے مارا گیا تھا۔ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ صحابی رضی اللہ عنہ اسی کے بھائی تھے۔ جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور یہ مہاجرین اولین میں سے ہیں۔

(۴۰۰۱) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مغفل نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن ذکوان نے، ان سے ربیع بنت معوذہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جس رات میری شادی ہوئی تھی نبی کریم ﷺ اس کی صبح کو میرے یہاں تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھے، جیسے اب تم یہاں میرے پاس بیٹھے ہوئے ہو۔ چند بچیاں دف بجاری

۴۰۰۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ أَبَا حَذِيفَةَ وَكَانَ مِنْ شُهَدَاءِ بَدْرٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَبَنَّى سَالِمًا وَانْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيهِ هِنْدًا بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ مَوْلَى لَامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَيْدًا وَكَانَ مِنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَا النَّاسَ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ﴾ فَجَاءَتْ سَهْلَةُ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. [الأحزاب: ۵۰]. [طرفہ فی: ۵۰۸۸].

۴۰۰۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَزْمٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرَّبِيعِ بِنْتِ مَعُوذٍ قَالَتْ: دَخَلَ عَلِيٌّ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةَ بُيُوتِ عَلِيٍّ فَجَلَسَ عَلِيٌّ فِرَاشِي كَمَا جَلَسَ مِنِّي وَجُوزِيَّاتٍ

تھیں اور وہ اشعار پڑھ رہی تھیں جن میں ان کے ان خاندان والوں کا ذکر تھا جو بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے، انہیں میں ایک لڑکی نے یہ مصرع بھی پڑھا کہ ”ہم میں نبی ﷺ ہیں جو کل ہونے والی بات کو جانتے ہیں۔“ حضور ﷺ نے فرمایا، ”یہ نہ پڑھو، بلکہ جو پہلے پڑھ رہی تھیں وہی پڑھو۔“

يَضْرِبْنَ بِالْأُفْ يَنْدَبْنَ مَنْ قِيلَ مِنْ آبَائِهِنَّ
يَوْمَ بَدْرَ حَتَّى قَالَتْ جَارِيَةٌ: وَلَيْسَ نَبِيٌّ يَعْلَمُ
مَا فِي غَدِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَقُولِي
هَكَذَا وَقُولِي مَا كُنْتَ تَقُولِينَ)).
[طرفہ فی: ۵۱۴۷].

تشریح اس شعر سے آنحضرت ﷺ کا عالم الغیب ہونا ظاہر ہو رہا تھا حالانکہ عالم الغیب صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے اسی لیے آنحضرت ﷺ نے اس شعر کے گانے سے منع فرمایا جو لوگ آنحضرت ﷺ کو عالم الغیب جانتے ہیں وہ سراسر جھوٹے ہیں۔ یہ محبت نہیں بلکہ آپ ﷺ سے عداوت رکھتا ہے کہ آپ کی حدیث کو جھٹلایا جائے۔ قرآن کو جھٹلایا جائے۔ حدیث میں شدائے بدر کا ذکر ہے۔ باب اور حدیث میں یہی مناسبت ہے۔ حدیث سے نعتیہ اشعار کا سننا بھی جائز ثابت ہوا بشرطیکہ ان میں مبالغہ نہ ہو۔

۴۰۰۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُنَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَاحِبُ الرَّسُولِ ﷺ، وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْنَنَا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ)) يُرِيدُ التَّمَاثِيلَ النَّبِيَّ فِيهَا الْأَرْوَاحُ. [راجع: ۳۲۲۵]

(۴۰۰۳) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ رازی نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں معمر بن راشد نے، انہیں زہری نے۔ (دوسری سند) اور ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے محمد بن ابی عتیق نے، ان سے ابن شہاب (زہری) نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی، وہ حضور ﷺ کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شریک تھے کہ فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں تصویر یا کتا ہو۔ ان کی مراد جاندار کی تصویر سے تھی۔

۴۰۰۳- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ ح. وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ

مراد یہ کہ رحمت کے فرشتے ایسے گھر میں نہیں آتے بلکہ وہ گھر عتاب الہی کا مرکز بن جاتا ہے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ صحابی بدری ہیں جو اس حدیث کے راوی ہیں۔ باب اور حدیث میں یہی مناسبت ہے۔

(۴۰۰۳) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس بن یزید نے خبر دی۔ (دوسری سند) امام بخاری نے کہا ہم کو احمد بن صالح نے خبر دی، ان سے عبسہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے زہری نے، انہیں علی بن

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ

حسین (امام زین العابدین) نے خبر دی، انہیں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ بدر کی غنیمت میں سے مجھے ایک اور اونٹنی ملی تھی اور اسی جنگ کی غنیمت میں سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کا جو ”فمس“ کے طور پر حصہ مقرر کیا تھا، اس میں سے بھی حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کرا لاؤں۔ اس لیے بنی قینقاع کے ایک سار سے بات چیت کی کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم اذخر گھاس لائیں۔ میرا ارادہ تھا کہ میں اس گھاس کو ساروں کے ہاتھ بچ دوں گا اور اس کی قیمت ولیمہ کی دعوت میں لگاؤں گا۔ میں ابھی اپنی اونٹنی کے لیے پالان، ٹوکری اور رسیاں جمع کر رہا تھا۔ اونٹنیاں ایک انصاری صحابی کے حجرہ کے قریب بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں جن انتظامات میں تھا جب وہ پورے ہو گئے تو (اونٹیوں کو لینے آیا) وہاں دیکھا کہ ان کے کوہان کسی نے کاٹ دیئے ہیں اور کوکھ چیر کر اندر سے کلیجی نکال لی ہے۔ یہ حالت دیکھ کر میں اپنے آنسوؤں کو نہ روک سکا۔ میں نے پوچھا یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اور وہ ابھی اسی حجرہ میں انصار کے ساتھ شراب نوشی کی ایک مجلس میں موجود ہیں۔ ان کے پاس ایک گانے والی ہے اور ان کے دوست احباب ہیں۔ گانے والی نے گاتے ہوئے جب یہ مصرع پڑھا ”ہاں اے حمزہ! یہ عمدہ اور فریہ اونٹنیاں ہیں۔“ تو حمزہ رضی اللہ عنہ نے کود کر اپنی تلوار تھامی اور ان دونوں اونٹیوں کے کوہان کاٹ ڈالے اور ان کی کوکھ چیر کر اندر سے کلیجی نکال لی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں وہاں سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کی خدمت میں موجود تھے۔ حضور ﷺ نے میرے غم کو پہلے ہی جان لیا اور فرمایا کہ کیا بات پیش آئی؟ میں بولا، یا رسول اللہ! آج جیسی تکلیف کی بات کبھی پیش نہیں آئی تھی۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے میری دونوں اونٹیوں کو پکڑ کے ان کے کوہان کاٹ ڈالے اور

اخْبَرَهُ اَنْ عَلِيًّا قَالَ: كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيْبِي مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ. وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ اَعْطَانِي مِمَّا اَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ مِنَ الْخُمْسِ يَوْمَئِذٍ، فَلَمَّا ارَدْتُ اَنْ اُبْتِئِي بِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بَنْتُ النَّبِيِّ ﷺ وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَاغًا فِي بَنِي قَيْنَقَاعٍ اَنْ يَرْتَجِلَ مَعِيَ فَنَأْتِي بِاذْخِرٍ فَأَرَدْتُ اَنْ اُبِيعَهُ مِنَ الصَّوْغَانِ فَنَسْتَعِينُ بِهِ فِي وَلِيمَةٍ عَرَسِي فَبَيْنَا اَنَا اَجْمَعُ لِشَارِفِي مِنَ الْأَقْبَابِ وَالْفَرَائِرِ وَالْجِبَالِ وَشَارِفَايَ مُنَاحَانَ اِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ حَتَّى جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُهُ فَاِذَا اَنَا بِشَارِفِي قَدْ اُجِيتُ اَسْمِئْتُهُمَا وَبَقَرَتِ خَوَاصِرُهُمَا وَاحَدٌ مِنْ اَكْبَادِهِمَا فَلَمْ اَمْلِكْ عَيْنِي حِينَ رَأَيْتُ الْمَنْظَرَ قُلْتُ مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ قَالُوا: فَعَلَهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِي هَذَا الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عِنْدَهُ قَيْئَةٌ وَاصْحَابُهَا فَقَالَتْ فِي غَيْبِهَا: (اَلَا يَا حَمْزُ لِلشَّرَفِ النُّوَاءِ) فَوُتِبَ حَمْزَةُ اِلَى السِّيفِ فَاجَبَّ اَسْمِئْتُهُمَا وَبَقَرِ خَوَاصِرُهُمَا وَاحَدٌ مِنْ اَكْبَادِهِمَا قَالَ عَلِيٌّ: فَاَنْطَلَقْتُ حَتَّى اَدْخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَعَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ الَّذِي لَقِيتُ فَقَالَ: ((مَا لَكَ؟)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ عَدَا حَمْزَةُ عَلَيَّ نَاقِيٍّ فَاجَبَّ اَسْمِئْتُهُمَا وَبَقَرِ خَوَاصِرُهُمَا وَمَا هُوَ ذَا فِي

ان کی کوکھ چیر ڈالی ہے۔ وہ یہیں ایک گھر میں شراب کی مجلس جمائے بیٹھے ہیں۔ حضور ﷺ نے اپنی چادر مبارک منگوائی اور اسے اوڑھ کر آپ تشریف لے چلے۔ میں اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ ساتھ ہو گئے۔ جب اس گھر کے قریب آپ تشریف لے گئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا تھا اس پر انہیں تنبیہ فرمائی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شراب کے نشے میں مست تھے اور ان کی آنکھیں سرخ تھیں۔ انہوں نے حضور ﷺ کی طرف نظر اٹھائی، پھر زرا اور اوپر اٹھائی اور آپ کے گھٹنوں پر دیکھنے لگے، پھر اور نظر اٹھائی اور آپ کے چہرہ پر دیکھنے لگے۔ پھر کہنے لگے، 'تم سب میرے باپ کے غلام ہو۔ حضور ﷺ سمجھ گئے کہ وہ اس وقت بے ہوش ہے، اس لیے آپ فوراً اٹے پاؤں اس گھر سے باہر نکل آئے، ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔

بِئْسَ مَعَهُ شَرِبٌ فَذَعَا النَّبِيَّ ﷺ بِرِذَائِهِ
فَارْتَدَى ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعَهُ أَنَا وَزَيْدُ
بْنُ حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ النَّبِيَّ الَّذِي فِيهِ
حَمْزَةٌ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ فَأَذِنَ لَهُ فَطَفِقَ النَّبِيُّ
ﷺ يَلُومُ حَمْزَةً فِيمَا فَعَلَ فَإِذَا حَمْزَةٌ
فَعَمِلَ مُخْمَرَةً عَيْنَاهُ فَنَظَرَ حَمْزَةً إِلَى النَّبِيِّ
ﷺ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى رُكْبَتِهِ ثُمَّ
صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلَى وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ
حَمْزَةٌ: وَهَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عِيْدٌ لِأَبِي؟ فَقَرَفَ
النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُ ثَمَلٌ فَتَكَصَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
عَلَى عَقْبَيْهِ الْقَهْقَرَى فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ.

[راجع: ۲۰۸۹]

اس وقت تک شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے حالت مدہوشی میں یہ کام کر دیا اور جو کچھ کہانے کی حالت میں کہا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کا نشہ اترنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے اونٹنیوں کی قیمت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دلوادی تھی۔ روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بدر کا حصہ ملنے کا ذکر ہے۔ باب اور حدیث میں یہی وجہ مناسبت ہے۔

۴۰۰۴ - حدیثی مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ أَخْبَرَنَا
ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: انْقَضَتْ لَنَا ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ
سَمِعَهُ مِنْ ابْنِ مَعْقِلٍ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ كَبَّرَ عَلَى سَهْلِ بْنِ حَنِيفٍ فَقَالَ: إِنَّهُ
شَهِدَ بَدْرًا.

۴۰۰۵ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ
اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ

تکبیریں تو سب ہی کے جنازوں پر کی جاتی ہیں، مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے جنازے پر زیادہ تکبیریں کہیں یعنی پانچ یا چھ جیسا کہ دوسری روایتوں میں ہے۔ گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زیادہ تکبیریں کہنے کی وجہ بیان کی کہ وہ بدری تھے۔ ان کو خاص درجہ حاصل تھا۔ اگرچہ جنازے پر ۵، ۶، ۷ تک تکبیریں کہی جاتی ہیں مگر آنحضرت ﷺ کا آخری عمل چار تکبیروں کا ہے اس لیے اب ان پر اجماع امت ہے۔

۴۰۰۵ (۴۰۰۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں سالم بن عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ جب حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے شوہر خنیس بن حذافہ سہمی

عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ
اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ

ﷺ کی وفات ہو گئی، وہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں تھے اور بدر کی لڑائی میں انہوں نے شرکت کی تھی اور مدینہ میں ان کی وفات ہو گئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میری ملاقات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے ان سے حفصہ کا ذکر کیا اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو اس کا نکاح میں آپ سے کر دوں۔ انہوں نے کہا کہ میں سوچوں گا۔ اس لیے میں چند دنوں کے لیے ٹھہر گیا، پھر انہوں نے کہا کہ میری رائے یہ ہوئی ہے کہ ابھی میں نکاح نہ کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میری ملاقات حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور ان سے بھی میں نے یہی کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے کر دوں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ ان کا یہ طریقہ عمل عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ میرے لیے باعث تکلیف ہوا۔ کچھ دنوں میں نے اور توقف کیا تو نبی کریم ﷺ نے خود حفصہ رضی اللہ عنہا کا پیغام بھیجا اور میں نے ان کا نکاح حضور ﷺ سے کر دیا۔ اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ملاقات مجھ سے ہوئی تو انہوں نے کہا، شاید آپ کو میرے اس طرز عمل سے تکلیف ہوگی کہ جب آپ کی مجھ سے ملاقات ہوئی اور آپ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے متعلق مجھ سے بات کی تو میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا کہ ہاں تکلیف ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ آپ کی بات کا میں نے صرف اس لیے کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے (مجھ سے) حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا (مجھ سے مشورہ لیا تھا کہ کیا میں اس سے نکاح کر لوں) اور میں آنحضرت ﷺ کا راز افاش نہیں کر سکتا تھا۔ اگر آپ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ارادہ چھوڑ دیتے تو بے شک میں ان سے نکاح کر لیتا۔

(۴۰۰۶) ہم سے مسلم بن ابراہیم قصاب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ابان نے، ان سے عبد اللہ بن یزید انصاری نے، انہوں نے ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ عقبہ بن عمرو انصاری سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، انسان کا اپنے بال بچوں پر خرچ کرنا

اللہ عنہ حین تأیمت حفصۃ بنت عمر من خنیس بن خذافۃ السہمی وکان من اصحاب رسول اللہ ﷺ لقد شہد بذرا تولی بالمدينة قال عمر: فلیقت عثمان بن عفان فعرضت علیہ حفصۃ فقلت: ان شئت انکحک حفصۃ بنت عمر قال: سأنظر فی امری فلیبت لیالی فقال: قد بدا لی ان لا أتزوج یومی هذا. قال عمر: فلیقت ابا بکر فقلت: ان شئت انکحک حفصۃ بنت عمر؟ فصمت ابو بکر فلم یزجج الی شینا فکنت علیہ اوجد منی علی عثمان فلیبت لیالی ثم خطبها رسول اللہ ﷺ فاحتها ایاه فلیقینی ابو بکر فقال: لعلک وجدت علی حین عرضت علی حفصۃ فلم أرزجج الیک قلت: نعم قال: فانه لم یمنعنی ان أرزجج الیک مما عرضت الا انی قد علمت ان رسول اللہ ﷺ قد ذکرها، فلم اکن لأفشی سر رسول اللہ ﷺ ولو ترکها لفسلها.

[أطرافه فی: ۵۱۲۲، ۵۱۲۹، ۵۱۴۵].

۴۰۰۶ - حدثنا مسلم بن عبد الله بن يزيد عن عدي بن ابلان عن عبد الله بن يزيد انصاري عن ابي مسعود البدری عن عقبه بن عمرو انصاري عن النبي ﷺ قال: ((نفقة الرجل على أهله صدقة)).

بھی باعث ثواب ہے۔

روایت میں حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔ حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

۴۰۰۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ : أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ الزُّهْرِيِّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي إِمَارَتِهِ آخِرَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ الْعَصْرَ وَهُوَ أَمِيرُ الْكُوفَةِ لَدْخَلَ أَبُو مَسْعُودٍ غَفَّةَ بْنِ عَمْرِو الْأَنْصَارِيِّ جَدُّ زَيْدِ بْنِ حَسَنِ شَهِدَ بَذْرًا فَقَالَ: لَقَدْ عَلِمْتُ نَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَصَلَّى، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَمْسَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ قَالَ : هَكَذَا أُمِرْتُ. كَذَلِكَ كَانَ بَشِيرُ بْنُ أَبِي مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ. [راجع: ۵۲۱]

(۴۰۰۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہوں نے عروہ بن زبیر سے سنا کہ امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز سے انہوں نے ان کے عہد خلافت میں یہ حدیث بیان کی کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جب کوفہ کے امیر تھے، تو انہوں نے ایک دن عصر کی نماز میں دیر کی۔ اس پر زید بن حسن کے نانا ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ ان کے پہل گئے۔ وہ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والے صحابہ میں سے تھے اور کہا، آپ کو معلوم ہے کہ حضرت جبرائیلؑ (نماز کا طریقہ بتانے کے لیے) آئے اور آپ نے نماز پڑھی اور حضور ﷺ نے ان کے پیچھے نماز پڑھی، پانچوں وقت کی نمازیں۔ پھر فرمایا کہ اسی طرح مجھے حکم ملا ہے۔ بشیر بن ابی مسعود بھی یہ حدیث اپنے والد سے بیان کرتے تھے۔

۴۰۰۸- حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عُلْقَمَةَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَذَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهَا فِي لَيْلَةِ كَفَّاتِهِ)) قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: فَلَقِيتُ أَبَا مَسْعُودٍ وَهُوَ يَطُوفُ بِالنِّبْتِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِيهِ.

(۴۰۰۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے اعش نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے عبدالرحمن بن یزید نخعی نے، ان سے علقمہ بن یسعی نے اور ان سے ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سورہ بقرہ کی دو آیتیں (امن الرسول سے آخر تک) ایسی ہیں کہ جو شخص رات میں انہیں پڑھ لے وہ اس کے لیے کافی ہو جاتی ہیں۔ عبدالرحمن نے بیان کیا کہ پھر میں نے خود ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی، وہ اس وقت بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے میں نے ان سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے یہ حدیث مجھ سے بیان کی۔

(۴۰۰۹) ہم سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں محمود بن ربیع نے خبر دی کہ حضرت عثمان بن مالک رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کے

۴۰۰۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَالِكٍ

صحابی تھے اور وہ بدر میں شریک ہوئے تھے اور انصار میں سے تھے، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (دوسری سند)

وَكَانَ مِنْ اصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ
بَذْرًا مِنَ الْانْصَارِ اَنَّهُ اَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ.

[راجع: ۴۲۴]

(۳۰۱۰) ہم سے احمد نے بیان کیا جو صالح کے بیٹے ہیں، کہا ہم سے
عنہ ابن خالد نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید نے بیان کیا اور ان
سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ پھر میں نے حمین بن محمد انصاری سے
جو بنی سالم کے شریف لوگوں میں سے تھے، محمود بن ربیع کی حدیث
کے متعلق پوچھا جس کی روایت انہوں نے عتب بن مالک رضی اللہ عنہ سے
کی تھی تو انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی۔

۴۰۱۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ هُوَ ابْنُ صَالِحٍ
حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ابْنُ
شِهَابٍ، ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ
وَهُوَ أَخَذَ بَنِي سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاهِمٍ عَنْ
حَدِيثِ مَخْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ
مَالِكٍ لَفْظَهُ. [راجع: ۴۲۴]

پوری حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ یہاں اس کا ایک کٹرا امام بخاری رضی اللہ عنہ اس لیے لائے کہ عتب بن مالک رضی اللہ عنہ کا
بدری ہونا ثابت ہو۔

(۳۰۱۱) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہمیں شعیب نے خبر دی، ان
سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے
خبر دی، وہ قبیلہ بنی عدی کے سب لوگوں میں بڑے تھے اور ان کے
والد عامر بن ربیعہ بدر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔
(انہوں نے بیان کیا کہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت قدامہ بن مظعون
رضی اللہ عنہ کو بحرین کا عامل بنایا تھا، وہ قدامہ رضی اللہ عنہ بھی بدر کے معرکے میں
شریک تھے اور عبداللہ بن عمر اور حفصہ رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے۔

۴۰۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ وَكَانَ مِنْ أَكْثَرِ بَنِي عَدِيٍّ
وَكَانَ أَبُوهُ شَهِدَ بَذْرًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ
عُمَرَ اسْتَعْمَلَ قَدَامَةَ بْنَ مَظْعُونٍ عَلَى
الْبَحْرَيْنِ وَكَانَ شَهِدَ بَذْرًا وَهُوَ خَالَ عَبْدِ
اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَحَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمُ.

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ گویا بنی عدی میں سے نہ تھے مگر ان کے حلیف تھے اس لیے انکو بنی عدی کہہ دیا۔ بعض نسخوں میں
بنی عدی کے بدل بنی عامر بن ربیعہ۔ جو صحابی مشہور ہیں، انکے سب بیٹوں میں عبداللہ بڑے تھے۔ کہتے ہیں کہ یہ آنحضرت
ﷺ کے عہد مبارک میں پیدا ہو چکے تھے۔ غلی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ حدیث میں بدری بزرگوں کا ذکر ہے یہی باب سے وجہ مناسبت
ہے۔

حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ جو روایت میں مذکور ہیں عہد فاروقی میں بحرین کے حاکم تھے، مگر بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو
معزول فرما کر حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو بحرین کا عامل بنا دیا تھا۔ حضرت قدامہ رضی اللہ عنہ کی یہ شکایت آپ نے سنی تھی کہ وہ نشر آور
چیز استعمال کرتے ہیں۔ یہ جرم ثابت ہونے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر حد قائم کی اور ان کو معزول کر دیا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ سفر حج
میں حضرت قدامہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گئے۔ ایک شب یہ سو کر غفلت میں اٹھے اور فرمایا کہ فوراً میرے پاس قدامہ کو حاضر کرو۔
میرے پاس خواب میں ابھی ایک آنے والا آیا اور کہہ گیا ہے کہ میں قدامہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لوں۔ آپ اور وہ اسلامی بھائی بھائی ہیں۔
چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے صلح صفائی کر لی اور وہ پہلی غلطی دل سے نکال دی۔ (قططانی)

(۴۰۱۳، ۴۰۱۴) ہم سے عبد اللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے بیان کیا، ان سے امام مالک رحمہ اللہ نے، ان سے زہری نے، انہیں سالم بن عبد اللہ نے خبر دی، بیان کیا کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو خبر دی کہ ان کے دو چچاؤں (ظہیر اور مظہر رافع بن عدی بن زید انصاری کے بیٹوں) جنہوں نے بدر کی لڑائی میں شرکت کی تھی، نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین کو کرایہ پر دینے سے منع کیا تھا۔ میں نے سالم سے کہا لیکن آپ تو کرایہ پر دیتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں، حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر زیادتی کی تھی۔

۴۰۱۲، ۴۰۱۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ جُوَيْرِيَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ قَالَ: أَخْبَرَنَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ عَبْدَ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّ عَمَّتِهِ وَكَانَتْ شَهِدًا بَدْرًا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ قُلْتُ لِسَالِمٍ: فَتَكْرِيهًا أَنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ. أَنَّ رَافِعًا أَكْثَرَ عَلَى نَفْسِهِ.

[راجع: ۲۳۳۹]

تشریح کہ انہوں نے زمین کو مطلق کرایہ پر دینا منع سمجھا۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ نے جس سے منع فرمایا تھا، وہ زمین ہی کی پیداوار پر کرایہ کو دینے سے یعنی مخصوص قطعہ کی مٹائی سے منع فرمایا تھا۔ لیکن نقدی ٹھہراؤ سے آپ نے منع نہیں فرمایا وہ درست ہے۔ اس کی بحث کتاب الزراعہ میں گزر چکی ہے۔ حدیث میں بدری صحابیوں کا ذکر ہے۔

علامہ قسطلانی لکھتے ہیں وَكَانُوا يَكْرُونَ الْأَرْضَ بِمَا يَنْبِت فِيهَا عَلَى الْأَرْبَعَاءِ وَهُوَ النَّهْرُ الصَّغِيرُ أَوْ شَتَّى لَيْسَتْ فِيهِ صَاحِبُ الْأَرْضِ الْمَزَارِعَ لِأَجْلِ فَهِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ لِمَا فِيهِ مِنَ الْجَهْلِ (قسطلانی) یعنی اہل عرب زمین کو پائیں طور کرایہ پر دیتے کہ نالیوں کے پاس والی زراعت کو یا خاص خاص قطعات ارضی کو اپنے لیے خاص کر لیتے اس کو رسول کریم ﷺ نے منع فرمایا۔

(۴۰۱۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبد الرحمن نے، انہوں نے عبد اللہ بن شداد بن ہادیش سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت رفاعہ بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ وہ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔

۴۰۱۴- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيَّ قَالَ: رَأَيْتُ رِفَاعَةَ بْنَ رَافِعِ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ شَهِدًا بَدْرًا.

یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو اسماعیل نے پورا نکالا ہے۔ اس میں یوں ہے کہ رفاعہ نے نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہا۔ دوسرے طریق میں یوں ہے اللہ اکبر کبیرا کہا۔ امام بخاری نے پوری حدیث اس لیے بیان نہیں کی کہ وہ اس باب سے غیر متعلق ہے۔ دوسرے موقوف ہے۔

(۴۰۱۵) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک مروزی نے خبر دی، کہا ہم کو معمر اور یونس دونوں نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی، انہیں حضرت مسور بن مخزوم رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ جو بنی عامر بن لوی کے حلیف تھے اور بدر کی لڑائی میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک

۴۰۱۵- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمَسُورَ بْنَ مَخْرَمَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيفُ لَبْنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدًا

تھے۔ (نے بیان کیا کہ) حضور ﷺ نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین، وہاں کا جزیرہ لانے کے لیے بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے صلح کی تھی اور ان پر علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا تھا، پھر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے مال ایک لاکھ درہم لے کر آئے۔ جب انصار کو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر ہوئی تو انہوں نے فجر کی نماز حضور ﷺ کے ساتھ پڑھی۔ حضور ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو تمام انصار آپ کے سامنے آئے۔ حضور ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا، میرا خیال ہے کہ تمہیں یہ اطلاع مل گئی ہے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ مال لے کر آئے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا، جی ہاں، یا رسول اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا، پھر تمہیں خوش خبری ہو اور جس سے تمہیں خوش ہوگی اس کی امید رکھو۔ اللہ کی قسم! مجھے تمہارے متعلق محتاجی سے ڈر نہیں لگتا، مجھے تو اس کا خوف ہے کہ دنیا تم پر بھی اسی طرح کشادہ کر دی جائے گی جس طرح تم سے پہلوں پر کشادہ کی گئی تھی، پھر پہلوں کی طرح اس کے لیے تم آپس میں رشک کرو گے اور جس طرح وہ ہلاک ہو گئے تھے تمہیں بھی یہ چیز ہلاک کر کے رہے گی۔

یہ حدیث باب الجریہ میں گزر چکی ہے۔ یہاں صرف یہ بتانا ہے کہ حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ صحابی بدری تھے۔

(۴۰۱۶) ہم سے ابو النعمان محمد بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہر طرح کے سانپ کو مار ڈالا کرتے تھے۔

بَذَرَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجَزِيرَتَيْهَا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ صَالِحُ أَهْلِ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَرَ عَلَيْهِمُ الْغَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتْ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ فَأَوَلَوْا صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ رَأَوْهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ؟)) قَالُوا: أَجَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((فَأَبْشِرُوا وَأَمْلُوا مَا يَسُرُّكُمْ فَإِنَّ اللَّهَ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكِنِّي أَخْشَى أَنْ تُبْسِطَ عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا وَتُهْلِكُكُمْ كَمَا أَهْلَكْتَهُمْ)).

۴۰۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ كُلَّهَا.

[راجع: ۳۲۹۷]

(۴۰۱۷) لیکن جب ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ نے جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے، ان سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے گھر میں نکلنے والے سانپ کے مارنے سے منع فرمایا تھا تو انہوں نے بھی اسے مارنا چھوڑ دیا تھا۔

۴۰۱۷- حَتَّى حَدَّثَهُ أَبُو لُبَابَةَ الْبَذَرِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ قَتْلِ جِنَانِ الْبُيُوتِ فَأَمْسَكَ عَنْهَا.

گھریلو سانپوں کی بعض قسمیں بے ضرر ہوتی ہیں۔ فرمان نبوی سے وہی سانپ مراد ہیں۔ ابولبابہ بدری صحابی کا ذکر مقصود ہے۔

(۴۰۱۸) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فلاح

۴۰۱۸- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ

نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے کہ ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار کے چند لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی اور عرض کیا کہ آپ ہمیں اجازت عطا فرمائیں تو ہم اپنے بھانجے عباس رضی اللہ عنہ کا فدیہ معاف کر دیں لیکن حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! ان کے فدیہ سے ایک درہم بھی نہ چھوڑنا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ : حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: ائْذَنْ لَنَا فَلْتَنْتَرِكَ لِابْنِ أُخَيْنَةَ عَبَّاسٍ فِدَاءَهُ قَالَ: ((وَاللَّهِ لَا تَذَرُونِ مِنْهُ دِرْهَمًا)). [راجع: ۲۵۳۷]

تشیع حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے محترم چچا قبول اسلام سے پہلے بدر کی لڑائی میں قید ہو کر آئے تھے، وہ انصار کے بھانجے اس رشتہ سے ہوئے کہ ان کی دادی یعنی حضرت عبدالمطلب کی والدہ ماجدہ بنو نجار کے قبیلے میں سے تھیں۔ اسی رشتہ کی بنا پر انصار نے ان کا فدیہ معاف کرنا چاہا۔ مگر بہت سے مصالح کی بنا پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ان کا فدیہ پورے طور پر وصول کرو۔ آپ نے ان سے یعنی عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ آپ نہ صرف اپنا بلکہ اپنے دونوں بھتیجیوں عقیل اور نوفل اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا فدیہ بھی ادا کریں کیونکہ آپ مالدار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں تو مسلمان ہوں مگر مکہ کے مشرک زبردستی مجھ کو پھڑلائے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ بہتر جانتا ہے اگر ایسا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کے اس نقصان کی تلافی کر دے گا۔ ظاہر میں تو آپ ان مکہ والوں کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑنے آئے۔ کہتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کعب بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ نے پھڑلا اور زور سے مشکیں کس دیں۔ وہ اس تکلیف سے ہائے ہائے کرتے رہے۔ ان کی آواز سن کر آنحضرت ﷺ کو رات نیند نہیں آئی۔ آخر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کی مشکیں دھیلی کر دیں۔ تب آپ آرام سے سوئے، صبح کو انصار نے آپ کو مزید خوش کرنے کے لیے ان کا فدیہ بھی معاف کرنا چاہا اور کہا کہ ہم خود اپنے پاس سے ان کا فدیہ ادا کر دیں گے لیکن یہ انصاف کے خلاف تھا اس لیے آپ نے منظور نہیں فرمایا۔ اس حدیث سے باب کی مناسبت یہ ہے کہ اس میں کئی انصاری آدمیوں کا جنگ بدر میں شریک ہونا مذکور ہے۔ ان کے نام مذکور نہیں ہیں۔

(۴۰۱۹) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے، ان سے زہری نے، ان سے عطاء بن یزید لیشی نے، ان سے عبید اللہ بن عدی نے اور ان سے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے۔ (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، ان سے ابن شہاب کے بھتیجے محمد بن عبد اللہ نے، اپنے چچا محمد بن مسلم بن شہاب سے بیان کیا، انہیں عطاء بن یزید لیشی ثم الجندی نے خبر دی، انہیں عبید اللہ بن عدی بن خیاری نے خبر دی اور انہیں مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ نے، وہ بنی زہرہ کے حلیف تھے اور بدر کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اگر کسی

۴۰۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عَدِيٍّ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أُخَيْنَةَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ ثُمَّ الْجَنْدَعِيُّ أَنَّ عَبِيدَ اللَّهِ بْنِ عَدِيٍّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْكِنْدِيِّ وَكَانَ حَلِيفًا لِنَبِيِّ زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ شُهَدَا بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ

موقع پر میری کسی کافر سے ٹکرا ہو جائے اور ہم دونوں ایک دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش میں لگ جائیں اور وہ میرے ایک ہاتھ پر تلوار مار کر اسے کاٹ ڈالے، پھر وہ مجھ سے بھاگ کر ایک درخت کی پناہ لے کر کہنے لگے ”میں اللہ پر ایمان لے آیا۔“ تو کیا یا رسول اللہ! اس کے اس اقرار کے بعد پھر بھی میں اسے قتل کر دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم اسے قتل نہ کرنا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ پہلے میرا ایک ہاتھ بھی کاٹ چکا ہے؟ اور یہ اقرار میرے ہاتھ کاٹنے کے بعد کیا ہے؟ آپ نے پھر بھی یہی فرمایا کہ اسے قتل نہ کر، کیوں کہ اگر تو نے اسے قتل کر ڈالا تو اسے قتل کرنے سے پہلے جو تمہارا مقام تھا اب اس کا وہ مقام ہو گا اور تمہارا مقام وہ ہو گا جو اس کا مقام اس وقت تھا جب اس نے اس کلمہ کا اقرار نہیں کیا تھا۔

تو اس کے قتل کرنے سے پہلے تو جیسے مسلمان معصوم مرحوم تھا ایسے ہی اسلام کا کلمہ پڑھنے سے وہ مسلمان معصوم مرحوم ہو گیا۔ پہلے اس کا مار ڈالنا درست تھا ایسے ہی اب اس کے قصاص میں تیرا مار ڈالنا درست ہو جائے گا۔

(۴۰۲۰) مجھ سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن علیہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بنی نے بیان کیا، کہا ہم سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کی لڑائی کے دن فرمایا، کون دیکھ کر آئے گا کہ ابو جہل کے ساتھ کیا ہوا؟ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کے لیے روانہ ہوئے اور دیکھا کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اسے قتل کر دیا ہے اور اس کی لاش ٹھنڈی ہونے والی ہے۔ انہوں نے پوچھا، ابو جہل تم ہی ہو؟ ابن علیہ نے بیان کیا کہ سلیمان نے اسی طرح بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا تھا کہ تو ہی ابو جہل ہے؟ اس پر اس نے کہا، کیا اس سے بھی بڑا کوئی ہو گا جسے تم نے آج قتل کر دیا ہے؟ سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ یا اس نے یوں کہا، ”جسے اس کی قوم نے قتل کر دیا ہے؟ (کیا اس سے بھی بڑا کوئی ہو گا) کہا کہ ابو مجلز نے بیان کیا کہ ابو جہل نے کہا، کاش! ایک کسان کے سوا کسی اور نے مارا ہوتا۔

خبرہ اَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَادَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ. فَقَالَ: أَسَلَّمْتُ لَكَ الْقَتْلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَعْدَ أَنْ قَالَهُمَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَقْتُلُهُ)) فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ قَطَعَ إِحْدَى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَقْتُلُهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَإِنَّكَ بِمَنْزِلِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَةَ النَّبِيِّ قَالَ)). [طرمہ فی: ۶۸۶۵].

۴۰۲۰ - حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّمِيمِيُّ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ رَضِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ ((مَنْ يَنْظُرُ مَا صَنَعَ أَبُو جَهْلٍ)) فَنَظَّلَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ فَقَالَ أَنْتَ أَبَا جَهْلٍ؟ قَالَ ابْنُ عُثَيْبٍ قَالَ سُلَيْمَانُ: هَكَذَا قَالَهَا أَنَسُ، قَالَ: أَنْتَ أَبَا جَهْلٍ؟ قَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ؟ قَالَ سُلَيْمَانُ: أَوْ قَالَ قَتَلْتَهُ قَوْمُهُ. قَالَ: وَقَالَ أَبُو مَجْلَزٍ قَالَ أَبُو جَهْلٍ: فَلَوْ غَيْرُ أَكْبَارٍ قَتَلْنِي. [راجع: ۳۹۶۲]

اس مردود کو یہ رنج ہوا کہ مدینہ کے کاشکاروں کے ہاتھ سے کیوں مارا گیا؟ کاش! کسی رئیس کے ہاتھ سے مارا جاتا۔ یہ قوی

اونچ نیچ کا تصور ابو جہل کے دماغ میں آخر وقت تک سلایا رہا جو مسلمان آج ایسی قومی اونچ نیچ کے تصورات میں گرفتار ہیں ان کو سوچنا چاہیے کہ وہ ابو جہل کی خوئے بد میں گرفتار ہیں۔ اسلام ایسے ہی غلط تصورات کو ختم کرنے آیا مگر صد افسوس کہ خود مسلمان بھی ایسے غلط تصورات میں گرفتار ہو گئے۔ اکابر کا ترجمہ مولانا وحید الرحمن رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ کینے سے کیا ہے۔ گویا ابو جہل نے کاشکاروں کو لفظ کینے سے یاد کیا۔

(۴۰۲۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ہمیں ساتھ لے کر ہمارے انصاری بھائیوں کے یہاں چلیں، پھر ہماری ملاقات دو نیک ترین انصاری صحابیوں سے ہوئی جنہوں نے بدر کی لڑائی میں شرکت کی تھی۔ عبید اللہ نے کہا، پھر میں نے اس حدیث کا تذکرہ عروہ بن زبیر سے کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ دونوں صحابی عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی رضی اللہ عنہما تھے۔

(۴۰۲۲) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے محمد بن فضیل سے سنا، انہوں نے اسماعیل ابن ابی خالد سے، انہوں نے قیس بن ابی حازم سے کہ بدری صحابہ کا (سالانہ) وظیفہ پانچ پانچ ہزار تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں انہیں (بدری صحابہ کو) ان صحابیوں پر فضیلت دوں گا جو ان کے بعد ایمان لائے۔

تشیع معلوم ہوا بدری صحابہ غیر بدری سے افضل ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاجرین کے لیے سال میں دس ہزار اور انصار کے لیے سال میں آٹھ ہزار اور ازدواج مطہرات کے لیے سال میں ۲۴ ہزار مقرر کئے تھے۔ یہ صحیح اسلامی خلافت راشدہ کی برکت تھی اور ان کے بیت المال کا صحیح ترین مصرف تھا۔ صد افسوس کہ یہ برکات عروج اسلام کے ساتھ خاص ہو کر رہ گئیں۔ آج دور تنزل میں یہ سب خواب و خیال کی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ کچھ اسلامی تنظیمیں بیت المال کا نام لے کر کھڑی ہوتی ہیں۔ یہ تنظیمیں اگر صحیح طور پر قائم ہوں بہر حال اچھی ہیں مگر وہ بات کہاں مولوی دن کی سی۔

(۴۰۲۳) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں محمد بن جبیر نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا، آپ مغرب کی نماز میں سورۃ والطور کی تلاوت کر رہے تھے، یہ پہلا موقع تھا جب میسرے دل میں ایمان نے قرار

۴۰۲۱- حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ لَمَّا تَوَفَّي النَّبِيَّ ﷺ قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَقَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ شَهِدَا بَدْرًا فَحَدَّثْتُ عُروَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ: هُمَا عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ وَمَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ. [راجع: ۲۴۶۲]

۴۰۲۲- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فَضِيلٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ كَانَ عَطَاءُ الْبَذَرِيِّنَ خَمْسَةَ آلَافٍ وَقَالَ عُمَرُ: لَأَفْضَلُهُمْ عَلَى مَنْ بَعْدَهُمْ.

۴۰۲۳- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ وَذَلِكَ أَوَّلُ مَا وَقَرَ الْإِيمَانُ فِي

پکڑا۔ اور اسی سند سے زہری سے مروی ہے، ان سے محمد بن جبر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد (جبر بن مطعم رضی اللہ عنہ) نے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا تھا، اگر مطعم بن عدی رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے اور ان پلید قیدیوں کے لیے سفارش کرتے تو میں انہیں ان کے کہنے سے چھوڑ دیتا۔

(۴۰۲۴) اور لیث نے یحییٰ بن سعید انصاری سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ پہلا فساد جب برپا ہوا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تو اس نے اصحاب بدر میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا، پھر جب دوسرا فساد برپا ہوا یعنی حرہ کا، تو اس نے اصحاب حدیبیہ میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا، پھر تیسرا فساد برپا ہوا تو وہ اس وقت تک نہیں گیا جب تک لوگوں میں کچھ بھی خوبی یا عقل باقی تھی۔

ترجمہ جب حضرت جبر بن مطعم رضی اللہ عنہ بدری قیدیوں میں قید ہو کر آئے اور مسجد نبوی کے قریب مقید ہوئے تو انہوں نے مغرب کی نماز میں آنحضرت ﷺ سے سورۃ والطور کی قرأت سنی اور وہ بعد میں اس سے متاثر ہوتے ہوئے مسلمان ہو گئے۔ اسی سے حدیث کی مناسبت باب سے نکل آئی۔ مطعم بن عدی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ پر کچھ احسان کیا تھا۔ جب آپ طائف سے لوٹے تو اس کی پناہ میں داخل ہو گئے تھے۔ مطعم رضی اللہ عنہ نے آپ کی حفاظت کے لیے اپنے چار بیٹوں کو مسلح کر کے کعبے کے چاروں کونوں پر کھڑا کر دیا تھا۔ قریش یہ منظر دیکھ کر ڈر گئے اور کہنے لگے کہ ہم مطعم کی پناہ نہیں توڑ سکتے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ مطعم رضی اللہ عنہ نے وہ عدنامہ ختم کرایا تھا، جو قریش نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے خلاف کیا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ اسلام میں پہلا فساد ہے۔ جو جمعہ کے دن آٹھویں ذی الحجہ کو برپا ہوا۔ جس کے متعلق حضرت سعید بن مسیب کا قول بقول علامہ داؤدی صریح غلط ہے اس فساد کے بعد بھی بہت سے بدری صحابہ زندہ تھے۔ بعضوں نے کہا پہلے فساد سے ان کی مراد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے اور دوسرے سے حرہ کا فساد، جس میں یزید کی فوج نے مدینہ پر حملہ کیا تھا۔ تیسرے فساد سے ازارقہ کا فساد مراد ہے۔ جو عراق میں ہوا تھا۔ بعضوں نے یوں جواب دیا ہے کہ سعید بن مسیب کا مطلب یہ ہے کہ پہلے فساد یعنی قتل عثمان رضی اللہ عنہ سے لے کر دوسرے فساد حرہ تک کوئی بدری صحابی باقی نہیں رہا تھا۔ یہ صحیح ہے کیوں کہ بدریوں کے آخر میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا ہے، وہ بھی حرہ کے واقعہ سے پہلے ہی گزر چکے تھے۔ تیسرے فساد سے بعض لوگوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت مراد لی ہے۔ آخری عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اس فتنے نے تو صحابہ کا وجود بالکل ختم کر دیا جس کے بعد کوئی صحابی دنیا میں باقی نہیں رہا۔

(۴۰۲۵) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن عمر نمیری نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سنا، کہا کہ میں نے عروہ بن زبیر، سعید

قَلْبِي. وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: فِي أُسَارَى بَدْرٍ: ((لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا نُمَّ كَلَمَنِي فِي هَؤُلَاءِ النَّتْنَى لَتَرَكْتُهُمْ لَه)). [راجع: ۷۶۵]

۴۰۲۴- وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْأُولَى يَعْنِي مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ تَبْقَ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَّةُ يَعْنِي الْحَرَّةَ فَلَمْ تَبْقَ مِنْ أَصْحَابِ الْخُدَيْبِيَّةِ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الثَّالِثَةُ، فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَلِلنَّاسِ طَبَاحٌ. [راجع: ۳۱۳۹]

ترجمہ جب حضرت جبر بن مطعم رضی اللہ عنہ بدری قیدیوں میں قید ہو کر آئے اور مسجد نبوی کے قریب مقید ہوئے تو انہوں نے مغرب کی نماز میں آنحضرت ﷺ سے سورۃ والطور کی قرأت سنی اور وہ بعد میں اس سے متاثر ہوتے ہوئے مسلمان ہو گئے۔ اسی سے حدیث کی مناسبت باب سے نکل آئی۔ مطعم بن عدی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ پر کچھ احسان کیا تھا۔ جب آپ طائف سے لوٹے تو اس کی پناہ میں داخل ہو گئے تھے۔ مطعم رضی اللہ عنہ نے آپ کی حفاظت کے لیے اپنے چار بیٹوں کو مسلح کر کے کعبے کے چاروں کونوں پر کھڑا کر دیا تھا۔ قریش یہ منظر دیکھ کر ڈر گئے اور کہنے لگے کہ ہم مطعم کی پناہ نہیں توڑ سکتے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ مطعم رضی اللہ عنہ نے وہ عدنامہ ختم کرایا تھا، جو قریش نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے خلاف کیا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ اسلام میں پہلا فساد ہے۔ جو جمعہ کے دن آٹھویں ذی الحجہ کو برپا ہوا۔ جس کے متعلق حضرت سعید بن مسیب کا قول بقول علامہ داؤدی صریح غلط ہے اس فساد کے بعد بھی بہت سے بدری صحابہ زندہ تھے۔ بعضوں نے کہا پہلے فساد سے ان کی مراد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے اور دوسرے سے حرہ کا فساد، جس میں یزید کی فوج نے مدینہ پر حملہ کیا تھا۔ تیسرے فساد سے ازارقہ کا فساد مراد ہے۔ جو عراق میں ہوا تھا۔ بعضوں نے یوں جواب دیا ہے کہ سعید بن مسیب کا مطلب یہ ہے کہ پہلے فساد یعنی قتل عثمان رضی اللہ عنہ سے لے کر دوسرے فساد حرہ تک کوئی بدری صحابی باقی نہیں رہا تھا۔ یہ صحیح ہے کیوں کہ بدریوں کے آخر میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا ہے، وہ بھی حرہ کے واقعہ سے پہلے ہی گزر چکے تھے۔ تیسرے فساد سے بعض لوگوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت مراد لی ہے۔ آخری عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اس فتنے نے تو صحابہ کا وجود بالکل ختم کر دیا جس کے بعد کوئی صحابی دنیا میں باقی نہیں رہا۔

۴۰۲۵- حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ السَّمِيرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ

بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تہمت کے متعلق سنا، ان میں سے ہر ایک نے مجھ سے اس واقعہ کا کوئی حصہ بیان کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا تھا کہ میں اور ام مسطح باہر قضائے حاجت کو جا رہے تھے کہ ام مسطح رضی اللہ عنہا اپنی چادر میں الجھ کر پھسل پڑیں۔ اس پر ان کی زبان سے نکلا، مسطح کا برا ہو۔ میں نے کہا، آپ نے اچھی بات نہیں کہی۔ ایک ایسے شخص کو آپ برا کہتی ہیں جو بدر میں شریک ہو چکا ہے۔ پھر انہوں نے تہمت کا واقعہ بیان کیا۔

سطح رضی اللہ عنہا جنگ بدر میں شریک تھے اس سے ترجمہ باب نکلا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے جو تہمت لگائی تھی اس کی طرف اشارہ ہے۔

(۴۰۲۶) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فلح بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے اور ان سے ابن شہاب نے بیان کیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے غزوات کا بیان تھا۔ پھر انہوں نے بیان کیا کہ جب (بدر کے) کفار مقتولین کنویں میں ڈالے جانے لگے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا، کیا تم نے اس چیز کو پایا جس کا تم سے تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا؟ موسیٰ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ اس پر حضور اکرم ﷺ کے چند صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ ایسے لوگوں کو آواز دے رہے ہیں جو مر چکے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، جو کچھ میں نے ان سے کہا ہے اسے خود تم نے بھی ان سے زیادہ بہتر طریقہ پر نہیں سنا ہو گا۔ ابو عبد اللہ (حضرت امام بخاری) نے کہا کہ قریش (صحابہ) کے جتنے لوگ بدر میں شریک ہوئے تھے اور جن کا حصہ بھی (اس غنیمت میں) لگا تھا، ان کی تعداد اکیاسی تھی۔ عروہ بن زبیر بیان کرتے تھے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے (ان مہاجرین کے حصے) تقسیم کئے تھے اور ان کی تعداد سو تھی اور زیادہ بہتر علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَ عُيَيْنَةَ اللَّهَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّ حَدَّثَنِي طَائِفَةٌ مِنَ الْحَدِيثِ قَالَتْ: فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرْتُ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطَاطِهَا فَقَالَتْ: تَعَسَّ مِسْطَحٌ، فَقُلْتُ: بِنَسٍّ مَا قُلْتُ تَسْنِيَنَّ رَجُلًا بَذَرًا فَذَكَرَ حَدِيثَ الْإِفْلَکِ. [راجع: ۹۳]

۴۰۲۶ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: هَذِهِ مُغَازِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُلْقِيهِمْ ((هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا؟)). قَالَ مُوسَى قَالَ نَافِعٌ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: قَالَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَنَادَى نَاسًا أَمْوَاتًا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا قُلْتُ مِنْهُمْ)) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ فَجَمِيعُ مَنْ شَهِدَ بَذَرًا مِنْ قُرَيْشٍ مِمَّنْ ضَرَبَ لَهُ بِسَهْمِهِ أَحَدًا وَ لَمَّا نَوْنَ رَجُلًا. وَكَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: قَالَ الزُّبَيْرُ قَسَمْتُ سُهْمَانَهُمْ فَكَانُوا مِائَةً وَ اللَّهُ أَعْلَمُ.

[راجع: ۱۳۷۰]

طبرانی اور ہزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ بدر کے دن مہاجرین کا شمار ۷۷ آدمیوں کا تھا۔

(۴۰۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت زبیرؓ نے بیان کیا کہ بدر کے دن مہاجرین کے سوحے لگائے گئے تھے۔

باب بترتیب حروف تہجی، ان اصحاب کرام کے نام جنہوں نے جنگ بدر میں شرکت کی تھی

اور جنہیں ابو عبد اللہ (امام بخاری) اپنی اس جامع کتاب میں ذکر کرتے ہیں جس کو انہوں نے مرتب کیا ہے (یعنی یہی صحیح بخاری)

(۱) النبی محمد بن عبد اللہ الماشی صلی اللہ علیہ وسلم (۲) ایاس بن بکیر رضی اللہ عنہ (۳) ابو بکر صدیق القرشی رضی اللہ عنہ کے غلام بلال بن رباح رضی اللہ عنہ (۴) حمزہ بن عبد المطلب الماشی رضی اللہ عنہ (۵) قریش کے حلیف حاطب بن ابی بلتہ رضی اللہ عنہ (۶) ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ القرشی رضی اللہ عنہ (۷) حارثہ بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ انہوں نے بدر کی جنگ میں شہادت پائی تھی۔ ان کو حارثہ بن سراقہ بھی کہتے ہیں۔ یہ جنگ بدر کے میدان میں صرف تماشائی کی حیثیت سے آئے تھے (کم عمری کی وجہ سے، لیکن بدر کے میدان میں ہی ان کو ایک تیر کفار کی طرف سے آکر لگا اور اسی سے انہوں نے شہادت پائی) (۸) خبیب بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ (۹) خنیس بن حذافہ السمی رضی اللہ عنہ (۱۰) رافعہ بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ (۱۱) رافعہ بن عبد المنذر ابو لبابہ انصاری رضی اللہ عنہ (۱۲) زبیر بن العوام القرشی رضی اللہ عنہ (۱۳) زید بن سل ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ (۱۴) ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ (۱۵) سعد بن مالک زہری رضی اللہ عنہ (۱۶) سعد بن خولہ القرشی رضی اللہ عنہ (۱۷) سعید بن زید بن عمرو بن نفیل القرشی رضی اللہ عنہ (۱۸) سل بن حنیف انصاری رضی اللہ عنہ (۱۹) ظہیر بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ (۲۰) اور ان کے بھائی

۴۰۲۷- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ ضَرَبَتْ يَوْمَ بَدْرٍ لِلْمُهَاجِرِينَ بِمِائَةِ سَهْمٍ.

۱۳- باب تَسْمِيَةِ مَنْ سُمِّيَ مِنْ

أَهْلِ بَدْرٍ.

فِي الْجَامِعِ الَّذِي وَضَعَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَى حُرُوفِ الْمُعْجَمِ النَّبِيُّ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْهَاشِمِيُّ، إِيَّاسُ بْنُ الْبَكِّيرِ، بِلَالُ بْنُ رِبَاحٍ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ الْقُرَشِيُّ، جَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِيُّ، حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ خَلِيفَ لِقُرَيْشٍ، أَبُو حَذِيفَةَ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ الْقُرَشِيُّ، حَارِثَةُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ حَارِثَةُ بْنُ سَرَّاقَةَ كَانَ فِي النَّظَارَةِ، خُبَيْبُ بْنُ عُذَيٍّ الْأَنْصَارِيُّ، خُنَيْسُ بْنُ حَذَافَةَ السَّهْمِيِّ، رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ الْأَنْصَارِيُّ، رِفَاعَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ، أَبُو لُبَابَةَ الْأَنْصَارِيُّ، الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ الْقُرَشِيُّ، زَيْدُ بْنُ سَهْلٍ، أَبُو طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ، أَبُو زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ، سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ الزُّهْرِيُّ، سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ الْقُرَشِيُّ، سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نَفِيلٍ الْقُرَشِيُّ، سَهْلُ بْنُ خُبَيْبٍ الْأَنْصَارِيُّ، ظَهَيْرُ بْنُ رَافِعٍ الْأَنْصَارِيُّ وَأَخُوهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ أَبُو بَكْرٍ الْقُرَشِيُّ، عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ الْهُذَلِيُّ، عُتْبَةُ بْنُ مَسْعُودٍ

عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ (۲۱) ابوبکر صدیق القرشی رضی اللہ عنہ
 (۲۲) عبداللہ بن مسعود البذلی رضی اللہ عنہ (۲۳) لقتبہ بن مسعود
 البذلی رضی اللہ عنہ (۲۴) عبدالرحمن بن عوف الزہری رضی اللہ عنہ
 (۲۵) عبیدہ بن حارث القرشی رضی اللہ عنہ (۲۶) عبادہ بن صامت
 انصاری رضی اللہ عنہ (۲۷) عمر بن خطاب العدوی رضی اللہ عنہ (۲۸)
 عثمان بن عفان القرشی رضی اللہ عنہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 سلم نے اپنی صاحبزادی (جو ان کے گھر میں تھیں) کی تیمارداری کے
 لیے مدینہ منورہ ہی میں چھوڑا تھا لیکن بدر کی غنیمت میں آپ کا بھی
 حصہ لگایا تھا۔ (۲۹) علی بن ابی طالب الهاشمی رضی اللہ عنہ (۳۰) بنی عامر
 بن لوئی کے حلیف عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ (۳۱) عقبہ بن عمرو
 انصاری رضی اللہ عنہ (۳۲) عامر بن ربیعہ القرشی رضی اللہ عنہ (۳۳)
 عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ (۳۴) عویم بن ساعدہ انصاری
 رضی اللہ عنہ (۳۵) عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ (۳۶)
 قدامہ بن مطعون رضی اللہ عنہ (۳۷) قتادہ بن نعمان انصاری رضی
 اللہ عنہ (۳۸) معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ (۳۹) معوذ بن
 عفراء رضی اللہ عنہ (۴۰) اور ان کے بھائی معاذ رضی اللہ عنہ (۴۱)
 مالک بن ربیعہ ابواسید انصاری رضی اللہ عنہ (۴۲) مرارہ بن ربیع
 انصاری رضی اللہ عنہ (۴۳) معن بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ
 (۴۴) مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب بن عبدمناف رضی اللہ
 عنہ (۴۵) مقداد بن عمرو الکندی رضی اللہ عنہ۔ بنی زہرہ کے حلیف
 (۴۶) اور ہلال بن ابی امیہ انصاری رضی اللہ عنہ

الہذلی، عُبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ،
 عُثَيْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِيُّ، عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ
 الْأَنْصَارِيُّ، عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، عُثْمَانُ بْنُ
 عَفَّانٍ الْقُرَشِيُّ، خَلْفَةُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى ابْنَيْهِ
 وَضَرَبَهُ لَهُ بِسَهْمِهِ، عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ
 الْهَاشِمِيُّ، عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِيفُ بَنِي عَامِرٍ
 بْنِ لُؤَيٍّ، عَقْبَةُ بْنُ عَمْرِو الْأَنْصَارِيِّ، عَامِرُ بْنُ
 رَبِيعَةَ الْعَزَرِيِّ، عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ،
 عَوِيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ
 الْأَنْصَارِيِّ، قَدَامَةُ بْنُ مَطْعُونٍ، قَتَادَةُ بْنُ
 النُّعْمَانِ الْأَنْصَارِيِّ، مُعَاذُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ
 الْجُمُوحِ، مُعَوَّذُ بْنُ عَفْرَاءَ وَأَخُوهُ، مَالِكُ بْنُ
 رَبِيعَةَ أَبُو أَسِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيعِ
 الْأَنْصَارِيِّ، مَعْنُ بْنُ عَدِي الْأَنْصَارِيِّ، مُسَطَّحُ
 بْنُ أَثَاثَةَ بْنِ عَبَادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنْفٍ،
 مُقَدَّادُ بْنُ عَمْرٍو الْكَنْدِيُّ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ،
 هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ.

اس باب کا مطلب یہ ہے کہ اوپر کے باب میں یا اس کتاب میں اور کسی مقام پر جن جن صحابہ کو بدری کہا گیا ہے ان کے ناموں کی فہرست بہ ترتیب حروف تہجی اس باب میں مذکور ہے کیونکہ بہت سے بدری صحابیوں کے نام اس فہرست میں نہیں

تشریح

ہیں نہ یہ فرض ہے کہ اس کتاب میں جن جن بدری صحابہ سے روایت ہے ان کی فرست اس باب میں بیان کی گئی ہے کیونکہ ابو عبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ ہلافت بدری ہیں اور اس کتاب میں ان سے روایتیں بھی ہیں۔ مگر ان کا نام فرست میں شریک نہیں ہے۔ کیونکہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اس کتاب میں کہیں یہ صراحت نہیں آئی ہے کہ وہ بھی بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔ اب اس فرست میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک تو سب سے پہلے بلا رعایت حروف جمع لکھ دیا ہے۔ ہلکی نام بہ ترتیب حروف جمعی مذکور ہیں۔ بعض نسخوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ خلفائے اربعہ کے نام بھی شروع میں مذکور ہوئے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمیت یہاں سب ۳۶ آدمی مذکور ہیں۔ حافظ ابوالفتح نے قریش میں سے ۹۳ اور خزرج قبیلہ کے ۹۵ اور اس قبیلہ کے ۷۳ کل ۳۶۳ آدمیوں کے نام لکھے ہیں۔ حضرت امام بخاری نے ترتیب حروف معجم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے اسمائے گرامی ان کے شرف مراتب کے لحاظ سے لکھ دیئے ہیں بعد میں حروف ہجاء کی ترتیب شروع فرمائی ہے۔ جزاء اللہ عنہما فی الاعرہ۔ مبارک ہیں وہ ایمان والے جو اس پاکیزہ کتاب کا بعد ذوق و شوق مطالعہ فرماتے ہیں۔ حضرت عقبہ بن مسعود ہمدانی کا نام بدریوں میں نہیں ہے اور بخاری شریف کے اکثر دوسرے نسخوں میں بھی نہیں ہے لیکن قطلانی میں ہے جو شاید سہو کتاب ہے۔

۱۴- باب حَدِيثُ بَنِي النَّضِيرِ باب بنو نضیر کے یہودیوں کے واقعہ کا بیان

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو مسلمانوں کی دیت کے سلسلے میں ان کے پاس جانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا دغا بازی کرنا۔ زہری نے عروہ سے بیان کیا کہ عروہ بنو نضیر غزوہ بدر کے چھ مہینے بعد اور غزوہ احد سے پہلے ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”اللہ ہی وہ ہے جس نے نکالا ان لوگوں کو جو کافر ہوئے اہل کتاب سے“ ان کے گھروں سے اور یہ (جزیرہ عرب سے) ان کی پہلی جلا وطنی ہے“ ابن اسحاق کی تحقیق میں یہ غزوہ عروہ بن مسعود اور غزوہ احد کے بعد ہوا تھا۔

وَمَنْ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيْهِمْ فِي دِيَةِ الرُّجُلَيْنِ وَمَا ارَادُوا مِنَ الْغَدْرِ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ كَانَتْ عَلَى رَأْسِ سِتَّةِ أَشْهُرٍ مِنْ وَقْعَةِ بَدْرٍ قَبْلَ اخْتِدِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ﴾. وَجَعَلَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ بَعْدَ بَنِي مَعُونَةَ وَأَخِيذَ.

تفسیر قبیلہ بنو نضیر ان کافروں میں سے تھے جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد دیا تھا کہ نہ خود آپ سے لڑیں گے نہ آپ کے دشمنوں کو مدد دیں گے۔ ایسا ہوا کہ عامر بن طفیل نے جب قاریوں کو بیڑ معونہ کے قریب فریب و دغا سے مار ڈالا تھا تو عمرو بن امیہ ضمیری کو جو مسلمان تھے اپنی ماں کی منت میں آزاد کر دیا۔ راستے میں ان کو بنو عامر کے دو شخص ملے انہوں نے سوتے میں ان کو مار ڈالا اور سمجھے میں نے بنو عامر سے جن میں کا ایک عامر بن طفیل تھا بدلہ لیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں آکر خبر کی۔ ان کو یہ خبر نہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے مردوں سے عہد دیا ہے۔ آپ نے عمرو سے فرمایا میں ان دو شخصوں کی دیت دوں گا۔ بنو نضیر بھی بنو عامر کے ساتھ عہد رکھتے تھے۔ آپ بنی نضیر کے پاس اس دیت میں مدد لینے کو تشریف لے گئے۔ ان بد معاشوں نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو بٹھایا اور ظاہر میں امداد کا وعدہ کیا لیکن درپردہ یہ صلاح کی کہ آپ دیوار کے تلے بیٹھے تھے دیوار پر سے ایک پتھر آپ پر پھینک کر آپ کو شہید کر دیں۔ اللہ نے جبریلؑ کے ذریعے سے آپ کو آگاہ کر دیا۔ آپ وہاں سے ایک دم اٹھ کر مدینہ روانہ ہو گئے اور دیگر صحابی بھی۔ موقع آنے پر آپ نے ان بد معاشوں پر چڑھائی کرنے کا حکم دے دیا۔ اسی واقعہ کی کچھ تفصیلات یہاں مذکور ہیں۔

یہود کا پہلا اخراج عرب سے شام کے ملک میں ہوا، پھر عہد فاروقی میں دوسرا اخراج خیبر سے شام کے ملک کو ہوا۔ بعضوں نے کہا

دوسرے اخراج سے قیامت کا حشر مراد ہے۔ یہ آیت بنی نصیر کے یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

۴۰۲۸- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَارَبَتِ النَّصِيرُ وَتَرِظَةُ فَأَجْلَى بَنِي النَّصِيرِ وَأَقْرَبُ قُرَيْظَةَ وَمَنْ عَلَيْهِمْ حَتَّى حَارَبَتِ قُرَيْظَةَ فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ وَقَسَمَ يَسَاءَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا بَعْضَهُمْ لِحَقْوَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَمْنَهُمْ وَأَسْلَمُوا وَأَجْلَى يَهُودَ الْمَدِينَةِ كُلَّهُمْ بَنِي قَيْنِقَاعَ وَهُمْ رَهْطُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ وَيَهُودُ بَنِي حَارِثَةَ وَكُلُّ يَهُودِ الْمَدِينَةِ.

۴۰۲۸) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، انیس موسیٰ بن عقبہ نے انیس نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بنو نصیر اور بنو قریظہ نے نبی کریم ﷺ سے (معاہدہ توڑ کر) لڑائی مول لی۔ اس لیے آپ نے قبیلہ بنو نصیر کو جلا وطن کر دیا لیکن قبیلہ بنو قریظہ کو جلا وطن نہیں کیا اور اس طرح ان پر احسان فرمایا۔ پھر بنو قریظہ نے بھی جنگ مول لی۔ اس لیے آپ نے ان کے مردوں کو قتل کروادیا اور ان کی عورتوں، بچوں اور مال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ صرف بعض بنی قریظہ اس سے الگ قرار دیئے گئے تھے کیونکہ وہ حضور ﷺ کی پناہ میں آگئے تھے۔ اس لیے آپ نے انہیں پناہ دی اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ کے تمام یہودیوں کو جلا وطن کر دیا تھا۔ بنو قینقاع کو بھی جو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا قبیلہ تھا، یہودی بنی حارثہ کو اور مدینہ کے تمام یہودیوں کو۔

یہودی ایسی عداوت پر وفاتوم کا نام ہے جس نے خود اپنے ہی نبیوں اور رسولوں کے ساتھ بیشتر مواقع پر بے وفائی کی ہے۔ آج کے یہودی جو اسرائیلی حکومت قائم کر کے ارض فلسطین پر غاصبانہ قبضہ کئے بیٹھے ہیں اپنی فطری عداوتی و بے وفائی کی زندہ مثال ہیں۔ اسی مصلحت کے تحت اللہ تعالیٰ نے ارض حجاز کو اس عداوت قوم سے خالی کرا دیا۔

۴۰۲۹- حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُذْرِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَّانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لَابْنِ عَبَّاسٍ سُورَةُ الْحَشْرِ قَالَ: قُلْتُ سُورَةُ النَّصِيرِ تَابَعَهُ هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ.

۴۰۲۹) مجھ سے حسن بن مدرک نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو عوانہ نے خبر دی، انیس ابوبشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے کہا، ”سورہ حشر“ تو انہوں نے کہا کہ اسے ”سورہ نصیر“ کہو (کیونکہ یہ سورت بنو نصیر ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے) اس روایت کی متابعت ہشیم نے ابوبشر سے کی ہے۔

۴۰۳۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ ﷺ النِّخْلَاتِ حَتَّى

۴۰۳۰) ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، ان سے معمر نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ انصاری صحابہ نبی کریم ﷺ کے لیے کچھ کھجور کے درخت مخصوص رکھتے تھے (تاکہ اس کا پھل آپ کی

۴۰۳۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ ﷺ النِّخْلَاتِ حَتَّى

خدمت میں بھیج دیا جائے) لیکن جب اللہ تعالیٰ نے بنو قریظہ کو روک دیا تو بنو نضیر پر فتح عطا فرمائی تو حضور ﷺ ان کے پھل واپس فرما دیا کرتے تھے۔

(۴۰۳۱) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بنی نضیر کی سکھوروں کے باغات جلوادے تھے اور ان کے درختوں کو کٹوا دیا تھا۔ یہ باغات مقام بوریہ میں تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”جو درخت تم نے کاٹ دیے ہیں یا جنہیں تم نے چھوڑ دیا ہے کہ وہ اپنی جڑوں پر کھڑے رہے تو یہ اللہ کے حکم سے ہوا ہے۔“

(۴۰۳۲) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو حبان نے خبر دی، انہیں جویریہ بن اسماء نے، انہیں نافع نے، انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے باغات جلوادے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسی کے متعلق یہ شعر کہا تھا

(ترجمہ) ”بنو لوی (قریش) کے سرداروں نے بڑی آسانی کے ساتھ برداشت کر لیا۔ مقام بوریہ میں اس آگ کو جو پھیل رہی تھی۔“ بیان کیا کہ پھر اس کا جواب ابوسفیان بن حارث نے ان اشعار میں دیا۔ ”خدا کرے کہ مدینہ میں ہمیشہ یوں ہی آگ لگتی رہے اور اس کے اطراف میں یوں ہی شعلے اٹھتے رہیں۔ تمہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون اس مقام بوریہ سے دور ہے اور تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کی زمین کو نقصان پہنچتا ہے۔“

اَفْتَحَ قَرْيَظَةَ وَالنَّضِيرَ لَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ يَوْمُهُ عَلَيْهِمُ.

۴۰۳۱ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا الْلَيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : حَرَّقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُؤَيْرَةُ فَنَزَلَ - هُمَا قَطَعْنَاهُمَا مِنْ لَبْنَةٍ أَوْ تَرَكْنَاهُمَا قَائِمَةً عَلَى أَصُولِهَا فَلَمَّا بَدَأَ اللَّهُ ﷻ. (راجع: ۲۳۲۶)

۴۰۳۲ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ أَخْبَرَنَا جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ قَالَ : وَلَهَا يَقُولُ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ :

وَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ
حَرِيقٌ بِالْبُؤَيْرَةِ مَسْتَطِيرٌ
قَالَ فَاجَابَهُ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ :
أَدَامَ اللَّهُ ذَلِكَ مِنْ صَبِيحٍ
وَحَرَّقَ فِي نَوَاجِيهَا السَّعِيرُ
سَتَعْلَمُ أَيُّنَا مِنْهَا بِنُزَةٍ
وَتَعْلَمُ أَيُّ أَرْضَيْنَا تَضِيرُ

(راجع: ۲۳۲۶)

تفسیر بوریہ بنی نضیر کے باغ کو کہتے تھے جو مدینہ کے قریب واقع تھا۔ بنی لوی قریش کے لوگوں کو کہتے ہیں۔ ان میں اور بنی نضیر میں عہدویمان تھا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا مطلب قریش کی جو کرنا ہے کہ ان کے دوستوں کے باغ جلتے رہے اور وہ قریش ان کی کچھ مدد نہ کر سکے۔ جو ابی اشعار میں ابوسفیان نے مسلمانوں کو بددعا دی۔ یعنی خدا کرے تمہارے شہر میں ہمیشہ چاروں طرف آگ جلتی رہے۔ ابوسفیان کی بددعا مردود ہو گئی اور الحمد للہ مدینہ منورہ آج بھی جنت کی فضا رکھتا ہے۔ مولانا وحید الزماں نے ان اشعار کا اردو ترجمہ یوں منظوم کیا ہے۔ حضرت حسان کے شعر کا ترجمہ -

بنی لوی کے شریفوں پہ ہو گیا آس
لگی ہو آگ بوریہ میں سب طرف سراں

ابو سفیان بن حارث کے اشعار کا ترجمہ:

خدا کرے کہ ہمیشہ رہے وہاں یہ حال
مدینہ کے چاروں طرف رہے آتش سوزاں
یہ جان لو گے تم اب عنقریب کون ہم میں
رہے گا بچا کس کا ملک اٹھائے گا نقصان
یہ ابو سفیان نے مسلمانوں کو اور ان کے شہر مدینہ کو بددعا دی تھی جو مردود ہو گئی۔

(۴۰۳۳) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں مالک بن اوس بن حدثان نصری نے خبر دی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا تھا۔ (وہ ابھی امیر المؤمنین) کی خدمت میں موجود تھے کہ امیر المؤمنین کے چوکیدار یرفاء آئے اور عرض کیا کہ عثمان بن عفان اور عبدالرحمن بن عوف، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اندر آنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ کی طرف سے انہیں اجازت ہے؟ امیر المؤمنین نے فرمایا کہ ہاں، انہیں اندر بلا لو۔ تھوڑی دیر بعد یرفاء پھر آئے اور عرض کیا حضرت عباس اور علی رضی اللہ عنہما بھی اجازت چاہتے ہیں کیا انہیں اندر آنے کی اجازت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، جب یہ بھی دونوں بزرگ اندر تشریف لے آئے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، امیر المؤمنین! میرا اور ان (علی رضی اللہ عنہ) کا فیصلہ کر دیجئے۔ وہ دونوں اس جائیداد کے بارے میں جھگڑ رہے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو مال بنو نضیر سے فنے کے طور پر دی تھی۔ اس موقع پر علی اور عباس رضی اللہ عنہما نے ایک دوسرے کو سخت ست کہا اور ایک دوسرے پر تنقید کی تو حاضرین بولے، امیر المؤمنین! آپ ان دونوں بزرگوں کا فیصلہ کر دیں تاکہ دونوں میں کوئی جھگڑا نہ رہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، جلدی نہ کیجئے۔ میں آپ لوگوں سے اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں، کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہم انبیاء کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور اس سے حضور ﷺ کی مراد خود اپنی ذات

۴۰۳۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَّثَانَ النَّضْرِيُّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعَاهُ إِذْ جَاءَهُ حَاجِبُهُ يَرْفَاءُ فَقَالَ لَهُ : هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدِ يَسْتَأْذِنُونَ؟ فَقَالَ : نَعَمْ. فَأَدْخِلْهُمْ فَلَبِثَ قَلِيلًا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِي عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ يَسْتَأْذِنَانِ؟ قَالَ : نَعَمْ. فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ : عَبَّاسُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفْضَى بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا وَهَذَا يَخْتَصِمَانِ فِي الَّذِي آفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَالِ بَنِي النَّضِيرِ فَاسْتَبْ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ فَقَالَ الرَّهْطُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفْضَى بَيْنَهُمَا وَارْخِ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخِرِ فَقَالَ عُمَرُ: اتَّبِعُوا أُنْشِدْكُمْ بِأَلَلِ اللَّهِ الَّذِي يَأْذِيهِ تَقْوَمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا نَوْرُثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً)) يُرِيدُ بِذَلِكَ نَفْسَهُ قَالُوا : قَدْ قَالَ ذَلِكَ، فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ

سے تھی؟ حاضرین بولے کہ جی ہاں، حضور ﷺ نے یہ فرمایا تھا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا، میں آپ دونوں سے بھی اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا آپ کو بھی معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی؟ ان دونوں بزرگوں نے بھی جواب ہاں میں دیا۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، پھر میں آپ لوگوں سے اس معاملے پر گفتگو کرتا ہوں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اس مال فتنے میں سے (جو بنو نضیر سے ملا تھا) آپ کو خاص طور پر عطا فرمادیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ ”بنو نضیر کے مالوں سے جو اللہ نے اپنے رسول کو دیا ہے تو تم نے اس کے لیے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔“ (یعنی جنگ نہیں کی) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”تدیر“ تک۔ تو یہ مال خاص رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا لیکن خدا کی قسم کہ حضور ﷺ نے ہمیں نظر انداز کر کے اپنے لیے اسے مخصوص نہیں فرمایا تھا نہ تم پر اپنی ذات کو ترجیح دی تھی۔ پہلے اس مال میں سے ہمیں دیا اور تم میں اس کی تقسیم کی اور آخر اس فتنے میں سے یہ جائیداد بچ گئی۔ پس آپ اپنی ازواج مطہرات کا سالانہ خرچ بھی اسی میں سے نکالتے تھے اور جو کچھ اس میں سے باقی بچتا اسے آپ اللہ تعالیٰ کے مصارف میں خرچ کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں یہ جائیداد انہی مصارف میں خرچ کی۔ پھر جب آپ کی وفات ہو گئی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے آنحضرت ﷺ کا خلیفہ بنا دیا گیا ہے۔ اس لیے انہوں نے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا اور اسے انہیں مصارف میں خرچ کرتے رہے جس میں آنحضرت ﷺ خرچ کیا کرتے تھے اور آپ لوگ یہیں موجود تھے۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا، جیسا کہ آپ لوگوں کو بھی اس کا قرار ہے اور اللہ کی قسم کہ وہ اپنے اس طرز عمل میں سچے، مخلص، صحیح راستے پر اور حق کی پیروی کرنے والے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی اٹھالیا، اس لیے

وَعَبَّاسٌ فَقَالَ : اَنْشُدْكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ اَنْ رَّسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذَلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ. قَالَ: فَانِّيْ اُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ كَانَ خَصَّ رَّسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَّمْ يُعْطِهِ اَحَدًا غَيْرَهُ فَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿وَمَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَّسُوْلِهِ مِنْهُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ اِلَى قَوْلِهِ ﴿قَدِيْرٌ﴾ فَكَانَتْ هٰذِهِ خَالِصَةً لِّرَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَاللّٰهِ مَا اخْتَارَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَاثَرَهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ اَعْطَاكُمْوَهَا وَقَسَمَهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ هٰذَا الْمَالُ مِنْهُ فَكَانَ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَى اَهْلِيْهِ نَفَقَةً سَتِيْهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلًا مَّالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ ذَلِكَ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتِهِ ثُمَّ تُوْفِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: فَاَنَا وَلِيُّ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَبَضَهُ اَبُوْ بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ بِهِ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَاَنْتُمْ حِيْنَئذٍ فَاَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ وَقَالَ : تَذْكُرَانِ اَنْ اَبَا بَكْرٍ عَمِلَ فِيْهِ كَمَا تَقُوْلَانِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُ فِيْهِ لَصَادِقٌ بَارٌّ رَّاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ، ثُمَّ تُوْفِيَ اللّٰهُ عَزَّ

میں نے کہا کہ مجھے رسول کریم ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بنایا گیا ہے۔ چنانچہ میں اس جائیداد پر اپنی خلافت کے دو سالوں سے قابض ہوں اور اسے انہیں مصارف میں صرف کرتا ہوں جس میں آنحضرت ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں بھی اپنے طرز عمل میں سچا، مخلص، صحیح راستے پر اور حق کی پیروی کرنے والا ہوں۔ پھر آپ دونوں میرے پاس آئے ہیں۔ آپ دونوں ایک ہی ہیں اور آپ کا معاملہ بھی ایک ہے۔ پھر آپ میرے پاس آئے۔ آپ کی مراد عباس رضی اللہ عنہ سے تھی۔ تو میں نے آپ دونوں کے سامنے یہ بات صاف کہہ دی تھی کہ رسول کریم ﷺ فرما گئے تھے کہ ”ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔“ پھر جب وہ جائیداد بطور انتظام میں آپ دونوں کو دے دوں تو میں نے آپ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں یہ جائیداد آپ کو دے سکتا ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کئے ہوئے عہد کی تمام ذمہ داریوں کو آپ پورا کریں۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور خود میں نے جب سے میں خلیفہ بنا ہوں، اس جائیداد کے معاملہ میں کس طرز عمل کو اختیار کیا ہوا ہے۔ اگر یہ شرط آپ کو منظور نہ ہو تو پھر مجھ سے اس کے بارے میں آپ لوگ بات نہ کریں۔ آپ لوگوں نے اس پر کہا کہ ٹھیک ہے۔ آپ اسی شرط پر وہ جائیداد ہمارے حوالے کر دیں۔ چنانچہ میں نے اسے آپ لوگوں کے حوالے کر دیا۔ کیا آپ حضرات اس کے سوا کوئی اور فیصلہ اس سلسلے میں مجھ سے کروانا چاہتے ہیں؟ اس اللہ کی قسم! جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں، قیامت تک میں اس کے سوا کوئی اور فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اگر آپ لوگ (شرط کے مطابق اس کے انتظام سے) عاجز ہیں تو وہ جائیداد مجھے واپس کر دیں۔ میں خود اس کا انتظام کروں گا۔

وَجَلَّ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ فَقَبَضْتُهُ سَنَتَيْنِ مِنْ إِمَارَتِي أَعْمَلُ فِيهِ بِمَا عَمِلَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي فِيهِ صَادِقٌ، بَارٌّ، زَاهِدٌ، تَابِعٌ لِلْحَقِّ، ثُمَّ جِئْتُمَانِي بِكَلَامَاً وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُكُمَا جَمِيعٌ فَجِئْتَنِي يَغْنِي عَبَّاسًا فَقُلْتُ لَكُمَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً)) فَلَمَّا بَدَأَ لِي أَنْ أَذْفَعَهُ إِلَيْكُمَا قُلْتُ إِنَّ شَيْئًا دَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا عَلَى أَنْ عَلَيْكُمَا عَهْدُ اللَّهِ وَمِثَاقُهُ لَتَعْمَلَانِ فِيهِ بِمَا عَمِلَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعَمِلْتُ فِيهِ مَذًى وَلَيْتُ وَإِلَّا فَلَا تَكَلَّمَانِي فَقُلْتُمَا أَذْفَعُهُ إِلَيْنَا بِذَلِكَ فَدَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا أَفَلْتَمِيسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ؟ فَوَاللَّهِ الَّذِي يَأْذِيهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهِ بِقَضَاءٍ غَيْرَ ذَلِكَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهُ فَادْفَعَا إِلَيَّ فَإِنَّا أَكْفِيكُمَاهُ.

[راجع: ۲۹۰۴]

(۴۰۳۴) زہری نے بیان کیا کہ پھر میں نے اس حدیث کا تذکرہ عروہ بن زبیر سے کیا تو انہوں نے کہا کہ مالک بن اوس نے یہ روایت تم

۴۰۳۴- قَالَ فَحَدَّثْتُ هَذَا الْحَدِيثَ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ صَدَقَ مَا لَكَ بِنُ

سے صحیح بیان کی ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ کی پاک بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضور ﷺ کی ازواج نے عثمان رضی اللہ عنہ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور ان سے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ نے جو فتنے اپنے رسول اللہ ﷺ کو دی تھی اس میں سے ان کے حصے دیئے جائیں۔ لیکن میں نے انہیں روکا اور ان سے کہا تم خدا سے نہیں ڈرتی کیا حضور ﷺ نے خود نہیں فرمایا تھا کہ ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا؟ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کا اشارہ اس ارشاد میں خود اپنی ذات کی طرف تھا۔ البتہ آل محمد (ﷺ) کو اس جائیداد میں سے تازندگی (ان کی ضروریات کے لیے) ملتا رہے گا۔ جب میں نے ازواج مطہرات کو یہ حدیث سنائی تو انہوں نے بھی اپنا خیال بدل دیا۔ عروہ نے کہا کہ یہی وہ صدقہ ہے جس کا انتظام پہلے علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ علی رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ کو اس کے انتظام میں شریک نہیں کیا تھا بلکہ خود اس کا انتظام کرتے تھے (اور جس طرح آنحضور ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے اسے خرچ کیا تھا، اسی طرح انہیں مصارف میں وہ بھی خرچ کرتے تھے) اس کے بعد وہ صدقہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے انتظام میں آگیا تھا۔ پھر حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے انتظام میں رہا۔ پھر جناب علی بن حسین اور حسن بن حسن کے انتظام میں آگیا تھا اور یہ حق ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا صدقہ تھا۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وراثت نبوی کے بارے میں فرمان نبوی پر پورے طور پر عمل کیا کہ اسے تقسیم نہیں ہونے دیا۔ جن مصارف میں آنحضرت ﷺ نے اسے صرف فرمایا یہ حضرات بھی ان ہی مصارف میں اسے صرف فرماتے رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی اس بارے میں اختلاف نہ تھا۔ اگر کچھ اختلاف بھی تھا تو صرف اس بارے میں کہ اس صدقہ کی نگرانی کون کرے؟ اس کا متولی کون ہو؟ اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تفصیل سے ان حضرات کو معاملہ سمجھا کر اس ترکہ کو ان کے حوالے کر دیا۔ رضی اللہ عنہم ورضو اعنہ۔

(۴۰۳۵) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آنحضرت ﷺ کی زمین جو

اَوْسٍ اَنَا سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ عُثْمَانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ يَسْأَلُهُ ثَمَنَهُنَّ مِمَّنْ آفَاءَ اللَّهِ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ فَكُنْتُ أَنَا أَرْذُهُنَّ فَقُلْتُ لَهُنَّ: أَلَا تَتَّقِينَ اللَّهَ أَلَمْ تَعْلَمْنَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِنْ يَقُولُ: ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً)) يُرِيدُ بِذَلِكَ نَفْسَهُ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي هَذَا الْمَالِ فَانْتَهَى أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى مَا أَخْبَرْتُهُنَّ قَالَ: فَكَانَتْ هَذِهِ الصَّدَقَةُ بِيَدِ عَلِيٍّ مَنَعَهَا عَلِيُّ عَبَّاسًا فَقَالَتْ عَلَيْهَا ثُمَّ كَانَ بِيَدِ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بِيَدِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بِيَدِ عَلِيٍّ بْنِ حُسَيْنٍ وَحَسَنِ بْنِ حَسَنِ كِلَاهُمَا كَانَ يَتَدَاوَلَانِهَا ثُمَّ بِيَدِ زَيْدِ بْنِ حَسَنِ وَهِيَ صَدَقَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَقًّا.

۴۰۳۵ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ

فدک میں تھی اور جو خیر میں آپ کو حصہ ملا تھا، اس میں سے اپنے ورثہ کا مطالبہ کیا۔

مِيرَاتُهُمَا اَرْضُهُ مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمُهُ مِنْ خَيْبَرٍ. [راجع: ۳۰۹۲]

(۴۰۳۶) اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے خود آنحضرت ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ البتہ آل محمد (ﷺ) کو اس جائیداد میں سے خرچ ضرور ملتا رہے گا۔ اور خدا کی قسم! رسول کریم ﷺ کے قربت داروں کے ساتھ عمدہ معاملہ کرنا مجھے خود اپنے قربت داروں کے ساتھ حسن معاملت سے زیادہ عزیز ہے۔

۴۰۳۶- لَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً)) إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْمَالِ وَاللَّهُ لَقَرَانَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أُصِلَ مِنْ قُرَابَتِي. [راجع: ۳۰۹۳]

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک طرف فرمان رسول اللہ ﷺ کا احترام باقی رکھا تو دوسری طرف حضرات اہل بیت کے بارے میں صاف فرما دیا کہ ان کا احترام، ان کی خدمت، ان کے ساتھ حسن برتاؤ مجھ کو خود اپنے عزیزوں کے ساتھ حسن برتاؤ سے زیادہ عزیز ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دل جوئی کرنا، ان کا اہم ترین مقصد تھا اور تاحیات آپ نے اس کو عملی جامہ پہنایا اور اس حال میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو قیامت کے دن فردوس بریں میں جمع کرے گا اور سب ﴿وَتَرَعْنَا مَعَهُ صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ﴾ (الاعراف: ۴۳) کے صدق ہوں گے۔

باب کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا قصہ

۱۵- باب قتلِ کعب بنِ الأشرف

اس پر تفصیل نوٹ مقدمہ البخاری پارہ ۱۲ میں گزر چکا ہے۔ مختصر یہ کہ یہ بڑا سرمایہ دار یہودی تھا۔ آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کی جو کیا کرتا اور قریش کے کفار کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتا۔ اس کی شرارتوں کا خاتمہ کرنے کے لیے مجبوراً ماہ ربیع الاول سنہ ۳ھ میں یہ قدم اٹھایا گیا ﴿فَقَطَعَ دَابِرَ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الانعام: ۴۵)

(۴۰۳۷) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے کہا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا؟ وہ اللہ اور اس کے رسول کو بہت ستا رہا ہے۔ اس پر محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ اجازت دیں گے کہ میں اسے قتل کر آؤں؟ آپ نے فرمایا، ہاں مجھ کو یہ پسند ہے۔ انہوں نے عرض کیا، پھر آپ مجھے اجازت عنایت فرمائیں کہ میں اس سے کچھ باتیں کہوں۔ آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ اب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور اس سے کہا، یہ شخص (اشارہ حضور اکرم ﷺ کی طرف تھا) ہم سے صدقہ مانگتا رہتا

۴۰۳۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمَرُو : سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ؟ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ)) فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَأَنْذَنِي أَنْ أَقُولَ شَيْئًا قَالَ : قُلْ فَأَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ : إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً وَإِنَّهُ قَدْ عَنَانَا. وَإِنِّي قَدْ أَتَيْتُكَ

ہے اور اس نے ہمیں تھکا مارا ہے۔ اس لیے میں تم سے قرض لینے آیا ہوں۔ اس پر کعب نے کہا، ابھی آگے دیکھنا، خدا کی قسم! بالکل اکتا جاؤ گے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا، چونکہ ہم نے بھی اب ان کی اتباع کر لی ہے۔ اس لیے جب تک یہ نہ کھل جائے کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے، انہیں چھوڑنا بھی مناسب نہیں۔ میں تم سے ایک وسق یا (راوی نے بیان کیا کہ) دو وسق غلہ قرض لینے آیا ہوں۔ اور ہم سے عمرو بن دینار نے یہ حدیث کئی دفعہ بیان کی لیکن ایک وسق یا دو وسق غلے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ میں نے ان سے کہا کہ حدیث میں ایک وسق یا دو وسق کا بھی ذکر ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرا بھی خیال ہے کہ حدیث میں ایک یا دو وسق کا ذکر آیا ہے۔ کعب بن اشرف نے کہا، ہاں، میرے پاس کچھ گروی رکھ دو۔ انہوں نے پوچھا، گروی میں تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا، اپنی عورتوں کو رکھ دو۔ انہوں نے کہا کہ تم عرب کے بہت خوبصورت مرد ہو۔ ہم تمہارے پاس اپنی عورتیں کس طرح گروی رکھ سکتے ہیں۔ اس نے کہا، پھر اپنے بچوں کو گروی رکھ دو۔ انہوں نے کہا، ہم بچوں کو کس طرح گروی رکھ سکتے ہیں کل انہیں اسی پر گالیاں دی جائیں گی کہ ایک یا دو وسق غلے پر اسے رہن رکھ دیا گیا تھا، یہ تو بڑی بے غیرتی ہوگی۔ البتہ ہم تمہارے پاس اپنے ”لامہ“ گروی رکھ سکتے ہیں۔ سفیان نے کہا کہ مراد اس سے ہتھیار تھے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس سے دوبارہ ملنے کا وعدہ کیا اور رات کے وقت اس کے یہاں آئے۔ ان کے ساتھ ابونا نکلہ بھی موجود تھے وہ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔ پھر اس کے قلعہ کے پاس جا کر انہوں نے آواز دی۔ وہ باہر آنے لگا تو اس کی بیوی نے کہا کہ اس وقت (اتنی رات گئے) کہاں باہر جا رہے ہو؟ اس نے کہا، وہ تو محمد بن مسلمہ اور میرا بھائی ابونا نکلہ ہے۔ عمرو کے سوا (دوسرے راوی) نے بیان کیا کہ اس کی بیوی نے اس سے کہا تھا کہ مجھے تو یہ آواز ایسی لگتی ہے جیسے اس سے خون ٹپک رہا ہو۔ کعب نے جواب دیا کہ میرے بھائی محمد بن مسلمہ اور میرے رضاعی بھائی ابونا نکلہ ہیں۔ شریف کو اگر رات میں

اسْتَسْلِفَكَ قَالَ: وَأَيْضًا وَاللَّهِ لَتَمْلَأَنَّ قَالَ: إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَدْعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيْ شَيْءٍ يَصِيرُ شَأْنُهُ وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسَلِّفَنَا وَسَقًا أَوْ وَسَقَيْنَ، وَحَدَّثَنَا عَمْرُو غَيْرَ مَرَّةٍ فَلَمْ يَذْكُرْ وَسَقًا أَوْ وَسَقَيْنَ فَقُلْتُ لَهُ فِيهِ وَسَقًا أَوْ وَسَقَيْنَ فَقَالَ: أَرَى فِيهِ وَسَقًا أَوْ وَسَقَيْنَ فَقَالَ: نَعَمْ. إِرْهُونِي قَالُوا: أَيْ شَيْءٍ تَرِيدُ قَالَ: إِرْهُونِي نِسَاءَكُمْ؟ قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ؟ قَالَ: فَارْهُونِي أَبْنَاءَكُمْ؟ قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ أَبْنَاءَنَا فَيَسْبُ أَحَدَهُمْ؟ فَيُقَالُ: أَرْهَنَ بَوَسَقٍ أَوْ وَسَقَيْنَ هَذَا عَارٌ عَلَيْنَا وَلَكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّأَمَةَ قَالَ: سَفِيَانُ يَعْني السَّلَاحَ فَوَاعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ فَبَجَّاهُ لَيْلًا وَمَعَهُ أَبُو نَابِلَةَ وَهُوَ أَخُو كَعْبٍ مِنَ الرِّضَاعَةِ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْحِصْنِ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ أَيْنَ تَخْرُجُ هَذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَأَخِي أَبُو نَابِلَةَ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرُو: قَالَتْ اسْمَعِ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقَطُرُ مِنْهُ الدَّمُ قَالَ: إِنَّمَا هُوَ أَخِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَرَضِيعِي أَبُو نَابِلَةَ إِنَّ الْكَرِيمَ لَوْ دُعِيَ إِلَى طَعْنَةِ بَلْبَلٍ لِأَجَابَ قَالَ: وَيُدْخِلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَهُ رَجُلَيْنِ قِيلَ لِسَفِيَانٍ: سَمَّاهُمْ عَمْرُو قَالَ: سَمَّيْتُ بَعْضَهُمْ قَالَ عَمْرُو: جَاءَ

بھی نیزہ بازی کے لیے بلایا جائے تو وہ نکل پڑتا ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ جب محمد بن مسلمہ اندر گئے تو ان کے ساتھ دو آدمی اور تھے۔ سفیان سے پوچھا گیا کہ کیا عمرو بن دینار نے ان کے نام بھی لیے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ بعض کا نام لیا تھا۔ عمرو نے بیان کیا کہ وہ آئے تو ان کے ساتھ دو آدمی اور تھے اور عمرو بن دینار کے سوا (راوی نے) ابو عبس بن جبر، حارث بن اوس اور عباد بن بشر نام بتائے تھے۔ عمرو نے بیان کیا کہ وہ اپنے ساتھ دو آدمیوں کو لائے تھے اور انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ جب کعب آئے تو میں اس کے (سر کے) بال ہاتھ میں لے لوں گا اور اسے سو گھنے لگوں گا۔ جب تمہیں اندازہ ہو جائے کہ میں نے اس کا سر پوری طرح اپنے قبضہ میں لے لیا ہے تو پھر تم تیار ہو جانا اور اسے قتل کر ڈالنا۔ عمرو نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ پھر میں اس کا سر سو گھوں گا۔ آخر کعب چادر لپیٹے ہوئے باہر آیا۔ اس کے جسم سے خوشبو پھوٹی پڑتی تھی۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا، آج سے زیادہ عمدہ خوشبو میں نے کبھی نہیں سو گھئی تھی۔ عمرو کے سوا (دوسرے راوی) نے بیان کیا کہ کعب اس پر بولا، میرے پاس عرب کی وہ عورت ہے جو ہر وقت عطر میں بسی رہتی ہے اور حسن و جمال میں بھی اس کی کوئی نظیر نہیں۔ عمرو نے بیان کیا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا، کیا تمہارے سر کو سو گھنے کی مجھے اجازت ہے؟ اس نے کہا، سو گھ سکتے ہو۔ راوی نے بیان کیا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کا سر سو گھا اور ان کے بعد ان کے ساتھیوں نے بھی سو گھا۔ پھر انہوں نے کہا، کیا دوبارہ سو گھنے کی اجازت ہے؟ اس نے اس مرتبہ بھی اجازت دے دی۔ پھر جب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے پوری طرح اپنے قابو میں کر لیا تو اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی اطلاع دی۔

مَعَهُ بَرَجَلَيْنِ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو وَأَبُو عَنِسِ بْنِ جَبْرِ وَالْحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ وَعَبَادُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ عَمْرٍو : جَاءَ مَعَهُ بَرَجَلَيْنِ فَقَالَ : إِذَا مَا جَاءَ فَلَانِي قَابِلٌ بِشَعْرِهِ فَاشْمُهُ فَإِذَا رَأَيْتُمُونِي اسْتَمَكَنْتُ مِنْ رَأْسِهِ فَذُونَكُمْ فَاصْرَبُوهُ وَقَالَ مَرَّةً : ثُمَّ أَشْمُكُمْ فَتَزَلْ إِلَيْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَهُوَ يَنْفُخُ مِنْهُ رِيحَ الطَّيِّبِ فَقَالَ : مَا رَأَيْتُ كَانِيَوْمٍ رِيحًا أَيْ طَيِّبَ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو : قَالَ عِنْدِي أَغْطَرُ نِسَاءِ الْعَرَبِ وَأَكْمَلُ الْعَرَبِ، قَالَ عَمْرٍو : فَقَالَ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَشْمَ رَأْسَكَ؟ قَالَ : فَشْمُهُ ثُمَّ أَشْمَ أَصْحَابَهُ ثُمَّ قَالَ : أَتَأْذَنُ لِي؟ قَالَ : نَعَمْ. فَلَمَّا اسْتَمَكَنَ مِنْهُ. قَالَ : ذُونَكُمْ فَاقْتُلُوهُ، ثُمَّ اتَّوَا الْبَيْتِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ.

کعب بن اشرف کا کام تمام کرنے والے گروہ کے سردار حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے وعدہ تو کر لیا مگر کئی دن تک متفکر رہے۔ پھر ابونا نملہ کے پاس آئے جو کعب کا رضاعی بھائی تھا اور عباد بن بشر اور حارث بن

اوس۔ ابو عبس بن جبر کو بھی مشورہ میں شریک کیا اور یہ سب مل کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم جو مناسب سمجھیں کعب سے ویسی باتیں کریں۔ آپ نے ان کو بطور مصلحت اجازت مرحمت فرمائی اور رات کے وقت جب یہ لوگ مدینہ سے چلے تو آنحضرت ﷺ بقیع تک ان کے ساتھ آئے۔ چاندنی رات تھی۔ آپ نے فرمایا، 'جاؤ اللہ تمہاری مدد کرے۔'

کعب بن اشرف مدینہ کا بہت بڑا متعصب یہودی تھا اور بڑا مال دار آدمی تھا۔ اسلام سے اسے سخت نفرت اور عداوت تھی۔ قریش کو مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے ابھارتا رہتا تھا اور ہمیشہ اس ٹوہ میں لگا رہتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح دھوکے سے آنحضرت ﷺ کو قتل کرا دے۔ فتح الباری میں ایک دعوت کا ذکر ہے جس میں اس ظالم نے اس فرض فاسد کے تحت آنحضرت ﷺ کو مدعو کیا تھا مگر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کی نیت بد سے آنحضرت ﷺ کو آگاہ کر دیا اور آپ ہل ہل بچ گئے۔ اس کی ان جملہ حرکات بد کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے اس کو ختم کرنے کے لیے صحابہ کے سامنے اپنا خیال ظاہر فرمایا جس پر محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے آمادگی کا اظہار کیا۔ کعب بن اشرف محمد بن مسلمہ کا ماموں بھی ہوتا تھا۔ مگر اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رشتہ دنیاوی سب رشتوں سے بلند و بالا تھا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے اس ظالم کو ہایں طور ختم کرایا جس سے قتل کا دروازہ بند ہو کر امن قائم ہو گیا اور بہت سے لوگ جنگ کی صورت پیش آنے اور قتل ہونے سے بچ گئے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں: دوی ابوداؤد و الترمذی من طریق الزہری عن عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک عن ابیہ ان کعب بن الاشرف کان شاعرا یہجو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویحرض علیہ کفار قریش وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدينۃ واهلها اخلاط فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استصلاحہم وکان الیہود والمشرکون یوذون المسلمین اشد الاذی فامر اللہ رسولہ والمسلمین بالصبر فلما ابی کعب ان ینزع عن اذہ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن معاذ ان یبعث رھطاً لیقتلوه و ذکر ابن سعد ان قتله کان فی ربيع الاول من السنۃ الثانیۃ (فتح الباری) خلاصہ یہ کہ کعب بن اشرف شاعر بھی تھا جو شعروں میں رسول اللہ ﷺ کی جھو کرتا اور کفار قریش کو آپ کے اوپر حملہ کرنے کی ترغیب دلاتا۔ آنحضرت ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے وہاں کے باشندے آپس میں خلط ملط تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی اصلاح و سدھار کا بیڑا اٹھایا۔ یہودی اور مشرکین آنحضرت ﷺ کو سخت ترین ایذائیں پہنچانے کے درپے رہتے۔ پس اللہ نے اپنے رسول ﷺ اور مسلمانوں کو صبر کا حکم فرمایا۔ جب کعب بن اشرف کی شرارتیں حد سے زیادہ بڑھنے لگیں اور وہ ایذا رسانی سے باز نہ آیا تب آپ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ ایک جماعت کو بھیجیں جو اس کا خاتمہ کرے۔ ابن سعد نے کہا کہ کعب بن اشرف کا قتل ۳ھ میں ہوا۔

باب ابو رافع۔ یہودی عبد اللہ بن ابی الحقیق

کے قتل کا قصہ

۱۶- باب قتل ابی رافع عبد اللہ

بن ابی الحقیق

کہتے ہیں اس کا نام سلام بن ابی الحقیق تھا۔ یہ خیبر میں رہتا تھا۔ بعضوں نے کہا ایک قلعہ میں حجاز کے ملک میں واقع تھا۔ زہری نے کہا ابو رافع کعب بن اشرف کے بعد قتل ہوا۔ (رمضان ۶ھ میں)

(۴۰۳۸) مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی زائرہ نے، انہوں نے اپنے والد زکریا بن ابی زائدہ سے، ان سے ابو اسحاق سیبی نے بیان کیا، ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ

وَيَقَالُ سَلَامُ بْنُ أَبِي الْحَقِيقِ كَانَ بِخَيْبَرَ وَيَقَالُ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: هُوَ بَعْدَ كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ.

۴۰۳۸- حدثني إسحاق بن نصر حدثنا يحيى بن آدم حدثنا ابن أبي زائدة عن أبيه، عن أبي إسحاق عن البراء بن عازب رضي الله عنهما قال: بعث

آنحضرت ﷺ نے وحہ آدمیوں کو ابو رافع کے پاس بھیجا۔ (مجموعہ ان کے) عبداللہ بن عتیک رات کو اس کے گھر میں گھسے، وہ سو رہا تھا۔ اسے قتل کیا۔

(۴۰۳۹) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابواسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع یہودی (کے قتل) کے لیے چند انصاری صحابہ کو بھیجا اور عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا۔ یہ ابو رافع حضور اکرم ﷺ کو ایذا دینا کرتا تھا اور آپ کے دشمنوں کی مدد کیا کرتا تھا۔ حجاز میں اس کا ایک قلعہ تھا اور وہیں وہ رہا کرتا تھا۔ جب اس کے قلعہ کے قریب یہ پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا۔ اور لوگ اپنے مویشی لے کر (اپنے گھروں کو) واپس ہو چکے تھے۔ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ یہیں ٹھہرے رہو میں (اس قلعہ پر) جا رہا ہوں اور دربان پر کوئی تدبیر کروں گا۔ تاکہ میں اندر جانے میں کامیاب ہو جاؤں۔ چنانچہ وہ (قلعہ کے پاس) آئے اور دروازے کے قریب پہنچ کر انہوں نے خود کو اپنے کپڑوں میں اس طرح چھپا لیا جیسے کوئی قضائے حاجت کر رہا ہو۔ قلعہ کے تمام آدمی اندر داخل ہو چکے تھے۔ دربان نے آواز دی، اے اللہ! کے بندے اگر اندر آنا ہے تو جلد آجا، میں اب دروازہ بند کر دوں گا۔ (عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے کہا) چنانچہ میں بھی اندر چلا گیا اور چھپ کر اس کی کارروائی دیکھنے لگا۔ جب سب لوگ اندر آگئے تو اس نے دروازہ بند کیا اور کنجیوں کا گچھا ایک کھوئی پر لٹکا دیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اب میں ان کنجیوں کی طرف بڑھا اور انہیں لے لیا، پھر میں نے قلعہ کا دروازہ کھول لیا۔ ابو رافع کے پاس رات کے وقت داستانیں بیان کی جا رہی تھیں اور وہ اپنے خاص بالاخانے میں تھا۔ جب داستان گو اس کے یہاں سے اٹھ کر چلے گئے تو میں اس کمرے کی طرف چڑھنے لگا۔ اس عرصہ میں، میں جتنے دروازے اس تک پہنچنے کے لیے کھولتا تھا انہیں اندر سے بند کرتا جاتا تھا۔ میرا

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَفَعًا إِلَى أَبِي رَافِعٍ لَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَتِيكٍ يَبْتُهُ لَيْلًا وَهُوَ نَائِمٌ لَفَقَلَهُ. [راجع: ۳۰۲۲]

۴۰۳۹ - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْهَرَاءِ قَالَ : بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي رَافِعٍ الْيَهُودِيَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَمَرَ عَلَيْهِمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَتِيكٍ وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُؤْذِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعِينُ عَلَيْهِ وَكَانَ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ وَقَدْ غَوَّتِ الشَّمْسُ وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرَجِهِمْ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لِأَصْحَابِهِ: اجْلِسُوا مَكَانَكُمْ، فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ وَمُتَلَطِّفٌ لِلنَّبِإِ، لَعَلِّي أَنْ أَدْخُلَ فَأَقْبَلَ حَتَّى دَنَا مِنَ الْبَابِ، ثُمَّ تَفَنَّنَ بِثَوْبِهِ كَأَنَّهُ يَقْضِي حَاجَةً، وَقَدْ دَخَلَ النَّاسُ فَهَتَفَ بِهِ الْبُؤَابُ يَا عَبْدَ اللَّهِ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَغْلِقَ الْبَابَ، فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ، ثُمَّ عَلِقَ الْأَغْلَاقَ عَلَى وَدِي قَالَ: فَقُمْتُ إِلَى الْأَقَالِيدِ فَأَخَذْتُهَا فَفَتَحْتُ الْبَابَ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُسَمِّرُ عِنْدَهُ، وَكَانَ فِي عِلَاقِي لَهُ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَمَرِهِ صَعِدْتُ إِلَيْهِ فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ

مطلب یہ تھا کہ اگر قلعہ والوں کو میرے متعلق علم بھی ہو جائے تو اس وقت تک یہ لوگ میرے پاس نہ پہنچ سکیں جب تک میں اسے قتل نہ کر لوں۔ آخر میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت وہ ایک تاریک کمرے میں اپنے بال بچوں کے ساتھ (سورہا) تھا مجھے کچھ اندازہ نہیں ہو سکا کہ وہ کہاں ہے۔ اس لیے میں نے آواز دی 'یا ابا رافع؟' وہ بولا کون ہے؟ اب میں نے آواز کی طرف بڑھ کر تلوار کی ایک ضرب لگائی۔ اس وقت میرا دل دھک دھک کر رہا تھا یہی وجہ ہوئی کہ میں اس کا کام تمام نہیں کر سکا۔ وہ چیخا تو میں کمرے سے باہر نکل آیا اور تھوڑی دیر تک باہر ہی ٹھہرا رہا۔ پھر دوبارہ اندر گیا اور میں نے آواز بدل کر پوچھا 'ابو رافع! یہ آواز کیسی تھی؟' وہ بولا تیری ماں غارت ہو۔ ابھی ابھی مجھ پر کسی نے تلوار سے حملہ کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر (آواز کی طرف بڑھ کر) میں نے تلوار کی ایک ضرب اور لگائی۔ انہوں نے بیان کیا کہ اگرچہ میں اسے زخمی تو بہت کر چکا تھا لیکن وہ ابھی مرا نہیں تھا۔ اس لیے میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ کر دہائی جو اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی۔ مجھے اب یقین ہو گیا کہ میں اسے قتل کر چکا ہوں۔ چنانچہ میں نے دروازے ایک ایک کر کے کھولنے شروع کئے۔ آخر میں ایک زینے پر پہنچا۔ میں یہ سمجھا کہ زمین تک میں پہنچ چکا ہوں (لیکن ابھی میں پہنچا نہ تھا) اس لیے میں نے اس پر پاؤں رکھ دیا اور نیچے گر پڑا۔ چاندنی رات تھی۔ اس طرح گر پڑنے سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اسے اپنے عمامہ سے باندھ لیا اور اگر دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک یہ نہ معلوم کر لوں کہ آیا میں اسے قتل کر چکا ہوں یا نہیں؟ جب مرغ نے آواز دی تو اسی وقت قلعہ کی فصیل پر ایک پکارنے والے نے کھڑے ہو کر پکارا کہ اہل حجاز کے تاجر ابو رافع کی موت کا اعلان کرتا ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ چلنے کی جلدی کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ابو رافع کو قتل کر دیا۔ چنانچہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو

مَنْ دَاخِلٌ قُلْتُ إِنَّ الْقَوْمَ لَوِ نَذِرُوا بِى لَمْ يَخْلُصُوا إِلَيَّ حَتَّى أَقْتُلَهُ فَأَنْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَأَبَا هُوَ فِي بَيْتِ مُظْلِمٍ وَسَطَ عِيَالِهِ، لَا أَذْرِ أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ؟ فَقُلْتُ : أَبَا رَافِعٍ، قَالَ: مَنْ هَذَا؟ فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرَبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَأَنَا دَهْشٌ فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا، وَصَاحَ فَخَرَجْتُ مِنَ الْبَيْتِ فَأَمَكْتُ غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ مَا هَذَا الصَّوْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ؟ قَالَ : لَأَمَكُ الْوَيْلُ إِنَّ رَجُلًا فِي الْبَيْتِ ضَرَبَنِي قَبْلَ بِالسَّيْفِ، قَالَ فَأَضْرَبُهُ ضَرْبَةً أَثَخَّنَتْهُ وَلَمْ أَقْتُلْهُ، ثُمَّ وَضَعْتُ طَبَّةَ السَّيْفِ فِي بَطْنِهِ حَتَّى أَخَذَ فِي ظَهْرِهِ فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الْأَبْوَابَ بَابًا حَتَّى أَنْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ لَهُ فَوَضَعْتُ رِجْلِي وَأَنَا أَرَى أَنِّي قَدْ أَنْتَهَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَوَقَفْتُ فِي لَيْلَةٍ مُقْمَرَةٍ فَأَنْكَسَرَتْ سَاقِي فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى جَلَسْتُ عَلَى الْبَابِ، فَقُلْتُ: لَا أَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَعْلَمَ أَقْتُلْتُهُ فَلَمَّا صَاحَ الدَّيْكَ قَامَ النَّاعِي عَلَى السُّورِ، فَقَالَ : أَنَعَى أَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ أَهْلِ الْحِجَازِ فَأَنْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَقُلْتُ النِّجَاءَ فَقَدْ قَتَلَ اللَّهُ أَبَا رَافِعٍ فَأَنْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ لِي: ((ابْسُطْ رِجْلَكَ)) فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا

فَكَانَهَا لَمْ أَشْكِكْهَا قَطُّ.

[راجع: ۳۰۲۲]

۴۰۴۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ غَفَّانٍ حَدَّثَنَا شَرِيحٌ هُوَ ابْنُ مَسْلَمَةَ. حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي رَافِعٍ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَتِيكَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنُ غُبَّانٍ فِي نَاسٍ مَعَهُمْ فَانْطَلَقُوا حَتَّى دَنَوْا مِنَ الْحِصْنِ فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَتِيكَ: امْكُثُوا أَنْتُمْ حَتَّى أَنْطَلِقَ أَنَا فَأَنْظُرَ قَالَ: فَتَلَطَّفْتُ أَنْ أَدْخَلَ الْحِصْنَ فَفَقَدُوا حِمَارًا لَهُمْ، قَالَ: فَخَرَجُوا بِقَبَسٍ يَطْلُبُونَهُ قَالَ: فَخَشِيتُ أَنْ أُغْرَفَ فَعَطِيتُ رَأْسِي وَرَجَلِي كَأَنِّي أَقْضِي حَاجَةً ثُمَّ نَادَى صَاحِبُ الْبَابِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَدْخَلَ فَلْيَدْخُلْ قَبْلَ أَنْ أُغْلِقَهُ، فَدَخَلْتُ ثُمَّ اخْتَبَأْتُ فِي مَرْبِطِ حِمَارٍ عِنْدَ بَابِ الْحِصْنِ فَتَمَشَّتُ عِنْدَ أَبِي رَافِعٍ وَتَحَدَّثْتُ حَتَّى ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى بُيُوتِهِمْ فَلَمَّا هَذَاتِ الْأَصْوَاتِ وَلَا أَسْمَعُ حَرَكَهَ خَرَجْتُ قَالَ: وَرَأَيْتُ صَاحِبَ الْبَابِ حَيْثُ وَضَعَ مِفْتَاحَ الْحِصْنِ فِي كَوْهٍ فَأَخَذَتْهُ فَفَتَحَتْ بِهِ بَابَ الْحِصْنِ، قَالَ: قُلْتُ إِنَّ نَذِيرَ بِي الْقَوْمِ

اس کی اطلاع دی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنا پاؤں پھیلا۔ میں نے پاؤں پھیلا یا تو آپ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا اور پاؤں اتا اچھا ہو گیا جیسے کبھی اس میں مجھ کو کوئی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔

(۴۰۴۰) ہم سے احمد بن عثمان بن حکیم نے بیان کیا، ہم سے شریح ابن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ان کے والد یوسف بن اسحاق نے، ان سے ابواسحاق نے کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عبد اللہ بن عتیک اور عبد اللہ بن غتبہ رضی اللہ عنہما کو چند صحابہ کے ساتھ ابو رافع (کے قتل) کے لیے بھیجا۔ یہ لوگ روانہ ہوئے۔ جب اس کے قلعہ کے نزدیک پہنچے تو عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ یہیں ٹھہر جاؤ پہلے میں جاتا ہوں، دیکھوں صورت حال کیا ہے۔ عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (قلعہ کے قریب پہنچ کر) میں اندر جانے کے لیے تدابیر کرنے لگا۔ اتفاق سے قلعہ کا ایک گدھا گم تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس گدھے کو تلاش کرنے کے لیے قلعہ والے روشنی لے کر باہر نکلے۔ بیان کیا کہ میں ڈرا کہ کہیں مجھے کوئی پہچان نہ لے۔ اس لیے میں نے اپنا سر ڈھک لیا، جیسے کوئی قضائے حاجت کر رہا ہے۔ اس کے بعد دربان نے آواز دی کہ اس سے پہلے کہ میں دروازہ بند کر لوں جسے قلعہ کے اندر داخل ہونا ہے وہ جلدی آجائے۔ میں نے (موقع غنیمت سمجھا اور) اندر داخل ہو گیا اور قلعہ کے دروازے کے پاس ہی جہاں گدھے باندھے جاتے تھے وہیں چھپ گیا۔ قلعہ والوں نے ابو رافع کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر اسے قہے سناتے رہے۔ آخر کچھ رات گئے وہ سب قلعہ کے اندر ہی اپنے اپنے گھروں میں واپس آ گئے۔ اب سننا چھاپکا تھا اور کہیں کوئی حرکت نہیں ہوتی تھی۔ اس لیے میں اس طویلہ سے باہر نکلا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا کہ دربان نے کنجی ایک طاق میں رکھی ہے۔ میں نے پہلے کنجی اپنے قبضہ میں لے لی اور پھر سب سے پہلے قلعہ کا دروازہ کھولا، بیان کیا کہ میں نے یہ سوچا تھا کہ اگر قلعہ

والوں کو میرا علم ہو گیا تو میں بڑی آسانی کے ساتھ بھاگ سکوں گا۔ اس کے بعد میں نے ان کے کمروں کے دروازے کھولنے شروع کئے اور انہیں اندر سے بند کرتا جاتا تھا۔ اب میں زیوں سے ابو رافع کے بالا خانوں تک پہنچ چکا تھا۔ اس کے کمرہ میں اندھیرا تھا۔ اس کا چراغ گل کر دیا گیا تھا۔ میں یہ نہیں اندازہ کر پایا تھا کہ ابو رافع کہاں ہے۔ اس لیے میں نے آواز دی، یا ابا رافع! اس پر وہ بولا کہ کون ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آواز کی طرف میں بڑھا اور میں نے تلوار سے اس پر حملہ کیا۔ وہ چلانے لگا لیکن یہ وار اونچا پڑا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر دوبارہ میں اس کے قریب پہنچا، گویا میں اس کی مدد کو آیا ہوں۔ میں نے آواز بدل کر پوچھا۔ ابو رافع کیا بات پیش آئی ہے؟ اس نے کہا تیری ماں غارت ہو، ابھی کوئی شخص میرے کمرے میں آیا اور تلوار سے مجھ پر حملہ کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس مرتبہ پھر میں نے اس کی آواز کی طرف بڑھ کر دوبارہ حملہ کیا۔ اس حملہ میں بھی وہ قتل نہ ہو سکا۔ پھر وہ چلانے لگا اور اس کی بیوی بھی اٹھ گئی (اور چلانے لگی) انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں بظاہر مددگار بن کر پہنچا اور میں نے اپنی آواز بدل لی۔ اس وقت وہ چپ لیٹا ہوا تھا۔ میں نے اپنی تلوار اس کے پیٹ پر رکھ کر زور سے اسے دبایا۔ آخر جب میں نے ہڈی ٹوٹنے کی آواز سنی تو میں وہاں سے نکلا، بہت گھبرایا ہوا۔ اب زینہ پر آچکا تھا۔ میں اترنا چاہتا تھا کہ نیچے گر پڑا۔ جس سے میرا پاؤں ٹوٹ گیا۔ میں نے اس پر پٹی باندھی اور لنگڑاتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا۔ میں نے ان سے کہا کہ تم لوگ جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری سناؤ۔ میں تو یہاں سے اس وقت تک نہیں ہٹوں گا جب تک اس کی موت کا اعلان نہ سن لوں۔ چنانچہ صبح کے وقت موت کا اعلان کرنے والا (قلعہ کی تفصیل پر) چڑھا اور اعلان کیا کہ ابو رافع کی موت واقع ہو گئی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں چلنے کے لیے اٹھا، مجھے (کامیابی کی خوشی میں) کوئی تکلیف معلوم نہیں ہوتی تھی۔ اس سے پہلے کہ میرے ساتھی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچیں، میں

انْطَلَقْتُ عَلَى مَهْلٍ، ثُمَّ عَمِدْتُ إِلَى ابْوَابِ بُيُوتِهِمْ فَلَقَيْتُهَا عَلَيْهِمْ مِنْ ظَاهِرٍ، ثُمَّ صَعِدْتُ إِلَى أَبِي رَافِعٍ فِي سَلَمٍ فَإِذَا الْبَيْتُ مُظْلِمٌ قَدْ طَفِيَءَ سِرَاجُهُ فَلَمْ أَذِرْ أَيْنَ الرَّجُلُ؟ فَقُلْتُ : يَا أَبَا رَافِعٍ، قَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: لَعَمِيزَتِي نَحْوُ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ وَصَاحَ فَلَمْ تُعْنِ شَيْئًا؟ قَالَ : ثُمَّ جِئْتُ كَأَنِّي أُغِيضُهُ فَقُلْتُ : مَا لَكَ يَا أَبَا رَافِعٍ؟ وَغَيَّرْتُ صَوْتِي، فَقَالَ: أَلَا أُغْضِيكَ لَأَمْكِ الْوَيْلُ؟ دَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ فَضَرَبَنِي بِالسَّيْفِ، قَالَ: لَعَمِيزَتِي لَهُ أَيْضًا فَأَضْرِبُهُ أُخْرَى فَلَمْ تُعْنِ شَيْئًا فَصَاحَ وَقَامَ أَهْلُهُ، قَالَ: ثُمَّ جِئْتُ وَغَيَّرْتُ صَوْتِي كَنَفَةِ الْمُهَيْثِ، فَإِذَا مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ فَأَضْعُ السَّيْفَ فِي بَطْنِهِ ثُمَّ أَتَكْفِيءُ عَلَيْهِ حَتَّى سَمِعْتُ صَوْتَ الْعَظْمِ، ثُمَّ خَرَجْتُ دَهْشًا حَتَّى أَتَيْتُ السَّلَمَ أَرِيدُ أَنْ أَنْزِلَ فَأَسْقَطَ مِنْهُ فَأَنخَلَعْتُ رَجُلِي فَعَصَبَتْهَا ثُمَّ أَتَيْتُ أَصْحَابِي أَخْجَلُ فَقُلْتُ لَهُمْ : انْطَلِقُوا فَبَشِّرُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي لَا أَبْرَحُ حَتَّى أَسْمَعَ النَّاعِيَةَ، فَلَمَّا كَانَ لِي وَجْهِ الصُّبْحِ صَعِدَ النَّاعِيَةُ فَقَالَ: أَنْتُمْ يَا رَافِعٍ، قَالَ : فَقُمْتُ أَمْسِي مَا بِي قَلْبَةً، فَأَذْرَكْتُ أَصْحَابِي قَبْلَ أَنْ يَأْتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَرَّتُهُ.

[راجع: ۳۰۲۲]

نے اپنے ساتھیوں کو پایا۔ آنحضرت ﷺ کو خوشخبری سنائی۔

ابو رافع یہودی خیبر میں رہتا تھا۔ رئیس التجار اور تاجر الحجاز سے مشہور تھا۔ اسلام کا سخت ترین دشمن، ہر وقت رسول کریم ﷺ کی جو کیا کرتا تھا۔ غزوہ خندق کے موقع پر عرب کے مشہور قبائل کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے اس نے ابھارا تھا۔ آخر چند خزرجی صحابیوں کی خواہش پر آنحضرت ﷺ نے عبداللہ بن عتیک انصاری کی قیادت میں پانچ آدمیوں کو اس کے قتل پر مامور فرمایا تھا۔ ساتھ میں تاکید فرمائی کہ عورتوں اور بچوں کو ہرگز قتل نہ کرنا۔ چنانچہ وہ ہوا جو حدیث بالا میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ بعض دفعہ قیام امن کے لیے ایسے مفسدوں کا قتل کرنا دنیا کے ہر قانون میں ضروری ہو جاتا ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں: عن عبداللہ بن کعب بن مالک قال کان مما صنع اللہ لرسولہ ان الاوس والخزرج کاننا يتصاولان يتصاول الفحلین لا تصنع الاوس شینا الا قالت الخزرج واللہ لا تذهبون بہذہ فضلاً علینا وکذا لک الاوس فلما اصابک الاوس کعب بن اشرف تذاکرت الخزرج من رجل لہ من العداوۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما کان لکعب فذکروا ابن ابی الحقیق وهو یخیر (فتح الباری) یعنی اوس اور خزرج کا باہمی حال یہ تھا کہ وہ دونوں قبیلے آپس میں اس طرح رشک کرتے رہتے تھے جیسے دو سائڈ آپس میں رشک کرتے ہیں۔ جب قبیلہ اوس کے ہاتھوں کوئی اہم کام انجام پاتا تو خزرج والے کہتے کہ قسم اللہ کی اس کام کو کر کے تم فضیلت میں ہم سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ ہم اس سے بھی بڑا کوئی کام انجام دیں گے۔ اوس کا بھی یہی خیال رہتا تھا۔ جب قبیلہ اوس نے کعب بن اشرف کو ختم کیا تو خزرج نے سوچا کہ ہم کسی اس سے بڑے دشمن کا خاتمہ کریں گے جو رسول کریم ﷺ کی عداوت میں اس سے بڑھ کر ہو گا۔ چنانچہ انہوں نے ابن ابی الحقیق کا انتخاب کیا جو خیبر میں رہتا تھا اور رسول کریم ﷺ کی عداوت میں یہ کعب بن اشرف سے بھی آگے بڑھا ہوا تھا۔ چنانچہ اوس کے جوانوں نے اس ظالم کا خاتمہ کیا۔ جس کی تفصیل یہاں مذکور ہے۔ روایت میں ابو رافع کی جو رو کے جانے کا ذکر آیا ہے۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ وہ جاگ کر چلے گئے۔ عبداللہ بن عتیکؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس پر تلوار اٹھائی لیکن فوراً مجھ کو فرمان نبوی یاد آگیا اور میں نے اسے نہیں مارا۔ آگے حضرت عبداللہ بن عتیکؓ کی ہڈی سرک جانے کا ذکر ہے۔ اگلی روایت میں پنڈلی ٹوٹ جانے کا ذکر ہے۔ اور اس میں جو ڈکھل جانے کا دونوں باتوں میں اختلاف نہیں ہے کیونکہ احتمال ہے کہ پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو اور جو ٹہنی کسی جگہ سے کھل گیا ہو۔

۱۷- باب غَزْوَةُ أُحُدٍ

باب غزوہ احد کا بیان

اور سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ”اور وہ وقت یاد کیجئے“ جب آپ صبح کو اپنے گھروں کے پاس سے نکلے، مسلمانوں کو لڑائی کے لیے مناسب ٹھکانوں پر لے جاتے ہوئے اور اللہ بڑا سننے والا ہے، بڑا جاننے والا ہے۔“ اور اسی سورت میں اللہ عزوجل کا فرمان ”اور ہمت نہ ہارو اور غم نہ کرو، تمہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو گے۔ اگر تمہیں کوئی زخم پہنچ جائے تو ان لوگوں کو بھی ایسا ہی زخم پہنچ چکا ہے اور ہم ان دونوں کی الٹ پھیر تو لوگوں کے درمیان کرتے ہی رہتے ہیں، تاکہ اللہ ایمان لانے والوں کو جان لے اور تم میں سے کچھ کو شہید بنائے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا اور تاکہ اللہ ایمان لانے والوں

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ وَقَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ

کو میل پکیل سے صاف کر دے اور کافروں کو مٹا دے۔ کیا تم اس گمان میں ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ ابھی اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو نہیں جانا جنہوں نے جہاد کیا اور نہ صبر کرنے والوں کو جانا اور تم تو موت کی تمنا کر رہے تھے اس سے پہلے کہ اس کے سامنے آؤ۔ سو اس کو اب تم نے خوب کھلی آنکھوں سے دیکھ لیا۔“ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ”اور یقیناً تم سے اللہ نے سچ کر دکھایا اپنا وعدہ، جب کہ تم انہیں اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ جب تم خود ہی کمزور پڑ گئے اور آپس میں جھگڑنے لگے۔ حکم رسول کے بارے میں اور تم نے نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ نے دکھا دیا تھا جو کچھ کہ تم چاہتے تھے۔ بعض تم میں وہ تھے جو دنیا چاہتے تھے اور بعض تم میں ایسے تھے جو آخرت چاہتے تھے۔ پھر اللہ نے تم کو ان میں سے پھیر دیا تاکہ تمہاری پوری آزمائش کرے اور اللہ نے تم سے درگزر کی اور اللہ ایمان لانے والوں کے حق میں بڑا فضل والا ہے۔“ (اور آیت) ”اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ مت خیال کرو۔“ آخر آیت تک۔

تشیخ آیت مذکورہ میں جنگ احد کے کچھ مختلف کوائف پر اشارات ہیں۔ مورخ ۷ / شوال ۳ھ میں احد پہاڑ کے قریب یہ جنگ ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کا لشکر ایک ہزار مردوں پر مشتمل تھا جس میں سے تین سو منافقین واپس لوٹ گئے تھے۔ مشرکین کا لشکر تین ہزار تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پچاس سپاہیوں کا ایک دستہ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں احد کی ایک گھاٹی کی حفاظت پر مقرر فرمایا تھا اور تاکید کی تھی کہ ہمارا حکم آئے بغیر ہرگز یہ گھاٹی نہ چھوڑیں۔ ہماری جیت ہو یا ہار تم لوگ یہیں جے رہو۔ جب شروع میں مسلمانوں کو فتح ہونے لگی تو ان لشکریوں میں سے اکثر نے فتح ہو جانے کے خیال سے درہ خالی چھوڑ دیا جس سے مشرکین نے پلٹ کر مسلمانوں کی پشت سے ان پر حملہ کیا اور مسلمانوں کو وہ نقصان عظیم پہنچا جو تاریخ میں مشہور ہے۔ احادیث ذیل میں جنگ احد سے متعلق کوائف بیان کئے گئے ہیں۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں: وقال العلماء وكان في قصة احد وما اصيب به المسلمون من الفوائد والحكم الربانية اشياء عظيمة منها تعريف المسلمين سوء عاقبة المعصية وشوم ارتكاب النهي لما وقع من ترك الرماة موقفهم الذين امرهم الرسول ان لا يرجوا منه ومنها ان عادة الرسول ان تبتل وتكون لها العاقبة كما تقدم في قصة هرقل مع ابي سفيان والحكمة في ذالك انهم لو انتصروا دائما دخل في المومنين من ليس منهم ولم يتميز الصادق من غيره ولو انكسروا دائما لم يحصل المقصود من البعثة فاقتضت الحكمة الجمع بين الامرين لتتميز الصادق من الكاذب وذلك ان نفاق المنافقين كان مخفيا عن المسلمين فلما جرت هذه القصة واطهر اهل النفاق ما اظهروه من الفعل والقول عاد التلويح وتصريحا وعرف المسلمون ان لهم عدو في دورهم فاستعدوا لهم وتحرزوا منهم الخ (فتح الباری) یعنی علماء نے کہا ہے کہ احد کے واقعہ میں بہت سے فوائد اور بہت سی حکمتیں ہیں جو اہمیت کے لحاظ سے بڑی عظمت رکھتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ مسلمانوں کو معصیت اور منہیات کے ارتکاب کا نتیجہ بد بلا دیا جائے تاکہ آئندہ وہ ایسا نہ کریں۔ کچھ تیر

انداؤں کو رسول کریم ﷺ نے ایک گھائی پر مقرر فرما کر سخت تاکید فرمائی تھی کہ ہماری جیت ہو یا ہار ہمارا حکم آئے بغیر تم اس گھائی سے مت ہٹنا، مگر انہوں نے نافرمانی کی اور مسلمانوں کی اول مرحلہ پر فتح دیکھ کر وہ اموال غنیمت لوٹنے کے خیال سے گھائی کو چھوڑ کر میدان میں آگئے۔ اس نافرمانی کا جو خمیازہ سارے مسلمانوں کو بھگتنا پڑا وہ معلوم ہے۔ اللہ نے بتلادیا کہ نافرمانی اور معصیت کے ارتکاب کا نتیجہ ایسا ہی ہوتا ہے اور ان حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ کی طرف سے مقرر ہے کہ رسولوں کو آزمایا جاتا ہے اور آخر انجام بھی ان ہی کی فتح ہوتی ہے جیسا کہ ہر قل اور ابوسفیان کے قصہ میں گزر چکا ہے۔ اگر ہمیشہ رسولوں کے لیے مدد ہی ہوتی رہے تو مومنوں میں غیر مومن بھی داخل ہو سکتے ہیں اور صادق اور کاذب لوگوں میں تمیز اٹھ سکتی ہے اور اگر وہ ہمیشہ ہارتے ہی رہیں تو بعثت کا مقصود فوت ہو جاتا ہے۔ پس حکمت الہی کا تقاضا فتح و شکست ہر دور کے درمیان ہوا تاکہ صادق اور کاذب میں فرق ہوتا رہے۔ منافقین کا نفاق پہلے مسلمانوں پر مخفی تھا۔ اس امتحان نے ان کو ظاہر کر دیا اور انہوں نے اپنے قول اور فعل سے کھلے طور پر اپنے نفاق کو ظاہر کر دیا۔ تب مسلمانوں پر ظاہر ہو گیا کہ ان کے گھروں ہی میں ان کے دشمن چھپے ہوئے ہیں جن سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ آج کل بھی ایسے نام نہاد مسلمان موجود ہیں جو نماز و روزہ کرتے ہیں مگر وقت آنے پر اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ غداری کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے ہر وقت چوکنا رہنا ضروری ہے۔ نفاق بہت ہی برا مرض ہے۔ جس کی مذمت قرآن مجید میں کئی جگہ بڑے زوردار لفظوں میں ہوئی ہے اور ان کے لیے دوزخ کا سب سے نیچے والا حصہ ”ویل“ سزا کے لیے تجویز ہونا بتلایا ہے۔ ہر مسلمان کو پانچوں وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے اللھم اعوذ بک من النفاق والشقاق وسوء الاخلاق اے اللہ! میں نفاق سے اور آپس کی پھوٹ سے اور برے اخلاق سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ آمین یا رب العالمین۔

(۴۰۴۱) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، ہم کو عبد الوہاب نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے موقع پر فرمایا، یہ حضرت جبریل ہیں، تھکنا بند، اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے۔

۴۰۴۱ - حَدَّثَنَا ابْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ: ((هَذَا جِبْرِيلُ أَخَذَ بِرَأْسِ قَوْسِهِ عَلَيْهِ إِذَاةُ الْحَرْبِ)). [راجع: ۳۹۹۵]

(۴۰۴۲) ہم سے محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا، کہا ہم کو زکریا بن عدی نے خبر دی، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں حیوہ نے، انہیں یزید بن حبیب نے، انہیں ابوالخیر نے اور ان سے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ سال بعد یعنی آٹھویں برس میں غزوہ احد کے شہداء پر نماز جنازہ ادا کی، جیسے آپ زندوں اور مردوں سب سے رخصت ہو رہے ہوں۔ اس کے بعد آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا، میں تم سے آگے آگے ہوں، میں تم پر گواہ رہوں گا اور مجھ سے (قیامت کے دن) تمہاری ملاقات حوض (کوثر) پر ہوگی۔ اس وقت بھی میں اپنی اس جگہ سے حوض

۴۰۴۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا زَكْرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيَوَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيَّ قَتْلِي أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِي سِنِينَ كَأَلْمُودَّعٍ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمَنِيرُ فَقَالَ: ((إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَرَطٌ، وَأَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيدٌ، وَإِنَّ مَوْعِدَكُمْ الْحَوْضَ وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هَذَا

وَأَنِّي لَسْتُ أَخْشَىٰ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا، وَلَكِنِّي أَخْشَىٰ عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوهَا)). قَالَ فَكَأَنَّتْ آخِرَ نَظَرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. [راجع: ۱۳۴۴]

(کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ تمہارے بارے میں مجھے اس کا کوئی خطرہ نہیں ہے کہ تم شرک کرو گے، ہاں میں تمہارے بارے میں دنیا سے ڈرتا ہوں کہ تم کہیں دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ نہ کرنے لگو۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے لیے رسول اللہ ﷺ کا یہ آخری دیدار تھا جو مجھ کو نصیب ہوا۔

احد کی لڑائی ۳ شوال کے مہینے میں ہوئی اور ۱۱ ماہ ربیع الاول میں آپ کی وفات ہو گئی۔ اس لیے راوی کا یہ کہنا کہ آٹھ برس بعد صحیح نہیں ہو سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ آٹھویں برس جیسا کہ ہم نے ترجمہ میں ظاہر کر دیا ہے۔ زندوں کا رخصت کرنا تو ظاہر ہے کیونکہ یہ واقعہ آپ کے حیات طیبہ کے آخری سال کا ہے اور مردوں کا وداع اس کا معنی یوں کر رہے ہیں کہ اب بدن کے ساتھ ان کی زیارت نہ ہو سکے گی۔ جیسے دنیا میں ہوا کرتی تھی۔ حافظ صاحب نے کہا گو آنحضرت ﷺ وفات کے بعد بھی زندہ ہیں لیکن وہ اخروی زندگی ہے جو دنیاوی زندگی سے مشابہت نہیں رکھتی۔ روایت میں حوض کوثر پر شرف دیدار نبوی ﷺ کا ذکر ہے۔ وہاں ہم سب مسلمان آپ سے شرف ملاقات حاصل کریں گے۔ مسلمانو! کوشش کرو کہ قیامت کے دن ہم اپنے پیغمبر ﷺ کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔ جہاں تک ہو سکے آپ کے دین کی مدد کرو۔ قرآن و حدیث پھیلاؤ۔ جو لوگ حدیث شریف اور حدیث والوں سے دشمنی رکھتے ہیں نہ معلوم وہ حوض کوثر پر رسول کریم ﷺ کو کیا منہ دکھلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حوض کوثر پر ہمارے رسول ﷺ کی ملاقات نصیب فرمائے آمین۔

(۴۰۴۳) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابن اسحاق (عمرو بن عبید اللہ سیمی) نے اور ان سے براء بن عازب نے بیان کیا کہ جنگ احد کے موقع پر جب مشرکین سے مقابلہ کے لیے ہم پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے تیر اندازوں کا ایک دستہ عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں (پہاڑی پر) مقرر فرمایا تھا اور انہیں یہ حکم دیا تھا کہ تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، اس وقت بھی جب تم لوگ دیکھ لو کہ ہم ان پر غالب آگئے ہیں پھر بھی یہاں سے نہ ہٹنا اور اس وقت بھی جب تم دیکھ لو کہ وہ ہم پر غالب آگئے، تم لوگ ہماری مدد کے لیے نہ آنا۔ پھر جب ہماری مدد بھیڑ کفار سے ہوئی تو ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ میں نے دیکھا کہ ان کی عورتیں پہاڑیوں پر بڑی تیزی کے ساتھ بھاگی جا رہی تھیں، پنڈلیوں سے اوپر کپڑے اٹھائے ہوئے، جس سے ان کے پازیب دکھائی دے رہے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے (تیر انداز) ساتھی کہنے لگے کہ غنیمت غنیمت۔ اس پر عبد اللہ بن جبیر نے ان سے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے تاکید کی تھی کہ اپنی جگہ سے نہ

۴۰۴۳ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقِينَا الْمُشْرِكِينَ يَوْمَئِذٍ وَأَجْلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشَنَا مِنَ الرُّومَةِ وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ عَبْدُ اللَّهِ وَقَالَ: ((لَا تَبْرَحُوا إِنْ رَأَيْتُمُونَا ظَهَرْنَا عَلَيْهِمْ فَلَا تَبْرَحُوا وَإِنْ رَأَيْتُمُوهُمْ ظَهَرُوا عَلَيْنَا فَلَا تُعِينُونَا)) فَلَمَّا لَقِينَا هَرَبُوا حَتَّى رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ فِي الْجَبَلِ رَفَعْنَ عَنْ سَوْفِهِنَّ قَدْ بَدَتْ خَلَائِلُهُنَّ فَأَخَذُوا يَقُولُونَ: الْغَنِيمَةُ الْغَنِيمَةُ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَبْرِ: عَهْدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا تَبْرَحُوا فَأَبَوْا فَلَمَّا أَبَوْا صَرَفَ وَجُوهَهُمْ فَأَصِيبُ سَبْعُونَ قَتِيلًا

ہٹا (اس لیے تم لوگ مال غنیمت لوٹنے نہ جاؤ) لیکن ان کے ساتھیوں نے ان کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ ان کی اس حکم عدولی کے نتیجے میں مسلمانوں کو ہار ہوئی اور ستر مسلمان شہید ہو گئے۔ اس کے بعد ابوسفیان نے پہاڑی پر سے آواز دی، کیا تمہارے ساتھ محمد (ﷺ) موجود ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی جواب نہ دے، پھر انہوں نے پوچھا، کیا تمہارے ساتھ ابن ابی قحافہ موجود ہیں؟ حضور ﷺ نے اس کے جواب کی بھی ممانعت فرمادی۔ انہوں نے پوچھا، کیا تمہارے ساتھ ابن خطاب موجود ہیں؟ اس کے بعد وہ کہنے لگے کہ یہ سب قتل کر دیئے گئے۔ اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ اس پر عمرؓ بیٹھ بے قابو ہو گئے اور فرمایا، خدا کے دشمن تو جھوٹا ہے۔ خدا نے ابھی انہیں تمہیں ذلیل کرنے کے لیے باقی رکھا ہے۔ ابوسفیان نے کہا، ہبل (ایک بت) بلند رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کا جواب دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا کہ کو، اللہ سب سے بلند اور بزرگ و برتر ہے۔ ابوسفیان نے کہا، ہمارے پاس عزئی (بت) ہے اور تمہارے پاس کوئی عزئی نہیں۔ آپ نے فرمایا، اس کا جواب دو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا کہ کو، اللہ ہمارا حامی اور مددگار ہے اور تمہارا کوئی حامی نہیں۔ ابوسفیان نے کہا، آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے اور لڑائی کی مثال ڈول کی ہوتی ہے۔ (کبھی ہمارے ہاتھ میں اور کبھی تمہارے ہاتھ میں) تم اپنے مقتولین میں کچھ لاشوں کا مثلہ کیا ہوا پاؤ گے، میں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا لیکن مجھے برا نہیں معلوم ہوا۔

بعد میں حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب مسلمان ہو گئے تھے اور اپنی اس زندگی پر نادم تھے مگر اسلام پہلے کے گناہوں کا

کفارہ بن جاتا ہے۔

(۴۰۴۴) مجھے عبد اللہ بن محمد نے خبر دی، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو نے اور ان سے حضرت جابرؓ نے بیان کیا کہ بعض صحابہ نے غزوہ احد کی صبح کو شراب پی (جو ابھی حرام نہیں ہوئی تھی) اور پھر شہادت کی موت نصیب ہوئی۔

وَأَشْرَفَ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ: أَبِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ؟ فَقَالَ: ((لَا تُجِيبُوهُ))، فَقَالَ: أَبِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ؟ قَالَ: ((لَا تُجِيبُوهُ))، فَقَالَ: أَبِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ؟ فَقَالَ: إِنَّ هَؤُلَاءِ قُتِلُوا فَلَوْ كَانُوا أَحْيَاءَ لَاجَابُوا فَلَمْ يَمَلِكْ عَمْرُ نَفْسَهُ، فَقَالَ: كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللَّهِ أَبْقَى اللَّهُ عَلَيْكَ مَا يُخْزِيكَ، قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: أَغْلُ هُبْل، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَجِيبُوهُ)) قَالُوا: مَا نَقُولُ؟ قَالَ: ((قُولُوا اللَّهُ أَغْلَى وَأَجْلُ)) قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: لَنَا الْغَزَى وَلَا غَزَى لَكُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَجِيبُوهُ)) قَالُوا: مَا نَقُولُ؟ قَالَ: ((قُولُوا اللَّهُ مُؤَلَّنَا وَلَا مُؤَلَّى لَكُمْ)) قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَوْمَ بَيْتِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ مِجَالٌ وَتَجِدُونَ مُثْلَهُ لَمْ أَمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسْؤُنِي.

[راجع: ۳۰۳۹]

۴۰۴۴ - أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ

اصْطَبَحَ الْحَمْرَ يَوْمَ أُحُدٍ نَاسٌ ثُمَّ قُتِلُوا

شَهْدَاءَ. [راجع: ۲۸۱۵]

بعد میں شراب حرام ہو گئی، پھر کسی بھی صحابی نے شراب کو منہ نہیں لگایا بلکہ شراب کے برتنوں کو بھی توڑ ڈالا تھا۔

(۴۰۴۵) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں سعد بن ابراہیم نے، ان سے ان کے والد ابراہیم نے کہ (ان کے والد) عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا لایا گیا۔ ان کا روزہ تھا۔ انہوں نے کہا، مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ (احد) کی جنگ میں) شہید کر دیئے گئے، وہ مجھ سے افضل اور بہتر تھے لیکن انہیں جس چادر کا کفن دیا گیا (وہ اتنی چھوٹی تھی کہ) اگر اس سے ان کا سر چھپایا جاتا تو پاؤں کھل جاتا اور اگر پاؤں چھپایا جاتا تو سر کھل جاتا تھا۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا اور حمزہ رضی اللہ عنہ بھی (اسی جنگ میں) شہید کئے گئے، وہ مجھ سے بہتر اور افضل تھے پھر جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو، ہمارے لیے دنیا میں کشادگی دی گئی، یا انہوں نے یہ کہا کہ پھر جیسا کہ تم دیکھتے ہو، ہمیں دنیا دی گئی، ہمیں تو اس کا ڈر ہے کہ کہیں یہی ہماری نیکیوں کا بدلہ نہ ہو جو اسی دنیا میں ہمیں دیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد آپ اتار روئے کہ کھانا نہ کھا سکے۔

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے پھر بھی انہوں نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو کسر نفسی کے لیے اپنے سے بہتر بتایا۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ وہ قریشی نوجوان تھے جو ہجرت سے پہلے ہی مدینہ میں بطور مبلغ کام کر رہے تھے۔ جن کی کوششوں سے مدینہ میں اسلام کو فروغ ہوا۔ صد افسوس کہ شیر اسلام احد میں شہید ہو گیا۔ (بخاری)

(۴۰۴۶) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے غزوہ احد کے موقع پر پوچھا، یا رسول اللہ! اگر میں قتل کر دیا گیا تو میں کہاں جاؤں گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں۔ انہوں نے کھجور پھینک دی جو ان کے ہاتھ میں تھی اور لڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

(۴۰۴۷) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق بن مسلمہ نے اور ان سے خباب بن الارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے

۴۰۴۵ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ أَتَى بِطَعَامٍ وَكَانَ صَائِمًا فَقَالَ : قَتَلَ مَصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ حَبِيرٌ مِنِّي كُفْنٌ فِي بُرْدَةٍ إِنَّ غُطِّي رَأْسَهُ بَدْتُ رَجُلَاهُ وَإِنْ غُطِّي رَجُلَاهُ بَدَا رَأْسُهُ وَإِذَا قَالَ : وَقَتْلَ حَمْرَةَ . وَهُوَ حَبِيرٌ مِمَّنِّي ثُمَّ يُسْطَلُّ مِنَ الذَّنْبِ مَا يُسْطَلُّ . أَوْ قَالَ أَعْطَيْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطَيْنَا وَقَدْ حَشِبْنَا أَنْ تَكُونَ حَسَنَاتِنَا غَجَلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي حَتَّى تَرَكَ الطَّعَامَ .

ذرا ح ۱۲۷۴

۴۰۴۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَمْعٍ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا قَالَ : ((فِي الْجَنَّةِ)) فَأَلْقَى تَمْرَاتٍ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ .

۴۰۴۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقِ بْنِ خَبَّابِ بْنِ الْأَرْتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تھی، ہمارا مقصد صرف اللہ کی رضا تھی۔ اس کا ثواب اللہ کے ذمے تھا۔ پھر ہم میں سے بعض لوگ تو وہ تھے جو گزر گئے اور کوئی اجر انہوں نے اس دنیا میں نہیں دیکھا، انہیں میں سے مصعب بن عمیرؓ بھی تھے۔ احد کی لڑائی میں انہوں نے شہادت پائی تھی۔ ایک دھاری دار چادر کے سوا اور کوئی چیز ان کے پاس نہیں تھی (اور وہی ان کا کفن بنی) جب ہم اس سے ان کا سر چھپاتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں چھپاتے تو سر کھل جاتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سر چادر سے چھپا دو اور پاؤں پر از خرگھاس ڈال دو۔ یا حضور ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے تھے کہ القوا علی رجلہ من الاذخر بجائے اجعلوا علی رجلہ الاذخر کے اور ہم میں بعض وہ تھے جنہیں ان کے اس عمل کا بدلہ (اسی دنیا میں) مل رہا ہے اور وہ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

(۴۰۴۸) ہم سے حسان بن حسان نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن طلحہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حمید طویل نے بیان کیا اور ان سے انسؓ نے کہ ان کے چچا (انس بن سقر) بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکے تھے، پھر انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ پہلی ہی لڑائی میں غیر حاضر رہا۔ اگر حضور ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی اور لڑائی میں شرکت کا موقع دیا تو اللہ دیکھے گا کہ میں کتنی بے جگری سے لڑتا ہوں۔ پھر غزوہ احد کے موقع پر جب مسلمانوں کی جماعت میں افرا تفری پیدا ہو گئی تو انہوں نے کہا، اے اللہ! مسلمانوں نے آج جو کچھ کیا میں تیرے حضور میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں اور مشرکین نے جو کچھ کیا میں تیرے حضور میں اس سے اپنی بیزارگی ظاہر کرتا ہوں۔ پھر وہ اپنی تلوار لے کر آگے بڑھے۔ راستے میں حضرت سعد بن معاذؓ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ان سے کہا، سعد! کہاں جا رہے ہو؟ میں تو احد پہاڑی کے دامن میں جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھے اور شہید کر دیئے گئے۔ ان کی لاش پہچانی نہیں جا رہی تھی۔ آخر ان کی ہن نے ایک تل یا ان کی

ہاجرتنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنعفی وجہ اللہ فوجب أجرنا علی اللہ ومنا من مضی أو ذهب لم يأکل من أجره شیء کان منهم مصعب بن عمیر فتل یومہ أحد لم یترک إلا نمرۃ کنا إذا غطینا بها رأسہ خرجت رجلاه وإذا غطینا بها رجلاه خرج رأسہ فقال لنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ((رغطوا بها رأسہ واجعلوا علی رجلہ الاذخر)) - أو قال - القوا علی رجلہ من الاذخر)) ومنا من ائعت له ثمرته فهو یهدیہا۔

[راجع: ۱۱۲۷۶]

۴۰۴۸ - أخبرنا حسان بن حسان حدثنا محمد بن طلحہ حدثنا حمید عن انس رضي اللہ عنه أن عمہ غاب عن بدر فقال: غبت عن أول قتال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبن أشهدني اللہ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیرین اللہ ما أجذ فلقي يوم أحد فهزم الناس فقال: اللهم إني أعتذر إليك صنع هؤلاء - يعني المسلمين - وأتبرأ إليك مما جاء به المشركون فتقدم بسيفي فلقني سعد بن معاذ فقال: أين يا سعد إني أجذ ربح الجنة دون أحد فمضى فقتل فما عرف حتى عرفته أخته بشامة أو بسانه وبه بضع ولما نون من طعنة وضربة ورمية بسهم۔

[راجع: ۲۸۰۵]

انگلیوں کے پور سے ان کی لاش کو پھانٹا۔ ان کو اسی (۸۰) پر کٹی زخم بھالے اور تلواریں اور تیروں کے لگے تھے۔

تشیخ ابن بکوال نے کہا اس شخص کا نام عمیر بن حمامؓ تھا۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ عمیر بن حمامؓ نے جنگ احد کے دن کچھ کجوریں نکالیں، ان کو کھانے لگا پھر کہنے لگا، ان کجوروں کے تمام کرنے تک اگر میں جیتا رہا تو یہ بڑی لمبی زندگی ہو گی اور لڑائی شروع کی مارا گیا۔ اسد الغابہ میں ہے کہ عمیر بدر کے دن مارا گیا اور یہ سب انصار میں پہلا شخص تھا جو اللہ کی راہ میں جنگ میں مارا گیا۔ ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ عمیر بن حمامؓ جب کافروں سے جنگ بدر میں مجڑ گیا تو یہ کہنے لگا کہ اللہ کے پاس جاتا ہوں توشہ ووشہ کچھ نہیں البتہ خدا کا ڈر اور آخرت میں کام آنے والا عمل اور جہاد پر مبر ہے۔ بے شک خدا کا ڈر نہایت مضبوط کرنے والا امر ہے۔ انس بن نضر انصاریؓ کو عمر بن خطابؓ ملے جو گھبرائے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ انہوں نے کہا بڑا غضب ہو گیا۔ آنحضرتؐ شہید ہو گئے۔ انسؓ نے کہا پھر اب ہم تم زندہ رہ کر کیا کریں گے۔ آنحضرتؐ کا خدا تو زندہ ہے۔ اس دین پر لڑ کر مرو جس پر تمہارے پیغمبر لڑے یہ کہہ کر انس بن نضرؓ کافروں کی صف میں گھس گئے اور لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ کہتے ہیں احد کی جنگ میں کافروں کا جھنڈا طلحہ بن ابی طلحہ نے سنبھالا، اس کو حضرت علیؓ نے ہار دیا۔ پھر عثمان بن ابی طلحہ نے، اس کو امیر حمزہؓ نے ہار دیا۔ پھر ابو سعید بن ابی طلحہ نے، اس کو سعد بن ابی وقاصؓ نے ہار دیا۔ پھر نافع بن طلحہ بن ابی طلحہ نے، اس کو عاصم بن ثابت انصاریؓ نے ہار دیا۔ پھر حارث بن طلحہ بن ابی طلحہ نے، اس کو بھی عاصم نے ہار دیا۔ پھر کلاب بن ابی طلحہ نے، اس کو زبیرؓ نے ہار دیا۔ پھر جلاس بن طلحہ نے، پھر ارطاة بن شرحبیل نے، ان کو حضرت علیؓ نے ہار دیا۔ پھر شریح بن قارظ نے وہ بھی مارا گیا۔ پھر صواب ایک غلام نے اس کو سعد بن ابی وقاصؓ یا حضرت علیؓ یا قرظانؓ نے ہار دیا۔ اس کے بعد کافر بھاگ نکلے (وحیدی)

اس حدیث کے ذیل حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم کی ایک اور تقریر درج کی جاتی ہے جو توجہ سے پڑھنے کے لائق ہے۔ فرماتے ہیں۔ مسلمانو! ہمارے باپ دادا نے ایسی ایسی بہادریاں کر کے خون بہا کر اسلام کو دنیا میں پھیلایا تھا اور اتنا بڑا وسیع ملک حاصل کیا تھا جس کی حد مغرب میں تیونس اور اندلس یعنی ہسپانیہ تک اور مشرق میں چین برہما تک اور شمال میں روس تک اور جنوب میں ولایات روم و ایران و توران و ہندوستان و عرب و شام و مصر و افریقہ ان کے زیر نگیں تھیں۔ ہماری عیاشی اور بے دینی نے اب یہ نوبت پہنچائی ہے کہ خاص عرب کے سوا حل اور بلاد بھی کافروں کے قبضے میں آ رہے ہیں اور ملک تو اب جا چکے ہیں اب جتنا رہ گیا ہے اس کو بناو خواب غفلت سے بیدار ہو تو قرآن و حدیث کو مضبوط تھامو۔ وما علینا الا البلاغ (وحیدی)

(۴۰۴۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی اور انہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ جب ہم قرآن مجید کو لکھنے لگے تو مجھے سورۃ احزاب کی ایک آیت (لکھی ہوئی) نہیں ملی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تلاوت کرتے بارہا سنا تھا۔ پھر جب ہم نے اس کی تلاش کی تو وہ آیت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس ہمیں ملی (آیت یہ تھی) ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ

۴۰۴۹ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: فَقَدْتُ آيَةً مِنَ الْأَحْزَابِ حِينَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْتُهَا، فَوَجَدْتُهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ

صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ ۖ فَالْحَقُّهَا فِي سُورَتِهَا فِي الْمُنْخَفِ. ﴿الاحزاب: ۲۳﴾ پھر ہم نے اس آیت کو اس کی سورت میں قرآن مجید میں ملادیا۔

[راجع: ۲۸۰۷]

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ مسلمانوں میں بعض مرد تو ایسے ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو قول و قرار کیا تھا وہ سچ کر دکھایا۔ اب ان میں بعض تو اپنا کام پورا کر چکے، شہید ہو گئے (جیسے حمزہ اور مصعب رضی اللہ عنہما) اور بعض انتظار کر رہے ہیں (جیسے عثمان اور طلحہ رضی اللہ عنہما وغیرہ) اس روایت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ آیت صرف خزیمہ رضی اللہ عنہ کے کہنے پر قرآن میں شریک کر دی گئی بلکہ یہ آیت صحابہ کو یاد تھی اور آنحضرت ﷺ سے بارہا سن چکے تھے مگر بھولے سے مصحف میں نہیں لکھی گئی تھی۔ جب خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس لکھی ہوئی ملی تو اس کو شریک کر دیا۔

(۴۰۵۰) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ثابت نے، میں نے عبد اللہ بن یزید سے سنا، وہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے بیان کیا، جب نبی کریم ﷺ غزوہ احد کے لیے نکلے تو کچھ لوگ جو آپ کے ساتھ تھے (منافقین، ہمانہ بنا کر) واپس لوٹ گئے۔ پھر صحابہ کی ان واپس ہونے والے منافقین کے بارے میں دو رائیں ہو گئیں تھیں۔ ایک جماعت تو کہتی تھی ہمیں پہلے ان سے جنگ کرنی چاہیے اور دوسری جماعت کہتی تھی کہ ان سے ہمیں جنگ نہ کرنی چاہیے۔ اس پر آیت نازل ہوئی ”پس تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقین کے بارے میں تمہاری دو جماعتیں ہو گئیں ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بد اعمالی کی وجہ سے انہیں کفر کی طرف لوٹا دیا ہے۔“ اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ طیبہ ”ہے، سرکشوں کو یہ اس طرح اپنے سے دور کر دیتا ہے جیسے آگ کی بجلی چاندی کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔

[راجع: ۱۸۸۴]

آیت مذکورہ عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ بعضوں نے کہا یہ آیت اس وقت اتری جب آنحضرت ﷺ نے منبر پر فرمایا تھا کہ یہ بدلہ اس شخص سے کون لیتا ہے جس نے میری بیوی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کو بدنام کر

کے مجھے ایذا دی ہے۔ ۱۸ - باب ﴿إِذْ هَمَّتْ طَافِقَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْسَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ باب ”جب تم میں سے دو جماعتیں ایسا ارادہ کر بیٹھی تھیں کہ ہمت ہار دیں، حالانکہ اللہ دونوں کا مددگار تھا اور

ایمانداروں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔“ (القرآن)

یہ دو جماعتیں بنو سلمہ اور بنو حارثہ تھے جو لوٹنے کا ارادہ کر رہے تھے مگر اللہ نے ان کو ثابت قدم رکھا۔ آیات میں ان کا بیان ہے۔
 ۴۰۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُمَرُو عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِيمَا إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا. سَبِي سَلَمَةَ وَبَنِي حَارِثَةَ وَمَا أَحَبُّ أَنَّهُمَا لَمْ يَرَوْا اللَّهَ يَقُولُ. ۞ وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا. [صرفہ فی : ۴۵۵۸].

ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ ﴿إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا﴾ (آل عمران: ۱۲۲) یعنی بنی حارثہ اور بنی سلمہ کے بارے میں۔ میری یہ خواہش نہیں ہے کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی، جب کہ اللہ آگے فرما رہا ہے کہ ”اور اللہ ان دونوں جماعتوں کا مددگار تھا“

تو اللہ کی ولایت یہ کتاب بڑا شرف ہے جو ہم کو حاصل ہوا۔ جنگ احد میں جب عبد اللہ بن ابی تمین سوساتھیوں کو لے کر لوٹ آیا تو ان انصاریوں کے دل میں بھی دوسوہ پیدا ہوا۔ مگر اللہ نے ان کو سنبھالا تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔
 ۴۰۵۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا عُمَرُو هُوَ ابْنُ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَلْ نَكَحْتُ يَا جَابِرُ؟)) قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ: ((مَاذَا أَبْكُوا أُمَّ ثَبِيًّا؟)) قُلْتُ: لَا بَلَّ ثَبِيًّا قَالَ: ((فَهَلَّا حَرِيَّةٌ تُلَاعِنُكَ)) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ: إِنَّ أَبِي قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَوَلَّى تِسْعَ بَنَاتٍ كُنَّ لِي تِسْعَ أَخَوَاتٍ فَكُرِهْتُ أَنْ أَجْمَعَ إِلَيْهِنَّ جَارِيَةً خَرَقَاءَ مِثْلَهُنَّ وَلَكِنْ أُمْرَأَةٌ تَمْشِي ظَهْرَهُنَّ وَتَقُومُ عَلَيْهِنَّ قَالَ: ((أَصْنَتِ)). [راجع : ۱۵۵۳]

جنگ احد میں جب عبد اللہ بن ابی تمین سوساتھیوں کو لے کر لوٹ آیا تو ان انصاریوں کے دل میں بھی دوسوہ پیدا ہوا۔ مگر اللہ نے ان کو سنبھالا تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔
 ۴۰۵۳- ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم کو عمرو بن دینار نے خبر دی اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا، جابر! کیا نکاح کر لیا؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، کنواری سے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا کہ بیوہ سے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کسی کنواری لڑکی سے کیوں نہ کیا؟ جو تمہارے ساتھ کھیلا کرتی۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرے والد احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ نو لڑکیاں چھوڑیں۔ پس میری نو بہنیں موجود ہیں۔ اسی لیے میں نے مناسب نہیں خیال کیا کہ انہیں جیسی ناتجربہ کار لڑکی ان کے پاس لاکر بٹھا دوں، بلکہ ایک ایسی عورت لاؤں جو ان کی دیکھ بھال کر سکے اور ان کی صفائی و ستھرائی کا خیال رکھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا۔

تشریح حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ مشہور انصاری صحابی ہیں۔ جنگ بدر اور احد کی سب جنگوں میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ چودانوے سال کی عمر طویل پاکر ۶۴ھ میں وفات پائی، مدینہ میں سب سے آخری صحابی ہیں جو فوت ہوئے۔ ایک بڑی جماعت نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔

۴۰۵۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ ہم سے احمد بن ابی شریح نے بیان کیا، کہا ہم کو عبید اللہ بن

موسیٰ نے خبر دی، ان سے شیبان نے بیان کیا، ان سے فراس نے، ان سے شعبی نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ان کے والد (عبد اللہ رضی اللہ عنہ) احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے اور قرض چھوڑ گئے تھے اور چھ لڑکیاں بھی۔ جب درختوں سے کھجور اتارے جانے کا وقت قریب آیا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جیسا کہ حضور ﷺ کے علم میں ہے، میرے والد صاحب احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے اور قرض چھوڑ گئے ہیں، میں چاہتا تھا کہ قرض خواہ آپ کو دیکھ لیں (اور کچھ نرمی برتیں) حضور ﷺ نے فرمایا، جاؤ اور ہر قسم کی کھجور کا الگ الگ ڈھیر لگا لو۔ میں نے حکم کے مطابق عمل کیا اور پھر آپ کو بلانے گیا۔ جب قرض خواہوں نے آپ کو دیکھا تو جیسے اس وقت مجھ پر اور زیادہ بھڑک اٹھے۔ (کیونکہ وہ یہودی تھے) حضور ﷺ نے جب ان کا یہ طرز عمل دیکھا تو آپ پہلے سب سے بڑے ڈھیر کے چاروں طرف تین مرتبہ گھومے۔ اس کے بعد اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا، اپنے قرض خواہوں کو بلا لاؤ۔ حضور ﷺ برابر انہیں ناپ کے دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کی طرف سے ان کی ساری امانت ادا کر دی۔ میں اس پر خوش تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کی امانت ادا کرادے اور میں اپنی بہنوں کے لیے ایک کھجور بھی نہ لے جاؤں لیکن اللہ تعالیٰ نے تمام دوسرے ڈھیر بچا دیئے بلکہ اس ڈھیر کو بھی جب دیکھا جس پر حضور ﷺ بیٹھے ہوئے تھے کہ جیسے اس میں سے ایک کھجور کا دانہ بھی کم نہیں ہوا۔

تشریح حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کو اس خیال سے لائے تھے کہ آپ کو دیکھ کر قرض خواہ کچھ قرض چھوڑ دیں گے لیکن نتیجہ الٹا ہوا۔ قرض خواہ یہ سمجھے کہ آنحضرت ﷺ کی جابر رضی اللہ عنہ پر نظر عنایت ہے۔ اگر جابر رضی اللہ عنہ کے والد کا مال کافی نہ ہو گا تو باقی قرضہ آنحضرت ﷺ خود اپنے پاس سے ادا کر دیں گے۔ اس لیے انہوں نے اور سخت تقاضا شروع کیا لیکن اللہ نے اپنے رسول کی دعا قبول کی اور مال میں کافی برکت ہو گئی۔

۴۰۵۴) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے، ان کے والد

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَاهُ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ ذَيْنًا وَتَرَكَ سِتَّةَ نِسَاءٍ. فَلَمَّا حَصَرَ جَدَاذُ النَّخْلِ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ وَالِدِي قَدْ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ ذَيْنًا كَثِيرًا وَإِنِّي أَحِبُّ أَنْ يَرَاكَ الْغُرَمَاءُ فَقَالَ: ((أَذْهَبْ فَيُبْدِرُ كُلَّ تَمَرٍ عَلَى نَاحِيَةٍ)) فَفَعَلْتُ، ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيْهِ كَانَتْهُمْ أَغْرَؤُا بِي تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَأَى مَا يَصْنَعُونَ أَطَافَ حَوْلَ اعْظَمِهَا يُبْدِرُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: اذْغُ لَكَ أَصْحَابُكَ فَمَا زَالِ يَكِيلُ لَهُمْ حَتَّى أَذَى اللَّهُ عَنْ وَالِدِي أَمَانَتَهُ وَأَنَا أَرْضَى أَنْ يُؤَدِّيَ اللَّهُ أَمَانَةَ وَالِدِي وَلَا أَرْجِعُ إِلَى أَخَوَاتِي بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللَّهُ الْبَيَادِرَ كُلَّهَا حَتَّى إِنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ كَأَنَّهَا لَمْ يَنْقُصْ تَمْرَةً وَاحِدَةً. [راجع: ۲۱۲۷]

۴۰۵۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ

سے کہ سعد بن ابی وقاصؓ نے بیان کیا، غزوہ احد کے موقع پر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ کے ساتھ دو اور اصحاب (یعنی جبریلؑ اور میکائیلؑ انسانی صورت میں) آئے ہوئے تھے۔ وہ آپ کو اپنی حفاظت میں لے کر کفار سے بڑی سختی سے لڑ رہے تھے۔ ان کے جسم پر سفید کپڑے تھے۔ میں نے انہیں نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد کبھی دیکھا۔

(۴۰۵۵) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے مروان بن معاویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم سعدی نے بیان کیا، کہا میں نے سعید بن مسیب سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سعد بن ابی وقاصؓ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ غزوہ احد کے موقع پر رسول کریم ﷺ نے اپنے ترکش کے تیر مجھے نکال کر دیئے اور فرمایا، خوب تیر برسائے جا۔ میرے مال باپ تم پر فدا ہوں۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ وَمَعَهُ رَجُلَانِ يُقَابِلَانِ عَنْهُ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بَيْضٌ كَأَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ.

[طرفہ فی : ۵۸۲۶]۔

۴۰۵۵ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ السَّعْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ يَقُولُ: نَثَلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ كِنَانَتَهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ: ((إِزِمِ لِفَذَاكَ أَبِي وَأُمِّي)).

[راجع: ۳۷۲۵]

تشریح سعدؓ بڑے تیر انداز تھے۔ جنگ احد میں کافر چڑھے چلے آ رہے تھے۔ انہوں نے ایسے تیر مارے کہ ایک کافر بھی آنحضرت ﷺ کے پاس نہ آسکا۔ کہتے ہیں کہ تیر بھی ختم ہو گئے اور ایک کافر بالکل قریب آن پہنچا تو ایک تیر جس میں نری لکڑی تھی رہ گیا تھا۔ آپ نے سعدؓ سے فرمایا یہی تیر مارو۔ سعدؓ نے مارا اور وہ اس کافر کے جسم میں گھس گیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی جو روایت میں مذکور ہے جس میں انتہائی ہمت افزائی ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

(۴۰۵۶) ہم سے مسدد بن مسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سعد بن ابی وقاصؓ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ غزوہ احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے (میری ہمت افزائی کے لیے) اپنے والد اور والدہ دونوں کو جمع فرمایا کہ میرے مال باپ تم پر فدا ہوں۔

۴۰۵۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ: جَمَعَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ.

[راجع: ۳۷۲۵]

اس شخص کی قسمت کا کیا ٹھکانا ہے جس کے لیے رسول کریم ﷺ ایسے شاندار الفاظ فرمائیں۔ فی الواقع حضرت سعدؓ اس مبارک دعا کے مستحق تھے۔

(۴۰۵۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن

۴۰۵۷ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ

المسیب نے، انہوں نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاصؓ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے غزوہ احد کے موقع پر (میری ہمت بڑھانے کے لیے) اپنے والد اور والدہ دونوں کو جمع فرمایا، ان کی مراد آپ کے اس ارشاد سے تھی جو آپ نے اس وقت فرمایا تھا جب وہ جنگ کر رہے تھے کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔

(۴۰۵۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا، ان سے سعد نے، ان سے ابن شداد نے بیان کیا، انہوں نے حضرت علیؓ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ حضرت سعدؓ کے سوا میں نے نبی کریم ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ اس کے لیے دعا میں ماں باپ دونوں کو بایں طور جمع کر رہے ہوں۔

(۴۰۵۹) ہم سے بسرہ بن صفوان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے عبد اللہ بن شداد نے اور ان سے حضرت علیؓ نے بیان کیا کہ سعد ابن مالک کے سوا میں نے اور کسی کے لیے نبی کریم ﷺ کو اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کرتے نہیں سنا، میں نے خود سنا کہ احد کے دن آپ فرما رہے تھے، سعد! خوب تیر برساؤ۔ میرے باپ اور ماں تم پر قربان ہوں۔

(۴۰۶۰-۴۰۶۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے معتمر نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ابو عثمان بیان کرتے تھے کہ ان غزوات میں سے جن میں نبی کریم ﷺ نے کفار سے قتال کیا۔ بعض غزوہ (احد) میں ایک موقع پر آپ کے ساتھ طلحہ اور سعد کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہ گیا تھا۔ ابو عثمان نے یہ بات حضرت طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہما سے روایت کی تھی۔

(۴۰۶۲) ہم سے عبد اللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے سائب بن یزید نے کہ میں عبد الرحمن بن عوفؓ، طلحہ بن عبد اللہؓ، مقداد بن اسود اور سعد بن ابی وقاصؓ کی صحبت میں رہا ہوں

سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ أَبَوَيْهِ كِلَيْهِمَا يُرِيدُ حِينَ قَالَ: ((فَإِنَّكَ أَبِي وَأُمِّي)) وَهُوَ يُقَاتِلُ.

[راجع: ۳۷۲۵]

۴۰۵۸ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ ابْنِ شَدَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَجْمَعُ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ غَيْرِ سَعْدٍ.

[راجع: ۲۹۰۵]

۴۰۵۹ - حَدَّثَنَا يَسْرَةُ بْنُ صَفْوَانَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَادٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَجْمَعُ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، فَلَأَنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ: ((يَا سَعْدُ ازِمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي)).

[راجع: ۲۹۰۵]

۴۰۶۰، ۴۰۶۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُعْتَمِرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا عُثْمَانَ أَنَّهُ لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِي يُقَاتِلُ فِيْهِنَّ غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِيثِهِمَا.

[راجع: ۳۷۲۲، ۳۷۲۳]

۴۰۶۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ قَالَ: صَحَبْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ،

لیکن میں نے ان حضرات میں سے کسی کو نبی کریم ﷺ سے کوئی حدیث بیان کرتے نہیں سنا۔ صرف طلحہ رضی اللہ عنہ سے غزوہ احد کے متعلق حدیث سنی تھی۔

وطلحة بن عبيد الله، والمقداد، وسعدا رضي الله عنهم، فما سمعت أحدا منهم يحدث عن النبي ﷺ إلا أنني سمعت طلحة يحدث عن يوم أحد.

[راجع: ۱۲۸۲۴]

تشیخ سائب بن یزید کا بیان ان کی اپنی مصاحبت تک ہے ورنہ کتب احادیث میں ان حضرات سے بھی بہت سی احادیث مروی ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ جملہ صحابہ کرام رسول کریم ﷺ سے احادیث بیان کرنے میں کمال احتیاط برتتے تھے۔ اس خوف سے کہ کہیں غلط بیانی کے مرتکب ہو کر زندہ دوزخی نہ بن جائیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا، جو شخص میرا نام لے کر ایسی حدیث بیان کرے جو میں نے نہ کہی ہو، وہ زندہ دوزخی ہے۔ پس اس سے منکرین حدیث کا استدلال باطل ہے۔ روایت میں غزوہ احد کا ذکر ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ قرآن مجید کے بعد صحیح مرفوع مستند حدیث کا تسلیم کرنا ہر مسلمان کے لیے فرض ہے جو شخص صحیح حدیث کا انکار کرے وہ قرآن ہی کا انکاری ہے اور یہ کسی مسلمان کا شیوہ نہیں ہے۔

(۴۰۶۳) ہم سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا جو شل ہو چکا تھا۔ اس ہاتھ سے انہوں نے غزوہ احد کے دن نبی کریم ﷺ کی حفاظت کی تھی۔

۴۰۶۳- حدثنا عبد الله بن أبي شيبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَاءَ وَقَىٰ بِهَا النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ. [راجع: ۱۳۷۲۴]

(۴۰۶۴) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے عبد العزیز نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ احد میں جب مسلمان نبی کریم ﷺ کے پاس سے منتشر ہو کر پسا ہو گئے تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی اپنے چمڑے کی ڈھال سے حفاظت کر رہے تھے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بڑے تیر انداز تھے اور کمان خوب کھینچ کر تیر چلایا کرتے تھے۔ اس دن انہوں نے دو یا تین کمانیں توڑ دی تھیں۔ مسلمانوں میں سے کوئی اگر تیر کا ترکش لیے گزرتا تو حضور ﷺ ان سے فرماتے یہ تیر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے لیے بیس رکھتے جاؤ۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ مشرکین کو دیکھنے کے لیے سر اٹھا کر جھانکتے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، سر مبارک اوپر نہ اٹھائیے کیسے ایسا نہ ہو کہ ادھر سے کوئی تیر حضور ﷺ کو آکر لگ جائے۔ میری گردن آپ سے

۴۰۶۴- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْعَزِيزُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْتَهَزَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ مُحِجَّوْبٌ عَلَيْهِ بِحِجْفَةٍ لَهُ وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَخْلًا رَامِيًا شَدِيدَ النَّزْعِ، كَسَرَ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ بِحِجْفَةٍ مِنَ النَّبْلِ فَيَقُولُ ((اُنْزِلْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ)) قَالَ: وَبَشَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ بِنَظَرٍ إِلَى الْقَوْمِ فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ يَا أَبَايَ أَنْتَ وَأُمِّي لَا تُشْرَفُ لِيَصْنِكَ سَهْمٌ مِنْ سَهَامِ الْقَوْمِ نَخْرِي ذَوْنُ نَخْرِكَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ غَابِشَةً

پہلے ہے اور میں نے دیکھا کہ جنگ میں حضرت عائشہ بنت ابی بکر اور (انس رضی اللہ عنہ کی والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے کپڑے اٹھائے ہوئے ہیں کہ ان کی پنڈلیاں نظر آ رہی تھیں اور مشکیزے اپنی پیٹھوں پر لپے دوڑ رہی ہیں اور اس کا پانی زخمی مسلمانوں کو پلا رہی ہیں پھر جب اس کا پانی ختم ہو جاتا ہے تو واپس آتی ہیں اور مشک بھر کر پھر لے جاتی ہیں اور مسلمانوں کو پلاتی ہیں۔ اس دن ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے دو یا تین مرتبہ تلوار گر گئی تھی۔

بَسَتْ أَبِي بَكْرٍ وَأُمُّ سَلِيمٍ وَإِنَهُمَا لَمُشْمَرَتَانِ يُرَى خَدَمُ سَوْقِهِمَا تَنْفَرَانِ الْقُرْبَ عَلَى مُتَوْنِهِمَا تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَمَتْلَابُهَا ثُمَّ تَجِيَانِ تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيَّ أَبِي طَلْحَةَ إِثْمًا مَرَّتَيْنِ وَإِثْمًا ثَلَاثًا. [راجع: ۲۸۸۰]

میدان جنگ میں خواتین اسلام کے کارنامے بھی رہتی دنیا تک یاد رہیں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شدید ضرورت کے وقت خواتین اسلام کا گھروں سے باہر نکل کر کام کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ شرعی پردہ اختیار کئے ہوئے ہوں۔ اس جنگ میں ان کی پنڈلیوں کا نظر آنا یہ بدرجہ مجبوری تھا۔

(۴۰۶۵) مجھ سے عبداللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ شروع جنگ احد میں پہلے مشرکین شکست کھا گئے تھے لیکن ابلیس، اللہ کی اس پر لعنت ہو، دھوکا دینے کے لیے پکارنے لگا۔ اے عباد اللہ! (مسلمانو!) اپنے پیچھے والوں سے خبردار ہو جاؤ۔ اس پر آگے جو مسلمان تھے وہ لوٹ پڑے اور اپنے پیچھے والوں سے بھڑ گئے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے جو دیکھا تو ان کے والد حضرت یمان رضی اللہ عنہ انہیں میں ہیں (جنہیں مسلمان اپنا دشمن مشرک سمجھ کر مار رہے تھے) وہ کہنے لگے مسلمانو! یہ تو میرے حضرت والد ہیں۔ میرے والد، عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، پس اللہ کی قسم انہوں نے ان کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک قتل نہ کر لیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے صرف اتنا کہا کہ اللہ مسلمانوں کی غلطی معاف کرے۔ عروہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ برابر مغفرت کی دعا کرتے رہے یہاں تک کہ وہ اللہ سے جا ملے۔ بصرت یعنی میں دل کی آنکھوں سے کام کو سمجھتا ہوں اور ابصرت آنکھوں سے دیکھنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بصرت اور ابصرت کے ایک ہی معنی ہیں ابصرت

۴۰۶۵- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هَزَمَ الْمُشْرِكُونَ فَصَرَخَ ابْنُ لَيْسَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ، أَيُّ عِبَادَ اللَّهِ أَخْرَأَكُمْ. فَرَجَعَتْ أَوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأَخْرَأَهُمْ قَبْصَرُ حَذِيفَةَ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ الْيَمَانِ، فَقَالَ: أَيُّ عِبَادَ اللَّهِ أَبِي أَبِي قَالَ: قَالَتْ فَوَ اللَّهِ مَا اخْتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ فَقَالَ حَذِيفَةُ: يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ، قَالَ عُرْوَةُ: فَوَ اللَّهِ مَا زَالَتْ فِي حَذِيفَةَ بَقِيَّةٌ خَيْرٍ حَتَّى لَقِيَ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، بَصُرْتُ: عَلِمْتُ مِنَ الْبَصِيرَةِ فِي الْأَمْرِ، وَأَبْصَرْتُ مِنْ بَصَرِ الْغَيْنِ، وَيُقَالُ بَصُرْتُ وَأَبْصَرْتُ وَاحِدًا.

[راجع: ۳۲۹۰]

دل کی آنکھوں سے دیکھنا اور ابصرت ظاہر کی آنکھوں سے دیکھنا مراد ہے۔

ان جملہ مذکورہ احادیث میں کسی نہ کسی طرح سے جنگ احد کے حالات بیان کئے گئے ہیں جنگ احد اسلامی تاریخ کا ایک عظیم حادثہ ہے۔ ان کی تفصیلات کے لیے دفتر بھی ناکافی ہیں۔ ہر حدیث کا بغور مطالعہ کرنے والوں کو بہت سے اسباق مل سکیں گے۔ خدا توفیق عطا کرے۔ دیکھا جا رہا ہے کہ قرآن و حدیث کے حقیقی مطالعہ سے طبائع دور تر ہوتی جا رہی ہیں۔ ایسے پرفتن و الجاد پروردور میں یہ ترجمہ اور تشریحات لکھنے میں بیٹھا ہوا ہوں کہ قدرداں انگلیوں پر گئے جاسکتے ہیں پھر بھی پوری کتاب اگر اشاعت پذیر ہو گئی تو یہ صداقت اسلام کا ایک زندہ معجزہ ہو گا۔ اللہم آمین۔ یا اللہ! بخاری شریف مترجم اردو کی تکمیل کرنا تیرا کام ہے اپنے محبوب بندوں کو اس خدمت میں شریک ہونے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان ”بے شک تم میں سے جو لوگ اس دن واپس لوٹ گئے جس دن کہ دونوں جماعتیں آپس میں مقابل ہوئی تھیں تو یہ تو بس اس سبب سے ہوا کہ شیطان نے انہیں ان کے بعض کاموں کی وجہ سے بہکا دیا تھا اور بیشک اللہ انہیں معاف کر چکا ہے۔ یقیناً اللہ بڑا مغفرت والا بڑا حلم والا ہے۔“

(۴۰۶۶) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو حمزہ نے خبر دی، ان سے عثمان بن مویہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب بیت اللہ کے حج کے لیے آئے تھے۔ دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ پوچھا کہ یہ بیٹھے ہوئے کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ قریش ہیں۔ پوچھا کہ ان میں شیخ کون ہیں؟ بتایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما۔ وہ صاحب ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ آپ مجھ سے واقعات (صحیح) بیان کر دیجئے۔ اس گھر کی حرمت کی قسم دے کر میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوہ احد کے موقع پر راہ فرار اختیار کی تھی؟ انہوں نے کہا کہ ہاں صحیح ہے۔ انہوں نے پوچھا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں تھے؟ کہا کہ ہاں یہ بھی ہوا تھا۔ انہوں نے پوچھا اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان (صلح حدیبیہ) میں بھی پیچھے رہ گئے تھے اور حاضر نہ ہو سکے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ اس پر ان صاحب نے (مارے خوشی کے)

۹۹- باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ﴾

۴۰۶۶- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ حَجَّ النَّبْتَ فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا فَقَالَ: مَنْ هَؤُلَاءِ الْقُعُودُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ قُرَيْشٌ، قَالَ: مَنْ الشَّيْخُ؟ قَالُوا: ابْنُ عُمَرَ فَأَتَاهُ فَقَالَ: إِنِّي سَأَلْتُكَ بِحُرْمَةِ هَذَا الْبَيْتِ اتَّعَلَّمْتَ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَتَعَلَّمَهُ تَغْيِبَ عَنْ بَدْرٍ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَتَعَلَّمْتَ أَنَّهُ تَخَلَّفَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَكَبَّرَ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: تَعَالَى لِأَخْبَرِكَ وَلِلْبَيْنِ لَكَ عَمَّا سَأَلْتَنِي عَنْهُ أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ عَفَا عَنْهُ، وَأَمَّا تَغْيِبُهُ

اللہ اکبر کہا لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ یہاں آؤ میں تمہیں بتاؤں گا اور جو سوالات تم نے کئے ہیں ان کی میں تمہارے سامنے تفصیل بیان کر دوں گا۔ احد کی لڑائی میں فرار سے متعلق جو تم نے کہا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی غلطی معاف کر دی ہے۔ بدر کی لڑائی میں ان کے نہ ہونے کے متعلق جو تم نے کہا تو اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی (رقیہ رضی اللہ عنہا) تھیں اور وہ بیار تھیں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ تمہیں اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو گا اور اسی کے برابر مال غنیمت سے حصہ بھی ملے گا۔ بیعت رضوان میں ان کی عدم شرکت کا جہاں تک سوال ہے تو وادی مکہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی شخص ہر دل عزیز ہوتا تو حضور ﷺ ان کے بجائے اسی کو بھیجتے۔ اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو وہاں بھیجنا پڑا اور بیعت رضوان اس وقت ہوئی جب وہ مکہ میں تھے۔ (بیعت لیتے ہوئے) آنحضرت ﷺ نے اپنے واسطے ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے اور اسے اپنے (بائیں) ہاتھ پر مار کر فرمایا کہ یہ بیعت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے۔ اب جاسکتے ہو۔ البتہ میری باتوں کو یاد رکھنا۔

کتبہ (حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراضات کرنے والا کوئی خارجی تھا جو واقعات کی ظاہری سطح کو بیان کر کے ان کی برائی کرتا چاہتا تھا مگر جسے اللہ عزت عطا کرے اس کی برائی کرنے والا خود برا ہے رضی اللہ عنہ وارضاه) غزوہ احد کے موقع پر عام مسلمانوں میں کفار کے اچانک حملہ کی وجہ سے گھبراہٹ پھیل گئی تھی۔ حضور اکرم ﷺ اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے تھے اور دو ایک صحابہ کے ساتھ کفار کے تمام حملوں کا انتہائی پامردی سے مقابلہ کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو آواز دی اور پھر تمام صحابہ جمع ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی اس غلطی کو معاف کر دیا اور اپنی معلیٰ کا خود قرآن مجید میں اعلان کیا۔ اکثر صحابہ منتشر ہو گئے تھے اور انہیں میں عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ مسلمانوں کو اس غزوہ میں اگرچہ نقصان بہت اٹھانا پڑا لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مسلمانوں نے غزوہ احد میں شکست کھائی۔ کیونکہ نہ مسلمانوں نے ہتھیار ڈالے اور نہ آنحضرت ﷺ نے میدان جنگ چھوڑا تھا۔ فوج یعنی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے انتشار پیدا ہو گیا تھا لیکن پھر یہ سب حضرات بھی جلد ہی میدان میں آ گئے۔ یہ بھی نہیں ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے میدان چھوڑ دیا ہو بلکہ غیر متوقع صورت حال سے گھبراہٹ اور مغفوں میں انتشار پیدا ہو گیا تھا۔ جب اللہ کے نبی ﷺ نے انہیں پکارا تو وہ فوراً سنبھل گئے اور پھر آکر آپ کے چاروں طرف جمع ہو گئے اور آخر میں کفار کو فرار کا راستہ اختیار کرنا پڑا۔ عظیم نقصانات کے باوجود آخری فتح مسلمانوں کو ہی نصیب ہوئی۔ احادیث بالا میں یہی مضامین بیان میں آ رہے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق سوالات کرنے والا مخالفین میں سے تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے سوالات کو تفصیل

عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ)). وَأَمَّا تَقْيِيهِ عَنْ بَيْعَةِ الرُّضْوَانِ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ أَحَدًا أَعَزُّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ، فَبَعَثَ عُثْمَانُ وَكَانَ بَيْعَةُ الرُّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيَمْنَى: ((هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ)) فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ فَقَالَ: ((هَذِهِ لِعُثْمَانَ)) اذْهَبْ بِهَذَا الْآنَ (مَعَكَ)

[راجع: ۳۱۳۰]

کے ساتھ حل فرما دیا۔ مگر جن لوگوں کو کسی سے ناحق بغض ہو جاتا ہے وہ کسی بھی طور مطمئن نہیں ہو سکتے۔ آج تک ایسے کچھ فہم نہ ہوئے ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن کرنا ہی اپنے لیے دلیل فضیلت بنائے ہوئے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً خلفائے راشدین ہمارے ہر احترام کے مستحق ہیں۔ ان کی بشری لغزشیں سب اللہ کے حوالہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ یقیناً ان کو معاف کر چکا ہے۔ رضی اللہ عنہم

ولعن الله من عادهم ۲۰ - باب

۰ اِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ اُخْدٍ
وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِيْ اٰخِرَاتِكُمْ فَاَنَابَكُمْ
عَمَّا بَعَثَ لِكَيْلًا تَحْزَنُوا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا
مَا اَصَابَكُمْ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان ”وہ وقت یاد کرو جب تم چڑھے جا رہے تھے اور پیچھے مڑ کر بھی کسی کو نہ دیکھتے تھے اور رسول تم کو پکار رہے تھے تمہارے پیچھے سے۔ سو اللہ نے تمہیں غم دیا، غم کی پاداش میں، تاکہ تم رنجیدہ نہ ہو اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل گئی اور نہ اس مصیبت سے جو تم پر آپڑی اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔“

(۴۰۶۷) مجھ سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسحاق نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ غزوہ احد کے موقع پر رسول کریم ﷺ نے (تیر اندازوں کے) پیدل دستہ کا امیر عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا لیکن وہ لوگ شکست خوردہ ہو کر آئے۔ (آیت والرسول يدعوكم في اخركم ان عی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔) اور یہ ہزیمت اس وقت پیش آئی جبکہ رسول اللہ ﷺ ان کو پیچھے سے پکار رہے تھے۔

۴۰۶۷ - حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا
زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو اسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ
الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ:
جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الرَّجَالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدُ
اللَّهِ بْنُ جُبَيْرٍ وَأَقْبَلُوا مِنْهُمْ مِيزِينَ فَبَدَأَ اِذْ
يَدْعُوهُمْ الرَّسُولُ فِيْ اٰخِرَاتِهِمْ.

[راجع: ۱۲۰۹]

بعض مواقع قوموں کی تاریخ میں ایسے آجاتے ہیں کہ چند افراد کی غلطی سے پوری قوم تباہ ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ چند افراد کی مسامحہ سے پوری قوم کامیاب ہو جاتی ہے۔ جنگ احد میں بھی ایسا ہی ہوا کہ چند افراد کی غلطی کا خمیازہ سارے مسلمانوں کو بھگتنا پڑا۔ اہل اسلام کی آزمائش کے لیے ایسا ہونا بھی ضروری تھا تاکہ آئندہ وہ ہوشیار رہیں اور دوبارہ ایسی غلطی نہ کریں۔ جبل احد کا متعینہ درہ چھوڑ دینا ان کی سخت غلطی تھی حالانکہ آنحضرت ﷺ نے سخت تاکید فرمائی تھی کہ وہ ہمارے حکم بغیر کسی حال میں یہ درہ نہ چھوڑیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان

”پھر اس نے اس غم کے بعد تمہارے اوپر راحت یعنی غنودگی نازل کی کہ اس کا تم میں سے ایک جماعت پر غلبہ ہو رہا تھا اور ایک جماعت وہ تھی کہ اسے اپنی جانوں کی پڑی ہوئی تھی، یہ اللہ کے بارے میں خلاف حق اور جاہلیت کے خیالات قائم کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے

۲۱ - باب

۰ هُمْ اَنزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمْنًا نَّعَاسًا
يَغْشَى طَائِفَةً مِنْكُمْ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ
أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ
الْحَاہِلِيَةِ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ

تھے کہ کیا ہم کو بھی کچھ اختیار ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ اختیار تو سب اللہ کا ہے۔ یہ لوگ دلوں میں ایسی بات چھپائے ہوئے ہیں جو آپ پر ظاہر نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ کچھ بھی ہمارا اختیار چلتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم گھروں میں ہوتے تب بھی وہ لوگ جن کے لیے قتل مقدر ہو چکا تھا، اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل ہی پڑتے اور یہ سب اس لیے ہوا کہ اللہ تمہارے دلوں کی آزمائش کرے اور تاکہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے صاف کرے اور اللہ تعالیٰ دل کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔“

شہدائے احد پر جو غم مسلمانوں کو ہوا اس کی تسلی کے لیے یہ آیات نازل ہوئیں جن میں مسلمانوں کے لیے بہت اسباق پوشیدہ ہیں۔ گہری نظر سے مطالعہ ضروری ہے۔

(۴۰۶۸) اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، انہوں نے قتادہ سے سنا اور ان سے انس بن مالک نے اور ان سے ابو طلحہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہیں غزوہ احد کے موقع پر اوگھنے نے آگھیرا تھا اور اسی حالت میں میری تلوار کئی مرتبہ (ہاتھ سے چھوٹ کر) بے اختیار گر پڑی تھی۔ میں اسے اٹھا لیتا، پھر گر جاتی اور میں اسے پھر اٹھا لیتا۔

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان ”آپ کو اس امر میں کوئی اختیار نہیں۔ اللہ خواہ ان کی توبہ قبول کرے یا انہیں عذاب کرے، پس بے شک وہ ظالم ہیں“

حمید اور ثابت بنانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ غزوہ احد کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے سر مبارک میں زخم آگئے تھے تو آپ نے فرمایا کہ وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کو زخمی کر دیا۔ اس پر (آیت) ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ نازل ہوئی۔

(۴۰۶۹) ہم سے یحییٰ بن عبد اللہ سلمیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سالمہ نے، اپنے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں رسول اللہ ﷺ

شَيْءٌ قَالَ: إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ لَكَ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هَهُنَا قَالَ: لَوْ كُنْتُمْ فِي يَوْمِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِلَىٰ مَنَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحَّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

۴۰۶۸- وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ فِي مَنَاجِعِ النَّعَاسِ يَوْمَ أُحُدٍ حَتَّى سَقَطَ سَيْفِي مِنْ يَدِي مَرَارًا يَسْقُطُ وَآخِذُهُ وَيَسْقُطُ وَآخِذُهُ. [ص ۴۵۶۲]

۲۲- باب

﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبُهُمْ فَأِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾

قَالَ حُمَيْدٌ وَثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ شَخَّ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ: ((كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا نَبِيَّهُمْ)) فَتَرَلْتُ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾. [آل عمران: ۱۶۲]

۴۰۶۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ سَلَمِيُّ أَخْبَرَنَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ السَّلْمِيِّ أَخْبَرَنَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ

سے سنا، جب آنحضرت ﷺ فجر کی آخری رکعت کے رکوع سے سر مبارک اٹھاتے تو یہ دعا کرتے ”اے اللہ! فلاں، فلاں اور فلاں (یعنی صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام) کو اپنی رحمت سے دور کر دے۔“ یہ دعا آپ ﷺ (سمع اللہ لمن حمدہ۔ ربنا لک الحمد) کے بعد کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ سے ﴿فَانْهَمُ ظَالِمُونَ﴾ (آل عمران: ۱۲۸) تک نازل کی۔

(۴۰۷۰) اور حنظلہ بن ابی سفیان سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سالم بن عبد اللہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام کے لیے بددعا کرتے تھے، اس پر یہ آیت ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ نازل ہوئی۔

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ مِنَ الرُّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا)) بَعْدَمَا يَقُولُ: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) فَأَنْزَلَ اللَّهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَانْهَمُ ظَالِمُونَ﴾.

[أطرافہ فی: ۴۰۷۰، ۴۵۵۹، ۷۳۴۶].

۴۰۷۰- وَعَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْعُو عَلَى صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ وَسَهِيلَ بْنِ عَمْرٍو وَالْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَزَلَتْ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَانْهَمُ ظَالِمُونَ﴾. [راجع: ۴۰۶۹]

تشیخ یہ تینوں شخص اس وقت کافر تھے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی توفیق دی اور شاید یہی حکمت تھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو ان کے لیے بددعا کرنے سے منع فرمایا۔ کہتے ہیں جنگ احد میں عتبہ بن ابی وقاص نے آپ کا نیچے کاندانت توڑا اور نیچے کا ہونٹ زخمی کیا اور عبد اللہ بن شہاب نے آپ کا چہرہ زخمی کیا اور عبد اللہ بن قیہ نے پتھر مار کر آپ کا رخسار زخمی کیا۔ زہ کے دو چھلے آپ کے مبارک رخسار میں گھس گئے۔ آپ نے فرمایا اللہ تجھ کو ذلیل و خوار کرے گا۔ ایسا ہی ہوا۔ ایک پہاڑی بکری نے سیگ مار کر ہلاک کر دیا۔ بعضوں نے کہا یہ آیت قاریوں کے قصے میں اتری جب آپ رعل اور ذکوان اور عصیہ وغیرہ قبائل پر لعنت کرتے تھے لیکن اکثر کا یہی قول ہے کہ یہ آیت احد کے باب میں اتری ہے۔ (وحیدی)

۲۳- باب ذِکْرِ أُمِّ سَلِيطٍ باب حضرت ام سلیط رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

ام سلیط کا خاوند ابوسلیط ہجرت کے قبل ہی انتقال کر گیا تھا۔ پھر ان سے مالک بن سفیان خدری نے نکاح کر لیا اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ مشہور صحابی پیدا ہوئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(۴۰۷۱) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ ثعلبہ بن ابی مالک نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی خواتین میں چادریں تقسیم کروائیں۔ ایک عمدہ قسم کی چادر باقی بچ گئی تو ایک صاحب نے جو وہیں موجود تھے، عرض کیا،

۴۰۷۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ. وَقَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ: إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَسَمَ مِرْطَاتٍ بَيْنَ نِسَاءِ مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَبَقِيَ مِنْهَا مِرْطٌ جَيِّدٌ

یا امیر المؤمنین! یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی نواسی کو دے دیجئے جو آپ کے نکاح میں ہیں۔ ان کا اشارہ حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کی طرف تھا۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے کہ حضرت ام سلیط رضی اللہ عنہما ان سے زیادہ مستحق ہیں۔ حضرت ام سلیط رضی اللہ عنہا کا تعلق قبیلہ انصار سے تھا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ غزوہ احد میں وہ ہمارے لیے پانی کی مشک بھر بھر کر لاتی تھی۔

ان کے اسی مبارک عمل کو ان کے لیے وجہ فضیلت قرار دیا گیا اور چادر ان ہی کو دی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس نظر بصیرت کا یہاں ثبوت دیا اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

باب حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ

کی شہادت کا بیان

(۴۰۷۲) مجھ سے ابو جعفر محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حمزہ بن ثنی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ بن ابی سلمہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن فضیل نے، ان سے سلیمان بن یسار نے، ان سے جعفر بن عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں عبید اللہ بن عدی بن خیاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب حمص پہنچے تو مجھ سے عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا، آپ کو وحشی (ابن حرب حبشی جس نے غزوہ احد میں حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور ہندہ زوجہ ابو سفیان نے ان کی لاش کا مثلہ کیا تھا) سے تعارف ہے۔ ہم چل کے ان سے حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں معلوم کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے ضرور چلو۔ وحشی حمص میں موجود تھا۔ چنانچہ ہم نے لوگوں سے ان کے بارے میں معلوم کیا تو ہمیں بتایا گیا کہ وہ اپنے مکان کے سائے میں بیٹھے ہوئے ہیں، جیسے کوئی بڑا سا کپاہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر ہم ان کے پاس آئے اور تھوڑی دیر ان کے پاس کھڑے رہے، پھر سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ بیان کیا کہ عبید اللہ نے اپنے عمامہ کو جسم پر اس طرح لپیٹ رکھا تھا کہ وحشی صرف ان کی آنکھیں اور پاؤں دیکھ سکتے تھے۔ عبید اللہ نے پوچھا، اے وحشی! کیا تم نے مجھے پہچانا؟

فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
أَعْطَيْتَ هَذَا بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
عِنْدَكَ، يُرِيدُونَ أَمْ كُنْتُمْ بِنْتَ عَلِيٍّ فَقَالَ
عُمَرُ : أُمُّ سَلِيطَ أَحَقُّ بِهِ مِنْهَا وَأُمُّ سَلِيطَ
مِنْ بَنَاءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
فَقَالَ عُمَرُ : وَإِنِّهَا كَانَتْ تَرْفُرُ لَنَا
الْقُرْبَ يَوْمَ الْأُحُدِ. [راجع: ۲۸۸۱]

۲۴- باب قتل حمزہ رضی اللہ

عنه

۴۰۷۲- حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا حُجَيْبُ بْنُ الْمُنْثَرِ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ
يَسَارٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ أُمِيَّةِ
الضَّمَرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ غُبَيْدِ اللَّهِ
بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ فَلَمَّا قَدِمْنَا حَمَصَ
قَالَ لِي غُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَدِيٍّ هَلْ لَكَ فِي
وَحْشِي نَسْأَلُكَ عَنْ قَتْلِ حَمْزَةَ؟ قُلْتُ:
نَعَمْ. وَكَانَ وَحْشِيَّ يَسْكُنُ حَمَصَ
فَسَأَلْنَا عَنْهُ فَقِيلَ لَنَا هُوَ ذَاكَ فِي ظِلِّ
قَصْرِهِ. كَأَنَّهُ حَمِيَّتٌ قَالَ: فَجِئْنَا حَتَّى
وَقَفْنَا عَلَيْهِ يَسِيرُ. فَسَلَّمْنَا فَرَدَّ السَّلَامَ
قَالَ وَغُبَيْدُ اللَّهِ مُعْتَجِرٌ بِعِمَامَتِهِ. مَا يَرَى
وَحْشِيَّ إِلَّا عَيْنَيْهِ وَرَجُلَيْهِ؟ فَقَالَ غُبَيْدُ
اللَّهِ يَا وَحْشِيَّ اتَّعَرَفْنِي؟ قَالَ: فَتَنَظَّرَ إِلَيْهِ

راوی نے بیان کیا کہ پھر اس نے عبید اللہ کو دیکھا اور کہا کہ میں نے خدا کی قسم! البتہ میں اتنا جانتا ہوں کہ عدی بن خیار نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا، اسے ام قتال بنت ابی العیص کہا جاتا تھا پھر مکہ میں اس کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا اور میں اس کے لیے کسی انان کی تلاش کے لیے گیا تھا۔ پھر میں اس بچے کو اس کی (رضاعی) ماں کے پاس لے گیا اور اس کی والدہ بھی ساتھ تھی۔ غالباً میں نے تمہارے پاؤں دیکھے تھے۔ بیان کیا کہ اس پر عبید اللہ بن عدی رضی اللہ عنہ نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا لیا اور کہا، ہمیں تم حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات بتا سکتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، بات یہ ہوئی کہ بدر کی لڑائی میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے طعیمہ بن عدی بن خیار کو قتل کیا تھا۔ میرے آقا جبر بن مطعم نے مجھ سے کہا کہ اگر تم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو میرے چچا (طعیمہ) کے بدلے میں قتل کر دیا تو تم آزاد ہو جاؤ گے۔ انہوں نے بتایا کہ پھر جب قریش عینین کی جنگ کے لیے نکلے۔ عینین احد کی ایک پہاڑی ہے اور اس کے اور احد کے درمیان ایک وادی حائل ہے۔ تو میں بھی ان کے ساتھ جنگ کے ارادہ سے ہو لیا۔ جب (دونوں فوجیں آمنے سامنے) لڑنے کے لیے صف آراء ہو گئیں تو (قریش کی صف میں سے) سباع بن عبد العزیٰ نکلا اور اس نے آواز دی، ہے کوئی لڑنے والا؟ بیان کیا کہ (اس کی اس دعوت مبارزت پر) امیر حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نکل کر آئے اور فرمایا، اے سباع! اے ام انمار کے بیٹے! جو عورتوں کے ختنے کیا کرتی تھی، تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے آیا ہے؟ بیان کیا کہ پھر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کیا (اور اسے قتل کر دیا) اب وہ واقعہ گزرے ہوئے دن کی طرح ہو چکا تھا۔ وحشی نے بیان کیا کہ ادھر میں ایک چٹان کے نیچے حمزہ رضی اللہ عنہ کی تاک میں تھا اور جوں ہی وہ مجھ سے قریب ہوئے، میں نے ان پر اپنا چھوٹا نیزہ پھینک کر مارا، نیزہ ان کی ناف کے نیچے جا کر لگا اور ان کی سرین کے پار ہو گیا۔ بیان کیا کہ یہی ان کی شہادت کا سبب بنا، پھر جب قریش واپس ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ واپس آیا اور مکہ میں مقیم رہا۔ لیکن جب مکہ بھی اسلامی

تَمَّ قَالَ : لَا وَاللَّهِ إِلَّا أَنِّي أَغْلَمُ أَنَّ عَدِيَّ بْنَ الْخِيَارِ تَزَوَّجَ امْرَأَةً يَقَالُ لَهَا أُمُّ قَتَالِ بْنِ أَبِي الْعَيْصِ، فَوَلَدَتْ لَهُ غُلَامًا بِمَكَّةَ فَكُنْتُ أَسْتَرْضِعُ لَهُ فَحَمَلْتُ ذَلِكَ الْغُلَامَ مَعَ أُمِّهِ فَنَاقَلْتُهَا إِلَيْهِ فَلَمَّا كَانِي نَظَرْتُ إِلَى قَدَمَيْكَ، قَالَ : فَكَشَفَ غَبِيضَ اللَّهِ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ أَلَا تُخْبِرُنَا بِقَتْلِ حَمْزَةَ؟ قَالَ : نَعَمْ. إِنَّ حَمْزَةَ قَتَلَ طُعَيْمَةَ بِنْتُ عَدِيٍّ بِنِ الْخِيَارِ بَبَدْرٍ، فَقَالَ لِي مَوْلَايَ جَبْرِ بْنُ مُطْعَمٍ : إِنَّ قَتَلْتُ حَمْزَةَ بِغَمِي فَأَنْتَ حُرٌّ. قَالَ فَلَمَّا أَنْ خَرَجَ النَّاسُ غَامَ عَيْنِينَ وَعَيْنِينَ جَبَلٍ بِحِيَالِ أَحَدٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ وَادٍ خَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ إِلَى الْقِتَالِ فَلَمَّا أَنْ اصْطَفُوا لِلْقِتَالِ خَرَجَ سَبَاعٌ، فَقَالَ : هَلْ مِنْ مُبَارَزٍ؟ قَالَ : فَخَرَجَ إِلَيْهِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ : يَا سَبَاعُ يَا ابْنَ أُمِّ انْمَارٍ مُقَطَّعَةِ الْبُظُورِ اتَّحَادُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ : ثُمَّ شَدَّ عَلَيْهِ فَكَانَ كَأَمْسِ الدَّاهِبِ، قَالَ : وَكَمَنْتُ لِحَمْزَةَ نَحْتِ صَخْرَةٍ فَلَمَّا دَنَا مِنِّي رَمَيْتُهُ بِحَرْبَتِي فَأَضَعْتُهَا فِي نَتْنِهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ وَرِكَيْهِ قَالَ : فَكَانَ ذَلِكَ الْعَهْدُ بِهِ، فَلَمَّا رَجَعَ النَّاسُ رَجَعْتُ مَعَهُمْ فَأَقَمْتُ بِمَكَّةَ حَتَّى فُشِيَ فِيهَا الْإِسْلَامُ ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَى الطَّائِفِ فَأَرْسَلُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

سلطنت کے تحت آگیا تو میں طائف چلا گیا۔ طائف والوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک قاصد بھیجا تو مجھ سے وہاں کے لوگوں نے کہا کہ انبیاء کسی پر زیادتی نہیں کرتے (اس لیے تم مسلمان ہو جاؤ۔ اسلام قبول کرنے کے بعد تمہاری پچھلی تمام غلطیاں معاف ہو جائیں گی) چنانچہ میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور آپ نے مجھے دیکھا تو دریافت فرمایا، کیا تمہارا ہی نام وحشی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کیا تمہیں نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا؟ میں نے عرض کیا، جو آنحضرت ﷺ کو اس معاملے میں معلوم ہے وہی صحیح ہے۔ حضور ﷺ نے اس پر فرمایا، کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ اپنی صورت مجھے کبھی نہ دکھاؤ؟ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں وہاں سے نکل گیا۔ پھر حضور ﷺ کی جب وفات ہوئی تو مسیلہ کذاب نے خروج کیا۔ اب میں نے سوچا کہ مجھے مسیلہ کذاب کے خلاف جنگ میں ضرور شرکت کرنی چاہیے۔ ممکن ہے میں اسے قتل کر دوں اور اس طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا کچھ بدل ہو سکے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں بھی اس کے خلاف جنگ کے لیے مسلمانوں کے ساتھ نکلا۔ اس سے جنگ کے واقعات سب کو معلوم ہیں۔ بیان کیا کہ (میدان جنگ میں) میں نے دیکھا کہ ایک شخص (مسیلہ) ایک دیوار کی دراز سے لگا کھڑا ہے۔ جیسے گندمی رنگ کا کوئی اونٹ ہو۔ سر کے بال پریشان تھے۔ بیان کیا کہ میں نے اس پر بھی اپنا چھوٹا نیزہ پھینک کر مارا۔ نیزہ اس کے سینے پر لگا اور شانوں کو پار کر گیا۔ بیان کیا کہ اتنے میں ایک صحابی انصاری جھپٹے اور تلوار سے اس کی کھوپڑی پر مارا۔ (عبدالعزیز بن عبد اللہ نے) بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن فضل نے بیان کیا کہ پھر مجھے سلیمان بن یسار نے خبر دی اور انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ بیان کر رہے تھے کہ (مسیلہ کے قتل کے بعد) ایک لڑکی نے چھت پر کھڑی ہو کر اعلان کیا کہ امیر المؤمنین کو ایک کالے غلام (یعنی حضرت وحشی) نے قتل کر

وَسَلَّمَ رَسُولًا فَقِيلَ لِي إِنَّهُ لَا يَهْجُ الرُّسُلَ. قَالَ : فَخَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتَّى قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَلَمَّا رَأَيْتِي قَالَ : ((أَنْتِ وَحْشِيَّةٌ))؟ قُلْتُ : نَعَمْ. قَالَ : ((أَنْتِ قَتَلْتِ حَمْزَةَ))؟ قُلْتُ : قَدْ كَانَ مِنَ الْأَمْرِ مَا قَدْ بَلَغَكَ. قَالَ : ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُغَيِّبَ وَجْهَكَ عَنِّي))؟ قَالَ : فَخَرَجْتُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ مُسَيِّلَةُ الْكَذَّابُ قُلْتُ لِأَخْرُجَنَّ إِلَى مُسَيِّلَةِ لَعَلِّي أَقْتُلُهُ فَأَكْفِيءُ بِهِ حَمْزَةَ قَالَ : فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي ثَلَمَةِ جِدَارٍ كَأَنَّهُ جَمَلٌ أَوْزَقٌ ثَابِرُ الرَّأْسِ قَالَ : فَرَمَيْتُهُ بِحَرْبَتِي فَأَضَعَهَا بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ. قَالَ : وَوُثِبَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَضْرَبَهُ بِالسَّيْفِ عَلَى هَامَتِهِ. قَالَ : قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْفَضْلِ فَأَخْبَرَنِي سَلِيمَانُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ : فَقَالَتْ جَارِيَةٌ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ وَآمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ قَتَلَهُ الْعَبْدُ الْأَسْوَدُ.

تفسیر عرب میں مردوں کی طرح عورتوں کا بھی ختنہ ہوتا تھا اور جس طرح مردوں کے ختنے مرد کیا کرتے تھے، عورتوں کے ختنے عورتیں کیا کرتی تھیں۔ یہ طریقہ جاہلیت میں بھی رائج تھا اور اسلام نے اسے باقی رکھا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی جو بعض شہین عربوں میں باقی رہ گئی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی۔ چونکہ سباع بن عبدالعزیٰ کی ماں، عورتوں کے ختنے کیا کرتی تھی، اس لیے حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے اس کی ماں کے پیٹے کی عار دلائی۔ وحشی مسلمان ہو گیا اور اسلام لانے کے بعد اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے۔ لیکن انہوں نے آپ ﷺ کے محترم چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا، اتنی بے دردی سے کہ جب وہ شہید ہو گئے تو ان کا سینہ چاک کر کے اندر سے دل نکالا اور لاش کو بگاڑ دیا۔ اس لیے یہ ایک قدرتی بات تھی کہ انہیں دیکھ کر حمزہ رضی اللہ عنہ کی غم انگیز شہادت آنحضرت ﷺ کو یاد آجاتی۔ اس لیے آپ نے اس کو اپنے سے دور رہنے کے لیے فرمایا۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو سید الشہداء قرار دیا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں: قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم يلتمس حمزة فوجدته بطن الوادي قد مثل به فقال لولا ان تحزن صفية بنت عبدالمطلب وتكون سنة بعدى لمركته حتى يحشر من بطون السباع وتواصل الطير زاد بن هشام قال وقال لن اصاب بمثلک ابدًا ونزل جبرئیل فقال ان حمزة مكتوب في السماء اسد الله واسد رسوله وروى البزار والطبرانی باسناد فيه ضعف عن ابی هريرة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما راى حمزة قد مثل به قال رحمه الله عليك لقد كنت وصولا للرحم فعولا للخير ولولا حزن من بعدک لسرني ان ادعك حتى تحشر من اجواف شتى ثم حلف وهو بمكانه لا مثلن بسبعين منهم فنزل القرآن وان عاقبتهم فعاقبوا بسئل ما عوقبتهم به الاية الخ: (فتح الباری) یعنی احد کے موقع پر رسول کریم ﷺ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش تلاش کرنے نکلے تو اس کو ایک وادی میں پایا جس کا مثلہ کر دیا گیا تھا۔ آپ کو اسے دیکھ کر اتنا غم ہوا کہ آپ نے فرمایا، اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ صفیہ بنت عبدالمطلب کو اپنے بھائی کی لاش کا یہ حال دیکھ کر کس قدر صدمہ ہو گا اور یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ میرے بعد ہر شہید کی لاش کے ساتھ ایسا ہی کرنا سنت سمجھ لیں گے تو میں اس لاش کو اسی حالت میں چھوڑ دیتا۔ اسے درندے اور پرندے کھا جاتے اور یہ قیامت کے دن ان کے پیڑوں سے نکل کر میدان حشر میں حاضر ہوتے۔ ابن ہشام نے یہ زیادہ کیا کہ آپ نے فرمایا، اے حمزہ! ایسا برتاؤ جیسا تمہارے ساتھ ان کافروں نے کیا ہے کسی کے ساتھ کبھی نہ ہوا ہو گا۔ اسی اثناء میں حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور فرمایا کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا آسمانوں میں یہ نام لکھ دیا گیا ہے کہ یہ اسد اللہ اور اس کے رسول کے شیر ہیں اور بزار اور طبرانی میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو دیکھا تو فرمایا، اے حمزہ! اللہ پاک تم پر رحم کرے۔ تم بہت ہی صلہ رحمی کرنے والے، بہت ہی نیک کام کرنے والے تھے اور اگر تمہارے بعد یہ غم باقی رہنے کا ڈر نہ ہوتا تو میری خوشی تھی کہ تمہاری لاش اسی حال میں چھوڑ دیتا اور تم کو مختلف جانور کھا جاتے اور تم ان کے پیڑوں سے نکل کر میدان حشر میں حاضری دیتے۔ پھر آپ نے اسی جگہ قسم کھائی کہ میں کفار کے ستر آدمیوں کے ساتھ یہی معاملہ کروں گا۔ اس موقع پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی اور اگر تم دشمنوں کو تکلیف دینا چاہو تو اسی قدر دے سکتے ہو جتنی تم کو ان کی طرف سے دی گئی ہے اور اگر صبر کرو اور کوئی بدلہ نہ لو تو صبر کرنے والوں کے لیے یہی بہتر ہے۔ اس آیت کے نازل ہونے پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ یا اللہ! میں اب بالکل بدلہ نہ لوں گا بلکہ صبر ہی کروں گا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۲۵۔ باب ما اصاب النبی ﷺ باب غزوة احد کے موقع پر نبی کریم ﷺ کو جو زخم پہنچے تھے

ان کا بیان

من الجراح يوم اُخذ

(۴۰۷۳) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کناہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام نے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

۴۰۷۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

اللہ تعالیٰ کا غضب اس قوم پر انتہائی سخت ہوا جس نے اس کے نبی کے ساتھ یہ کیا۔ آپ کا اشارہ آگے کے دندان مبارک (کے ٹوٹ جانے) کی طرف تھا۔ اللہ تعالیٰ کا غضب اس شخص (ابی بن خلف) پر انتہائی سخت ہوا۔ جسے اس کے نبی ﷺ نے اللہ کے راستے میں قتل کیا۔

(۴۰۷۴) مجھ سے مغلہ بن مالک نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید اموی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کا اس شخص پر انتہائی غضب نازل ہوا جسے اللہ کے نبی ﷺ نے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا انتہائی غضب اس قوم پر نازل ہوا جنہوں نے اللہ کے نبی ﷺ کے چہرہ مبارک کو (غزوہ احد کے موقع پر) خون آلود کر دیا تھا۔

باب

(۴۰۷۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن بیان کیا، ان سے ابو حازم نے اور انہوں نے سلم بن سعد رضی اللہ عنہ سے سنا، ان سے نبی کریم ﷺ کے (غزوہ احد کے موقع پر ہونے والے) زخموں کے متعلق پوچھا گیا۔ تو انہوں نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زخموں کو کس نے دھویا تھا اور کون ان پر پانی ڈال رہا تھا اور کس دوا سے آپ کا علاج کیا گیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی خون کو دھو رہی تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال سے پانی ڈال رہے تھے۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ پانی ڈالنے سے خون اور زیادہ نکلا آ رہا ہے تو انہوں نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر جلایا اور پھر اسے زخم پر چپکا دیا جس سے خون کا آنا بند ہو گیا۔ اسی دن آنحضرت ﷺ کے آگے کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے۔ حضور ﷺ کا چہرہ مبارک بھی زخمی ہو گیا تھا اور خود سر مبارک پر ٹوٹ گئی تھی۔

اللہ ﷻ: ((اَشْتَدُّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلٰی قَوْمٍ فَعَلُوا بِرَبِّهِ- يُشِيرُ اِلٰی رِبَاعِيَّتِهِ - اَشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی رَجُلٍ يَقْتُلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)).

۴۰۷۴- حَدَّثَنِي مُغْلَةُ بْنُ مَالِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: اَشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى مَنْ قَتَلَ النَّبِيَّ ﷺ فِي سَبِيلِ اللَّهِ اَشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى قَوْمٍ دَمَوْا وَجْهَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ. [طريقه ي: ۲۰۷۶]

باب

۴۰۷۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: وَاللَّهِ إِنِّي لَا أَعْرِفُ مَنْ كَانَ يَغْسِلُ جُرْحَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَنْ كَانَ يَسْكُبُ الْمَاءَ، وَبِمَا ذُووِي. قَالَ: كَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَغْسِلُهُ وَغُلِيَّ يَسْكُبُ الْمَاءَ بِالْمَجْنِ فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ أَنَّ الْمَاءَ لَا يَزِيدُ الدَّمَ إِلَّا كَثْرَةً اخَذَتْ قِطْعَةً مِنْ حَصِيرٍ فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ وَكُسِرَتْ رِبَاعِيَّتُهُ يَوْمَئِذٍ وَجُرْحُ وَجْهِهِ وَكُسِرَتْ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ. [راجع: ۲۴۳]

(۴۰۷۶) مجھ سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کا انتہائی غضب اس شخص پر نازل ہوا جسے اللہ کے نبی نے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا انتہائی غضب اس شخص پر نازل ہوا جس نے (یعنی عبداللہ بن قیہ نے لعنتہ اللہ علیہ) رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کو خوناً خون کیا تھا۔

ان جملہ احادیث میں جنگ احد کا انتہائی خطرناک پہلو دکھلایا گیا ہے۔ وہ یہ کہ رسول کریم ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا۔ آپ کے اگلے چار دانت شہید ہوئے جس سے آپ کو انتہائی تکلیف ہوئی۔ یہ حرکت کرنے والا ایک کافر عبداللہ بن قیہ تھا جس پر قیامت تک خدا کی لعنت نازل ہوتی رہے۔ اس جنگ میں دوسرا حادثہ یہ ہوا کہ خود رسول کریم ﷺ کے دست مبارک سے ابی بن خلف مکہ کا مشہور کافر مارا گیا۔ حالانکہ آپ اپنے دست مبارک سے کسی کو مارنا نہیں چاہتے تھے مگر یہ ابی بن خلف کی انتہائی بد بختی کی دلیل ہے کہ وہ خود حضور ﷺ کے ہاتھ سے جہنم رسید ہوا۔

۲۶- باب ﴿الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لَـهُ وَالرَّسُولِ﴾
باب وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی آواز کو عملاً قبول کیا (یعنی ارشاد نبوی ﷺ کی تعمیل کے لیے فوراً تیار ہو گئے)

(۴۰۷۷) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ (آیت) ”وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہا۔“ انہوں نے عروہ سے اس آیت کے متعلق کہا، میرے بھانجے! تمہارے والد زبیر رضی اللہ عنہ اور (نانا) ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں سے تھے۔ احد کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کو جو کچھ تکلیف پہنچی تھی جب وہ پہنچی اور مشرکین واپس جانے لگے تو آنحضرت ﷺ کو اس کا خطرہ ہوا کہ کہیں وہ پھروٹ کر حملہ نہ کریں۔ اس لیے آپ نے فرمایا کہ ان کا پیچھا کرنے کون کون جائیں گے۔ اسی وقت ستر صحابہ رضی اللہ عنہم تیار ہو گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں سے تھے۔

۴۰۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ﴿الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لَـهُ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقُوا أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ قَالَتْ لِعُرْوَةَ: يَا ابْنَ أَخِي كَانَ أَبُوكَ مِنْهُمْ الزُّبَيْرُ وَأَبُو بَكْرٍ لَمَّا أَصَابَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أَصَابَ يَوْمَ أُحُدٍ وَانْصَرَفَ الْمُشْرِكُونَ خَافَ أَنْ يَرْجِعُوا. قَالَ: ((مَنْ يَذْهَبُ فِي أَثَرِهِمْ)) فَاتَّذَبَّ مِنْهُمْ لَسَبْعُونَ رَجُلًا قَالَ: كَانَ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَالزُّبَيْرُ.

یہ تعاقب جنگ احد کے خاتمہ پر اس لیے کیا گیا کہ مشرکین یہ نہ سمجھیں کہ احد کے نقصان نے مسلمانوں کو نڈھال کر دیا

ہے اور اگر ان پر دوبارہ حملہ کیا گیا تو وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ مسلمانوں نے ثابت کر دکھایا کہ وہ احد کے عظیم نقصانات کے بعد بھی کفار کے مقابلہ کے لیے ہمہ تن تیار ہیں۔ مسلمانوں کی تاریخ کے ہر دور میں یہی شان رہی ہے کہ حوادث سے مایوس ہو کر میدان سے نہیں ہٹے بلکہ حالات کا استغلال سے مقابلہ کیا اور آخر کامیابی ان ہی کو ملی۔ آج بھی دنیائے اسلام کا یہی حال ہے مگر مایوسی کفر ہے۔

۲۷- باب مَنْ قُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ باب جن مسلمانوں نے غزوہ احد میں شہادت پائی ان کا یَوْمُ أَحَدٍ۔ بیان۔

ان ہی میں حضرت حمزہ بن عبد المطلب، ابو حذیفہ الیمان، انس بن نضر اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

(۴۰۷۸) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے معاذ بن ہشام نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا کہ عرب کے تمام قبائل میں کوئی قبیلہ انصار کے مقابلے میں اس عزت کو حاصل نہیں کر سکا کہ اس کے سب سے زیادہ آدمی شہید ہوئے اور وہ قبیلہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عزت کے ساتھ اٹھے گا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ غزوہ احد میں قبیلہ انصار کے ستر آدمی شہید ہوئے۔ بزمعونہ کے حادثہ میں اس کے ستر آدمی شہید ہوئے اور یمامہ کی لڑائی میں اس کے ستر آدمی شہید ہوئے۔ راوی نے بیان کیا کہ بزمعونہ کا واقعہ رسول اللہ ﷺ کے وقت میں پیش آیا تھا اور یمامہ کی جنگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوئی تھی، جو مسیلہ کذاب سے لڑی گئی تھی۔

بزمعونہ میں ستر وہ آدمی شہید ہوئے جو سب انصاری تھے اور قرآن مجید کے قاری تھے۔ جو محض تبلیغی خدمات کے لیے نکلے تھے مگر دھوکے سے کفار نے ان کو شہید کر ڈالا تھا۔ آگے حدیث میں ان کی تفصیل آرہی ہے اور آگے والی احادیث میں بھی کچھ ان کے کوائف مذکور ہیں۔

(۴۰۷۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبد الرحمن بن کعب بن مالک نے اور انہیں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے شہداء کو ایک ہی کپڑے میں دو دو کو کفن دیا اور آپ دریافت فرماتے کہ ان میں قرآن کا عالم سب سے زیادہ کون ہے؟ جب کسی ایک کی طرف اشارہ کر کے آپ کو بتایا جاتا تو لحد میں

مِنْهُمْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَالْيَمَانُ وَأَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ ۚ ۴۰۷۸- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: مَا نَعْلَمُ حَيًّا مِنْ أَحْيَاءِ الْقُرْبِ أَكْثَرَ شَهِيدًا أَعَزُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ. قَالَ قَتَادَةُ: وَحَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ أَحَدٍ سَبْعُونَ وَيَوْمَ بَنِي مَعُونَةَ سَبْعُونَ وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ سَبْعُونَ قَالَ: وَكَانَ بَنُو مَعُونَةَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ يَوْمَ مَسِيلَةَ الْكَذَّابِ.

۴۰۷۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلِي أُخِذَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ: ((أَيُّهُمَا

آپ انہیں کو آگے فرماتے۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں ان سب پر گواہ رہوں گا۔ پھر آپ نے تمام شہداء کو خون سمیت دفن کرنے کا حکم فرمادیا اور ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور نہ انہیں غسل دیا گیا۔

أَكْثَرَ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ؟ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدٍ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ، وَقَالَ: أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَمْرٌ بِدَفْنِهِمْ بِدَمَانِهِمْ وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغْسَلُوا

[راجع: ۱۳۴۳]

(۳۰۸۰) اور ابو الولید نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے ابن المنکدر نے، انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میرے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو میں رونے لگا اور بار بار ان کے چہرے سے کپڑا ہٹاتا۔ صحابہ مجھے روکتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے نہیں روکا۔ (فاطمہ بنت عمر رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ کی بہن بھی رونے لگیں) آنحضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ روؤ مت۔ (آنحضور ﷺ نے لاتبکیہ فرمایا، یا ماتبکیہ۔ راوی کو شک ہو گیا) فرشتے برابر ان کی لاش پر اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو اٹھالیا گیا۔

۴۰۸۰- وقال أبو الوليد: عن شعبه عن ابن المنكدر، قال: سمعت جابرا، قال: لما قُتل أبي جعلت أبكي واكتشف الثوب عن وجهه فجعل أصحاب النبي ﷺ ينهوني والنبي ﷺ لم ينه وقال النبي ﷺ: ((لَا تَبْكِيه - أَوْ مَا تَبْكِيه - مَا زَالَت الْمَلَائِكَةُ تَطْلُكُ بِأَجْنَحَتِهَا)) حَتَّى رَفَعَ. [راجع: ۱۲۴۴]

تشیخ جنگ احد کے شہیدوں کے فضائل و مناقب کا کیا کہنا ہے۔ یہ اسلام کے وہ نامور فرزند ہیں جنہوں نے اپنے خون سے شجر اسلام کو پروان چڑھایا۔ اسلامی تاریخ قیامت تک ان پر نازاں رہے گی۔ ان میں سے دودو کو ملا کر ایک ایک قبر میں دفن کیا گیا

حاجت نہیں ہے تیرے شہیدوں کو غسل کی۔

ان کو بغیر کفن دفن کیا گیا تاکہ قیامت کے دن یہ محبت الہی کے کشتگان اسی حالت میں عدالت عالیہ میں حاضر ہوں۔ سچ ہے

بنا کردند خوش رسته بخاک و خون غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

میں انتہائی خوشی محسوس کرتا ہوں کہ مجھ کو عمر عزیز میں تین مرتبہ ان شہداء کے سچ شہیداں پر دعائے مسنونہ پڑھنے کے لیے حاضری کا موقع ملا۔ ہر حاضری پر واقعات ماضی یاد کر کے دل بھر آیا اور آج بھی جبکہ یہ سطرین لکھ رہا ہوں آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہے۔ اللہ پاک قیامت کے دن ان قظروں کو گناہوں کی نار دوزخ بچانے کے لیے دریاؤں کا درجہ عطا فرمائے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

(۳۰۸۱) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے یزید بن عبداللہ بن ابی بردہ نے، ان سے ان کے دادا ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو ہلایا اور اس سے

۴۰۸۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَرَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ

((رَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَأَنْقَطَعَ صَدْرُهُ، فَإِذَا هُوَ مَا أَصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ، ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ، فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ بِهِ اللَّهُ عَنِ الْفَتْحِ، وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقْرًا وَاللَّهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمْ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ)). [راجع: ۳۶۲۲]

اس کی دھار ٹوٹ گئی۔ اس کی تعبیر مسلمانوں کی اس نقصان کی شکل میں ظاہر ہوئی جو غزوہ احد میں اٹھانا پڑا تھا۔ پھر میں نے دوبارہ اس تلوار کو ہلایا، تو پھر وہ اس سے بھی زیادہ عمدہ ہو گئی جیسی پہلے تھی، اس کی تعبیر اللہ تعالیٰ نے فتح اور مسلمانوں کے پھر از سر نو اجتماع کی صورت میں ظاہر کی۔ میں نے اسی خواب میں ایک گائے دیکھی تھی (جو ذبح ہو رہی تھی) اور اللہ تعالیٰ کے تمام کام خیر و برکت لیے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس کی تعبیر وہ مسلمان تھے (جو) احد کی لڑائی میں (شہید ہوئے)

بظاہر جنگ احد کا حادثہ بت سگئیں تھا مگر بفضلہ تعالیٰ بعد میں مسلمان جلد ہی سنبھل گئے اور اسلامی طاقت پھر مجتمع ہو گئی۔ گویا احد کا حادثہ مسلمانوں کی آئندہ زندگی کے لیے نفع بخش ثابت ہوا۔ احد کے علم برداران حضرت خالد اور حضرت ابوسفیانؓ جیسے حضرات داخل اسلام ہو گئے۔ سچ ہے ﴿وَاللَّهُ مِمَّنْ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾ (الصفت: ۸)

(۴۰۸۲) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شقیق نے اور ان سے خبابؓ نے بیان کیا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اور ہمارا مقصد اس سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنا تھا۔ ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر ثواب دیتا۔ اب بعض لوگ تو وہ تھے جو اللہ سے جا ملے اور (دنیا میں) انہوں نے اپنا کوئی ثواب نہیں دیکھا۔ مصعب بن عمیرؓ بھی انہیں میں سے تھے۔ غزوہ احد میں انہوں نے شہادت پائی اور ایک چادر کے سوا اور کوئی چیز انہوں نے نہیں چھوڑی۔ اس چادر سے (کفن دیتے وقت) جب ہم ان کا سر چھپاتے تو پاؤں کھل جاتا اور پاؤں چھپاتے تو سر کھل جاتا تھا۔ آپ نے ہم سے فرمایا کہ چادر سے سر چھپا دو اور پاؤں پر از خر گھاس رکھ دو۔ یا آپ نے یوں فرمایا کہ ﴿القوا علی رجلہ من الاذخر﴾ (یعنی ان کے پیروں پر از خر گھاس ڈال دو۔ دونوں جملوں کا مطلب ایک ہی ہے) اور ہم میں بعض وہ ہیں جنہیں ان کے اس عمل کا پھل (اسی دنیا میں) دے دیا گیا اور وہ اس سے خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

۴۰۸۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ خَبَّابٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ نَبْتَغِي وَجْهَ اللَّهِ فَوَجِبَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ فَمِمَّا مَنَ مَضَى أَوْ ذَهَبَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا كَانَ مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَلَمْ يَتْرُكْ إِلَّا نَمْرَةً كُنَّا إِذَا غَطَيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَيْنَا بِهَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ الْإِذْخِرَ - أَوْ قَالَ - الْقَوَا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ)) وَمِمَّا مَنَ أُنِيعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِي بِهَا.

[راجع: ۱۲۷۶]

فائدہ اٹھانے والے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو بعد میں اقطار ارض کے وارث ہو کر وہاں کے تاج و تخت کے مالک بن گئے

ہوئے اور اللہ نے ان کو دنیا میں بھی خوب دیا اور آخرت میں بھی اجر عظیم کے حق دار ہوئے اور جو لوگ پہلے ہی شہید ہو گئے، ان کا سارا ثواب آخرت کے لیے جمع ہوا۔ دنیا میں انہوں نے اسلامی ترقی کا دور نہیں دیکھا۔ ان ہی میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جیسے نوجوان اسلام کے سچے فدائی بھی تھے جن کا ذکر یہاں کیا گیا ہے۔ یہ قریشی نوجوان اسلام کے اولین مبلغ تھے جو ہجرت نبوی سے پہلے ہی مدینہ آکر اشاعت اسلام کا اجر عظیم حاصل فرما رہے تھے۔ ان کے تفصیلی حالات بار بار مطالعہ کے قابل ہیں جو کسی دوسری جگہ تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔

۲۸- باب أُحُدٌ يُجِنُّا

قَالَ عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ : عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .

۴۰۸۳- حَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ ، عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : هَذَا جَبَلٌ يُجِنُّا وَنُجِبُهُ .

۴۰۸۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ : ((هَذَا جَبَلٌ يُجِنُّا وَنُجِبُهُ ، اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ ، وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ مَا بَيْنَ لَابَنَيْهَا)) . [راجع: ۳۷۱]

باب ارشاد نبوی کہ احد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے۔

عباس بن سہل نے راوی ابو حمید سے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد روایت کیا ہے۔

(۴۰۸۳) ہم سے نصر بن علی نے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، انیس قرہ بن خالد نے، انہیں قتادہ نے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، 'احد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔'

(۴۰۸۴) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انیس مطلب کے غلام عمرو بن ابی عمرو نے اور انیس انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ کو (خیبر سے واپس ہوتے ہوئے) احد پہاڑ دکھائی دیا تو آپ نے فرمایا، 'یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا شہر قرار دیا تھا اور میں ان دو پتھریلے میدانوں کے درمیان علاقے (مدینہ منورہ) کو حرمت والا شہر قرار دیتا ہوں۔'

رسول کریم ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ کو اپنا ایسا وطن قرار دے لیا تھا کہ اس کی محبت آپ کے ہر رگ و پے میں جاگزیں ہو گئی تھی۔ وہاں کی ہر چیز سے محبت کا ہونا آپ کا فطری تقاضا بن گیا تھا۔ اسی بناء پر پہاڑ احد سے بھی آپ کو محبت تھی جس کا یہاں اظہار فرمایا۔ ورثہ میں مدینہ منورہ سے الفت و محبت ہر مسلمان کو ملی ہے۔ حدیث سے مدینہ منورہ کا مثل مکہ حرم ہونا بھی ثابت ہوا۔ مگر بعض لوگ حرمت مدینہ کے قائل نہیں ہیں اور وہ ایسی احادیث کی مختلف تاویل کر دیتے ہیں جو صحیح نہیں۔ مدینہ بھی اب ہر مسلمان کے لیے مثل مکہ حرم محترم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بار بار اس مقدس شہر میں حاضری کی سعادت عطا فرمائے، آمین۔

(۴۰۸۵) مجھ سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ایث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے ابو الخیر نے اور ان سے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن باہر

۴۰۸۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا

تشریف لائے اور شہدائے احد پر نماز جنازہ ادا کی، جیسے مردوں پر ادا کی جاتی ہے۔ پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تمہارے آگے جاؤں گا، میں تمہارے حق میں گواہ رہوں گا، میں اب بھی اپنے حوض (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے دنیا کے خزانوں کی کبھی عطا فرمائی گئی ہے یا (آپ نے یوں فرمایا) مفاتیح الارض یعنی زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ (دونوں جملوں کا مطلب ایک ہی ہے) خدا کی قسم! میں تمہارے بارے میں اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے اس کا ڈر ہے کہ تم دنیا کے لیے حرص کرنے لگو گے۔

روایات میں کسی نہ کسی طرح سے احد پہاڑ کا ذکر ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ رسول کریم ﷺ مکہ سے آنے کے بعد مدینہ منورہ کو اپنا دائمی وطن قرار دے لیا تھا اور اس شہر سے آپ کو اس قدر محبت ہو گئی تھی کہ یہاں کا ذرہ ذرہ آپ کو محبوب تھا۔ اسی محبت سے احد پہاڑ سے بھی محبت ایک فطری چیز تھی۔ آج بھی یہ شہر ہر مسلمان کے لیے جتنا پیارا ہے وہ ہر مسلمان جانتا ہے۔ حدیث سے قبرستان میں جا کر دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا بھی ثابت ہوا۔ بعض لوگوں نے اسے آپ کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز سے یہاں دعائے مغفرت مراد ہے۔ مگر ظاہر حدیث کے الفاظ ان تاویلات کے خلاف ہیں، واللہ اعلم بالصواب۔

باب غزوہ رجب کا بیان

اور رعل و ذکوان اور بزمعونہ کے غزوہ کا بیان اور عضل اور قارہ کا قصہ اور عاصم بن ثابت اور حبیب اور ان کے ساتھیوں کا قصہ۔ ابن اسحاق نے بیان کیا کہ ہم سے عاصم بن عمر نے بیان کیا کہ غزوہ رجب غزوہ احد کے بعد پیش آیا۔

رجب ایک مقام کا نام ہے۔ ہذیل کی بستیوں میں سے یہ غزوہ صفر ۳ھ میں جنگ احد کے بعد ہوا تھا۔ بزمعونہ اور عصفان کے درمیان ایک مقام ہے۔ وہاں قاری صحابہ کو رعل اور ذکوان قبائل نے دھوکہ سے شہید کر دیا تھا۔ عضل اور قارہ بھی عرب کے دو قبائل کے نام ہیں۔ ان کا قصہ غزوہ رجب میں ہوا۔

(۴۰۸۶) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں معمر بن راشد نے، انہیں زہری نے، انہیں عمرو بن ابی سفیان ثقفی نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جاسوسی کے لیے ایک جماعت (مکہ، قریش کی خبر لانے کے لیے) بھیجی اور اس کا امیر عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بنایا، جو عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا ہیں۔ یہ جماعت روانہ ہوئی اور جب عصفان اور مکہ کے درمیان پہنچی تو قبیلہ ہذیل کے ایک قبیلے کو جسے بنو لحيان کہا

فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أَحَدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْبَرِ فَقَالَ: ((إِنِّي فَرَطُ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ - أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ - وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا)). [راجع: ۳۷۱]

۲۹- باب غزوة الرجب،

وَرَعْلٍ، وَذِكْوَانَ، وَبَزْمَعُونَ، وَحَدِيثِ عَضَلٍ، وَالْقَارَةِ، وَعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ، وَخَبِيِّ بْنِ أَصْحَابِهِ قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ أَنَّهَا بَعْدَ أَحَدٍ.

۴۰۸۶- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سَفْيَانَ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً غَنِيًّا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ وَهُوَ جَدُّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ

جاتا تھا، ان کا علم ہو گیا اور قبیلہ کے تقریباً سو تیر اندازوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان کے نشانات قدم کو تلاش کرتے ہوئے چلے۔ آخر ایک ایسی جگہ پہنچے میں کامیاب ہو گئے جہاں صحابہ کی اس جماعت نے پڑاؤ کیا تھا۔ وہاں ان کھجوروں کی گٹھلیاں ملیں جو صحابہ مدینہ سے لائے تھے۔ قبیلہ والوں نے کہا کہ یہ تو یثرب کی کھجور (کی گٹھلی ہے) اب انہوں نے پھر تلاش شروع کی اور صحابہ کو پایا۔ عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو صحابہ کی اس جماعت نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر پناہ لی۔ قبیلہ والوں نے وہاں پہنچ کر ٹیلہ کو اپنے گھیرے میں لے لیا اور صحابہ سے کہا کہ ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ اگر تم نے ہتھیار ڈال دیے تو ہم تم سے کسی کو بھی قتل نہیں کریں گے۔ اس پر عاصم رضی اللہ عنہ بولے کہ میں تو کسی کافر کی حفاظت و امن میں اپنے کو کسی صورت میں بھی نہیں دے سکتا۔ اے اللہ! ہمارے ساتھ پیش آنے والے حالات کی خبر اپنے نبی کو پہنچا دے۔ چنانچہ ان صحابہ نے ان سے قتال کیا اور عاصم اپنے چھ ساتھیوں کے ساتھ ان کے تیروں سے شہید ہو گئے۔ خبیبؓ، زید اور ایک اور صحابی ان کے حملوں سے ابھی محفوظ تھے۔ قبیلہ والوں نے پھر حفاظت و امن کا یقین دلایا۔ یہ حضرات ان کی یقین دہانی پر اتر آئے۔ پھر جب قبیلہ والوں نے انہیں پوری طرح اپنے قبضے میں لے لیا تو ان کی کمان کی تانت اتار کر ان صحابہ کو انہیں سے باندھ دیا۔ تیسرے صحابی جو خبیبؓ اور زید کے ساتھ تھے، انہوں نے کہا کہ یہ تمہاری پہلی غداری ہے۔ انہوں نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ پہلے تو قبیلہ والوں نے انہیں گھسیٹا اور اپنے ساتھ لے جانے کے لیے زور لگاتے رہے لیکن جب وہ کسی طرح تیار نہ ہوئے تو انہیں وہیں قتل کر دیا اور خبیبؓ اور زید کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے، پھر انہیں مکہ میں لا کر بیچ دیا۔ خبیبؓ کو تو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں نے خرید لیا کیونکہ خبیبؓ نے بدر کی جنگ میں حارث کو قتل کیا تھا۔ وہ ان کے یہاں کچھ دنوں تک قیدی کی حیثیت سے رہے۔ جس وقت ان

لِخَطَابٍ فَانْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمٌ غَسَفَانٍ وَمَكَّةَ ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هَذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لَحْيَانَ فَتَبِعُوهُمْ بِقَرِيبٍ مِنْ مَانَةَ رَامَ فَاقْتَصُوا آثَارَهُمْ، حَتَّى أَتَوْا مَثَرًا نَزَلُوهُ فَوَجَدُوا فِيهِ نَوَى تَمَرٍ تَرَوْدُوهُ مِنَ الْمَدِينَةِ، فَقَالُوا: هَذَا تَمَرٌ يَثْرَبُ فَتَبِعُوا آثَارَهُمْ حَتَّى لَحِقُوهُمْ فَلَمَّا انْتَهَى عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَحَظُوا إِلَى فُذُودٍ، وَجَاءَ الْقَوْمُ فَأَحَاطُوا بِهِمْ، فَقَالُوا: لَكُمْ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ، إِنْ نَزَلْتُمْ إِلَيْنَا أَنْ لَا نَقْتُلَ مِنْكُمْ رَجُلًا، فَقَالَ عَاصِمٌ: أَمَا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ، اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ، فَقَاتَلُوهُمْ حَتَّى قَتَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةِ نَفَرٍ بِالْبَيْلِ، وَبَقِيَ خَبِيبٌ وَزَيْدٌ وَرَجُلٌ آخَرٌ، فَأَغْطَوْهُمْ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ، فَلَمَّا أَغْطَوْهُمْ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ، نَزَلُوا إِلَيْهِمْ فَلَمَّا اسْتَمَكُّوْا مِنْهُمْ حَلَّوْا أَوْتَارَ قَسِيهِمْ فَرَبَطُوهُمْ بِهَا، فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ الَّذِي مَعَهُمَا: هَذَا أَوَّلُ الْعَدْرِ فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَحَرَّزُوهُ وَعَالَجُوهُ عَلَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَلَمْ يَفْعَلْ فَقَتَلُوهُ وَانْطَلَقُوا بِخَبِيبٍ وَزَيْدٍ حَتَّى بَاغَوْهُمَا بِمَكَّةَ فَاشْتَرَى خَبِيبًا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرٍ بْنِ نَوْفَلٍ وَكَانَ خَبِيبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ يَوْمَ بَدْرٍ فَمَكَثَ عَنْدهُمْ أَسِيرًا حَتَّى إِذَا أَجْمَعُوا قَتْلَهُ اسْتَعَارَ مُوسَى مِنْ

سب کا خبیث ہنڈھ کے قتل پر اتفاق ہو چکا تو اتفاق سے انہیں دنوں حارث کی ایک لڑکی (زینب) سے انہوں نے موئے زیر ناف صاف کرنے کے لیے استرہ مانگا اور انہوں نے ان کو استرہ بھی دے دیا تھا۔ ان کا بیان تھا کہ میرا لڑکا میری غفلت میں خبیث ہنڈھ کے پاس چلا گیا۔ انہوں نے اسے اپنی ران پر بٹھالیا۔ میں نے جو اسے اس حالت میں دیکھا تو بہت گھبرائی۔ انہوں نے میری گھبراہٹ کو جان لیا، استرہ ان کے ہاتھ میں تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کیا تمہیں اس کا خطرہ ہے کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا؟ ان شاء اللہ میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔ ان کا بیان تھا کہ خبیث ہنڈھ سے بہتر قیدی میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے انہیں انگور کا خوشہ کھاتے ہوئے دیکھا حالانکہ اس وقت مکہ میں کسی طرح کا پھل موجود نہیں تھا جبکہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے بھی تھے، تو وہ اللہ کی بھیجی ہوئی روزی تھی۔ پھر حارث کے بیٹے قتل کرنے کے لیے انہیں لے کر حرم کے حدود سے باہر گئے۔ خبیث ہنڈھ نے ان سے فرمایا مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دو (انہوں نے اجازت دے دی اور) جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ان سے فرمایا کہ اگر تم یہ خیال نہ کرنے لگتے کہ میں موت سے گھبرا گیا ہوں تو اور زیادہ نماز پڑھتا۔ خبیث ہنڈھ ہی پہلے وہ شخص ہیں جن سے قتل سے پہلے دو رکعت نماز کا طریقہ چلا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے ان کے لیے بددعا کی، اے اللہ! انہیں ایک ایک کر کے ہلاک کر دے اور یہ اشعار پڑھے ”جب کہ میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ کس پہلو پر اللہ کی راہ میں مجھے قتل کیا جائے گا۔ یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں ہے اور اگر وہ چاہے گا تو جسم کے ایک ایک کئے ہوئے ٹکڑے میں برکت دے گا۔“ پھر عقبہ بن حارث نے کھڑے ہو کر انہیں شہید کر دیا اور قریش نے عاصم ہنڈھ کی لاش کے لیے آدمی بھیجے تاکہ ان کے جسم کا کوئی بھی حصہ لائیں جس سے انہیں پہچانا جاسکے۔ عاصم ہنڈھ نے قریش کے ایک بہت بڑے سردار کو بدر کی لڑائی میں قتل کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے بھڑوں کی

بعضی بَنَاتِ الْحَارِثِ لِيَسْتَحِدَّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ قَالَتْ : فَفَعَلْتُ عَنْ صَبِيٍّ لِي فَنَدْرَجُ إِلَيْهِ حَتَّى آتَاهُ فَوَضَعَهُ عَلَى فَخْذِهِ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ فَرِغْتُ فَرَعَةً عَرَفَ ذَلِكَ مِنِّي وَفِي يَدِهِ الْمَوْسَى . فَقَالَ : أَتَخْشَيْنِ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَلِكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى . وَكُنْتُ تَقُولُ : مَا رَأَيْتُ أُسِيرًا فَطُ خَيْرًا مِنْ خَبِيبٍ . لَقَدْ رَأَيْنَهُ يَأْكُلُ مِنْ قُطْفِ عَنَبٍ وَمَا بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ ثَمَرَةٌ . وَإِنَّهُ لَمَوْثُوقٌ فِي الْحَدِيدِ وَمَا كَانَ إِلَّا رَرْقٌ رَزَقَهُ اللَّهُ . فَخَرَجُوا بِهِ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فَقَالَ : دَعُونِي أَصْلِي رُكْعَتَيْنِ . ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ : لَوْ لَا أَنْ تَرَوْا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ مِنَ الْمَوْتِ لَزِدْتُمْ فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الرُّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ هُوَ . ثُمَّ قَالَ : اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عِدْدًا ثُمَّ قَالَ : مَا أَبَالِي حِينَ أَقْتُلُ مُسْلِمًا عَلَى أَيِّ شَيْءٍ كَانَ اللَّهُ مُصْرَعِي وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ لِيَأْرِكَ عَلَى أَوْصَالٍ شَلَوْ مُمَزَّعٌ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَتَلَهُ . وَبَعَثَتْ قُرَيْشٌ إِلَى عَاصِمٍ لِيُؤْتُوا بِشَيْءٍ مِنْ جَسَدِهِ يَعْرِفُونَهُ وَكَانَ عَاصِمٌ قَتَلَ عَظِيمًا مِنْ عَظَمَائِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَبَعَثَ اللَّهُ عَلَيْهِ مِثْلَ الظِّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ . فَحَمَلَتْهُ مِنْ رَأْسِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوا مِنْهُ عَلَى شَيْءٍ .

ایک فوج کو بادل کی طرح ان کے اوپر بھیجا اور ان بھڑوں نے ان کی لاش کو قریش کے آدمیوں سے محفوظ رکھا اور قریش کے بھیجے ہوئے یہ لوگ (ان کے پاس نہ پھٹک سکے) کچھ نہ کر سکے۔

(۴۰۸۷) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، انہوں نے جابر سے سنا کہ خضیب بنیشہ کو ابو سرودہ (عقبہ بن حارث) نے قتل کیا تھا۔

(۴۰۸۸) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک بنیشہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ستر صحابہ کی ایک جماعت تبلیغ اسلام کے لیے بھیجی تھی۔ انہیں قاری کہا جاتا تھا۔ راستے میں بنو سلیم کے دو قبیلے رعل اور ذکوان نے ایک کنویں کے قریب ان کے ساتھ مزاحمت کی۔ یہ کنواں ”بزمعونہ“ کے نام سے مشہور تھا۔ صحابہ نے ان سے کہا کہ خدا کی قسم! ہم تمہارے خلاف یہاں لڑنے نہیں آئے ہیں بلکہ ہمیں تو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایک ضرورت پر مامور کیا گیا ہے لیکن کفار کے ان قبیلوں نے تمام صحابہ کو شہید کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد حضور ﷺ صبح کی نماز میں ان کے لیے ایک مہینہ تک بددعا کرتے رہے۔ اسی دن سے دعاء قنوت کی ابتدا ہوئی، ورنہ اس سے پہلے ہم دعائوت نہیں پڑھا کرتے تھے اور عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا کہ ایک صاحب (عاصم احول) نے انس بنیشہ سے دعائوت کے بارے میں پوچھا کہ یہ دعا رکوع کے بعد پڑھی جائے گی یا قرأت قرآن سے فارغ ہونے کے بعد؟ (رکوع سے پہلے) انس بنیشہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ قرأت قرآن سے فارغ ہونے کے بعد۔ (رکوع سے پہلے)

۴۰۸۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: الَّذِي قَتَلَ خَضِيبًا هُوَ أَبُو سُرُوْدَةَ.

۴۰۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتِّينَ رَجُلًا لِحَاجَةِ يُقَالُ لَهُمْ: الْقُرَاءُ، فَعَرَضَ لَهُمْ حَيَّانٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ رِغْلًا وَذِكْوَانٌ عِنْدَ بَنِي يُقَالُ لَهُمَا: بَنُو مَعُونَةَ فَقَالَ الْقَوْمُ: وَاللَّهِ مَا يَأْتَاكُمْ أَرْدْنَا إِنَّمَا نَحْنُ مُجْتَازُونَ فِي حَاجَةِ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَفَقَتَلُوهُمْ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَهْرًا فِي صَلَاةِ الْقُنُوتِ وَذَلِكَ بَدْءُ الْقُنُوتِ، وَمَا كُنَّا نَقُتُّ. قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ: وَسَأَلَ رَجُلٌ أَنَسًا عَنِ الْقُنُوتِ أَبَعْدَ الرُّكُوعِ أَوْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ؟ قَالَ: لَا بَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ.

[راجع: ۱۰۰۱]

آنحضرت ﷺ نے ان ستر قاریوں کو اس لیے بھیجا تھا کہ قبائل رعل اور ذکوان اور عصبہ اور بنو لیحان کے لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے پاس آکر کہا تھا کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں، ہماری مدد کے لیے کچھ مسلمان بھیجئے۔ یہ بھی مروی ہے کہ ابوبراء عامر بن مالک ثامی ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! آپ چند مسلمانوں کو نجد کی طرف بھیج دیں تو مجھے امید ہے کہ نجد والے مسلمان ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں نجد والے ان کو ہلاک نہ کر دیں۔ وہ شخص

کئے لگا میں ان لوگوں کو اپنی پناہ میں رکھوں گا۔ اس وقت آپ نے یہ ستر صحابی روانہ کئے۔ صرف ایک صحابی کعب بن زید رضی اللہ عنہ ہو کر بچ نکلے تھے۔ جنہوں نے مدینہ آکر خبر دی تھی۔

۴۰۸۹- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَتَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ يَذْعُو عَلَى أَحْيَاءِ مِنَ الْعَرَبِ. [راجع: ۱۰۰۱]

(۴۰۸۹) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستواری نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد ایک مہینہ تک قوت پڑھی جس میں آپ عرب کے چند قبائل (رعل و ذکوان وغیرہ) کے لیے بددعا کرتے تھے۔

فتواء کی اصطلاح میں اس قسم کی قوت کو قوت نازلہ کہا گیا ہے اور ایسے مواقع پر قوت نازلہ آج بھی پڑھنا مسنون ہے مگر مرد افسوس کہ مسلمان بہت سی پریشانیوں کے باوجود قوت نازلہ سے غافل ہیں۔

۴۰۹۰- حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رِعْلًا، ذُكْوَانَ، وَغَصِيَّةً، وَبَنِي لَحْيَانَ، اسْتَمَدُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى عَدُوٍّ فَأَمَدَهُمْ بِسَبْعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ كُنَّا نَسْمِيهِمُ الْقُرَاءَ فِي زَمَانِهِمْ كَانُوا يَخْطُبُونَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ، حَتَّى كَانُوا يَبْنِي مَعُونَةً قَتَلُوهُمْ وَغَدَرُوا بِهِمْ، فَلَمَّحَ النَّبِيُّ ﷺ ذَلِكَ فَقَتَلَ شَهْرًا يَذْعُو فِي الصُّبْحِ عَلَى أَحْيَاءِ مِنَ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ عَلَى رِعْلٍ، وَذُكْوَانَ، وَغَصِيَّةً، وَبَنِي لَحْيَانَ، قَالَ أَنَسٌ : فَقَرَأْنَا فِيهِمْ قُرْآنًا ثُمَّ إِنَّ ذَلِكَ رَفَعَ بَلْفُؤَا عَنَّا قَوْمَنَا أَنَا لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِي عَنَّا وَأَرْضَانَا. وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَتَلَ شَهْرًا فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَذْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنَ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ عَلَى رِعْلٍ، وَذُكْوَانَ، وَغَصِيَّةً، وَبَنِي

(۴۰۹۰) مجھ سے عبد الاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رعل، ذکوان، غصیہ اور بنو لحیان نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے دشمنوں کے مقابل مدد چاہی، آنحضرت ﷺ نے ستر انصاری صحابہ کو ان کی کمک کے لیے روانہ کیا۔ ہم ان حضرات کو قاری کہا کرتے تھے۔ اپنی زندگی میں معاش کے لیے دن میں لکڑیاں جمع کرتے تھے اور رات میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب یہ حضرات بزموعہ پر پہنچے تو ان قبیلے والوں نے انہیں دھوکا دیا اور انہیں شہید کر دیا۔ جب حضور ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے صبح کی نماز میں ایک مہینے تک بددعا کی۔ عرب کے انہیں چند قبائل رعل، ذکوان، غصیہ اور بنو لحیان کے لیے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان صحابہ کے بارے میں قرآن میں (آیت نازل ہوئی اور) ہم اس کی تلاوت کرتے تھے۔ پھر وہ آیت منسوخ ہو گئی (آیت کا ترجمہ) ہماری طرف سے ہماری قوم (مسلمانوں) کو خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب کے پاس آگئے ہیں۔ ہمارا رب ہم سے راضی ہے اور ہمیں بھی (اپنی نعمتوں سے) اس نے خوش رکھا ہے اور قتادہ سے روایت ہے ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مہینے تک صبح کی نماز میں، عرب کے چند قبائل یعنی رعل، ذکوان،

عصیہ اور بنو لحيان کے لیے بددعا کی تھی۔ خلیفہ بن خیاط (امام بخاری کے شیخ نے) یہ اضافہ کیا کہ ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے کہ ہم سے انس بن مالک نے یہ ستر صحابہ قبیلہ انصار سے تھے اور انہیں بزمعونہ کے پاس شہید کر دیا گیا تھا۔

لِحَيَّانَ. زَادَ خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ أَوْلَئِكَ السَّبْعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ قُتِلُوا بِبِزْمَعُونَةٍ قُرْآنًا كِتَابًا نَحْوَهُ.

[راجع : ۱۰۰۱]

اس حدیث میں ”بخ قرآن“ سے مراد کتاب اللہ ہے، جیسا کہ عبدالاعلیٰ کی روایت میں ہے۔ (ان قاریوں کی ایک خاص صفت یہ بیان کی گئی کہ یہ حضرات دن میں رزق حلال کے لیے لکڑیاں فروخت کیا کرتے تھے۔ آج کے قاریوں جیسے نہ تھے جو فن قرأت کو شک پروری کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں اور جگہ جگہ قرأت پڑھ کر دست سوال دراز کرتے رہتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

۴۰۹۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ خَالَهٖ أَخَ لَأَمَ سَلِيمَ فِي سَبْعِينَ رَاكِبًا، وَكَانَ رَئِيسَ الْمُشْرِكِينَ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ خَيْرَ بَيْنَ ثَلَاثِ خِصَالٍ، فَقَالَ: يَكُونُ لَكَ أَهْلُ السَّهْلِ وَلِي أَهْلُ الْمَدَرِ، أَوْ أَكُونُ خَلِيفَتَكَ أَوْ أَغْزُوكَ بِأَهْلِ غُفَّانٍ بِالْفِ وَالْفِ فَطَعْنِ عَامِرَ فِي بَيْتِ أُمِّ فَلَانٍ فَقَالَ: غَدَةُ كَعْفَدَةِ الْبَكْرِ فِي بَيْتِ أَمْرَأَةٍ مِنْ آلِ فَلَانٍ، أَتُونِي بِفَرَسِي فَمَاتَ عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ فَانْطَلَقَ حَرَامٌ أَخُو أُمِّ سَلِيمٍ وَهُوَ رَجُلٌ أَغْرَجٌ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي فَلَانٍ قَالَ: كُونَا قَرِيْبًا حَتَّى آتِيَهُمْ فَإِنْ آمَنُونِي كُنْتُمْ قَرِيْبًا، وَإِنْ قَتَلُونِي أَتَيْتُمْ أَصْحَابَكُمْ، فَقَالَ: أَتُونِي أَبْلُغْ رِسَالَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ وَأَوْمَرُوا إِلَى رَجُلٍ قَاتَاهُ مِنْ خَلْفِهِ فَطَعَنَهُ. قَالَ

۴۰۹۱- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ خَالَهٖ أَخَ لَأَمَ سَلِيمَ فِي سَبْعِينَ رَاكِبًا، وَكَانَ رَئِيسَ الْمُشْرِكِينَ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ خَيْرَ بَيْنَ ثَلَاثِ خِصَالٍ، فَقَالَ: يَكُونُ لَكَ أَهْلُ السَّهْلِ وَلِي أَهْلُ الْمَدَرِ، أَوْ أَكُونُ خَلِيفَتَكَ أَوْ أَغْزُوكَ بِأَهْلِ غُفَّانٍ بِالْفِ وَالْفِ فَطَعْنِ عَامِرَ فِي بَيْتِ أُمِّ فَلَانٍ فَقَالَ: غَدَةُ كَعْفَدَةِ الْبَكْرِ فِي بَيْتِ أَمْرَأَةٍ مِنْ آلِ فَلَانٍ، أَتُونِي بِفَرَسِي فَمَاتَ عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ فَانْطَلَقَ حَرَامٌ أَخُو أُمِّ سَلِيمٍ وَهُوَ رَجُلٌ أَغْرَجٌ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي فَلَانٍ قَالَ: كُونَا قَرِيْبًا حَتَّى آتِيَهُمْ فَإِنْ آمَنُونِي كُنْتُمْ قَرِيْبًا، وَإِنْ قَتَلُونِي أَتَيْتُمْ أَصْحَابَكُمْ، فَقَالَ: أَتُونِي أَبْلُغْ رِسَالَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ وَأَوْمَرُوا إِلَى رَجُلٍ قَاتَاهُ مِنْ خَلْفِهِ فَطَعَنَهُ. قَالَ

هَمَامٌ : أَحْسِبُهُ حَتَّى أَنْفَذَهُ بِالرُّمَحِ. قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبَّ الْكُعْبَةِ، فَلَحِقَ الرَّجُلُ فَقَتِلُوا كُلَّهُمْ غَيْرَ الْأَعْرَجِ، كَانَ فِي رَأْسِ جَبَلٍ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْنَا نَمَّ كَانَ مِنَ الْمُنْسُوحِ إِنَّا قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرْضِي عَنَّا وَارْضَانَا قَدْ عَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثِينَ صَبَاحًا عَلَى رِغْلٍ، وَذُكُوانَ، وَبَنِي لَحْيَانَ، وَغَصِيَّةَ الَّذِينَ غَضَوْا اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[راجع: ۱۰۰۱]

جائیں۔ چنانچہ قبیلہ میں پہنچ کر انہوں نے ان سے کہا، کیا تم مجھے امان دیتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کا پیغام تمہیں پہنچا دوں؟ پھر وہ حضور ﷺ کا پیغام انہیں پہنچانے لگے تو قبیلہ والوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا اور اس نے پیچھے سے آکر ان پر نیزہ سے وار کیا۔ ہمارے بیان کیا، میرا خیال ہے کہ نیزہ آر پار ہو گیا تھا۔ حرام کی زبان سے اس وقت نکلا ”اللہ اکبر، کعبہ کے رب کی قسم! میں نے تو اپنی مراد حاصل کر لی۔“ اس کے بعد ان میں سے ایک صحابی کو بھی مشرکین نے پکڑ لیا (جو حرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور انہیں بھی شہید کر دیا) پھر اس مہم کے تمام صحابہ کو شہید کر دیا۔ صرف لنگڑے صحابی بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے وہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے تھے۔ ان شہداء کی شان میں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی، بعد میں وہ آیت منسوخ ہو گئی (آیت یہ تھی) اِنَّا قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرْضِي عَنَّا وَارْضَانَا آخَضَرْتُ ﷺ نے ان قبائل رعل ذکوان، بنو لحيان اور عصبہ کے لیے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تھی تیس دن تک صبح کی نماز میں بددعا کی۔

ان قبائل کا جرم اتنا سنگین تھا کہ ان کے لیے بدعا کرنا ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی بددعا قبول کی اور یہ قبائل تباہ ہو گئے۔ الا ماشاء اللہ۔

(۴۰۹۲) مجھ سے جہان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، ان کو معمر نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ثمامہ بن عبد اللہ بن انس نے بیان کیا اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ جب حرام بن ملحان کو جو ان کے ماموں تھے بڑھ معونہ کے موقع پر زخمی کیا گیا تو زخم پر سے خون کو ہاتھ میں لے کر انہوں نے یوں اپنے چہرہ اور سر پر لگا لیا اور کہا ”کعبہ کے رب کی قسم! میری مراد حاصل ہو گئی۔“

۴۰۹۲ - حَدَّثَنِي حَبَّانٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ : حَدَّثَنِي ثَمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ : لَمَّا طَعِنَ حَرَامُ بْنُ مِلْحَانَ وَكَانَ خَالَهُ يَوْمَ بَنِي مَعُونَةَ قَالَ : بِاللَّهِ هَكَذَا، فَتَضَحَّهُ عَلَى وَجْهِهِ وَرَأْسِهِ ثُمَّ قَالَ : فُزْتُ وَرَبَّ الْكُعْبَةِ.

[راجع: ۱۰۰۱]

تَسْبِيحٌ ایک حقیقی مومن باللہ کی دلی مراد یہی ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے راستے میں اپنی جان قربان کر سکے۔ یہ جذبہ نہیں تو ایمان کی خیر مثال چاہیے۔ حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ نے شہادت کے وقت اس حقیقت کا اظہار فرمایا۔ ارشاد باری ہے ﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ﴾ (التوبہ: ۱۱) ”بے شک اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے ان کی جانوں اور مالوں کے

بدلے جنت کا سودا کر چکا ہے۔“

۴۰۹۳- حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فِي الْخُرُوجِ حِينَ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْأَذَى فَقَالَ لَهُ: أَقِمْ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّطَعْتُ أَنْ يُؤْذَنَ لَكَ؟ فَكَانَ يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي لَا رَجُوَ ذَلِكَ)) قَالَتْ: فَانْتَظَرَهُ أَبُو بَكْرٍ فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ظَهْرًا فَنَادَاهُ فَقَالَ: ((أَخْرِجْ مِنْ عِنْدِكَ)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا هُمَا ابْنَتَايَ فَقَالَ: ((أَشْعَرْتَ أَنَّهُ قَدْ أَدْنَى فِي الْخُرُوجِ؟)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ الصَّحْبَةُ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الصَّحْبَةُ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عِنْدِي نَاقَتَانِ قَدْ كُنْتُ أَعِدُّنَهُمَا لِلْخُرُوجِ فَأَعْطَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَاهُمَا وَهِيَ الْجَذْعَاءُ فَرَكِبَهَا فَانْطَلَقَا حَتَّى أَتَيَا الْغَارَ وَهُوَ بِثَوْرِ فَتَوَارَّيَا فِيهِ فَكَانَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ غُلَامًا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ أَخُو عَائِشَةَ لِأُمِّهَا وَكَانَتْ لَأَبِي بَكْرٍ مَنَحَةً. فَكَانَ يَرُوحُ بِهَا وَيَغْدُو عَلَيْهِمْ وَيُصْبِحُ فَيَذْلُجُ إِلَيْهِمَا، ثُمَّ يَسْرَحُ فَلَا يَفْطَنُ بِهِ أَحَدٌ مِنَ الرِّعَاءِ. فَلَمَّا

(۴۰۹۳) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب مکہ میں مشرک لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سخت تکلیف دینے لگے تو رسول اللہ ﷺ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اجازت چاہی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابھی یہیں ٹھہرے رہو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ بھی (اللہ تعالیٰ سے) اپنے لیے ہجرت کی اجازت کے امیدوار ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں مجھے اس کی امید ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ انتظار کرنے لگے۔ آخر حضور ﷺ ایک دن ظہر کے وقت (ہمارے گھر) تشریف لائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پکارا اور فرمایا کہ تخلیہ کرلو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صرف میری دونوں لڑکیاں یہاں موجود ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم کو معلوم ہے مجھے بھی ہجرت کی اجازت دے دی گئی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا مجھے بھی ساتھ چلنے کی سعادت حاصل ہوگی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں تم بھی میرے ساتھ چلو گے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں اور میں نے انہیں ہجرت ہی کی نیت سے تیار کر رکھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک اونٹنی جس کا نام الجذعاء تھا حضور ﷺ کو دے دی۔ دونوں بزرگ سوار ہو کر روانہ ہوئے اور یہ غار ثور پہاڑی کا تھا اس میں جا کر دونوں پوشیدہ ہو گئے۔ عامر بن فہیرہ جو عبد اللہ بن طفیل بن سخرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے والدہ کی طرف سے بھائی تھے، ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک دودھ دینے والی اونٹنی تھی تو عامر بن فہیرہ صبح وشام (عام موسیثوں کے ساتھ) اسے چرانے لے جاتے اور رات کے آخری حصہ میں حضور ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تھے۔ (غار ثور میں ان حضرات کی خوراک اسی کا دودھ تھی) اور پھر اسے چرانے کے لیے لے کر روانہ ہو جاتے۔ اس طرح کوئی چرواہا اس پر آگاہ نہ ہو سکا۔ پھر جب حضور ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ غار سے نکل کر روانہ ہوئے تو پیچھے

خَرَجَ خَرَجَ مَعَهُمَا يُعْقِبَانِهِ حَتَّى قَدِمَا
الْمَدِينَةَ فَقَتَلَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ يَوْمَ بَنُو
مَعُونَةَ. وَعَنْ أَبِي أَسْمَاءَ قَالَ : قَالَ لِي
هَاشِمُ بْنُ غُرُوةٍ فَأَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: لَمَّا
قُتِلَ الَّذِينَ بَنُو مَعُونَةَ وَأَسْبَرُ عُمُرُو بْنُ
أُمَيَّةَ الضَّمِيرِي قَالَ لَهُ عَامِرُ بْنُ الطَّفِيلِ:
مَنْ هَذَا ؟ فَأَشَارَ إِلَى قَبِيلٍ، فَقَالَ لَهُ
عُمُرُو بْنُ أُمَيَّةَ: هَذَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ
فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ مَا قُتِلَ رُفِعَ إِلَى
السَّمَاءِ حَتَّى إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ
بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْأَرْضِ، ثُمَّ وَضَعَ فَأَتَى النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَهُمْ فَتَعَاهَمُ
فَقَالَ: ((إِنَّ أَصْحَابَكُمْ قَدْ أَصِيبُوا وَإِنَّهُمْ
قَدْ سَأَلُوا رَبَّهُمْ. فَقَالُوا: رَبَّنَا أَخْبِرْ عَنَّا
أَخَوَانَا بِمَا رَحِمْنَا عَنْكَ رَحِمْتَ عَنَّا
فَاخْبِرْهُمْ عَنْهُمْ)). وَأَصِيبَ يَوْمَئِذٍ فِيهِمْ
غُرُوةٌ بْنُ أَسْمَاءَ بْنِ الصَّلْتِ، فَسَمِّيَ
غُرُوةً بِهِ وَمُنْذِرٌ بِهِ عُمُرُو سُمِّيَ بِهِ
مُنْذِرًا.

[راجع: ۴۷۶]

پیچھے عامر بن فہیرہ بھی پہنچے تھے۔ آخر دونوں حضرات مدینہ پہنچ گئے۔
ہرمعونہ کے حادثہ میں عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے تھے۔
ابو اسامہ سے روایت ہے، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انہیں
ان کے والد نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ جب ہرمعونہ کے حادثہ
میں قاری صحابہ شہید کئے گئے اور عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ عنہ قید کئے
گئے تو عامر بن طفیل نے ان سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے
ایک لاش کی طرف اشارہ کیا۔ عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ یہ
عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس پر عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے
دیکھا کہ شہید ہو جانے کے بعد ان کی لاش آسمان کی طرف اٹھالی گئی۔
میں نے اوپر نظر اٹھائی تو لاش آسمان و زمین کے درمیان لٹک رہی
تھی۔ پھر وہ زمین پر رکھ دی گئی۔ ان شہداء کے متعلق نبی کریم ﷺ کو
حضرت جبریلؑ نے باذن خدا بتادیا تھا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کی
شہادت کی خبر صحابہ کو دی اور فرمایا کہ یہ تمہارے ساتھی شہید کر دیئے
گئے ہیں اور شہادت کے بعد انہوں نے اپنے رب کے حضور میں
عرض کی کہ اے ہمارے رب! ہمارے (مسلمان) بھائیوں کو اس کی
اطلاع دے دے کہ ہم تیرے پاس پہنچ کر کس طرح خوش ہیں اور تو
بھی ہم سے راضی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید کے ذریعہ)
مسلمانوں کو اس کی اطلاع دے دی۔ اسی حادثہ میں عروہ ابن اسماء بن
صلت رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے تھے (پھر زبیر رضی اللہ عنہ کے بیٹے جب پیدا ہوئے)
تو ان کا نام عروہ، انہیں عروہ ابن اسماء رضی اللہ عنہ کے نام پر رکھا گیا۔ منذر بن
عمرو رضی اللہ عنہ بھی اس حادثہ میں شہید ہوئے تھے۔ (اور زبیر رضی اللہ عنہ کے
دوسرے صاحب زادے کا نام) منذر انہیں کے نام پر رکھا گیا تھا۔

اس حدیث میں ہجرت نبوی کا بیان ہے۔ شروع میں آپ کا غار ثور میں قیام کرنا مصلحت الہی کے تحت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے
آپ کی وہاں بھی کامل حفاظت فرمائی اور وہاں رزق بھی پہنچایا۔ اس موقع پر حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ نے ہردو بزرگوں کی
اہم خدمات انجام دیں کہ غار میں اونٹنی کے تازہ تازہ دودھ سے ہردو بزرگوں کو سیراب رکھا۔ حقیقی جائزہ اسی کا نام ہے۔ یہی عامر بن
فہیرہ رضی اللہ عنہ ہیں جو ستر قاریوں کے قافلہ میں شہید کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی لاش کا یہ اکرام کیا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھالی گئی پھر
زمین پر رکھ دی گئی۔ شہدائے کرام کے یہ مراتب ہیں جو حقیقی شہداء کو ملتے ہیں۔ سچ ہے ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ نَلَّ

أَخْبَانَهُ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ۖ (البقرة: ۱۵۴)

۴۰۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّمِيمِيُّ عَنْ أَبِي مَجْلَزٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَتَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا، يَدْعُو عَلَى رِغْلٍ، وَذَكَوَانٍ وَيَقُولُ ((غُصِيَّةُ عَصَتِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ)).

[راجع: ۱۰۰۱]

۴۰۹۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الَّذِينَ قَتَلُوا يَنْعِي أَصْحَابَهُ بِنَرٍ مَعُونَةً ثَلَاثِينَ صَبَاحًا حِينَ يَدْعُو عَلَى رِغْلٍ وَلِحْيَانٍ، وَغُصِيَّةٍ عَصَتِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَسٌ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِينَ قَتَلُوا أَصْحَابَ بِنَرٍ مَعُونَةً قُرْآنًا قَرَأْنَاهُ حَتَّى نُسِيخَ بَلَّغُوا قَوْمَنَا فَقَدْ لَقَيْنَا رَبَّنَا فَرَضِي عَنَّا وَرَضِينَا عَنْهُ.

[راجع: ۱۰۰۱]

۴۰۹۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوتِ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: نَعَمْ. فَقُلْتُ: كَانَ قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَهُ؟ قَالَ: قَبْلَهُ، قُلْتُ: فَإِنَّ فَلَانًا أَخْبَرَنِي عَنْكَ أَنَّكَ

(۴۰۹۴) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو سلیمان تیمی نے خبر دی، انہیں ابو مجلز (لاحق بن حمید) نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مینے تک رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھی۔ اس دعائے قنوت میں آپ نے رعل اور ذکوان نامی قبائل کے لیے بددعا کی۔ آپ فرماتے تھے کہ قبیلہ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

(۴۰۹۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے آپ کے معزز اصحاب (قاریوں) کو بزمعونہ میں شہید کر دیا تھا، تیس دن تک صبح کی نماز میں بددعا کی تھی۔ آپ قبائل رعل، بنو لحيان اور عصیہ کے لیے ان نمازوں میں بددعا کرتے تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر انہیں اصحاب کے بارے میں جو بزمعونہ میں شہید کر دیئے گئے تھے، قرآن مجید کی آیت نازل کی۔ ہم اس آیت کی تلاوت کیا کرتے تھے لیکن بعد میں وہ آیت منسوخ ہو گئی (اس آیت کا ترجمہ یہ ہے) ”ہماری قوم کو خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے آٹے ہیں۔ ہمارا رب ہم سے راضی ہے اور ہم بھی اس سے راضی ہیں۔“

(۴۰۹۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن احوں بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز میں قنوت کے بارے میں پوچھا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے یا رکوع کے بعد؟ انہوں نے کہا کہ رکوع سے پہلے۔ میں نے عرض کی کہ فلاں صاحب نے آپ ہی کا نام لے کر مجھے بتایا کہ قنوت رکوع کے بعد ہے۔ حضرت انس

پیغمبر نے کہا کہ انہوں نے غلط کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد صرف ایک مہینے تک قنوت پڑھی۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو جو قاریوں کے نام سے مشہور تھی اور جو ستر کی تعداد میں تھے، مشرکین کے بعض قبائل کے یہاں بھیجا تھا۔ مشرکین کے ان قبائل نے حضور اکرم ﷺ کو ان صحابہ کے بارے میں پہلے حفظ و امان کا یقین دلایا تھا لیکن بعد میں یہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس جماعت پر غالب آگئے (اور غداری کی اور انہیں شہید کر دیا) رسول کریم ﷺ نے اسی موقع پر رکوع کے بعد ایک مہینے تک قنوت پڑھی تھی اور اس میں ان مشرکین کے لیے بددعا کی تھی۔

قُلْتُ بَعْدَهُ؟ قَالَ: كَذَبَ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا، أَنَّهُ كَانَ بَعَثَ نَاسًا يَقَالُ لَهُمُ الْفُرَاءُ، وَهُمْ سَبْعُونَ رَجُلًا إِلَى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَبَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَهْدٌ قَبْلَهُمْ فَظَهَرَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَانُوا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَقَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا يَذْغُو عَلَيْهِمْ.

[راجع: ۱۰۰۱]

اس حادثہ میں ایک شخص عامر بن طفیل کا بڑا ہاتھ تھا۔ پہلے اس نے بنوعامر قبیلہ کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا۔ انہوں نے ان مسلمانوں سے لڑنا منظور نہ کیا، پھر اس مردود نے رعل اور عصیہ اور ذکوان کو بنو سلیم کے قبیلے میں سے تھے، بکایا حالانکہ آنحضرت ﷺ سے اور بنو سلیم سے عہد تھا مگر عامر کے کہنے سے ان لوگوں نے عہد شکنی کی اور قاریوں کو ناحق مار ڈالا۔ بعضوں نے کہا آنحضرت ﷺ اور بنوعامر سے عہد تھا۔ جب عامر بن طفیل نے بنوعامر کو ان مسلمانوں سے لڑنے کے لیے بلایا تو انہوں نے عہد شکنی منظور نہ کی۔ آخر اس نے رعل اور عصیہ اور ذکوان کے قبیلوں کو بھڑکایا جن سے عہد نہ تھا انہوں نے عامر کے بھگانے سے ان کو قتل کیا۔

باب غزوہ خندق کا بیان جس کا دوسرا نام غزوہ احزاب ہے۔
موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ غزوہ خندق شوال ۴ھ میں ہوا تھا۔

۳۰۔ باب غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ وَهِيَ

الْأَحْزَابِ

قَالَ مُوسَى بْنُ عَقِبَةَ: كَانَتْ فِي شَوَّالِ

سَنَةِ أَرْبَعِ

لِسَنَةِ أَرْبَعِ

احزاب حزب کی جمع ہے۔ حزب گروہ کو کہتے ہیں۔ اس جنگ میں ابوسفیان عرب کے ہمت سے گروہوں کو بھا کر مسلمانوں پر چڑھالایا تھا اس لیے اس کا نام جنگ احزاب ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے سلمان فارسی پیغمبر کی رائے سے مدینہ کے گرد خندق کھدوائی۔ اس کے کھودنے میں آپ بذات خاص بھی شریک رہے۔ کافروں کا لشکر دس ہزار کا تھا اور مسلمان کل تین ہزار تھے۔ بیس دن تک کافر مسلمانوں کو گھیرے رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان پر آندھی بھیجی، وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابوسفیان کو ندامت ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اب سے کافر ہم پر چڑھائی نہیں کریں گے بلکہ ہم ہی ان پر چڑھائی کریں گے۔ فتح الباری میں ہے کہ جنگ خندق ۵ھ میں ہوئی۔ ۴ھ ایک اور حساب سے ہے جن کی تفصیل فتح الباری میں دیکھی جاسکتی ہے۔

(۴۰۹۷) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ عمری نے، کہا کہ مجھے نافع نے خبر دی اور انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنے آپ کو انہوں نے غزوہ احد کے موقع پر پیش کیا (تاکہ لڑنے والوں

۴۰۹۷۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ غُنَيْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں انہیں بھی بھرتی کر لیا جائے اس وقت وہ چودہ سال کے تھے تو حضور ﷺ نے انہیں اجازت نہیں دی۔ لیکن غزوہ خندق کے موقع پر جب انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے اپنے کو پیش کیا تو حضور ﷺ نے ان کو منظور فرمایا۔ اس وقت وہ پندرہ سال کی عمر میں تھے۔

معلوم ہوا کہ پندرہ سال کی عمر میں مزو بالغ تصور کیا جاتا ہے اور اس پر شرعی احکام پورے طور پر لاگو ہو جاتے ہیں۔
(۴۰۹۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے اور ان سے سہل بن سعد بن ابی ہاشم نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خندق میں تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم خندق کھود رہے تھے اور مٹی ہم اپنے کاندھوں پر اٹھا اٹھا کر ڈال رہے تھے۔ اس وقت حضور ﷺ نے دعا کی، اے اللہ! آخرت کی زندگی ہی بس آرام کی زندگی ہے۔ پس تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

آپ نے انصار اور مہاجرین کی موجودہ تکالیف کو دیکھا تو ان کی تسلی کے لیے فرمایا کہ اصل آرام آخرت کا آرام ہے۔ دنیا کی تکالیف پر صبر کرنا مومن کے لیے ضروری ہے۔ جنگ خندق سخت تکلیف کے زمانے میں سامنے آئی تھی۔

(۴۰۹۹) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق فزاری نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ خندق کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مہاجرین اور انصار سردی میں صبح سویرے ہی خندق کھود رہے ہیں۔ ان کے پاس غلام نہیں تھے کہ ان کے بجائے وہ اس کام کو انجام دیتے۔ جب حضور ﷺ نے ان کی اس مشقت اور بھوک کو دیکھا تو دعا کی۔

اے اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے۔ پس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کے جواب میں کہا۔ ہم ہی ہیں جنہوں نے محمد (ﷺ) سے جہاد کرنے کے لیے بیعت کی ہے۔ جب تک ہماری جان میں جان ہے۔

عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ اَرْبَعِ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُحْزَرْ وَعَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ ابْنُ خَمْسِ عَشْرَةَ سَنَةً فَأُجَازَہُ۔
[راجع: ۱۲۶۴]

۴۰۹۸ - حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي الْخَنْدَقِ وَهُمْ يَحْفَرُونَ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ عَلَى أَكْتَادِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ
فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ

۴۰۹۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو. حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حَمِيدٍ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْخَنْدَقِ فَإِذَا الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفَرُونَ فِي عِدَاةٍ بَارِدَةٍ فَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَيْدٌ يَفْعَلُونَ ذَلِكَ لَهُمْ. فَلَمَّا رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالْجُوعِ قَالَ:

اللَّهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَةِ
فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرَةِ وَالْأَنْصَارِ

فَقَالُوا: مُجِيبِينَ لَهُ:

نَحْنُ الَّذِينَ بَاتِعُوا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا

[راجع: ۲۸۳۴]

۴۱۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو مُعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَعَلَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ
يَخْفِرُونَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ الْمَدِينَةِ وَيَنْقُلُونَ
الْتُّرَابَ عَلَى مُتُونِهِمْ وَهُمْ يَقُولُونَ:

نَحْنُ الَّذِينَ بَاتِعُوا مُحَمَّدًا

عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِينَا أَبَدًا

قَالَ: يَقُولُ النَّبِيُّ ﷺ: وَهُوَ يُجِيبُهُمْ:

اللَّهُمَّ إِنَّهُ لَآخِرُ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةِ

لَبَّارِكْ فِي الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ

قَالَ: يُؤْتُونَ بِمِلءِ كَفَيٍّ مِنَ الشَّعِيرِ

فَيُصْنَعُ لَهُمْ بِأَهَالَةٍ سَخَجَةٌ تُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْ

الْقَوْمِ وَالْقَوْمُ جِيَاعٌ، وَهِيَ بَشْعَةٌ فِي الْحَلْقِ

وَلَهَا رِيحٌ مُنْتِنٌ. [راجع: ۲۸۳۴]

۴۱۰۱- حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا

عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ:

أَتَيْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: إِنَّا

يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَخْفِرُ فَعَرَضَتْ كُذْيَةٌ

شَدِيدَةٌ فَجَاؤُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَقَالُوا: هَذِهِ كُذْيَةٌ عَرَضَتْ فِي

الْخَنْدَقِ، فَقَالَ: ((أَنَا نَازِلٌ)) ثُمَّ قَامَ

وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ، وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ

لَا نَذُوقُ ذَوَاقًا، فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ، فَضْرَبَ فَعَادَ كَثِيرًا

أَهْلًا أَوْ أَهْلِيمَ، فَقُلْتُ: رَسُولُ اللَّهِ

أَنْدَدُنْ لِي إِلَى الْبَيْتِ؟ فَقُلْتُ لِأَمْرَأَتِي

(۴۱۰۰) ہم سے ابو معمر عبد اللہ بن عمر عقدی نے بیان کیا، کہا ہم سے
عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے
اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مدینہ کے گرد مہاجرین و
انصار خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے اور مٹی اپنی پیٹھ پر اٹھانے
لگے۔ اس وقت وہ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

ہم نے ہی محمد (ﷺ) سے اسلام پر بیعت کی ہے جب تک ہماری جان
میں جان ہے۔

انہوں نے بیان کیا کہ اس پر نبی کریم ﷺ نے دعا کی۔

اے اللہ! خیر تو صرف آخرت ہی کی خیر ہے۔ پس انصار اور مہاجرین کو
تو برکت عطا فرما۔

انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مٹھی جو آتا اور ان صحابہ کیلئے ایسے
روغن میں جس کا مزہ بھی بگڑ چکا ہو تالا کر پکا دیا جاتا۔ یہی کھانا ان صحابہ
کے سامنے رکھ دیا جاتا۔ صحابہ بھوکے ہوتے۔ یہ ان کے حلق میں چپکتا
اور اس میں بدبو ہوتی۔ گویا اس وقت ان کی خوراک کا بھی یہ حال تھا۔

(۴۱۰۱) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن
ایمن نے بیان کیا، ان سے ان کے والد ایمن حبشی نے بیان کیا کہ میں
جابر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم غزوہ
خندق کے موقع پر خندق کھود رہے تھے کہ ایک بہت سخت قسم کی
چٹان نکلی (جس پر کدال اور پھاوڑے کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا، اس
لیے خندق کی کھدائی میں رکاوٹ پیدا ہو گئی) صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ
ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کی کہ خندق میں
ایک چٹان ظاہر ہو گئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اندر اترتا
ہوں۔ چنانچہ آپ کھڑے ہوئے۔ اس وقت (بھوک کی شدت کی وجہ
سے) آپ کا پیٹ پتھر سے بندھا ہوا تھا۔ تین دن سے ہمیں ایک دانہ
کھانے کے لیے نہیں ملا تھا۔ حضور ﷺ نے کدال اپنے ہاتھ میں لی
اور چٹان پر اس سے مارا۔ چٹان (ایک ہی ضرب میں) بالو کے ڈھیر کی

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، مَا كَانَ فِي ذَلِكَ صَبْرٌ فَعِنْدَكَ شَيْءٌ؟
قَالَتْ: عِنْدِي شَعِيرٌ وَعِنَاقٌ فَذَبَحْتُ
الْعِنَاقَ وَطَخَنْتُ الشَّعِيرَ حَتَّى جَعَلْنَا
اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَجِينَ قَدْ انْكَسَرَ
وَالْبُرْمَةُ بَيْنَ الْأَثَافِي قَدْ كَادَتْ أَنْ
تَنْصَحَ فَقُلْتُ: طَعِمْتُ لِي لَقْمٌ أَنْتَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ وَزَجَلٌ أَوْ رَجُلَانِ قَالَ
«كَمْ هُوَ؟» فَذَكَرْتُ لَهُ قَالَ: «كَثِيرٌ
طَيِّبٌ» قَالَ: «قُلْ لَهَا لَا تَنْزِعِ الْبُرْمَةَ
وَلَا الْخُبْزَ مِنَ التَّنُورِ حَتَّى آتِي» فَقَالَ:
«قُومُوا» فَقَامَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ
فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ: وَيْحَكَ
جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَمِنْ مَعَهُمْ
قَالَتْ: هَلْ سَأَلْتُ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ:
«ادْخُلُوا وَلَا تَصْغَطُوا» فَجَعَلَ يَكْسِرُ
الْخُبْزَ وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ وَيُخَمِّرُ
الْبُرْمَةَ وَالتَّنُورَ إِذَا أَخَذَ مِنْهُ وَيُقَرِّبُ إِلَى
أَصْحَابِهِ ثُمَّ يَنْزِعُ فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ الْخُبْزَ
وَيُعْرِفُ حَتَّى شَبِعُوا وَبَقِيَ بَقِيَّةٌ، قَالَ:
«كُلِّي هَذَا وَاهْدِي فَإِنَّ النَّاسَ أَصَابَتْهُمْ
مَجَاعَةٌ».

[راجع: ۳۰۷۰]

طرح بہہ گئی۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے گھر جانے کی اجازت دیجئے۔ (گھر آکر) میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ آج میں نے حضور اکرم ﷺ کو (فاقوں کی وجہ سے) اس حالت میں دیکھا کہ صبر نہ ہو سکا۔ کیا تمہارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں کچھ جو ہیں اور ایک بکری کا بچہ۔ میں نے بکری کے بچہ کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو پیسے۔ پھر گوشت کو ہم نے چولھے پر ہانڈی میں رکھا اور میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آٹا گوندھا چکا تھا اور گوشت چولھے پر پکنے کے قریب تھا۔ آنحضرت ﷺ سے میں نے عرض کیا، گھر کھانے کے لیے مختصر کھانا تیار ہے۔ یا رسول اللہ! آپ اپنے ساتھ ایک دو آدمیوں کو لے کر تشریف لے چلیں۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کتنا ہے؟ میں نے آپ کو سب کچھ بتا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو بہت ہے اور نہایت عمدہ و طیب ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اپنی بیوی سے کہہ دو کہ چولھے سے ہانڈی نہ اتاریں اور نہ تور سے روٹی نکالیں، میں ابھی آ رہا ہوں۔ پھر صحابہ سے فرمایا کہ سب لوگ چلیں۔ چنانچہ تمام انصار اور مہاجرین تیار ہو گئے۔ جب جابر رضی اللہ عنہ گھر پہنچے تو اپنی بیوی سے انہوں نے کہا، اب کیا ہو گا؟ رسول اللہ ﷺ تو تمام مہاجرین و انصار کو ساتھ لے کر تشریف لا رہے ہیں۔ انہوں نے پوچھا، حضور ﷺ نے آپ سے کچھ پوچھا بھی تھا؟ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں۔ حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ اندر داخل ہو جاؤ لیکن اثر دھام نہ ہونے پائے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ روٹی کا چورا کرنے لگے اور گوشت اس پر ڈالنے لگے۔ ہانڈی اور تور دونوں ڈھکے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اسے لیا اور صحابہ کے قریب کر دیا۔ پھر آپ نے گوشت اور روٹی نکالی۔ اس طرح آپ برابر روٹی چورا کرتے جاتے اور گوشت اس میں ڈالتے جاتے۔ یہاں تک کہ تمام صحابہ شکم سیر ہو گئے اور کھانا بچ بھی گیا۔ آخر میں آپ نے (جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی سے) فرمایا کہ اب یہ کھانا تم خود کھاؤ اور لوگوں کے یہاں ہدیہ میں بھیجو، کیونکہ لوگ آج کل فاقہ میں مبتلا ہیں۔

شَرِيف

روایت میں غزوہ خندق میں خندق کھودنے کا ذکر ہے مگر اور بھی بہت سے امور بیان میں آگئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے شدت بھوک سے پیٹ پر پتھر باندھنے کا بھی صاف لفظوں میں ذکر ہے۔ بعض لوگوں نے پتھر باندھنے کی تاویل کی ہے۔ کھانے میں برکت کا ہونا رسول کریم ﷺ کا معجزہ تھا جن کا تو آپ سے بارہا ظہور ہوا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جو اپنے والد کی شہادت کے بعد قرض خواہوں کا قرض چکانے کے لیے رسول کریم ﷺ سے دعاؤں کے طالب ہوئے تھے۔ اس سلسلہ میں جب آپ گھر تشریف لائے اور واپس جانے لگے تو جابر رضی اللہ عنہ کے منع کرنے کے باوجود ان کی بیوی نے درخواست کی تھی کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! میرے لیے اور میرے خاوند کے لیے دعائے خیر کر جائیے۔ آپ نے دونوں کے لیے دعا کی تھی اور اس عورت نے کہا تھا کہ آپ ہمارے گھر میں تشریف لائیں اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم آپ سے دعا کے طالب بھی نہ ہوں۔ (فتح)

(۴۱۰۲) مجھ سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عامر ضحاک بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم کو حنظلہ بن ابی سفیان نے خبر دی، کہا ہم کو سعید بن میناء نے خبر دی، کہا میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب خندق کھودی جا رہی تھی تو میں نے معلوم کیا کہ نبی کریم ﷺ انتہائی بھوک میں مبتلا ہیں۔ میں فوراً اپنی بیوی کے پاس آیا اور کہا، کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ میرا خیال ہے کہ حضور اکرم ﷺ انتہائی بھوکے ہیں۔ میری بیوی ایک تھیلا نکال کر لائیں جس میں ایک صاع جو تھے۔ گھر میں ہمارا ایک بکری کا بچہ بھی بندھا ہوا تھا۔ میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو کو بچکی میں پیسا۔ جب میں ذبح سے فارغ ہوا تو وہ بھی جو پیس چکی تھیں۔ میں نے گوشت کی بوٹیاں کر کے ہانڈی میں رکھ دیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میری بیوی نے پہلے ہی تنبیہ کر دی تھی کہ حضور اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کرنا۔ چنانچہ میں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے کان میں یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم نے ایک چھوٹا سا بچہ ذبح کر لیا ہے اور ایک صاع جو پیس لیے ہیں جو ہمارے پاس تھے۔ اس لیے آپ دو ایک صحابہ کو ساتھ لے کر تشریف لے چلیں حضور اکرم ﷺ نے بہت بلند آواز سے فرمایا، اے اہل خندق! جابر (رضی اللہ عنہ) نے تمہارے لیے کھانا تیار کر دیا ہے۔ بس اب سارا کام چھوڑ دو اور جلدی چلے چلو۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تک میں آنہ جاؤں ہانڈی چولھے پر سے نہ اتارنا اور نہ آنے کی روٹی پکانی

۴۱۰۲- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا خَفَرَ الْخَنْدَقَ رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيدًا فَانْكَفَأْتُ إِلَى امْرَأَتِي فَقُلْتُ: هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ فَأَنِي رَأَيْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيدًا، فَأَخْرَجْتَ إِلَيَّ جِرَانًا فِيهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ وَلَنَا بِهَيْمَةَ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنْتُ الشَّعِيرَ ففَرَعْتُ إِلَى فَرَاغِي وَقَطَعْتُهَا فِي بَرْمَتِهَا ثُمَّ وَلَّيْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: لَا تَفْضَحْنِي بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَنْ مَعَهُ، فَجَنَّتُهُ فَسَارَزَتْهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَبَحْنَا بِهَيْمَةَ لَنَا وَطَحْنَا صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ كَانَ عِنْدَنَا فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرْ مَعَكَ فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سَوْرًا فَحَيِّ هَلَا بِكُمْ)) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شروع کرتا۔ میں اپنے گھر آیا۔ ادھر حضور اکرم ﷺ بھی صحابہ کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا تو وہ مجھے برا بھلا کہنے لگیں۔ میں نے کہا کہ تم نے جو کچھ مجھ سے کہا تھا میں نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے عرض کر دیا تھا۔ آخر میری بیوی نے گندھا ہوا آٹا نکالا اور حضور ﷺ نے اس میں اپنے لعاب دہن کی آمیزش کر دی اور برکت کی دعا کی۔ ہانڈی میں بھی آپ نے لعاب کی آمیزش کی اور برکت کی دعا کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب روٹی پکانے والی کو بلاؤ۔ وہ میرے سامنے روٹی پکائے اور گوشت ہانڈی سے نکالے لیکن چولہے سے ہانڈی نہ اتارنا۔ صحابہ کی تعداد ہزار کے قریب تھی۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ اتنے ہی کھانے کو سب نے (شکم سیر ہو کر) کھایا اور کھانا بچ بھی گیا۔ جب تمام لوگ واپس ہو گئے تو ہماری ہانڈی اسی طرح ابل رہی تھی جس طرح شروع میں تھی اور آٹے کی روٹیاں برابر پکائی جا رہی تھیں۔

(۴۱۰۳) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ (آیت) ”جب مشرکین تمہارے بالائی علاقہ سے اور تمہارے نشیبی علاقہ سے تم پر چڑھ آئے تھے اور جب مارے ڈر کے آنکھیں چکا چوند ہو گئی تھیں اور دل حلق تک آگئے تھے۔“ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ آیت غزوہ خندق کے متعلق نازل ہوئی تھی۔

اس جنگ کے موقع پر مسلمانوں کے پاس نہ کافی راشن تھا نہ سلمان جنگ اور سخت سردی کا زمانہ بھی تھا۔ خود مدینہ میں یهودی گھات میں لگے ہوئے تھے۔ کفار عرب ایک متحدہ حماز کی شکل میں بڑی تعداد میں چڑھ کر آئے ہوئے تھے مگر اس موقع پر اندرون شہر سے مدافعت کی گئی اور شہر کو خندق کھود کر محفوظ کیا گیا۔ چنانچہ اللہ کا فضل ہوا اور کفار اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے اور ناکام واپس لوٹ گئے اور مستقبل کے لیے ان کے ناپاک عزائم خاک میں مل گئے۔ اس جنگ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بطور جاسوس کفار کی خبر لینے گئے تھے۔ انہوں نے آکر بتلایا کہ آندھی نے کفار کے سارے خیمے الٹ دیئے اور ان کی ہانڈیاں بھی اوندھے منہ ڈال دی ہیں اور وہ سب بھاگ گئے ہیں۔

(۴۱۰۴) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن

((لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْزِيْنُ عَجِيْنَكُمْ حَتَّىٰ اُجِيءَ)) فَجَنَّتْ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْقَدُ النَّاسَ حَتَّىٰ جَنَّتْ اَمْرَاتِي فَقَالَتْ: بِكَ وَبِكَ فَقُلْتُ قَدْ فَعَلْتُ الَّذِي قُلْتَ فَاَخْرَجْتَ لِهٖ عَجِيْنًا فَبَصَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ اِلَىٰ بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ: ((اِذْغُ خَابِرَةً فَلْتَخْزِيْنُ مَعِيَ وَافْدَحِيْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوْهَا)) وَهَمَّ اَلْفٌ فَاَلْفَسُمُ بِاللّٰهِ لَقَدْ اَكَلُوْا حَتَّىٰ تَرَوْكُمْ وَانْخَرَفُوْا وَاِنْ بُرْمَتُنَا لَتَقَطُّ كَمَا هِيَ وَاِنْ عَجِيْنُنَا لَيَخْزِيْنُ كَمَا هُوَ.

[راجع: ۳۰۷۰]

۴۱۰۳- حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِذْ جَاؤُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ ۖ قَالَتْ: كَانَ ذَاكَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ.

۴۱۰۴- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا

حجاج نے، ان سے ابواسحاق سبیعی نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ غزوہ خندق میں (خندق کی کھدائی کے وقت) رسول اللہ ﷺ مٹی اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کا بطن مبارک غبار سے اٹ گیا تھا۔ حضور ﷺ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے:

اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتا تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا۔ نہ ہم صدقہ کر سکتے، نہ نماز پڑھتے، پس تو ہمارے دلوں پر سکینت و طمانیت نازل فرما اور اگر ہماری کفار سے ڈبھیل ہو جائے تو ہمیں ثابت قدمی عنایت فرما۔ جو لوگ ہمارے خلاف چڑھ آئے ہیں جب یہ کوئی فتنہ چاہتے ہیں تو ہم ان کی نہیں مانتے۔

ابینا ابینا (ہم ان کی نہیں مانتے۔ ہم ان کی نہیں مانتے) پر آپ کی آواز بلند ہو جاتی۔

(۳۱۰۵) ہم سے مسدود بن مسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے حکم بن عتیبة نے بیان کیا، ان سے مجاہد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، پروا ہوا کے ذریعے میری مدد کی گئی اور قوم عدا پکچھوا ہوا سے ہلاک کر دی گئی تھی۔

(۳۱۰۶) مجھ سے احمد بن عثمان نے بیان کیا، کہا ہم سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد یوسف نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق سبیعی نے کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ غزوہ احزاب کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا کہ خندق کھودتے ہوئے اس کے اندر سے آپ بھی مٹی اٹھا اٹھا کر لا رہے ہیں۔ آپ کے بطن مبارک کی کھال مٹی سے اٹ گئی تھی۔ آپ کے (سینے سے پیٹ تک) گھنے بالوں (کی ایک لکیر) تھی۔ میں نے خود سنا کہ حضور ﷺ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے رجزیہ اشعار مٹی اٹھاتے ہوئے پڑھ رہے تھے۔

شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتَّى أَغْمَرَ بَطْنَهُ أَوْ أَغْبَرُ بَطْنَهُ يَقُولُ:

وَاللَّهِ لَوْ لَا اللَّهُ مَا اهْتَدَيْنَا

وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَأَنْزَلَنَ سَكِينَةً عَلَيْنَا

وَوَثَّيْتُ الْأَقْدَامَ إِنْ لَأَقَيْنَا

إِنَّ الْأَلَمَى قَدْ بَغَا عَلَيْنَا

إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَيْنَا

وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ: ((أَيْنَا أَيْنَا)).

[راجع: ۲۸۳۶]

۴۱۰۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأَهْلَكْتُ عَادَ بِالذُّبُورِ)). [راجع: ۱۰۳۵]

۴۱۰۶ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شَرِيحُ بْنُ مُسْلِمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْأَحْزَابِ، وَخَنْدَقُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَأَيْتُهُ يَنْقُلُ مِنْ تُرَابِ الْخَنْدَقِ حَتَّى وَارَى عَنِ التُّرَابِ جِلْدَةَ بَطْنِهِ وَكَانَ كَثِيرَ الشَّعْرِ، فَسَمِعْتُهُ يَرْتَجِرُ بِكَلِمَاتِ ابْنِ رَوَاحَةَ وَهُوَ يَنْقُلُ مِنَ التُّرَابِ يَقُولُ:

”اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا، نہ ہم صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے، پس ہم پر تو اپنی طرف سے سکینت نازل فرما اور اگر ہمارا آئنا سامنا ہو جائے تو ہمیں ثابت قدمی عطا فرما۔ یہ لوگ ہمارے اوپر ظلم سے چڑھ آئے ہیں۔ جب یہ ہم سے کوئی فتنہ چاہتے ہیں تو ہم ان کی نہیں سنتے۔“ راوی نے بیان کیا کہ حضور ﷺ آخری کلمات کو کھینچ کر پڑھتے تھے۔

[راجع: ۲۸۳۶]

اللَّهُمَّ لَوْ لَا أَنْتَ مَا اخْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
لَأَنْزَلْنَا سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَكَبَّتِ الْأَقْدَامُ إِنْ لَا قَيْنَا
إِنْ الْأَكْلَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
وَإِنْ ارَادُوا بِنَفْسِنَا
قَالَ: ثُمَّ يَمُدُّ صَوْتَهُ بِأَخِيرِهَا.

حضرت مولانا وحید الرحمن مرحوم نے ان اشعار کا منظوم ترجمہ یوں کیا ہے۔

تو ہدایت مگر نہ کرتا تو کہاں ملتی نجات
کیسے پڑھتے ہم نمازیں کیسے دیتے ہم زکوٰۃ
اب اتار ہم پر قسلی اے شہ علی صفات!
پاؤں جموا دے ہمارے دے لڑائی میں ثابت
بے سبب ہم پر یہ دشمن ظلم سے چڑھ آئے ہیں
جب وہ برکائیں ہمیں سنتے نہیں ہم ان کی بات

(۴۱۰۷) مجھ سے عبدہ بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الصمد بن عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سب سے پہلا غزوہ جس میں میں نے شرکت کی وہ غزوہ خندق ہے۔

(۴۱۰۸) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں معمر بن راشد نے، انہیں زہری نے، انہیں سالم بن عبد اللہ نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا اور معمر بن راشد نے بیان کیا کہ مجھے عبد اللہ بن طاؤس نے خبر دی، ان سے عکرمہ بن خالد نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گیا تو ان کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم دیکھتی ہو لوگوں نے کیا کیا اور مجھے تو کچھ بھی حکومت نہیں ملی۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مسلمانوں کے مجمع میں جاؤ، لوگ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا موقع پر نہ

۴۱۰۷- حَدَّثَنِي عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَا قَالَ: أَوَّلُ يَوْمٍ شَهِدْتُهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ.

۴۱۰۸- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ وَنِسْوَاتُهَا تَنْطِفُ قُلْتُ: لَقَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ فَلَمْ يُجْعَلْ لِي مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ فَقَالَتْ: الْحَقُّ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ وَأَخْشَى أَنْ يَكُونَ لِي

پہنچنا مزید پھوٹ کا سبب بن جائے۔ آخر حفصہ رضی اللہ عنہا کے اصرار پر عبداللہ رضی اللہ عنہ گئے۔ پھر جب لوگ وہاں سے چلے گئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا کہ خلافت کے مسئلہ پر جسے گفتگو کرنی ہو وہ ذرا اپنا سر تو اٹھائے۔ یقیناً ہم اس سے (اشارہ ابن عمرؓ کی طرف تھا) زیادہ خلافت کے حقدار ہیں اور اس کے باپ سے بھی زیادہ۔ حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ابن عمرؓ سے اس پر کہا کہ آپ نے وہیں اس کا جواب کیوں نہیں دیا؟ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ میں نے اسی وقت اپنی لنگی کھولی (جواب دینے کو تیار ہوا) اور ارادہ کر چکا تھا کہ ان سے کہوں کہ تم سے زیادہ خلافت کا حقدار وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام کے لیے جنگ کی تھی۔ لیکن پھر میں ڈرا کہ کہیں میری اس بات سے مسلمانوں میں اختلاف بڑھ نہ جائے اور خوزیری نہ ہو جائے اور میری بات کا مطلب میری فحشا کے خلاف نہ لیا جائے لگے۔ اس کے بجائے مجھے جنت کی وہ نعمتیں یاد آگئیں جو اللہ تعالیٰ نے (صبر کرنے والوں کے لیے) جنتوں میں تیار کر رکھی ہیں۔ حبیب ابن ابی مسلم نے کہا کہ اچھا ہوا آپ محفوظ رہے اور بچائے گئے آفت میں نہیں پڑے۔ محمود نے عبدالرزاق سے (نوسانا کے بجائے لفظ) نوسانا بیان کیا۔ (جس کے چوٹی کے معنی ہیں جو عورتیں سر پر بال گوندھتے وقت نکالتی ہیں)

اِحْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةً، فَلَمْ تَدْعُهُ حَتَّى ذَهَبَ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ قَالَ: مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هَذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قُرْنَهُ فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ، وَمِنْ أَبِيهِ قَالَ حَبِيبُ بْنُ مُسْلِمَةَ: فَهَلَا أَجَبْتَهُ؟ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَحَلَلْتُ حُبُوتِي وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ أَحَقُّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تَفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ وَتَسْفِكُ الدَّمَ وَيُخْمَلُ عَنِّي غَيْرُ ذَلِكَ، فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللَّهُ فِي الْجَنَانِ قَالَ حَبِيبٌ: حَفِظْتَ وَعَصِمْتَ. قَالَ مَحْمُودٌ: عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَنُوسَاتُهَا.

تَشْرِيحٌ حافظ صاحب فرماتے ہیں مرادہ بذالک ما وقع بين علي و معاوية من القتال في صلين يوم اجتماع الناس على الحكومة بينهم فيما اختلفوا فيه فراسلوا بقايا الصحابة من الحرمين وغيرهما وتواعدوا على الاجتماع ينظروا في ذالک فشاووا ابن عمر اخته في التوجه اليهم او عدمه فاشارت عليه بالالحاق بهم خشية ان يشا من غيبته اختلاف الى استمرار الفتنة فلما تفرق الناس اى بعد ان اختلف الحكماء وهى ابو موسى اشعري وكان من قبل علي وعمر بن عاص وكان من قبل معاوية (رح)

یعنی مراد وہ حکومت کا جھگڑا ہے جو صفین کے مقام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان واقع ہوا۔ اس کے لیے حرین کے بقایا صحابہ رضی اللہ عنہم نے باہمی مراسلت کر کے اس قضیہ نامرضیہ کو ختم کرنے میں کوشش کرنے کے لیے ایک مجلس شوریٰ کو بلایا جس میں شرکت کے لیے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بہن سے مشورہ کیا۔ بہن کا مشورہ یہی ہوا کہ تم کو بھی اس مجلس میں ضرور شریک ہونا چاہیے ورنہ خطرہ ہے کہ تمہاری طرف سے لوگوں میں خواہ بدگمانیاں پیدا ہو جائیں گی جن کا نتیجہ موجودہ فتنے کے ہمیشہ جاری رہنے کی صورت میں ظاہر ہو تو یہ اچھا نہ ہو گا۔ جب مجلس شوریٰ ختم ہوئی تو معاملہ دونوں طرف سے ایک ایک بچ کے انتخاب پر ختم ہوا۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

کی طرف سے شیخ قرار پائے۔ بعد میں وہ ہوا جو مشہور و معروف ہے۔

۴۱۰۹- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ وَإِنْ أَرَادُوا فِتْنَةَ آبِنَا يَوْمَ الْأَحْزَابِ: ((نَغْزُوهُمْ وَلَا يَغْزُونَا)).

(۴۱۰۹) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق یسعی نے، ان سے سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ احزاب کے موقع پر (جب کفار کا لشکر ناکام واپس ہو گیا) فرمایا کہ اب ہم ان سے لڑیں گے۔ آئندہ وہ ہم پر چڑھ کر کبھی نہ آسکیں گے۔

بخاری میں سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے صرف ایک یہی حدیث مروی ہے۔ یہ ان لوگوں میں سب سے زیادہ بوڑھے تھے جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کو فہ سے نکلے تھے۔ مگر عین الورود کے مقام پر یہ اپنے ساتھیوں سمیت مارے گئے۔ یہ ۶۵ھ کا واقعہ ہے۔ (فتح)

۴۱۱۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ يَقُولُ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ حِينَ أَجَلَى الْأَحْزَابُ عَنْهُ: ((الآن نَغْزُوهُمْ وَلَا يَغْزُونَا نَحْنُ نَسِيرُ إِلَيْهِمْ)).

(۴۱۱۰) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے ابو اسحاق سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، جب عرب کے قبائل (جو غزوہ خندق کے موقع پر مدینہ چڑھ کر آئے تھے) ناکام واپس ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب ہم ان سے جنگ کریں گے، وہ ہم پر چڑھ کر نہ آسکیں گے بلکہ ہم ہی ان پر فوج کشی کیا کریں گے۔

[راجع: ۴۱۰۹]

جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا، ویسا ہی ہوا۔ اس کے دوسرے سال صلح حدیبیہ ہوئی جس میں قریش نے آپ سے معاہدہ کیا پھر خود ہی اسے توڑ ڈالا جس کے نتیجے میں فتح مکہ کا واقعہ وجود میں آیا۔ (فتح)

۴۱۱۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ غُبَيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ يَرِدُ الْحَدُودَ: ((مَلَأَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا كَمَا سَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى)) حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ. [راجع: ۲۹۳۱]

(۴۱۱۱) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے عبیدہ سلمانی نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ خندق کے موقع پر فرمایا۔ جس طرح ان کفار نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ (نماز عصر) نہیں پڑھنے دی اور سورج غروب ہو گیا، اللہ تعالیٰ بھی ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے۔

(۴۱۱۲) ہم سے علی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن حسان

۴۱۱۲- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ غزوہ خندق کے موقع پر سورج غروب ہونے کے بعد (لڑکر) واپس ہوئے۔ وہ کفار قریش کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! سورج غروب ہونے کو ہے اور میں عصر کی نماز اب تک نہیں پڑھ سکا۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا، اللہ کی قسم! نماز تو میں بھی نہ پڑھ سکا۔ آخر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وادی بطنان میں اترے۔ آنحضور ﷺ نے نماز کے لیے وضو کیا۔ ہم نے بھی وضو کیا، پھر عصر کی نماز سورج غروب ہونے کے بعد پڑھی اور اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

[راجع: ۵۹۶]

(۴۱۱۳) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، ان سے محمد بن منکدر نے بیان کیا اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ غزوہ احزاب کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کفار کے لشکر کی خبریں کون لائے گا؟ زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں تیار ہوں۔ پھر حضور ﷺ نے پوچھا، کفار کے لشکر کی خبریں کون لائے گا؟ اس مرتبہ بھی زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں۔ پھر حضور ﷺ نے تیسری مرتبہ پوچھا کہ کفار کے لشکر کی خبریں کون لائے گا؟ زبیر رضی اللہ عنہ نے اس مرتبہ بھی اپنے آپ کو پیش کیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۴۱۱۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے جس نے اپنے لشکر کو فتح دی۔ اپنے بندے کی مدد کی (یعنی حضور اکرم ﷺ کی) اور احزاب (یعنی انون) کفار کو تباہ کر دیا۔ پس اسکے بعد کوئی چیز اسکے مقابل نہیں ہو سکتی۔

حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا كَذَبْتُ أَنْ أُصَلِّيَ حَتَّى كَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَغْرُبَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَاللَّهِ مَا صَلَّيْتُهَا)) فَتَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يُطْحَنُ فَنَوَضُّ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ.

۴۱۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ: ((مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟)) فَقَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟)) فَقَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟)) قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا. ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرِ)). [راجع: ۲۸۴۷]

۴۱۱۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ اعْزَّ جُنْدُهُ وَنَصَرَ عَبْدُهُ وَغَلَبَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ، فَلَا شَيْءَ بَعْدَهُ)).

تَشْرِیح یہ وہ مبارک الفاظ ہیں جو جنگ احزاب کے خاتمہ پر بطور شکر زبان رسالت مآب ﷺ سے ادا ہوئے۔ اس دفعہ کفار عرب متحدہ محاذ بنا کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے ہتھکڑیاں کو خاک میں ملا دیا اور مسلمانوں کو ان سے بال بال بچا لیا۔ اب بطور یادگار ان الفاظ کو پڑھنا اور یاد کرنا موجب صد خیر و برکت ہے۔ خاص طور پر حج کے مقامات پر ان کو زبان سے ادا کرنا ہر حاجی کو بہت اجر و ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دنیا میں شر سے محفوظ رکھے آمین۔

۴۱۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا الْفَرَارِيُّ وَغَدَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْأَخْزَابِ فَقَالَ : ((اللَّهُمَّ مُنزِلَ الْكِتَابِ، سَرِيعَ الْحِسَابِ، اهْزِمِ الْأَخْزَابَ، اللَّهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلِّ لَهُمْ)) . [راجع: ۲۹۳۳]

(۴۱۱۵) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو فزاری اور عبدہ نے خبر دی، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفیؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے احزاب (افواج کفار) کے لیے (غزوہ خندق کے موقع پر) بددعا کی کہ اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے! جلدی حساب لینے والے! کفار کے لشکر کو شکست دے اے اللہ! انہیں شکست دے۔ یا اللہ! ان کی طاقت کو متزلزل کر دے۔

۴۱۱۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ وَنَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْغَزْوِ أَوْ الْحَجِّ أَوْ الْعُمْرَةِ يَبْدَأُ فَيَكْبُرُ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ يَقُولُ : ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيُّونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللَّهُ وَغَدَةُ وَنَصَرَ عَبْدُهُ، وَهَزَمَ الْأَخْزَابَ وَحْدَهُ)) . [راجع: ۱۷۹۷]

(۴۱۱۶) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں سالم بن عبد اللہ بن عمر اور نافع نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوے، حج یا عمرے سے واپس آتے تو سب سے پہلے تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے۔ پھر یوں فرماتے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہت اسی کے لیے ہے، حمد اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (یا اللہ!) ہم واپس ہو رہے ہیں توبہ کرتے ہوئے، عبادت کرتے ہوئے، اپنے رب کے حضور میں سجدہ کرتے ہوئے اور اپنے رب کی حمد بیان کرتے ہوئے۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اپنے بندہ کی مدد کی اور کفار کی فوجوں کو اس اکیلے نے شکست دے دی۔

تَشْرِیح حج ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

۳۱- باب مَرْجِعِ النَّبِيِّ ﷺ

مِنَ الْأَخْزَابِ وَمَخْرَجِهِ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ وَمُحَاصَرَتِهِ إِيَّاهُمْ

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا
باب غزوہ احزاب سے نبی کریم ﷺ کا
کا واپس لوٹنا اور بنو قریظہ پر چڑھائی کرنا
اور ان کا محاصرہ کرنا

۴۱۱۷- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ غَابِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ : لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السَّلَاحَ وَاعْتَسَلَ أَنَاهُ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ : قَدْ وَضَعْتَ السَّلَاحَ وَاللَّهُ مَا وَضَعْنَاهُ فَأَخْرَجَ إِلَيْهِمْ . قَالَ : ((لَأَلِيَّ اَيْنَ؟)) قَالَ : هَهُنَا وَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ . فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ [راجع: ۴۶۳]

۴۱۱۸- ہم سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن نمیر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جوں ہی نبی کریم ﷺ جنگ خندق سے مدینہ واپس ہوئے اور ہتھیار اتار کر غسل کیا تو جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا، آپ نے ابھی ہتھیار اتار دیئے؟ خدا کی قسم! ہم نے تو ابھی ہتھیار نہیں اتارے ہیں۔ چلے ان پر حملہ کیجئے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کن پر؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ان پر اور انہوں نے (یہود کے قبیلہ) بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے بنو قریظہ پر چڑھائی کی۔

جنگ خندق کے دنوں میں اس قبیلہ نے اندرون شہر بہت بد امنی پھیلائی تھی اور غدار کی کابھوت دیا تھا۔ اس لیے ان پر حملہ کرنا ضروری ہوا۔

۴۱۱۸- حَدَّثَنَا مُوسَى . حَدَّثَنَا جَبْرِيلُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ خَمِيدِ بْنِ هِلَالٍ . عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِي زَفَاقِ بَنِي غَنَمٍ مُوَكَّبِ جَبْرِيلَ حِينَ سَارَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ .

۴۱۱۹- ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جیسے اب بھی وہ گرد و غبار میں دیکھ رہا ہوں جو جبریل علیہ السلام کے ساتھ سوار فرشتوں کی وجہ سے قبیلہ بنو غنم کی گلی میں اٹھا تھا جب رسول اللہ ﷺ بنو قریظہ کے خلاف چڑھ کر گئے تھے۔

۴۱۱۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَوْرِيَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ غَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ : ((لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ)) فَادْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : لَا نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ : بَلْ نُصَلِّي لَمْ يَزِدْ مَنَا ذَلِكَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَغْفَ وَاجِدًا مِنْهُمْ . [راجع: ۹۴۶]

۴۱۱۹- ہم سے محمد بن عبد اللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ احزاب (سے فارغ ہو کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام مسلمان عصر کی نماز بنو قریظہ تک پہنچنے کے بعد ہی ادا کریں۔ بعض حضرات کی عصر کی نماز کا وقت راستے ہی میں ہو گیا۔ ان میں سے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے تو کہا کہ ہم راستے میں نماز نہیں پڑھیں گے۔ (کیونکہ حضور ﷺ نے بنو قریظہ میں نماز عصر پڑھنے کے لیے فرمایا ہے۔) اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ حضور ﷺ کے ارشاد کا منشا یہ نہیں تھا۔ بعد میں حضور ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو آپ نے کسی پر فحش نہیں فرمائی۔

جب رسول کریم ﷺ غزوہ خندق سے واپس آئے، ساتھ واپس ہوئے تو ظہر کے وقت حضرت جبریلؑ تشریف لا کر کہنے لگے

تَشْرِيحُ

کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آپ کے لیے یہ ہے کہ آپ فوراً بنو قریظہ کی طرف چلیں۔ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو پکارنے کے لیے حکم فرمایا کہ من کان سامعاً مطيعاً فلا يصلين العصر الا في بنى قريظة یعنی جو بھی سننے والا فرمانبردار مسلمان ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ عصر کی نماز بنی قریظہ ہی میں پہنچ کر پڑھے۔ وقال ابن القيم في الهدى ما حصله كل من الفريقين ماجور بقصد الا ان من قنلى حاز الفضيلين امتثال الامر في الاسراع وامتثال الامر في المحافظة على الوقت ولا سيما ما في هذه الصلاة بعينها من الحث على المحافظة عليها وان من فاته حبط عمله وانما لم يعنف الذين اخروا لقيام عذرهم في التمسك بظاهر الامر اجتهدوا لما خروا لامتثالهم الامر لكنهم لم يصلوا الى ان يكون اجتهدا هم اصوب من اجتهد الطائفة الاخرى الخ وقد استدلل به الجمهور على عدم تائيم من اجتهد لانه صلى الله عليه وسلم لم يعنف احدا من الطائفتين فلو كان هناك اثم لعنف من اثم (فتح الباری) خلاصہ یہ کہ آنحضرت ﷺ نے اعلان کرایا کہ جو بھی مسلمان سننے والا اور فرمانبرداری کرنے والا ہے اس کا فرض ہے کہ نماز عصر بنو قریظہ ہی میں پہنچ کر ادا کرے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں کہا ہے کہ دونوں فریق اجر و ثواب کے حقدار ہوئے۔ مگر جس نے وقت ہونے پر راستہ ہی میں نماز ادا کر لی اس نے دونوں فضیلتوں کو حاصل کر لیا۔ پہلی فضیلت نماز عصر کی اس کے اول وقت میں ادا کرنے کی کیونکہ اس نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنے کی خاص تاکید ہے اور یہاں تک ہے کہ جس کی نماز عصر فوت ہو گئی اس کا عمل ضائع ہو گیا۔ اس طرح اس فریق کو اول وقت نماز پڑھنے اور پھر بنو قریظہ پہنچ جانے کا ثواب حاصل ہوا اور دوسرا فریق جس نے نماز عصر میں تاخیر کی اور ظاہر فرمان رسول پر عمل کیا ان پر کوئی نکتہ جینی نہیں گئی کیونکہ انہوں نے اپنے اجتہاد سے فرمان رسالت پر عمل کرنے کے لیے نماز کو تاخیر سے بنو قریظہ ہی میں جا کر ادا کیا۔ ان کا اجتہاد پہلی جماعت سے زیادہ صواب کے قریب رہا۔ اسی سے جمہور نے استدلال کیا ہے کہ اجتہاد کرنے والا گنہگار نہیں ہے۔ (اگر وہ اجتہاد میں غلطی بھی کر جائے) اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے دونوں قسم کے لوگوں میں سے کسی پر بھی نکتہ جینی نہیں فرمائی۔ اگر ان میں کوئی گنہگار قرار پاتا تو آنحضرت ﷺ ضرور اس کو تنبیہ فرماتے۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ اس بنا پر یہ اصول قرار پایا کہ المجتہد قد یخطئ ویصیب مجتہد سے خطا اور ثواب دونوں ہو سکتے ہیں اور خطا پر بھی وہ گنہگار قرار نہیں دیا جاسکتا مگر جب اس کو قرآن و حدیث سے اپنی اجتہادی غلطی کی اطلاع ہو جائے تو اس کو اجتہاد کا ترک کرنا اور کتاب و سنت پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اسی لیے مجتہدین امت ائمہ اربعہ رحمہم اللہ نے واضح لفظوں میں وصیت کر دی ہے کہ ہمارے اجتہادی فتاویٰ اگر کتاب و سنت سے کسی جگہ ٹکرائیں تو کتاب و سنت کو مقدم رکھو اور ہمارے اجتہادی غلط فتاویٰ کو چھوڑ دو۔ مگر صد افسوس ہے کہ ان کے پیروکاروں نے ان کی اس قیمتی وصیت کو پس پشت ڈال کر ان کی تقلید پر ایسا جمود اختیار کیا کہ آج مذاہب اربعہ ایک الگ الگ دین الگ الگ امت نظر آتے ہیں۔ اس لیے کہا گیا ہے کہ

دین حق را چار مذہب ساختند رختہ در دین نبی انداختند۔

آج جبکہ یہ چودھویں صدی ختم ہونے جا رہی ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان فرضی گروہ بندیوں کو ختم کر کے کلمہ اور قرآن اور قبلہ پر اتحاد امت قائم کریں ورنہ حالات اس قدر نازک ہیں کہ اس افتراق و اشتقاق کے نتیجہ بد میں مسلمان اور بھی زیادہ ہلاک و برباد ہو جائیں گے۔ وما علینا الا البلاغ المبین والحمد لله رب العالمین۔

۴۱۲۰ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا
مُعْتَمِرٌ وَحَدَّثَنِي خَلِيفَةُ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ
قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى
(۴۱۲۰) ہم سے عبد اللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا (دوسری سند امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں) اور مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے

بیان کیا کہ بطور ہدیہ صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے باغ میں سے نبی کریم ﷺ کے لیے چند کھجور کے درخت مقرر کر دیتے تھے یہاں تک کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے قبائل فتح ہو گئے (تو آنحضور ﷺ نے ان ہدایا کو واپس کر دیا)۔ میرے گھر والوں نے بھی مجھے اس کھجور کو، تمام کی تمام یا اس کا کچھ حصہ لینے کے لیے حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ حضور ﷺ نے وہ کھجور ام ایمن رضی اللہ عنہا کو دے دی تھی۔ اتنے میں وہ بھی آگئیں اور کپڑا میری گردن میں ڈال کر کہنے لگیں، قطعاً نہیں۔ اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ پھل تمہیں نہیں ملیں گے۔ یہ حضور ﷺ مجھے عنایت فرما چکے ہیں۔ یا اسی طرح کے الفاظ انہوں نے بیان کئے۔ اس پر حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم مجھ سے اس کے بدلے میں اتنے لے لو۔ (اور ان کا مال انہیں واپس کر دو) لیکن وہ اب بھی یہی کہے جا رہی تھیں کہ قطعاً نہیں، خدا کی قسم! یہاں تک کہ حضور ﷺ نے انہیں، میرا خیال ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کا دس گنا دینے کا وعدہ فرمایا (پھر انہوں نے مجھے چھوڑا) یا اسی طرح کے الفاظ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کئے۔

(۴۱۲۱) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے، ان سے شعبہ نے، ان سے سعد بن ابراہیم نے، انہوں نے ابو امامہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ بنو قریظہ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلانے کے لیے آدمی بھیجا۔ وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب اس جگہ کے قریب آئے جسے حضور ﷺ نے نماز پڑھنے کے لیے منتخب کر رکھا تھا تو حضور ﷺ نے انصار سے فرمایا کہ اپنے سردار کے لینے کے لیے کھڑے ہو جاؤ یا (حضور ﷺ نے یوں فرمایا) اپنے سے بہتر لیڈر کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ اس کے بعد آپ نے ان سے فرمایا کہ بنو قریظہ نے تم کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ جتنے لوگ ان میں جنگ کے قاتل ہیں انہیں قتل کر دیا جائے اور ان کے بچوں اور عورتوں کو

اللہ علیہ وسلم النخلات حتی افتتح قريظة والنضير وإن أهلي أمروني أن أتبع النبي صلى الله عليه وسلم فاسأله الذي كانوا أعطوه أو بعضه وكان النبي صلى الله عليه وسلم قد أعطاه أم أيمن فجاءت. أم أيمن فجعلت التوب في غنبي تقول: كلاً والذي لا إله إلا هو لا يعطينكمهم وقد أعطانيها أو كما قالت: والنبي صلى الله عليه وسلم يقول: ((لَكِ كَذَا)) وتقول: كلاً والله حتى أعطها حسبت أنه قال: عشرة أمثاله أو كما قال.

[راجع: ۲۶۳۰]

۴۱۲۱- حدثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخَدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى سَعْدٍ، فَأَتَى عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ، قَالَ لِلْأَنْصَارِ: ((قُومُوا إِلَي سَيِّدِكُمْ أَوْ خَيْرِكُمْ)) فَقَالَ: ((هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ)) فَقَالَ: تَقْتُلُ مَقَاتِلَهُمْ وَتَسْبِي ذُرَارِيَهُمْ قَالَ: ((قَضَيْتُ بِحُكْمِ اللَّهِ وَرَبِّمَا قَالَ: بِحُكْمِ الْمَلِكِ)).

[راجع: ۴۰، ۴۳]

قیدی بنالیا جائے۔ حضور ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تم نے اللہ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کیا یا یہ فرمایا کہ جیسے بادشاہ (یعنی خدا) کا حکم تھا۔

(۴۱۲۲) ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن نمیر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ غزوہ خندق کے موقع پر سعد رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تھے۔ قریش کے ایک کافر فہص، حسان بن عرفہ نامی نے ان پر تیر چلایا تھا اور وہ ان کے بازو کی رگ میں آکے لگا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں ایک ڈیرہ لگا دیا تھا تاکہ قریب سے ان کی عیادت کرتے رہیں۔ پھر جب آپ غزوہ خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار رکھ کر غسل کیا تو جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے۔ وہ اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے کہا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے۔ خدا کی قسم! ابھی میں نے ہتھیار نہیں اتارے ہیں۔ آپ کو ان پر فوج کشی کرنی ہے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کن پر؟ تو انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ آنحضور ﷺ بنو قریظہ تک پہنچے (اور انہوں نے اسلامی لشکر کے پندرہ دن کے سخت محاصرہ کے بعد) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے۔ آنحضور ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کو فیصلہ کا اختیار دیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کے بارے میں فیصلہ کرتا ہوں کہ جتنے لوگ ان کے جنگ کرنے کے قابل ہیں وہ قتل کر دیئے جائیں، ان کی عورتیں اور بچے قید کر لیے جائیں اور ان کا مال تقسیم کر لیا جائے۔ ہشام نے بیان کیا کہ پھر مجھے میرے والد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ سعد رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی تھی ”اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ اس سے زیادہ مجھے کوئی چیز عزیز نہیں کہ میں تیرے راستے میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے تیرے رسول ﷺ کو جھٹلایا اور انہیں ان کے وطن سے نکالا لیکن اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ہماری اور ان کی لڑائی اب ختم کر دی ہے۔ لیکن اگر قریش سے ہماری لڑائی کا کوئی بھی سلسلہ ابھی باقی ہو تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھے۔ یہاں تک کہ میں تیرے راستے میں ان

۴۱۲۲- حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: أَصِيبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ رَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُقَالُ لَهُ جِثَانُ ابْنُ الْغُرَفَةِ: رَمَاهُ فِي الْأَكْحَلِ فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ خِيَمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُوذَهُ مِنْ قَرِيبٍ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْخَنْدَقِ، وَضَعَ السَّلَاحَ وَاغْتَسَلَ فَأَتَاهُ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغَبَارِ فَقَالَ: قَدْ وَضَعْتَ السَّلَاحَ، وَاللَّهِ مَا وَضَعْتُهُ أَخْرَجَ إِلَيْهِمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَأَيْنَ؟)) فَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَزَلُّوا عَلَى حُكْمِهِ فَرَدُّ الْحُكْمِ إِلَى سَعْدٍ قَالَ: فَإِنِّي أَخُكِّمُ فِيهِمْ أَن تَقْتُلَ الْمُقَاتِلَةَ وَأَنْ تُسَبِّيَ النِّسَاءَ وَالذَّرِيَّةَ وَأَنْ تُقَسِّمَ أَمْوَالَهُمْ. قَالَ هِشَامٌ فَأَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سَعْدًا قَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَجَاهِدَهُمْ فِيكَ، مِنْ قَوْمٍ كَذَبُوا رَسُولَكَ ﷺ وَأَخْرَجُوهُ أَلَلَّهُمْ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ، فَإِنْ كَانَ بَقِيَ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَيْءٌ فَأَتَقِنِي لَهُ، حَتَّى أَجَاهِدَهُمْ فِيكَ وَإِنْ كُنْتُ وَضَعْتَ الْحَرْبَ فَأَفْجُرْهَا وَاجْعَلْ مَوْتِي

فِيهَا فَانْفَجَرَتْ مِنْ لَيْتِهِ فَلَمْ يَرْغُبْهُمُ
الْمَسْجِدِ خِيَمَةً مِنْ بَنِي غِفَارٍ إِلَّا الدِّمَّ
يَسِيلُ إِلَيْهِمْ. فَقَالُوا: يَا أَهْلَ الْخِيَمَةِ مَا هَذَا
الَّذِي يَأْتِينَا وَفِي مِنْ قَبْلِكُمْ فَأَذَا سَعْدٌ يَغْذُو
جُرْحَهُ دَمًا فَمَاتَ مِنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

[راجع: ۴۶۳]

سے جہاد کروں اور اگر لڑائی کے سلسلے کو تو نے ختم ہی کر دیا ہے تو میرے زخموں کو پھر سے ہرا کر دے اور اسی میں میری موت واقع کر دے۔ اس دعا کے بعد سینے پر ان کا زخم پھر سے تازہ ہو گیا۔ مسجد میں قبیلہ بنو غفار کے کچھ صحابہ کا بھی ایک ڈیرہ تھا۔ خون ان کی طرف بہہ کر آیا تو وہ گھبرائے اور انہوں نے کہا، اے ڈیرہ والو! تمہاری طرف سے یہ خون ہماری طرف کیوں بہہ کر رہا ہے؟ دیکھا تو سعد بن زیدؓ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا، ان کی وفات اسی میں ہوئی۔

تفسیر ہجرت کے بعد آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کے مختلف قبائل اور آس پاس کے دوسرے مشرک عرب قبائل سے صلح کر لی تھی۔ لیکن یہودی برابر اسلام کے خلاف سازشوں میں لگے رہتے تھے۔ درپردہ تو ان کی طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی برابر ہی ہوتی رہتی تھی لیکن غزوہ خندق کے موقع پر جو انتہائی فیصلہ کن غزوہ تھا، اس میں خاص طور سے بنو قریظہ نے بست کھل کر قریش کا ساتھ دیا اور معاہدہ کی خلاف ورزی کی تھی۔ اس لیے غزوہ خندق کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ مدینہ کو ان سے پاک کرنا ہی ضروری ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قرآن پاک کی سورہ حشر اسی واقعہ کے متعلق نازل ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ سعد بن معاذؓ لے لیے ہوئے تھے۔ اتفاق سے ایک کبری آئی اور اس نے ان کے سینے پر اپنا کھر رکھ دیا جس سے ان کا زخم پھر سے تازہ ہو گیا۔ جو ان کی وفات کا سبب ہوا۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

(۴۱۲۳) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، کہا کہ مجھے عدی بن ثابت نے خبر دی، انہوں نے براء بن عازبؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حسان بن ثابتؓ سے فرمایا کہ مشرکین کی ہجو کریا (آنحضور ﷺ نے اس کے بجائے) ”ہاجہم“ فرمایا جبریل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں۔

(۴۱۲۴) اور ابراہیم بن طہمان نے شیبانی سے یہ زیادہ کیا ہے کہ ان سے عدی بن ثابت نے بیان کیا اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بنو قریظہ کے موقع پر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ مشرکین کی ہجو کرو جبریل تمہاری مدد پر ہیں۔

۴۱۲۳- حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ أَخْبَرَنَا
شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَاءَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَسَّانَ يَوْمَ
قُرَيْظَةَ ((اهْجِهِمْ- أَوْ هَاجِهِمْ- وَجَبْرِيلُ
مَعَكَ)). [راجع: ۳۲۱۳]

۴۱۲۴- وَزَادَ ابْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ
الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ الْبَرَاءِ
بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ
قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ ((اهْجِ الْمُشْرِكِينَ
فَإِنَّ جَبْرِيلَ مَعَكَ)). [راجع: ۳۲۱۳]

تفسیر جملہ احادیث مذکورہ بالا میں کسی نہ کسی طرح سے یہودیوں بنو قریظہ سے لڑائی کا ذکر ہے۔ اسی لیے ان کو اس باب کے ذیل لایا گیا۔ یہودی اپنی فطرت کے مطابق ہر وقت مسلمانوں کی بچ کئی کے لیے سوچتے رہتے تھے۔ اسی لیے مدینہ کو ان سے صاف کرنا ضروری ہوا اور یہ جنگ لڑی گئی جس میں اللہ نے مدینہ کو ان شریر الفطرت یہودیوں سے پاک کر دیا۔

یہ جنگ محارب قبیلہ سے ہوئی تھی جو خضفہ کی اولاد تھے اور یہ خضفہ بنو ثعلبہ کی اولاد میں سے تھا۔ جو غطفان قبیلہ کی ایک شاخ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس غزوہ میں مقام نخل پر پڑاؤ کیا تھا۔ یہ غزوہ خیبر کے بعد واقع ہوا کیونکہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ غزوہ خیبر کے بعد حبش سے مدینہ آئے تھے (اور غزوہ ذات الرقاع میں ان کی شرکت روایتوں سے ثابت ہے)

(۴۱۲۵) اور عبد اللہ بن رجاء نے کہا، انہیں عمران قطان نے خبر دی، انہیں یحییٰ بن کثیر نے، انہیں ابو سلمہ نے اور انہیں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز خوف ساتویں (سال یا ساتویں غزوہ) میں پڑھی تھی۔ یعنی غزوہ ذات الرقاع میں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف ذو قرد میں پڑھی تھی۔

وَهِيَ غَزْوَةُ مُحَارِبٍ خَضَفَةَ مِنْ بَنِي ثَعْلَبَةَ مِنْ غُطَفَانَ. فَتَزَلَّ نَخْلًا وَهِيَ بَعْدَ خَيْبَرَ لِأَنَّ أَبَا مُوسَى جَاءَ بَعْدَ خَيْبَرَ

۴۱۲۵- وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ، أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ الْقَطَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فِي الْخَوْفِ فِي غَزْوَةِ السَّابِعَةِ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ يَغْنِي صَلَاةَ الْخَوْفِ بِذِي قَرْدٍ. [أطرافه في: ۴۱۲۶، ۴۱۲۷، ۴۱۳۰، ۴۱۳۷].

(۴۱۲۶) اور بکر بن سوادہ نے بیان کیا، ان سے زیادہ بن نافع نے بیان کیا، ان سے ابو موسیٰ نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ محارب اور بنی ثعلبہ میں اپنے ساتھیوں کو نماز خوف پڑھائی تھی۔

۴۱۲۶- وَقَالَ بَكْرُ بْنُ سَوَادَةَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ أَبِي مُوسَى، أَنَّ جَابِرًا حَدَّثَهُمْ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِهِمْ يَوْمَ مُحَارِبٍ وَثَعْلَبَةَ. [راجع: ۴۱۲۵]

(۴۱۲۷) اور ابن اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے وہب بن کیسان سے سنا، انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ غزوہ ذات الرقاع کے لیے مقام نخل سے روانہ ہوئے تھے۔ وہاں آپ کا قبیلہ غطفان کی ایک جماعت سے سامنا ہوا لیکن کوئی جنگ نہیں ہوئی اور چونکہ مسلمانوں پر کفار کے (اچانک حملے کا) خطرہ تھا، اس لیے حضور ﷺ نے دو رکعت نماز خوف پڑھائی۔ اور یزید نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ ذوالقرد میں شریک تھا۔

۴۱۲۷- وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ، سَمِعْتُ جَابِرًا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى ذَاتِ الرِّقَاعِ مِنْ نَخْلٍ فَلَقِيَ جَمْعًا مِنْ غُطَفَانَ فَلَمْ يَكُنْ قِتَالًا وَخَافَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَتَيْ الْخَوْفِ. وَقَالَ يَزِيدُ عَنْ سَلَمَةَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْقَرْدِ. [راجع: ۴۱۲۵]

۴۱۲۸- ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو امامہ نے بیان کیا، ان سے برید بن عبد اللہ بن ابی بردہ نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ کے لیے نکلے۔ ہم چھ ساتھی تھے اور ہم سب کے لیے صرف ایک اونٹ تھا، جس پر باری باری ہم سوار ہوتے تھے۔ (پیدل طویل اور پر مشقت سفر کی وجہ سے) ہمارے پاؤں پھٹ گئے۔ میرے بھی پاؤں پھٹ گئے تھے۔ ناخن بھی جھڑ گئے تھے۔ چنانچہ ہم قدموں پر کپڑے کی پٹی باندھ باندھ کر چل رہے تھے۔ اسی لیے اس کا نام غزوہ ذات الرقاع پڑا، کیونکہ ہم نے قدموں کو پٹیوں سے باندھا تھا۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث تو بیان کردی، لیکن پھر ان کو اس کا اظہار اچھا نہیں معلوم ہوا۔ فرمانے لگے کہ مجھے یہ حدیث بیان نہ کرنی چاہیے تھی۔ ان کو اپنا نیک عمل ظاہر کرنا برا معلوم ہوا۔

چونکہ اس جنگ میں پیدل چلنے کی تکلیف سے قدموں پر جھیتڑے لپینے کی نوبت آگئی تھی۔ اسی لیے اسے غزوہ ذات الرقاع کے نام سے موسوم کیا گیا۔

۴۱۲۹- حدیثنا قتیبہ بن سعید عن ابی امامہ سے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے یزید بن رومان نے، ان سے صالح بن حوَّات، عن شہد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم ذات الرقاع صلی صلاۃ الخوف، ان طائفۃ صفت معہ وطائفۃ وجاہ العذو، فصلی بالی معہ رکعۃ ثم ثبت قائما واثموا لانفسہم ثم انصرفوا فصفا وجاہ العذو، وجاءت الطائفۃ الأخری فصلی بہم الرکعۃ الی بقیۃ من صلاتہ، ثم ثبت جالسا واثموا لانفسہم ثم سلم بہم۔

۴۱۲۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے یزید بن رومان نے، ان سے صالح بن حوَّات نے، ایک ایسے صحابی سے بیان کیا جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں شریک تھے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز خوف پڑھی تھی۔ اس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ پہلے ایک جماعت نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ اس وقت دوسری جماعت (مسلمانوں کی) دشمن کے مقابلے پر کھڑی تھی۔ حضور ﷺ نے اس جماعت کو جو آپ کے پیچھے صف میں کھڑی تھی، ایک رکعت نماز خوف پڑھائی اور اس کے بعد آپ کھڑے رہے۔ اس جماعت نے اس عرصہ میں اپنی نماز پوری کر لی اور واپس آ کر دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد دوسری جماعت آئی تو حضور ﷺ نے انہیں نماز کی دوسری رکعت پڑھائی جو باقی رہ گئی تھی اور (رکوع و سجدہ کے بعد) آپ قعدہ میں بیٹھے رہے۔ پھر ان لوگوں نے جب اپنی نماز (جو باقی رہ گئی تھی) پوری کر لی تو آپ

۴۱۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ وَنَحْنُ سِتَّةٌ نَفَرٌ بَيْنَنَا بَعِيرٌ نَعْتَقِبُهُ فَتَقَبَّضْتُ أَفْذَامَنَا وَتَقَبَّضْتُ قَدَمَايَ وَسَقَطْتُ أَظْفَارِي فَكُنَّا نَلْفُ عَلَى أَرْجُلِنَا الْخِرْقَ فُسِمَتِ غَزْوَةُ ذَاتِ الرِّقَاعِ لِمَا كُنَّا نَعْتَصِبُ مِنَ الْخِرْقِ عَلَى أَرْجُلِنَا. وَحَدَّثَ أَبُو مُوسَى بِهَذَا الْحَدِيثِ ثُمَّ كَرِهَ ذَلِكَ قَالَ: مَا كُنْتُ أَصْنَعُ بَأَن أذكُرُهُ كَأَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَكُونَ شَيْءٌ مِنْ عَمَلِهِ أَفْشَاهُ.

۴۱۲۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ حَوَّاتٍ، عَنْ شَهِدٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَّى صَلَاةَ الْخَوْفِ، إِنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وَجَاهَ الْعَذُو، فَصَلَّى بِالْيَمِينِ مَعَهُ رُكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَاتَّمُوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَصَفَّوْا وَجَاهَ الْعَذُو، وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْآخَرَى فَصَلَّى بِهِمُ الرُّكْعَةَ الَّتِي بَقِيََتْ مِنْ صَلَاتِهِ، ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَاتَّمُوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ.

نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

(۴۱۳۰) اور معاذ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ابو زبیر نے اور ان سے جابرؓ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مقام نخل میں تھے۔ پھر انہوں نے نماز خوف کا ذکر کیا۔ امام مالک نے بیان کیا کہ نماز خوف کے سلسلے میں جتنی روایات میں نے سنی ہیں یہ روایت ان سب میں زیادہ بہتر ہے۔ معاذ بن ہشام کے ساتھ اس حدیث کو لیث بن سعد نے بھی ہشام بن سعد مدنی سے، انہوں نے زید بن اسلم سے روایت کیا اور ان سے قاسم بن محمد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ بنی انمار میں (نماز خوف) پڑھی تھی۔

(۴۱۳۱) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے، ان سے قاسم بن محمد نے، ان سے صالح بن خوات نے، ان سے سہل بن ابی حنمہ نے بیان کیا کہ (نماز خوف میں) امام قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اسکے ساتھ نماز میں شریک ہوگی۔ اس عرصہ میں مسلمانوں کی دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ پر کھڑی ہوگی۔ انہیں کی طرف منہ کئے ہوئے۔ امام اپنے ساتھ والی جماعت کو پہلے ایک رکعت نماز پڑھائے گا (ایک رکعت پڑھنے کے بعد پھر یہ جماعت کھڑی ہو جائے گی اور خود (امام کے بغیر) اسی جگہ ایک رکوع اور دو سجدے کر کے دشمن کے مقابلہ پر جا کر کھڑی ہو جائے گی۔ جہاں دوسری جماعت پہلے سے موجود تھی۔ اسکے بعد امام دوسری جماعت کو ایک رکعت نماز پڑھائے گا۔ اس طرح امام کی دو رکعت پوری ہو جائیں گی اور یہ دوسری جماعت ایک رکوع اور دو سجدہ خود کرے گی۔

ہم سے مسدود بن مسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، ان سے شعبہ نے، ان سے عبد الرحمن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد قاسم بن محمد نے، ان سے صالح بن خوات نے اور ان سے سہل بن ابی حنمہ نے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

۴۱۳۰- وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بَنَخْلٍ فَذَكَرَ صَلَاةَ الْخَوْفِ قَالَ مَالِكٌ : وَذَلِكَ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ. تَابَعَهُ اللَّيْثُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي أَنْمَارٍ.

[راجع: ۴۱۲۵]

۴۱۳۱- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَنْمَةَ، قَالَ : يَقُومُ الْإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَطَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ، وَطَائِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ وَجُوهُهُمْ إِلَى الْعَدُوِّ، فَيُصَلِّي بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ يَقُومُونَ فَيَرْتَكِعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ ثُمَّ يَذْهَبُ هَؤُلَاءِ إِلَى مَقَامِ أُولَئِكَ، فَيَجِئُ أُولَئِكَ فَيَرْتَكِعُ بِهِمْ رَكْعَةً، فَلَهُ إِثْنَانِ ثُمَّ يَرْتَكِعُونَ وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ.

۰۰۰۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَنْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۰۰۰۰- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَحْيَى

مجھ سے محمد بن عبید اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن حازم نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، انہوں نے قاسم سے سنا، انہیں صالح بن خوات نے خبر دی، انہوں نے سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ سے ان کا قول بیان کیا۔

(۴۱۳۲) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے سالم نے خبر دی اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں اطراف نجد میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ کے لیے گیا تھا۔ وہاں ہم دشمن کے آنے سامنے ہوئے اور ان کے مقابلے میں صف بندی کی۔

(۴۱۳۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریج نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک جماعت کے ساتھ نماز (خوف) پڑھی اور دوسری جماعت اس عرصہ میں دشمن کے مقابلے پر کھڑی تھی۔ پھر یہ جماعت جب اپنے دوسرے ساتھیوں کی جگہ (نماز پڑھ کر) چلی گئی تو دوسری جماعت آئی اور حضور ﷺ نے انہیں بھی ایک رکعت نماز پڑھائی۔ اس کے بعد آپ نے اس جماعت کے ساتھ سلام پھیرا۔ آخر اس جماعت نے کھڑے ہو کر اپنی ایک رکعت پوری کی اور پہلی جماعت نے بھی کھڑے ہو کر اپنی ایک رکعت پوری کی۔

(۴۱۳۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سنان اور ابو سلمہ نے بیان کیا اور انہیں جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اطراف نجد میں لڑائی کے لیے گئے تھے۔

(۴۱۳۵) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے محمد بن ابی عتیق نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سنان بن ابی

سَمِعَ الْقَاسِمَ أَخْبَرَنِي صَالِحُ بْنُ خَوَاتٍ عَنْ سَهْلٍ حَدَّثَهُ قَوْلَهُ.

۴۱۳۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ نَجْدٍ فَأَوَازِنَا الْعَدُوَّ فَصَافَقْنَا لَهُمْ.

[راجع: ۹۴۲]

۴۱۳۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْجٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَأْخُذِي الطَّائِفَتَيْنِ، وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرَى مُوَاجِهَةً الْعَدُوَّ ثُمَّ انْصَرَفُوا فِي مَقَامِ اصْحَابِهِمْ فَجَاءَ أُولَئِكَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ قَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ، وَقَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ.

[راجع: ۹۴۲]

۴۱۳۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنِي شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سِنَانٌ وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ نَجْدٍ. [راجع: ۲۹۱۰]

۴۱۳۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِي

ابی سان دہلی نے، انہیں جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اطراف نجد میں غزوہ کے لیے گئے تھے۔ پھر جب آنحضرت ﷺ واپس ہوئے تو وہ بھی واپس ہوئے۔ قیلولہ کا وقت ایک وادی میں آیا، جہاں ببول کے درخت بہت تھے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ وہیں اتر گئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم درختوں کے سائے کے لیے پوری وادی میں پھیل گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے بھی ایک ببول کے درخت کے نیچے قیام فرمایا اور اپنی تلوار اس درخت پر لٹکادی۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابھی تھوڑی ہی دیر ہمیں سوئے ہوئے ہوئی تھی کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں پکارا۔ ہم جب خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کے پاس ایک بدوی بیٹھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص نے میری تلوار (مجھی پر) کھینچ لی تھی، میں اس وقت سویا ہوا تھا، میری آنکھ کھلی تو میری تنگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے مجھ سے کہا، تمہیں میرے ہاتھ سے آج کون بچائے گا؟ میں نے کہا کہ اللہ! اب دیکھو یہ بیٹھا ہوا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے پھر کوئی سزا نہیں دی۔

(دوسری سند)

(۴۱۳۶) اور ابان نے کہا کہ ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ذات الرقاق میں تھے۔ پھر ہم ایک ایسی جگہ آئے جہاں بہت گھنے سایہ کا درخت تھا۔ وہ درخت ہم نے آنحضرت ﷺ کے لیے مخصوص کر دیا کہ آپ وہاں آرام فرمائیں۔ بعد میں مشرکین میں سے ایک شخص آیا، حضور ﷺ کی تلوار درخت سے لٹک رہی تھی۔ اس نے وہ تلوار حضور ﷺ پر کھینچ لی اور پوچھا، تم مجھ سے ڈرتے ہو؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ اس پر اس نے پوچھا، آج میرے ہاتھ سے تمہیں کون بچائے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ! پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے ڈانڈا دھمکیا اور نماز کی حکمیر کہی گئی۔ تو حضور ﷺ نے پہلے ایک جماعت کو دو رکعت نماز خوف پڑھائی جب وہ جماعت (آنحضرت ﷺ کے پیچھے سے) ہٹ گئی تو آپ نے دوسری جماعت کو

الدُّوْلِي، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَفَلَ مَعَهُ فَأَذَرَ كَتَمَهُمُ الْقَائِلَةَ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِصَاهِ، فَتَزَلَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِصَاهِ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ، وَتَزَلَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَحْتَ سَمَرَةٍ، فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ قَالَ جَابِرٌ، فَمِنَّا نَوْمَةٌ ثُمَّ إِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَذْغُونَا فَجَنَنَاهُ، فَإِذَا عِنْدَهُ أَغْرَابِيٌّ جَالِسٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِي صَلَّنَا فَقَالَ لِي: مِنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قُلْتُ: اللَّهُ)) فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

[راجع: ۲۹۱۰]

۴۱۳۶- وَقَالَ أَبَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَاتِ الرِّقَاقِ فَإِذَا أَتَيْنَا عَلَى شَجَرَةٍ ظَلِيلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَسَيْفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْلَقٌ بِالشَّجَرَةِ فَاخْتَرَطَهُ قَالَ لَهُ: تُخَافُنِي. فَقَالَ: ((لَا)) قَالَ: ((فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟)) قَالَ: اللَّهُ فَتَهَدَّدَهُ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ تَأَخَّرُوا وَصَلَّى بِالطَّائِفَةِ

الْأُخْرَى رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعٌ وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَيْنِ. وَقَالَ مُسَدَّدٌ عَنْ أَبِي عَوَّانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ اسْمُ الرَّجُلِ غُورَثُ بْنُ الْحَارِثِ، وَقَاتَلَ فِيهَا مُحَارِبَ خَصَفَةَ.

[راجع: ۲۹۱۰]

۴۱۳۷- وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِنَخْلٍ فَصَلَّى الْخَوْفَ، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَزْوَةَ نَجْدٍ صَلَاةَ الْخَوْفِ وَإِنَّمَا جَاءَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَيَّامَ خَيْبَرَ.

[راجع: ۴۱۲۵]

بھی دو رکعت نماز پڑھائی۔ اس طرح نبی کریم ﷺ کی چار رکعت نماز ہوئی۔ لیکن مقتدیوں کی صرف دو دو رکعت اور مسدد نے بیان کیا ان سے ابو عوانہ نے، ان سے ابوسر نے کہ اس شخص کا نام (جس نے آپ پر تلوار کھینچی تھی) غورث بن حارث تھا اور آنحضرت ﷺ نے اس غزوہ میں قبیلہ محارب خصفہ سے جنگ کی تھی۔

(۴۱۳۷) اور ابوالزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام نخل میں تھے تو آپ نے نماز خوف پڑھائی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز خوف غزوہ نجد میں پڑھی تھی۔ یہ یاد رہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں (سب سے پہلے) غزوہ خیبر کے موقع پر حاضر ہوئے تھے۔

تشریح اس حدیث کی شرح میں حضرت حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وکذا لک اخراجہ ابراہیم الحموی فی کتاب غریب الحدیث عن جابر قال غزا رسول الله صلى الله عليه وسلم محارب خصفه بنخل فراوا من المسلمين غرة فجاء رجل منهم يقال له غورث بن الحرث حتى قام على رسول الله صلى الله عليه وسلم بالسيف فذكره وفيه فقال الاعرابي غير اني اعاهدك ان لا اقاتلك ولا اكون مع قوم يقاتلونك فخلى سبيله فجاء الى اصحابه فقال جنتكم من عند خير الناس وقد ذكر الواقدي في نحو هذه القصة انه اسلم ورجع الى قومه فاهتدى به خلق كثير (فتح الباری) خلاصہ یہ کہ رسول کریم ﷺ نے ایک کھجوروں کے علاقہ میں خصفہ نامی قبیلے پر جہاد کیا اور واپسی میں مسلمان ایک جگہ دوپہر میں آرام لینے کے لیے متفرق ہو کر جگہ جگہ درختوں کے نیچے سو گئے۔ اس وقت اس قبیلہ کا ایک آدمی غورث بن حارث نامی تنگی تلوار لے کر رسول کریم ﷺ کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ پس یہ سارا ماجرا ہوا اور اس میں یہ بھی ہے بعد میں جب وہ دیہاتی ناکام ہو گیا تو اس نے کہا کہ میں آپ سے ترک جنگ کا معاہدہ کرتا ہوں اور اس بات کا بھی کہ میں آپ سے لڑنے والی قوم کا ساتھ نہیں دوں گا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ ایسے بزرگ شخص کے پاس سے آیا ہوں کہ جو بہترین قسم کا آدمی ہے۔ واقدی نے ایسے ہی قصہ میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ بعد میں وہ شخص مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم میں واپس آیا اور اس کے ذریعہ بہت سی مخلوق نے ہدایت حاصل کی۔

۳۳- باب غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُرَاعَةَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْمُرَيْسِيعِ

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ : وَذَلِكَ سَنَةَ سِتٍّ، وَقَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، سَنَةَ أَرْبَعٍ. وَقَالَ الثُّعْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ : كَانَ حَدِيثُ الْإِفْلَکِ فِي غَزْوَةِ الْمُرَيْسِيعِ.

اس کا دوسرا نام غزوہ مرسیع ہے۔

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ یہ غزوہ ۶ھ میں ہوا تھا اور موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ ۴ھ میں اور نعمان بن راشد نے زہری سے بیان کیا کہ واقعہ اقلک غزوہ مرسیع میں پیش آیا تھا۔

اسی لیے اس کے متعلق حدیث اگلی بیان ہو رہا ہے۔ حافظ صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ یہ غزوہ ۵ھ میں ہوا۔ (وقال موسى بن

عقبة سنة اربع) کذا ذكره البخاري وكانه سبق فلما اراد ان يكتب سنة خمس فكتب سنة اربع الخ (فتح الباری)

(۴۱۳۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم کو اسماعیل بن جعفر نے خبر دی، انہیں ربیعہ بن ابی عبد الرحمن نے، انہیں محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور ان سے ابو معمر نے بیان کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اندر موجود تھے۔ میں ان کے پاس بیٹھ گیا اور عزل کے متعلق ان سے سوال کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بنی المصطلق کے لیے نکلے۔ اس غزوہ میں ہمیں کچھ عرب کے قیدی ملے (جن میں عورتیں بھی تھیں) پھر اس سفر میں ہمیں عورتوں کی خواہش ہوئی اور بے عورت رہنا ہم پر مشکل ہو گیا۔ دوسری طرف ہم عزل کرنا چاہتے تھے (اس خوف سے کہ بچہ نہ پیدا ہو) ہمارا ارادہ یہی تھا کہ عزل کر لیں لیکن پھر ہم نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ موجود ہیں۔ آپ سے پوچھے بغیر عزل کرنا مناسب نہ ہو گا۔ چنانچہ ہم نے آپ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم عزل نہ کرو پھر بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ قیامت تک جو جان پیدا ہونے والی ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گی۔

۴۱۳۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَانَ عَنْ ابْنِ مُحَيَّرٍ أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخَدْرِيَّ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْعَزْلِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمِصْطَلِقِ فَأَصَبْنَا سِتًّا مِنْ سَبِي الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْغَرَزَةُ وَاحْتَبْنَا الْعَزْلَ فَأَرَدْنَا أَنْ نَعْزَلَ، وَقُلْنَا نَعْزَلُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قِيلَ أَنْ نَسْأَلَهُ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: ((مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَانَتْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَانَتْ)).

[راجع: ۲۲۲۹]

عزل کا مفہوم یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کرے اور جب انزال کا وقت قریب ہو تو آگے تامل کو نکال لے تاکہ بچہ پیدا نہ ہو۔ قطع نسل کی یہ بھی ایک صورت تھی جسے آنحضرت ﷺ نے پسند نہیں فرمایا آج طرح طرح سے قطع نسل کی دنیا کے بیشتر ممالک میں کوشش جاری ہے جو اسلام کی رو سے قطعاً ناجائز ہے۔ وقد ذكر هذه القصة ابن سعد نحو ما ذكر ابن اسحاق وان الحرث كان جمع جموعا وارسل عنا تاتيه بخبر المسلمين فظفروا به فقتلوه فلما بلغه ذالك بلغ وتفرق الجمع وانتهى النبي صلى الله عليه وسلم الى الماء وهو المريسيع فصف اصحابه القتال ورموهم بالنبل ثم حملوا عليهم حملة واحدة فما افلت منهم انسان بل قتل منهم عشرة واسر الباقون رجالا ونساء. (فتح الباری) خلاصہ یہ کہ غزوہ بنو مصطلق میں مسلمانوں نے دس آدمیوں کو قتل کیا اور باقی کو قید کر لیا۔

(۴۱۳۹) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابو سلمہ نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف غزوہ کے لیے گئے۔ دوپہر کا وقت ہوا تو آپ ایک جنگل میں پہنچے جہاں بھول کے درخت بہت تھے۔ آپ نے گھنے

۴۱۳۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَبَانَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ نَجْدٍ فَلَمَّا أَذْرَكْتَهُ الْقَابِلَةَ

درخت کے نیچے سایہ کے لیے قیام کیا اور درخت سے اپنی تلوار لٹکا دی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی درختوں کے نیچے سایہ حاصل کرنے کے لیے پھیل گئے۔ ابھی ہم اسی کیفیت میں تھے کہ حضور ﷺ نے ہمیں پکارا۔ ہم حاضر ہوئے تو ایک بدوی آپ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص میرے پاس آیا تو میں سو رہا تھا۔ اتنے میں اس نے میری تلوار کھینچ لی اور میں بھی بیدار ہو گیا۔ یہ میری تنگی تلوار کھینچے ہوئے میرے سر پر کھڑا تھا۔ مجھ سے کہنے لگا آج مجھ سے تمہیں کون بچائے گا؟ میں نے کہا کہ اللہ! (وہ شخص صرف ایک لفظ سے اتنا مرعوب ہوا کہ) تلوار کو نیام میں رکھ کر بیٹھ گیا اور دیکھ لو۔ یہ بیٹھا ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے اسے کوئی سزا نہیں دی۔

باب غزوہ انمار کا بیان

(۳۱۴۰) ہم سے آدم ابن ایاس نے بیان کیا کہ ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے عثمان بن عبد اللہ بن سراقہ نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو غزوہ انمار میں دیکھا کہ نفل نماز آپ اپنی سواری پر مشرق کی طرف منہ کئے ہوئے پڑھ رہے تھے۔

وَهُوَ فِي وَادٍ كَثِيرٍ الْعِصَاءُ فَنَزَلَ تَحْتَ شَجَرَةٍ وَاسْتَقْبَلَ بِهَا وَعَلَّقَ سَيْفَهُ فَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الشَّجَرِ يَسْتَظِلُّونَ وَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ دَعَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْنَا فَإِذَا أَغْرَابِي قَاعِدٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ((إِنَّ هَذَا أَنَا بِي وَأَنَا نَائِمٌ فَأَخْتَرْتُ سَيْفِي فَاسْتَقْبَلْتُ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِي مُخْتَرِطٌ سَيْفِي صَلْنَا قَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قُلْتُ اللَّهُ، فَشَامَهُ ثُمَّ قَعَدَ فَهُوَ هَذَا)). قَالَ: وَلَمْ يَعَايَنَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۳۴- باب غزوة أنمار

۴۱۴۰- حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُرَّاقَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي غَزْوَةِ أَنْمَارٍ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ مُتَوَجِّهًا قِبَلَ الْمَشْرِقِ مُنْطَوِّعًا.

[راجع: ۴۰۰]

ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ یہ غزوہ ماہ صفر میں ہوا اور ابن سعد کا بیان ہے کہ ایک آدمی حلب سے آیا اور اس نے خبر دی کہ بنو انمار اور بنو ثعلبہ مسلمانوں سے جنگ کے لیے جمع ہو رہے ہیں تو آپ صفر کی ۱۰ تاریخ کو نکلے اور ان کی جگہ میں ذات الرقاع کے موقع پر آئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ غزوہ انمار غزوہ بنی مصطلق کے آخر میں ۱۲ صفر میں واقع ہوا۔ اس لیے کہ ابوالزہیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ غزوہ بنی مصطلق کے لیے جا رہے تھے۔ میں حاضر خدمت ہوا اور میں نے دیکھا کہ آپ اونٹ کے اوپر نماز پڑھ رہے تھے۔ لیث کی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جس میں ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بنی انمار میں صلوة الخوف کو ادا کیا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ متعدد واقعات ہوں۔ (فتح الباری)

باب واقعہ افک کا بیان

لفظ افک۔ نجس اور نجس کی طرح ہے۔ بولتے ہیں "افکھم" (سورہ احقاف میں) آیا ہے وذلک افکھم وہ بکسر ہمزہ ہے اور یہ بفتح ہمزہ سکون فاء اور افکھم یہ بفتح ہمزہ وفاء بھی ہے وکاف پڑھا ہے تو

۳۵- باب حديث الإفك

وَالْإِفْكَ بِمَنْزِلَةِ النَّجَسِ، وَالنَّجَسِ يُقَالُ: إِفْكُهُمْ: صَرَفَهُمْ عَنِ الْإِيمَانِ وَكَذَبَهُمْ، كَمَا قَالَ ﴿يُؤْفِكُ عَنْهُ مِنَ الْإِفْكِ﴾ يُصْرَفُ

عَنْهُ مِنْ صُرُوفٍ.

ترجمہ یوں ہو گا اس نے ان کو ایمان سے پھیر دیا اور چھوٹا بنایا جیسے سورہ الذاریات میں ﴿يُولِكُ عَنْهُ مِنَ الْفِكَ﴾ ہے یعنی قرآن سے وہی منحرف ہوتا ہے جو اللہ کے علم میں منحرف قرار پا چکا ہے۔

اس باب میں اس جھوٹے الزام کا تفصیلی ذکر ہے جو منافقین نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اوپر لگایا تھا جس کی برأت کے لیے اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں تفصیل کے ساتھ آیات کا نزول فرمایا۔

(۴۱۴۱) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب اہل الکلب یعنی سمت لگانے والوں نے ان کے متعلق وہ سب کچھ کہا جو انہیں کہنا تھا (ابن شہاب نے بیان کیا کہ) تمام حضرات نے (جن چار حضرات کے نام انہوں نے روایت کے سلسلے میں لیے ہیں) مجھ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا ایک ایک ٹکڑا بیان کیا۔ یہ بھی تھا کہ ان میں سے بعض کو یہ قصہ زیادہ بہتر طریقہ پر یاد تھا اور عہدگی سے یہ قصہ بیان کرتا تھا اور میں نے ان میں سے ہر ایک کی روایت یاد رکھی جو اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یاد رکھی تھی۔ اگرچہ بعض لوگوں کو دوسرے لوگوں کے مقابلے میں روایت زیادہ بہتر طریقہ پر یاد تھی۔ پھر بھی ان میں باہم ایک کی روایت دوسرے کی روایت کی تصدیق کرتی ہے۔ ان لوگوں نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان قرعہ ڈال کرتے تھے اور جس کا نام آتا تو حضور ﷺ انہیں اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک غزوہ کے موقع پر جب آپ نے قرعہ ڈالا تو میرا نام نکلا اور میں حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں روانہ ہوئی۔ یہ واقعہ پردہ کے حکم کے نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ چنانچہ مجھے ہودج سمیت اٹھا کر سوار کر دیا جاتا اور اسی کے ساتھ اتارا جاتا۔ اس طرح ہم روانہ ہوئے۔ پھر جب حضور اکرم ﷺ اپنے اس غزوہ سے فارغ ہو گئے تو واپس ہوئے۔ واپسی میں اب ہم

۴۱۴۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَبِّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا وَكَلَّمَهُمْ حَدَّثَنِي طَائِفَةٌ مِنْ حَدِيثِهَا، وَبَعْضُهُمْ كَانَ أَوْعَى لِحَدِيثِهَا مِنْ بَعْضٍ وَانْتَبَتْ لَهُ أَفْصَاحًا، وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ الْحَدِيثَ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يَصَدَّقُ بَعْضًا وَإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ قَالُوا: قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ فَأَيُّهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزَاةٍ فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا أَنْزَلَ الْحِجَابُ فَكُنْتُ أُحْمَلُ فِي

مدینہ کے قریب تھے (اور ایک مقام پر پڑاؤ تھا) جہاں سے حضور ﷺ نے کوچ کارات میں اعلان کیا۔ کوچ کا اعلان ہو چکا تھا تو میں کھڑی ہوئی اور تھوڑی دور چل کر لشکر کے حدود سے آگے نکل گئی۔ پھر قضاء حاجت سے فارغ ہو کر میں اپنی سواری کے پاس پہنچی۔ وہاں پہنچ کر جو میں نے اپنا سینہ ٹولا تو لغار (یعنی کا ایک شہر) کے مرہ کا ہوا میرا ہار غائب تھا۔ اب میں پھر واپس ہوئی اور اپنا ہار تلاش کرنے لگی۔ اس تلاش میں دیر ہو گئی۔ انہوں نے بیان کیا کہ جو لوگ مجھے سوار کیا کرتے تھے وہ آئے اور میرے ہودج کو اٹھا کر انہوں نے میرے اونٹ پر رکھ دیا۔ جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی۔ انہوں نے سمجھا کہ میں ہودج کے اندر ہی موجود ہوں۔ ان دنوں عورتیں بہت ہلکی پھلکی تھیں۔ ان کے جسم میں زیادہ گوشت نہیں ہوتا تھا کیونکہ بہت معمولی خوراک انہیں ملتی تھی۔ اس لیے اٹھانے والوں نے جب اٹھایا تو ہودج کے ہلکے پن میں انہیں کوئی فرق معلوم نہیں ہوا۔ یوں بھی اس وقت میں ایک کم عمر لڑکی تھی۔ غرض اونٹ کو اٹھا کر وہ بھی روانہ ہو گئے۔ جب لشکر گزر گیا تو مجھے بھی اپنا ہار مل گیا۔ میں ڈیرے پر آئی تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ نہ پکارنے والا نہ جواب دینے والا۔ اس لیے میں وہاں آئی جہاں میرا اصل ڈیرہ تھا۔ مجھے یقین تھا کہ جلد ہی میرے نہ ہونے کا انہیں علم ہو جائے گا اور مجھے لینے کے لیے وہ واپس لوٹ آئیں گے۔ اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل سلمیٰ ثم الذکوانیؓ لشکر کے پیچھے پیچھے آرہے تھے۔ (تاکہ لشکر کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو تو وہ اٹھالیں) انہوں نے ایک سوئے انسان کا سایہ دیکھا اور جب (قریب آکر) مجھے دیکھا تو پہچان گئے۔ پردہ سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے۔ مجھے جب وہ پہچان گئے تو انا اللہ پڑھنا شروع کیا اور ان کی آواز سے میں جاگ اٹھی اور فوراً اپنی چادر سے میں نے اپنا چہرہ چھپا لیا۔ خدا کی قسم! میں نے ان سے ایک لفظ بھی نہیں کہا اور نہ سوا انا اللہ کے میں نے ان کی زبان سے کوئی لفظ سنا۔ وہ سواری سے اتر گئے اور اسے انہوں نے بٹھا کر اس کی اگلی ٹانگ کو موڑ دیا (تاکہ بغیر کسی مدد کے ام المؤمنین اس پر سوار ہو سکیں) میں اٹھی اور اس پر سوار ہو گئی۔ اب وہ سواری کو آگے سے پکڑے ہوئے لے

هُوَ ذِجِي وَأُنْزِلَ فِيهِ فُسْرُنَا حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهِ بَلَكَ وَقَفَلْ دَنُونَا مِنَ الْمَدِينَةِ قَافِلِينَ، أَذِنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ فَقُمْتُ حِينَ أَذْنُوا بِالرَّحِيلِ فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَنِيحَ، فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى رَحْلِي فَلَمَسْتُ صَدْرِي فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزَعِ ظِفَارٍ قَدْ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ فَلْتَمَسْتُ عِقْدِي فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ قَالَتْ: وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِينَ كَانُوا يُرَحِّلُونِي فَاحْتَمَلُوا هُوَ ذِجِي فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِي الَّذِي كُنْتُ أَرْكَبُ عَلَيْهِ وَهُمْ يَخْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ وَكَانَ النَّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يَهْتَلُنَّ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ إِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلُقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَكْبِرِ الْقَوْمُ خِفَةَ الْهُودَجِ حِينَ رَفَعُوهُ وَحَمَلُوهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ فَسَارَوْا وَوَجَدْتُ عِقْدِي، بَعْدَمَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا مِنْهُمْ ذَاعٌ وَلَا مُجِيبٌ فَتَيَمَّمْتُ مَنَزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ وَطَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ قَبِينَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنَزِلِي غَلَبَنِي عَيْنِي فَيَمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعْطَلِ السَّلْمِيُّ، ثُمَّ الذُّكْوَانِيُّ مِنَ وِرَاءِ الْجَيْشِ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنَزِلِي فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَانِمٍ

کر چلے۔ جب ہم لشکر کے قریب پہنچے تو ٹھیک دوپہر کا وقت تھا۔ لشکر پہاڑ کے کئے ہوئے تھا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوا۔ اصل میں تہمت کا بیڑا عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) نے اٹھا رکھا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اس تہمت کا چرچا کرتا اور اس کی مجلسوں میں اس کا تذکرہ ہوا کرتا۔ وہ اس کی تصدیق کرتا، خوب غور اور توجہ سے سنتا اور پھیلانے کے لیے خوب کھود کرید کرتا۔ عروہ نے پہلی سند کے حوالے سے یہ بھی کہا کہ حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حنہ بنت جحش کے سوا تہمت لگانے میں شریک کسی کا بھی نام نہیں لیا کہ مجھے ان کا علم ہوتا۔ اگرچہ اس میں شریک ہونے والے بہت سے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جن لوگوں نے تہمت لگائی ہے وہ بہت سے ہیں) لیکن اس معاملہ میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ عائشہ اس پر بڑی خفگی کا اظہار کرتی تھیں۔ اگر ان کے سامنے حسان بن ثابت بیٹھ کر برا بھلا کہا جاتا، آپ فرماتیں کہ یہ شعر حسان ہی نے کہا ہے کہ ”میرے والد اور میرے والد کے والد اور میری عزت محمد ﷺ کی عزت کی حفاظت کے لیے تمہارے سامنے ڈھال بنی رہیں گی۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم مدینہ پہنچ گئے اور وہاں پہنچتے ہی میں جو بیمار بڑی تو ایک مینے تک بیمار ہی رہی۔ اس عرصہ میں لوگوں میں تہمت لگانے والوں کی افواہوں کا بڑا چرچا رہا لیکن میں ایک بات بھی نہیں سمجھ رہی تھی البتہ اپنے مرض کے دوران ایک چیز سے مجھے بڑا شبہ ہوتا کہ رسول کریم ﷺ کی وہ محبت و عنایت میں نہیں محسوس کرتی تھی جس کو پہلے جب بھی بیمار ہوتی میں دیکھ چکی تھی۔ آپ میرے پاس تشریف لاتے، سلام کرتے اور دریافت فرماتے کیسی طبیعت ہے؟ صرف اتنا پوچھ کر واپس تشریف لے جاتے۔ حضور ﷺ کے اس طرز عمل سے مجھے شبہ ہوتا تھا لیکن شر (جو پھیل چکا تھا) اس کا مجھے کوئی احساس نہیں تھا۔ مرض سے جب آفاقہ ہوا تو میں ام مسطح کے ساتھ مناصح کی طرف گئی۔ مناصح (مدینہ کی آبادی سے باہر) ہمارے رفق حاجت کی جگہ تھی۔ ہم یہاں صرف رات کے وقت جاتے تھے۔ یہ اس

عَرَفْنِي حِينَ رَأَيْتِي وَكَانَ رَأْيِي قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِزْجَاعِهِ حِينَ عَرَفْنِي فَخَمَرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي، وَوَاللَّهِ مَا تَكَلَّمْنَا وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِزْجَاعِهِ وَهُوَ حَتَّى أَنَاخَ رَأِجِلْتُهُ فَوَطِئْتُ عَلَى يَدَيْهَا فَقَعْتُ إِلَيْهَا فَرَكِبْتُهَا فَأَنْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرُّاحِلَةَ حَتَّى أَتَيْنَا الْجَنَّةَ مُوْغِرِينَ فِي نَحْرِ الظُّهَيْرَةِ، وَهُمْ نُزُولٌ قَالَتْ: فَهَلْكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى كَيْزَ الْإِفْكِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بْنِ سَلُولٍ. قَالَ غُرُوزَةُ: أَخْبَرْتُ أَنَّهُ كَانَ يُشَاغُ وَيُتَحَدَّثُ بِهِ عِنْدَهُ فَيَقْرُؤُهُ وَيَسْتَمِعُهُ وَيَسْتَوْشِيهِ وَقَالَ غُرُوزَةُ أَيْضًا: لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَهْلِ الْإِفْكِ أَيْضًا إِلَّا حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ، وَمِسْطَحَ بْنَ أَثَّانَةَ، وَحَمْنَةَ بِنْتَ جَحْشٍ، فِي نَاسٍ آخَرِينَ لَا عَلِمَ لِي بِهِمْ غَيْرَ أَنَّهُمْ عُصْبَةٌ، كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَإِنَّ كَيْزَ ذَلِكَ يَقَالُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بْنِ سَلُولٍ قَالَ غُرُوزَةُ: كَانَتْ عَائِشَةُ تَكْرَهُ أَنْ يُسَبَّ عِنْدَهَا حَسَّانُ وَتَقُولُ إِنَّهُ الَّذِي قَالَ:

فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي

لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وَقَاءُ

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ

فَاشْتَكَيْتُ حِينَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَالنَّاسُ

يُقِصُّونَ فِي قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكِ، لَا

سے پہلے کی بات ہے، جب بیت الخلاء ہمارے گھروں سے قریب بن گئے تھے۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ ابھی ہم عرب قدیم کے طریقے پر عمل کرتے اور میدان میں رفع حاجت کے لیے جایا کرتے تھے اور ہمیں اس سے تکلیف ہوتی تھی کہ بیت الخلاء ہمارے گھروں کے قریب بنائے جائیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ الغرض میں اور ام مطح (رفع حاجت کے لیے) گئے۔ ام مطح ابی رہم بن عبدالمطلب بن عبدمناف کی بیٹی ہیں۔ ان کی والدہ معمر بن عامر کی بیٹی ہیں اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ ہوتی ہیں۔ انہیں کے بیٹے مطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر میں اور ام مطح حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف واپس آرہے تھے کہ ام مطح اپنی چادر میں الجھ گئیں اور ان کی زبان سے نکلا کہ مطح ذلیل ہو۔ میں نے کہا، آپ نے بری بات زبان سے نکالی، ایک ایسے شخص کو آپ برا کہہ رہی ہیں جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو چکا ہے۔ انہوں نے اس پر کہا کیوں مطح کی باتیں تم نے نہیں سنیں؟ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ بیان کیا، پھر انہوں نے تہمت لگانے والوں کی باتیں سنائیں۔ بیان کیا کہ ان باتوں کو سن کر میرا مرض اور بڑھ گیا۔ جب میں اپنے گھر واپس آئی تو حضور اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور سلام کے بعد دریافت فرمایا کہ کیسی طبیعت ہے؟ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ کیا مجھے اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے؟ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ ان سے اس خبر کی تصدیق کروں گی۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں نے اپنی والدہ سے (گھر جا کر) پوچھا کہ آخر لوگوں میں کس طرح کی افواہیں ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ بیٹی! فکر نہ کر، خدا کی قسم! ایسا شاید ہی کہیں ہوا ہو کہ ایک خوبصورت عورت کسی ایسے شوہر کے ساتھ ہو جو اس سے محبت بھی رکھتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اور پھر اس پر تہمتیں نہ لگائی گئی ہوں۔ اس کی عیب جوئی نہ کی گئی ہو۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے اس پر کہا کہ سبحان اللہ (میری سوکنوں سے اس کا کیا تعلق) اس کا تو عام لوگوں میں چرچا ہے۔ انہوں نے

أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ وَهُوَ يَرِيئِي فِي وَجْعِي أَنِّي لَا أَعْرِفُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ اللَّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَشْتَكِي إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَيْسَ لَمْ، ثُمَّ يَقُولُ: كَيْفَ يَكُفُّ؟ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَذَلِكَ يُرِيئِي وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتَّى خَرَجْتُ حِينَ نَفَعْتُ فَخَرَجْتُ مَعَ أُمِّ مِسْطَحٍ قَبْلَ الْمَنَاصِعِ، وَكَانَ مُتَبَرِّزًا وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكُفْفَ قَرِيبًا مِنْ بُيُوتِنَا قَالَتْ: وَأَمَرْنَا أَمْرَ الْعَرَبِ الْأَوَّلِ فِي الْبَرِّيَّةِ قَبْلَ الْفَانِطِ كُنَّا تَنَادِي بِالْكُفْفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوتِنَا قَالَتْ: فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ وَهِيَ ابْنَةُ أَبِي رُحْمَ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنْفٍ وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ وَأَبْنَاهَا مِسْطَحُ بْنُ أَثَاثَةَ بْنِ عَبَادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ قَالَتْ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قَبْلَ بَيْتِي حِينَ فَرَعْنَا مِنْ شَأْنِنَا، فَعُثِرْتُ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطَئِهَا، فَقَالَتْ: تَعَسَّ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا، بِنْسَ مَا قُلْتُ، أَتَسْبِيَنَّ رَجُلًا شَهِدَ بَذْرًا، فَقَالَتْ أَيْ هَتَاةَ وَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ؟ قَالَتْ: وَقُلْتُ مَا قَالَ؟ فَأَخْبَرْتَنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ قَالَتْ: فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَسَّ لَمْ، ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ يَكُفُّ؟ فَقُلْتُ: لَهُ أَتَأْذُنُ لِي أَنْ آتِيَ أَبَوَيْ؟ قَالَتْ: وَأُرِيدُ أَنْ أَسْتَفِيَنَّ الْخَبَرَ مِنْ قَبْلِهِمَا،

بیان کیا کہ ادھر پھر جو میں نے رونا شروع کیا تو رات بھر روتی رہی اسی طرح صبح ہو گئی اور میرے آنسو کی طرح نہ تھمتے تھے اور نہ نیند ہی آتی تھی۔ بیان کیا کہ ادھر رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنی بیوی کو علیحدہ کرنے کے متعلق مشورہ کرنے کے لیے بلایا کیونکہ اس سلسلے میں اب تک آپ پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ بیان کیا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو حضور اکرم ﷺ کو اسی کے مطابق مشورہ دیا جو وہ حضور ﷺ کی بیوی (مراد خود اپنی ذات سے ہے) کی پاکیزگی اور حضور ﷺ کی ان سے محبت کے متعلق جانتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ آپ کی بیوی میں مجھے خیر و بھلائی کے سوا اور کچھ معلوم نہیں ہے لیکن علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں رکھی ہے اور عورتیں بھی ان کے علاوہ بہت ہیں۔ آپ ان کی باندی (بریرہ رضی اللہ عنہا) سے بھی دریافت فرمائیں وہ حقیقت حال بیان کر دے گی۔ بیان کیا کہ پھر حضور ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے تمہیں (عائشہ پر) شبہ ہوا ہو۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ میں نے ان کے اندر کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو بری ہو۔ اتنی بات ضرور ہے کہ وہ ایک نوعمر لڑکی ہیں، آٹا گوندھ کر سوجاتی ہیں اور بکری آکر اسے کھا جاتی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس دن رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خطاب کیا اور منبر پر کھڑے ہو کر عبد اللہ بن ابی (منافق) کا معاملہ رکھا۔ آپ نے فرمایا۔ اے گروہ مسلمین! اس شخص کے بارے میں میری کون مدد کرے گا جس کی اذیتیں اب میری بیوی کے معاملے تک پہنچ گئی ہیں۔ خدا کی قسم کہ میں نے اپنی بیوی میں خیر کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھی اور نام بھی ان لوگوں نے ایک ایسے شخص (صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ) جو ام المؤمنین کو اپنے اونٹ پر لائے تھے) کا لیا ہے جس کے بارے میں بھی میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ وہ جب بھی میرے گھر آئے تو میرے ساتھ ہی آئے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ قبیلہ بنی اسہل کے ہم رشتہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں

قَالَتْ : فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، فَقُلْتُ لَأُمِّي يَا أُمَّتَهُ مَاذَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ؟ قَالَتْ يَا بُنَيَّةُ : هُوَنِي عَلَيْكَ فَوَ اللَّهِ لَقَلَّمَا كَانَتْ امْرَأَةً قَطُّ وَصِيَّةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا صَرَائِرُ إِلَّا كَثُرْنَ عَلَيْهَا ، قَالَتْ : فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ أَوْ لَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهِذَا ، قَالَتْ : فَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لَا يَرْتَفَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَجِلُ بَنُومٍ ثُمَّ أَصْبَحْتُ أَبْكِي ، قَالَتْ : وَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلَبْتُ الْوَحْيَ يَسْأَلُهُمَا وَيَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ قَالَتْ : فَأَمَّا أَسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ ، فَقَالَ أَسَامَةُ : أَهْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا ، وَأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللَّهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ ، وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْذُفُكَ قَالَتْ : فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَرِيرَةَ فَقَالَ : ((أَيُّ بَرِيرَةَ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيكَ؟)) قَالَتْ لَهُ بَرِيرَةُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَأَيْتُ عَلَيْهَا امْرَأَةً قَطُّ أَغْمَصَهُ غَيْرَ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ ، قَالَتْ : فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ يَوْمِهِ فَاسْتَعْدَرَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي وَهُوَ عَلَى الْمُنْبَرِ فَقَالَ : ((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يُعَذِّرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي

یا رسول اللہ! آپ کی مدد کروں گا۔ اگر وہ شخص قبیلہ اوس کا ہوا تو میں اس کی گردن مار دوں گا اور اگر وہ ہمارے قبیلہ کا ہوا تو آپ کا اس کے متعلق بھی جو حکم ہو گا ہم بجالائیں گے۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ اس پر قبیلہ خزرج کے ایک صحابی کھڑے ہوئے۔ حسان کی والدہ ان کی چچا زاد بہن تھیں یعنی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور اس سے پہلے بڑے صالح اور مخلصین میں تھے لیکن آج قبیلہ کی حیثیت ان پر غالب آگئی۔ انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا خدا کی قسم! تم جھوٹے ہو، تم اسے قتل نہیں کر سکتے اور نہ تمہارے اندر اتنی طاقت ہے۔ اگر وہ تمہارے قبیلہ کا ہوا تو تم اس کے قتل کا نام نہ لیتے۔ اس کے بعد اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ جو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی تھے کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا خدا کی قسم! تم جھوٹے ہو، ہم اسے ضرور قتل کریں گے۔ اب اس میں شبہ نہیں رہا کہ تم بھی منافق ہو، تم منافقوں کی طرف سے مدافعت کرتے ہو۔ اتنے میں اوس و خزرج انصار کے دونوں قبیلے بھڑک اٹھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپس ہی میں لڑ پڑیں گے۔ اس وقت تک رسول اللہ ﷺ منبر پر ہی تشریف رکھتے تھے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر حضور اکرم ﷺ سب کو خاموش کرنے کرائے لگے۔ سب حضرات چپ ہو گئے اور آنحضور ﷺ بھی خاموش ہو گئے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں اس روز پورے دن روتی رہی۔ نہ میرا آنسو تھمتا تھا اور نہ آنکھ لگتی تھی۔ بیان کیا کہ صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس آئے۔ دو راتیں اور ایک دن میرا روتے ہوئے گزر گیا تھا۔ اس پورے عرصہ میں نہ میرا آنسو رکا اور نہ نیند آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ ابھی میرے والدین میرے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے اور میں روئے جا رہی تھی کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے انہیں اجازت دے دی اور وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگیں۔ بیان کیا کہ ہم ابھی اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے سام کیا اور بیٹھ گئے۔ بیان کیا کہ جب سے مجھ پر

عَنْهُ أَذَاهُ فِي أَهْلِي وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَمَا يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي)) فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ أَخُو بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْدِرُكَ فَإِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُقَّةَ، وَإِنْ كَانَ مِنَ الْإِخْوَانِ مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنِي فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ قَالَتْ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بِنْتُ عَمِّهِ مِنْ فَحْدِهِ، وَهُوَ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ، قَالَتْ: وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَلَكِنْ اخْتَمَلْتُهُ الْحَمِيَّةُ، فَقَالَ: لِسَعْدٍ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ لَا نَقْتُلُهُ، وَلَا تَقْدِرُ عَلَى قَتْلِهِ، وَلَوْ كَانَ مِنْ رَهْطِكَ مَا احْتَبْتِ أَنْ يُقْتَلَ، فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حَضِيرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ، فَقَالَ لِسَعْدٍ بْنِ عَبَادَةَ: كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ لِنَقْتُلَنَّهُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ: فَتَارَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَقْتِيلُوا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ، قَالَتْ: فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْفَضُهُمْ حَتَّى سَكَنُوا وَسَكَتْ قَالَتْ: فَبَكَيْتُ يَوْمِي ذَلِكَ كُلَّهُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَجِلُ بِنَوْمٍ، قَالَتْ: وَاصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي وَقَدْ بَكَيتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَجِلُ بِنَوْمٍ حَتَّى إِنِّي لَأُظَنُّ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِي فَبَيَّنَا

تمت لگائی گئی تھی، آنحضور ﷺ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ ایک مہینہ گزر گیا تھا اور میرے بارے میں آپ کو وحی کے ذریعہ کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ بیان کیا کہ بیٹھنے کے بعد حضور ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا ”اما بعد“ اے عائشہ! مجھے تمہارے بارے میں اس طرح کی خبریں ملی ہیں، اگر تم واقعی اس معاملہ میں پاک و صاف ہو تو اللہ تمہاری پاکی خود بیان کر دے گا لیکن اگر تم نے کسی گناہ کا قصد کیا تھا تو اللہ کی مغفرت چاہو اور اس کے حضور میں توبہ کرو کیونکہ بندہ جب (اپنے گناہوں کا) اعتراف کر لیتا ہے اور پھر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب حضور اکرم ﷺ اپنا کلام پورا کر چکے تو میرے آنسو اس طرح خشک ہو گئے کہ ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا۔ میں نے پہلے اپنے والد سے کہا کہ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے کلام کا جواب دیں۔ والد نے فرمایا، خدا کی قسم! میں کچھ نہیں جانتا کہ حضور ﷺ سے مجھے کیا کہنا چاہیے۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ اس کا جواب دیں۔ والدہ نے بھی یہی کہا۔ خدا کی قسم! مجھے کچھ نہیں معلوم کہ آنحضور ﷺ سے مجھے کیا کہنا چاہیے۔ اس لیے میں نے خود ہی عرض کیا۔ حالانکہ میں بہت کم عمر لڑکی تھی اور قرآن مجید بھی میں نے زیادہ نہیں پڑھا تھا کہ خدا کی قسم! مجھے بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگوں نے اس طرح کی افواہوں پر کان دھرا اور بات آپ لوگوں کے دلوں میں اتر گئی اور آپ لوگوں نے اس کی تصدیق کی۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ میں اس تہمت سے بری ہوں تو آپ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے اور اگر اس گناہ کا اقرار کر لوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ لوگ اس کی تصدیق کرنے لگ جائیں گے۔ پس خدا کی قسم! میری اور آپ لوگوں کی مثال حضرت یوسف علیہ السلام کے والد جیسی ہے۔ جب انہوں نے کہا تھا۔ ﴿فَصَبِّرْ وَاصْبِرْ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾ (یوسف: ۱۸) (پس صبر جمیل بہتر ہے اور اللہ ہی کی مدد درکار ہے اس بارے میں جو کچھ تم کہہ رہے ہو) پھر میں نے اپنا رخ

أَبَوَايَ جَالِسَانَ عِنْدِي وَأَنَا ابْكِي فَاسْتَأْذَنْتُ عَنْهُمَا امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَذْنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِيَ قَالَتْ : قَبِينَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ، ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ: وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيلَ مَا قِيلَ قَبْلَهَا وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوحَى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي بِشَيْءٍ قَالَتْ: فَشَهِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ : ((أَمَا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ إِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكَ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتَ بَرِيئَةً فَسَيِّرُكَ اللَّهُ وَإِنْ كُنْتَ أَلَمَمْتَ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اغْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ)) قَالَتْ: فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتَّى مَا أَحْسُ مِنْهُ قَطْرَةً، فَقُلْتُ لِأُمِّي : أَجِبْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِّي فِيمَا قَالَ: فَقَالَ أُمِّي وَاللَّهِ مَا أَذْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِأُمِّي: أَجِيبِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا قَالَ: قَالَتْ أُمِّي وَاللَّهِ مَا أَذْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السَّنِّ لَا أَقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ كَثِيرًا أَنِّي وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هَذَا الْحَدِيثَ حَتَّى اسْتَقَرَّ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَقْتُمْ بِهِ فَلَيْنَ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ لَا تَصَدَّقُونِي وَلَيْنَ اغْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرِ

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّيْ مِنْهُ بِرَبِّئَةٍ لِّتَصَدَّقَنِيْ فَوَاللّٰهِ لَا اُجِدُ لِيْ وَلَكُمْ مَثَلًا اِلَّا اَبَا يُوسُفَ حِيْنَ قَالَ: ﴿فَصَبِّرْ جَمِيْلًا وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ﴾ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ وَاضْطَجَعْتُ عَلٰی فِرَاشِيْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّيْ حِيْنَئِذٍ بِرَبِّئَةٍ، وَاِنَّ اللّٰهَ مُبْرِئِيْ بَرَاءَتِيْ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی مُنْزِلَ فِيْ شَأْنِيْ وَحَيَّا يُنْتَلٰى لَشَأْنِيْ لِيْ نَفْسِيْ كَانَ اخْفَرَ مِنْ اَنْ يَنْتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيْ بَأْمِرٍ، وَلَكِنْ كُنْتُ اَزْجُو اَنْ يَزِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُوْيَا يَبْرُئِنِيْ اللّٰهُ بِهَا فَوَاللّٰهِ مَا رَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسَهُ وَلَا خَرَجَ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ حَتّٰى اُنْزِلَ عَلَيْهِ فَاُخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَاءِ حَتّٰى اِنَّهُ لَيَحْدَرُ مِنْهُ الْعَرَقُ مِثْلُ الْجُمَانِ وَهُوَ فِيْ يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِيْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ، قَالَتْ: فَسُرِّيْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَتْ اَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اَنْ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ فَقَدْ بَرَأْتُكَ)) قَالَتْ: فَقَالَتْ لِيْ اُمِّيْ قُومِيْ اِلَيْهِ فَقُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ لَا اَقُوْمُ اِلَيْهِ فَاِنِّيْ لَا اُحْمَدُ اِلَّا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَتْ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ جَاؤُوا بِالْاِفْكِ﴾ الْعَشْرَ الْاَيَاتِ ثُمَّ اُنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی هٰذَا فِيْ بَرَاءَتِيْ قَالَ اَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ : وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰی مِسْطَحَ بْنِ اَنَّثَاةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقَرِهِ وَاللّٰهُ لَا اَنْفِقُ عَلٰی مِسْطَحٍ شَيْئًا

دوسری طرف کر لیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ اللہ خوب جانتا تھا کہ میں اس معاملہ میں قطعاً بری تھی اور وہ خود میری برأت ظاہر کرے گا۔ کیونکہ میں واقعی بری تھی لیکن خدا کی قسم! مجھے اس کا کوئی وہم و گمان بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ قرآن مجید میں میرے معاملے کی صفائی اتارے گا کیونکہ میں اپنے کو اس سے بہت کمتر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملہ میں خود کوئی کلام فرمائے مجھے تو صرف اتنی امید تھی کہ حضور ﷺ کوئی خواب دیکھیں گے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ میری برأت کر دے گا لیکن خدا کی قسم! ابھی حضور اکرم ﷺ اس مجلس سے اٹھے بھی نہیں تھے اور نہ اور کوئی گھر کا آدمی وہاں سے اٹھا تھا کہ حضور ﷺ پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی اور آپ پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو وحی کی شدت میں طاری ہوتی تھی۔ موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے آپ کے چہرے سے گرنے لگے۔ حالانکہ سردی کا موسم تھا۔ یہ اس وحی کی وجہ سے تھا جو آپ پر نازل ہو رہی تھی۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آپ کی وہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ تبسم فرما رہے تھے۔ سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ! اللہ نے تمہاری برأت نازل کر دی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس پر میری والدہ نے کہا کہ حضور ﷺ کے سامنے کھڑی ہو جاؤ۔ میں نے کہا، نہیں خدا کی قسم! میں آپ کے سامنے نہیں کھڑی ہوں گی۔ میں اللہ عزوجل کے سوا اور کسی کی حمد و ثنا نہیں کروں گی (کہ اسی نے میری برأت نازل کی ہے) بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوا بِالْاِفْكِ﴾ (جو لوگ تمہمت تراشی میں شریک ہوئے ہیں) دس آیتیں اس سلسلہ میں نازل فرمائیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے (سورہ نور میں) یہ آیتیں میری برأت کے لیے نازل فرمائیں تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (جو مسطح بن اثاثہ کے اخراجات ان سے قربات اور محتاجی کی وجہ سے خود اٹھاتے تھے) نے کہا کہ خدا کی قسم! مسطح رضی اللہ عنہ نے جب عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق اس طرح کی تمہمت تراشی میں حصہ لیا تو میں اس پر اب کبھی کچھ خرچ نہیں کروں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ﴿وَلَا يَأْتِلْ اُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ﴾ یعنی اہل فضل اور اہل

ہمت قسم نہ کھائیں) سے غفور رحیم تک (کیونکہ مسطحؓ یا دوسرے مومنین کی اس میں شرکت محض غلط فہمی کی بنا پر تھی) چنانچہ ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ خدا کی قسم! میری تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کئے پر معاف کر دے اور مسطح کو جو کچھ وہ دیا کرتے تھے، اسے پھر دینے لگے اور کہا کہ خدا کی قسم! اب اس وظیفہ کو میں کبھی بند نہیں کروں گا۔ عائشہؓ نے بیان کیا کہ میرے معاملے میں حضور ﷺ نے ام المؤمنین زینب بنت جحشؓ سے بھی مشورہ کیا تھا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ عائشہ کے متعلق کیا معلومات ہیں تمہیں یا ان میں تم نے کیا چیز دیکھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں اپنی آنکھوں اور کانوں کو محفوظ رکھتی ہوں (کہ ان کی طرف خلاف واقعہ نسبت کروں) خدا کی قسم! میں ان کے بارے میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتی۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ زینب ہی تمام ازواج مطہرات میں میرے مقابل کی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے تقویٰ اور پاکبازی کی وجہ سے انہیں محفوظ رکھا۔ بیان کیا کہ البتہ ان کی بسن حنہ نے غلط راستہ اختیار کیا اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہوئی تھیں۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ یہی تھی وہ تفصیل اس حدیث کی جو ان اکابر کی طرف سے پہنچی تھی۔ پھر عروہ نے بیان کیا کہ عائشہؓ نے بیان کیا کہ خدا کی قسم! جن صحابی کے ساتھ یہ تمتم لگائی گئی تھی وہ (اپنے پر اس تمتم کو سن کر کہتے، سبحان اللہ، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے آج تک کسی عورت کا پردہ نہیں کھولا۔ ام المؤمنینؓ نے بیان کیا کہ پھر اس واقعہ کے بعد وہ اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے تھے۔

(۴۱۳۲) مجھ سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا کہ ہشام بن یوسف نے اپنی یاد سے مجھے حدیث لکھوائی۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں معمر نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے خلیفہ ولید بن عبد الملک نے پوچھا، کیا تم کو معلوم ہے کہ حضرت علیؓ بھی عائشہؓ پر تمتم لگانے والوں میں تھے؟ میں نے کہا کہ نہیں، البتہ تمہاری قوم (قریش) کے دو آدمیوں ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور

أَبْدَا بَعْدَ الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ : فَأَنزَلَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿وَلَا يَأْتِلِ أَوْلُوا الْفَضْلَ مِنْكُمْ - إِلَى قَوْلِهِ - غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: بَلَى وَاللَّهِ إِنِّي لَأَجِبُ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لِي، فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهَا وَقَالَ: وَاللَّهِ لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا. قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَأَلَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي فَقَالَتْ لَزَيْنَبَ: ((مَاذَا عَلِمْتَ - أَوْ رَأَيْتِ-؟)) فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِي سَمْعِي وَبَصَرِي وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ عَائِشَةُ: وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِنُنِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَعَصَمَهَا اللَّهُ بِالْوَرَعِ قَالَتْ: وَطَفِقْتُ أُحِبُّهَا حَمَنَةً تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَهَذَا الَّذِي بَلَغَنِي مِنْ حَدِيثِ هَؤُلَاءِ الرَّهْطِ ثُمَّ قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: وَاللَّهِ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي قِيلَ لَهُ مَا قِيلَ، لَيَقُولُ سُبْحَانَ اللَّهِ فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا كَشَفْتُ مِنْ كَنَفِ أُنْتَى قَطُّ، قَالَتْ: ثُمَّ قُتِلَ بَعْدَ ذَلِكَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. [راجع: ۲۵۹۳]

۴۱۴۲ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَمَلَى عَلَيَّ هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ مِنْ حِفْظِهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: قَالَ لِي الْوَلِيدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ أَبْلَغَكَ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ فِيمَنْ قَذَفَ عَائِشَةَ، قُلْتُ: لَا وَلَكِنْ قَدْ أَخْبَرَنِي رَجُلَانِ مِنْ قَوْمِكَ أَبُو سَلَمَةَ

ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث نے مجھے خبر دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ ان کے معاملے میں خاموش تھے۔ پھر لوگوں نے ہشام بن یوسف (یا زہری) سے دوبارہ پوچھا۔ انہوں نے یہی کہا مسلمان اس میں شک نہ کیا مسلمان اس کا لفظ نہیں کہا اور علیہ کا لفظ زیادہ کیا (یعنی زہری نے ولید کو اور کچھ جواب نہیں دیا اور پرانے نسخہ میں مسلمان کا لفظ تھا۔)

(۴۱۴۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبدالرحمن نے، ان سے ابو داؤد ثقیف بن سلمہ نے بیان کیا، ان سے مسروق بن اجدع نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ام رومان رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں کہ ایک انصاری خاتون آئیں اور کہنے لگیں کہ اللہ فلاں فلاں کو تباہ کرے۔ ام رومان نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرا لڑکا بھی ان لوگوں کے ساتھ شریک ہو گیا ہے، جنہوں نے اس طرح کی بات کی ہے۔ ام رومان رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ آخر بات کیا ہے؟ اس پر انہوں نے تہمت لگانے والوں کی باتیں نقل کر دیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ نے بھی یہ باتیں سنی ہیں؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہاں۔ انہوں نے پوچھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، انہوں نے بھی۔ یہ سنتے ہی وہ غش کھا کر گر پڑیں اور جب ہوش آیا تو جاڑے کے ساتھ بخار چڑھا ہوا تھا۔ میں نے ان پر ان کے کپڑے ڈال دیئے اور اچھی طرح ڈھک دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ انہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! جاڑے کے ساتھ بخار چڑھ گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، غالباً اس نے اس طوفان کی بات سن پائی ہے۔ ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جی ہاں۔ پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیٹھ کر کہا کہ خدا کی قسم! اگر میں قسم کھاؤں کہ میں بے گناہ ہوں تو آپ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے اور اگر کچھ کہوں تب بھی میرا عذر نہیں سنیں گے۔ میری اور

بُنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَأَبُو بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَهُمَا : كَانَ عَلِيٌّ مُسْلِمًا فِي شَأْنِهَا فَرَأَوْهُ فَلَمْ يَرْجِعْ، وَقَالَ مُسْلِمًا : بَلَا شَكَّ لِي بِهِ وَعَلَيْهِ كَانَ لِي أَصْلُ الْعَبَقِ كَذَلِكَ.

۴۱۴۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ أَبِي وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَسْرُوقُ بْنُ الْأُجْدَعِ قَالَ : حَدَّثَنِي أُمُّ رُومَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : بَيْنَا أَنَا قَاعِدَةٌ أَنَا وَعَائِشَةُ إِذْ وَلَجَتْ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَتْ: فَعَلَ اللَّهُ بِفُلَانٍ وَفَعَلَ بِفُلَانٍ فَقَالَتْ: أُمُّ رُومَانَ وَمَا ذَاكَ؟ قَالَتْ : إِنِّي فِيمَنْ حَدَّثَ الْحَدِيثَ؟ قَالَتْ : وَمَا ذَاكَ؟ قَالَتْ : كَذَا وَكَذَا، قَالَتْ عَائِشَةُ : سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ : نَعَمْ، قَالَتْ: وَأَبُو بَكْرٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَخَرَّتْ مَغْشِيًا عَلَيْهَا فَمَا أَفَاقَتْ إِلَّا وَعَلَيْهَا حُمَى بِنَافِضٍ فَطَرَحْتُ عَلَيْهَا ثِيَابَهَا فَعَطِئْتُهَا فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((مَا شَأْنُ هَذِهِ؟)) قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخَذَتْهَا الْحُمَى بِنَافِضٍ، قَالَ : ((فَلَعَلَّ فِي حَدِيثٍ تَحَدَّثُ)) قَالَتْ : نَعَمْ، فَقَعَدَتْ عَائِشَةُ فَقَالَتْ : وَاللَّهِ لَئِنْ حَلَفْتُ لَا تُصَدِّقُونِي وَلَئِنْ قُلْتُ لَا تُعَذِّبُونِي مِثْلِي وَمِثْلَكُمْ كَيْعَقُوبَ وَنَبِيَّهِ ﷺ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ

آپ لوگوں کی یعقوب رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹوں جیسی کماوت ہے کہ انہوں نے کہا تھا ”واللہ المستعان علی ماتصفون“ یعنی اللہ ان باتوں پر جو تم بناتے ہو، مدد کرنے والا ہے۔ ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ تقریر سن کر لوٹ گئے، کچھ جواب نہیں دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود ان کی تلافی نازل کی۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگی بس میں اللہ ہی کا شکر ادا کرتی ہوں نہ تمہارا نہ کسی اور کا۔

(۴۱۴۴) مجھ سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے نافع بن عمر نے، ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا (سورہ نور کی آیت میں) قرأت ﴿تَلْقَوْنَهُ بِالسَّتِيكَمِ﴾ کرتی تھیں اور (اس کی تفسیر میں) فرماتی تھیں کہ ”الولقی“ جھوٹ کے معنی میں ہے۔ ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان آیتوں کو اوروں سے زیادہ جانتی تھیں کیونکہ وہ خاص ان ہی کے باب میں اتری تھیں۔

(۴۱۴۵) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو برا کہنے لگا تو انہوں نے کہا کہ انہیں برا نہ کہو، کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کفار کو جواب دیتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین قریش کی جھوٹ کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ پھر میرے نسب کا کیا ہو گا؟ حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کو ان سے اس طرح الگ کر لوں گا جیسے بال گندھے ہوئے آٹے سے کھینچ لیا جاتا ہے۔ اور محمد بن عقبہ (امام بخاری کے شیخ) نے بیان کیا، ہم سے عثمان بن فرقہ نے بیان کیا، کہا میں نے ہشام سے سنا، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا کیونکہ انہوں نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تمہت لگانے میں بہت حصہ لیا تھا۔

(۴۱۴۶) مجھ سے بشر بن خالد نے بیان کیا، ہم کو محمد بن جعفر نے خبر

عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾ قَالَتْ : وَأَنْصَرَفَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَذْرَهَا قَالَتْ : بِحَمْدِ اللَّهِ لَا بِحَمْدِ أَحَدٍ وَلَا بِحَمْدِكَ. [راجع : ۳۳۸۸]

۴۱۴۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقْرَأُ ﴿إِذْ تَلْقَوْنَهُ بِالسَّتِيكَمِ﴾ وَتَقُولُ الْوَلَقِيُّ الْكَذِبُ. قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ وَكَانَتْ أَعْلَمَ مِنْ غَيْرِهَا بِذَلِكَ لِأَنَّهُ نَزَلَ فِيهَا. [طرفہ فی : ۴۷۵۲].

۴۱۴۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَتْ : ذَهَبْتُ أَسْبُ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ : لَا تَسِبَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ يَنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَقَالَتْ عَائِشَةُ : اسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ قَالَ : قَالَ كَيْفَ بِنَسَبِي؟ لِأَسْأَلَنَّ مِنْهُمْ كَمَا تَسْأَلُ الشَّعْرَةَ مِنَ الْعَجِينِ. وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ فَرْقَدٍ سَمِعْتُ هِشَامًا عَنْ أَبِيهِ قَالَ : سَبَّيْتُ حَسَّانَ وَكَانَ مِنْ كَثَرِ عَلَيْهَا.

[راجع : ۳۵۳۱]

۴۱۴۶- حَدَّثَنِي بَشَرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا

دی، انہیں شعبہ نے، انہیں سلیمان نے، انہیں ابو الضحیٰ نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے یہاں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ موجود تھے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو اپنے اشعار سنارہے تھے۔ ایک شعر تھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ وہ سنجیدہ اور پاک دامن ہیں جس پر کبھی تہمت نہیں لگائی گئی، وہ ہر صبح بھوکی ہو کر نادان بہنوں کا گوشت نہیں کھاتی۔ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا لیکن تم تو ایسے نہیں ثابت ہوئے۔ مسروق نے بیان کیا کہ پھر میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا، آپ انہیں اپنے یہاں آنے کی اجازت کیوں دیتی ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرما چکا ہے کہ ”اور ان میں وہ شخص جو تہمت لگانے میں سب سے زیادہ ذمہ دار ہے اس کے لیے بڑا عذاب ہو گا“ اس پر ام المؤمنین نے فرمایا کہ تائینا ہو جانے سے سخت اور کیا عذاب ہو گا (حسان رضی اللہ عنہ کی بصارت آخر عمر میں چلی گئی تھی) عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ حسان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی حمایت کیا کرتے تھے۔

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الصُّحَيْ عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ : دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَعِنْدَهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يُنْشِدُهَا شِعْرًا يُشَبِّهُ بِأَيَّاتِ لَهُ وَقَالَ :

حَصَّانَ رَزَّانَ مَا تَزُنُّ بِرَبِيَّةٍ وَتُصْبِحُ غَرْنَى مِنْ لُحُومِ الْفَوَالِجِ فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ : لَكِنَّكَ لَسْتَ كَذَلِكَ قَالَ مَسْرُوقٌ : فَقُلْتُ لَهَا : لِمَ تَأْذَنِي لَهُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْكَ؟ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ ﴿وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ فَقَالَتْ : وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ النِّعَمِ؟ قَالَتْ لَهُ : إِنَّهُ كَانَ يُنَالِحُ أَوْ يُهَاجِمُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

[طرفہ فی: ۴۷۵۵، ۴۷۵۶].

تشریح یہ آیت عبد اللہ بن ابی کے بارے میں نازل ہوئی تھی جیسا کہ معلوم ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حسان رضی اللہ عنہ کی شان میں کسی برے کلمہ کو گوارا نہیں کرتی تھیں۔ حسان رضی اللہ عنہ سے تہمت میں تہمت کی غلطی ضرور ہوئی تھی لیکن جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اس میں غلطی سے شرکت کی تھی، وہ سب تائب ہو گئے تھے اور ان کی توبہ قبول ہو گئی تھی۔ اور بہر حال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دل غلطی سے شریک ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے صاف ہو گیا تھا لیکن جب اس طرح کا ذکر آجاتا تو دل کا رنجیدہ ہو جانا ایک قدرتی بات تھی۔ یہاں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دو ایک جیسے ہوئے جملے غالباً اسی اثر میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے متعلق کہہ دیئے ہیں۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں وفی ترجمة الزهري عن حلية ابی نعيم من طريق بن عيينة عن الزهري كنت عند الوليد بن عبد الملك فتلا هذه الآية والذي تولى كبره منهم له عذاب عظيم فقال نزلت في علي بن ابي طالب قال الزهري اصلح الله الامير ليس الامر كذلك اخبرني عروة عن عائشة قال وكيف اخبرك قلت اخبرني عروة عن عائشة انها نزلت في عبد الله بن ابي ابن سلول ----- وكان بعض من لا خير فيه من الناصبة تقرب الى بني امية بهذه الكذبة فحرفوا قول عائشة الى غير وجهه لعنهمم بالحرافهم عن علي فظنوا صحتها حتى بين الزهري للوليد ان الحق خلاف ذلك فجراه الله تعالى خيرا وقد جاء عن الزهري ان هشام بن عبد الملك كان يعتقد ذلك ايضا فاخرج يعقوب بن شيبه في مسنده عن الحسن بن علي الحلواني عن الشافعي قال حدثنا عمي قال دخل سليمان بن يسار على هشام بن عبد الملك فقال له يا سليمان الذي تولى كبره من هو قال عبد الله بن ابي قال كذبت بل هو علي قال امير المؤمنين اعلم بما يقول فدخل الزهري فقال يا ابن شهاب من الذي تولى كبره قال ابن ابي قال كذبت هو علي فقال انا كذب لا ابالك والله لو نادى مناد من السماء ان الله احل الكذب ما كذبت قال الكرمانى واعلم ان براءة عائشة قطعية بنص القرآن ولو شك فيها احد صار كافرا انتهى وزاد في خير الجنارى وهو مذهب

الشعبة الامامية مع بعضهم بها انتهى (فتح الباری)

(خلاصہ یہ ہے کہ آیت والذی نولٰی کبرہ سے مراد عبداللہ بن ابی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ مراد نہیں ہیں)

۳۶- باب غزوة الحديبية

حدیبیہ مکہ کے قریب ایک کنواں تھا۔ آنحضرت ﷺ ۶ھ میں ماہ ذی الحجہ میں وہاں جا کر اترے تھے، وہیں ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیعت الرضوان ہوئی تھی۔ یہ واقعہ صلح حدیبیہ سے مشہور ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا (سورۃ فتح میں) ارشاد کہ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :

”بے شک اللہ تعالیٰ مومنین سے راضی ہو گیا جب انہوں نے آپ سے درخت کے نیچے بیعت کی“

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ﴿۱﴾ الآية.

(۴۱۴۸) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے صالح بن کیسان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے اور ان سے زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حدیبیہ کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو ایک دن رات میں بارش ہوئی۔ حضور ﷺ نے صبح کی نماز پڑھانے کے بعد ہم سے خطاب کیا اور دریافت فرمایا، معلوم ہے تمہارے رب نے کیا کہا؟ ہم نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، صبح ہوئی تو میرے کچھ بندوں نے اس حالت میں صبح کی کہ ان کا ایمان مجھ پر تھا اور کچھ نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ میرا انکار کئے ہوئے تھے، تو جس نے کہا کہ ہم پر یہ بارش اللہ کے رزق، اللہ کی رحمت اور اللہ کے فضل سے ہوئی ہے تو وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ یہ بارش فلاں ستارے کی تاثیر سے ہوئی ہے تو وہ ستاروں پر ایمان لانے والا اور میرے ساتھ کفر کرنے والا ہے۔

۴۱۴۷- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ : حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَامَ الْحَدِيبَةِ فَأَصَابَنَا مَطَرٌ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَصَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصُّبْحَ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ: ((أَنْذَرُونِي مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟)) قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَقَالَ: ((قَالَ اللَّهُ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِي، فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطَرْنَا بِرَحْمَةِ اللَّهِ وَبِرِزْقِ اللَّهِ وَبِفَضْلِ اللَّهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطَرْنَا بِنَجْمٍ كَذَا فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ كَافِرٌ بِي)) . [راجع: ۸۴۶]

(۴۱۴۸) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے اور سوا اس عمرے کے جو آپ نے حج کے ساتھ کیا، تمام عمرے ذی قعدہ کے مہینے میں کئے۔ حدیبیہ کا عمرہ بھی آپ ذی قعدہ کے مہینے میں کرنے تشریف لے گئے

۴۱۴۸- حَدَّثَنَا هُدَيْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَامٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ قَالَ: اغْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرْبَعَ عُمْرٍ كُلُّهُنَّ فِي ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا الْبَاقِيَ كَانَتْ مَعَ حَجَّتِهِ، عُمْرَةً مِنَ الْحَدِيبَةِ فِي ذِي

پھر دوسرے سال (اس کی قضا میں) آپ نے ذی قعدہ میں عمرہ کیا اور ایک عمرہ جمرانہ سے آپ نے کیا تھا، جہاں غزوہ حنین کی غنیمت آپ نے تقسیم کی تھی۔ یہ بھی ذی قعدہ میں کیا تھا اور ایک عمرہ حج کے ساتھ کیا (جو ذی الحجہ میں کیا تھا)

(۴۱۳۹) ہم سے سعید بن ربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مبارک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے عبد اللہ بن ابی قتادہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلح حدیبیہ کے سال روانہ ہوئے، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے احرام باندھ لیا تھا لیکن میں نے ابھی احرام نہیں باندھا تھا۔

(۴۱۵۰) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابواسحاق نے کہ ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا، تم لوگ (سورۃ انفثما میں) فتح سے مراد مکہ کی فتح کہتے ہو۔ فتح مکہ تو بہر حال فتح تھی ہی لیکن ہم غزوہ حدیبیہ کی بیعت رضوان کو حقیقی فتح سمجھتے ہیں۔ اس دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے۔ حدیبیہ نامی ایک کنواں وہاں پر تھا، ہم نے اس میں سے اتنا پانی کھینچا کہ اس کے اندر ایک قطرہ بھی پانی کے نام پر پانی نہ رہا۔ حضور ﷺ کو جب یہ خبر ہوئی (کہ پانی ختم ہو گیا ہے) تو آپ کنویں پر تشریف لائے اور اس کے کنارے پر بیٹھ کر کسی ایک برتن میں پانی طلب فرمایا۔ اس سے آپ نے وضو کیا اور مضمضہ (کلی) کی اور دعا فرمائی۔ پھر سارا پانی اس کنویں میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر کے لیے ہم نے کنویں کو یوں ہی رہنے دیا اور اس کے بعد جتنا ہم نے چاہا اس میں سے پانی پیا اور اپنی سواریوں کو پلایا۔

(۴۱۵۱) مجھ سے فضل بن یعقوب نے بیان کیا، کہا ہم سے حسن بن اعین ابو علی حرانی نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسحاق یسعی نے بیان کیا کہ ہمیں براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ لوگ غزوہ حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک ہزار چار سو کی تعداد میں تھے یا اس سے بھی زیادہ۔ ایک

الْفَقْدَةِ وَغُمْرَةً مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ لِي ذِي الْقَعْدَةِ، وَغُمْرَةً مِنَ الْجِفْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حَنْينٍ لِي ذِي الْقَعْدَةِ، وَغُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ. [راجع: ۱۷۷۹]

۴۱۴۹ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ رَبِيعٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، قَالَ: انْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَامَ الْخُدَيْبِيَّةِ فَأَخْرَجَ أَصْحَابَهُ وَلَمْ أَخْرَجْ. [راجع: ۱۸۲۱]

۴۱۵۰ - حَدَّثَنَا عُثَيْبُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: تَعْلَمُونَ أَنْتُمْ الْفَتْحَ فَتَحَ مَكَّةَ وَقَدْ كَانَ فَتَحَ مَكَّةَ فَتَحًا وَنَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ يَوْمَ الْخُدَيْبِيَّةِ، كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَالْخُدَيْبِيَّةَ بَنَرُ فَتَرَكْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيهَا فِطْرَةً قَبْلَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَانَا فَجَلَسَ يَمْلَى شَفِيرَهَا ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّ فِيهَا فَتَرَكْنَاهَا غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ إِنَّهَا أَصْدَرَتْ مَا شِئْنَا نَحْنُ وَرِكَابُنَا.

[راجع: ۳۵۷۷]

۴۱۵۱ - حَدَّثَنِي فَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ أَعِينٍ أَبُو عَلِيٍّ الْحَرَانِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: أَتَيْنَا الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

کنویں پر پڑاؤ ہوا لشکر نے اس کا (سارا) پانی کھینچ لیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ کنویں کے پاس تشریف لائے اور اس کی منڈیر پر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا کہ ایک ڈول میں اسی کنویں کا پانی لاؤ۔ پانی لایا گیا تو آپ نے اس میں کلی کی اور دعا فرمائی۔ پھر فرمایا کہ کنویں کو یوں ہی تھوڑی دیر کے لیے رہنے دو۔ اس کے بعد سارا لشکر خود بھی سیراب ہوتا رہا اور اپنی سواروں کو بھی خوب پلاتا رہا۔ یہاں تک کہ وہاں سے انہوں نے کوچ کیا۔

(۴۱۵۲) ہم سے یوسف بن عیسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے، کہا ہم سے حصین بن عبد الرحمن نے، ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ حدیبیہ کے موقع پر سارا ہی لشکر پیاسا ہو چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک چھاگل تھا، اس کے پانی سے آپ نے وضو کیا۔ پھر صحابہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے؟ صحابہ بولے کہ یا رسول اللہ! ہمارے پاس اب پانی نہیں رہا، نہ وضو کرنے کے لیے اور نہ پینے کے لیے۔ سو اس پانی کے جو آپ کے برتن میں موجود ہے۔ بیان کیا کہ پھر حضور اکرم ﷺ نے اپنا ہاتھ اس برتن پر رکھا اور پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے کی طرح پھوٹ پھوٹ کر اگلنے لگا۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر ہم نے پانی پیا بھی اور وضو بھی کیا۔ (سالم کہتے ہیں کہ) میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے بتلایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو بھی وہ پانی کافی ہو جاتا۔ ویسے اس وقت ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔

(۴۱۵۳) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریج نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی عروبہ نے، ان سے قتادہ نے کہ میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا، مجھے معلوم ہوا ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ (حدیبیہ کی صلح کے موقع پر) صحابہ کی تعداد چودہ سو تھی۔ اس پر حضرت سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ مجھ سے جابر رضی اللہ عنہ

يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ الْفَا وَارْتَبَعَمَانَةَ اَوْ اَكْتَرَفَنَزَلُوا عَلٰى بَنِي لَنَزَحُوْهَا فَاَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ فَاَتَى الْبَنِيَّ وَقَعَدَ عَلٰى شَفِيرِهَا ثُمَّ قَالَ : ((التَّوَلَّيْ بِدَلْوٍ مِنْ مَّاءِهَا)) فَاَتَيْنِيْ بِهِ قَبْصَقٌ فَدَعَا ثُمَّ قَالَ : ((دَعُوْهَا مَسَاعَةً)) فَاَزْوَوْا اَنْفُسَهُمْ وَرَكَابَهُمْ حَتّٰى اَرْتَحَلُوْا۔ [راجع: ۳۵۷۷]

۴۱۵۲- حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسَى حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيْلٍ، حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ : عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَدَبَّرُ رَكْوَةً فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ اَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : ((مَا لَكُمْ؟)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ تَوَضَّأَ بِهِ وَلَا نَشْرَبُ اِلَّا مَا فِي رَكْوَتِكَ قَالَ فَوَضَّعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ فِي الرِّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يُفُوُّ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهِ كَمَا تَمَالِ الْعَيْنُ قَالَ: فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا فَقُلْتُ لِجَابِرٍ: كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ : لَوْ كُنَّا مِائَةَ الْفِ كَلَفْنَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً۔

[راجع: ۳۵۷۶]

۴۱۵۳- حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْجٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: بَلَغَنِيْ اَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ كَانَ يَقُوْلُ: كَانُوْا اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً فَقَالَ لِيْ سَعِيْدٌ: حَدَّثَنِيْ جَابِرٌ

نے یہ کہا تھا کہ اس موقع پر پندرہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے حدیبیہ میں بیعت کی تھی۔ ابوداؤد طرابلسی نے بیان کیا، ہم سے قرہ بن خالد نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور محمد بن بشار نے بھی ابوداؤد طرابلسی کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے۔

(۴۱۵۴) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حدیبیہ کے موقع پر فرمایا تھا کہ تم لوگ تمام زمین والوں میں سب سے بہتر ہو۔ ہماری تعداد اس موقع پر چودہ سو تھی۔ اگر آج میری آنکھوں میں پینٹائی ہوتی تو میں اس درخت کا مقام بتاتا۔ اس روایت کی متابعت اعمش نے کی۔ ان سے سالم نے سنا اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ چودہ سو صحابہ غزوہ حدیبیہ میں تھے۔

(۴۱۵۵) اور عبید اللہ بن معاذ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ درخت والوں (بیعت رضوان کرنے والوں) کی تعداد تیرہ سو تھی۔ قبیلہ اسلم مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھے۔

اس روایت کی متابعت محمد بن بشار نے کی، ان سے ابوداؤد طرابلسی نے بیان کیا اور ان سے شعبہ نے۔

(۴۱۵۶) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی، انیس اسامعیل بن ابی خالد نے، انیس قیس بن ابی حازم نے اور انہوں نے مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ اصحاب شجرہ (غزوہ حدیبیہ میں شریک ہونے والوں) میں سے تھے، وہ بیان کرتے تھے کہ پہلے صالحین قبض کئے جائیں گے۔ جو زیادہ صلح ہو گا اس کی روح سب سے پہلے اور جو اس کے بعد کے درجے کا ہو گا اس کی اس کے بعد پھر رومی اور بے کار کھجور اور جو کی طرح بے کار لوگ باقی رہ

كَانُوا حَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً الَّذِينَ بَايَعُوا النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ. تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. [راجع: ۳۵۷۶]

۴۱۵۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصَةَ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ بْنُ عَمْرٍو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ: ((أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ)) وَكُنَّا أَلْفًا وَارْبَعِمِائَةً وَلَوْ كُنْتُ أَنْبِئُ الْيَوْمَ لَأَرَيْتُكُمْ مَكَانَ الشَّجَرَةِ. تَابَعَهُ الْأَعْمَشُ سَمِعَ سَالِمًا سَمِعَ جَابِرًا أَلْفًا وَارْبَعِمِائَةً. [راجع: ۳۵۷۶]

۴۱۵۵ - وَقَالَ غُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ أَصْحَابُ الشَّجَرَةِ أَلْفًا وَثَلَاثِمِائَةً وَكَانَتْ أَسْلَمُ ثَمَنُ الْمُهَاجِرِينَ. تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ.

۴۱۵۶ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مِرْدَاسَ الْأَسْلَمِيِّ يَقُولُ: وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ يُقْبَضُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَلِلْأَوَّلِ وَتَبَقِيَ حَفَالَةُ كَحَفَالَةِ التَّمْرِ وَالشَّعِيرِ لَا يَبْقَى اللَّهُ بِهِمْ شَيْئًا. [طرفة في: ۶۴۳۴]

جائیں گے جن کی اللہ کے نزدیک کوئی قدر نہیں ہوگی۔
 (۳۱۵۷-۳۱۵۸) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عروہ نے، ان سے خلیفہ مروان اور مسور بن مخرمہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ صلح حدیبیہ کے موقع پر تقریباً ایک ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ جب آپ ذوالخلفہ پہنچے تو آپ نے قربانی کے جانور کو ہار پہنایا اور ان پر نشان لگایا اور عمرہ کا احرام باندھا۔ میں نہیں شمار کر سکتا کہ میں نے یہ حدیث سفیان بن یسار سے کتنی دفعہ سنی اور ایک مرتبہ یہ بھی سنا کہ وہ بیان کر رہے تھے کہ مجھے زہری سے نشان لگانے اور قلاہہ پہنانے کے متعلق یاد نہیں رہا۔ اس لیے میں نہیں جانتا، اس سے ان کی مراد صرف نشان لگانے اور قلاہہ پہننے سے تھی یا پوری حدیث سے تھی۔

۴۱۵۷، ۴۱۵۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ غُرُوقَةَ عَنْ مَرْوَانَ وَالْمُسَوِّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَا: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْخُدَيْبِيَّةِ فِي بَضْعِ عَشْرَةِ مِائَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا كَانَ بِبَيْدِ الْخَلِيفَةِ قَلَدَ الْهَذْيِ وَأَشْعَرَةَ وَآخِرَمَ مِنْهَا لَا أَحْصِي كَمْ سَمِعْتُهُ مِنْ سُفْيَانَ، حَتَّى سَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَا أَخْفِظُ مِنَ الزُّهْرِيِّ الْإِسْعَارَ وَالْقَلِيدَ، فَلَا أَذْرِي يَغْنِي مَوْضِعَ الْإِسْعَارِ وَالْقَلِيدِ أَوْ الْحَدِيثِ كُلَّهُ.

[راجع: ۱۶۹۴، ۱۶۹۵]

اس حدیث میں صلح حدیبیہ کا ذکر ہے حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

(۳۱۵۹) ہم سے حسن بن خلف نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے اسحاق بن یوسف نے بیان کیا، ان سے ابو بشر و قاء بن عمر نے، ان سے ابن ابی نجیح نے، ان سے مجاہد نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے بیان کیا اور ان سے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے انہیں دیکھا کہ جوئیں ان کے چہرے پر گر رہی ہیں تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے؟ وہ بولے کہ جی ہاں۔ اس پر حضور ﷺ نے انہیں سرمندوانے کا حکم دیا۔ آپ اس وقت حدیبیہ میں تھے (عمرہ کے لیے احرام باندھے ہوئے) اور ان کو یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ وہ عمرہ سے روکے جائیں گے۔ حدیبیہ ہی میں ان کو احرام کھول دینا پڑے گا۔ بلکہ ان کی تو یہ آرزو تھی کہ مکہ میں کسی طرح داخل ہوا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فدیہ کا حکم نازل فرمایا (یعنی احرام کی حالت میں) سرمندوانے وغیرہ پر، اس وقت حضور ﷺ نے کعب کو حکم دیا کہ ایک فرقہ انج چھ مسکینوں کو کھلا دیں یا ایک بکری قربانی کریں یا تین دن روزے رکھیں۔

۴۱۵۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ خَلْفٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَوْسَفَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ وَرَقَاءَ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَاهُ وَقَمَلُهُ يَسْقُطُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ: ((أَيُّ ذِيكَ هَؤُلَاءِ؟)) قَالَ: نَعَمْ. فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَخْلُقَ وَهُوَ بِالْخُدَيْبِيَّةِ وَلَمْ يَمْنَنْ لَهُمْ أَنَّهُمْ يَجْلُونَ بِهَا وَهُمْ عَلَى طَمَعٍ أَنْ يَدْخُلُوا مَكَّةَ فَكَرَزَ اللَّهُ الْفِدْيَةَ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُطْعِمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ أَوْ يُهْدِيَ شَاةً أَوْ يَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.

[راجع: ۱۸۱۴]

(۴۱۶۰-۴۱۶۱) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک نوجوان عورت نے ملاقات کی اور عرض کی کہ یا امیر المؤمنین! میرے شوہر کی وفات ہو گئی ہے اور چند چھوٹی چھوٹی بچیاں چھوڑ گئے ہیں۔ خدا کی قسم کہ اب نہ ان کے پاس بکری کے پائے ہیں کہ ان کو پکالیں، نہ کھیتی ہے، نہ دودھ کے جانور ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ فقرو وفات سے ہلاک نہ ہو جائیں۔ میں خفاف بن ایماء غفاری رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہوں۔ میرے والد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حدیبیہ میں شریک تھے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس تھوڑی دیر کے لیے کھڑے ہو گئے، آگے نہیں بڑھے۔ پھر فرمایا، 'مرحبا، تمہارا خاندانی تعلق تو بہت قریبی ہے۔ پھر آپ ایک بہت قوی اونٹ کی طرف مڑے جو گھر میں بندھا ہوا تھا اور اس پر دو بورے غلے سے بھرے ہوئے رکھ دیئے۔ ان دونوں بوروں کے درمیان روپیہ اور دوسری ضرورت کی چیزیں اور کپڑے رکھ دیئے اور اس کی ٹیکل ان کے ہاتھ میں تھا کر فرمایا کہ اسے لے جا، یہ ختم نہ ہو گا اس سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ تمہیں پھر اس سے بہتر دے گا۔ ایک صاحب نے اس پر کہا، یا امیر المؤمنین! آپ نے اسے بہت دے دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، تیری ماں تجھے روئے، خدا کی قسم! اس عورت کے والد اور اس کے بھائی جیسے اب بھی میری نظروں کے سامنے ہیں کہ ایک مدت تک ایک قلعہ کے محاصرے میں وہ شریک رہے، آخر اسے فتح کر لیا۔ پھر ہم صبح کو ان دونوں کا حصہ مال غنیمت سے وصول کر رہے تھے۔

(۴۱۶۲) مجھ سے محمد بن رافع نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عمرو شہاب بن سوار فرزاری نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ان کے والد (مسیب نے حزن رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ میں نے وہ درخت دیکھا تھا لیکن پھر بعد میں جب آیاتہ میں اسے نہیں پہچان سکا۔ محمود نے بیان کیا کہ پھر بعد میں وہ

۴۱۶۰، ۴۱۶۱- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى السُّوقِ فَلَجِئْتُ عُمَرَ امْرَأَةً شَابَّةً فَقَالَتْ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَلْكَ زَوْجِي وَتَرَكَ صَبِيَّةً صَغِيرًا وَاللَّهِ مَا يَنْصِبُحُونَ كُرَاعًا، وَلَا لَهُمْ زَرْعٌ وَلَا ضَرْعٌ، وَخَشِيتُ أَنْ تَأْكُلَهُمُ الصَّبِغُ، وَأَنَا بِنْتُ خَفَّافِ بْنِ إِيمَاءِ الْغَفَارِيِّ وَقَدْ شَهِدَ أَبِي الْحُدَيْبِيَّةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ مَعَهَا عُمَرُ وَلَمْ يَمْنُصْ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِنَسَبٍ قَرِيبٍ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَعِيرٍ ظَهِيرٍ كَانَ مَرْبُوطًا فِي الدَّارِ فَحَمَلَ عَلَيْهِ غَرَارَتَيْنِ مَلَأَهُمَا طَعَامًا وَحَمَلَ بَيْنَهُمَا نَفَقَةً وَثِيَابًا، ثُمَّ نَاولَهَا بِخِطَامِهِ. ثُمَّ قَالَ: اقْتَادِيهِ فَلَنْ يَفْنَى حَتَّى يَأْتِيَكُمُ اللَّهُ بِخَيْرٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَكْثَرْتَ لَهَا، قَالَ عُمَرُ: نَكَلْتُكَ أُمُّكَ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَى أَبَا هَذِهِ وَأَخَاهَا قَدْ خَاصَرَا حِصْنًا زَمَانًا فَافْتَتَحَاهُ ثُمَّ أَصْبَحْنَا نَسْتَفِيءُ سَهْمَانَهُمَا فِيهِ.

۴۱۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شُهَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ أَبُو عَمْرِو الْفَرَارِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ الشَّحْرَةَ ثُمَّ أَتَيْتُهَا بَعْدَ فَلَمْ أَغْرِفْهَا قَالَ مَحْمُودٌ: ثُمَّ

درخت مجھے یاد نہیں رہا تھا۔

أَنَسَهَا بَعْدُ.

الطبرانی: ۴۱۶۳، ۴۱۶۴، ۴۱۶۵۔

۴۱۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: انْطَلَقْتُ حَاجًّا فَمَرَزْتُ بِقَوْمٍ يُصَلُّونَ، قُلْتُ: مَا هَذَا الْمَسْجِدُ؟ قَالُوا: هَذِهِ الشَّجَرَةُ حَيْثُ بَايَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ، فَأَتَيْتُ سَعِيدَ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ سَعِيدٌ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ كَانَ فِيمَنْ بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، قَالَ: فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ نَسِينَاهَا فَلَمْ نَقْدِرْ عَلَيْهَا فَقَالَ سَعِيدٌ: إِنَّ اصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَمْ يَعْلَمُوهَا وَعَلِمْتُمُوهَا أَنْتُمْ فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ.

[راجع: ۴۱۶۲]

۴۱۶۴- حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا طَارِقٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَرَجَعْنَا إِلَيْهَا الْعَامَ الْمُقْبِلَ فَعَمِيتْ عَلَيْنَا.

[راجع: ۴۱۶۲]

بہر حال بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس درخت کو کٹوا دیا تاکہ وہ پرستش گاہ نہ بن جائے۔

(۳۲۹۵) ہم سے قیس بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے طارق بن عبد الرحمن نے بیان کیا کہ سعید بن مسیب کی مجلس میں الشجرة کا ذکر ہوا تو وہ ہنسے اور کہا کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ وہ بھی اس درخت کے تلے بیعت میں شریک تھے۔

(۳۲۹۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے

۴۱۶۵- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَارِقٍ قَالَ: ذُكِرَتْ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ الشَّجَرَةُ فَضَحِكَ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي وَكَانَ شَهِدَهَا. [راجع: ۴۱۶۲]

۴۱۶۶- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ،

بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، انہوں نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جب کوئی صدقہ لے کر حاضر ہوتا تو آپ دعا کرتے کہ اے اللہ! اس پر اپنی رحمت نازل فرما۔ چنانچہ میرے والد بھی اپنا صدقہ لے کر حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! آل ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہم پر اپنی رحمت نازل فرما۔

(۴۱۶۷) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، ان سے ان کے بھائی عبد الحمید نے، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے عمرو بن یحییٰ نے اور ان سے عباد بن تمیم نے بیان کیا کہ ”حرہ“ کی لڑائی میں لوگ عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر (یزید کے خلاف) بیعت کر رہے تھے۔ عبد اللہ بن زید نے پوچھا کہ ابن حنظلہ سے کس بات پر بیعت کی جا رہی ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ موت پر۔ ابن زید نے کہا کہ رسول کریم ﷺ کے بعد اب میں کسی سے بھی موت پر بیعت نہیں کروں گا۔ وہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ غزوہ حدیبیہ میں شریک تھے۔

جہاں آنحضرت ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے موت پر بیعت لی تھی۔

(۴۱۶۸) ہم سے یحییٰ بن یعلیٰ محاربی نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ایاس بن سلمہ بن اکوع نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، وہ اصحاب شجرہ میں سے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس ہوئے تو دیواروں کا سایہ ابھی اتنا نہیں ہوا تھا کہ ہم اس میں آرام کر سکیں۔

(۴۱۶۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہ ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا کہ میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس چیز پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے بتلایا کہ موت پر۔

(۴۱۷۰) مجھ سے احمد بن اشکاب نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا آتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَةٍ قَالَ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ. فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى. [إِرَاجَع: ۱۴۹۷]

۴۱۶۷- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَخِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحَرَّةِ وَالنَّاسُ يُبَايِعُونَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْظَلَةَ فَقَالَ ابْنُ زَيْدٍ: عَلَى مَا يُبَايِعُ ابْنُ حَنْظَلَةَ النَّاسُ؟ قِيلَ لَهُ: عَلَى الْمَوْتِ، قَالُوا: لَا أَبَايِعُ عَلَى ذَلِكَ أَخَذًا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَ شَهِيدًا مَعَهُ الْحَدِيثِيَّةُ. [إِرَاجَع: ۲۹۵۹]

۴۱۶۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى الْمُحَارِبِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا إِيَّاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّيُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَتَصَرَّفُ وَلَيْسَ لِلْجَيْطَانِ ظِلٌّ نَسْتُظِلُّ فِيهِ.

۴۱۶۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي غَثِيْدٍ قَالَ: قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْحَدِيثِيَّةِ؟ قَالَ: عَلَى الْمَوْتِ. [إِرَاجَع: ۲۹۶۰]

۴۱۷۰- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ

نے بیان کیا، ان سے علاء بن مسیب نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، مبارک ہو! آپ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت نصیب ہوئی اور حضور ﷺ سے آپ نے شجرہ (درخت) کے نیچے بیعت کی۔ انہوں نے کہا بیٹے! تمہیں معلوم نہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کے بعد کیا کیا کام کئے ہیں۔

(۴۱۷۱) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے معاویہ نے بیان کیا، وہ سلام کے بیٹے ہیں، ان سے یحییٰ نے، ان سے ابو قلابہ نے اور انہیں ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔

(۴۱۷۲) مجھ سے احمد بن اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں قتادہ نے اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ (آیت) ”بے شک ہم نے تمہیں کھلی ہوئی فتح دی“ یہ فتح صلح حدیبیہ تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا حضور ﷺ کے لیے تو مرحلہ آسان ہے (کہ آپ کی تمام اگلی اور پچھلی لغزشیں معاف ہو چکی ہیں) لیکن ہمارا کیا ہو گا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”اس لیے کہ مومن مرد اور مومن عورتیں جنت میں داخل کی جائیں گی جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔“ شعبہ نے بیان کیا کہ پھر میں کوفہ آیا اور قتادہ سے پورا واقعہ بیان کیا، پھر میں دوبارہ قتادہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے سامنے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ”بے شک ہم نے تمہیں کھلی فتح دی ہے۔“ کی تفسیر تو انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لیکن اس کے بعد ”ہنینا مرینا“ (یعنی حضور ﷺ کے لیے تو ہر مرحلہ آسان ہے) یہ تفسیر عکرمہ سے منقول ہے۔

(۴۱۷۳) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عامر عمادی نے بیان کیا، کہا ہم سے اسراہیل بن یونس نے بیان کیا، ان سے مجزاة بن زاہر اسلمی نے اور ان سے ان کے والد زاہر ابن

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ : لَقِيتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقُلْتُ، طُوبَى لَكَ صَحِبْتَ النَّبِيَّ ﷺ وَبَايَعْتَهُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي إِنَّكَ لَا تَذَرِي مَا أَخَذْنَا بَعْدَهُ.

۴۱۷۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي قَلَابَةَ أَنَّ ثَابِتَ الصُّحَّالِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَايَعَ النَّبِيَّ ﷺ تَحْتَ الشَّجَرَةِ.

[راجع: ۱۳۶۳]

۴۱۷۲- حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾ قَالَ الْحُدَيْبِيَّةُ: قَالَ أَصْحَابُهُ: هَيْنَا مَرِينَا فَمَا لَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿لِيُذْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ﴾ قَالَ شُعْبَةُ: فَقَدِمْتُ الْكُوفَةَ فَحَدَّثْتُ بِهِذَا كُلَّهُ عَنْ قَتَادَةَ ثُمَّ رَجَعْتُ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ: أَمَا ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ﴾ فَعَنْ أَنَسٍ: وَأَمَّا هَيْنَا مَرِينَا فَعَنْ عِكْرِمَةَ.

[طرفہ فی: ۴۸۳۴]

۴۱۷۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو غَامِرٍ حَدَّثَنَا إِسْرَافِيلُ عَنْ مَجْزَأَةَ بْنِ زَاهِرٍ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ، وَكَانَ

اسود بنیہ نے بیان کیا، وہ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہانڈی میں میں گدھے کا گوشت اہل رہا تھا کہ ایک منادی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اعلان کیا کہ آنحضرت ﷺ تمہیں گدھے کے گوشت کے کھانے سے منع فرماتے ہیں۔

(۴۱۷۴) اور مجزاة نے اپنے ہی قبیلہ کے ایک صحابی کے متعلق جو بیعت رضوان میں شریک تھے اور جن کا نام ابہان بن اوس بنیہ تھا، نقل کیا کہ ان کے ایک گھٹنے میں تکلیف تھی، اس لیے جب وہ سجدہ کرتے تو اس گھٹنے کے نیچے کوئی نرم تکیہ رکھ لیتے تھے۔

حضرت زاہر بن اسود بنیہ بیعت رضوان والوں میں سے ہیں۔ کوفہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ اس لیے ان کو کوفیوں میں گنا گیا

مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ قَالَ: إِنِّي لَأَوْقَدُ تَحْتَ الْقِدْرِ بِلُحُومِ الْحُمْرِ إِذْ نَادَى مُنَادِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَاكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمْرِ.

۴۱۷۴- وَعَنْ مَجْزَاةٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اسْمُهُ أَهْبَانُ بْنُ أَوْسٍ، وَكَانَ اسْتَكْبَى رُكْبَتَهُ وَكَانَ إِذَا سَجَدَ جَعَلَ تَحْتَ رُكْبَتِهِ وَسَادَةً.

ہے۔ ان سے بخاری میں بھی ایک حدیث مروی ہے۔

۴۱۷۵- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ أَتَوْا بِسَوِيْقٍ فَلَاكُوهُ. تَابَعَهُ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ.

[راجع: ۲۰۹]

(۴۱۷۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عدی نے ان سے شعبہ نے، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے بشیر بن یسار نے اور ان سے سويد بن نعمان بنیہ نے بیان کیا، وہ بیعت رضوان میں شریک تھے کہ گویا اب بھی وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے ستولایا گیا، جسے ان حضرات نے پیا۔ اس روایت کی متابعت معاذ نے شعبہ سے کی ہے۔

(۴۱۷۶) ہم سے محمد بن حاتم بن بزیع نے بیان کیا، کہا ہم سے شاذان (اسود بن عامر) نے، ان سے شعبہ نے، ان سے ابوجہرہ نے بیان کیا کہ انہوں نے عائذ بن عمرو بنیہ سے پوچھا، وہ نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے اور بیعت رضوان میں شریک تھے کہ کیا وتر کی نماز (ایک رکعت اور پڑھ کر توڑی جاسکتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ اگر شروع رات میں تو نے وتر پڑھ لیا ہو تو آخر رات میں نہ پڑھو۔

۴۱۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنُ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا شَاذَانٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ هَلْ يُنْقَضُ الْوُتْرُ؟ قَالَ: إِذَا أُوتِرَتْ مِنْ أَوَّلِهِ فَلَا تُوتِرُ مِنْ آخِرِهِ.

حافظ صاحب فرماتے ہیں یعنی اذا وتر المرء ثم نام اراد ان يتطوع صلى يصلي رُكْعَةً لِيَصِيرَ الْوُتْرُ شَفْعًا ثُمَّ يَتَطَوَّعُ مَا شَاءَ ثُمَّ يُوْتِرُ مَحَافِظَةً عَلَى قَوْلِهِ اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وَتَرَاوِصْلَى تَطَوُّعًا مَا شَاءَ وَلَا يَنْقُضُ وَتَرَهُ وَيَكْتَفِي بِالَّذِي تَقْدُمُ فَاجَابَ بِاخْتِيَارِ

الصفة الثانية فقال اذا اوترت من اوله فلا توتر من آخره وهذه المسئلة فيها السلف فكان ابن عمر يرى نقض الوتر والصحيح عند الشافعية انه لا ينقض كما في حديث الباب وهو قول المالكية. (فتح) یعنی مطلب یہ کہ جب آدمی سونے سے پہلے وتر پڑھ لے اور پھر رات کو اٹھ کر نفل پڑھنا چاہے تو کیا وہ ایک اور رکعت پڑھ کر پہلے وتر کو شفع (جوڑا) بنا سکتا ہے پھر اس کے بعد جس قدر چاہے نفل پڑھے اور آخر

میں پھر وتر پڑھ لے۔ اس حدیث کی تعمیل کے لیے جس میں ارشاد ہے کہ رات کی آخری نماز وتر ہوئی چاہیے یا دوسری صورت یہ کہ وتر کو شفع بنا کر نہ توڑے بلکہ جس قدر چاہے رات کو اٹھ کر نفل نماز پڑھ لے اور وتر کے لیے پہلے ہی پڑھی ہوئی رکعت کو کافی سمجھے پس دوسری صورت کے اختیار کرنے کا جواب دیا ہے اور کہا کہ جب تم پہلے وتر پڑھ چکے تو اب دوبارہ ضرورت نہیں ہے۔ اس مسئلہ میں سلف کا اختلاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وتر کو دوبارہ توڑ کر پڑھنے کے قائل تھے اور شافعیہ کا قول صحیح یہی ہے کہ اسے نہ توڑا جائے جیسا کہ حدیث باب میں ہے۔ مالکیہ کا بھی یہی قول ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیعت رضوان والوں میں سے ہیں۔ آخر میں بصرہ میں سکونت کر لی تھی۔ ان سے روایت کرنے والے زیادہ بصری ہیں۔

(۴۱۷۷) مجھ سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انیس زید بن اسلم نے اور انیس ان کے والد اسلم نے کہ رسول اللہ ﷺ کسی سفر یعنی (سفر حدیبیہ) میں تھے، رات کا وقت تھا اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ساتھ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کچھ پوچھا لیکن (اس وقت آپ وحی میں مشغول تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر نہ تھی) آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ انہوں نے پھر پوچھا، آپ نے پھر کوئی جواب نہیں دیا، انہوں نے پھر پوچھا، آپ نے اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے دل میں) کہا، عمر! تیری ماں تجھ پر روئے، رسول اللہ ﷺ سے تم نے تین مرتبہ سوال کیا، حضور ﷺ نے تمہیں ایک مرتبہ بھی جواب نہیں دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اپنے اونٹ کو ایڑ لگائی اور مسلمانوں سے آگے نکل گیا۔ مجھے ڈر تھا کہ کہیں میرے بارے میں کوئی وحی نہ نازل ہو جائے۔ ابھی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ میں نے سنا، ایک شخص مجھے آواز دے رہا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سوچا کہ میں تو پہلے ہی ڈر رہا تھا کہ میرے بارے میں کہیں کوئی وحی نازل نہ ہو جائے، پھر میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا کہ رات مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے اور وہ مجھے اس تمام کائنات سے زیادہ عزیز ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے، پھر آپ نے سورۃ ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾ (بے شک ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی ہے) کی تلاوت فرمائی۔

۴۱۷۷- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفٍ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ اسْفَارِهِ وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا فَسَأَلَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ، وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا عُمَرُ نَزَرَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، كُلُّ ذَلِكَ لَا يُجِيبُكَ قَالَ عُمَرُ: فَخَرْتُكَ بَعِيرِي ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ الْمُسْلِمِينَ وَخَشِيتُ أَنْ يَنْزَلَ فِي قُرْآنٍ فَمَا نَشِيتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي قَالَ: فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزْلٌ فِي قُرْآنٍ وَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعْتُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾.

تشریح آنحضرت ﷺ پر سورہ انفصحا کا نزول ہو رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم نہ ہوا، اس لیے وہ بار بار پوچھتے رہے مگر آنحضرت ﷺ خاموش رہے جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی فحشی پر محمول کیا۔ بعد میں حقیقت حال کے کھلنے پر صحیح کیفیت معلوم ہوئی۔ سورہ انفصحا کا اس موقع پر نزول اشاعت اسلام کے لیے بڑی بشارت تھی اس لیے آنحضرت ﷺ نے اس سورت کو ساری کائنات سے عزیز ترین بتلایا۔

(۳۱۷۸-۳۱۷۹) ہم سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ جب زہری نے یہ حدیث بیان کی (جو آگے مذکور ہوئی ہے) تو اس میں سے کچھ میں نے یاد رکھی اور معمر نے اس کو اچھی طرح یاد دلایا۔ ان سے عروہ بن زبیر نے، ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور مروان بن حکم نے بیان کیا، ان میں سے ہر ایک دوسرے سے کچھ بڑھاتا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ صلح حدیبیہ کے موقع پر تقریباً ایک ہزار صحابہ کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ پھر جب ذوالخلفہ آپ پہنچے تو آپ نے قربانی کے جانور کو قلاہہ پہنایا اور اس پر نشان لگایا اور وہیں سے عمرہ کا احرام باندھا۔ پھر آپ نے قبیلہ خزاعہ کے ایک صحابی کو جاسوسی کے لیے بھیجا اور خود بھی سفر جاری رکھا۔ جب آپ غدیر الاضطاط پر پہنچے تو آپ کے جاسوس بھی خبریں لے کر آگئے، جنہوں نے بتایا کہ قریش نے آپ کے مقابلے کے لیے بہت بڑا لشکر تیار کر رکھا ہے اور بہت سے قبائل کو بلایا ہے۔ وہ آپ سے جنگ کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور آپ کو بیت اللہ سے روکیں گے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا، مجھے مشورہ دو کیا تمہارے خیال میں یہ مناسب ہو گا کہ میں ان کفار کی عورتوں اور بچوں پر حملہ کر دوں جو ہمارے بیت اللہ تک پہنچنے میں رکاوٹ بننا چاہتے ہیں؟ اگر انہوں نے ہمارا مقابلہ کیا تو اللہ عزوجل نے مشرکین سے ہمارے جاسوس کو محفوظ رکھا ہے اور اگر وہ ہمارے مقابلے پر نہیں آتے تو ہم انہیں ایک باری ہوئی قوم جان کر چھوڑ دیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ تو صرف بیت اللہ کے عمرہ کے لیے نکلے ہیں نہ آپ کا ارادہ کسی کو قتل کرنے کا ہے اور نہ کسی سے لڑائی کا۔ اس لیے آپ بیت اللہ تشریف لے چلیں۔ اگر ہمیں پھر

۴۱۷۸، ۴۱۷۹- حَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ جَبِينَ حَدَّثَ هَذَا الْحَدِيثَ حَفِظْتُ بَعْضَهُ وَتَبَيَّنِي مَعْمَرٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمُسَوَّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ قَالَا: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَامَ الْخُدَيْبِيَّةِ فِي بَضْعِ عَشْرَةِ مِائَةٍ مَا أَصْحَابِهِ فَلَمَّا أَتَى ذَا الْخُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ وَأَحْرَمَ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ وَبَعَثَ عَيْنًا لَهُ مِنْ خَزَاعَةَ وَسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَانَ بِغَدِيرِ الْأَشْطَاطِ أَنَاهُ عَنْهُ قَالَ: إِنْ قَرِئْنَا جَمَعُوا لَكَ جُمُوعًا وَقَدْ جَمَعُوا لَكَ الْأَحَابِشَ، وَهُمْ مُقَاتِلُونَ وَصَادُونَ عَنِ النَّبِيِّ وَمَانِعُونَ، فَقَالَ: ((أَشِيرُوا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيَّ أَتَرُونَ أَنْ أَمِيلَ إِلَى عِيَالِهِمْ وَذُرَارِي هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَصُدُّونَا عَنِ النَّبِيِّ؟ فَإِنْ يَأْتُونَا كَانَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ قَطَعَ عَيْنًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَالْأَنْتَرَكَاةِ مَخْرُوبِينَ)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ خَرَجْتَ غَامِدًا لِهَذَا النَّبِيِّ لَا تُرِيدُ قَتْلَ أَحَدٍ وَلَا حَرْبَ أَحَدٍ فَتَوَجَّهَ لَهُ فَمَنْ صَدَّنَا عَنْهُ قَاتَلْنَاهُ قَالَ: امْضُوا عَلَى

اسم اللہ.

[راجع: ۱۶۹۴، ۱۶۹۵]

۴۱۸۰، ۴۱۸۱ - حَدَّثَنِي إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا
يَعْقُوبُ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي شِهَابٍ عَنْ
عُمَرَ أَخْبَرَنِي غَزْوَةُ بَنِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ
مُرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرُ بْنَ مَخْرَمَةَ
يُخْبِرَانِ خَبْرًا مِنْ خَبَرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
عُمَرَةُ الْحُدَيْبِيَّةِ لَكَانَ لِيَمَّا أَخْبَرَنِي غَزْوَةُ
غُنْهُمَا أَنَّهُ لَمَّا كَاتَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ عَلَى قَضِيَّةِ
الْمُدَّةِ وَكَانَ فِيْمَا اشْتَرَطَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو
أَنَّهُ قَالَ: لَا يَأْتِيكَ مِنَّا أَحَدٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى
دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا وَخَلَّيْتُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ
وَأَبِي سُهَيْلٍ أَنْ يَقَاضِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَّا
عَلَى ذَلِكَ فَكَّرَهُ الْمُؤْمِنُونَ ذَلِكَ
وَأَمْعَضُوا فَتَكَلَّمُوا فِيهِ فَلَمَّا أَبَى سُهَيْلٌ أَنْ
يَقَاضِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَّا عَلَى ذَلِكَ
كَاتَبَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَرَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
أَبَا جَنْدَلٍ بْنَ سُهَيْلٍ يَوْمَئِذٍ إِلَى أَبِيهِ سُهَيْلٍ
بَنِ عَمْرٍو وَلَمْ يَأْتِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحَدٌ
مِنَ الرُّجَالِ إِلَّا رَدَّهُ فِي تِلْكَ الْمُدَّةِ وَإِنْ
كَانَ مُسْلِمًا وَجَاءَتْ الْمُؤْمِنَاتُ
مُهَاجِرَاتٍ فَكَانَتْ أُمُّ كَلْثُومٍ بِنْتُ عُقْبَةَ بْنِ
أَبِي مُعَيْطٍ مِمَّنْ خَرَجَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
وَهِيَ عَاتِقٌ فَبَجَاءَ أَهْلُهَا يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
أَنْ يَرْجِعَهَا إِلَيْهِمْ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى
فِي الْمُؤْمِنَاتِ مَا أَنْزَلَ.

بھی کوئی بیت اللہ تک جانے سے روکے گا تو ہم اس سے جنگ کریں
گے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ کا نام لے کر سفر جاری رکھو۔

(۳۱۸۰ - ۳۱۸۱) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کناہم کو
یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی، کناہم مجھ سے میرے بھتیجے ابن شہاب
نے بیان کیا، ان سے ان کے چچا محمد بن مسلم بن شہاب نے کہا کہ مجھ
کو عمرو بن زبیر نے خبر دی اور انہوں نے مروان بن حکم اور مسور بن
مخرمہ رضی اللہ عنہما سے سنا، دونوں راویوں نے رسول اللہ ﷺ سے عمرو
حدیبیہ کے بارے میں بیان کیا تو عمرو نے مجھے اس میں جو کچھ خبر دی
تھی، اس میں یہ بھی تھا کہ جب حضور اکرم ﷺ اور (قریش کا نمائندہ)
سہیل بن عمرو حدیبیہ میں ایک مقررہ مدت تک کے لیے صلح کی
دستاویز لکھ رہے تھے اور اس میں سہیل نے یہ شرط بھی رکھی تھی کہ
ہمارا اگر کوئی آدمی آپ کے یہاں پناہ لے خواہ وہ آپ کے دین پر ہی کیوں
نہ ہو جائے تو آپ کو اسے ہمارے حوالے کرنا ہی ہو گا تاکہ ہم اس کے
ساتھ جو چاہیں کریں۔ سہیل اس شرط پر اڑ گیا اور کہنے لگا کہ حضور
اکرم ﷺ اس شرط کو قبول کر لیں اور مسلمان اس شرط پر کسی طرح
راضی نہ تھے، مجبوراً انہوں نے اس پر گفتگو کی (کہا یہ کیونکر ہو سکتا
ہے کہ مسلمان کو کافر کے سپرد کر دیں) سہیل نے کہا کہ یہ نہیں ہو
سکتا تو صلح بھی نہیں ہو سکتی۔ آنحضرت ﷺ نے یہ شرط بھی تسلیم کر
لی اور ابو جندل بن سہیل رضی اللہ عنہ کو ان کے والد سہیل بن عمرو کے سپرد کر
دیا (جو اسی وقت مکہ سے فرار ہو کر بیڑی کو گھسیٹتے ہوئے مسلمانوں کے
پاس پہنچے تھے) (شرط کے مطابق مدت صلح میں مکہ سے فرار ہو کر) جو
بھی آتا حضور ﷺ اسے واپس کر دیتے، خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ
ہوتا۔ اس مدت میں بعض مومن عورتیں بھی ہجرت کر کے مکہ سے
آئیں، ام کلثوم بنت عقبہ ابن معیط بھی ان میں سے ہیں جو اس مدت
میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آئی تھیں، وہ اس وقت نوجوان تھیں،
ان کے گھر والے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
مطالبہ کیا کہ انہیں واپس کر دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں

[راجع: ۱۶۹۵، ۱۶۹۴]

۴۱۸۲- قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَمْتَنِعُ مَنْ هَاجَرَ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهَذِهِ الْآيَةِ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ﴾ وَعَنْ عَمِّهِ قَالَ: بَلَّغْنَا حِينَ أَمَرَ اللَّهُ رَسُولَهُ ﷺ أَنْ يَرُدَّ إِلَى الْمُشْرِكِينَ مَا أَنْفَقُوا مِنْ هَاجَرَ مِنْ أَزْوَاجِهِمْ وَبَلَّغْنَا أَنْ أَبَا بَصِيرٍ لَفْظَهُ بِطَوْلِهِ.

[راجع: ۲۷۱۳]

کے بارے میں وہ آیت نازل کی جو شرط کے مناسب تھی۔
(۴۱۸۳) ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آیت ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ﴾ کے نازل ہونے کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے آنے والی عورتوں کو پہلے آزماتے تھے اور ان کے چچا سے روایت ہے کہ ہمیں وہ حدیث بھی معلوم ہے جب آنحضرت ﷺ نے حکم دیا تھا کہ جو مسلمان عورتیں ہجرت کر کے چلی آتی ہیں ان کے شوہروں کو وہ سب کچھ واپس کر دیا جائے جو اپنی ان بیویوں کو وہ دے چکے ہیں اور ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ابو بصیر پھر انہوں نے تفصیل کے ساتھ حدیث بیان کی۔

چونکہ معاہدہ کی شرط میں عورتوں کا کوئی ذکر نہ تھا، اس لیے جب عورتوں کا مسئلہ سامنے آیا تو خود قرآن مجید میں حکم نازل ہوا کہ عورتوں کو مشرکین کے حوالے نہ کیا جائے کہ اس سے معاہدہ کی خلاف ورزی لازم نہیں آتی بشرطیکہ تم کو یقین ہو جائے کہ وہ عورتیں محض ایمان و اسلام کی خاطر پورے ایمان کے ساتھ گھر چھوڑ کر آئی ہیں۔

۴۱۸۳- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا خَرَجَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ: إِنَّ صُدِّدْتُ عَنْ النَّبِيِّ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَهْلُ بِعُمْرَةٍ مِنْ أَجْلِ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ أَهْلُ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ.

[راجع: ۱۶۳۹]

(۴۱۸۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فتنہ کے زمانہ میں عمرہ کے ارادہ سے نکلے۔ پھر انہوں نے کہا کہ اگر بیت اللہ جانے سے مجھے روک دیا گیا تو میں وہی کام کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ چنانچہ آپ نے صرف عمرہ کا احرام باندھا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے بھی صلح حدیبیہ کے موقع پر صرف عمرہ ہی کا احرام باندھا تھا۔

۴۱۸۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَهْلُ وَقَالَ: إِنَّ حَيْلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ لَفَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ خَالَتُ كُفَارَ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَتَلَا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾.

(۴۱۸۴) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے، ان سے نافع نے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے احرام باندھا اور کہا کہ اگر مجھے بیت اللہ جانے سے روک دیا گیا تو میں بھی وہی کام کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ جب آپ کو کفار قریش نے بیت اللہ جانے سے روکا تو اس آیت کی تلاوت کی کہ ”یقیناً تم لوگوں کے لیے رسول کریم ﷺ کی زندگی

بہترین نمونہ ہے۔“

[راجع: ۱۶۳۹]

(۳۱۸۵) ہم سے عبد اللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، انہیں نافع نے، ان کو عبید اللہ بن عبد اللہ اور سالم بن عبد اللہ نے خبر دی کہ ان دونوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے گفتگو کی (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے جویریہ نے بیان کیا اور ان سے نافع نے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے کسی لڑکے نے ان سے کہا، اگر اس سال آپ (عمرہ کرنے) نہ جاتے تو بہتر تھا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ آپ بیت اللہ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے تو کفار قریش نے بیت اللہ پہنچنے سے روک دیا تھا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اپنی قربانی کے جانور وہیں (حدیبیہ میں) ذبح کر دیئے اور سر کے بال منڈوا دیئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی بال چھوٹے کر دوائے، حضور ﷺ نے اس کے بعد فرمایا کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر ایک عمرہ واجب کر لیا ہے (اور اسی طرح تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی وہ واجب ہو گیا) اس لیے اگر آج مجھے بیت اللہ تک جانے دیا گیا تو میں بھی طواف کر لوں گا اور اگر مجھے بھی روک دیا گیا تو میں بھی وہی کروں گا جو حضور ﷺ نے کیا تھا۔ پھر تھوڑی دور چلے اور کہا کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ کے ساتھ حج کو بھی ضروری قرار دے لیا ہے اور کہا میری نظر میں توجہ اور عمرہ دونوں ایک ہی جیسے ہیں، پھر انہوں نے ایک طواف کیا اور ایک سعی کی (جس دن مکہ پہنچے) اور آخر دونوں ہی کو پورا کیا۔

(۳۱۸۶) مجھ سے شجاع بن ولید نے، بیان کیا، انہوں نے نضر بن محمد سے سنا، کہا ہم سے صخر بن جویریہ نے بیان کیا اور ان سے نافع نے بیان کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ عبد اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام میں داخل ہوئے تھے، حالانکہ یہ غلط ہے۔ البتہ عمر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنا ایک گھوڑا لانے کے لیے بھیجا تھا، جو ایک انصاری صحابی کے پاس تھا تاکہ اسی پر سوار ہو کر جنگ میں شریک ہوں۔ اسی

۴۱۸۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ إِسْمَاءَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَسَلِّمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو ح. وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ بَعْضَ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَهُ: لَوَاقَمْتُ الْعَامَ لَأَنِّي أَخَافُ أَنْ لَا تَصِلَ إِلَى النَّبْتِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَارُ قُرَيْشٍ ذَوْنَ النَّبْتِ فَخَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَايَاهُ وَخَلَقَ وَقَصَّرَ أَصْحَابُهُ وَقَالَ: أَشْهَدُكُمْ أَنِّي أَوْجِبْتُ عُمْرَةً. فَإِنْ خَلَى بَنِي وَتَيْنِ النَّبْتِ طُفْتُ وَإِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَ النَّبْتِ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَسَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: مَا أَرَى شَأْنَهُمَا إِلَّا وَاحِدًا أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجِبْتُ حَجَّةً مَعَ غَدَرَتِي قَطَافَ طَوَافًا وَاحِدًا وَسَعْيًا وَاحِدًا حَتَّى خَلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا.

[راجع: ۱۶۳۹]

۴۱۸۶- حَدَّثَنِي شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ سَمِعَ النَّضَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا صَخْرٌ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: إِنَّ النَّاسَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ ابْنَ عَمْرٍو أَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ وَلَيْسَ كَذَلِكَ وَلَكِنْ عُمَرُ يَوْمَ الْخُدَيْبَةِ أَرْسَلَ عَبْدَ اللَّهِ إِلَى فَرَسٍ لَهُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَأْتِي بِهِ لِيُقَاتِلَ عَلَيْهِ

دوران رسول اللہ ﷺ درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت لے رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ کو ابھی اس کی اطلاع نہیں ہوئی تھی۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے پہلے بیعت کی پھر گھوڑا لینے گئے۔ جس وقت وہ اسے لے کر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ جنگ کے لیے اپنی زہرہ پہن رہے تھے۔ انہوں نے اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ حضور اکرم ﷺ درخت کے نیچے بیعت لے رہے ہیں۔ بیان کیا کہ پھر آپ اپنے لڑکے کو ساتھ لے کر گئے اور بیعت کی۔ اتنی سی بات تھی جس پر لوگ اب کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے ابن عمر رضی اللہ عنہما اسلام لائے تھے۔

(۳۱۸۷) اور ہشام بن عمار نے بیان کیا، ان سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، ان سے عمر بن محمد عمری نے بیان کیا، انہیں نافع نے خبر دی اور انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ رضی اللہ عنہم جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے مختلف درختوں کے سائے میں پھیل گئے تھے۔ پھر اچانک بہت سے صحابہ آپ کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بیٹا عبد اللہ! دیکھو تو سہی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع کیوں ہو گئے ہیں؟ انہوں نے دیکھا تو صحابہ بیعت کر رہے تھے۔ چنانچہ پہلے انہوں نے خود بیعت کر لی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آکر خبر دی پھر وہ بھی گئے اور بیعت کی۔

یہاں بیعت کرنے میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے بیعت کی جو خاص وجہ سے تھی۔

(۳۱۸۸) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن نمیر نے بیان کیا، کہا ہم سے یعلیٰ بن عبید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے عمرہ (قضا) کیا تو ہم بھی آپ کے ساتھ تھے، آنحضرت ﷺ نے طواف کیا تو ہم نے بھی طواف کیا۔ حضور ﷺ نے نماز پڑھی تو ہم نے بھی نماز پڑھی اور حضور ﷺ نے مفاوہ مردہ کی سعی بھی کی، ہم آپ کی اہل مکہ سے حفاظت کرتے رہتے تھے تاکہ کوئی تکلیف کی بات نہ پیش آجائے۔

وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَبِيعُ عِنْدَ الشَّجَرَةِ، وَعُمَرُ لَا يَذْرِي بِذَلِكَ فَبَايَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى الْفَرَسِ فَجَاءَ بِهِ إِلَى عُمَرَ، وَعَدَا بَسْتَلِيمَ لِلْقِتَالِ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَبِيعُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، قَالَ: فَاَنْطَلَقَ لَذَهَبَ مَعَهُ حَتَّى بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَهِيَ الْبَيْتُ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ اسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ. [راجع: ۳۹۱۶]

۴۱۸۷- وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ، أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّاسَ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ، تَفَرَّقُوا فِي ظِلَالِ الشَّجَرِ فَإِذَا النَّاسُ مُخِذُونَ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ انْظُرْ مَا شَأْنُ النَّاسِ قَدْ أَخَذُوا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَوَجَدْنَاهُمْ يَبِيعُونَ فَبَايَعَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عُمَرَ فَخَرَجَ فَبَايَعَ. [راجع: ۳۹۱۶]

۴۱۸۸- حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ اعْتَمَرَ لَطَافٌ فَطَفْنَا مَعَهُ وَصَلَّى وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَسَعَى بَيْنَ الصُّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ لَا يُصِيبُهُ أَحَدٌ بِشَيْءٍ.

[راجع: ۱۶۰۰]

(۳۱۸۹) ہم سے حسن بن اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن مغول نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو حصین سے سنا، ان سے ابوداؤد نے بیان کیا کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ جب جنگ صفین (جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں ہوئی تھی) سے واپس آئے تو ہم ان کی خدمت میں حالات معلوم کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ اس جنگ کے بارے میں تم لوگ اپنی رائے اور فکر پر نازاں مت ہو، میں یوم ابو جندل (صلح حدیبیہ) میں بھی موجود تھا۔ اگر میرے لیے رسول اللہ ﷺ کے حکم کو ماننے سے انکار ممکن ہوتا تو میں اس دن ضرور حکم عدویٰ کرتا۔ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں کہ جب ہم نے کسی مشکل کام کے لیے اپنی تلواروں کو اپنے کاندھوں پر رکھا تو صورت حال آسان ہو گئی اور ہم نے مشکل حل کر لی۔ لیکن اس جنگ کا کچھ عجیب حال ہے، اس میں ہم (فتنے کے) ایک کونے کو بند کرتے ہیں تو دوسرا کونا کھل جاتا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ ہم کو کیا تدبیر کرنی چاہیے۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ حسن بن اسحاق استاد امام بخاری کے متعلق فرماتے ہیں۔ کان من اصحاب ابن المبارک ومات سنة احدى واربعين وماله في البخارى سوى هذا الحديث (فتح) یعنی یہ حضرت عبداللہ بن مبارک کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ان کا انتقال ۲۳۱ھ میں ہوا۔ صحیح بخاری میں ان سے صرف یہی ایک حدیث مروی ہے۔

(۳۱۹۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے مجاہد نے، ان سے ابن ابی لیلیٰ نے، ان سے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ عمرہ حدیبیہ کے موقع پر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو جوئیں ان کے چہرے پر گر رہی تھی۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ جوئیں جو تمہارے سر سے گر رہی ہیں، تکلیف دے رہی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں! آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر سرمنڈوا لو اور تین دن روزہ رکھ لو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو یا پھر کوئی قربانی کر ڈالو۔ (سرمنڈوانے کا فدیہ ہو گا) ایوب سختیانی نے بیان کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان تینوں امور میں سے پہلے حضور ﷺ نے کون سی

۴۱۸۹- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَصِينٍ قَالَ: قَالَ أَبُو وَائِلٍ لَمَّا قَدِمَ سَهْلُ بْنُ حَنِيْفٍ مِنْ صِفِّينَ أَتَيْنَاهُ نَسْتَخْبِرُهُ فَقَالَ: أَتَيْتُمَا الرَّأْيَ فَلَقَدْ رَأَيْتُمَا يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ اسْتَطِيعَ أَنْ ارْتُدَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرُهُ لَرُدِّدْتُ وَاللَّهِ وَرَسُولُهُ أَكْثَمُ، وَمَا وَضَعْنَا أَسْيَافَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا لِأَمْرِ يُفْطِنُنَا إِلَّا اسْتَهْلَنَ بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ قَبْلَ هَذَا الْأَمْرِ مَا نَسُدُّ مِنْهَا خُصْمًا إِلَّا انْفَجَرَ عَلَيْنَا خُصْمٌ مَا نَذَرِي كَيْفَ نَأْتِي لَهُ.

[راجع: ۳۱۸۱]

۴۱۹۰- حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى عَلِيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَالْفَقْمَلُ يَتَنَاقَرُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ: ((أَيُّؤْذِيكَ هَؤُلَاءُ رَأْسُكَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَاخْلِقْ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعَمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ أَوْ انْسُكْ نَسِيكَةً)). قَالَ أَيُّوبُ لَا أَذْرِي بِأَيِّ هَذَا بَدَأَ.

بات ارشاد فرمائی تھی۔

[راجع: ۹۸۱۴]

(۳۱۹۱) مجھ سے ابو عبد اللہ محمد بن ہشام نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے مجاہد نے، ان سے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے اور ان سے کعب بن عجرہؓ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور احرام باندھے ہوئے تھے۔ اور مشرکین ہمیں بیت اللہ تک جانے نہیں دینا چاہتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میرے سر پر بال بڑے بڑے تھے جن سے جوئیں میرے چہرے پر گرنے لگیں۔ حضور ﷺ نے مجھے دیکھ کر دریافت فرمایا، کیا یہ جوئیں تکلیف دے رہی ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی ”پس اگر تم میں کوئی مریض ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف دینے والی چیز ہو تو اسے (بال منڈوا لینے چاہئیں اور) تین دن کے روزے یا صدقہ یا قربانی کا فدیہ دینا چاہیے۔

ان جملہ روایتوں میں کسی نہ کسی طرح سے واقعہ حدیبیہ سے متعلق کچھ نہ کچھ ذکر ہے۔ یہی احادیث اور باب میں وجہ مطابقت ہے۔ حالت احرام میں ایسی بیماری سے سر منڈوا دینا جائز ہے۔ مگر اس کے فدیہ میں یہ کفارہ ادا کرنا ہو گا۔

باب قبائل عکل اور عرینہ کا قصہ

(۳۱۹۲) مجھ سے عبد الاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ قبائل عکل و عرینہ کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مدینہ آئے اور اسلام میں داخل ہو گئے، پھر انہوں نے کہا، اے اللہ کے نبی! ہم لوگ مویشی رکھتے تھے، کھیت وغیرہ ہمارے پاس نہیں تھے، (اس لیے ہم صرف دودھ پر بسر اوقات کیا کرتے تھے) اور انہیں مدینہ کی آب و ہوا ناموافق آئی تو آنحضرت ﷺ نے کچھ اونٹ اور ایک چرواہا ان کے ساتھ کر دیا اور فرمایا کہ انہیں اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پو (تو تمہیں صحت حاصل ہو جائے گی) وہ لوگ (چراگاہ کی طرف) گئے، لیکن مقام حرہ کے کنارے پہنچتے ہی وہ اسلام سے پھر گئے اور حضور اکرم ﷺ کے

۴۱۹۱- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ، وَقَدْ حَصَرَنَا الْمُشْرِكُونَ، قَالَ: وَكَانَتْ لِي وَفْرَةٌ فَجَعَلْتُ الْهَوَامَّ تَسْقُطُ عَلَى وَجْهِي فَمَرَّ بِي النَّبِيُّ ﷺ. فَقَالَ: ((أَيُّ ذَلِكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((وَأَنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ)) ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾. [راجع: ۱۸۱۴]

۳۷- باب قصۃ عکلی وعرینۃ

۴۱۹۲- حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَادٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَاسًا مِنْ عَكْلٍ وَعرینۃ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكَلَّمُوا بِالْإِسْلَامِ فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا أَهْلَ ضَرْعٍ وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِبْعٍ وَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَوْدٍ وَرَاعٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا إِلَيْهِ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَنَاطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا نَاحِيَةَ الْحَرَّةِ

چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو لے کر بھاگنے لگے۔ اس کی خبر جب حضور اکرم ﷺ کو ملی تو آپ نے چند صحابہ کو ان کے پیچھے دوڑایا۔ (وہ پکڑ کر مدینہ لائے گئے۔) تو حضور ﷺ کے حکم سے ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی گئیں (کیونکہ انہوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا) اور انہیں حرہ کے کنارے چھوڑ دیا گیا۔ آخر وہ اسی حالت میں مر گئے۔ قنادہ نے بیان کیا کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کے بعد صحابہ کو صدقہ کا حکم دیا اور مثلہ (مقتول کی لاش بگاڑنا یا ایذا دے کر اسے قتل کرنا) سے منع فرمایا اور شعبہ، ابان اور حماد نے قنادہ سے بیان کیا کہ (یہ لوگ) عربینہ کے قبیلے کے تھے (عقل کا نام نہیں لیا) اور یحییٰ بن ابی کثیر اور ایوب نے بیان کیا، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ قبیلہ عقل کے کچھ لوگ آئے۔

چرواہے کا نام یار النوبیؓ تھا، جب قبیلے والے مرتد ہو کر اونٹ لے کر بھاگنے لگے تو اس چرواہے نے مزاحمت کی۔ اس پر انہوں نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور اس کی زبان اور آنکھ میں کانٹے گاڑ دیئے جس سے انہوں نے شہادت پائی۔ رضی اللہ عنہ۔ اسی قصاص میں ان ڈاکوؤں کے ساتھ وہ کیا گیا جو روایت میں مذکور ہے۔ یہ ڈاکو ہردو قبائل عقل اور عربینہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حرہ وہ پھر بلا میدان ہے جو مدینہ سے باہر ہے۔ وہ ڈاکو مرض استقاء کے مریض تھے اس لیے آنحضرت ﷺ نے ان کے واسطے یہ نسخہ تجویز فرمایا۔

(۴۱۹۳) مجھ سے محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عمر حفص بن عمر الجوسی نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب اور حجاج صواف نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو قلابہ کے مولیٰ ابو رجاء نے بیان کیا، وہ ابو قلابہ کے ساتھ شام میں تھے کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک دن لوگوں سے مشورہ کیا کہ اس ”قسامہ“ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ حق ہے۔ اس کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ اور پھر خلفاء راشدین آپ سے پہلے کرتے رہے ہیں۔ ابو رجاء نے بیان کیا کہ اس وقت ابو قلابہ، عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے تحت کے پیچھے تھے۔ اتنے میں عنبسہ بن سعید نے کہا کہ پھر قبیلہ عربینہ کے لوگوں کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کہاں گئی؟ اس پر ابو قلابہ نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ نے خود مجھ

كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوا رَاعِي النَّبِيِّ ﷺ وَاسْتَأْفُوا الذَّوْدَ قَبْلَ بَلْعِ النَّبِيِّ ﷺ، فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي آثَارِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَسَمَرُوا أَعْيُنَهُمْ وَقَطَعُوا أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَنَرَكُوا فِي نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتَّى مَاتُوا عَلَى حَالِهِمْ، قَالَ قَنَادَةُ بَلَّغْنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ كَانَ يَحْتُ عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهَى عَنِ الْمِثْلَةِ. وَقَالَ شُعْبَةُ وَأَبَانُ وَحَمَادُ عَنْ قَنَادَةَ مِنْ غَرَبَيْنَةٍ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ وَأَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ: قَدِمَ نَفَرٌ مِنْ عَقْلٍ. [راجع: ۲۳۳]

۴۱۹۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ أَبُو عُمَرَ الْخَوْصِيُّ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَالْحَجَّاجُ الصَّوْفِيُّ، قَالَا حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ مَوْلَى أَبِي قِلَابَةَ وَكَانَ مَعَهُ بِالشَّامِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ اسْتَشَارَ النَّاسَ يَوْمًا قَالَ: مَا تَقُولُونَ فِي هَذِهِ الْقِسَامَةِ؟ فَقَالُوا: حَقٌّ قَضَى بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَضَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ قَبْلَكَ. قَالَ وَأَيُّوبُ قِلَابَةَ خَلَفَ سَرِيرَهُ، فَقَالَ غَنْسَةُ بْنُ سَعِيدٍ: فَإِنَّ حَدِيثَ أَنَسٍ فِي الْغَرَبَيْنِ

فَالْ : أَبُو قِلَابَةَ : إِيَّايَ حَدَّثَهُ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ مِنْ غُرَيْبَةٍ، وَقَالَ أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ مِنْ عُكْلٍ : ذَكَرَ الْقِصَّةَ. [راجع: ۲۳۳]

سے یہ بیان کیا۔ عبدالعزیز صہیب نے (اپنی روایت میں) انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے صرف عرینہ کا نام لیا اور ابو قلابہ نے اپنی روایت میں انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے صرف عکل کا نام لیا ہے پھر یہی قصہ بیان کیا۔

تَشْرِیحُ جب قتل کے گواہ نہ ہوں اور لاش کسی محلہ یا گاؤں میں ملے، ان لوگوں پر قتل کا شبہ ہو تو ان میں سے پچاس آدمی جن کو ان سے حلف لیا جاتا ہے، اس کو قسمہ کہتے ہیں۔ عنبہ کا خیال یہ تھا کہ آپ نے ان لوگوں کے لیے قسمہ کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ ان سے قصاص لیا۔ عنبہ کا یہ اعتراض صحیح نہ تھا کیونکہ عرینہ والوں پر تو خون ثابت ہو چکا تھا اور قسامت وہاں ہوتی ہے جہاں ثبوت نہ ہو، صرف اشتباہ ہو۔ حدیث میں قبیلہ عرینہ کا ذکر ہے باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

روایت میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا نام نامی ذکر ہوا ہے جو خلیفہ عادل کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی امامت و اجتہاد معرفت احادیث و آثار پر امت کا اتفاق ہے بلکہ آپ کو اپنے وقت کا مجدد اسلام تسلیم کیا گیا ہے۔ آپ کے اسلامی کارناموں میں بڑا اہم ترین کارنامہ یہ ہے کہ آپ کو تدوین حدیث اور کتابت حدیث کی منظم کوشش کا احساس ہوا۔ چنانچہ آپ نے اپنے نائب والی مدینہ ابوبکر حزمی کو فرمان بھیجا کہ رسول اکرم ﷺ کی احادیث صحیحہ کو مدون کرو کیونکہ مجھے علم اور اہل علم کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ لہذا احادیث کی مستند کتابیں جمع کر کے مجھ کو بھیجو۔ ابوبکر حزمی نے آپ کے فرمان کی تعمیل میں احادیث کے کئی ذخیرے جمع کرائے مگر وہ ان کو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی حیات میں ان تک نہ پہنچا سکے۔ ہاں خلیفہ عادل نے حضرت ابن شہاب زہری کو بھی اس خدمت پر مامور فرمایا تھا اور ان کو جمع حدیث کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے دفتر کے دفتر جمع کئے اور ان کو خلیفہ وقت تک پہنچایا۔ آپ نے ان کی متعدد نقلیں اپنی قلم رو میں مختلف مقامات پر بھجوائیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو خلافت راشدہ کا خلیفہ خاص قرار دیا گیا ہے، رحمہ اللہ رحمة واسعة۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ستار ہواں پارہ

باب ذاتِ قرہ کی لڑائی کا بیان

یہ وہی غزوہ ہے جس میں مشرکین غطفان غزوہ خیبر سے تین دن پہلے نبی اکرم ﷺ کی

۲۰ دور میل اونٹنیوں کو بھاگ کر لے جا رہے تھے۔ یہ خیبر کی لڑائی سے تین رات پہلے کا واقعہ ہے۔ ذاتِ القرو یا ذی قرہ ایک چشمہ کا

نام ہے جو غطفان قبیلے کے قریب ہے۔

(۴۱۹۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا، کہا میں نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ فجر کی اذان سے پہلے میں (مدینہ سے باہر غلبہ کی طرف نکلا) رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی اونٹنیاں ذاتِ القرو میں چرا کرتی تھیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ راستے میں مجھے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام ملے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں پکڑ لی گئیں ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کس نے پکڑا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ قبیلہ غطفان والوں نے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے تین مرتبہ بڑی زور زور سے پکارا، یاصباحا! انہوں نے بیان کیا کہ اپنی آواز میں نے مدینہ کے دونوں کناروں تک پہنچادی اور اس کے بعد میں سیدھا تیزی کے ساتھ دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور آخر انہیں جالیا۔ اس وقت وہ جانوروں کو پانی پلانے کے لیے اترے تھے۔ میں نے ان پر تیر برسائے شروع کر دیے۔ میں تیر اندازی میں ماہر تھا اور یہ شعر کہتا جاتا تھا ”میں ابن الاکوع ہوں“ آج

۳۸- باب غزوة ذاتِ القرد

وَهِيَ الْغَزْوَةُ الَّتِي اغَارُوا عَلَى لِقَاحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ خَيْبَرَ بِثَلَاثٍ.

۴۱۹۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ يَقُولُ: خَرَجْتُ قَبْلَ أَنْ يُؤْذَنَ بِاللَّوْلَى وَكَانَتْ لِقَاحَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَرْغَى بِذِي قَرْدٍ قَالَ: فَلَقِنِي غَلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ: أَخَذْتُ لِقَاحَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قُلْتُ: مَنْ أَخَذَهَا؟ قَالَ: غُطَفَانٌ. قَالَ: فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ يَا صَبَاحَاهُ. قَالَ: فَلَأْسَمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابِنِي الْمَدِينَةِ ثُمَّ أُنْذَعْتُ عَلَى وَجْهِي حَتَّى أَذْرَكْتَهُمْ وَقَدْ اخْتَدُوا يَسْتَفُونَ مِنَ الْمَاءِ فَجَعَلْتُ أَرْبِيهِمْ بِنَبْلِي وَكُنْتُ رَامِيًا وَأَقُولُ

أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ

ذیلوں کی بربادی کا دن ہے" میں یہی رجز پڑھتا رہا اور آخر اونٹنیاں ان سے چھڑالیں بلکہ تیس چادریں ان کی میرے قبضے میں آگئیں۔ سلمہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ بھی صحابہ کرام کو ساتھ لے کر آگئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے تیرا مار کر ان کو پانی نہیں پینے دیا اور وہ ابھی پیاسے ہیں۔ آپ فوراً ان کے تعاقب کے لیے فوج بھیج دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابن الاکوع! جب تو نے کسی پر قابو پایا تو پھر نرمی اختیار کیا کر۔ سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، پھر ہم واپس آگئے اور حضور اکرم ﷺ مجھے اپنی اونٹنی پر پیچھے بٹھا کر لائے یہاں تک کہ ہم مدینہ واپس آگئے۔

الْيَوْمَ يَوْمَ الرُّضْعِ
وَارْتَجِزْ حَتَّى اسْتَنْقَذْتُ اللَّقَاحَ مِنْهُمْ
وَاسْتَلْبْتُ مِنْهُمْ ثَلَاثِينَ بُرْدَةً قَالَ: وَجَاءَ
النَّبِيُّ ﷺ وَالنَّاسُ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَدْ
حَمَيْتُ الْقَوْمَ الْمَاءَ وَهُمْ عَطَاشٌ فَأَبْعَثْ
إِلَيْهِمُ السَّاعَةَ، فَقَالَ: ((يَا ابْنَ الْاُكْوَعِ
مَلَكَتِ فَاسْجِحِ)) قَالَ: ثُمَّ رَجَعْنَا وَيُزِدُنِي
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى نَاقَتِهِ حَتَّى دَخَلْنَا
الْمَدِينَةَ. [راجع: ۳۰۴۱]

تشریح مسلمانوں کا یہ ڈاکوؤں سے مقابلہ تھا جو بیس عدد دودھ دینے والی اونٹنیاں اہل اسلام کی پکڑ کر لے جا رہے تھے۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی ہمداری نے اس میں مسلمانوں کو کامیابی بخشی اور جانور ڈاکوؤں سے حاصل کر لئے گئے۔ ایک روایت میں ان کو فزارہ کے لوگ بتلایا گیا ہے۔ یہ بھی غطفان قبیلے کی شاخ ہے۔ سلمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ایک روایت میں یوں ہے کہ میں سلحہ پہاڑی پر چڑھ گیا اور میں نے ایسے موقع کا لفظ یا صباہ اس زور سے نکالا کہ پورے شہر مدینہ میں اس کی خبر ہو گئی۔ چار شنبہ کا دن تھا، آواز پر نبی کریم ﷺ پانچ سات سو آدمیوں سمیت نکل کر باہر آگئے۔ اس موقع پر حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضور اکرم ﷺ سو جان میرے ساتھ کر دیں تو جس قدر بھی ان کے پاس جانور ہیں سب کو چھین کر ان کو گرفتار کر کے لے آتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر کیا زریں ارشاد فرمایا کہ ”دشمن قابو میں آجائے تب اس پر نرمی ہی کرنا مناسب ہے۔“

باب غزوہ خیبر کا بیان

۳۹- باب غَزْوَةِ خَيْبَرَ

خیبر ایک بستی کا نام ہے، مدینہ سے آٹھ برید پر شام کی طرف۔ یہ لڑائی سنہ ۶ھ میں ہوئی۔ وہاں پر یہود آباد تھے۔ ان کے قلعے بنے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا، آخر مسلمانوں کی فتح ہوئی۔

(۳۱۹۵) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے بشیر بن یسار نے اور انہیں سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ نے دی کہ غزوہ خیبر کے لیے وہ بھی رسول کریم ﷺ کے ساتھ نکلے تھے، (بیان کیا) جب ہم مقام صہبائیں پہنچے جو خیبر کے نشیب میں واقع ہے تو آنحضرت ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی پھر آپ نے توشہ سفر منگوایا۔ ستو کے سوا اور کوئی چیز آپ کی خدمت میں نہیں لائی گئی۔ وہ ستو آپ کے حکم سے بھگویا گیا اور وہی آپ نے بھی کھایا اور ہم نے بھی کھایا، اس کے بعد مغرب کی نماز کے لیے آپ کھڑے ہوئے (چونکہ وضو پہلے سے موجود تھا) اس لیے

۴۱۹۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ
عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بَشِيرِ
بْنِ يَسَارٍ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ الثُّعْمَانَ أَخْبَرَهُ
أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ غَاِمَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ
وَهِيَ مِنْ أَدْنَى خَيْبَرَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ
دَعَا بِالْأَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتِ إِلَّا بِالسُّوَبِ
فَأَمَرَ بِهِ فَنُزِيَ فَأَكَلَ وَآكَلْنَا ثُمَّ قَامَ إِلَى
الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلَّى

آنحضرت ﷺ نے بھی صرف کھلی کی اور ہم نے بھی پھر نماز پڑھی اور اس نماز کے لیے نئے سرے سے وضو نہیں کیا۔

(۴۱۹۶) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے۔ رات کے وقت ہمارا سفر جاری تھا کہ ایک صاحب (اسید بن حضیر) نے عامر سے کہا، عامر! اپنے کچھ شعر سناؤ، عامر شاعر تھا۔ اس فرمائش پر وہ سواری سے اتر کر حدی خوانی کرنے لگے۔ کہا ”اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا، نہ ہم صدقہ کر سکتے اور نہ ہم نماز پڑھ سکتے۔ پس ہماری جلدی مغفرت کر، جب تک ہم زندہ ہیں ہماری جانیں تیرے راستے میں فدا ہیں اور اگر ہماری مذہبیں ہو جائے تو ہمیں ثابت رکھ، ہم پر سکینت نازل فرما، ہمیں جب (باطل کی طرف) بلایا جاتا ہے تو ہم انکار کر دیتے ہیں، آج چلا کر وہ ہمارے خلاف میدان میں آئے ہیں۔“ حضور ﷺ نے فرمایا کون شعر کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ عامر بن اکوع۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ نے تو انہیں شہادت کا مستحق قرار دے دیا، کاش! ابھی اور ہمیں ان سے فائدہ اٹھانے دیتے۔ پھر ہم خیبر آئے اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اس کے دوران ہمیں سخت تکلیف اور فاقوں سے گزرنا پڑا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی، جس دن قلعہ فتح ہوا تھا، اس کی رات جب ہوئی تو لشکر میں جگہ جگہ آگ جل رہی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا یہ آگ کیسی ہے، کس چیز کے لیے اسے جگہ جگہ جلا رکھا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم بولے کہ گوشت پکانے کے لیے، آپ نے دریافت فرمایا کہ کس جانور کا گوشت ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ پالتو گدھوں کا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمام گوشت پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ دو۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا کیوں نہ کر لیں کہ گوشت تو پھینک دیں اور ہانڈیوں کو دھولیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یوں ہی کر لو پھر

وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

[راجع: ۲۰۹]

۴۱۹۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ إِلَى خَيْبَرَ فَسِيرْنَا لَيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لِعَامِرٍ: يَا عَامِرُ أَلَا تَسْمِعُنَا مِنْ هُنْهَاتِكَ؟ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا فَتَزَلَّ يَحْدُو بِالْقَوْمِ يَقُولُ:

اللَّهُمَّ لَوْ لَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاغْفِرْ فِدَاءَ لَكَ مَا أَبْقَيْنَا
وَكَيْتَ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
وَأَلْقَيْنَ سَكِينَةً عَلَيْنَا
وَبِالصَّبَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا
إِنَّا إِذَا صَبَحَ بَنَا أَبَيْنَا

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ هَذَا السَّابِقُ؟)) قَالُوا: عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ: ((يَرْحَمُهُ اللَّهُ)) قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: وَجِبَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ لَوْ لَا امْتَنَعْنَا بِهِ فَاتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتَّى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيدَةٌ، ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ مَسَاءَ الْيَوْمِ الَّذِي فَتَحَتْ عَلَيْهِمْ أَوْقَدُوا بِيرَانًا كَثِيرَةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا هَذِهِ النَّيرانُ؟ عَلَى أَيْ شَيْءٍ تَوْقَدُون؟)) قَالُوا: عَلَى لَحْمٍ. قَالَ:

(دن میں جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے جنگ کے لیے صف بندی کی تو چونکہ حضرت عامر بن ابی سفیانؓ کی تلوار چھوٹی تھی، اس لیے انہوں نے جب ایک یہودی کی پنڈلی پر (جھک کر) وار کرنا چاہا تو خود انہیں کی تلوار کی دھار سے ان کے گھٹنے کا اوپر کا حصہ زخمی ہو گیا اور ان کی شہادت اسی میں ہو گئی۔ بیان کیا کہ پھر جب لشکر واپس ہو رہا تھا تو سلمہ بن الاکوعؓ کا بیان ہے کہ مجھے حضور ﷺ نے دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عامر بن ابی سفیانؓ کا سارا عمل اکارت ہو گیا کیونکہ خود اپنی ہی تلوار سے ان کی وفات ہوئی) حضور ﷺ نے فرمایا جھوٹا ہے وہ شخص جو اس طرح کی باتیں کرتا ہے، انہیں تو دو ہراجر ملے گا پھر آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ایک ساتھ ملایا، انہوں نے تکلیف اور مشقت بھی اٹھائی اور اللہ کے راستے میں جہاد بھی کیا، شاید ہی کوئی عربی ہو، جس نے ان جیسی مثال قائم کی ہو۔ ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، ان سے حاتم نے (بجائے مٹھی بھا کے) نشابہا نقل کیا یعنی کوئی عرب مدینہ میں عامر بن ابی سفیانؓ جیسا پیدا نہیں ہوا۔

تشریح حدیث میں جنگ خیر کے کچھ مناظر بیان ہوئے ہیں یہی باب سے وجہ مطابقت ہے۔ عامر بن ابی سفیانؓ شہید جن کا ذکر ہوا ہے، رئیس خیر مرحب نامی کے مقابلہ کے لیے نکلے تھے۔ ان کی تلوار خود ان ہی کے ہاتھ ان کے گھٹنے میں لگی اور وہ شہید ہو گئے۔ بعض لوگوں کو ان کے متعلق خود کشی کا شبہ ہوا، جس کی اصلاح کے لیے رسول کریم ﷺ کو عامر بن ابی سفیانؓ کی فضیلت کا اظہار ضروری ہوا۔

(۴۱۹۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تميمی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک رحمہ اللہ نے خبر دی، انہیں حمید طویل نے اور انہیں انس بن ابی سفیانؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ خیر رات کے وقت پہنچے۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ جب کسی قوم پر حملہ کرنے کے لیے رات کے وقت موقع پر پہنچتے تو فوراً ہی حملہ نہیں کرتے بلکہ صبح ہو جاتی جب کرتے۔ چنانچہ صبح کے وقت یہودی اپنے کھانڈے اور ٹوکڑے لے کر باہر نکلے لیکن جب انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو شور کرنے لگے کہ محمدؐ خدا کی قسم! محمد لشکر لے کر آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، خیر برباد ہوا، ہم جب کسی

((عَلَى أَيِّ لَحْمٍ؟)) قَالُوا: لَحْمِ خُمْرِ الْإِنْسِيَّةِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَهْرِيقُوهَا وَانْكسِرُوهَا)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ نُهُ رِيْقَهَا وَنَعْسِلَهَا قَالَ: ((أَوْ ذَاكَ)) فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ قَصِيرًا فَتَنَاولَ بِهِ سَاقَ يَهُودِي لِيَضْرِبَهُ وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهِ فَأَصَابَ عَيْنَ رُكْبَةٍ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ قَالَ: فَلَمَّا قَفَلُوا قَالَ سَلَمَةُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِي قَالَ ((مَا لَكَ؟)) قُلْتُ لَهُ: فَذَاكَ أَبِي وَأُمِّي زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبَطَ عَمَلُهُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((كَذَبَ مَنْ قَالَ إِنَّ لَهُ لِأَجْرَيْنِ - وَجَمَعَ بَيْنَ اصْنَعِيهِ - إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قُلْ غَرَبِي مَشَى بِهَا مِثْلَهُ)) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ قَالَ: نَشَابَهَا. [راجع: ۲۴۷۷]

۴۱۹۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى خَيْبَرَ لَيْلًا وَكَانَ إِذَا أَتَى قَوْمًا بَلِيلٌ لَمْ يُغَرِّ بِهِمْ حَتَّى يَصْبَحَ فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتْ الْيَهُودُ بِمَسَاحِيهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا: مُحَمَّدٌ وَاللَّهِ مُحَمَّدٌ وَالْحَمِيسُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((حَرِبتُ خَيْبَرَ إِنَّا إِذَا

نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ)). [راجع: ۳۷۱] قوم کے میدان میں اتر جاتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔

تشریح: واقدی نے نقل کیا ہے کہ خیبر والوں کو پہلے ہی مسلمانوں کے حملہ کی اطلاع تھی۔ وہ ہر رات مسلح ہو کر نکلا کرتے تھے مگر اس رات کو ایسے غافل ہوئے کہ ان کا نہ کوئی جانور حرکت میں آیا نہ مرغ نے بانگ دی، یہاں تک کہ وہ صبح کے وقت کھیتی کے آلات لے کر نکلے اور اچانک اسلامی فوج پر ان کی نظریزی جس سے وہ گھبرا گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے نیک فالی لیتے ہوئے حربت خیبر کے الفاظ استعمال فرمائے جو حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئے۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔

۴۱۹۸- أَخْبَرَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَبَحْنَا خَيْبَرَ بُكْرَةً فَخَرَجَ أَهْلُهَا بِالْمَسَاحِي فَلَمَّا بَصُرُوا بِالنَّبِيِّ ﷺ قَالُوا: مُحَمَّدٌ وَاللَّهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ)) فَاصْبُنَا مِنْ لُحُومِ الْحُمْرِ فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمْرِ فَإِنَّهَا رِجْسٌ)).

(۴۱۹۸) ہمیں صدقہ بن الفضل نے خبر دی، کہا ہم کو ابن عیینہ نے خبر دی، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم خیبر صبح کے وقت پہنچے، یہودی اپنے پھاؤڑے وغیرہ لے کر باہر آئے لیکن جب انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا تو چلانے لگے محمد! خدا کی قسم محمد (ﷺ) لشکر لے کر آگئے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی ذات سب سے بلند و برتر ہے۔ یقیناً جب ہم کسی قوم کے میدان میں اتر جائیں تو پھر ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔ پھر ہمیں وہاں گدھے کا گوشت ملا لیکن حضور ﷺ کی طرف سے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ اللہ اور اس کے رسول تمہیں گدھے کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں کہ یہ ناپاک ہے۔

ابھی اس سے پہلے کی روایت میں ہے کہ رات کے وقت اسلامی لشکر خیبر پہنچا تھا ممکن ہے رات کے وقت ہی لشکر وہاں پہنچا ہو، لیکن رات موقع سے کچھ فاصلے پر گزاری ہو پھر جب صبح ہوئی تو لشکر میدان میں آیا ہو اور اس روایت میں صبح کے وقت پہنچنے کا ذکر غالباً اسی وجہ سے ہے۔

۴۱۹۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَاءَهُ جَاءَ فَقَالَ أَكَلْتِ الْحُمْرُ؟ فَسَكَتَ. ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةُ فَقَالَ: أَكَلْتِ الْحُمْرُ؟ فَسَكَتَ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةُ فَقَالَ أَفَيْتِ الْحُمْرُ؟ فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى فِي النَّاسِ: ((إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

(۴۱۹۹) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے محمد نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آنے والے نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ گدھے کا گوشت کھایا جا رہا ہے۔ اس پر آپ نے خاموشی اختیار کی پھر دوبارہ وہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ گدھے کا گوشت کھایا جا رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ اس مرتبہ بھی خاموش رہے، پھر وہ تیسری مرتبہ آئے اور عرض کیا کہ گدھے ختم ہو گئے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ایک منادی سے

اعلان کرایا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ تمہیں پالتو گدھوں کے گوشت کے کھانے سے منع کرتے ہیں۔ چنانچہ تمام ہانڈیاں الٹ دی گئیں حالانکہ وہ گوشت کے ساتھ جوش مار رہی تھیں۔

[راجع: ۳۷۱]

(۴۲۰۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے صبح کی نماز خیر کے قریب پہنچ کر ادا کی، ابھی اندھیرا تھا پھر فرمایا، اللہ کی ذات سب سے بلند و برتر ہے، خیر برباد ہوا، یقیناً جب ہم کسی قوم کے میدان میں اتر جاتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔ پھر یہودی گلیوں میں ڈرتے ہوئے نکلے۔ آخر حضور اکرم ﷺ نے ان کے جنگ کرنے والے لوگوں کو قتل کر دیا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ قیدیوں میں ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو دجیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی تھیں۔ پھر وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آگئیں۔ چنانچہ آپ نے ان سے نکاح کر لیا اور ان کے مرہ میں انہیں آزاد کر دیا۔ عبدالعزیز بن صہیب نے ثابت سے پوچھا ابو محمد! کیا تم نے یہ پوچھا تھا کہ حضور ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو مرہ میں کیا دیا تھا؟ ثابت رضی اللہ عنہ نے اثبات میں سر ملایا۔

[راجع: ۳۷۱]

(۴۲۰۱) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے قیدیوں میں تھیں لیکن آپ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا تھا۔ ثابت رضی اللہ عنہ نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا حضور ﷺ نے انہیں مرہ کیا دیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ خود انہیں کو ان کے مرہ میں دیا تھا یعنی انہیں آزاد کر دیا تھا۔

[راجع: ۳۷۱]

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا خیر کے یہودیوں میں بڑی خاندانی خاتون تھیں۔ انہوں نے جنگ سے پہلے ہی خواب دیکھا تھا کہ ایک چاند ان کی گود میں آگیا ہے۔ جنگ میں صلح کے بعد ان کے خاندانی وقار اور بہت سی خاندانی مصالح کے پیش نظر آنحضرت ﷺ نے ان کو آزاد کر کے خود اپنے حرم میں لے لیا۔ اس طرح ان کا خواب پورا ہوا اور ان کا احترام بھی باقی رہا۔ تفصیلی حالات پیچھے بیان

يَنْهَانَكُمْ عَنْ لُحُومِ الْخُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ))
فَأَكْفَفْتِ الْقُدُورَ وَأَنَهَا لَتَقُورَ بِاللَّحْمِ.

۴۲۰۰ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا
حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الصُّبْحَ
قَرِيبًا مِنْ خَيْبَرَ بَغْلَسَ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُ أَكْبَرُ
خَرَبْتُ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ
فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ)) فَخَرَجُوا يَسْعَوْنَ
فِي السَّكَكِ فَقَتَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُقَاتِلَةَ،
وَسَبَى الذَّرِيَّةَ. وَكَانَ فِي السَّبْيِ صَفِيَّةُ
فَصَارَتْ إِلَى دِخْيَةِ الْكَلْبِيِّ، ثُمَّ صَارَتْ
إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَجَعَلَ عِنْفَهَا صَدَقَهَا،
فَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ لِثَابِتٍ: يَا
أَبَا مُحَمَّدٍ أَنْتَ قُلْتَ لِأَنَسٍ مَا أَصْدَقَهَا؟
فَحَرَكَ ثَابِتٌ رَأْسَهُ تَصْدِيقًا لَهُ.

۴۲۰۱ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ
بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَبَى
النَّبِيُّ ﷺ صَفِيَّةَ فَاعْتَقَهَا
وَتَزَوَّجَهَا، فَقَالَ ثَابِتٌ لِأَنَسٍ: مَا أَصْدَقَهَا؟
ثَالَ: أَصْدَقَهَا نَفْسَهَا فَاعْتَقَهَا

تَشْرِيحُ

ہو چکے ہیں۔

۴۲۰۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ التَّقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلُوا، فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى عَسْكَرِهِ، وَمَالَ الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ لَا يَدْعُ لَهُمْ شَاذَةً وَلَا فَاذَةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ، فَقِيلَ مَا أَجْزَأُ فَلَانٌ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا صَاحِبُهُ، قَالَ: فَخَرَجَ مَعَهُ كُلُّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ، قَالَ: فَخَرَجَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ سَيْفَهُ بِالْأَرْضِ وَذُبَابُهُ بَيْنَ نَذْيِهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالَ: الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ أَنِفَا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ، فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ ثُمَّ جَرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الْأَرْضِ وَذُبَابُهُ بَيْنَ نَذْيِهِ، ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غِنْدَ ذَلِكَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلًا أَهْلُ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْذُو لِلنَّاسِ

(۴۲۰۲) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنے لشکر کے ساتھ) مشرکین (یعنی) یہود خیر کا مقابلہ کیا، دونوں طرف سے لوگوں نے جنگ کی، پھر جب آپ اپنے خیمے کی طرف واپس ہوئے اور یہودی بھی اپنے خیموں میں واپس چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی کے متعلق کسی نے ذکر کیا کہ یہودیوں کا کوئی بھی آدمی اگر انہیں مل جائے تو وہ اس کا پیچھا کر کے اسے قتل کئے بغیر نہیں رہتے۔ کہا گیا کہ آج فلاں شخص ہماری طرف سے جتنی بہادری اور ہمت سے لڑا ہے شاید اتنی بہادری سے کوئی بھی نہیں لڑا ہو گا لیکن حضور ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا کہ وہ اہل دوزخ میں سے ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ پھر میں ان کے ساتھ ساتھ رہوں گا، بیان کیا کہ پھر وہ ان کے پیچھے ہو لئے جہاں وہ ٹھہر جاتے وہ بھی ٹھہر جاتے اور جہاں وہ دوڑ کر چلتے یہ بھی دوڑنے لگتے۔ بیان کیا کہ پھر وہ صاحب زخمی ہو گئے، انتہائی شدید طور پر اور چاہا کہ جلدی موت آجائے۔ اس لیے انہوں نے اپنی تلوار زمین میں گاڑ دی اور اس کی نوک سینہ کے مقابل کر کے اس پر گر پڑے اور اس طرح خود کشی کر لی۔ اب دوسرے صحابی (جو ان کی جستجو میں لگے ہوئے تھے) حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پوچھا کیا بات ہے؟ ان صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جن کے متعلق ابھی آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ اہل دوزخ میں سے ہیں تو لوگوں پر آپ کا یہ فرمان بواشفاق گزرا تھا، میں نے ان سے کہا کہ میں تمہارے لیے ان کے پیچھے پیچھے جاتا ہوں۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ ساتھ رہا۔ ایک موقع پر جب وہ شدید زخمی ہو گئے تو اس خواہش میں کہ موت جلدی آجائے اپنی تلوار انہوں نے زمین میں گاڑ دی اور اس کی نوک کو اپنے سینہ کے سامنے کر کے اس پر گر پڑے اور اس طرح انہوں نے

خود اپنی جان کو ہلاک کر دیا۔ اسی موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ انسان زندگی بھر جنت والوں کے عمل کرتا ہے، حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے۔ اسی طرح دوسرا شخص زندگی بھر اہل دوزخ کے عمل کرتا ہے، حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔

وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ
عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ
أَهْلِ الْجَنَّةِ))۔

[راجع: ۲۹۹۲]

تشریح آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی اس شخص کا انجام معلوم ہو چکا تھا۔ جیسا آپؐ نے فرمایا ویسا ہی ہوا کہ وہ شخص خود کشی کر کے حرام موت مر گیا اور دوزخ میں داخل ہوا۔ اسی لیے انجام کا فکر ضروری ہے کہ فیصلہ انجام ہی کے مطابق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر نصیب کرے۔ اس حدیث میں جنگ خیر کا ذکر ہے، یہی باب سے مطابقت ہے۔

(۴۲۰۳) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم خیر کی جنگ میں شریک تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک صاحب کے متعلق جو آپؐ کے ساتھ تھے اور خود کو مسلمان کہتے تھے فرمایا کہ یہ شخص اہل دوزخ میں سے ہے۔ پھر جب لڑائی شروع ہوئی تو وہ صاحب بڑی پامردی سے لڑے اور بہت زیادہ زخمی ہو گئے۔ ممکن تھا کہ کچھ لوگ شبہ میں پڑ جاتے لیکن ان صاحب کے لیے زخموں کی تکلیف ناقابل برداشت تھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ترکش میں سے تیر نکالا اور اپنے سینہ میں چبھو دیا۔ یہ منظر دیکھ کر مسلمان دوڑتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپؐ کا فرمان سچ کر دکھایا۔ اس شخص نے خود اپنے سینے میں تیر چبھو کر خود کشی کر لی ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا، اے فلاں! جا اور اعلان کر دے کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوں گے۔ یوں اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد فاجر شخص سے بھی لے لیتا ہے۔ اس روایت کی متابعت معمر نے زہری سے کی۔

۴۲۰۳ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ
الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
شَهِدْنَا خَيْرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِرَجُلٍ
مِمَّنْ مَعَهُ يَدْعِي الْإِسْلَامَ: ((هَذَا مِنْ أَهْلِ
النَّارِ)) فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ
أَشَدَّ الْقِتَالِ حَتَّى كَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحَةُ فَكَادَ
بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ
الْجِرَاحَةِ فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى كِنَانَتِهِ
فَاسْتَخْرَجَ مِنْهَا اسْهُمَا فَتَحَرَ بِهَا نَفْسَهُ
فَاسْتَدَّ رِجَالًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالُوا: يَا
رَسُولَ اللَّهِ صَدَقَ اللَّهُ حَدِيثَكَ انْتَحَرَ
فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَقَالَ: ((قُمْ يَا فُلَانُ
فَإِنَّهُ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، إِنَّ
اللَّهَ يُؤَيِّدُ الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ))۔ تَابَعَهُ

مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. [راجع: ۲۸۹۸]

(۴۲۰۴) اور شیب نے یونس سے بیان کیا، انہوں نے ابن شہاب زہری سے، انہیں سعید بن مسیب اور عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب نے خبر دی، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ خیر میں موجود تھے اور ابن المبارک

۴۲۰۴ - وَقَالَ شَيْبٌ عَنْ يُونُسَ عَنِ
ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ، وَعَبْدُ
الرَّحْمَنِ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ أَبَا
هُرَيْرَةَ قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ خَيْرَ

نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے زہری نے، ان سے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔ اس روایت کی متابعت صالح نے زہری سے کی اور زبیدی نے بیان کیا، انہیں زہری نے خبر دی، انہیں عبدالرحمن بن کعب نے خبر دی اور انہیں عبید اللہ بن کعب نے خبر دی کہ مجھے ان صحابی نے خبر دی جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ خیبر میں موجود تھے۔ زہری نے بیان کیا اور مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے خبر دی رسول اللہ ﷺ سے۔

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ النَّبِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَابَعَهُ صَالِحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ شَهِدَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ خَيْبَرَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَسَعِيدُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۳۰۶۲]

طبرانی کی روایت میں ہے کہ جب آپ نے اس کو دوزخی فرمایا، لوگوں کو بہت گراں گزرا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! جب ایسی محنت اور کوشش کرنے والا دوزخی ہے تو پھر ہمارا حال کیا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص دوزخی ہے، اپنا نفاق چھپاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ظاہری اعمال پر حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ جب تک اندرونی حالات کی درستگی نہ ہو۔ اللہ سب کو نفاق سے بچائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول جو شیب عن یونس سے روایت کیا گیا ہے، اصل یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے پاس اس وقت آئے تھے جب جنگ خیبر ختم ہو چکی تھی۔ اس لیے شیب اور معمر کی روایت میں جو خیبر کا لفظ ہے اس میں شبہ رہتا ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ نے شیب اور ابن مبارک کی روایتوں سے یہ ثابت کیا کہ ان میں بجائے خیبر کے حنین کا لفظ مذکور ہے۔ صحیح بخاری کے بعض نسخوں میں یہاں خیبر کا لفظ مذکور ہے، بعض نے کہا وہی صحیح ہے۔

(۴۲۰۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا، ان سے عاصم نے، ان سے ابو عثمان نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر لشکر کشی کی یا یوں بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ (خیبر کی طرف) روانہ ہوئے تو (راستے میں) لوگ ایک وادی میں پہنچے اور بلند آواز کے ساتھ تکبیر کہنے لگے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ (اللہ سب سے بلند و برتر ہے، اللہ سب سے بلند و برتر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔) حضور ﷺ نے فرمایا اپنی جانوں پر رحم کرو، تم کسی بہرے کو یا ایسے شخص کو نہیں پکار رہے ہو، جو تم سے دور ہو، جسے تم پکار رہے ہو وہ سب سے زیادہ سننے والا اور تمہارے بہت نزدیک ہے بلکہ وہ تمہارے ساتھ ہے۔ میں حضور اکرم ﷺ کی سواری کے پیچھے تھا۔ میں نے جب لاحول و لا قوۃ الا باللہ کہا تو حضور ﷺ نے سن لیا، آپ نے فرمایا، عبد اللہ بن قیس! میں نے کہا لیک یا رسول اللہ! آپ

۴۲۰۵ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: لَمَّا غَزَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ أَوْ قَالَ لَمَّا تَوَجَّهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَفَ النَّاسُ عَلَى وَادٍ فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّكْبِيرِ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ارْتَبِعُوا عَلَيَّ أَنْفُسَكُمْ إِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ اصْمَ وَلَا غَائِبًا، إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعًا قَرِيبًا، وَهُوَ مَعَكُمْ)). وَأَنَا خَلْفَ دَابَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَمِعَنِي وَأَنَا أَقُولُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَقَالَ

نے فرمایا، کیا میں تمہیں ایک ایسا کلمہ نہ بتا دوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ میں نے عرض کیا ضرور بتائیے، یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قریان ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ کلمہ یہی ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ یعنی گناہوں سے بچنا اور نیکی کرنا یہ اسی وقت ممکن ہے، جب اللہ کی مدد شامل حال ہو۔

لِي : ((يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ)) قُلْتُ لَيْتَكَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ : ((الَا أَذُوكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كُتُبِ مَنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْتُ : بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ فِذَاكَ أَبِي وَأُمِّي قَالَ : ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ)).

جنگ خيبر کے لیے اسلامی فوج کی روانگی کا ایک منظر اس روایت میں پیش کیا گیا ہے اور باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ ذکر الہی کے لیے چیختے چلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ نام نہاد صوفیوں میں ذکر باہر کا ایک وظیفہ مروج ہے، زور زور سے کلمہ کی ضرب لگاتے ہیں۔ اس قدر چیخ کر کہ سننے والوں کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث سے ان کی بھی مذمت ثابت ہوئی۔ جس جگہ شارع ﷺ نے جبر کی اجازت دی ہے، وہاں جبر ہی افضل ہے جیسے اذان بوقتہ جبر ہی کے ساتھ مطلوب ہے یا جبری نمازوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد مقتدی اور امام ہر دو کے لیے آمین باہر کہنا۔ یہ رسول کریم ﷺ کی سنت ہے غرض ہر جگہ تعلیمات محمدی کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

(۴۲۰۶) ہم سے کئی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ابی عید نے بیان کیا، کہا کہ میں نے سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں ایک زخم کا نشان دیکھ کر ان سے پوچھا اے ابو مسلم! یہ زخم کیا ہے، انہوں نے بتایا کہ غزوۂ خیبر میں مجھے یہ زخم لگا تھا، لوگ کہنے لگے کہ سلمہ زخمی ہو گیا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نے تین مرتبہ اس پر دم کیا، اس کی برکت سے آج تک مجھے اس زخم سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

٤٢٠٦ - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي غُبَيْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ اثْرَ ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلْمَةَ فَقُلْتُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ مَا هَذِهِ الضَّرْبَةُ؟ قَالَ: هَذِهِ ضَرْبَةُ أَصَابَتْنِي يَوْمَ خَيْبَرٍ، فَقَالَ النَّاسُ: أَصِيبَ سَلْمَةُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَتَفَثَ فِيهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اسْتَكْنَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ

(۴۲۰۷) ہم سے عبد اللہ بن سلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی حازم نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک غزوہ (خیبر) میں نبی کریم ﷺ اور مشرکین کا مقابلہ ہوا اور خوب جم کر جنگ ہوئی آخر دونوں لشکر اپنے اپنے خیموں کی طرف واپس ہوئے اور مسلمانوں میں ایک آدمی تھا جنہیں مشرکین کی طرف کا کوئی شخص کہیں مل جاتا تو اس کا پیچھا کر کے قتل کئے بغیر وہ نہ رہتے۔ کہا گیا کہ یا رسول اللہ! جتنی بہادری سے آج فلاں شخص لڑا ہے، اتنی بہادری سے تو کوئی نہ لڑا ہو گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ اہل دوزخ میں سے ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا، اگر یہ بھی

٤٢٠٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: اتَّفَقَ النَّبِيُّ ﷺ وَالْمُشْرِكُونَ فِي بَعْضِ مَعَاذِرِهِ فَاقْتُلُوا فَمَالَ كُلُّ قَوْمٍ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي الْمُسْلِمِينَ رَجُلٌ لَا يَدْعُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ شَاذَةً وَلَا فَاذَةً إِلَّا اتَّبَعَهَا فَضَرَبَهَا بِسَيْفِهِ فَقِيلَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَجْزَأَ أَحَدًا مَا أَجْزَأَ فُلَانٍ فَقَالَ : ((إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) فَقَالُوا: إِنَّا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنَّ

دوزخی ہے تو پھر ہم جیسے لوگ کس طرح جنت والے ہو سکتے ہیں؟ اس پر ایک صحابی بولے کہ میں ان کے پیچھے پیچھے رہوں گا۔ چنانچہ جب وہ دوڑتے یا آہستہ چلتے تو میں ان کے ساتھ ساتھ ہوتا۔ آخر وہ زخمی ہوئے اور چاہا کہ موت جلد آجائے۔ اس لیے وہ تلوار کا قبضہ زمین میں گاڑ کر اس کی نوک سینے کے مقابل کر کے اس پر گر پڑے۔ اس طرح سے اس نے خودکشی کر لی۔ اب وہ صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے تفصیل بتائی تو آپ نے فرمایا کہ ایک شخص بظاہر جنتیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک دوسرا شخص بظاہر دوزخیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔

كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَا تَبِعْنَهُ فَإِذَا أَسْرَعَ وَأَبْطَأَ كُنْتُ مَعَهُ حَتَّى جُرِحَ فَاسْتَعَجَلَ الْمَوْتُ فَوَضَعَ نَصَابَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابُهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَجَاءَ الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((وَمَا ذَلِكَ؟)) فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ، وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). [راجع: ۲۸۹۸]

تشریح اس لیے تو فرمایا کہ اصل اعتبار خاتمہ کا ہے۔ جنتی لوگوں کا خاتمہ جنت کے اعمال پر اور دوزخیوں کا خاتمہ دوزخ کے اعمال پر ہوتا ہے۔ خودکشی کرنا شریعت میں سخت جرم قرار دیا گیا ہے۔ یہ حرام موت مرنا ہے۔ روایت میں جنگ خیر کا ذکر ہے۔ یہی روایت اور باب میں مطابقت ہے۔ یہ نوٹ آج شعبان سنہ ۱۳۹۲ھ کو مسجد اہلحدیث ہندوپور میں لکھ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو قائم و دائم رکھے، آمین۔

۴۲۰۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْخَزَاعِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ: نَظَرَ أَنَسٌ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَرَأَى طَيَالِسَةً فَقَالَ: كَانَهُمْ السَّاعَةَ يَهُودٌ خَبِيرٌ

۴۲۰۸) ہم سے محمد بن سعید خزاعی نے بیان کیا، کہا ہم سے زیاد بن ربیع نے بیان کیا، ان سے ابو عمران نے بیان کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے (بصرہ کی مسجد میں) جمعہ کے دن لوگوں کو دیکھا کہ (ان کے سروں پر) چادریں ہیں جن پر پھول کڑھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ لوگ اس وقت خیر کے یہودیوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔

تشریح حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ شاید یہ لوگ اکثر چادریں اوڑھتے ہوں گے اور دوسرے لوگ جن کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا وہ اس قدر کثرت سے چادریں نہ اوڑھتے ہوں گے۔ اس لیے ان کو یہودیوں سے مشابہت دی۔ اس سے چادر اوڑھنے کی کراہیت نہیں نکلتی۔ بعضوں نے کہا انس رضی اللہ عنہ نے دو رنگ کی چادروں کے اوڑھنے پر انکار کیا مگر طبرانی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکالا کہ آنحضرت ﷺ اکثر اپنی چادر اور ازار کو زعفران یا ورس سے رنگتے۔ بعضوں نے کہا یہ لوگ چادریں اس طرح اوڑھتے تھے جیسے یہودی اوڑھتے ہیں کہ پیٹھ اور مونڈھوں پر ڈال کر دونوں کنارے لٹکے رہنے دیتے ہیں، لٹکتے نہیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ یہودی مخالفت کرو۔

۴۲۰۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ

۴۲۰۹) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم نے

حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ
سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي
خَيْبَرَ وَكَانَ رَمِدًا فَقَالَ: أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنِ
النَّبِيِّ ﷺ فَلَحِقَ بِهِ فَلَمَّا بَنَيْنَا اللَّيْلَةَ الَّتِي
فُيْحَتْ قَالَ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا - أَوْ
لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا - رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللَّهُ
وَرَسُولُهُ، يُفْتَحُ عَلَيْهِ)) فَتَحْنُ نَرْجُوهَا
فَقِيلَ: هَذَا عَلِيٌّ فَأَعْلَمَهُ فُتِّحَ عَلَيْهِ.

[راجع: ۲۹۷۶]

۴۲۱۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا
يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ
قَالَ: أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ:
((لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُفْتَحُ اللَّهُ
عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، وَيُحِبُّهُ
اللَّهُ وَرَسُولُهُ)) قَالَ: قَبَاتَ النَّاسُ يَذُوكُونَ
لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ
غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُوا
أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ: ((أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي
طَالِبٍ؟)) فَقِيلَ: هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَشْتَكِي
عَيْنَيْهِ قَالَ: ((فَارْسُلُوهُ إِلَيْهِ)) فَأَتِي بِهِ
فَبَصَّقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ
قَبْرًا حَتَّى كَانَ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ
الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَفَاتِلَهُمْ
حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا. فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ: ((انْفُذْ عَلَيَّ رِسْلَكَ حَتَّى تَنْزِلَ

بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بنہ نے بیان
کیا کہ علی بنہ غزوہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ جاسکے تھے
کیونکہ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ (جب آنحضور ﷺ جا چکے) تو
انہوں نے سوچا، اب میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ غزوہ میں بھی
شریک نہ ہوں گا؟ چنانچہ وہ بھی آگئے۔ جس دن خیبر فتح ہونا تھا، جب
اس کی رات آئی تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ کل میں (اسلامی) علم
اس شخص کو دوں گا یا فرمایا کہ علم وہ شخص لے گا جسے اللہ اور اس کا
رسول عزیز رکھتے ہیں اور جس کے ہاتھ پر فتح حاصل ہوگی۔ ہم سب
ہی اس سعادت کے امیدوار تھے لیکن کہا گیا کہ یہ ہیں علی بنہ اور
حضور ﷺ نے انہیں کو جھنڈا دیا اور انہیں کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوا۔

(۴۲۱۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے
یعقوب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے بیان کیا،
انہوں نے کہا کہ مجھے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ غزوہ
خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کل میں جھنڈا ایک
شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا اور جو اللہ
اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول
بھی اسے عزیز رکھتے ہیں۔ راوی نے بیان کیا کہ وہ رات سب کی اس
فکر میں گزر رہی تھی کہ دیکھیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم علم کسے عطا
فرماتے ہیں۔ صبح ہوئی تو سب خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور اس
امید کے ساتھ کہ علم انہیں کو ملے گا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے دریافت فرمایا، علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا کہ یا رسول
اللہ! وہ تو آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا کہ انہیں بلا لاؤ۔ جب وہ لائے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنا تھوک ان کی آنکھوں میں لگا دیا اور ان کے لیے دعا کی۔
اس دعا کی برکت سے ان کی آنکھیں اتنی اچھی ہو گئیں جیسے پہلے کوئی
بیماری ہی نہیں تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے علم سنبھال کر
عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان سے اس وقت تک جنگ کروں گا جب

تک وہ ہمارے ہی جیسے نہ ہو جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یوں ہی چلے جاؤ، ان کے میدان میں اتر کر پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو اور بتاؤ کہ اللہ کا ان پر کیا حق ہے۔ خدا کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

بِسَاخَتِهِمْ ثُمَّ اِذْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ
وَاخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ
فِيهِ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ لَانَ يَهْدِي اللّٰهَ بِكَ رَجُلًا
وَاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ
النَّعَمِ)). [راجع: ۲۹۴۲]

معلوم ہوا کہ جنگ اسلام کا مقصود اول نہیں ہے۔ اسلام کا مقصود حقیقی اشاعت اسلام ہے جو اگر تبلیغ اسلام سے ہو جائے تو لڑنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف فرمایا ہے کہ اللہ پاک فسادوں کو دوست نہیں رکھتا، وہ تو عدل و انصاف اور صلح و امن و امان کا چاہنے والا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فاتح خیبر اس لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے آخر میں جحشا سنبھالا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر خیبر کو فتح کرایا۔ لال اونٹ عرب کے ملک میں بہت قیمتی ہوتے ہیں۔

(۴۲۱۱) ہم سے عبدالغفار بن داؤد نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمن نے بیان کیا (دوسری سند) اور مجھ سے احمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے یعقوب بن عبدالرحمن زہری نے خبر دی، انہیں مطلب کے مولیٰ عمرو نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم خیبر آئے پھر جب اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو خیبر کی فتح عنایت فرمائی تو آپ کے سامنے صفیہ بنت جہی بن اخطب رضی اللہ عنہا کی خوبصورتی کا کسی نے ذکر کیا، ان کے شوہر قتل ہو گئے تھے اور ان کی شادی ابھی نئی ہوئی تھی۔ اس لیے حضور ﷺ نے انہیں اپنے لیے لے لیا اور انہیں ساتھ لے کر حضور ﷺ روانہ ہوئے۔ آخر جب ہم مقام سد الصباء میں پہنچے تو ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا حیض سے پاک ہوئیں اور حضور ﷺ نے ان کے ساتھ خلوت فرمائی پھر آپ نے جہن بنایا۔ (جو کجھور کے ساتھ گھی اور پیروغیرہ ملا کر بنایا جاتا ہے) اور اسے چھوٹے سے ایک دسترخوان پر رکھ کر مجھ کو حکم فرمایا کہ جو لوگ تمہارے قریب ہیں انہیں بلا لو۔ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا آنحضرت ﷺ کی طرف سے یہی دلیمرہ تھا۔ پھر ہم مدینہ کے لیے روانہ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے لیے عبا اونٹ کی کوبان میں باندھ دی تاکہ پیچھے سے وہ اسے پکڑے رہیں اور اپنے

۴۲۱۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ،
حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ح
وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الزُّهْرِيُّ
عَنْ عَمْرِو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ
مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : قَدِمْنَا خَيْبَرَ
فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجِصْنَ ذُكِرَ لَهُ
جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حِمْيَرٍ ابْنِ أَخْطَبٍ وَقَدْ
قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوسًا فَاصْطَفَاهَا
النَّبِيُّ ﷺ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى بَلَغْنَا سِدَّ
الصَّبَاءِ حَلَّتْ لَبَنَى بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
صَنَعَ حَيْسًا فِي نَطْعٍ صَغِيرٍ ثُمَّ قَالَ لِي :
((إِذْنٌ مِنْ حَوْلِكَ)) فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَتُهُ
عَلَى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ فَرَأَيْتُ
النَّبِيَّ ﷺ يُحَوِّي لَهَا وَرَاءَهُ بَعَاءَةً ثُمَّ
يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيرِهِ فَيَصْنَعُ رُكْبَتَهُ وَتَصْنَعُ
صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ حَتَّى تَرَكَبَ.

اونٹ کے پاس بیٹھ کر اپنا گھٹنا اس پر رکھا اور صفیہ رضی اللہ عنہا اپنا پاؤں
آنحضور ﷺ کے گھٹنے پر رکھ کر سوار ہوئیں۔

(۴۲۱۲) ہم سے اسماعیل بن ابوالیس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے
میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان
سے یحییٰ بن سعید انصاری نے، ان سے حمید طویل نے اور انہوں نے
انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے صفیہ بنت جحش رضی
اللہ عنہا کے لیے خیبر کے راستے میں تین دن تک قیام فرمایا اور آخری
دن ان سے خلوت فرمائی اور وہ بھی امہات المؤمنین میں شامل ہو
گئیں۔

(۴۲۱۳) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر
بن ابی کثیر نے خبر دی، کہا کہ مجھے حمید نے خبر دی اور انہوں نے انس
بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ
اور خیبر کے درمیان (مقام سد الصباء میں) تین دن تک قیام فرمایا اور
وہیں صفیہ رضی اللہ عنہا سے خلوت کی تھی پھر میں نے حضور ﷺ کی طرف
سے مسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت دی۔ آپ کے ولیمہ میں نہ روٹی تھی،
نہ گوشت تھا صرف اتنا ہوا کہ آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو دسترخوان بچھانے
کا حکم دیا اور وہ بچھا دیا، پھر اس پر کھجور، پنیر اور گھی (کا مالیدہ) رکھ
دیا۔ مسلمانوں نے کہا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا امہات المؤمنین میں سے
ہیں یا باندی ہیں؟ کچھ لوگوں نے کہا کہ اگر آنحضرت ﷺ نے انہیں
پردے میں رکھا تو وہ امہات المؤمنین میں سے ہوں گی لیکن اگر آپ
نے انہیں پردے میں نہیں رکھا تو پھر یہ اس کی علامت ہوگی کہ وہ
باندی ہیں۔ آخر جب کوچ کا وقت ہوا تو آنحضرت ﷺ نے ان کے
لیے اپنی سواری پر پیچھے بیٹھنے کی جگہ بنائی اور ان کے لیے پردہ کیا۔

(۴۲۱۴) ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا، کہا ہم سے
شعبہ بن حجاج نے بیان کیا (دوسری سند) اور مجھ سے عبداللہ بن محمد
نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے
بیان کیا، ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ

۴۲۱۲- حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ
عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ حَمِيدِ الطَّوِيلِ
سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ أَقَامَ عَلَى صَفِيَّةَ بِنْتِ حِشٍّ
بَطْرِيقِ خَيْبَرَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتَّى اغْرَسَ بِهَا وَ
كَانَتْ فِيمَنْ ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ.

[راجع: ۳۷۱]

۴۲۱۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ
أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي حَمِيدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ يَقُولُ: أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ خَيْبَرَ
وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ،
فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ، وَمَا كَانَ
فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ وَمَا كَانَ فِيهَا إِلَّا
أَنْ أَمَرَ بِلَالًا بِالْأَنْطَاعِ فَبَسِطَتْ فَأَلْفَى
عَلَيْهَا التَّمْرَ وَالْأَقِطَ وَالسَّمْنَ فَقَالَ
الْمُسْلِمُونَ: إِحْذِي أُمَهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ
مَا مَلَكَتْ يَمِينَهُ قَالُوا: إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ
إِحْذِي أُمَهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا
فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينَهُ، فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَأَ
لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ. [راجع: ۳۷۱]

۴۲۱۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا
وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَمِيدِ بْنِ هِلَالٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَغْفَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

نے بیان کیا کہ ہم خیبر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ کسی شخص نے چڑے کی ایک کپی پھینکی جس میں چربی تھی، میں اسے اٹھانے کے لیے دوڑا لیکن میں نے جو مڑ کر دیکھا تو حضور اکرم ﷺ موجود تھے، میں شرم سے پانی پانی ہو گیا۔

(۴۲۱۵) مجھ سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبید اللہ نے، ان سے نافع اور سالم نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ غزوہ خیبر کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لسن اور پالتو گدھوں کے کھانے سے منع فرمایا تھا۔ لسن کھانے کی ممانعت کا ذکر صرف نافع سے منقول ہے اور پالتو گدھوں کے کھانے کی ممانعت صرف سالم سے منقول ہے۔

(۴۲۱۶) مجھ سے یحییٰ بن قزعة نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ اور حسن نے جو دونوں محمد بن علی کے صاحبزادے ہیں، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر عورتوں سے متعہ کی ممانعت کی تھی اور پالتو گدھوں کے کھانے کی بھی۔

قَالَ: كُنَّا مُحَاصِرِي خَيْبَرَ فَرَمَى إِنْسَانٌ بِجَرَابٍ فِيهِ شَحْمٌ فَتَزَوْتُ لِأَخْذِهِ فَالْتَفَتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحْيَيْتُ.

۴۲۱۵- حَدَّثَنِي عُيَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ وَسَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَكْلِ الثَّوْمِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ. نَهَى عَنْ أَكْلِ الثَّوْمِ. هُوَ عَنْ نَافِعٍ وَخَذَهُ وَلُحُومِ الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ عَنْ سَالِمٍ. [راجع: ۸۵۳]

۴۲۱۶- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ أَكْلِ الْحُمْرِ الْإِنْسِيَّةِ.

[أطرافه في: ۵۱۱۵، ۵۵۲۳، ۶۹۶۱]

تفسیر اس سے پہلے متعہ کرنا جائز تھا، مگر آج کے دن سے متعہ قیامت تک کے لیے حرام قرار دے دیا گیا۔ روافض متعہ کے قائل ہیں جو سراسر باطل خیال ہے۔ اسلام جیسے بامصلوب مذہب میں متعہ جیسے ناجائز فعل کی کوئی گنجائش قطعاً نہیں ہے۔ بعض روایتوں کے مطابق حجۃ الوداع میں متعہ حرام ہوا اور قیامت تک اس کی حرمت قائم رہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برسر منبر اس کی حرمت بیان کی اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سکوت کیا تو اس کی حرمت پر اجماع ثابت ہو گیا۔

(۴۲۱۷) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، ان سے عبید اللہ بن عمر نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر پالتو گدھے کا گوشت کھانے کی ممانعت کی تھی۔

۴۲۱۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا عُيَيْدُ بْنُ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ.

[راجع: ۸۵۳]

(۴۲۱۸) مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن عبید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے نافع اور سالم نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت کی ممانعت کی تھی۔

(۴۲۱۹) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے، ان سے عمرو نے، ان سے محمد بن علی نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر گدھے کے گوشت کھانے کی ممانعت کی تھی اور گھوڑوں کے گوشت کھانے کی اجازت دی تھی۔

۴۲۱۸- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ وَسَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ. [راجع: ۸۵۳]

۴۲۱۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمْرِ وَرَخَّصَ فِي الْخَيْلِ. [طرفاه فی : ۵۵۲۰، ۵۵۲۴].

امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کی بنا پر گھوڑے کے گوشت کو حلال قرار دیا ہے۔

(۴۲۲۰) ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے عباد نے بیان کیا، ان سے شیبانی نے بیان کیا اور انہوں نے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ غزوہ خیبر میں ایک موقع پر ہم بہت بھوکے تھے، ادھر ہانڈیوں میں ابال آرہا تھا (گدھے کا گوشت پکایا جا رہا تھا) اور کچھ پک بھی گئیں تھیں کہ نبی کریم ﷺ کے منادی نے اعلان کیا کہ گدھے کے گوشت کا ایک ذرہ بھی نہ کھاؤ اور اسے پھینک دو۔ ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر بعض لوگوں نے کہا کہ آنحضور ﷺ نے اس کی ممانعت اس لیے کی ہے کہ ابھی اس میں سے خمس نہیں نکالا گیا تھا اور بعض لوگوں کا خیال تھا کہ آپ نے اس کی واقعی ممانعت (بیش کے لیے) کر دی ہے، کیونکہ یہ گندگی کھاتا ہے۔

۴۲۲۰- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَصَابَنَا مَجَاعَةٌ يَوْمَ خَيْبَرَ فَإِنَّ الْقُدُورَ لَتَغْلِي، قَالَ وَبَعْضُهَا نَضِجَتْ فَجَاءَ مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا تَأْكُلُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمْرِ شَيْئًا وَأَهْرِيقُوهَا)). قَالَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى فَتَحَدَّثْنَا أَنَّهُ إِنَّمَا نَهَى عَنْهَا لِأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: نَهَى عَنْهَا لِأَنَّهَا كَانَتْ تَأْكُلُ الْعَذِيرَةَ. [راجع: ۳۱۵۵]

(۴۲۲۱-۴۲۲۲) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھ کو عدی بن ثابت نے خبر دی اور انہیں براء اور عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما نے کہ وہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، پھر انہیں گدھے ملے تو انہوں نے ان کا گوشت پکایا لیکن حضور ﷺ کے منادی نے اعلان کیا کہ ہانڈیاں

۴۲۲۱، ۴۲۲۲- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مَنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ الْبَرَاءِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَصَابُوا حُمْرًا فَطَبَخُوهَا فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ:

انڈیل دو۔

((أَكْفِنُوا الْقُدُورَ)). [أطرافه في : ٤٢٢٣،

٤٢٢٦، ٥٥٢٥].

(٣٢٢٣-٣٢٢٤) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ثابت نے بیان کیا، انہوں نے براء بن عازب اور عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ یہ حضرات نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے تھے کہ حضور ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر فرمایا تھا کہ ہانڈیوں کا گوشت پھینک دو، اس وقت ہانڈیاں چولے پر رکھی جا چکی تھیں۔

٤٢٢٣، ٤٢٢٤ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثَانِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ وَقَدْ نَصَبُوا الْقُدُورَ ((أَكْفِنُوا الْقُدُورَ)).

[راجع: ٣١٥٣، ٤٢٢١]

(٣٢٢٥) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ثابت نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک تھے پھر پہلی حدیث کی طرح روایت نقل کی۔

٤٢٢٥ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

[راجع: ٤٢٢١]

(٣٢٢٦) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن ابی زائدہ نے خبر دی، کہا ہم کو عاصم نے خبر دی، انہیں عامر نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ غزوہ خیبر کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ پالتو گدھوں کا گوشت ہم پھینک دیں، کچا بھی اور پکا ہوا بھی، پھر ہمیں اس کے کھانے کا کبھی آپ نے حکم نہیں دیا۔

٤٢٢٦ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ أَنْ نُلْقِيَ الْحُمْرَ الْأَهْلِيَّةَ نَيْتَةً وَنَصِيبَجَةً، ثُمَّ لَمْ يَأْمُرْنَا بِأَكْلِهِ بَعْدُ. [راجع: ٤٢٢١]

(٣٢٢٧) مجھ سے محمد بن ابی الحسین نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے، ان سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے عامر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ آیا آنحضرت ﷺ نے گدھے کا گوشت کھانے سے اس لیے منع کیا تھا کہ اس سے بوجھ ڈھونے کا کام لیا جاتا ہے اور آپ نے پسند نہیں فرمایا کہ بوجھ ڈھونے والے جانور ختم ہو جائیں، یا آپ نے صرف غزوہ خیبر کے موقع پر پالتو گدھوں کے گوشت کی ممانعت کی تھی۔

٤٢٢٧ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَا أَذْرِي أَنَّهُی عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ كَانَ حَمُولَةً النَّاسِ فِكْرَةً أَنْ تَذْهَبَ حَمُولَتُهُمْ، أَوْ حَرَمَهُ فِي يَوْمٍ خَيْبَرَ لَحْمِ الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ.

(۴۲۲۸) ہم سے حسن بن اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا، کہا ہم سے زائدہ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عمر نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر میں (مال غنیمت سے) سواروں کو دو حصے دیئے تھے اور پیدل فوجیوں کو ایک حصہ، اس کی تفسیر نافع نے اس طرح کی ہے کہ اگر کسی شخص کے ساتھ گھوڑا ہو تو اسے تین حصے ملتے تھے اور اگر گھوڑا نہ ہو تو صرف ایک حصہ ملتا تھا۔

(۴۲۲۹) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور انہیں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے عرض کیا کہ حضور ﷺ نے بنو مطلب کو تو خیبر کے خمس میں سے عنایت فرمایا ہے اور ہمیں نظر انداز کر دیا ہے حالانکہ آپ سے قرابت میں ہم اور وہ برابر تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یقیناً بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہیں۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو (خمس میں سے) کچھ نہیں دیا تھا۔

کیونکہ عبد مناف کے چار بیٹے تھے، ہاشم، مطلب، عبد شمس اور نوفل۔ ہاشم کی اولاد میں آنحضرت ﷺ تھے اور نوفل کی اولاد میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، عبد شمس کی اولاد میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

(۴۲۳۰) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے برید بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے ابورہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہمیں نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے متعلق خبر ملی تو ہم یمن میں تھے۔ اس لیے ہم بھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ہجرت کی نیت سے نکل پڑے۔ میں اور میرے دو بھائی، میں دونوں سے چھوٹا تھا۔ میرے ایک بھائی کا نام ابورہ رضی اللہ عنہ تھا اور دوسرے کا ابورہم۔ انہوں نے کہا کہ کچھ اوپر پہنچا

۴۲۲۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِلرَّجُلِ سَهْمًا. فَسَرَهُ نَافِعٌ فَقَالَ: إِذَا كَانَ مَعَ الرَّجُلِ فَرَسٌ فَلَهُ ثَلَاثَةُ أَشْهُمٍ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فَرَسٌ فَلَهُ سَهْمٌ. [راجع: ۲۸۶۳]

۴۲۲۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَانَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْنَا أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ مِنْ خُمْسِ خَيْبَرَ، وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْكَ، فَقَالَ: ((أَنَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ)) قَالَ جُبَيْرٌ: وَلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ ﷺ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَبَنِي نَوْفَلٍ شَيْئًا. [راجع: ۳۱۴۰]

۴۲۳۰- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَلَّغْنَا مَخْرَجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِينَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخَوَانِ لِي أَنَا أَصْغَرُهُمَا أَحَدُهُمَا أَبُو بُرَيْدَةَ وَالْآخَرُ أَبُو رَهْمٍ إِذَا قَالَ: بَضْعٌ،

یا انہوں نے یوں بیان کیا کہ تربین (۵۳) یا بادون (۵۲) میری قوم کے لوگ ساتھ تھے۔ ہم کشتی پر سوار ہوئے لیکن ہماری کشتی نے ہمیں نجاشی کے ملک حبشہ میں لا ڈالا۔ وہاں ہماری ملاقات جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہو گئی، جو پہلے ہی مکہ سے ہجرت کر کے وہاں پہنچ چکے تھے۔ ہم نے وہاں انہیں کے ساتھ قیام کیا، پھر ہم سب مدینہ ساتھ روانہ ہوئے۔ یہاں ہم حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں اس وقت پہنچے جب آپ خیر فرج کر چکے تھے۔ کچھ لوگ ہم سے یعنی کشتی والوں سے کہنے لگے کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو ہمارے ساتھ مدینہ آئی تھیں، ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ان سے ملاقات کے لیے وہ بھی نجاشی کے ملک میں ہجرت کرنے والوں کے ساتھ ہجرت کر کے چلی گئی تھیں۔ عمر رضی اللہ عنہ بھی حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے۔ اس وقت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا وہیں تھیں۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو دریافت فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ اسماء بنت عمیس۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا اچھا وہی جو حبشہ سے بحری سفر کر کے آئی ہیں۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جی ہاں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ ہم تم لوگوں سے ہجرت میں آگے ہیں۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ سے ہم تمہارے مقابلہ میں زیادہ قریب ہیں۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے اس پر بہت غصہ ہو گئیں اور کہا ہرگز نہیں، خدا کی قسم! تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے ہو، تم میں جو بھوکے ہوتے تھے اسے آنحضور ﷺ کھانا کھلاتے تھے اور جو نا واقف ہوتے اسے آنحضور ﷺ نصیحت و موعظت کیا کرتے تھے۔ لیکن ہم بہت دور حبشہ میں غیروں اور دشمنوں کے ملک میں رہتے تھے، یہ سب کچھ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کے راستے ہی میں تو کیا اور خدا کی قسم! میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی جب تک تمہاری بات رسول اللہ ﷺ سے نہ کہہ لوں۔ ہمیں اذیت دی جاتی تھی، دھمکیاں دیا جاتا تھا، میں آنحضور ﷺ سے اس کا ذکر کروں گی اور آپ سے اس کے متعلق پوچھوں گی۔ خدا کی قسم کہ نہ

وَمَا قَالَ : فِي ثَلَاثَةِ وَخَمْسِينَ أَوْ اثْنَيْ وَخَمْسِينَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي فَوَكَّبْنَا سَفِينَةً فَأَلْقَيْنَا سَفِينَتَنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ، فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا جَمِيعًا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتِتَحَ خَيْبَرُ وَكَانَ أَنَاسٌ مِنَ النَّاسِ يَقُولُونَ لَنَا يَغْنِي لَأَهْلِ السَّفِينَةِ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهَجْرَةِ، وَدَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ وَهِيَ مِنْ قَدِيمٍ مَعَنَا عَلَى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، زَائِرَةٌ وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيمَنْ هَاجَرَ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى حَفْصَةَ وَأَسْمَاءَ عِنْدَهَا فَقَالَ عُمَرُ حِينَ رَأَى أَسْمَاءَ: مَنْ هَذِهِ؟ قَالَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ، قَالَ عُمَرُ: الْحَبَشِيَّةُ هَذِهِ، الْبَحْرِيَّةُ هَذِهِ، قَالَتْ أَسْمَاءُ نَعَمْ. قَالَ: سَبَقْنَاكُمْ بِالْهَجْرَةِ فَتَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكُمْ، فَقَضَيْتِ وَقَالَتْ: كَلَّا وَاللَّهِ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ وَيَعْطُ جَاهِلَكُمْ، وَكُنَّا فِي دَارٍ أَوْ فِي أَرْضٍ الْبُعْدَاءِ الْمُتَعَصِّاءِ بِالْحَبَشَةِ وَذَلِكَ فِي اللَّهِ وَلِي رَهْبُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّمَا اللَّهُ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتَّى أَذْكُرَ مَا قُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَتَحْنُ كُنَّا نُؤْذَى وَنُخَافُ وَنَسْأَلُكَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْأَلُهُ وَاللَّهِ لَا أَكْذِبُ وَلَا

میں جھوٹ بولوں گی، نہ کج روی اختیار کروں گی اور نہ کسی (خلاف واقعہ بات کا) اضافہ کروں گی۔

[راجع: ۳۱۳۶]

(۴۲۳۱) چنانچہ جب حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا یا نبی اللہ عمر اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ پھر تم نے انہیں کیا جواب دیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے انہیں یہ یہ جواب دیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ وہ تم سے زیادہ مجھ سے قریب نہیں ہیں۔ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو صرف ایک ہجرت حاصل ہوئی اور تم کشتی والوں نے دو ہجرتوں کا شرف حاصل کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس واقعہ کے بعد ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور تمام کشتی والے میرے پاس گروہ درگروہ آنے لگے اور مجھ سے اس حدیث کے متعلق پوچھنے لگے۔ ان کے لیے دنیا میں حضور اکرم ﷺ کے ان کے متعلق اس ارشاد سے زیادہ خوش کن اور باعث فخر اور کوئی چیز نہیں تھی۔

(۴۲۳۲) ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ مجھ سے اس حدیث کو بار بار سنتے تھے۔ ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، جب میرے اشعری احباب رات میں آتے ہیں تو میں ان کی قرآن کی تلاوت کی آواز پہچان جاتا ہوں۔ اگرچہ دن میں، میں نے ان کی اقامت گاہوں کو نہ دیکھا ہو لیکن جب رات میں وہ قرآن پڑھتے ہیں تو ان کی آواز سے میں ان کی اقامت گاہوں کو پہچان لیتا ہوں۔ میرے ان ہی اشعری احباب میں ایک مرد انا بھی ہے کہ جب کہیں اس کی سواروں سے ٹکھیر ہو جاتی ہے، یا آپ نے فرمایا کہ دشمن سے تو ان سے کہتا ہے کہ میرے دوستوں نے کہا ہے کہ تم تھوڑی دیر کے لیے ان کا انتظار کر لو۔

۴۲۳۱- فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّ عُمَرَ قَالَ: كَذًا وَكَذَا، قَالَ: ((فَمَا قُلْتَ لَهُ؟)) قَالَتْ: قُلْتُ لَهُ كَذًا وَكَذَا. قَالَ: ((لَيْسَ بِأَحَقُّ بِي مِنْكُمْ وَلَهُ وَالْأَصْحَابُ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ، وَلَكُمْ أَنْتُمْ أَهْلُ السَّفِينَةِ هِجْرَتَانِ)) قَالَتْ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسَى وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ يَأْتُونِي أَرْسَالًا يَسْأَلُونِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ أَفْرَحُ وَلَا أَغْظَمُ فِي أَنْفُسِهِمْ، مِمَّا قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۲۳۲- قَالَ أَبُو بُرْدَةَ قَالَتْ اسْمَاءُ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسَى وَإِنَّهُ لَيَسْتَعِيدُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنِّي، قَالَ أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْرِفُ أَصَوَاتَ رُفَقَةِ الْأَشْعَرِيِّينَ بِالْقُرْآنِ حِينَ يَدْخُلُونَ بِاللَّيْلِ، وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصَوَاتِهِمْ بِالْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ، وَإِنْ كُنْتُ لَمْ أَرِ مَنَازِلَهُمْ حِينَ نَزَلُوا بِالنَّهَارِ، وَمِنْهُمْ حَكِيمٌ إِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ - أَوْ قَالَ الْغَدُوَ - قَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَصْحَابِي يَأْمُرُونَكُمْ أَنْ تَنْظُرُوا لَهُمْ)).

روایت کے آخر میں ایک اشعری حکیم کا ذکر ہے، حکیم اس کا نام ہے یا وہ حکمت جاننے والا ہے۔ روایت کے آخر میں اس حکیم کے قول کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ساتھ لڑنے کو تیار ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ حکیم بڑا بہادر ہے، دشمنوں کے مقابلہ سے ہچکچاتا نہیں ہے بلکہ یہ کہتا ہے کہ ذرا صبر کرو ہم تم سے لڑنے کے لیے حاضر ہیں یا یہ مطلب ہے کہ وہ بڑی حکمت اور دانائی

والا ہے۔ دشمنوں کو اس طرح ڈرا کر اپنے تئیں ان سے بچا لیتا ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اکیلا نہیں ہے، اس کے ساتھی اور آرہے ہیں۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے جب وہ مسلمان سواروں سے ملتا ہے تو کہتا ہے ذرا ٹھہرو یعنی ہمارے ساتھیوں کو جو پیدل ہیں آجانے دو، ہم تم سب مل کر کافروں سے لڑیں گے۔

۴۲۳۳- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ حَفْصَ بْنَ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنْ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَقَسَمَ لَنَا وَلَمْ يَقْسِمِ لِأَحَدٍ لَمْ يَشْهَدْ الْفَتْحَ غَيْرَنَا.

[راجع: ۱۳۱۳۶]

۴۲۳۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي نَوْزٌ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: افْتَتَحْنَا خَيْبَرَ وَلَمْ نَعْمَ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً إِنَّمَا غَنِمْنَا الْبَقَرِ وَالْإِبِلَ، وَالْمَتَاعَ، وَالْخَوَائِطَ، ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى وَادِي الْقُرَى، وَمَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ يُقَالُ لَهُ مِذْعَمٌ أَهْدَاهُ لَهُ أَحَدُ بَنِي الصَّبَابِ فَبَيْنَمَا هُوَ يَحْطُ رَحَلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ غَابِرٌ حَتَّى أَصَابَ ذَلِكَ الْعَبْدَ. فَقَالَ النَّاسُ: هَبْنَاهُ لَهُ الشَّهَادَةَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

((بَلَى، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشُّمْلَةَ الَّتِي أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصَيِّهَا الْمَقَاسِمُ، لِنَشْتَعِلَ عَلَيْهِ نَارًا)) فَجَاءَ رَجُلٌ حِينَ سَمِعَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ

(۴۲۳۳) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم نے حفص بن غیاث سے سنا، ان سے برید بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ خیبر کی فتح کے بعد ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے لیکن آنحضرت ﷺ نے (مال غنیمت میں) ہمارا بھی حصہ لگایا۔ آپ نے ہمارے سوا کسی بھی ایسے شخص کا حصہ مال غنیمت میں نہیں لگایا جو فتح کے وقت (اسلامی لشکر کے ساتھ) موجود نہ رہا ہو۔

(۴۲۳۴) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا، ان سے امام مالک بن انس نے بیان کیا، ان سے ثور نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن مطیع کے مولیٰ سالم نے بیان کیا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب خیبر فتح ہوا تو مال غنیمت میں سونا اور چاندی نہیں ملا تھا بلکہ گائے، اونٹ، سامان اور باغات ملے تھے پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وادی القریٰ کی طرف لوٹے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مدغم نامی غلام تھا جو بنی صباب کے ایک صحابی نے آپ کو ہدیہ میں دیا تھا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ اتار رہا تھا کہ کسی نامعلوم سمت سے ایک تیرا کر ان کے لگا۔ لوگوں نے کہا مبارک ہو، شہادت! لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو چادر اس نے خیبر میں تقسیم سے پہلے مال غنیمت میں سے چرائی تھی وہ اس پر آگ کا شعلہ بن کر بھڑک رہی ہے۔ یہ سن کر ایک دوسرے صحابی ایک یادو تسمے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ میں نے اٹھا لیا ہے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بَشِيرًا أَوْ بَشِيرًا كَيْنٍ فَقَالَ: هَذَا شَيْءٌ كُنْتُ أَصْنَعُهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَشِيرًا أَوْ شِيرَاكَانٍ مِنْ نَارٍ)).

[طرفہ بی: ۶۷۰۷].

روایت میں فتح خیر کا ذکر ہے، اسی لیے اسے یہاں درج کیا گیا اس سے امانت میں خیانت کی بھی انتہائی مذمت ثابت ہوئی۔
 ۴۲۳۵- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدٌ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: أَمَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ لَا أَنِ أَنْتَرَكُ آخِرَ النَّاسِ بَيَانًا لَيْسَ لَهُمْ شَيْءٌ مَا فُيْحَتْ عَلَيَّ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرًا، وَلَكِنِّي أَنْتَرَكُهَا خَزَانَةً لَهُمْ يَقْتَسِمُونَهَا.
 [راجع: ۲۳۳۴]

۴۲۳۵- ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، کہا کہ مجھے زید نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا ہاں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر اس کا خطرہ نہ ہوتا کہ بعد کی نسلیں بے جائیداد رہ جائیں گی اور ان کے پاس کچھ نہ ہو گا تو جو بھی بستی میرے زمانہ خلافت میں فتح ہوتی، میں اسے اسی طرح تقسیم کر دیتا جس طرح نبی کریم ﷺ نے خیر کی تقسیم کی تھی۔ میں ان مفتوحہ اراضی کو بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لیے محفوظ چھوڑے جا رہا ہوں تاکہ وہ اسے تقسیم کرتے رہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا تھا وہی ہوا بعد کے زمانوں میں مسلمان بہت بڑھے اور اطراف عالم میں پھیلے۔ چنانچہ مفتوحہ اراضی کو انہوں نے قواعد شرعیہ کے تحت اسی طرح تقسیم کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمانا صحیح ثابت ہوا۔ حدیث میں بیان ----- کا لفظ آیا ہے دو ہائے موحده سے دوسری باء مشدہ ہے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں یہ لفظ عربی زبان کا نہیں ہے۔ زہری کہتے ہیں یہ یمن کی زبان کا ایک لفظ ہے جو عربوں میں مشہور نہیں ہوا۔ بیان کے معنی یکساں ایک طریق اور ایک روش پر اور بعضوں نے کہا نادار محتاج کے معنی میں ہے۔ (وحیدی)

۴۲۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَوْ لَا آخِرُ الْمُسْلِمِينَ مَا فُيْحَتْ عَلَيْهِمْ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرًا.
 [راجع: ۲۳۳۴]

۴۲۳۶- مجھ سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن مہدی نے بیان کیا، ان سے امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ان کے والد نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر بعد میں آنے والے مسلمانوں کا خیال نہ ہوتا تو جو بستی بھی میرے دور میں فتح ہوتی، میں اسے اسی طرح تقسیم کر دیتا جس طرح نبی کریم ﷺ نے خیر کی تقسیم کر دی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ اگر مجھ کو ان لوگوں کا خیال نہ ہوتا جو آئندہ مسلمان ہوں گے اور وہ محض مفلس ہوں گے تو میں جس قدر ملک فتح ہوتا جاتا وہ سب کا سب مسلمانوں کو جاگیروں کے طور پر بانٹ دیتا اور خالص کچھ نہ رکھتا جس کا روپیہ بیت المال میں جمع ہوتا ہے مگر مجھ کو ان لوگوں کا خیال ہے جو آئندہ مسلمان ہوں گے وہ اگر نادار ہوئے تو ان کی گزر

اوقات کے لیے کچھ نہ رہے گا۔ اس لیے خزانہ میں ملک کی تحصیل جمع رکھتا ہوں کہ آئندہ ایسے مسلمانوں کے کام آئے۔

(۴۲۳۷) مجھ سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے سنا اور ان سے اسماعیل بن امیہ نے سوال کیا تھا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھے عنبہ بن سعید نے خبر دی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے (خیبر کی غنیمت میں سے) حصہ مانگا۔ سعید بن عاص کے ایک لڑکے (ابان بن سعید رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ یا رسول اللہ! انہیں نہ دیجئے۔ اس پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ شخص تو ابن قوئل کا قاتل ہے۔ ابان رضی اللہ عنہ اس پر بولے حیرت ہے اس (بلی) سے چھوٹا ایک جانور) پر جو قدم الغنایا پہاڑی سے اتر آیا ہے۔

[راجع: ۲۸۲۷]

(۴۲۳۸) اور زبیدی سے روایت ہے کہ ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عنبہ بن سعید نے خبر دی، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو خبر دے رہے تھے کہ ابان رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم ﷺ نے کسی سریہ پر مدینہ سے نجد کی طرف بھیجا تھا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر ابان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، خیبر فتح ہو چکا تھا۔ ان لوگوں کے گھوڑے تنگ چھال ہی کے تھے، (یعنی انہوں نے مم میں کوئی کامیابی حاصل نہیں کی تھی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! غنیمت میں ان کا حصہ نہ لگائیے۔ اس پر ابان رضی اللہ عنہ بولے اے وبر! تیری حیثیت تو صرف یہ ہے کہ قدم الغنایا کی چوٹی سے اتر آیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابان! بیٹھ جا! آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کا حصہ نہیں لگایا۔

[راجع: ۲۸۲۷]

تفسیر ابن قوئل رضی اللہ عنہ صحابی ہیں ابان بن سعید رضی اللہ عنہ ابھی اسلام نہیں لائے تھے اور اسی حالت میں انہوں نے ابن قوئل رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ اس واقعہ کی طرف تھا مگر ابان بن سعید رضی اللہ عنہ کو ان کی یہ بات پسند نہیں آئی اور ان کی ذات پر یہ نکتہ چینی کی۔ (غفر اللہ لہم اجمعین)

وبر ایک جانور بلی کے برابر ہوتا ہے۔ ضان اس پہاڑ کا نام ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ملک دوس میں تھا۔ بعض نسخوں میں

لفظ فلم بقسم لهم کے آگے یہ الفاظ اور ہیں قال ابو عبد الله الضال السدر یعنی امام بخاری نے کہا ضال جنگلی بیری کو کہتے ہیں۔ یہ تفسیر اسی نسخہ کی بناء پر ہے، جن میں بجائے راس ضان کے راس ضال ہے۔

۴۲۳۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ هَمَّ سَمِعْتُ ابْنَ إِسْمَاعِيلَ فِي بَيَانِ كَيْفَ كُفِّرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ لُحَيْجٍ بَنِ سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَرْبٍ، وَكَانَ قَوْلُ اللَّهِ ﷻ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقِلٍ وَقَالَ ابْنُ لُحَيْجٍ: هَرْتِزَةٌ: وَاعْجَبْنَا لَكَ وَتَرْتَادُ مِنْ قَدُومِ ضَانٍ يَنْصِي عَلَيَّ إِذَا مَرَّ أَخْرَمَهُ اللَّهُ بِيَدِي وَمَنْعَهُ أَنْ يُهَيِّنَنِي بِهِ.

۴۲۳۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن لُحَیج بن سعید رضی اللہ عنہ نے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بولے کہ یا رسول اللہ! یہ تو ابن قوقل کا قاتل ہے اور ابان رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا حیرت ہے اس ویر پر جو قدم الضان سے ابھی اترتا ہے اور مجھ پر عیب لگاتا ہے ایک ایسے شخص پر کہ جس کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں (ابن قوقل رضی اللہ عنہ کو) عزت دی اور ایسا نہ ہونے دیا کہ ان کے ہاتھ سے مجھے ذلیل کرتا۔

[راجع: ۲۸۲۷]

حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میں نے ابن قوقل رضی اللہ عنہ کو اگر شہید کیا تو وہ میرے کفر کا زمانہ تھا اور شہادت سے اللہ کی بارگاہ میں عزت حاصل ہوتی ہے جو میرے ہاتھوں انہیں حاصل ہوئی۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فضل ہوا کہ کفر کی حالت میں ان کے ہاتھ سے مجھے قتل نہیں کروایا جو میری اخروی ذلت کا سبب بنتا اور اب میں مسلمان ہوں اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔ لہذا اب ایسی باتوں کا ذکر نہ کرنا بہتر ہے۔ آنحضرت ﷺ حضرت ابان رضی اللہ عنہ کے اس بیان کو سن کر خاموش ہو گئے۔

۴۲۴۰- حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَقَدْ كَانَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمْسٍ خَيْرٍ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تُورَثُ مَا تَرَكَتُمْ صَدَقَةً))، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْمَالِ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أُغِيرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ

۴۲۴۰) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا اور اپنی میراث کا مطالبہ کیا آنحضرت ﷺ کے اس مال سے جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے مدینہ اور فدک میں عنایت فرمایا تھا اور خیر کا جو پانچواں حصہ رہ گیا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ نے خود ہی ارشاد فرمایا تھا کہ ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے، البتہ آل محمد ﷺ اسی مال سے کھاتی رہے گی اور میں خدا کی قسم جو صدقہ حضور اکرم ﷺ چھوڑ گئے ہیں اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں کروں گا، جس حال میں وہ آنحضرت ﷺ کے عہد میں تھا اب بھی اسی طرح رہے گا اور اس میں (اس کی تقسیم وغیرہ) میں،

میں بھی وہی طرز عمل اختیار کروں گا جو آنحضور ﷺ کا اپنی زندگی میں تھا۔ غرض ابو بکر نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ بھی دینا منظور نہ کیا۔ اس پر فاطمہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے خفا ہو گئیں اور ان سے ترک ملاقات کر لیا اور اس کے بعد وفات تک ان سے کوئی گفتگو نہیں کی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا آنحضور ﷺ کے بعد چھ مہینے تک زندہ رہیں جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے شوہر علی رضی اللہ عنہ نے انہیں رات میں دفن کر دیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہیں دی اور خود ان کی نماز جنازہ پڑھ لی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب تک زندہ رہیں علی رضی اللہ عنہ پر لوگ بہت توجہ رکھتے رہے لیکن ان کی وفات کے بعد انہوں نے دیکھا کہ اب لوگوں کے منہ ان کی طرف سے پھرے ہوئے ہیں۔ اس وقت انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے صلح کر لینا اور ان سے بیعت کر لینا چاہا۔ اس سے پہلے چھ ماہ تک انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت نہیں کی تھی پھر انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپ صرف تنہا آئیں اور کسی کو اپنے ساتھ نہ لائیں ان کو یہ منظور نہ تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ آویں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ کی قسم! آپ تنہا ان کے پاس نہ جانا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں وہ میرے ساتھ کیا کریں گے میں تو خدا کی قسم ضرور ان کے پاس جاؤں گا۔ آخر آپ علی رضی اللہ عنہ کے یہاں گئے۔ علی رضی اللہ عنہ نے خدا کو گواہ کیا، اس کے بعد فرمایا ہمیں آپ کے فضل و کمال اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخشا ہے، سب کا ہمیں اقرار ہے جو خیر و امتیاز آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا ہم نے اس میں کوئی ریس بھی نہیں کی لیکن آپ نے ہمارے ساتھ زیادتی کی (کہ خلافت کے معاملہ میں ہم سے کوئی مشورہ نہیں لیا) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی قرابت کی وجہ سے اپنا حق سمجھتے تھے (کہ آپ ہم سے مشورہ کرتے) ابو بکر رضی اللہ عنہ پر ان باتوں سے گریہ طاری ہو گیا اور جب بات کرنے کے قابل ہوئے تو فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے رسول اللہ ﷺ کی قرابت کے ساتھ صلہ رحمی مجھے اپنی قرابت سے زیادہ عزیز ہے۔ لیکن میرے اور آپ لوگوں کے درمیان ان اموال کے سلسلے میں جو

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَالِهَا أَبِي كَانَ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا عَمَلَنَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فِي ذَلِكَ فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ، فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلًا وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَصَلَّى عَلَيْهَا، وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ وَجْهٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ، فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ اسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وَجْهَ النَّاسِ فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ أَبِي بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهُ، وَلَمْ يَكُنْ يُبَايِعُ تِلْكَ الْأَشْهُرَ، فَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ إِنِّي وَلَا يَأْتِنَا أَحَدٌ مَعَكَ كَرَاهِيَةً لِمَخْضَرِ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ : لَا وَاللَّهِ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهِمْ وَخَذَكَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : وَمَا عَسَيْتُهُمْ أَنْ يَفْعَلُوا بِي وَاللَّهِ لَا يَتَيْتُهُمْ، فَدَخَلَ عَلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ فَقَالَ : إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا فَضْلَكَ وَمَا أَغْطَاكَ اللَّهُ وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا سَأَفَهُ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَكِنَّكَ اسْتَبَدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْأَمْرِ وَكُنَّا نَرَى لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِييَا حَتَّى فَاصَّتْ عَيْنَا أَبِي بَكْرٍ، فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لِقَرَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ

أَصْلَ مِنْ قَرَابَتِي وَأَمَّا الَّذِي شَجَرَ بَيْنِي
وَبَيْنَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَمْوَالِ فَلَمْ آلْ فِيهَا عَنْ
الْخَيْرِ وَلَمْ أَتْرُكْ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيهَا إِلَّا
صَنَعْتُهُ فَقَالَ عَلِيٌّ لِأَبِي بَكْرٍ: مَوْعِدُكَ
الْعَشِيَّةَ لِلْبَيْعَةِ فَلَمَّا صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الظُّهْرَ
رَلَّيَ عَلَى الْمَنْبَرِ فَتَشْهَدُ وَذَكَرَ شَأْنَ عَلِيٍّ
وَتَحْلَفُهُ عَنِ الْبَيْعَةِ وَعِذْرُهُ بِالَّذِي اعْتَذَرَ
إِلَيْهِ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَتَشْهَدُ عَلِيٌّ فَعَظَمَ حَقُّ
أَبِي بَكْرٍ وَحَدَّثَ أَنَّهُ لَمْ يَحْمِلْهُ عَلَى الَّذِي
صَنَعَ نَفَاسَةً عَلَى أَبِي بَكْرٍ، وَلَا إِنْكَارًا
لِلَّذِي فَضَّلَهُ اللَّهُ بِهِ وَلَكِنَّا نَرَى لَنَا فِي
هَذَا الْأَمْرِ نَصِيبًا فَاسْتَبَدَّ عَلَيْنَا فَوَجَدْنَا فِي
أَنْفُسِنَا فُسْرًا بِذَلِكَ الْمُسْلِمُونَ وَقَالُوا
أَصَبَتْ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى عَلِيٍّ قَرِينًا
حِينَ رَاجَعَ الْأُمْرَ بِالْمَعْرُوفِ.

[راجع: ۳۰۹۲، ۳۰۹۳]

تشریح

اختلاف ہوا ہے تو میں اس میں حق اور خیر سے نہیں ہٹا ہوں اور اس
سلسلہ میں جو راستہ میں نے حضور اکرم ﷺ کا دیکھا خود میں نے بھی
اسی کو اختیار کیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دوپہر
کے بعد میں آپ سے بیعت کروں گا۔ چنانچہ ظہر کی نماز سے فارغ ہو
کر ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر آئے اور خطبہ کے بعد علی رضی اللہ عنہ کے معاملے کا اور
ان کے اب تک بیعت نہ کرنے کا ذکر کیا اور وہ عذر بھی بیان کیا جو علی
رضی اللہ عنہ نے پیش کیا تھا پھر علی رضی اللہ عنہ نے استغفار اور شہادت کے بعد ابو بکر
رضی اللہ عنہ کا حق اور ان کی بزرگی بیان کی اور فرمایا کہ جو کچھ انہوں نے کیا
ہے اس کا باعث ابو بکر رضی اللہ عنہ سے حسد نہیں تھا اور نہ ان کے اس فضل
و کمال کا انکار مقصود تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عنایت فرمایا یہ بات
ضرور تھی کہ ہم اس معاملہ خلافت میں اپنا حق سمجھتے تھے (کہ ہم سے
مشورہ لیا جاتا) ہمارے ساتھ یہی زیادتی ہوئی تھی جس سے ہمیں رنج
پہنچا۔ مسلمان اس واقعہ پر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ آپ نے
درست فرمایا۔ جب علی رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں یہ مناسب راستہ
اختیار کر لیا تو مسلمان ان سے خوش ہو گئے اور علی رضی اللہ عنہ سے اور زیادہ
محبت کرنے لگے جب دیکھا کہ انہوں نے اچھی بات اختیار کر لی ہے۔

مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ کے بعد اٹھے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ان کے
بیعت کرتے ہی سب بنو ہاشم نے بیعت کر لی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجتماع ہو گیا۔ اب جو ان کی
خلافت کو صحیح نہ سمجھے وہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا مخالف ہے اور وہ اس آیت کی وعید شدید میں داخل ہے۔ ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُسْلِمِينَ نُوَلِّهِ
مَا تَوَلَّوْا﴾ (نساء: ۱۱۵) ابن حبان نے ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر شروع ہی
میں بیعت کر لی تھی۔ یہی نے اسی روایت کو صحیح کہا ہے تو اب مکرر بیعت تاکید کے لیے ہو گی۔

۴۲۴۲- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
حَرَمِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَارَةُ
عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَالِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
قَالَتْ: لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ قُلْنَا الْآنَ نَشْتَعُ
مِنَ التَّمْرِ.

(۴۲۴۲) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حرمی
نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عمارہ نے خبر دی،
انہیں عکرمہ نے اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
نے بیان کیا کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا کہ اب کھجوروں سے ہمارا
جی بھر جائے گا۔

کھجوروں کی پیداوار کے لیے خیبر مشہور تھا۔ اسی لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خوشی ہوئی کہ فتح خیبر کی وجہ سے مدینہ میں کھجوریں
بکثرت آنے لگیں گی۔

(۴۲۴۳) ہم سے حسن نے بیان کیا، کہا ہم سے قرہ بن حبیب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن عبداللہ ابن دینار نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب تک خیبر فتح نہیں ہوا تھا، ہم تنگی میں تھے۔

فتح خیبر کے بعد مسلمانوں کو کسادگی نصیب ہوئی وہاں سے بکھرتے بکھوڑے آئے لگیں۔ خیبر کی زمین بکھوڑوں کی پیداوار کے لیے مشہور تھی۔

باب نبی کریم ﷺ کا خیبر والوں پر تخصیص دار مقرر فرمانا

(۴۲۴۴، ۴۲۴۵) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالمجید بن سہیل نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی (سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ) کو خیبر کا عامل مقرر کیا۔ وہ وہاں سے عمدہ قسم کی بکھوڑیں لائے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا خیبر کی تمام بکھوڑیں ایسی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا نہیں خدا کی قسم یا رسول اللہ! ہم اس طرح کی ایک صاع بکھوڑ (اس سے خراب) دو یا تین صاع بکھوڑ کے بدلے میں ان سے لے لیتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح نہ کیا کرو، بلکہ (اگر اچھی بکھوڑ لانی ہو تو) ساری بکھوڑ پہلے درہم کے بدلے بیچ ڈالا کرو، پھر ان درہم سے اچھی بکھوڑ خرید لیا کرو۔

(۴۲۴۶ - ۴۲۴۷) اور عبدالعزیز بن محمد نے بیان کیا، ان سے عبدالمجید نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا اور ان سے ابوسعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے خاندان بنی عدی کے بھائی کو خیبر بھیجا اور انہیں وہاں کا عامل مقرر کیا اور عبدالمجید سے روایت ہے کہ ان سے ابو صالح سمان نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اسی طرح نقل کیا ہے۔

خیبر کے پہلے عامل حضرت سواد بن غزیہ نامی انصاری رضی اللہ عنہ مقرر کئے گئے تھے۔ یہی وہاں کی بکھوڑیں بطور تحفہ لائے تھے جس پر

۴۲۴۳ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : مَا شَبَّهْنَا حَتَّى فَتَحْنَا خَيْبَرَ.

۴۰ - باب اسْتِغْمَالِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى أَهْلِ خَيْبَرَ

۴۲۴۴، ۴۲۴۵ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سَهِيلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتِغْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلْ تَمْرَ خَيْبَرَ هَكَذَا؟)) فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هَذَا بِالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ ((لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعِ بِالذَّرَاهِمِ ثُمَّ انْبِعْ بِالذَّرَاهِمِ جَنِيبًا)).

[راجع: ۲۲۰۱، ۲۲۰۲]

۴۲۴۶، ۴۲۴۷ - وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ أَخَا بَنِي عَدِيٍّ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى خَيْبَرَ فَأَمَرَهُ عَلَيْهَا وَعَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ مِثْلَهُ. [راجع: ۲۲۰۱، ۲۲۰۲]

آنحضرت ﷺ نے ان کو مذکورہ ہلاہایت فرمایا۔

۴۱- باب مُعَامَلَةِ النَّبِيِّ ﷺ

أَهْلُ خَيْبَرَ

۴۲۴۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَالِيعِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَغْطَى النَّبِيُّ ﷺ خَيْبَرَ الْيَهُودَ أَنْ يَغْمُلُوا وَيَزْغُوا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَغْزُونَ مِنْهَا. [راجع: ۲۲۸۵]

باب خیر والوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا معاملہ طے کرنا

(۳۲۳۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نالیع بن عبد اللہ نے اور ان سے عبد اللہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر (کی زمین و باغات وہاں کے) یہودیوں کے پاس ہی رہنے دیئے تھے کہ وہ ان میں کام کریں اور یونیں جو تیں اور انہیں ان کی پیداوار کا آدھا حصہ ملے گا۔

آدموں آدھ پر معاملہ کرنا اس حدیث سے درست قرار پایا۔

باب ایک بکری کا گوشت جس میں نبی کریم ﷺ کو خیر میں
زہر دیا گیا تھا۔ اس کو عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں

۴۲- باب الشاةِ التي سُمِّتَ لِلنَّبِيِّ ﷺ بِخَيْبَرٍ وَرَأَتْهُ غُرُورَةُ عَنْ عَائِشَةَ

نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

(۳۲۳۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ خیر کی فتح کے بعد نبی کریم ﷺ کو (ایک یہودی عورت کی طرف سے) بکری کے گوشت کا ہدیہ پیش کیا گیا جس میں زہر ملا ہوا تھا۔

۴۲۴۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَخِصَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ شاةٌ فِيهَا سَمٌّ.

[راجع: ۳۱۶۹]

زہر پہنچنے والی زنب بنت حارث سلام بن مظہم یہودی کی عورت تھی۔ اس نے یہ معلوم کر لیا تھا کہ آنحضرت ﷺ کو دست کا گوشت بہت پسند ہے۔ اس نے اسی میں خوب زہر ملا یا۔ آپ نے ایک نوالہ چکھ کر تھوک دیا۔ بشر بن براء رضی اللہ عنہ کھائے وہ مر گئے، دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپ نے منع فرمایا اور بتلایا کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ تنہائی کی روایت میں ہے کہ آپ نے اس عورت کو بلا کر پوچھا۔ وہ کہنے لگی میں نے یہ اس لیے کیا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں تو اللہ آپ کو خبر کر دے گا اگر آپ جھوٹے ہیں تو آپ کا مرنا بہتر ہے۔ ابن سعد کی روایت میں ہے جب بشر بن براء رضی اللہ عنہ زہر کے اثر سے مر گئے تو آپ نے اس عورت کو بشر رضی اللہ عنہ کے وارثوں کے حوالہ کر دیا اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا (اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ زہر دے کر مار ڈالنا بھی قتل عمد ہے اور اس میں قصاص لازم آتا ہے اور خفیہ کار ہو جو اسے قتل بالسب کہتے ہیں اور قصاص کو اس میں ساقط کرتے ہیں۔ (وحیدی)

باب غرورة زيد بن حارثة کا بیان

۴۳- باب غُرُورَةِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے کئی لڑائیوں میں سردار بنا کر بھیجا۔ سلمہ نے کہا کہ ہم نے سات لڑائیاں ان کے ساتھ کیں۔ پہلے نجد کی طرف، پھر بنو سلیم کی طرف، پھر قریش کے قافلوں کی طرف جس میں ابو العاص بن ریح رضی اللہ عنہ آنحضرت

ﷺ کے داماد قید ہو کر آئے تھے۔ پھر بنو ثعلبہ کی طرف، پھر حسی کی طرف، پھر وادی القرئی کی طرف، پھر بنی فزارہ کی طرف۔ حافظ نے کہا امام بخاری کی مراد یہاں یہی آخری غزوہ ہے۔ اس میں بڑے بڑے مہاجرین اور انصار شریک تھے۔ جیسے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، ابو عبیدہ، سعد، سعید اور قتادہ وغیرہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

۴۲۵۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَسَامَةَ عَلَى قَوْمٍ فَنُفِصُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَالَ: ((إِنْ طَعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ لَقَدْ طَعَنْتُمْ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلِهِ، وَإِنَّمَا اللَّهُ لَقَدْ كَانَ خَلِيفًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنْ هَذَا لَمَنْ أَحَبَّ النَّاسُ إِلَيَّ بَعْدَهُ)).

(۴۲۵۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک جماعت کا امیر رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ ان کی امارت پر بعض لوگوں کو اعتراض ہوا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آج تم کو اس کی امارت پر اعتراض ہے تم ہی کچھ دن پہلے اس کے باپ کی امارت پر اعتراض کر چکے ہو۔ حالانکہ خدا کی قسم وہ امارت کے مستحق اور اہل تھے۔ اس کے علاوہ وہ مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے جس طرح یہ اسامہ رضی اللہ عنہ ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔

[راجعہ: ۳۷۳]

ان طعنہ کرنے والوں کا سردار عیاش بن ابی ربیعہ تھا وہ کہنے لگا آنحضرت ﷺ نے ایک لڑکے کو مہاجرین کا امیر بنا دیا ہے۔ اس پر دوسرے لوگ بھی گفتگو کرنے لگے۔ یہ خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔ انہوں نے ان لوگوں کا رد کیا اور آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ بہت خفا ہوئے اور یہ خطبہ مذکورہ سنایا۔ اسی کو جیش اسامہ کہتے ہیں۔ مرض الموت میں آپ نے وصیت فرمائی کہ اسامہ کا لشکر روانہ کر دینا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کے سردار مقرر کرنے میں یہ مصلحت تھی کہ ان کے والد ان کافروں کے ہاتھوں سے مارے گئے تھے۔ اسامہ کی دلجوئی کے علاوہ یہ بھی خیال تھا کہ وہ اپنے والد کی شہادت یاد کر کے ان کافروں سے دل کھول کر لڑیں گے۔ (اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضل کی سرداری جائز ہے۔ کیونکہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما یقیناً اسامہ رضی اللہ عنہ سے افضل تھے۔

باب عمرة القضاء ۴۴ -

اس کو عمرہ قضا اس لیے کہتے ہیں کہ یہ عمرہ اس قضا یعنی فیصلے کے مطابق کیا گیا تھا جو آپ نے قریش کے کفاروں کے ساتھ کیا تھا۔ اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ اگلے عمرے کی قضا کا عمرہ تھا کیونکہ اگلا عمرہ بھی آپ کا پورا ہو گیا تھا گو کافروں کی مزاحمت کی وجہ سے اس کے ارکان بجا نہیں لاسکے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ والی روایت کو عبدالرزاق اور ابن حبان نے وصل کیا ہے۔ اس عمرہ میں عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے سامنے شعر پڑھتے جاتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا عبد اللہ تم آنحضرت ﷺ کے سامنے شعر پڑھتے ہو؟ آپ نے فرمایا عمر اس کو شعر پڑھنے دو یہ کافروں پر تیروں سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ وہ اشعار یہ تھے۔

خلوا	بنی	الکفار	عن	سبیلہ
قد	انزل	الرحمن	فی	تنزیلہ
بان	خیر	القتل	فی	سبیلہ
نحن	قتلناکم	علی		تاویلہ

تنبیله	علی	قتلناکم	کما
جلبیلہ	من	الجلیل	و
بقیلہ	مومن	الی	ہا

ترجمہ: اے کافروں کی اولاد! آنحضرت ﷺ کا راستہ چھوڑ دو۔ اللہ نے ان پر اپنا پاک کلام اتارا ہے اور ہم تم کو اس پاک کلام کے موافق قتل کرتے ہیں۔ یہ قتل اللہ کی راہ میں بہت ہی عمدہ قتل ہے۔ اب اس قتل کی وجہ سے ایک دوست اپنے دوست سے جدا ہو جائے گا۔ یا اللہ! میں نبی کریم ﷺ کے فرمودہ پر ایمان لایا ہوں۔

ذَکَرَهُ اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اُنْسُ بَنِي نَدِيْلَةَ نَبِيْ کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳۲۵۱) مجھ سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے اور ان سے براء بن عتبہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ذی قعدہ میں عمرہ کا احرام باندھا۔ مکہ والے آپ کے مکہ میں داخل ہونے سے مانع آئے۔ آخر معاہدہ اس پر ہوا کہ (آئندہ سال) مکہ میں تین دن آپ قیام کر سکتے ہیں، معاہدہ یوں لکھا جائے گا ”یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا، کفار قریش کہنے لگے کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے۔ اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول مانتے تو روکتے ہی کیوں، آپ تو بس محمد بن عبد اللہ ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول بھی ہوں اور میں محمد بن عبد اللہ بھی ہوں، پھر علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ (رسول اللہ کا لفظ مٹا دو) انہوں نے کہا کہ ہرگز نہیں خدا کی قسم! میں یہ لفظ کبھی نہیں مٹا سکتا۔ آنحضرت ﷺ نے وہ تحریر اپنے ہاتھ میں لے لی۔ آپ لکھنا نہیں جانتے تھے لیکن آپ نے اس کے الفاظ اس طرح کر دیئے ”یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد بن عبد اللہ نے کیا کہ وہ ہتھیار لے کر مکہ میں نہیں آئیں گے۔ البتہ ایسی تلوار جو نیام میں ہو ساتھ لاسکتے ہیں اور یہ کہ اگر مکہ والوں میں سے کوئی ان کے ساتھ جانا چاہے گا تو وہ اسے اپنے ساتھ نہیں لے جائیں گے۔ لیکن اگر ان کے ساتھیوں میں سے کوئی مکہ میں رہنا چاہے گا تو وہ اسے نہ روکیں گے“ پھر جب (آئندہ سال) آپ اس معاہدہ کے مطابق مکہ میں داخل ہوئے (اور تین دن کی مدت پوری ہو گئی تو مکہ والے علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے ساتھی سے کہو کہ اب یہاں سے

۴۲۵۱- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا اغْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدْخُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتَّى فَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يُقِيمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوا هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالُوا: لَا نُقَرُّ بِهَذَا لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مَنَعْنَاكَ شَيْئًا وَلَكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ: ((أَنَا رَسُولُ اللَّهِ، وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ))، ثُمَّ قَالَ لِعَلِيِّ ((أَمْنُ رَسُولِ اللَّهِ)) قَالَ عَلِيٌّ: لَا وَاللَّهِ لَا أَمْنُوكَ أَبَدًا فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْكِتَابَ وَلَيْسَ يُحْسِنُ يَكْتُبُ فَكَتَبَ ((هَذَا مَا قَاضَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ السَّلَاحَ إِلَّا السَّيْفَ فِي الْقِرَابِ، وَأَنْ لَا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَتَّبِعَهُ وَأَنْ لَا يَمْنَعَ مِنْ أَصْحَابِهِ أَحَدًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ بِهَا))، فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْأَجَلَ اتُّوا عَلِيًّا فَقَالُوا: قُلْ لِصَاحِبِكَ اخْرُجْ عَنَّا

چلے جائیں، کیونکہ مدت پوری ہو گئی ہے۔ جب آنحضرت ﷺ مکہ سے نکلے تو آپ کے پیچھے حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی چچا چچا کہتی ہوئی آئیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے انہیں لے لیا اور ہاتھ پکڑ کر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس لائے اور کہا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو لے لو میں اسے لیتا آیا ہوں۔ علی، زید، جعفر کا اختلاف ہوا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اسے اپنے ساتھ لایا ہوں اور یہ میرے چچا کی لڑکی ہے۔ جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میرے چچا کی لڑکی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہیں۔ زید رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میرے بھائی کی لڑکی ہے لیکن آنحضرت ﷺ نے ان کی خالہ کے حق میں فیصلہ فرمایا (جو جعفر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں) اور فرمایا خالہ ماں کے درجے میں ہوتی ہے اور علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم صورت و شکل اور عادات و اخلاق دونوں میں مجھ سے مشابہ ہو اور زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولا ہو۔ علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کو آپ اپنے نکاح میں لے لیں لیکن آپ نے فرمایا کہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔

حمزہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے رضاعی بھائی اور حقیقی چچا تھے، اس لیے وہ آپ کے لیے حلال نہ تھی۔ روایت میں عمرہ قضا کا ذکر ہے باپ سے بھی وجہ مطابقت ہے۔

امام ابوالولید ہاشمی نے اس حدیث کا مطلب یہی بیان کیا ہے کہ گو آپ لکھنا نہیں جانتے تھے مگر آپ نے معجزہ کے طور پر اس وقت لکھ دیا۔ قطانی نے کہا کہ حدیث کا ترجمہ یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے ہاتھ سے کھنڈ لے لیا اور آپ اچھی طرح لکھنا نہیں جانتے تھے۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول اللہ کا لفظ کمال ہے، انہوں نے بتلادیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے میٹ دیا پھر وہ کھنڈ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیا، انہوں نے پھر پورا صلح نامہ لکھا اس تقریر پر کوئی اشکال باقی نہ رہے گا۔ حافظ نے کہا اس حدیث سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت نکلی۔ خصائل اور سیرت میں آپ رسول اللہ ﷺ سے مشابہت نامہ رکھتے تھے۔ یہ لڑکی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی زندگی تک ان کے پاس رہی، جب وہ شہید ہوئے تو ان کی وصیت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس رہی اور ان ہی کے پاس جواں ہوئی۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے نکاح کے لیے کہا تو آپ نے یہ فرمایا جو روایت میں موجود ہے۔

۴۲۵۲- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زَائِدٍ حَدَّثَنَا سُرَيْجٌ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ

(۳۲۵۲) مجھ سے محمد بن رافع نے بیان کیا، کہا ہم سے سرج نے بیان کیا، کہا ہم سے فلیح نے بیان کیا۔ (دوسری سند) اور مجھ سے محمد بن حسین بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے ابن

لَقَدْ مَضَى الْأَجَلَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَتَبِعَهُ ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِي يَا عَمُّ يَا عَمُّ فَتَنَاولَهَا عَلِيُّ فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ : ذُوْنكَ ابْنَةُ عَمَلِكُ، حَمَلَتْهَا فَأَخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيُّ وَزَيْدٌ وَجَعَفَرٌ قَالَ عَلِيُّ: أَنَا أَخَذْتُهَا وَهِيَ بِنْتُ عَمِّي وَقَالَ جَعْفَرٌ: هِيَ ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تُخَيِّي وَقَالَ زَيْدٌ ابْنَةُ أَخِي لَقَضَى بَهَا النَّبِيُّ ﷺ لِعَاطِلِهَا وَقَالَ: ((الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ)) وَقَالَ لِعَلِيٍّ ((أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ)) وَقَالَ لِيَجَعَفَرُ: ((أَشْبَهْتُ خَلْقِي وَخُلُقِي)) وَقَالَ لِرَزِيدٍ: ((أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا)) وَقَالَ عَلِيُّ الْآ تَتَزَوَّجُ بِنْتَ حَمْزَةَ قَالَ: ((إِنِّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ)). [راجع: ۱۷۸۱]

عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ عمرو کے ارادے سے نکلے، لیکن کفار قریش نے بیت اللہ پہنچنے سے آپ کو روکا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اپنا قربانی کا جانور حدیبیہ میں ہی ذبح کر دیا اور وہیں سر بھی منڈوایا اور ان سے معاہدہ کیا کہ آپ آئندہ سال عمرو کر سکتے ہیں لیکن (نیام میں تلواروں کے سوا اور) کوئی ہتھیار ساتھ نہیں لاسکتے اور جتنے دنوں مکہ والے چاہیں گے، اس سے زیادہ آپ وہاں ٹھہر نہیں سکیں گے۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے آئندہ سال عمرو کیا اور معاہدہ کے مطابق مکہ میں داخل ہوئے۔ تین دن وہاں مقیم رہے۔ پھر قریش نے آپ سے جانے کے لیے کہا اور آپ مکہ سے چلے آئے۔

شیخ | ایفاءء عمد کا تقاضا بھی یہی تھا جو آنحضرت ﷺ نے پورے طور پر ادا فرمایا اور آپ صرف تین دن قیام فرما کر اپنے پیارے اقدس شہر مکہ کو چھوڑ کر واپس آگئے۔ کاش! آج بھی مسلمان اپنے وعدوں کی ایسی ہی پابندی کریں تو دنیا میں ان کی تدویر و منزلت بہت بڑھ سکتی ہے۔

(۴۲۵۳) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، کہا ان سے منصور ابن معتمر نے، ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ میں اور عروہ بن زبیر دونوں مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے نزدیک بیٹھے ہوئے تھے۔ عروہ نے سوال کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کل کتنے عمرے کئے تھے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ چار۔ اور ایک ان میں سے رجب میں کیا تھا۔

(۴۲۵۴) پھر ہم نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے (اپنے گھر میں) مسواک کرنے کی آواز سنی تو عروہ نے ان سے پوچھا، اے ایمان والوں کی ماں! آپ نے ساہے یا نہیں، ابو عبد الرحمن (عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے چار عمرے کئے تھے؟ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے جب بھی عمرو کیا تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ تھے لیکن آپ نے رجب میں کوئی عمرو نہیں کیا۔

عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَحَالَ كُفَارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَتَجَرَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحَذَنِيَّةِ وَقَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يَغْتَمِرُوا الْعَامَ الْمُقْبِلَ، وَلَا يَحْمِلَ سِلَاحًا عَلَيْهِمْ إِلَّا سِيُوفًا وَلَا يَقِيمَ بِهَا إِلَّا مَا أَحْبَبُوا فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالِحَهُمْ، فَلَمَّا أَنْ أَقَامَ بِهَا ثَلَاثًا أَمَرُوهُ أَنْ يَخْرُجَ فَعَرَجَ.

۴۲۵۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا جَالِسٌ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ قَالَ: كَمْ اغْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ أَرْبَعًا إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ. [راجع: ۱۷۷۵]

۴۲۵۴- ثُمَّ سَمِعْنَا اسْتِئْذَانَ عَائِشَةَ قَالَتْ غُرُوةٌ: يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ أَلَا تَسْمَعِينَ مَا يَقُولُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ اغْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرَ إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ؟ فَقَالَتْ مَا اغْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ عُمَرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدٌ وَمَا اغْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ.

[راجع: ۱۷۷۶]

شیخ | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خاموش ہو گئے۔ اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات کا صحیح ہونا

ثابت ہوا۔ (قطلانی)

۴۲۵۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ سَمِعَ ابْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ : لَمَّا اغْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَتَرْنَاهُ مِنْ غِلْمَانِ الْمُشْرِكِينَ وَمِنْهُمْ أَنْ يُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ.

[راجع: ۱۶۰۰]

(۴۲۵۵) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، انہوں نے عبد اللہ بن ابی اوفیؓ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا تو ہم آپ پر آڑ کئے ہوئے مشرکین کے لڑکوں اور مشرکین سے آپ کی حفاظت کرتے رہتے تھے تاکہ وہ آپ کو کوئی ایذا نہ دے سکیں۔

صلح حدیبیہ کے بعد یہ عمرہ دوسرے سال کیا گیا تھا، کفار مکہ کے قلوب اسلام اور پیغمبر اسلام کی طرف سے صاف نہیں تھے، مسلمانوں کو خطرات برابر لاحق تھے۔ خاص طور پر حضور ﷺ کی حفاظت مسلمانوں کے لیے ضروری تھی۔ روایت میں اسی طرف اشارہ ہے۔ یہ حدیث غزوہ حدیبیہ میں بھی گزر چکی ہے۔

۴۲۵۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَقَدْ وَهَنْتُمْ حُمَى يَغْرِبُ وَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ، وَإِنْ يَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّمَكَيْنِ وَلَمْ يَمْنَعُوا أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا، إِلَّا الْإِنْفَاءَ عَلَيْهِمْ. وَزَادَ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ لِغَامِهِ الَّذِي اسْتَأْمَنَ قَالَ: ((ارْمُلُوا)) لِيَرَى الْمُشْرِكِينَ قُوَّتَهُمْ، وَالْمُشْرِكُونَ مِنْ قَبْلِ قَعِيقَانَ. [راجع: ۱۶۰۲]

(۴۲۵۶) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے کہ جب نبی کریم ﷺ صحابہؓ کے ساتھ (عمرہ کے لیے مکہ) تشریف لائے تو مشرکین نے کہا کہ تمہارے یہاں وہ لوگ آرہے ہیں جنہیں یثرب (مدینہ) کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ اس لیے حضور ﷺ نے حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں اکڑ کر چلا جائے اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان حسب معمول چلیں۔ تمام چکروں میں اکڑ کر چلنے کا حکم آپ نے اس لیے نہیں دیا کہ کہیں یہ (امت پر) دشوار نہ ہو جائے اور حماد بن سلمہ نے ایوب سے اس حدیث کو روایت کر کے یہ اضافہ کیا ہے۔ ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ جب آنحضرت ﷺ اس سال عمرہ کرنے آئے جس میں مشرکین نے آپ کو امن دیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ اکڑ کر چلو تاکہ مشرکین تمہاری قوت کو دیکھیں۔ مشرکین جبل قعیقہ کی طرف کھڑے دیکھ رہے تھے۔

قعیقہ کی ایک پہاڑ ہے وہاں سے شامی دونوں رکن عقبہ کے نظر پڑتے ہیں یمانی رکن نظر نہیں آتے۔

۴۲۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ سَفْيَانَ بْنِ عِيْنَةَ

نے، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عطاء ابن ابی رباح نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کے طواف میں رمل اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑ، مشرکین کے سامنے اپنی طاقت دکھانے کے لیے کی تھی۔

عَيْنَةُ عَنْ عَمْرِو، عَنْ عَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّمَا سَعَى النَّبِيُّ ﷺ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِينَ قُوَّتَهُ. [راجع: ۱۴۴۹]

مونڈھے ہلاتے ہوئے اکڑ کر چلنا اس کو رمل کہتے ہیں جو اب بھی مسنون ہے۔

(۴۲۵۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ محرم تھے اور جب ان سے خلوت کی تو آپ احرام کھول چکے تھے۔ میمونہ رضی اللہ عنہا کا انتقال بھی اسی مقام سرف میں ہوا۔

۴۲۵۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَبَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ وَمَاتَتْ بِسَرْفٍ.

[راجع: ۱۸۳۷]

(۴۲۵۹) امام بخاری رحمہ اللہ نے اور ابن اسحاق نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ مجھ سے ابن ابی نجیح ----- اور ابان بن صالح نے بیان کیا، ان سے عطاء اور مجاہد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے عمرہ قضاء میں نکاح کیا تھا۔

۴۲۵۹- وَزَادَ ابْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، وَأَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ مَيْمُونَةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ.

[راجع: ۱۸۳۷]

تسبیح حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں جن کی بہن ام الفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ہی میمونہ رضی اللہ عنہا کو نکاح آنحضرت ﷺ سے کیا۔ سرف مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر ایک موضع ہے۔ سنہ ۵ھ میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اسی جگہ انتقال فرمایا۔ احادیث مذکورہ بالا میں کسی نہ کسی پہلو سے عمرہ قضا کا ذکر ہوا ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ رمل وغیرہ وقتی اعمال تھے مگر بعد میں ان کو بطور سنت برقرار رکھا گیا تاکہ اس (وقت کے حالات مسلمانوں کے ذہن میں تازہ رہیں اور اسلام کے غالب آنے پر وہ خدا کا شکر ادا کرتے رہیں۔ عمرہ قضا کا بیان پیچھے مفصل گزر چکا ہے۔

۴۵- باب غَزْوَةِ مُوتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّامِ

تھا

موتہ بیت المقدس سے دو منزل کے فاصلہ پر بلقاء کے قریب ایک جگہ کا نام تھا۔ یہاں شام میں شرحیل ابن عمرو غسانی قیصر کے حاکم نے رسول کریم ﷺ کے ایک قاصد حرت بن عمیر رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا تھا۔ یہ سنہ ۸ھ جمادی الاول کا واقعہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اس پر چڑھائی کے لیے فوج روانہ کی جو تین ہزار مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ (فتح الباری)

۴۲۶۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ (۴۲۶۰) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن

وہب نے بیان کیا، ان سے عمرو بن حارث انصاری نے، ان سے سعید بن ابی ہلال نے بیان کیا اور کہا کہ مجھ کو نافع نے خبر دی اور انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ اس غزوہ موتہ میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی لاش پر کھڑے ہو کر میں نے شمار کیا تو نیزوں اور تلواروں کے پچاس زخم ان کے جسم پر تھے لیکن پیچھے یعنی پیٹھ پر ایک زخم بھی نہیں تھا۔

عَنْ عُمَرُو، عَنْ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَقَفَ عَلَى جَعْفَرِ يَوْمَئِذٍ، وَهُوَ قَتِيلٌ لَعَدَدْتُ بِهِ خَمْسِينَ بَيْنَ طَعْنَةٍ وَضَرْبَةٍ لَيْسَ مِنْهَا شَيْءٌ فِي دُبُرِهِ يَعْنِي فِي ظَهْرِهِ.

[طرفہ فی: ۴۲۶۱]۔

تشریح حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے ان بہادریوں میں سے ہیں جن پر امت مسلمہ ہمیشہ نازاں رہے گی۔ پشت پر کسی زخم کا نہ ہونا اس کا مطلب یہ کہ جنگ میں وہ آخر تک سینہ سپر رہے، بھاگ کر پیٹھ دکھلانے کا دل میں خیال تک بھی نہیں آیا۔ آپ ابوطالب کے بیٹے ہیں، شہادت کے بعد اللہ نے ان کو جنت میں دو بازو عطا کئے جن سے یہ جنت میں آزادی کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں۔ اس لیے ان کا لقب طیار ہوا، رضی اللہ عنہ وارضاه۔ موتہ ملک شام میں ایک جگہ کا نام تھا۔

(۴۲۶۱) ہمیں احمد بن ابی بکر نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے مغیرہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن سعد نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ موتہ کے لشکر کا امیر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بتایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو جعفر رضی اللہ عنہ امیر ہوں اور اگر جعفر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اس غزوہ میں، میں بھی شریک تھا۔ بعد میں جب ہم نے جعفر کو تلاش کیا تو ان کی لاش ہمیں شہداء میں ملی اور ان کے جسم پر کچھ اوپر نوے زخم نیزوں اور تیروں کے تھے۔

۴۲۶۱- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ مَوْتَةَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ، وَإِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ)) قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: كُنْتُ فِيهِمْ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ فَالْتَمَسْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَوَجَدْنَاهُ فِي الْقَتْلَى وَوَجَدْنَا مَا فِي جَسَدِهِ بَضْعًا وَتِسْعِينَ مِنْ طَعْنَةٍ وَرَمِيَةٍ.

[راجع: ۴۲۶۰]

تشریح اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ رسول کریم ﷺ اگر غیب داں ہوتے تو ہرگز یہ نقصان نہ ہونے دیتے اور پہلے ہی شہداء کرام کو امیر بننے سے روک دیتے مگر غیب داں صرف اللہ ہی ہے۔

(۴۲۶۲) ہم سے احمد بن واقد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

۴۲۶۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ

زید، جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر اس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم کو دے دی تھی جب ابھی ان کے متعلق کوئی خبر نہیں آئی تھی۔ آپ فرماتے جا رہے تھے کہ اب زید رضی اللہ عنہ جھنڈا اٹھائے ہوئے ہیں، اب وہ شہید کر دیئے گئے، اب جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھالیا، وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ اب ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھالیا، وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ آنحضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آخر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائی۔

آنحضرت ﷺ اس غزوہ میں شریک نہ تھے۔ آپ یہ سب خبریں مدینہ میں بیٹھ کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو دے رہے تھے اور آپ کو بذریعہ وحی یہ سارے حالات معلوم ہو گئے تھے۔ آپ غیب داں نہیں تھے۔ واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اس جنگ میں دائیں ہاتھ میں جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے۔ دشمنوں نے وہ ہاتھ کاٹ ڈالا تو انہوں نے بائیں ہاتھ میں جھنڈا لے لیا۔ دشمنوں نے اس کو بھی کاٹ ڈالا، وہ شہید ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت میں دو بازو پرندے کی طرح کے بخش دیئے ہیں، وہ ان سے جنت میں جہاں چاہیں اڑتے پھرتے ہیں۔ لفظ طیار کے معنی اڑنے والے کے ہیں۔ اسی سے آپ کو جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے نام سے پکارا گیا، رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے عبد اللہ اور محمد نامی تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان پر بڑی شفقت فرمائی۔ تمویٰ ابن عقبہ نے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ یعلیٰ بن امیہ اہل موتہ کی خبر لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو موتہ والوں کا حال مجھ کو سناؤ ورنہ میں خود ہی تم کو ان کا پورا حال سنا دیتا ہوں۔ (جو اللہ نے تمہارے آنے سے پہلے مجھ کو وحی کے ذریعہ بتا دیا ہے) چنانچہ خود آپ نے ان کا پورا حال بیان فرما دیا جسے سن کر یعلیٰ بن امیہ کہنے لگے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے کہ آپ نے اہل موتہ کے حالات سنانے میں ایک حرف کی بھی نہیں چھوڑی ہے۔ آپ کا بیان حرف بہ حرف صحیح ہے۔ (قططانی)

(۴۲۶۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب بن عبد الجبید نے بیان کیا، کہا کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا، کہا کہ مجھے عمرہ بنت عبد الرحمن نے خبر دی، کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے بیان کیا زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر آئی تھی، آنحضرت ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے چہرے سے غم ظاہر ہو رہا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں دروازے کی دراڑ سے جھانک کر دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں ایک آدمی نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ! جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر کی عورتیں چلا کر رو رہی ہیں۔ آنحضور ﷺ نے حکم

لَعَنَ نَعْيَ زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَلَّ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ: أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ، فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأَصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأَصِيبَ، وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتَّى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سَيْوفِ اللَّهِ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ. [راجع: ۱۲۴۶]

لَعَنَ نَعْيَ زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَلَّ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ: أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ، فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأَصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأَصِيبَ، وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتَّى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سَيْوفِ اللَّهِ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ. [راجع: ۱۲۴۶]

دیا کہ انہیں روک دو۔ بیان کیا کہ وہ صاحب گئے اور پھر واپس آکر کہا کہ میں نے انہیں روکا اور یہ بھی کہہ دیا کہ انہوں نے اس کی بات نہیں مانی، پھر اس نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے پھر منع کر کے لیے فرمایا۔ وہ صاحب پھر جا کر واپس آئے اور کہا قسم خدا کی وہ تو ہم پر غالب آگئی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں کہ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ پھر ان کے منہ میں مٹی جھونک دو۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، میں نے کہا، اللہ تیری ناک غبار آلود کرے نہ تو تو عورتوں کو روک سکا نہ تو نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینا ہی چھوڑا۔ (نوحہ کرنے کی انتہائی برائی اس حدیث سے ثابت ہوئی)

(۴۲۶۴) مجھ سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن علی نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، ان سے عامر شعبی نے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے لیے سلام بھیجتے تو السلام علیک یا ابن ذی الجناحین کہتے۔

اے دو پروں والے کے بیٹے! تم پر سلام ہو جو، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کا نام عبد اللہ تھا۔

تشریح حافظ ابن حجر فرماتے ہیں فالمراد بالجناحین صفة ملكية وقوة روحانية اعطيها جعفر یعنی سہیلی نے کہا کہ جناحین سے مراد وہ صفات ملکی و قوت روحانی ہے جو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو دی گئی۔ مگر اذالم یثبت خبر فی بیان کیفیتہا فنومن بہا من غیر بحث عن حقیقتہا (فتح الباری) یعنی جب ان پروں کی کیفیت کے بارے میں کوئی خبر ثابت نہیں تو ہم ان کی حقیقت کی بحث میں نہیں پڑتے بلکہ جیسا حدیث میں وارد ہوا اس پر ایمان لاتے ہیں۔

(۴۲۶۵) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ غزوہ موتہ میں میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹی تھیں۔ صرف ایک یمن کا بنا ہوا چوڑے پھل کا تیغ باقی رہ گیا تھا۔

جَعْفَرُ قَالَ: وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُنَّ قَالَ: فَذَهَبَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتَى فَقَالَ: قَدْ نَهَيْتُهُنَّ وَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَطْعَنَهُ قَالَ: فَأَمَرَ أَيْضًا فَذَهَبَ ثُمَّ أَتَى فَقَالَ: وَاللَّهِ لَقَدْ غَلَبَنَا فَرَعَمَتْ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((فَاخُذْ فِي أَفْوَاهِهِنَّ مِنَ التُّرَابِ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ أَرْغَمَ اللَّهُ أَنْفَكَ فَوَ اللَّهِ مَا أَنْتَ تَفْعَلُ وَمَا تَرَكْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْعِنَاءِ. [راجع: ۱۲۹۹]

۴۲۶۴- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَيَّا ابْنَ جَعْفَرٍ قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ. [راجع: ۳۷۰۹]

۴۲۶۵- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ يَقُولُ: لَقَدْ انْقَطَعَتْ فِي يَدِي يَوْمَ مَوْتَةِ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ لَمَّا بَقِيَ فِي يَدِي إِلَّا صَفِيحَةٌ يَمَانِيَّةٌ.

[طرفہ فی: ۴۲۶۶].

(۴۲۶۶) مجھ سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، ان سے

۴۲۶۶- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ،

قیس بن ابی حازم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ غزوہ موتہ میں میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹی تھیں، صرف ایک یعنی تیغ میرے ہاتھ میں باقی رہ گیا تھا۔

قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ يَقُولُ: لَقَدْ دُقَ فِي يَدِي يَوْمَ مَوْتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ وَصَبْرَتْ فِي يَدِي صَفِيحَةٌ لِي يَمَانِيَّةٌ.

[راجع: ۴۲۶۵]

یہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی کمال بہادری دلیری اور جرأت کی دلیل ہے۔

(۴۲۶۷) مجھ سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبد الرحمن نے، ان سے عامر شعبی نے اور ان سے نعمان بن بشیر نے کہ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر (ایک مرتبہ کسی مرض میں) بے ہوشی طاری ہوئی تو ان کی بہن عمرہ والدہ نعمان بن بشیر یہ سمجھ کر کہ کوئی حادثہ پیش آگیا، عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے لیے پکار کر رونے لگیں۔ ہائے میرے بھائی ہائے، میرے ایسے اور ویسے۔ ان کے محاسن اس طرح ایک ایک کر کے گمانے لگیں لیکن جب عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو انہوں نے کہا کہ تم جب میری کسی خوبی کا بیان کرتی تھیں تو مجھ سے پوچھا جاتا تھا کہ کیا تم واقعی ایسے ہی تھے۔

۴۲۶۷- حَدَّثَنِي إِيمَرَانُ بْنُ مُسِيرَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَمْرِ بْنِ شُعْبَةَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ، لَمَّا كَانَ فِي بَدْنِ الْمَرَضِ، وَهُوَ غَائِبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ، فَجَعَلَتْ أُمُّهُ تَبْكِي وَتَقُولُ: يَا عَمْرُو، مَا قُلْتَ شَيْئًا إِلَّا قِيلَ لِي أَنْتَ كَذَلِكَ. [طرفہ فی: ۴۲۶۸].

ایک روایت میں ہے کہ فرشتے لوہے کا گرز اٹھاتے اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھتے کیا تو ایسا ہی تھا۔ معلوم ہوا کہ بعض بیماریوں میں مرنے سے پہلے ہی فرشتے نظر پڑ جایا کرتے ہیں گو آدمی نہ مرے۔ چنانچہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ اس بیماری سے اچھے ہو گئے تھے یہی عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہیں جو غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔ اس مناسبت سے اس حدیث کو اس باب کے ذیل میں لایا گیا۔ مزید تفصیل حدیث ذیل میں آ رہی ہے۔

(۴۲۶۸) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن قاسم نے بیان کیا، ان سے حصین نے، ان سے شعبی نے اور ان سے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بے ہوشی ہو گئی تھی، پھر اوپر کی حدیث کی طرح بیان کیا۔ چنانچہ جب (غزوہ موتہ) میں وہ شہید ہوئے تو ان کی بہن ان پر نہیں روئیں۔

۴۲۶۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُصَيْنٍ، عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: أُوغِمِيَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ بِهَذَا فَلَمَّا مَاتَ لَمْ تَبْكِ عَلَيْهِ.

[راجع: ۴۲۶۷]

ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ میت پر نوحہ کرنا خود میت کے لیے باعث عذاب ہے۔ اس لیے انہوں نے اس حرکت سے پرہیز اختیار کیا، خالی آنسو اگر جاری ہوں تو یہ منع نہیں ہے، چلا کر رونا اور میت کے اوصاف بیان کرنا منع ہے۔

باب نبی کریم ﷺ کا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو حرقات کے

۴۶- باب بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ أَسَامَةَ بْنَ

زَبَدٌ إِلَى الْحُرَقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ

مقابلہ پر بھیجنا

لفظ حرقات حرقة کی طرف منسوب ہے۔ اس کا نام ہمیش بن عامر بن ثعلبہ بن مودعہ بن جہینہ تھا، اس نے ایک لڑائی میں ایک قوم کو آگ میں جلا دیا تھا۔ اس لیے حرقة نام سے موسوم ہوا۔

۴۶۶۹- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ أَخْبَرَنَا أَبُو ظَبْيَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْحُرَقَةِ فَصَبَحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ، وَلَجَفْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ، فَلَمَّا غَشِيَاهُ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَكَفَّ الْأَنْصَارِيُّ، فَطَعَنَهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُهُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((يَا أَسَامَةُ أَقْتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ؟)) قُلْتُ كَانَ مُتَعَوِّذًا فَمَا زَالَ يُكْرِرُهَا حَتَّى تَمَيَّنْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ اسَلَمْتُ قَبْلَ ذَلِكَ الْيَوْمِ. [طرفہ فی: ۶۸۷۲۰].

۴۶۶۹) مجھ سے عمرو بن محمد بغدادی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، انہیں حصین نے خبر دی، انہیں ابو ظبیان حصین بن جندب نے، کہا کہ میں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ حرقة کی طرف بھیجا۔ ہم نے صبح کے وقت ان پر حملہ کیا اور انہیں شکست دے دی، پھر میں اور ایک اور انصاری صحابی اس قبیلہ کے ایک شخص (مرد اس بن عمرو نامی) سے بھڑ گئے۔ جب ہم نے اس پر غلبہ پایا تو وہ لالہ الا اللہ کہنے لگا۔ انصاری تو فوراً ہی رک گیا لیکن میں نے اسے اپنے برچھے سے قتل کر دیا۔ جب ہم لوٹے تو آنحضرت ﷺ کو بھی اس کی خبر ہوئی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ اس کے لالہ الا اللہ کے باوجود تم نے اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا کہ وہ قتل سے بچنا چاہتے تھے (اس نے یہ کلمہ دل سے نہیں پڑھا تھا) آپ بار بار یہی فرماتے رہے (کیا تم نے اس کے لالہ الا اللہ کہنے پر بھی اسے قتل کر دیا) کہ میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کاش میں آج سے پہلے اسلام نہ لاتا۔

کلمہ پڑھنے کے باوجود اسے قتل کرنا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا کام تھا جس پر آنحضرت ﷺ کو انتہائی رنج ہوا اور آپ نے بار بار یہ جملہ دہرا کر خفگی کا اظہار فرمایا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوتا اور مجھ سے یہ غلطی سرزد نہ ہوتی اور آج جب اسلام لاتا تو میرے پیچھے سارے گناہ معاف ہو چکے ہوتے۔ کیونکہ اسلام کفر کی زندگی کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اسی لیے کسی کلمہ گو کی تکفیر کرنا وہ بدترین حرکت ہے جس نے مسلمانوں کی ملی طاقت کو پاش پاش کر کے رکھ دیا ہے۔ مزید افسوس ان علماء پر ہے جو ذرا ذرا سی باتوں پر تیر تکفیر چلاتے رہتے ہیں۔ ایسے علماء کو بھی سوچنا چاہیے کہ وہ کلمہ پڑھنے والوں کو کافر بنا کر خدا کو کیا منہ دکھائیں گے۔ ہاں اگر کوئی کلمہ گو افعال کفر کا ارتکاب کرے اور توبہ نہ کرے تو ان افعال کفریہ میں اس کی طرف لفظ کفر کی نسبت کی جاسکتی ہے۔ جو کفر دون کفر کے تحت ہے۔ بہر حال افراط تفریط سے بچنا لازم ہے۔ لَانْكَفِرْ اَهْلَ الْقَبِيلَةِ جملہ مسالک اہل سنت کا متفقہ اصول ہے۔

۴۶۷۰- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَاعِ يَقُولُ: غَزَوْتُ

۴۶۷۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا اور انہوں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نبی کریم

ﷺ کے ہمراہ سات غزوں میں شریک رہا ہوں اور نواپے لشکروں میں شریک ہوا ہوں جو آپ نے روانہ کئے تھے۔ (مگر آپ خود ان میں نہیں گئے) کبھی ہم پر ابو بکر رضی اللہ عنہ امیر ہوئے اور کسی فوج کے امیر اسامہ رضی اللہ عنہ ہوئے۔

(۴۲۷۱) اور عمر بن حفص بن غیاث نے (جو امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ ہیں) بیان کیا کہ ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا ان سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا اور انہوں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ سات غزوں میں شریک رہا ہوں اور نو ایسی لڑائیوں میں گیا ہوں جن کو خود حضور اکرم ﷺ نے بھیجا تھا۔ کبھی ہمارے امیر ابو بکر ہوتے اور کبھی اسامہ رضی اللہ عنہ ہوتے۔

راوی کا مقصد یہ ہے کہ جملہ غزوات میں رسول کریم ﷺ نے کبھی امیر لشکر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے اکابر کو بنایا اور کبھی اسامہ رضی اللہ عنہ جیسے نوجوانوں کو، مگر ہم لوگوں نے کبھی اس بارے میں امیر لشکر کے بڑے چھوٹے ہونے کا خیال نہیں کیا بلکہ فرمان رسالت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ آپ نے بار بار فرما دیا تھا کہ اگر کوئی حبشی غلام بھی تم پر امیر بنا دیا جائے تو اس کی اطاعت تمہارا فرض ہے۔

(۴۲۷۲) ہم سے ابو عاصم الضحاك بن مخلد نے بیان کیا کہ ہم سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ سات غزوں میں شریک رہا ہوں اور میں نے ابن حارثہ (یعنی اسامہ رضی اللہ عنہ) کے ساتھ بھی غزوہ کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں ہم پر امیر بنایا تھا۔

مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَخَرَجْتُ لِمَا يَنْبَغُ مِنَ الْبُغْثِ سَبْعَ غَزَوَاتٍ مَرَّةً عَلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ وَمَرَّةً عَلَيْنَا أَسَامَةُ. [أطرافه ل: ۴۲۷۱، ۴۲۷۲، ۴۲۷۳].

۴۲۷۱- وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَلَمَةَ يَقُولُ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، وَخَرَجْتُ لِمَا يَنْبَغُ مِنَ الْبُغْثِ سَبْعَ غَزَوَاتٍ مَرَّةً عَلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ وَمَرَّةً أَسَامَةُ. [راجع: ۴۲۷۰]

۴۲۷۲- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، وَغَزَوْتُ مَعَ ابْنِ حَارِثَةَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَيْنَا. [راجع: ۴۲۷۰]

یہ اس روایت کے خلاف نہیں جس میں آنحضرت کے ساتھ نو جہاد مذکور ہیں۔ شاید سلمہ نے وادی القریٰ اور عمرہ قضا کا سفر بھی جہاد سمجھ لیا اس طرح نہ ہو گئے۔ قسطلانی نے کہا یہ حدیث امام بخاری کی چند رموزیں ٹالٹی حدیث ہے۔ حارثہ حضرت اسامہ کے دادا کا نام ہے۔ (وحیدی)

(۴۲۷۳) ہم سے محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ ہم سے حماد بن مسعدہ نے بیان کیا ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سات غزوے کئے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے غزوہ خیبر، غزوہ حدیبیہ، غزوہ حنین اور غزوہ ذات القرد کا ذکر کیا۔ یزید نے کہا کہ باقی غزوں کے نام

۴۲۷۳- حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ مَسْعَدَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، فَذَكَرَ خَيْبَرَ وَالْحُدَيْبِيَّةَ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ وَيَوْمَ الْقُرْدِ،

میں بھول گیا۔

قَالَ يَزِيدُ: وَنَسِيتُ بَقِيَّتَهُمْ.

[راجعہ: ۴۲۷۰]

ان جملہ غزوات کا بیان اسی پارے میں جگہ جگہ مذکور ہوا ہے۔ ذات القرو کا واقعہ پارے کے شروع میں ملاحظہ کیا جائے۔ یہ ان ڈاکوؤں کے خلاف غزوہ تھا جو آنحضرت ﷺ کی بیس عدد دودھ دینے والی اونٹنیوں کو بھگا کر لے جا رہے تھے۔ جنگ خیبر سے چند روز پیشتر یہ حادثہ پیش آیا تھا۔ مزید جن غزوات کے نام بھول گئے، ان سے مراد غزوہ فتح مکہ، غزوہ طائف اور غزوہ تبوک ہیں۔ (فتح)

۴۷- باب غَزْوَةِ الْفَتْحِ باب غَزْوَةِ فَتْحِ مَكَّةَ كَابِيَان

اس کا سبب یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ کی ایک شرط یہ تھی کہ فریقین کے حلیف قبائل بھی باہم جنگ نہ کریں گے۔ بنو بکر قریش کے حلیف تھے اور بنو خزاعہ رسول کریم ﷺ کے مگر بنو بکر نے اچانک بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا اور قریش نے اپنے حلیف بنو بکر کا ساتھ دیا۔ اس پر بنو خزاعہ نے دربار رسالت میں جا کر فریاد کی۔ اس کے نتیجہ میں غزوہ فتح مکہ وجود میں آیا۔ مکان سبب ذالک ان قریشا نقضوا العهد الذی وقع بالحدیبیۃ ففہم ذالک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فغزاهم (فتح)

وَمَا بَعَثَ بِهِ حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِغَزْوِ النَّبِيِّ ﷺ اور جو خط حاطب بن ابی بلتعہ نے اہل مکہ کو نبی کریم ﷺ کے غزوہ کے ارادہ سے آگاہ کرنے کے لیے بھیجا تھا اس کا بھی بیان۔

(۳۲۷۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، انہیں حسن بن محمد بن علی نے خبر دی اور انہوں نے عبید اللہ بن رافع سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے اور زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم کو رسول کریم ﷺ نے روانہ کیا اور ہدایت کی کہ (مکہ کے راستے پر) چلے جانا جب تم مقام روضہ خانہ پر پہنچو تو وہاں تمہیں ہودج میں سوار ایک عورت ملے گی۔ وہ ایک خط لیے ہوئے ہے، تم اس سے وہ لے لینا۔ انہوں نے کہا کہ ہم روانہ ہوئے۔ ہمارے گھوڑے ہمیں تیزی کے ساتھ لیے جا رہے تھے۔ جب ہم روضہ خانہ پر پہنچے تو واقعی وہاں ہمیں ایک عورت ہودج میں سوار ملی (جس کا نام سارا یا کنود ہے) ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔ وہ کہنے لگی کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے لیکن جب ہم نے اس سے یہ کہا کہ اگر تو نے خود سے خط نکال کر ہمیں نہیں دیا تو ہم تیرا کپڑا اتار کر (تلاشی لیں گے) تب اس نے اپنی چوٹی میں سے وہ خط نکالا۔ ہم وہ خط لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس ہوئے۔ اس میں یہ

۴۲۷۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبِيدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرُ وَالْبُقْدَادُ فَقَالَ: انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخَ، فَإِنَّ بِهَا ظُعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوا مِنْهَا، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بَنًا خَيْلَنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرُّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظُّعِينَةِ قُلْنَا لَهَا: أَخْرِجِي الْكِتَابَ قَالَتْ: مَا مَعِيَ كِتَابٌ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِي الْكِتَابَ أَوْ نُلْقِيَنَّ النَّيَابَ، قَالَ: فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا، فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ

لکھا تھا کہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے چند مشرکین مکہ کے نام (صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابوجہل) پھر انہوں نے اس میں مشرکین کو حضور اکرم ﷺ کے بعض بھیدوں کی خبر بھی دی تھی۔ (آپ فوج لے کر آنا چاہتے ہیں) حضور ﷺ نے دریافت فرمایا، اے حاطب! تو نے یہ کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے بارے میں فیعلہ کرنے میں آپ جلدی نہ فرمائیں، میں اس کی وجہ عرض کرتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ میں دوسرے مہاجرین کی طرح قریش کے خاندان سے نہیں ہوں، صرف ان کا حلیف بن کر ان سے جڑ گیا ہوں اور دوسرے مہاجرین کے وہاں عزیز و اقرباء ہیں جو ان کے گھریا مال اسباب کی نگرانی کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ خیر جب میں خاندان کی رو سے ان کا شریک نہیں ہوں تو کچھ احسان ہی ان پر ایسا کر دوں جس کے خیال سے وہ میرے کنبہ والوں کو نہ ستائیں۔ میں نے یہ کام اپنے دین سے پھر کر نہیں کیا اور نہ اسلام لانے کے بعد میرے دل میں کفر کی حمایت کا جذبہ ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ واقعی انہوں نے تمہارے سامنے سچی بات کہہ دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اجازت ہو تو میں اس منافق کی گردن اڑا دوں لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ غزوہ بدر میں شریک رہے ہیں اور تمہیں کیا معلوم اللہ تعالیٰ جو غزوہ بدر میں شریک ہونے والوں کے کام سے واقف ہے۔۔۔۔۔ سورہ ممتحنہ میں اس نے ان کے متعلق خود فرما دیا ہے کہ ”جو چاہو کرو میں نے تمہارے گناہ معاف کر دیئے۔“ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ کہ ان سے تم اپنی محبت کا اظہار کرتے رہو۔ آیت ”فقد ضلّ سواد السبیل تک۔

بِمَكَّةَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يُخْبِرُهُمْ بِنَعْيِ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((يَا حَاطِبُ مَا هَذَا؟)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ امْرَأًا مُلَصِّقًا فِي قُرَيْشٍ يَقُولُ : كُنْتُ حَلِيفًا وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا، وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مَنْ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ، فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذَلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي وَلَمْ أَفْعَلْهُ ارْتَبَا إِذَا عَنِ دِينِي وَلَا رِضًا بِالْكَفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَمَّا ((إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ)) فَقَالَ عُمَرُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ : ((إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَذْرًا، وَمَا يَذْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ أَطْلَعَ عَلَى مَنْ شَهِدَ بَذْرًا؟ قَالَ : اْعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ السُّورَةَ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ - إِلَى قَوْلِهِ - فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ﴾)).

[راجع: ۳۰۰۷]

تَسْبِيح حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے مشرکین مکہ کو لکھا تھا کہ رسول کریم ﷺ مکہ پر فوج لے کر آنا چاہتے ہیں، تم اپنا انتظام کر لو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا وہ ظاہری قانونی سیاست کے مطابق تھا۔ مگر آنحضرت ﷺ کو ان کی سچائی وحی سے معلوم ہو گئی۔ لہذا آپ نے ان کی غلطی سے درگزر فرما دیا۔ معلوم ہوا کہ بعض امور میں محض ظاہری وجہ کی بناء پر فتویٰ ٹھوک دینا

درست نہیں ہے۔ مفتی کو لازم ہے کہ ظاہر و باطن کے جملہ امور و حالات پر خوب غور و خوض کر کے فتویٰ نویسی کرے۔ روایت میں غزوہ فتح مکہ کے عزم کا ذکر ہے، یہی باب سے وجہ مطابقت ہے۔

فتح الباری میں حضرت حاطب بن بلثہ کے خط کے یہ الفاظ منقول ہوئے ہیں: یا معشر قریش فان رسول الله صلى الله عليه وسلم جاءكم بجيش كالليل يسير كالسيل فوالله لو جاءكم وحده لنصره الله وانجز له وعده فانظروا لانفسكم والسلام۔ واقدری نے یہ لفظ نقل کئے ہیں۔ ان حاطب کتب الی سہیل بن عمرو و صفوان بن اسد و عکرمہ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذن فی الناس بالغزو ولا اراده برید غیرکم ولذا اجبت ان یكون لی عندکم ید۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ ایک لشکر جبرائے کرتہمارے اوپر چڑھائی کرنے والے ہیں تم لوگ ہوشیار ہو جاؤ۔ میں نے تمہارے ساتھ احسان کرنے کے لیے ایسا لکھا ہے۔

۴۸- باب غَزْوَةُ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ

۴۷۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ غَزَا غَزْوَةَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ. قَالَ: وَسَمِعْتُ ابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: مِثْلَ ذَلِكَ. وَعَنْ عُيَيْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِذَا بَلَغَ الْكَدِيدَ الْمَاءَ الَّذِي بَيْنَ قُدَيْدٍ وَعُسْفَانَ أَفْطَرَ فَلَمْ يَزَلْ مُفْطِرًا حَتَّى أَنْسَلَخَ الشَّهْرُ. [راجع: ۱۹۴۴]

باب غزوہ فتح مکہ کا بیان جو رمضان سنہ ۸ھ میں ہوا تھا ہم سے عبد اللہ بن یوسف تمیمی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن مسعود نے، کہا کہ مجھ سے عقیل بن ابی شہاب نے، کہا کہ مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ فتح مکہ رمضان میں کیا تھا۔ زہری نے ابن سعد سے بیان کیا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا کہ وہ بھی اسی طرح بیان کرتے تھے۔ زہری نے عبید اللہ سے روایت کیا، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (غزوہ فتح کے سفر میں جاتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ روزے سے تھے لیکن جب آپ مقام کدید پر پہنچے، جو قدید اور عسفان کے درمیان ایک چشمہ ہے تو آپ نے روزہ توڑ دیا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے روزہ نہیں رکھا یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ ختم ہو گیا۔

تشریح روزے سے انسان کمزور ہو جاتا ہے۔ جو خاص طور سے جہاد کے لیے نقصان دیتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آنحضرت ﷺ نے خود بھی روزے نہیں رکھے اور نہ ہی صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور عام سفر کے لیے بھی یہی حکم قرار پایا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ یعنی جو مریض ہو وہ صحت کے بعد اور جو مسافر ہو وہ واپسی کے بعد روزہ رکھ لے۔

۴۷۶- حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُيَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ فِي رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِينَةِ، وَمَعَهُ عَشْرَةُ آلَافٍ وَذَلِكَ عَلَى

۴۷۶- مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، کہا مجھے زہری نے خبر دی، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ نے اور انہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ (فتح مکہ کے لیے) مدینہ سے روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ (دس یا بارہ ہزار کا) لشکر تھا۔ اس وقت آپ کو مدینہ میں تشریف لا کر

ساڑھے آٹھ سال پورے ہونے والے تھے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے ساتھ جو مسلمان تھے مکہ کے لیے روانہ ہوئے۔ حضور ﷺ بھی روزے سے تھے اور تمام مسلمان بھی، لیکن جب آپ مقام کدید پر پہنچے جو قدید اور عسفان کے درمیان ایک چشمہ ہے تو آپ نے روزہ توڑ دیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی روزہ توڑ دیا۔ زہری نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے سب سے آخری عمل پر ہی عمل کیا جائے گا۔

قرآن مجید میں بھی مسافر کے لیے خاص اجازت ہے کہ مسافر نہ چاہے تو روزہ سفر میں نہ رکھے یا سفر پورا کر کے چھوٹے ہوئے روزوں کو پورا کر لے۔

(۴۲۷۷) مجھ سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، ان سے خالد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ رمضان میں حنین کی طرف تشریف لے گئے۔ مسلمانوں میں بعض حضرات تو روزے سے تھے اور بعض نے روزہ نہیں رکھا تھا لیکن جب حضور ﷺ اپنی سواری پر پوری طرح بیٹھ گئے تو آپ نے برتن میں دودھ یا پانی طلب فرمایا اور اسے اپنی اونٹنی پر یا اپنی ہتھیلی پر رکھا (اور پھر پی لیا) پھر آپ نے لوگوں کو دیکھا جن لوگوں نے پہلے سے روزہ نہیں رکھا تھا، انہوں نے روزہ داروں سے کہا کہ اب روزہ توڑ لو۔

(۴۲۷۸) اور عبدالرزاق نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ایوب نے، انہیں عکرمہ نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔ اور حماد بن زید نے ایوب سے روایت کیا، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔

مشہور روایتوں میں ہے کہ آنحضرت ﷺ غزوہ حنین کے لیے شوال میں فتح مکہ کے بعد تشریف لے گئے تھے۔ اس روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے رمضان ہی میں غزوہ حنین کا سفر کیا تھا۔ سو تطبیق یہ ہے کہ سفر مبارک رمضان میں شروع ہوا۔ شوال میں اس کی تکمیل ہوئی۔ غزوہ حنین کا وقوع شوال ہی میں صحیح ہے۔ (قططانی)

رَأْسِ لَمَّانٍ سَبِينٍ وَيَصْنَفُ مِنْ مَقْدَمِهِ الْمَدِينَةَ فَسَارَ هُوَ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى مَكَّةَ، يَصُومُ وَيَصُومُونَ حَتَّى يَبْلُغَ الْكَدِيدَ وَهُوَ مَاءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقَدِيدَ افْطَرُوا وَافْطَرُوا. قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْآخِرُ فَلَا آخِرَ.

[راجع: ۱۹۴۴]

۴۲۷۷- حَدَّثَنِي عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي رَمَضَانَ إِلَى حُنَيْنٍ وَالنَّاسُ مُخْتَلِفُونَ فَصَائِمٌ وَمُفْطِرٌ، فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى رَاحِلَتِهِ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ أَوْ مَاءٍ فَوَضَعَهُ عَلَى رَاحَتِهِ أَوْ عَلَى رَاحِلَتِهِ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ الْمُفْطِرُونَ لِلصَّوْمِ: افْطَرُوا.

[راجع: ۱۹۴۴]

۴۲۷۸- وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ. وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۱۹۴۴]

تَشْرِيح

(۴۷۹) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے مجاہد نے، ان سے طاؤس نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں (فتح مکہ کا) سفر شروع کیا۔ آپ روزے سے تھے لیکن جب مقام عسفان پر پہنچے تو پانی طلب فرمایا۔ دن کا وقت تھا اور آپ نے وہ پانی پیا تاکہ لوگوں کو دکھلا سکیں پھر آپ نے روزہ نہیں رکھا اور مکہ میں داخل ہوئے۔ بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے سفر میں (بعض اوقات) روزہ بھی رکھا تھا اور بعض اوقات روزہ نہیں بھی رکھا۔ اس لیے (سفر میں) جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔ مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ (روایت میں فتح مکہ کے لیے سفر کرنے کا ذکر ہے۔ یہی

۴۷۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَافَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ لَصَّامٍ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ، ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا لِيَرِيَهُ النَّاسُ فَأَفْطَرَ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ. قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: صَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي السَّفَرِ، وَأَفْطَرَ لِمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ. [راجع:

[۱۹۴۴]

باب سے مطابقت ہے۔)

تشریح قریش کی بد عہدی پر مجبوراً مسلمانوں کو سنہ ۸ھ میں بمابہ رمضان مکہ شریف پر لشکر کشی کرنی پڑی۔ قریش نے سنہ ۶ھ کے معاہدہ کو توڑ کر بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا جو آنحضرت ﷺ کے حلیف تھے اور جن پر حملہ نہ کرنے کا عہد و پیمان تھا مگر قریش نے اس عہد کو اس بری طرح توڑا کہ سارے بنی خزاعہ کا صفایا کر دیا۔ ان پجاریوں نے بھاگ کر کعبہ شریف میں پناہ مانگی اور الہک الہک کہہ کر پناہ مانگتے تھے کہ اپنے اللہ کے واسطے ہم کو قتل نہ کرو۔ مشرکین ان کو جواب دیتے لا الہ الا اللہ آج اللہ کوئی چیز نہیں۔ ان مظلوموں کے بچے ہوئے چالیس آدمیوں نے دربار رسالت میں جا کر اپنی بربادی کی ساری داستان سنائی۔ آنحضرت ﷺ معاہدے کی پابندی، فریق مظلوم کی دادرسی، دوستدار قبائل کی آئندہ حفاظت کی غرض سے دس ہزار کی جمیعت کے ساتھ بنجانب مکہ عازم سفر ہوئے۔ دو منزلہ سفر ہوا تھا کہ راستے میں ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب اور عبد اللہ بن امیہ ملحق ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ اس موقع پر ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عجب جوش و نشاط کے ساتھ مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

لعمرك	انی	حین	احمل	رایہ
لتغلب	خیل	الات	خیل	محمد
لکا	المد لج	الحبران	اطلم	لیلة
فهذا	اوانی	حین	هدی	فاہتدی
هدانی	ہاد	غیر	نفسی	و
الی	اللہ	من	طرد	تہ
			کل	مطرد

ترجمہ ”قسم ہے کہ میں جن دنوں لڑائی کا جھنڈا اس ناپاک خیال سے اٹھایا کرتا تھا کہ لات بت کے پوجنے والوں کی فوج حضرت محمد ﷺ کی فوج پر غالب آجائے۔ ان دنوں میں اس خار پشت جیسا تھا جو اندھیری رات میں ٹکریں کھاتا ہو۔ اب وقت آگیا ہے کہ میں ہدایت پاؤں اور سیدھے راستے (اسلام پر) گامزن ہو جاؤں۔ مجھے سچے ہادی برحق نے ہدایت فرمادی ہے (نہ کہ میرے نفس نے) اور اللہ

کا راستہ مجھے اس ہادی برحق نے دکھلایا ہے جسے میں نے (اپنی غلطی سے) ہمیشہ دھتکار رکھا تھا۔“
آخر ۲۰/ رمضان سنہ ۸ھ کو آپ مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے اور جملہ دشمنان اسلام کو عام معافی کا اعلان کرا دیا گیا۔ اس موقع پر آپ نے یہ خطبہ پیش فرمایا۔

یا معشر! قریش ان الله قد اذهب منكم نخوة الجاهلية وتعظمها بالاباء۔ الناس من آدم و آدم خلق من تراب ثم لا رسل الله صلى الله عليه وسلم يا ايها الناس انا خلقكم من ذكر و انثى وجعلناكم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اكرمكم عند الله اتقاكم۔ اذهبوا فانتم الطلقاء لا تشرى عليكم اليوم (طبری)

اے خاندان قریش! واللہ! خدا نے تمہاری جہلانہ نخوت اور باپ دادوں پر اترانے کا غرور آج ختم کر دیا، سن لو! سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا، اے لوگو! ہم نے تم کو ایک ہی مرد عورت سے پیدا کیا ہے اور گوت اور قبیلے سب تمہاری آپس کی پہچان کے لیے بنا دیئے ہیں اور خدا کے ہاں تو صرف تقویٰ والے کی عزت ہے۔ پھر فرمایا (اے قریشیو!) جاؤ آج تم سب آزاد ہو تم پر آج کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ اس جنگ کے جتہ جتہ حالات حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے مندرجہ ذیل ابواب میں بیان فرمائے ہیں۔

۴۹- باب اَنَیْنَ رَكَوْا النَّبِیُّ ﷺ

الرَّأِیَةِ یَوْمَ الْفَتْحِ؟

۴۲۸۰- حَدَّثَنَا عُیْنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا سَارَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ قَبْلَ ذَلِكَ قُرَيْشًا، خَرَجَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، وَحَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ، وَبُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ، يَلْتَمِسُونَ الْخَبَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَقْبَلُوا يَسِيرُونَ حَتَّى أَتَوْا مَرَّ الظُّفَيْرَانَ فَإِذَا هُمْ بِبَيْرَانَ كَانَتْهَا بَيْرَانُ عُرْفَةَ. فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: مَا هَذِهِ؟ لَكَانَتْهَا بَيْرَانُ عُرْفَةَ؟ فَقَالَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ: بَيْرَانُ بَنِي عُمَرُو، فَقَالَ: أَبُو سُفْيَانَ: عُمَرُو أَقَلُّ مِنْ ذَلِكَ، فَرَأَاهُمْ نَاسٌ مِنْ حَرَسِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَذَرَكُوهُمْ فَأَخَذُوهُمْ فَأَتَوْا بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَاسْلَمَ أَبُو سُفْيَانَ، فَلَمَّا سَارَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ: ((أَخْبِسْ أَبَا سُفْيَانَ عِنْدَ

باب فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ

نے جھنڈا کہاں گاڑا تھا؟

(۴۲۸۰) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے لیے روانہ ہوئے تو قریش کی خبر مل گئی تھی۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء بنی کریم ﷺ کے بارے میں معلومات کے لیے مکہ سے نکلے۔ یہ لوگ چلتے چلتے مقام مراظہران پر جب پہنچے تو انہیں جگہ جگہ آگ جلتی ہوئی دکھائی دی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مقام عرفات کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ یہ آگ کیسی ہے؟ یہ تو عرفات کی آگ کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ اس پر بدیل بن ورقاء نے کہا کہ یہ بنی عمرو (یعنی قبائ کے قبیلے) کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ بنی عمرو کی تعداد اس سے بہت کم ہے۔ اتنے میں حضور ﷺ کے محافظ دستے نے انہیں دیکھ لیا اور ان کو پکڑ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لائے، پھر ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد جب آنحضرت ﷺ آگے (مکہ کی طرف) بڑھے تو عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ ایسی جگہ پر روکے رکھو جہاں گھوڑوں کا جاتے وقت ہجوم ہو تاکہ وہ

مسلمانوں کی فوجی قوت کو دیکھ لیں۔ چنانچہ عباس رضی اللہ عنہ انہیں ایسے ہی مقام پر روک کر کھڑے ہو گئے اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھ قبائل کے دستے ایک ایک کر کے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے سامنے سے گزرنے لگے۔ ایک دستہ گزرا تو انہوں نے پوچھا، عباس! یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ قبیلہ غفار ہے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے غفار سے کیا سروکار، پھر قبیلہ جہینہ گزرا تو ان کے متعلق بھی انہوں نے یہی کہا، قبیلہ سلیم گزرا تو ان کے متعلق بھی یہی کہا۔ آخر ایک دستہ سامنے آیا۔ اس جیسا فوجی دستہ نہیں دیکھا گیا ہو گیا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ انصار کا دستہ ہے۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اس کے امیر ہیں اور انہیں کے ہاتھ میں (انصار کا علم ہے) سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابوسفیان! آج کا دن قتل عام کا ہے۔ آج کعبہ میں بھی لڑنا درست کر دیا گیا ہے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس پر بولے اے عباس! قریش کی ہلاکت و بربادی کا دن اچھا آگیا ہے۔ پھر ایک اور دستہ آیا یہ سب سے چھوٹا دستہ تھا۔ اس میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ آنحضرت ﷺ کا علم زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اٹھائے ہوئے تھے۔ جب حضور ﷺ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے قریب سے گزرے تو انہوں نے کہا آپ کو معلوم نہیں، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کیا کہہ گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ تو ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ یہ یہ کہہ گئے ہیں کہ آپ قریش کا کام تمام کر دیں گے۔ (سب کو قتل کر ڈالیں گے)۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سعد رضی اللہ عنہ نے غلط کہا ہے بلکہ آج کا دن وہ ہے جس میں اللہ کعبہ کی عظمت اور زیادہ کر دے گا۔ آج کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا۔ عروہ نے بیان کیا پھر حضور ﷺ نے حکم دیا کہ آپ کا علم مقام حون میں گاڑ دیا جائے۔ عروہ نے بیان کیا اور مجھے نافع بن جبیر بن مطعم نے خبر دی، کہا کہ میں نے عباس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے کہا (فتح مکہ کے بعد) کہ حضور ﷺ نے ان کو یہیں جھنڈا گاڑنے کے لیے حکم فرمایا تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس دن حضور ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو

حَطَمَ الْخَيْلَ حَتَّى يَنْظُرَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ))
 لَحَبَسَهُ الْعَبَّاسُ فَجَعَلَتِ الْقَبَائِلُ تَمُرُّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ تَمُرُّ كَتَيْبَةٍ كَتَيْبَةٍ، عَلَى أَبِي سُفْيَانَ لَمَرَّتْ كَتَيْبَةٌ قَالَ: يَا عَبَّاسُ مَنْ هَذِهِ؟ قَالَ: هَذِهِ غَفَارٌ قَالَ: مَا لِي وَلِغَفَارٍ؟ ثُمَّ مَرَّتْ جُهَيْنَةُ، قَالَ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ مَرَّتْ سَعْدُ بْنُ هُذَيْمٍ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَمَرَّتْ سَلِيمٌ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ، حَتَّى أَقْبَلَتِ كَتَيْبَةُ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَالَ مَنْ هَذِهِ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الْأَنْصَارُ عَلَيْهِمْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَ الرَّايَةِ، فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: يَا أَبَا سُفْيَانَ الْيَوْمَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ الْيَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْكَعْبَةُ، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَا عَبَّاسُ حَبْدًا يَوْمَ الذَّمَارِ ثُمَّ جَاءَتْ كَتَيْبَةٌ وَهِيَ أَقَلُّ الْكَتَائِبِ فِيهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ وَرَايَةُ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، فَلَمَّا مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَبِي سُفْيَانَ قَالَ: أَلَمْ تَعْلَمْ مَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ؟ قَالَ: ((مَا قَالَ؟)) قَالَ: قَالَ: كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: ((كَذَبَ سَعْدُ وَلَكِنْ هَذَا يَوْمٌ يُعْظَمُ اللَّهُ فِيهِ الْكَعْبَةُ وَيَوْمٌ تُكْسَى فِيهِ الْكَعْبَةُ)) قَالَ: وَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُرَكِّزَ رَايَتُهُ بِالْجَحُونِ. قَالَ عُرْوَةُ: وَأَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُولُ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ هَهُنَا أَمْرُكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُرَكِّزَ الرَّايَةَ، قَالَ: وَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ أَنْ يَدْخُلَ

مِنْ أَغْلَى مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ وَذَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ كُدَى فَقَتِلَ مِنْ خَيْلِ خَالِدٍ يَوْمَئِذٍ رَجُلَانِ حَبِيشُ بْنُ الْأَشْعَرِ وَكَرْزُ بْنُ جَابِرٍ الْفَهْرِيُّ.

حکم دیا تھا کہ مکہ کے بالائی علاقہ کداء کی طرف سے داخل ہوں اور خود حضور اکرم ﷺ کداء کے (نیشی علاقہ) کی طرف سے داخل ہوئے۔ اس دن خالد بن ولید کے دستہ کے دو صحابی، حبیش بن اشعر اور کرز بن جابر قرنی رضی اللہ عنہما شہید ہوئے تھے۔

روایت میں مرالظہران ایک مقام کا نام ہے مکہ سے ایک منزل پر۔ اب اس کو وادی فاطمہ کہتے ہیں۔ عرفات میں حاجیوں کی عادت تھی کہ ہر ایک آگ لگاتا۔ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو الگ الگ آگ جلانے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ ہزاروں جگہ آگ روشن کی گئی۔ روایت کے آخر میں لفظ حبذ ایوم الذمار کا ترجمہ بعضوں نے یوں کیا ہے۔ ”وہ دن اچھا ہے جب تم کو مجھے بچانا چاہیے۔“ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ سامنے سے گزرے تو ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے آپ کو قسم دے کر پوچھا کیا آپ نے اپنی قوم کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا کہنا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا نہیں آج تو رحمت اور کرم کا دن ہے۔ آج اللہ قریش کو عزت دے گا اور سعد رضی اللہ عنہ سے جھنڈالے کر ان کی بجائے قیس کو دیا۔ فتح مکہ کے دن علم نبوی مقام محون میں گاڑا گیا تھا۔ کد آبلہ اور کداء بالقمر دونوں مقاموں کے نام ہیں۔ پہلا مقام مکہ کے بالائی جانب میں ہے اور دوسرا نیشی جانب میں۔ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فوج کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے تو صفوان بن امیہ اور سمیل بن عمرو نے کچھ آدمیوں کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ کافر ۱۳-۱۴ مارے گئے اور مسلمان دو شہید ہوئے۔

روایت میں مذکور شدہ حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہیں جو رسول کریم ﷺ کے چچرے بھائی ہوتے ہیں۔ یہ شاعر بھی تھے اور ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی ہجو میں انہوں نے ایک قصیدہ کہا تھا۔ جس کا جواب حسان رضی اللہ عنہ نے بڑے شاندار شعروں میں دیا تھا۔ فتح کے دن اسلام لانے کا ارادہ کر رہے تھے مگر پچھلے حالات یاد کر کے شرم کے مارے سر نہیں اٹھا رہے تھے۔ آخر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ آنحضرت ﷺ کے منہ مبارک کی طرف منہ کر کے وہ الفاظ کہہ دیجئے جو حضرت یوسفؑ کے سامنے ان کے خطاکار بھائیوں نے کہے تھے۔ ﴿تَاللّٰهِ لَئِنْ لَمْ تَنْتَرِ يَوْمَ الْبَيْعَةِ لَأَسْتَفْزِكَ لِيَوْمِ الْبَيْعَةِ﴾ (یوسف: ۹۱) یعنی اللہ کی قسم! آپ کو اللہ نے ہمارے اوپر بڑی فضیلت بخشی اور ہم بلاشک خطاکار ہیں۔ آپ یہ الفاظ کہیں گے تو رسول کریم ﷺ کے الفاظ بھی جواب میں وہی ہوں گے جو حضرت یوسفؑ کے تھے۔ ﴿لَا تَنْتَرِبْ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾ (یوسف: ۹۲) اے بھائیو! آج کے دن تم پر کوئی لامت نہیں ہے۔ اللہ تم کو بخشے وہ بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔ آخر مسلمان ہوئے اور اچھا پر غلوص اسلام لائے۔ آخر عمر میں حج کر رہے تھے جب حجام نے سر مونڈا تو سر میں ایک رسولی تھی اسے بھی کاٹ دیا، یہی ان کی موت کا سبب ہوا۔ سنہ ۲۰ھ میں وفات پائی۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

(۴۲۸۱) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے معاویہ بن قرہ نے بیان کیا، انہوں نے عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر اپنے اونٹ پر سوار ہیں اور خوش الحانی کے ساتھ سورۃ فتح کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر اس کا خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ مجھے گھیر لیں گے تو میں بھی اسی طرح تلاوت کر کے

۴۲۸۱- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَغْفَلٍ يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى نَاقَتِهِ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ يُرْجِعُ، وَقَالَ: لَوْ لَا أَنِ يَجْتَمِعَ النَّاسُ حَوْلِي لَرَجَعْتُ كَمَا رَجَعُ.

[أطرافه في: ٤٨٣٥، ٥٠٣٤، ٥٠٤٧،

[٧٥٤٠].

٤٢٨٢- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا سَعْدَانُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَثْمَانَ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ زَمَنَ الْفَتْحَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْنَ نَزَلُ غَدًا؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِّنْ مَنْزِلٍ؟)).

[راجع: ١٥٨٨]

٤٢٨٣- ثُمَّ قَالَ : ((لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ، وَلَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُؤْمِنَ)). قِيلَ لِلزُّهْرِيِّ وَمَنْ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ؟ قَالَ: وَرِثَهُ عَقِيلٌ، وَطَالِبٌ. قَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَيْنَ نَزَلُ غَدًا فِي حَجَّتِهِ؟ وَلَمْ يَقُلْ يُؤْنَسُ حَجَّتِهِ وَلَا زَمَنَ الْفَتْحِ.

عقيل اور طالب اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ اس لیے ابوطالب کے وہ وارث ہوئے اور علی اور جعفر علیہ السلام کو کچھ ترکہ نہیں ملا کیونکہ یہ دونوں مسلمان ہو گئے تھے۔

٤٢٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْزِلُنَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ إِذَا فَتَحَ اللَّهُ الْغَيْفَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ)). [راجع: ١٥٨٩]

لَشَيْءٍ

دکھاتا جیسے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے پڑھ کر سنایا تھا۔

(۴۲۸۲) ہم سے سلیمان بن عبدالرحمن نے بیان کیا، کہا ہم سے سعدان بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن ابی حفصہ نے بیان کیا، کہا ان سے زہری نے، ان سے زین العابدین علی بن حسین نے، ان سے عمرو بن عثمان نے اور ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے سفر میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! کل (مکہ میں) آپ کہاں قیام فرمائیں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے لیے عقیل نے کوئی گھر ہی کہاں چھوڑا ہے۔

(۴۲۸۳) پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ مومن، کافر کا وارث نہیں ہو سکتا اور نہ کافر مومن کا وارث ہو سکتا ہے۔ زہری سے پوچھا گیا کہ پھر ابوطالب کی وراثت کسے ملی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ ان کے وارث عقیل اور طالب ہوئے تھے۔ معمر نے زہری سے (اسامہ رضی اللہ عنہما کا سوال یوں نقل کیا ہے کہ) آپ اپنے حج کے دوران کہاں قیام فرمائیں گے؟ اور یونس نے (اپنی روایت میں) نہ حج کا ذکر کیا ہے اور نہ فتح مکہ کا۔

عقیل اور طالب اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ اس لیے ابوطالب کے وہ وارث ہوئے اور علی اور جعفر علیہ السلام کو کچھ ترکہ

(۴۲۸۴) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعیب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ ہماری قیام گاہ اگر اللہ تعالیٰ نے فتح عنایت فرمائی تو خیمت بنی کنانہ میں ہوگی۔ جہاں قریش نے کفر کی حمایت کے لیے قسم کھائی تھی۔

خیمت اس جگہ کو کہتے ہیں جو معمولی زمین سے اونچی اور پہاڑ سے کچھ اونچی ہو۔ مسجد نبیت اسی جگہ واقع ہے۔ کسی وقت کفار مکہ نے اسلام دشمنی پر یہیں قسم کھائی تھی۔ اللہ نے ان کا غرور خاک میں ملا یا اور اسلام کو عظمت عطا فرمائی۔ قریش نے قسمیں کھائی تھیں کہ وہ رسول کریم ﷺ کو آپ کے پورے خاندان بنو ہاشم اور بنو مطلب کو مکہ سے نکال کر ہی دم لیں گے آخر وہ

دن آیا کہ وہ خود ہی نیست و نابود ہو گئے اور اسلام کا جھنڈا مکہ پر لہرایا۔ سچ ہے، ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ (بنی اسرائیل: ۸۱) مسلمان اگر آج بھی سچے مسلمان بن جائیں تو نصرت خداوندی ان کی مدد کے لیے حاضر ہے۔

۴۲۸۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ (۴۲۸۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابن شہاب خبر دی، انہیں ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حنین کا ارادہ کیا تو فرمایا ان شاء اللہ کل ہمارا قیام خیمت بنی کنانہ میں ہو گا جہاں قریش نے کفر کے لیے قسم کھائی تھی۔

[راجع: ۱۵۸۹]

تشریح یہاں آپ اس لیے اترے کہ اللہ کا احسان ظاہر ہو کہ ایک دن تو وہ تھا کہ بنو ہاشم قریش کے کافروں سے ایسے مغلوب اور مرعوب تھے یا ایک دن اللہ نے وہ دن دکھلایا کہ سارے قریش کے کافر مغلوب ہو گئے اور اللہ نے اسلام کو غالب کر دیا۔ اس سے اہم ترین تاریخی مقامات کو یاد رکھنا بھی ثابت ہوا۔

۴۲۸۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمَغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: ابْنُ خَطْلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: ((اقْتُلْهُ)) قَالَ مَالِكٌ: وَلَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فِيمَا نَرَى وَاللَّهُ أَعْلَمُ يَوْمَئِذٍ مُحَرَّمًا. [راجع: ۱۸۴۶]

(۴۲۸۶) ہم سے یحییٰ بن قزعمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے موقع پر جب نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو سر مبارک پر خود تھی۔ آپ نے اسے اتارا ہی تھا کہ ایک صحابی نے آکر عرض کیا کہ ابن خطل کعبہ کے پردہ سے چمٹا ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسے (وہیں) قتل کر دو۔ امام بخاری نے کہا جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں آگے اللہ جانے، نبی کریم ﷺ اس دن احرام باندھے ہوئے نہیں تھے۔

تشریح ابن خطل اسلام سے پھر کر مرتد ہو گیا تھا۔ ایک آدمی کا قاتل بھی تھا اور رسول کریم ﷺ کی جگو کے گیت گایا کرتا تھا۔ چنانچہ اس موقع پر وہ کعبہ کے پردوں سے باہر نکلا گیا اور زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی گردن ماری گئی۔ آنحضرت ﷺ نے آئندہ کے لیے اس طرح کرنے سے منع فرما دیا کہ اب قریش کا آدمی اس طرح بے بس کر کے نہ مارا جائے۔ خود لوے کا کن ٹوپ جسے جنگ میں سر کی حفاظت کے لیے اوڑھ لیا جاتا تھا۔

۴۲۸۷- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ، وَحَوْلَ الْبَيْتِ

(۴۲۸۷) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو سلیمان بن عیینہ نے خبر دی، انہیں ابن ابی نجیح نے، انہیں مجاہد نے، انہیں ابو معمر نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن جب نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کے چاروں طرف

تین سو ساٹھ بت تھے۔ حضور اکرم ﷺ ایک چھڑی سے جو دست مبارک میں تھی، مارتے جاتے تھے اور اس آیت کی تلاوت کرتے جاتے کہ ”حق قائم ہو گیا اور باطل مغلوب ہو گیا“ حق قائم ہو گیا اور باطل سے نہ شروع میں کچھ ہو سکا ہے نہ آئندہ کچھ ہو سکتا ہے۔

پہلی آیت سورہ بنی اسرائیل میں اور دوسری آیت سورہ سبأ میں ہے۔ حق سے مراد دین اسلام اور باطل سے بت اور شیطان مراد ہے۔ باطل کا آغاز اور انجام سب خراب ہی خراب ہے۔

(۴۲۸۸) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ آئے تو آپ بیت اللہ میں اس وقت تک داخل نہیں ہوئے جب تک اس میں بت موجود رہے بلکہ آپ نے حکم دیا اور بتوں کو باہر نکال دیا گیا۔ انہیں میں ایک تصویر حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی بھی تھی اور ان کے ہاتھوں میں (پانسے) کے تیر تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ ان مشرکین کا ناس کرے، انہیں خوب معلوم تھا کہ ان بزرگوں نے کبھی پانسے نہیں پھینکا۔ پھر آپ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور اندر چاروں طرف تکبیر کسی پھر باہر تشریف لائے، آپ نے اندر نماز نہیں پڑھی تھی۔ عبدالصمد کے ساتھ اس حدیث کو معمر نے بھی ایوب سے روایت کیا اور وہیب بن خالد نے یوں کہا، ہم سے ایوب نے بیان کیا، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے۔

باب نبی کریم ﷺ کا شہر کے بالائی جانب سے

مکہ میں داخل ہونا

(۴۲۸۹) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، کہا کہ مجھے نافع نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر فتح مکہ کے دن مکہ کے بالائی علاقہ کی طرف سے شہر میں داخل ہوئے۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما آپ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ اور کعبہ کے حاجب عثمان

سُتُونَ وَلَثَمَانَةَ نَصْبٍ، فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ وَيَقُولُ: ((جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ، جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِيءُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ)). [راجع: ۲۴۷۸]

۴۲۸۸- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَبَى أَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ، وَفِيهِ الْإِلَهِةُ، فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ فَأُخْرِجَ صُورَةُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ فِي أَيْدِيهِمَا مِنَ الْأَزْلَامِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَاتَلَهُمُ اللَّهُ، لَقَدْ عَلِمُوا مَا اسْتَفْسَمُوا بِهَا قَطُّ)) ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ فِي نَوَاحِي الْبَيْتِ وَخَرَجَ وَلَمْ يَصَلِّ فِيهِ. تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ وَقَالَ وَهَيْبٌ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ۳۹۸]

۵۰- باب دُخُولِ النَّبِيِّ ﷺ

مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ

۴۲۸۹- وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُرْدِفًا اسْمََةَ بْنَ زَيْدٍ، وَمَعَهُ بِلَالٌ وَمَعَهُ عُثْمَانُ

بن طلحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آخر اپنے اونٹ کو آپ نے مسجد (کے قریب باہر) بٹھایا اور بیت اللہ کی کنجی لانے کا حکم دیا پھر آپ بیت اللہ کے اندر تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ اسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ آپ اندر کافی دیر تک ٹھہرے، جب باہر تشریف لائے تو لوگ جلدی سے آگے بڑھے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سب سے پہلے اندر جانے والوں میں تھے۔ انہوں نے بیت اللہ کے دروازے کے پیچھے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کھڑے ہوئے دیکھا اور ان سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ نے کہاں نماز پڑھی تھی۔ انہوں نے وہ جگہ بتلائی جہاں آپ نے نماز پڑھی تھی۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ پوچھنا بھول گیا کہ آنحضرت ﷺ نے نماز میں کتنی رکعتیں پڑھی تھیں۔

[راجع: ۳۹۷]

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ نے کعبہ کے اندر نماز نہیں پڑھی لیکن بلال رضی اللہ عنہ کی روایت میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے اور یہی صحیح ہے ممکن ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما باہر ہوں ان کو آپ کے نماز پڑھنے کا علم نہ ہوا ہو، آپ نے فراغت کے بعد کعبے کی کنجی پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دی اور فرمایا کہ یہ ہمیشہ تیرے ہی خاندان میں رہے گی۔ یہ میں نے تجھ کو نہیں دی بلکہ اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور جو کوئی ظالم ہو گا وہ یہ کنجی تجھ سے چھینے گا۔ آج تک یہ کنجی اسی خاندان شیبی کے اندر محفوظ ہے اور کعبہ شریف جب بھی کھولا جاتا ہے، وہی لوگ آکر کھولتے ہیں۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔ سنہ ۱۹۵۲ء کے حج میں میں کعبہ شریف میں داخل ہوا تھا اور دروازہ پر شیبی خاندان کے بزرگ کو میں نے دیکھا تھا جو بہت ہی سفید ریش بزرگ تھے، غفر اللہ لہ۔

۴۲۹۰- حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ حَفْصُ بْنُ مِيسْرَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءِ النَّبِيِّ بِأَعْلَى مَكَّةَ. تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ وَ وَهَيْبٌ فِي كَدَاءِ. [راجع: ۱۵۷۷]

۴۲۹۰) ہم سے ہیشم بن خارجہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حفص بن میسرہ نے بیان کیا، ان سے ہشام ابن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ کے بالائی علاقہ کداء سے شہر میں داخل ہوئے تھے۔ اس روایت کی متابعت ابو اسامہ اور وہیب نے کداء کے ذکر کے ساتھ کی ہے۔

بُنْ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ حَتَّىٰ أَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ، فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ، فَمَكَثَ فِيهِ نَهَارًا طَوِيلًا ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ، فَوَجَدَ بِلَالًا وَرَاءَ الْبَابِ قَائِمًا، فَسَأَلَهُ أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ فَأَشَارَ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَتَسَبَّحُ أَنْ سَأَلَهُ كَمْ صَلَّى مِنْ سَجْدَةٍ.

[راجع: ۳۹۷]

کد آء بالہ اور کداء بالقمر دونوں مقاموں کے نام ہیں۔ پہلا مقام مکہ کے بالائی جانب میں ہے اور دوسرا نشیبی جانب میں اور یہ روایت ان صحیح روایتوں کے خلاف ہے جن میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کداء یعنی بالائی جانب سے داخل ہوئے اور خالد رضی اللہ عنہ کو کداء یعنی نشیبی جانب سے داخل ہونے کا حکم دیا۔ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سپاہ گراں لیے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے تو مشرکوں نے ذرا سامقابلہ کیا۔ کفار کو صفوان بن امیہ اور سمیل بن عمرو نے اکٹھا کیا تھا۔ مسلمانوں میں سے دو شخص شہید ہوئے اور کافر بارہ تیرہ مارے گئے، باقی سب بھاگ نکلے، یہ پہلے بھی مذکور ہو چکا ہے۔

لَا يَسْبِقُ

کد آء بالہ اور کداء بالقمر دونوں مقاموں کے نام ہیں۔ پہلا مقام مکہ کے بالائی جانب میں ہے اور دوسرا نشیبی جانب میں اور یہ روایت ان صحیح روایتوں کے خلاف ہے جن میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کداء یعنی بالائی جانب سے داخل ہوئے اور خالد رضی اللہ عنہ کو کداء یعنی نشیبی جانب سے داخل ہونے کا حکم دیا۔ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سپاہ گراں لیے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے تو مشرکوں نے ذرا سامقابلہ کیا۔ کفار کو صفوان بن امیہ اور سمیل بن عمرو نے اکٹھا کیا تھا۔ مسلمانوں میں سے دو شخص شہید ہوئے اور کافر بارہ تیرہ مارے گئے، باقی سب بھاگ نکلے، یہ پہلے بھی مذکور ہو چکا ہے۔

(۴۲۹۱) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ کے بالائی علاقہ کداء کی طرف سے داخل ہوئے تھے۔

باب فتح مکہ کے دن قیام نبوی کا بیان

۴۲۹۱- حَدَّثَنَا غُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ غَامَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ. [راجع: ۱۵۷۷]

۵۱- باب مَنْزِلِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ

الْفَتْحِ

۴۲۹۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: مَا أَخْبَرْنَا أَحَدًا أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحَى غَيْرَ أَمْ هَانِيٍّ فَإِنَّهَا ذَكَرَتْ أَنَّهُ يَوْمَ فَتَحَ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا، ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ، قَالَتْ: لَمْ أَرَهُ صَلَّى صَلَاةً أَخْفَ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يَتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ. [راجع: ۱۱۰۳]

ہلکی پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نماز میں آپ نے قرأت بہت مختصر کی تھی حدیث سے مقصد یہاں یہ ثابت کرنا ہے کہ فتح مکہ کے دن آنحضرت ﷺ کا قیام ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھا۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے ہاں آپ نے جو نماز ادا فرمائی اس بابت حافظ ابن قیم رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب زاد المعاد میں لکھتے ہیں: ثم دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم دار ام هاني بنت ابي طالب فاغتسل وصلى ثمان ركعات في بيتها وكان ضحى فظنها من ظنها صلوة الضحى وانما هذه صلوة الفتح وكان امراء الاسلام اذا فتحوا حصنا او بلدا صلوا عقيب الفتح هذه الصلوة اقتداء برسول الله صلى الله عليه وسلم وفي القصة ما يدل على انها بسبب الفتح شكر الله عليه فان ام هاني قالت ما رايتہ صلاها قبلها ولا بعدها (زاد المعاد) یعنی پھر رسول کریم ﷺ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے اور آپ نے وہاں غسل فرما کر آٹھ رکعات نماز ان کے گھر میں ادا کی اور یہ ضحی کا وقت تھا۔ پس جس نے گمان کیا اس نے کہا کہ یہ ضحی کی نماز تھی حالانکہ یہ فتح کے شکرانہ کی نماز تھی۔ بعد میں امراء اسلام کا بھی یہی قاعدہ رہا کہ سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے جب بھی کوئی شہر یا قلعہ فتح کرتے اس نماز کو ادا کرتے تھے اور قصہ میں ایسی دلیل بھی موجود ہے جو اسے نماز شکرانہ ہی ثابت کرتی ہے۔ وہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے کبھی پہلے یا پیچھے اس نماز کو پڑھا ہو۔ اس سے بھی ثابت ہوا یہ فتح کی خوشی میں شکرانہ کی نماز تھی۔

باب

۵۲- باب

(۴۲۹۳) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے

۴۲۹۳- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي

ابوالضحیٰ نے ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اپنے رکوع اور سجدہ میں یہ دعا پڑھتے تھے (دعا یہ ہے)

سبحانک اللہم ربنا وبحمدک اللہم اغفر لی

الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: ((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي)).

[راجع: ۷۹۴]

تشریح یعنی تو پاک ہے اے خدا! ہمارے مالک تیری تعریف کرتے ہیں ہم یا اللہ مجھ کو بخش دے۔ حدیث سے یہ نکلا کہ رکوع یا سجدے میں دعا کرنا منع نہیں ہے۔ اس حدیث کا تعلق باب سے یوں ہے کہ اس حدیث کے دوسرے طریق میں یوں مذکور ہے کہ جب آپ پر سورہ اذا جاء نصر اللہ نازل ہوئی یعنی فتح مکہ کے بعد تو آپ ہر نماز میں رکوع اور سجدے میں یوں ہی فرمانے لگے۔ اس سورت میں اللہ نے یہ حکم دیا ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ (النصر: ۳) پس سبحانک اللہم ربنا وبحمدک اللہم اغفر لی اسی کی تعلیم ہے۔ آنحضرت ﷺ کا آخری عمل یہی تھا کہ آپ رکوع اور سجدے میں بکثرت اس کو پڑھا کرتے تھے۔ لہذا اور دعاؤں پر اس کو فوٹ حاصل ہے۔ ضمنی طور پر اس میں بھی فتح مکہ کا ذکر ہے اور حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

(۴۲۹۴) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابوبشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ مجھے اپنی مجلس میں اس وقت بھی بلا لیتے جب وہاں بدر کی جنگ میں شریک ہونے والے بزرگ صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوتے۔ اس پر بعض لوگ کہنے لگے اس جوان کو آپ ہماری مجلس میں کیوں بلاتے ہیں؟ اس کے جیسے تو ہمارے بچے بھی ہیں۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن کا علم و فضل تم جانتے ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر ان بزرگ صحابیوں کو ایک دن عمر رضی اللہ عنہ نے بلایا اور مجھے بھی بلایا۔ بیان کیا کہ میں سمجھتا تھا کہ مجھے اس دن آپ نے اس لیے بلایا تھا تاکہ آپ میرا علم بتا سکیں۔ پھر آپ نے دریافت کیا اذا جاء نصر اللہ والفتح ورايت الناس يدخلون، ختم سورت تک کے متعلق تم لوگوں کا کیا خیال ہے؟ کسی نے کہا کہ ہمیں اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اللہ کی حمد بیان کریں اور اس سے استغفار کریں کہ اس نے ہماری مدد کی اور ہمیں فتح عنایت فرمائی۔ بعض نے کہا کہ ہمیں اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے اور بعض نے کوئی جواب نہیں دیا پھر انہوں نے مجھ سے دریافت کیا، ابن

۴۲۹۴- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاخٍ بَدْرٍ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ، لِمَ تُدْخِلُ هَذَا الْفَتَى مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ إِنَّهُ مِمَّنْ قَدْ عَلِمْتُمْ، قَالَ: فَدَعَاهُمْ ذَاتَ يَوْمٍ وَدَعَانِي مَعَهُمْ قَالَ: وَمَا أَرَيْتُهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ مِنِّي، فَقَالَ مَا تَقُولُونَ: فِي إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَمَرْنَا أَنْ نَحْمَدَ اللَّهَ وَنَسْتَغْفِرَهُ، إِذَا نَصَرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا نَذَرِي وَلَمْ يَقُلْ بَعْضُهُمْ شَيْئًا فَقَالَ لِي: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَكْذَاكَ تَقُولُ؟ قُلْتُ: لَا، فَمَا تَقُولُ؟ قُلْتُ: هُوَ أَجَلُ رَسُولِ اللَّهِ

عباس! کیا تمہارا بھی یہی خیال ہے؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں، پوچھا، پھر تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح حاصل ہو گئی۔ یعنی فتح مکہ تو یہ آپ کی وفات کی نشانی ہے۔ اس لیے آپ اپنے رب کی حمد اور تسبیح کریں اور اس کی مغفرت طلب کریں کہ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو کچھ تم نے کہا وہی میں بھی سمجھتا ہوں۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغْلَمَهُ اللَّهُ لَهُ إِذَا
جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ﴿۱﴾ فَفُتِحَ مَكَّةَ فَذَلِكَ
غَلَامَةُ أَجْلِكَ ﴿۲﴾ فَسَبَّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ،
وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾ قَالَ عُمَرُ : مَا
ابْنُ غُلَمٍ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ.

[راجعہ: ۳۶۲۷]

تشیع حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وین کی ایک بات پوچھ کر ابن عباس رضی اللہ عنہ کی فضیلت بوڑھوں پر ظاہر کر دی جیسے اللہ تعالیٰ نے آدم کو علم دے کر بڑی بڑی عموالے فرشتوں پر ان کی فضیلت ثابت کر دی اور ان فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ حدیث میں وفات نبوی پر اشارہ ہے۔ اس کا یہاں اندراج کا یہی مقصد ہے۔ سورہ شریفہ میں اشارہ تھا کہ ہر کمالے رازوالے ہر زوالے راکمالے۔ اس حدیث کے ذیل مولانا وحید الزماں کی تقریر دل پذیر یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کا عمل اس پر تھا بزرگی، عقل است نہ بہ سال۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ اس وقت کے بڑے عالم تھے اور عالم گوجوان ہو مگر علم کی فضیلت سے وہ بوڑھوں کے برابر بلکہ ان سے بھی افضل سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے پیشوا خلفائے راشدین اور دوسرے شاہان اسلام نے علم کی ایسی قدردانی کی ہے جب مسلمان علم حاصل کرنے میں کوشش کرتے تھے مگر افسوس کہ ہمارے زمانہ کے مسلمان بادشاہ ایسے نالائق ہیں جن کے ایک بھی عالم، فاضل یا حکیم فیلسوف نہیں ہوتا نہ ان کو دینی علوم کی قدر ہے نہ دنیاوی علوم کی بلکہ سچ پوچھو تو علم و لیاقت کے دشمن ہیں۔ ان کے ملک میں کوئی شاذ و نادر دین کا عالم پیدا ہو گیا تو اس کو ستانے، بے عزت کرنے اور نکالنے کے فکر میں رہتے ہیں۔ لاجور ولا قوۃ الا باللہ اگر یہی لیل و نهار رہے تو ایسے بادشاہوں کی حکومت کو بھی چراغ سحری سمجھنا چاہیے۔ (وحیدی) یہ پرانی باتیں ہیں اب تو گیارہ دور سرمایہ داری گیا۔ دکھا کر تماشا مکاری گیا۔

(۴۲۹۵) ہم سے سعید بن شرحبیل نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے مقبری نے کہ ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ نے (مدینہ کے امیر) عمرو بن سعید سے کہا جبکہ عمرو بن سعید (عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے خلاف) مکہ کی طرف لشکر بھیج رہے تھے کہ اے امیر! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ سے ایک حدیث بیان کروں جو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن ارشاد فرمائی تھی۔ اس حدیث کو میرے دونوں کانوں نے سنا، میرے قلب نے اس کو یاد رکھا اور جب حضور اکرم ﷺ ارشاد فرما رہے تھے تو میں اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھ رہا تھا۔ حضور اکرم رضی اللہ عنہ نے پہلے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور پھر فرمایا، بلاشبہ مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرمت والا شرف قرار دیا ہے، کسی انسان

۴۲۹۵ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شَرْحِبِيلٍ حَدَّثَنَا
الْليثُ عَنْ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي شَرِيحٍ
الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ
يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ: أَنْذَن لِي أَيُّهَا
الْأَمِيرُ أَحَدْتُكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَدَاةُ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ
مَكَّةَ سَمِعْتُهُ أَذْنًا يَ وَوَعَاةَ قَلْبِي وَأَبْصَرْتُهُ
عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ، إِنَّهُ حَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى
عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ مَكَّةَ حَرَمَهَا اللَّهُ وَلَمْ
يُحَرِّمْهَا النَّاسُ، لَا يَجِلُّ لِأَمْرِي يَوْمَ يُؤْمِنُ

نے اسے اپنی طرف سے حرمت والا قرار نہیں دیا۔ اس لیے کسی شخص کے لیے بھی جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، جائز نہیں کہ اس میں کسی کا خون بہائے اور نہ کوئی اس سرزمین کا کوئی درخت کاٹے اور اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے (فتح مکہ کے موقع پر) جنگ سے اپنے لیے بھی رخصت نکالے تو تم اس سے کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے رسول کو (تھوڑی دیر کے لیے) اس کی اجازت دی تھی۔ تمہارے لیے بالکل اجازت نہیں ہے اور مجھے بھی اس کی اجازت دن کے تھوڑے سے حصے کے لیے ملی تھی اور آج پھر اس کی حرمت اسی طرح لوٹ آئی ہے جس طرح کل یہ شہر حرمت والا تھا۔ پس جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ (ان کو میرا کلام) پہنچادیں جو موجود نہیں۔ ابو شریح سے پوچھا گیا کہ عمرو بن سعید نے آپ کو پھر جواب کیا دیا تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ اس نے کہا کہ میں یہ مسائل تم سے زیادہ جانتا ہوں، حرم کسی گنہگار کو پناہ نہیں دیتا، نہ کسی کا خون کر کے بھاگنے والے کو پناہ دیتا ہے، مفسد کو بھی پناہ نہیں دیتا۔

تشریح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت نہیں کی تھی۔ اس لیے یزید نے ان کو زیر کرنے کے لیے گورنر مدینہ عمرو بن سعید کو مامور کیا تھا جس پر ابو شریح نے ان کو یہ حدیث سنائی اور مکہ پر حملہ آور ہونے سے روکا مگر عمرو بن سعید طاقت کے نشہ میں چور تھا۔ اس نے حدیث نبوی کو نہیں سنا اور مکہ پر چڑھائی کر دی اور ساتھ ہی یہ بہانے بنائے جو یہاں مذکور ہیں۔ اس طرح تاریخ میں ہمیشہ کے لیے بدنامی کو اختیار کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے خون ناحق کا بوجھ اپنی گردن پر رکھا اور حدیث میں فتح مکہ و حرمت مکہ پر اشارہ ہے، یہی مقصود باب ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اسدی قریشی ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے ہیں۔ مدینہ میں مہاجرین میں یہ پہلے بچے ہیں جو سنہ ۱ھ میں پیدا ہوئے۔ محترم نانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے کانوں میں اذان کئی، ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا ہیں۔ مقام قبایم ان کو جناب آنحضرت ﷺ نے چھوہارہ چبا کر اپنے لعاب دہن کے ساتھ ان کے منہ میں ڈالا اور برکت کی دعا کی۔ بہت ہی بارعب صاف چہرے والے مولے تازے بڑے قوی ہمارے تھے۔ ان کی دادی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ ان کی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ آٹھ سال کی عمر میں حضور ﷺ سے بیعت کی اور انہوں نے آٹھ حج کئے اور حجاج بن یوسف نے ان کو مکہ میں منگل کے دن ۱۷/ جمادی الثانی سنہ ۴۳ھ کو شہید کر ڈالا۔ ایسی ہی ظالمانہ حرکتوں سے عذاب الہی میں گرفتار ہو کر حجاج بن یوسف بڑی ذلت کی موت مرا۔ اس نے جس بزرگ کو آخر میں ظلم سے قتل کیا، وہ حضرت سعید بن جبیر ہیں۔ جب بھی حجاج بن یوسف سوتا حضرت سعید خواب میں آکر اس کا پاؤں پکڑ کر ہلا دیتے اور اپنے خون ناحق کی یاد دلاتے۔ ﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ﴾ (آل عمران: ۱۳)

۴۲۹۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ (۴۲۹۶) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان

بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ دَمًا، وَلَا يَفْضِدَ بِهَا شَجَرًا، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا، فَقُولُوا لَهُ: إِنَّ اللَّهَ إِذِنْ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ، وَإِنَّمَا إِذِنْ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ، وَلْيَبْلُغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ) فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ مَاذَا قَالَ لَكَ عَمْرُو؟ قَالَ: قَالَ أَنَا أَغْلَمُ بِذَلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيدُ عَاصِيًا وَلَا فَارًا بِدَمٍ وَلَا فَارًا بِخَرْتَبَةٍ.

[راجع: ۱۰۴]

سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے عطاء بن ابی رباح نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ میں فرمایا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول نے شراب کی خرید و فروخت مطلق حرام قرار دے دی ہے۔

یعنی اللہ نے جیسے شراب پینا حرام کیا ہے ویسے ہی شراب کی تجارت بھی حرام کر دی ہے۔ جو لوگ مسلمان کھانے کے باوجود یہ دھندا کرتے ہیں وہ عند اللہ سخت ترین مجرم ہیں۔

باب فتح مکہ کے زمانہ میں نبی کریم ﷺ کا مکہ میں قیام کرنا

۵۳- باب مقامِ النبی ﷺ بِمَكَّةَ زَمَنَ الْفَتْحِ

(۴۲۹۷) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا (دوسری سند) اور ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی اسحاق نے اور ان سے انس بن مالک نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ (مکہ میں) دس دن ٹھہرے تھے اور اس مدت میں ہم نماز قصر کرتے تھے۔

۴۲۹۷- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح. ۰۰۰۰- وَحَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي اسْحَاقَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : أَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَشْرًا نَقَصَرُ الصَّلَاةَ. [راجع: ۱۰۸۱]

یہاں راوی نے صرف قیام مکہ کے دن شمار کئے ورنہ صحیح یہی ہے کہ آپ نے ۱۹ دن قیام کیا تھا اور منیٰ و عرفات کے دن چھوڑ دیے ہیں۔

(۴۲۹۸) ہم سے عبد ان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو عاصم نے خبر دی، انہیں عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ میں انیس دن قیام فرمایا تھا اور اس مدت میں صرف نماز دو رکعتیں (قصر) پڑھتے تھے۔

۴۲۹۸- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ : أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ. [راجع: ۱۰۸۰]

روایت میں صاف مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بحالت سفر انیس دن کے قیام میں نماز قصر ادا کی تھی، البتہ حدیث کا یہی مسلک ہے۔ فتح مکہ کی تفصیلات لکھتے ہوئے علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد رسول کریم ﷺ نے امن عام کا اعلان فرما دیا مگر نو آدمی ایسے تھے جن کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ اگرچہ وہ کعبہ کے پردوں میں چھپے ہوئے پائے جائیں۔ وہ یہ تھے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح، عکرمہ بن ابی جہل، عبد العزیٰ بن خطل، حارث بن نفیل، مقیس بن صابہ، ہبار بن اسود اور ابن خطل کی دو لونڈیاں جو رسول کریم ﷺ کی جھوٹے گیت گایا کرتی تھیں اور سارہ نامی ایک (بعض کے نزدیک) بنی عبد المطلب کی لونڈی۔ قیام امن کے لیے ان فسادپروں کا خاتمہ ضروری تھا۔ جب ان لوگوں نے یہ خبر سنی تو عکرمہ بن ابی جہل سخت ہی فرار ہو گیا مگر اس کی عورت نے اس کے لیے امن طلب کیا اور آپ نے امن دے دیا، وہ مسلمان ہو گیا، بعد میں ان کا اسلام بہت بہتر ثابت ہوا۔ جنگ یرموک میں سنہ

۱۳ھ میں بعمر ۶۲ سال شہید ہوئے۔ باقی ان میں صرف ابن خطل، حارث، مقیس اور حارث کی وہ دو لونڈیاں قتل کی گئیں، باقی اسلام قبول کر کے بچ گئے۔ ان ہی ایام فتح مکہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عزنی بت کا خاتمہ کیا تھا جس میں ایک عورت (چڑیل قسم کی) نکلی اور اسے بھی قتل کیا۔ عزنی قریش اور بوکنانہ کا سب سے بڑا بت تھا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے سواع نامی بت کو ختم کیا اور سعد بن زید اشجلی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں منات بت کو ختم کرایا گیا۔ اس میں سے بھی ایک چڑیل نکلی تھی جو قتل کر دی گئی۔ (مختصر زاد المعاد)

۴۲۹۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : أَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ تِسْعَ عَشْرَةَ، نَقَصَرُ الصَّلَاةَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : وَنَحْنُ نَقْصُرُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ تِسْعَ عَشْرَةَ فَإِذَا رَدْنَا أَتَمَمْنَا.

(۴۲۹۹) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوشہاب نے بیان کیا، ان سے عاصم نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں (فتح مکہ کے بعد) انیس دن تک مقیم رہے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم (سفر میں) انیس دن تک تو نماز قصر پڑھتے تھے، لیکن جب اس سے زیادہ مدت گزر جاتی تو پھر پوری نماز پڑھتے تھے۔

[راجعہ: ۱۰۸۰]

اسی حدیث کی بنا پر سفر میں نماز انیس دن تک قصر کی جاسکتی ہے، یہ آخری مدت ہے۔ اس سے زیادہ قیام کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھنی چاہیے۔ جماعت الہدیٰ کا عمل یہی ہے۔

باب

۵۴- باب

۴۳۰۰- وَقَالَ اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ مَسَحَ وَجْهَهُ غَامَ الْفَتْحِ. [طرفہ فی: ۶۲۵۶].

(۴۳۰۰) اور لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، کہا مجھ کو عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن ان کے چہرے پر (شفقت کی راہ سے) ہاتھ پھیرا تھا۔

امام بخاری نے اختصار کے لیے اصل حدیث بیان نہیں کی۔ صرف اسی جملہ پر اکتفا کی کہ آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے سال ان کے منہ پر ہاتھ پھیرا تھا۔

۴۳۰۱- حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى. أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُنَيْنِ أَبِي جَمِيلَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَنَحْنُ مَعَ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ، وَزَعَمَ أَبُو جَمِيلَةَ أَنَّهُ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ مَعَهُ غَامَ الْفَتْحِ.

(۴۳۰۱) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں معمر نے اور انہیں زہری نے، انہیں سفیان نے، انہیں ابو جمیلہ نے، زہری نے بیان کیا کہ جب ہم سے ابو جمیلہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی تو ہم سعید بن مسیب کے ساتھ تھے۔ بیان کیا کہ ابو جمیلہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی صحبت پائی اور وہ آپ کے ساتھ غزوہ فتح مکہ کے لیے نکلے تھے۔

ابن مندہ اور ابوالفہم اور ابن عبدالبر نے بھی ان ابو جمیلہ رضی اللہ عنہ کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ حجۃ الوداع میں یہ جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔

۴۳۰۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا
حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ،
عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ قَالَ : قَالَ لِي أَبُو
قِلَابَةَ أَلَا تَلْقَاهُ فَسَأَلْتُهُ، قَالَ: فَلَقِيْتُهُ
فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: كُنَّا بِمَاءٍ مَمَرٍ النَّاسِ وَكَانَ
يَمُرُّ بِنَا الرُّكْبَانُ فَسَأَلْتُهُمْ مَا لِلنَّاسِ، مَا
لِلنَّاسِ مَا هَذَا الرَّجُلُ؟ فَيَقُولُونَ : يَزْعُمُ
أَنَّ اللَّهَ أَرْسَلَهُ أَوْحَى إِلَيْهِ أَوْ أَوْحَى اللَّهُ
بِكَذَا، فَكُنْتُ أَخْفِظُ ذَلِكَ الْكَلَامَ،
وَكَاثِمًا يُغَرِّى فِي صَدْرِي وَكَانَتْ الْعَرَبُ
تَلُومُ بِإِسْلَامِهِمُ الْفَتْحَ، فَيَقُولُونَ : اتْرُكُوهُ
وَقَوْمَهُ فَإِنَّهُ إِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ
صَادِقٌ فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ أَهْلِ الْفَتْحِ بَادِرَ
كُلِّ قَوْمٍ بِإِسْلَامِهِمْ وَبَدَرَ أَبِي قَوْمِي
بِإِسْلَامِهِمْ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: جَنَّتْكُمْ وَاللَّهِ
مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَقًّا فَقَالَ: ((صَلُّوا صَلَاةَ كَذَا، فِي حِينَ
كَذَا وَصَلُّوا كَذَا فِي حِينَ كَذَا فَإِذَا
حَضَرَتْ الصَّلَاةُ فَلْيُؤْذَنِ أَحَدُكُمْ
وَلْيُؤْمِكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا)) فَنَظَرُوا فَلَمْ
يَكُنْ أَحَدٌ أَكْثَرَ قُرْآنًا مِنِّي لِمَا كُنْتُ أَتَلَقَّى
مِنَ الرُّكْبَانِ، فَقَدَّمُونِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَأَنَا
ابْنُ سِتٍّ أَوْ سَبْعِ سِنِينَ وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ
كُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصْتُ عَنِّي فَقَالَتْ
امْرَأَةٌ مِنَ الْحَيِّ : أَلَا تُغْطُوا عَنَّا اسْتَ
قَارِيَكُمْ؟ فَاشْتَرَوْا فَقَطَعُوا لِي قَمِيصًا فَمَا
فَرِحْتُ بِشَيْءٍ فَرَحِي بِذَلِكَ الْقَمِيصِ.

(۴۳۰۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے اور ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے، ایوب نے کہا کہ مجھ سے ابو قلابہ نے کہا، عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ قصہ کیوں نہیں پوچھتے؟ ابو قلابہ نے کہا کہ پھر میں ان کی خدمت میں گیا اور ان سے سوال کیا، انہوں نے کہا کہ جاہلیت میں ہمارا قیام ایک چشمہ پر تھا جہاں عام راستہ تھا۔ سوار ہمارے قریب سے گزرتے تو ہم ان سے پوچھتے، لوگوں کا کیا خیال ہے، اس شخص کا کیا معاملہ ہے؟ (یہ اشارہ نبی کریم ﷺ کی طرف ہوتا تھا۔) لوگ بتاتے کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ ان پر وحی نازل کرتا ہے، یا اللہ نے ان پر وحی نازل کی ہے (وہ قرآن کی کوئی آیت سناتے) میں وہ فوراً یاد کر لیتا، اس کی باتیں میرے دل کو لگتی تھیں۔ ادھر سارے عرب والے فتح مکہ پر اپنے اسلام کو موقوف کئے ہوئے تھے۔ ان کا کہنا یہ تھا کہ اس نبی کو اور اس کی قوم (قریش) کو نمٹنے دو، اگر وہ ان پر غالب آگئے تو پھر واقعی وہ سچے نبی ہیں۔ چنانچہ جب مکہ فتح ہو گیا تو ہر قوم نے اسلام لانے میں پہل کی اور میرے والد نے بھی میری قوم کے اسلام میں جلدی کی۔ پھر جب وہ (مدینہ) سے واپس آئے تو کہا کہ میں خدا کی قسم ایک سچے نبی کے پاس سے آرہا ہوں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ فلاں نماز اس طرح فلاں وقت پڑھا کرو اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک شخص اذان دے اور امامت وہ کرے جسے قرآن سب سے زیادہ یاد ہو۔ لوگوں نے اندازہ کیا کہ کسے قرآن سب سے زیادہ یاد ہے تو کوئی شخص (ان کے قبیلہ میں) مجھ سے زیادہ قرآن یاد کرنے والا نہیں ملا۔ کیونکہ میں آنے جانے والے سواروں سے سن کر قرآن مجید یاد کر لیا کرتا تھا۔ اس لیے مجھے لوگوں نے امام بنایا۔ حالانکہ اس وقت میری عمر چھ یا سات سال کی تھی اور میرے پاس ایک ہی چادر تھی، جب میں (اسے لپیٹ کر) سجدہ کرتا تو اوپر ہو جاتی (اور پیچھے کی جگہ) کھل جاتی۔ اس قبیلہ کی ایک عورت نے کہا، تم اپنے قاری کا چوترا تو پہلے

چھپا دو۔ آخر انہوں نے کپڑا خریدا اور میرے لیے ایک قمیص بنائی،
میں جتنا خوش اس قمیص سے ہوا اتنا کسی اور چیز سے نہیں ہوا تھا۔

تشیخ اس سے الہدیت اور شافعیہ کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ تابع لڑکے کی امامت درست ہے اور جب وہ تیزدار ہو فرائض اور نوافل سب میں اور اس میں حنفیہ نے خلاف کیا ہے۔ فرائض میں امامت جائز نہیں رکھی (وحیدی) روایت میں لفظ فکتت احفظ ذلک الکلام وکانما بغری فی صدی۔ پس میں اس کلام قرآن کو یاد کر لیتا جیسے کوئی میرے سینے میں اتار دیتا۔ بعض لوگ ترجمہ یوں کرتے ہیں جیسے کوئی میرے سینے میں چپکا دیتا یا کوٹ کر بھر دیتا۔ یہ کئی ترجمے اس بنا پر ہیں کہ بعض نسخوں میں بغری فی صدی ہے بعض میں بغری فی صدی ہے، بعضوں میں بغری فی صدی ہے۔ عربوں کی قمیص ساتھ ہی تہ بند کا کام بھی دے دیتی ہے۔ اسی لیے کہ روایت میں صرف قمیص بنانے کا ذکر ہے۔ یعنی وہ نخوں تک لمبی ہوتی ہے جس کے بعد تہ بند نہ ہو تب بھی جسم چھپ جاتا ہے۔

۴۰۳- حدثنی عبد اللہ بن مسلمۃ،
عن مالک عن ابن شہاب عن غزوۃ بن
الزبیر، عن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، وقال
اللیث: حدثنی یونس عن ابن شہاب
حدثنی غزوۃ بن الزبیر : ان عائشۃ قالت
: کان عتبۃ بن اُبی وقاص عہد اِلی اخیه
سعد ان یقبض ابن ولیدۃ زمعة، وقال
عتبۃ : انه ابني، فلما قِدم رسول
اللہ ﷺ مکۃ فی الفتح اخذ سعد بن اُبی
وقاص ابن ولیدۃ زمعة، فأقبل بہ اِلی
رسول اللہ ﷺ، وأقبل معہ عبد بن زمعة،
فقال سعد بن اُبی وقاص: ہذا ابن اخي
عہد اِلیَّ انه ابنہ. قال عبد بن زمعة : یا
رسول اللہ ﷺ ہذا اخي ہذا ابن زمعة ولد
علی فواشیہ فنظر رسول اللہ ﷺ اِلی ابن
ولیدۃ زمعة فإذا أشبہ الناس بعُتبۃ بن اُبی
وقاص فقال رسول اللہ ﷺ : ((ہو لك
ہو أخوك یا عبد بن زمعة)) من أجل انه

(۴۰۳) مجھ سے عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، کہا ہم سے
امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ بن زبیر
نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، نبی کریم ﷺ سے
(دوسری سند) اور لیث بن سعد نے کہا مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان
سے ابن شہاب نے، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عتبہ بن ابی وقاص نے
(مرتے وقت زمانہ جاہلیت میں) اپنے بھائی (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کو
وصیت کی تھی کہ وہ زمعہ بن لیسٰی کی باندی سے پیدا ہونے والے بچے
کو اپنے قبضہ میں لے لیں۔ عتبہ نے کہا تھا کہ وہ میرا لڑکا ہو گا چنانچہ
جب فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو سعد
بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس بچے کو لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ عبد بن زمعہ بھی آئے۔ سعد بن ابی
وقاص رضی اللہ عنہ نے تو یہ کہا یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے۔ بھائی نے وصیت کی
تھی کہ اسی کا لڑکا ہے۔ لیکن عبد بن زمعہ نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ
میرا بھائی ہے (میرے والد) زمعہ کا بیٹا ہے کیونکہ انہیں کے بستر پر پیدا
ہوا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے زمعہ کی باندی کے لڑکے کو دیکھا تو وہ
واقعی (سعد کے بھائی) عتبہ بن ابی وقاص کی شکل پر تھا لیکن حضور
ﷺ نے (قانون شریعت کے مطابق) فیصلہ یہ کیا کہ اے عبد بن
زمعہ! تمہیں اس بچے کو رکھو، یہ تمہارا بھائی ہے، کیونکہ یہ تمہارا

وُلِدَ عَلَىٰ لِرَاسِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اَحْبَبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ)) لِمَا رَأَى مِنْ شَبِّهِ غُثَّةِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: قَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْوَلَدُ لِلْفَرَّاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرِ)). وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَصْبِحُ بِذَلِكَ.

[راجع: ۲۰۵۳]

والد کے فراش پر (اس کی باندی کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔ لیکن دوسری طرف ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا سے جو زمعہ کی بیٹی تھیں فرمایا سودہ! اس لڑکے سے پردہ کیا کرنا کیونکہ آپ نے اس لڑکے میں عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شباهت پائی تھی۔ ابن شہاب نے کہا ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا، لڑکا اس کا ہوتا ہے جس کی جو رو یا لونڈی کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو اور زنا کرنے والے کے حصے میں سنگ ہی ہیں۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو پکار پکار کر بیان کیا کرتے تھے۔

تفسیر حدیث میں ایک موقع پر رسول کریم ﷺ کے فتح مکہ میں مکہ میں داخلہ کا ذکر ہے۔ باب سے مطابقت یہی ہے کہ حدیث سے ایک اسلامی قانون کا بھی اثبات ہوا کہ بچہ جس بستر پر پیدا ہو بستر والے کا مانا جائے گا، زانی کے لیے سنگ ساری ہے اور بچہ بستر والے کا ہے۔ اس قانون کی وسعت پر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ اس سے کتنی برائیوں کا سد باب ہو گیا ہے۔ بستر کا مطلب یہ بھی ہے کہ جس کی بیوی یا لونڈی کے بطن سے وہ بچہ پیدا ہوا ہے وہ اس کا مانا جائے گا۔ حضرت سودہ نامی خاتون بنت زمعہ ام المومنین رضی اللہ عنہا ہیں۔ یہ اپنے چچا کے بیٹے سکران بن عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ان کے انتقال پر آنحضرت ﷺ کے حرم میں داخل ہوئیں۔ آپ کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے پہلے ہوا۔ ماہ شوال سنہ ۵۴ھ میں مدینہ میں ان کا انتقال ہوا۔ رضی اللہ عنہا

۴۳۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي غُرُوفَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ، فَفَزِعَ قَوْمُهَا إِلَى أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ يَسْتَشْفَعُونَ قَالَتْ غُرُوفَةُ: فَلَمَّا كَلَّمَهُ أَسَامَةُ فِيهَا تَلَوْنَ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَتَكَلِّمُنِي فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ؟)) قَالَ أَسَامَةُ: اسْتَغْفِرُ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَطِيبًا فَأَنَّى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ النَّاسُ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا

(۴۳۰۴) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انیس یونس نے خبر دی، انیس زہری نے، کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ غزوہ فتح (مکہ) کے موقع پر ایک عورت نے نبی کریم ﷺ کے عہد میں چوری کر لی تھی۔ اس عورت کی قوم گھبرائی ہوئی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس آئی تاکہ وہ حضور ﷺ سے اس کی سفارش کر دیں (کہ اس کا ہاتھ چوری کے جرم میں نہ کاٹا جائے) عروہ نے بیان کیا کہ جب اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے گفتگو کی تو آپ کے چہرے مبارک کا رنگ بدل گیا اور آپ نے فرمایا! تم مجھ سے اللہ کی قائم کی ہوئی ایک حد کے بارے میں سفارش کرنے آئے ہو۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، میرے لیے دعائے مغفرت کیجئے، یا رسول اللہ! پھر دوپہر بعد آنحضرت ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خطاب کیا، اللہ تعالیٰ کی اس کے شان کے مطابق تعریف کرنے کے بعد فرمایا، اما بعد! تم میں سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہو

گئے کہ اگر ان میں سے کوئی معزز شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے لیکن اگر کوئی کمزور چوری کر لیتا تو اس پر حد قائم کرتے اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اگر فاطمہ بنت محمدؐ بھی چوری کر لے تو میں اس کا ہاتھ کاٹوں گا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے اس عورت کے لیے حکم دیا اور ان کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ پھر اس عورت نے صدق دل سے توبہ کر لی اور شادی بھی کر لی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بعد میں وہ میرے یہاں آتی تھیں۔ ان کو اور کوئی ضرورت ہوتی تو میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر دیتی۔

سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا، ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِبَيْتِكَ الْمَرْأَةِ فَقَطَعْتَ يَدَهَا فَحَسُنْتَ تَوْبَتُهَا بَعْدَ ذَلِكَ، وَتَزَوَّجْتَ قَالَتْ غَائِبُهُ: فَكَأَنَّهُ تَأْتِينِي بَعْدَ ذَلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. [راجع: ۲۶۴۸]

تشیخ امام احمد کی روایت میں ہے کہ اس عورت نے خود آنحضرت ﷺ سے عرض کیا تھا کہ حضور کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا آج تو تو ایسی ہے جیسے اس دن تھی جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی۔ حدود اسلامی کا پس منظر یہ ہے ان کے قائم ہونے کے بعد مجرم گناہ سے بالکل پاک صاف ہو کر مقبول الہی ہو جاتا ہے اور حدود کے قائم ہونے سے جرائم کا سدباب بھی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ مملکت سعودیہ ایدھا اللہ بنصرہ میں موجود ہے، جہاں حدود شرعی قائم ہوتے ہیں۔ اس لیے جرائم بہت کم پائے جاتے ہیں۔ آیت شریفہ ﴿فِي الْقِصَاصِ حِكْمَةٌ يَتْلُو آيَاتِهَا﴾ (البقرة: ۱۷۹) میں اسی طرف اشارہ ہے۔ روایت میں جس عورت کا مقدمہ مذکور ہے اس کا نام فاطمہ مخزومیہ تھا، بعد میں بنو سلیم کے ایک شخص سے اس نے شادی بھی کر لی تھی۔

(۴۳۰۵-۴۳۰۶) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زبیر بن معاویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان ہندی نے بیان کیا اور ان سے مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے بھائی (مجالد) کو لے کر حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں اسے اس لیے لے کر حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ ہجرت پر اس سے بیعت لے لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہجرت کرنے والے اس کی فضیلت و ثواب کو حاصل کر چکے (یعنی اب ہجرت کرنے کا زمانہ تو گزر چکا) میں نے عرض کیا، پھر آپ اس سے کس چیز پر بیعت لیں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، ایمان، اسلام اور جہاد پر۔ ابی عثمان ہندی نے کہا کہ پھر میں (مجاشع کے بھائی) ابو سعید مجالد سے ملا وہ دونوں بھائیوں سے بڑے تھے، میں نے ان سے بھی اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجاشع نے حدیث ٹھیک طرح بیان کی ہے۔

۴۳۰۵، ۴۳۰۶ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ حَدَّثَنِي مُجَاشِعٌ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَخِي بَعْدَ الْفَتْحِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُكَ بِأَخِي لِبَيْعَتِهِ عَلَى الْهَيْجَرَةِ قَالَ: ((ذَهَبَ أَهْلُ الْهَيْجَرَةِ بِمَا فِيهَا)) فَقُلْتُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تَبَايَعُهُ؟ قَالَ: ((أَبَايَعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَالْإِيمَانِ وَالْجِهَادِ)) فَلَقِيتُ أَبَا مَعْبُدٍ بَعْدَ وَكَانَ أَكْبَرَهُمَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: صَدَقَ مُجَاشِعٌ.

[راجع: ۲۹۶۲، ۲۹۶۳]

لشیعہ معلوم ہوا کہ صحابہ و تابعین کے پاک زمانوں میں احادیث نبوی کے مذاکرات مسلمانوں میں جاری رہا کرتے تھے اور وہ اپنے اکابر سے احادیث کی تصدیق کرایا بھی کرتے تھے۔ اس طرح سے احادیث نبوی کا ذخیرہ صحیح حالت میں قیامت تک کے واسطے محفوظ ہو گیا جس طرح قرآن مجید محفوظ ہے اور یہ صداقت محمدی کا ایک بڑا ثبوت ہے۔ جو لوگ احادیث صحیحہ کا انکار کرتے ہیں، درحقیقت اسلام کے نادان دوست ہیں اور وہ اس طرح پیغمبر اسلام ﷺ کے پاکیزہ حالات زندگی کو مٹا دینا چاہتے ہیں مگر ان کی یہ ناپاک کوشش کبھی کامیاب نہ ہوگی۔ اسلام اور قرآن کے ساتھ احادیث محمدی کا پاک ذخیرہ بھی ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ اسی طرح بخاری شریف کے ساتھ خادم کا یہ عام فہم ترجمہ بھی کتنے پاک نفوس کے لیے ذریعہ ہدایت بنتا رہے گا۔ ان شاء اللہ العزیز۔

(۴۳۰۷-۴۳۰۸) ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان ہندی نے اور ان سے مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ میں اپنے بھائی (ابو معبد رضی اللہ عنہ) کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آپ سے ہجرت پر بیعت کرانے کے لیے لے گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہجرت کا ثواب تو ہجرت کرنے والوں کے ساتھ ختم ہو چکا۔ البتہ میں اس سے اسلام اور جہاد پر بیعت لیتا ہوں۔ ابو عثمان نے کہا کہ پھر میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مل کر ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجاشع رضی اللہ عنہ نے ٹھیک بیان کیا اور خالد حذاء نے بھی ابو عثمان سے بیان کیا، ان سے مجاشع رضی اللہ عنہ نے کہ وہ اپنے بھائی مجالد رضی اللہ عنہ کو لے کر آئے تھے، (پھر حدیث کو آخر تک بیان کیا۔ اس کو اسماعیل نے وصل کیا ہے)

(۴۳۰۹) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے اور ان سے مجاہد نے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ ملک شام کو ہجرت کر جاؤں۔ فرمایا، اب ہجرت باقی نہیں رہی، جہاد ہی باقی رہ گیا ہے۔ اس لیے جاؤ اور خود کو پیش کرو۔ اگر تم نے کچھ پالیا تو بہتر ورنہ واپس آ جانا۔

۴۳۰۷، ۴۳۰۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُودٍ انْطَلَقْتُ بِأَبِي مَعْبُدٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لِيُبَايِعَهُ عَلَى الْهَجْرَةِ قَالَ: ((مَضَتْ الْهَجْرَةُ لِأَهْلِهَا أَبَايَعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَالْجِهَادِ)) فَلَقِيتُ أَبَا مَعْبُدٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: صَدَقَ مُجَاشِعٌ. وَقَالَ خَالِدٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ مُجَاشِعٍ: إِنَّهُ جَاءَ بِأَخِيهِ مُجَالِدٍ.

(راجع: ۲۹۶۲، ۲۹۶۳)

۴۳۰۹ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قُلْتُ لَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَهَاجِرَ إِلَى الشَّامِ، قَالَ: لَا هِجْرَةَ، وَلَكِنْ جِهَادٌ، فَاَنْطَلِقْ فَأَعْرِضْ نَفْسَكَ فَإِنْ وَجَدْتَ شَيْئًا وَإِلَّا رَجَعْتَ.

(راجع: ۳۸۹۹)

(۴۳۱۰) نصر نے بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی، انہیں ابو بشر نے خبر دی، انہوں نے مجاہد سے سنا کہ جب میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ میں شام کو ہجرت کرنا چاہتا ہوں، فرمایا، اب ہجرت باقی نہیں رہی، جہاد ہی باقی رہ گیا ہے۔ اس لیے جاؤ اور خود کو پیش کرو۔ اگر تم نے کچھ پالیا تو بہتر ورنہ واپس آ جانا۔

۴۳۱۰ - وَقَالَ النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَشْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا،

سے عرض کیا تو انہوں نے کہا کہ اب ہجرت باقی نہیں رہی یا (فرمایا کہ) رسول اللہ ﷺ کے بعد پھر ہجرت کہاں رہی۔ (اکلی روایت کی طرح بیان کیا)

(۴۳۱۱) مجھ سے اسحاق بن یزید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن حمزہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو عمرو اوزاعی نے بیان کیا، ان سے عبدہ بن ابی لبابہ نے، ان سے مجاہد بن جبر کی نے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی۔

قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: فَقَالَ: لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ أَوْ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِثْلَهُ.

[راجع: ۳۸۹۹]

۴۳۱۱- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدِ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرِ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ: لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ. [راجع: ۳۸۹۹]

تشریح یہ حکم مبنی ہجرت کی بابت ہے۔ اگر اہل اسلام کیلئے کسی بھی علاقہ میں مکہ جیسے حالات پیدا ہو جائیں تو دارالامان کی طرف وہ اب بھی ہجرت کر سکتے ہیں۔ جس سے ان کو یقیناً ہجرت کا ثواب مل سکتا ہے مگر انما الاعمال بالنیات کا سامنے رکھنا ضروری ہے۔

(۴۳۱۲) ہم سے اسحاق بن یزید نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن حمزہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام اوزاعی نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا کہ میں عبید بن عمیر کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عبید نے ان سے ہجرت کا مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اب ہجرت باقی نہیں رہی، پہلے مسلمان اپنا دین بچانے کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف پناہ لینے کے لیے آتے تھے، اس خوف سے کہ کہیں دین کی وجہ سے فتنہ میں نہ پڑ جائیں۔ اس لیے اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا تو مسلمان جہاں بھی چاہے اپنے رب کی عبادت کر سکتا ہے۔ اب تو صرف جہاد اور جہاد کی نیت کا ثواب باقی ہے۔

۴۳۱۲- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ فَسَأَلَهَا عَنِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَتْ: لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ، كَانَ الْمُؤْمِنُ يَقِرُّ أَحَدُهُمْ بِدِينِهِ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ ﷺ مَخَافَةَ أَنْ يُفْتَنَ عَلَيْهِ، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ اللَّهُ الْإِسْلَامَ فَالْمُؤْمِنُ يَعْبُدُ رَبَّهُ حَيْثُ شَاءَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ.

[راجع: ۳۰۸۰]

یہ سوال فتح مکہ کے بعد مدینہ شریف ہی کی طرف ہجرت کرنے سے متعلق تھا جس کا جواب وہ دیا گیا جو روایت میں مذکور ہے، باقی عام حیثیت سے حالات کے تحت دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کرنا بوقت ضرورت اب بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ ایسے حالات پائے جو اس کیلئے ضروری ہیں۔ روایات بالا میں کسی نہ کسی پہلو سے فتح مکہ کا ذکر ہوا ہے، اسی لیے ان کو اس باب کے تحت لایا گیا ہے۔

(۴۳۱۳) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عامر نبیل نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا مجھ کو حسن بن

۴۳۱۳- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي حَسَنُ بْنُ

مسلم نے خبر دی اور انہیں مجاہد نے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن خطبہ سنانے کھڑے ہوئے اور فرمایا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا تھا، اسی دن اس نے مکہ کو حرمت والا شہر قرار دے دیا تھا۔ پس یہ شہر اللہ کے حکم کے مطابق قیامت تک کے لیے حرمت والا رہے گا۔ جو مجھ سے پہلے کبھی کسی کے لیے حلال نہیں ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہو گا اور میرے لیے بھی صرف ایک گھڑی کے لیے حلال ہوا تھا۔ یہاں حدود حرم میں شکار کے قابل جانور نہ چھیڑے جائیں۔ یہاں کے کانٹے دار درخت نہ کاٹے جائیں نہ یہاں کی گھاس اکھاڑی جائے اور یہاں پر گری پڑی چیز اس شخص کے سوا جو اعلان کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور کسی کے لیے اٹھانی جائز نہیں۔ اس پر حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اذخر (گھاس) کی اجازت دیجئے کیونکہ سناروں کے لیے اور مکانات (کی تعمیر وغیرہ) کے لیے یہ ضروری ہے۔ آپ خاموش ہو گئے پھر فرمایا اذخر اس حکم سے الگ ہے۔ اس کا (کٹنا) حلال ہے۔ دوسری روایت ابن جریج سے (اسی سند سے) ایسی ہی ہے۔ انہوں نے عبد الکرم بن مالک سے انہوں نے ابن عباس سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی آنحضرت ﷺ سے ایسی ہی روایت کی ہے۔

مُسْلِمٌ عَنْ مُجَاهِدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ : ((إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ، فَهِيَ حَرَامٌ بِحَرَامِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي، وَلَمْ تَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةٌ مِنَ الدُّهْرِ، لَا يُفْقَرُ صَيْدُهَا، وَلَا يُغْضَدُ شَوْكُهَا، وَلَا يُخْتَلَى خِلَافُهَا، وَلَا تَحِلُّ لِقَطْعَتِهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ)) فَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: إِلَّا الْإِذْخِرَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّهُ لَا بُدَّ مِنْهُ لِلْقَيْنِ وَالْبُيُوتِ، فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ : ((إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ حَلَالٌ)). وَعَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، بِمِثْلِ هَذَا أَوْ نَحْوِ هَذَا. رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

[راجع: ۱۳۴۹]

سُورَةُ الْبَقَرَةِ مجاہد تابعی ہیں تو یہ حدیث مرسل ہوئی مگر حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو کتاب الحدود کتاب الجہاد میں وصل کیا ہے۔ مجاہد سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ صداقت محمدی اس سے ظاہر ہے کہ مکہ المکرمہ آج تک بھی حرم ہے اور قیامت تک حرمت والا رہے گا۔ آج تک کسی غیر مسلم حکومت کا وہاں قیام نہیں ہوا اور نہ قیامت تک ہو سکے گا۔ حکومت سعودیہ نے بھی اس مقدس شہر کی حرمت و عزت کا بہت کچھ تحفظ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حکومت کو قائم دائم رکھے۔ آمین۔ حضرت علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے فتح مکہ کو فتح اعظم سے تعبیر کرتے ہوئے لکھا ہے فصل فی الفتح الاعظم الذی اعز الله به دينه ورسوله وجهه وحرمة الامين واستنقذ به بلده وبيته الذي جعله هدى للعالمين من ابدى الكفار والمشركين وهو الفتح الذي استبشر به اهل السماء وضربت اطنا ب عزة على مناكب الجوزاء ودخل الناس به في دين الله افواج واشرق به وجه الارض ضياء وابتها جنا (ازاد المعاد) یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے فتح مکہ سے اپنے دین کو اپنے رسول کو اپنی فوج کو اپنے امن والے شہر کو بہت عزت عطا فرمائی اور شہر مکہ اور خانہ کعبہ کو جو سارے جہانوں کے لیے ذریعہ ہدایت ہے اس کو کفار اور مشرکین کے ہاتھوں سے آزادی نصیب کی۔ یہ وہ فتح ہے جس کی خوشی آسمانی مخلوق نے منائی اور جس کی عزت کے جھنڈے جوزاء ستارے پر لہرائے اور لوگ جوق در جوق جس کی وجہ سے اللہ کے دین میں داخل ہو گئے جس کی برکت سے ساری زمین منور ہو کر روشنی اور مسرت سے بھرپور ہو گئی۔ غزوہ فتح

مکہ کا ذکر مزید تفصیل کے ساتھ یوں ہے۔ غزوات نبوی کے سلسلے میں فتح مکہ کا کارنامہ (گو صحیح معنی میں غزوہ وہ بھی نہیں) کہنا چاہیے کہ سب سے بڑا کارنامہ ہے اور لڑائیاں چھوٹی بڑی جتنی بھی ہوئی سب کا مرکزی نقطہ یہی تھا۔ صلح حدیبیہ کا زمانہ فتح مکہ سے کوئی دو سال قبل کا ہے۔ قرآن مجید نے پیش خبری اسی وقت تئیں کے ساتھ کر دی تھی (اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا) (الفتح ع-۱) ”ہم نے اے پیغمبر! آپ کو ایک فتح دے دی کھلی ہوئی“ فتح آیت میں گو اشارہ قریب صلح حدیبیہ کی جانب ہے لیکن سب جانتے ہیں کہ اشارہ بعید فتح مکہ کی جانب ہے۔ عرب اب جوق در جوق ایمان لا رہے تھے اور قبیلے پر قبیلے اسلام میں داخل ہوتے جا رہے تھے۔ فتح مکہ چیز ہی ایسی تھی۔ قرآن مجید نے اس کی اپنی زبان بیخ میں یوں نقشہ کشی کی ہے۔ ﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا﴾ (النصر: ۱-۲) جب آگئی اللہ کی مدد اور فتح مکہ اور آپ نے لوگوں کو دیکھ لیا کہ فوج کی فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں اور خیرہ صورت تو فتح مکہ کے بعد واقع ہوئی خود فتح اس طرح حاصل ہوئی کہ گو آنحضرت ﷺ کے ہمراہ دس ہزار صحابیوں کا لشکر تھا اور عرب کے بڑے بڑے پر قوت قبیلے اپنے الگ الگ جیش بناتے ہوئے اور اپنے اپنے پرچم اڑاتے ہوئے جلو میں تھے لیکن خونریزی دشمن کے اس شر بلکہ دار الحکومت میں برائے نام ہی ہونے پائی اور شر پر قبضہ بغیر خون کی ندیاں بنے گویا چپ چاپستے ہو گیا۔ ﴿هُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّيَدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ﴾ (الفتح: ۲۴) وہ اللہ وہی ہے جس نے روک دیئے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے شر کہ میں بعد اس کے کہ تم کو اس نے ان پر فتح مند کر دیا تھا۔ اس آیت میں اشارہ جہاں بقول شارحین کے حدیبیہ کی طرف ہے وہیں یہ قول بعض دوسرے شارحین کے غیر خون پر فتح مکہ کی جانب ہے۔ فتح مکہ کا یہ عظیم الشان اور دنیا کی تاریخ کے لیے نادر اور یادگار واقعہ رمضان سنہ ۸ھ مطابق جنوری سنہ ۶۳۰ عیسوی میں پیش آیا۔ (قرآنی سیرت نبوی)

باب جنگ حنین کا بیان

۵۵۔ باب قول اللہ تعالیٰ:

﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كُنُوزُكُمْ، فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَصَافَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ، ثُمَّ وَلَّيْتُمُ مُدْبِرِينَ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ قَوْلِهِ ﴿غُفُورٌ رَحِيمٌ﴾

سورہ توبہ میں ہے کہ یاد کرو تم کو اپنی کثرت تعداد پر گھمنڈ ہو گیا تھا پھر وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہونے لگی، پھر تم پیٹھ دے کر بھاگ کھڑے ہوئے، اس کے بعد اللہ نے تم پر اپنی طرف سے تسلی نازل کی ”غفور رحیم“ تک۔

حنین ایک وادی کا نام ہے جو مکہ اور طائف کے بیچ میں واقع ہے، وہاں آپ فتح کے بعد چھٹی شوال کو تشریف لے گئے تھے۔ آپ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ مالک بن عوف نے کئی قبیلے کے لوگ مسلمانوں سے لڑنے کے لیے جمع کئے ہیں جیسے ہوازن اور ثقیف وغیرہ۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار اور کافروں کی چار ہزار تھی۔ مسلمانوں کو اپنی کثرت تعداد پر کچھ غرور ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس غرور کو توڑنے کے لیے پہلے مسلمانوں کے اندر کافروں کا خوف و ہراس پیدا کر دیا بعد میں آخری فتح مسلمانوں کو ہی نصیب ہوئی۔

(۴۳۱۴) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن نمیر نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، کہا ہم کو اسماعیل بن ابی خالد نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں زخم کا نشان دیکھا پھر انہوں نے بتلایا کہ مجھے یہ زخم اس وقت آیا تھا جب میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک تھا۔ میں نے کہا،

۴۳۱۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوْفَىٰ ضَرَبَتْهُ قَالَ: ضَرَبْتُهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ، قُلْتُ: شَهِدْتُ حُنَيْنًا؟

قَالَ: ذَلِكَ. آپ حنین میں شریک تھے؟ انہوں نے کہا کہ اس سے بھی پہلے میں کئی غزوات میں شریک ہو چکا ہوں۔

۴۳۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا عُمَارَةَ اتَّوَلَّيْتُ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ فَقَالَ: أَمَّا أَنَا فَأَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ لَمْ يُؤَلَّ وَلَكِنْ عَجَلَ سَرْعَانَ الْقَوْمِ فَرَشَقْتُهُمْ هَوَازَنَ. وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ أَخَذَ بِرَأْسِ بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ يَقُولُ: أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

(۴۳۱۵) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے کہا کہ میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا، ان کے یہاں ایک شخص آیا اور ان سے کہنے لگا کہ اے ابوعمارہ! کیا تم نے حنین کی لڑائی میں پیٹھ پھیری تھی؟ انہوں نے کہا، میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے۔ البتہ جو لوگ قوم میں جلد باز تھے، انہوں نے اپنی جلد بازی کا ثبوت دیا تھا، پس قبیلہ ہوازن والوں نے ان پر تیر برسائے۔ ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے سفید خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے اور حضور ﷺ فرما رہے تھے ”میں نبی ہوں اس میں بالکل جھوٹ نہیں“ میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔

[راجع: ۲۸۶۴]

حافظ صاحب فرماتے ہیں وابو سفیان بن الحارث ابن عبدالمطلب بن ہاشم وهو ابن عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وكان اسلامه قبل فتح مكة لانه خرج الى النبي صلی اللہ علیہ وسلم فلقيه في الطريق وهو سائر الى فتح مكة فاسلم وحسن اسلامه وخرج الى غزوة حنين فكان فيمن ثبت (فتح) يعني حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے چچا کے بیٹے تھے۔ یہ مکہ فتح ہونے سے پہلے ہی سے نکل کر راستے میں آنحضرت ﷺ سے جا کر ملے اور اسلام قبول کر لیا اور یہ غزوہ حنین میں ثابت قدم رہے تھے۔

۴۳۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قِيلَ لِلْبَرَاءِ وَأَنَا أَسْمَعُ أَوْلَيْتُمْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ فَقَالَ: أَمَّا النَّبِيُّ ﷺ فَلَا؛ كَانُوا رَمَاءَ فَقَالَ: أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

(۴۳۱۶) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے کہا کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، میں سن رہا تھا کہ تم لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں پیٹھ پھیری تھی؟ انہوں نے کہا جہاں تک حضور اکرم ﷺ کا تعلق ہے تو آپ نے پیٹھ نہیں پھیری تھی۔ ہوا یہ تھا کہ ہوازن والے بڑے تیر انداز تھے حضور ﷺ نے اس موقع پر فرمایا تھا میں نبی ہوں، اس میں جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔

[راجع: ۲۸۶۴]

آپ نے اس نازک موقع پر دعا فرمائی یا اللہ! اپنی مدد اتار۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ کافروں نے آپ کو گھیر لیا آپ خچر پر سے اتر پڑے پھر خاک کی ایک مٹھی لی اور کافروں کے منہ پر ماری فرمایا شاہت الوجوہ کوئی کافر باقی نہ رہا، جس کی آنکھ میں مٹی نہ تھی ہو۔ آخر شکست پا کر سب بھاگ نکلے۔ شاہت الوجوہ کا معنی ان کے منہ برے ہوئے۔ قسطلانی نے کہا یہ آپ کا ایک بڑا

معجزہ ہے۔ چار ہزار کافروں کی آنکھوں پر ایک مٹی خاک کا ایسا اثر پڑنا بالکل عادت کے خلاف ہے۔ (مولانا وحید الزماں) مترجم کتاب ہے آنحضرت ﷺ کی شجاعت اور بہادری کو اس معنی سے دریافت کر لینا چاہیے کہ سارے ساتھی بھاگ نکلے، تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے اور آپ فخر پر میدان میں بنے ہوئے ہیں۔ ایسے موقعوں پر بڑے بڑے بہادروں کے پاؤں اکٹڑ جاتے ہیں۔ اگر آپ کا ہم کوئی معجزہ نہ دیکھیں صرف آپ کے صفات حسنہ اور اخلاق حمیدہ پر غور کر لیں تب بھی آپ کی پیغمبری میں کوئی شک نہیں رہتا۔ شجاعت، ایسی سخاوت ایسی کہ کسی سائل کو محروم نہ کرتے۔ لاکھ روپیہ آیا تو سب کا سب اسی وقت بانٹ دیا۔ ایک روپیہ بھی اپنے لیے نہیں رکھا۔ ایک دفعہ گھرمیں ذرا ماسونا رہ گیا تھا تو نماز کا سلام پھیرتے ہی تشریف لے گئے اس کو بانٹ دیا پھر سنتیں پڑھیں۔ قوت اور طاقت ایسی کہ نوبیویوں سے ایک ہی رات میں صحبت کر آئے۔ صبر اور تحمل ایسا کہ ایک گنوار نے تلوار کھینچ لی مار ڈالنا چاہا مگر آپ نے اس پر قابو پا کر اسے معاف کر دیا۔ ایک یودی عورت نے زہر دے دیا مگر اس کو سزا نہ دی، عفت اور پاک دامنی ایسی کہ کسی غیر عورت پر آنکھ تک نہ اٹھائی۔ کیا یہ صفات کسی ایسے شخص میں جمع ہو سکتی ہیں جو مؤید من اللہ اور پیغمبر اور ولی نہ ہو اور بڑا بے وقوف ہے وہ شخص جو آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کو پڑھ کر پھر آپ کی نبوت میں شک کرے۔ معلوم ہوا کہ اس کو عقل سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ ایک جاہل ناتریت یافتہ قوم میں ایسے جامع کمالات اور مہذب اور صاحب علم و معرفت کا وجود بغیر تائید الہی اور تعلیم خداوندی کے ناممکن ہے پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت داؤد علیہم السلام تو پیغمبر ہوں اور حضرت محمد ﷺ پیغمبر نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو انصاف اور سمجھ دے۔ (وحیدی)

(۴۳۱۷) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، انہوں نے براء بن جحش سے سنا اور ان سے قبیلہ قیس کے ایک آدمی نے پوچھا کہ کیا تم لوگ نبی کریم ﷺ کو غزوہ حنین میں چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے؟ انہوں نے کہا لیکن حضور اکرم ﷺ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے۔ قبیلہ ہوازن کے لوگ تیرا انداز تھے، جب ان پر ہم نے حملہ کیا تو وہ پسپا ہو گئے پھر ہم لوگ مال غنیمت میں لگ گئے۔ آخر ہمیں ان کے تیروں کا سامنا کرنا پڑا۔ میں نے خود دیکھا تھا کہ حضور اکرم ﷺ اپنے سفید فخر پر سوار تھے اور حضرت ابوسفیانؓ اس کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ فرما رہے تھے، میں نبی ہوں، اس میں جھوٹ نہیں۔ اسرائیل اور زہیر نے بیان کیا کہ بعد میں حضور ﷺ اپنے فخر سے اتر گئے۔

۴۳۱۷- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِّنْ قَيْسِ أَقْرَنَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ فَقَالَ: لَكِن رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَفِرْ، كَانَتْ هَوَازِنُ رُمَاءَ وَإِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ انْكَشَفُوا، فَأَكْجَبْنَا عَلَى الْغَنَائِمِ فَاسْتَفْلَيْنَا بِالسَّهَامِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى بَغْلَيْهِ الْبَيْضَاءِ، وَإِنَّا أَبَا سُفْيَانَ آخِذًا بِرِجَامِهَا وَهُوَ يَقُولُ: أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ. قَالَ إِسْرَائِيلُ وَزُهَيْرٌ: نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَغْلَيْهِ.

[راجع: ۲۸۶۴]

میدان جنگ میں آنحضرت ﷺ ثابت قدم رہے اور چار آدمی آپ کے ساتھ جے رہے۔ تین بنوہاشم کے ایک حضرت عباسؓ آپ کے سامنے تھے اور ابوسفیانؓ آپ کے فخر کی باگ تھامے ہوئے تھے، عبد اللہ بن مسعودؓ آپ کے دوسری طرف تھے۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ سو آدمی بھی آپ کے ساتھ نہ رہے اور امام احمد اور حاکم کی روایت میں ہے، ابن مسعودؓ سے کہ سب لوگ بھاگ نکلے صرف اسی (۸۰) آدمی مہاجرین اور انصار میں سے آپ کے ساتھ رہ گئے۔ مسلم کی روایت میں

ہے کہ کافروں نے آپ کو گھیر لیا آپ حجر سے اتر پڑے پھر خاک کی ایک مٹھی لی اور کافروں کے منہ پر ماری، کوئی کافر باقی نہ رہا جس کی آنکھ میں مٹی نہ گھسی ہو۔ آخر میں کافر ہار کر سب بھاگ گئے۔ آپ نے فرمایا شاہت الوجوہ یعنی ان کے منہ کالے ہوں۔ یہ بھی آنحضرت ﷺ کے بڑے معجزات میں سے ہے۔

۴۳۱۸، ۴۳۱۹- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ حَدَّثَنِي لَيْثٌ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَفْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ : وَزَعَمَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ مَرْوَانَ وَالْمُسَوَّرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِينَ جَاءَهُ وَقَدْ هَوَّازَنَ مُسْلِمِينَ، فَسَأَلُوهُ أَنْ يُرَدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالُهُمْ وَسَبْتُهُمْ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((مَعِيَ مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا أَلْمَالَ، وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِكُمْ))، وَكَانَ أَنْظَرُهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيَّرَ رَأْيَهُ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوا: فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِينَ فَأَتَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ : ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ جَاؤُونَا تَانِيَيْنِ، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْتَهُمْ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيبَ ذَلِكَ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ

(۴۳۱۸-۴۳۱۹) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے (دوسری سند) اور مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب کے بھتیجے (محمد بن عبد اللہ بن شہاب نے) بیان کیا کہ محمد بن شہاب نے کہا کہ ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ انہیں مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ جب قبیلہ ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ رخصت دیئے کھڑے ہوئے، انہوں نے آپ سے یہ درخواست کی کہ ان کا مال اور ان کے (قبیلے کے) قیدی (قیدی) انہیں واپس دے دیئے جائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جیسا کہ تم لوگ دیکھ رہے ہو، میرے ساتھ کتنے اور لوگ بھی ہیں اور دیکھو سچی بات مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔ اس لیے تم لوگ ایک ہی چیز پسند کر لو یا تو اپنے قیدی لے لو یا مال لے لو۔ میں نے تم ہی لوگوں کے خیال سے (قیدیوں کی تقسیم میں) تاخیر کی تھی۔ حضور اکرم ﷺ کے طائف سے واپس ہو کر تقریباً دس دن ان کا انتظار کیا تھا۔ آخر جب ان پر واضح ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ انہیں صرف ایک ہی چیز واپس کریں گے تو انہوں نے کہا کہ پھر ہم اپنے (قبیلے کے) قیدیوں کی واپسی چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو خطاب کیا، اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق ثنا کرنے کے بعد فرمایا اما بعد! تمہارے بھائی (قبیلہ ہوازن کے لوگ) توبہ کر کے ہمارے پاس آئے ہیں، مسلمان ہو کر اور میری رائے یہ ہے کہ ان کے قیدی انہیں واپس کر دیئے جائیں۔ اس لیے جو شخص (بلا کسی دنیاوی صلہ کے) اپنی خوشی سے واپس کرنا چاہے وہ واپس کر دے یہ بہتر ہے اور جو لوگ اپنا حصہ نہ چھوڑنا چاہتے ہوں، ان کا حق قائم رہے گا۔ وہ یوں کر لیں کہ

اس کے بعد جو سب سے پہلے غنیمت اللہ تعالیٰ ہمیں عنایت فرمائے گا اس میں سے ہم انہیں اس کے بدلہ میں دے دیں گے تو وہ ان کے قیدی واپس کر دیں۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم خوشی سے (بلا کسی بدلہ کے) واپس کرنا چاہتے ہیں لیکن حضور ﷺ نے فرمایا اس طرح ہمیں اس کا علم نہیں ہوا کہ کس نے اپنی خوشی سے واپس کیا ہے اور کس نے نہیں، اس لیے سب لوگ جائیں اور تمہارے چودھری لوگ تمہارا فیصلہ ہمارے پاس لائیں۔ چنانچہ سب واپس آگئے اور ان کے چودھریوں نے ان سے گفتگو کی پھر وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ سب نے خوشی اور فراخ دلی کے ساتھ اجازت دے دی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہی ہے وہ حدیث جو مجھے قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کے متعلق پہنچی ہے۔

ہوازن کے وفد میں ۲۳ آدمی آئے تھے جن میں ابوہریرہؓ بھی تھا، اس نے کہا یا رسول اللہ! ان قیدیوں میں آپ کے دودھ کے رشتہ سے آپ کی کئی مائیں اور خالہ ہیں اور دودھ کی بہنیں بھی ہیں۔ آپ ہم پر کرم فرمائیں اور ان سب کو آزاد فرمادیں۔ آپ پر اللہ بہت کرم کرے گا۔ آپ نے جو جواب دیا وہ روایت میں یہاں تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ آپ نے سارے قیدیوں کو آزاد فرمادیا۔

(۴۳۲۰) ہم سے ابو النعمان محمد بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے کہ عمر بن الخطابؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (دوسری سند) اور مجھ سے محمد ابن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں ایوب نے، انہیں نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ہم غزوہ حنین سے واپس ہو رہے تو عمر بن الخطابؓ نے نبی کریم ﷺ سے اپنی ایک نذر کے متعلق پوچھا جو انہوں نے زمانہ جاہلیت میں اعتکاف کی مانی تھی اور آنحضور ﷺ نے انہیں اسے پوری کرنے کا حکم دیا اور بعض (احمد بن عبدہ ضعی) نے حماد سے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے۔ اور اس روایت کو جریر بن حازم اور حماد بن سلمہ نے ایوب سے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے، نبی کریم

عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ)). فَقَالَ النَّاسُ: قَدْ طَيَّنَّا ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّا لَا نَذَرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذَلِكَ، مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَأَرْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرْفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ)). فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرْفَاءُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّنُوا وَأَذِنُوا. هَذَا الَّذِي بَلَغَنِي عَنْ سَنِي هَوَازِنَ.

[راجع: ۲۳۰۷، ۲۳۰۸]

تَشْرِيحُ

۴۳۲۰- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا قَفَلْنَا مِنْ حُنَيْنٍ سَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ نَذْرٍ كَانَ نَذَرَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اعْتِكَافًا فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِوَفَائِهِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ حَمَادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، وَرَوَاهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ وَحَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

ﷺ سے۔

تشیخ حضرت نافع بن سمر جلیس حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ ہیں۔ حدیث کے فن میں سند اور حجت ہیں۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ جب بھی نافع سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سن لیتا ہوں تو پھر کسی اور راوی سے سننے کی ضرورت نہیں رہتی۔

سنہ ۷ھ میں وفات پائی۔

۴۲۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ أَلْفَحَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَامَ حُنَيْنٍ، فَلَمَّا التَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَضَرَبَتْهُ مِنْ وَرَائِهِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ بِالسَّيْفِ فَقَطَعْتُ الدَّرْعَ وَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَنِي ضِمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ، ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ، فَأَرْسَلَنِي فَلَحِقْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ: مَا بَالُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ رَجَعُوا وَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلْبُهُ))، فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مِثْلُهُ قَالَ: ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مِثْلُهُ فَقُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مِثْلُهُ، فَقُلْتُ فَقَالَ: ((مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ؟)) فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَجُلٌ: صَدَقَ وَسَلْبُهُ عِنْدِي فَأَرْضِهِ مِنِّي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَا هَا اللَّهُ إِذَا لَا يَغْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أَسَدِ اللَّهِ، يُقَاتِلُ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ﷺ فَيَغْطِيكَ سَلْبُهُ فَقَالَ

(۴۲۱) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی، انہیں یحییٰ بن سعید نے، انہیں عمرو بن کثیر بن الفح نے، انہیں قتادہ کے مولیٰ ابو محمد نے اور ان سے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ حنین کے لیے ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلے۔ جب جنگ ہوئی تو مسلمان ذرا ڈمگا گئے (یعنی آگے پیچھے ہو گئے) میں نے دیکھا کہ ایک مشرک ایک مسلمان کے اوپر غالب ہو رہا ہے، میں نے پیچھے سے اس کی گردن پر تلوار ماری اور اس کی زرہ کاٹ ڈالی۔ اب وہ مجھ پر پلٹ پڑا اور مجھے اتنی زور سے بھینپا کہ موت کی تصویر میری آنکھوں میں پھر گئی، آخر وہ مر گیا اور مجھے چھوڑ دیا۔ پھر میری ملاقات عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ میں نے پوچھا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے فرمایا، یہی اللہ عزوجل کا حکم ہے پھر مسلمان پلٹے اور (جنگ ختم ہونے کے بعد) حضور اکرم ﷺ تشریف فرما ہوئے اور فرمایا جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس کے لیے کوئی گواہ بھی رکھتا ہو تو اس کا تمام سامان و ہتھیار اسے ہی ملے گا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میرے لیے کون گواہی دے گا؟ پھر میں بیٹھ گیا۔ بیان کیا کہ پھر آپ نے دوبارہ یہی فرمایا۔ اس مرتبہ پھر میں نے دل میں کہا کہ میرے لیے کون گواہی دے گا؟ اور پھر بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ نے پھر اپنا فرمان دہرایا تو میں اس مرتبہ کھڑا ہو گیا۔ حضور ﷺ نے اس مرتبہ فرمایا کیا بات ہے اے ابو قتادہ! میں نے آپ کو بتایا تو ایک صاحب (اسود بن خزاعی اسلمی) نے کہا کہ یہ سچ کہتے ہیں اور ان کے مقتول کا سامان میرے پاس ہے۔ آپ میرے حق میں انہیں راضی کر دیں (کہ سامان مجھ سے نہ لیں) اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں خدا کی قسم! اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر، جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے لڑتا ہے پھر

حضور ﷺ اس کا حق تمہیں ہرگز نہیں دے سکتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سچ کہا، تم سامان ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو دے دو۔ انہوں نے سامان مجھے دے دیا۔ میں نے اس سامان سے قبیلہ سلمہ کے محلہ میں ایک باغ خرید لیا۔ اسلام کے بعد یہ میرا پہلا مال تھا۔ جسے میں نے حاصل کیا تھا۔

(۴۳۲۲) اور لیث بن سعد نے بیان کیا، مجھ سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا تھا کہ ان سے عمر بن کثیر بن افع نے، ان سے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ابو محمد نے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، غزوہ حنین کے دن میں نے ایک مسلمان کو دیکھا کہ ایک مشرک سے لڑ رہا تھا اور ایک دوسرا مشرک پیچھے سے مسلمان کو قتل کرنے کی گھات میں تھا، پہلے تو میں اسی کی طرف بڑھا، اس نے اپنا ہاتھ مجھے مارنے کے لیے اٹھایا تو میں نے اس کے ہاتھ پر وار کر کے کاٹ دیا۔ اس کے بعد وہ مجھ سے چٹ گیا اور اتنی زور سے مجھے بھینچا کہ میں ڈر گیا۔ آخر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور ڈھیلا پڑ گیا۔ میں نے اسے دھکا دے کر قتل کر دیا اور مسلمان بھاگ نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ بھاگ پڑا۔ لوگوں میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نظر آئے تو میں نے ان سے پوچھا، لوگ بھاگ کیوں رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے، پھر لوگ آنحضرت ﷺ کے پاس آکر جمع ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس پر گواہ قائم کر دے گا کہ کسی مقتول کو اسی نے قتل کیا ہے تو اس کا سارا سامان اسے ملے گا۔ میں اپنے مقتول پر گواہ کے لیے اٹھا لیکن مجھے کوئی گواہ دکھائی نہیں دیا۔ آخر میں بیٹھ گیا پھر میرے سامنے ایک صورت آئی۔ میں نے اپنے معاملے کی اطلاع حضور اکرم ﷺ کو دی۔ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ایک صاحب (اسود بن خزاعی اسلمی رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ ان کے مقتول کا ہتھیار میرے پاس ہے، آپ میرے حق میں انہیں راضی کر دیں۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہرگز نہیں، اللہ کے شہروں میں سے ایک شیر کو چھوڑ کر جو اللہ اور اس کے رسول کے لیے جنگ کرتا ہے، اس کا حق قریش کے ایک بزدل کو آنحضرت ﷺ نہیں دے سکتے۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ حضور

النَّبِيِّ ﷺ: ((صَدَقَ فَأَعْطَاهُ)) فَأَعْطَاهُ. فَأَنْبَغْتُ بِهِ مَخْرَفًا لِي بِنَبِيِّ سَلَمَةَ، فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأْتَلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ.

[راجع: ۲۱۰۰]

۴۳۲۲- وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ أَفْعَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمَ حُنَيْنٍ نَظَرْتُ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُقَاتِلُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، وَآخَرُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، يَخْتَلُهُ مِنْ وَرَائِهِ لِيَقْتُلَهُ فَأَسْرَعْتُ إِلَى الَّذِي يَخْتَلُهُ فَرَفَعَ يَدَهُ لِيَضْرِبَنِي وَأَضْرِبُ يَدَهُ فَقَطَعْتُهَا، ثُمَّ أَخَذَنِي فَضَمَّنِي ضَمًّا شَدِيدًا حَتَّى تَخَوَّفْتُ ثُمَّ تَرَكَ فَخَلَلْتُ وَدَفَعْتُهُ، ثُمَّ قَتَلْتُهُ، وَانْهَزَمَ الْمُسْلِمُونَ وَانْهَزَمْتُ مَعَهُمْ، فَإِذَا بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي النَّاسِ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا شَأْنُ النَّاسِ، قَالَ: أَمْرُ اللَّهِ ثُمَّ تَرَجَّعَ النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَقَامَ بَيْنَةَ عَلِيٍّ قَبِيلَ قَتْلِهِ، فَلَهُ سَلْبُهُ))، فَقُمْتُ لِأَتَمِسَّ بَيْنَةَ عَلِيٍّ قَبِيلِي فَلَمْ أَرِ أَحَدًا يَشْهَدُ لِي، فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَأَ لِي فَذَكَرْتُ أَمْرَهُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ: سَلَاخُ هَذَا الْقَبِيلِ الَّذِي يَذْكُرُ عِنْدِي، فَأَرْضِيهِ مِنْهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: كَلَّا، لَا يُعْطِيهِ أَصْنِيعَ مِنْ فُرَيْشٍ وَيَدْعُ أَسَدًا مِنْ أَسَدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ﷺ، قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ

اللہ ﷻ فَأَذَاهُ إِلَهِي فَأَشْرَبْتُ مِنْهُ خِرَافًا، ﷺ کھڑے ہوئے اور مجھے وہ سامان عطا فرمایا۔ میں نے اس سے ایک باغ خرید ا اور یہ سب سے پہلا مال تھا جسے میں نے اسلام لانے کے بعد حاصل کیا تھا۔ [راجع: ۲۱۰۰]

تَبَسُّمٌ غزوہ حنین کے بارے میں مزید معلومات درج ذیل ہیں۔ غزوہ بدر کے بعد دوسرا غزوہ جس کا تذکرہ اشارۃً نہیں بلکہ نام کی صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں آیا ہے وہ غزوہ حنین ہے۔ حنین ایک وادی کا نام ہے جو شہر طائف سے ۳۰-۴۰ میل شمال و مشرق میں جبل اوطاس میں واقع ہے۔ یہ عرب کے مشہور جنگجو و جنگ باز قبیلہ ہوازن کا مسکن تھا اور اس قبیلہ کے ملکہ تیر اندازی کی شہرت دور دور تھی۔ انہوں نے فتح مکہ کی خبر پر دل میں کہا کہ جب قریش مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے تو اب ہماری بھی خیر نہیں اور خود ہی جنگ و قتال کا سامان شروع کر دیا اور چاہا کہ مسلمانوں پر جو ابھی مکہ ہی میں یکجا تھا، ایک بیک آپڑیں اور اسی منصوبہ میں ایک دوسرا پر قوت اور جنگجو قبیلہ بنی ثقیف بھی ان کا شریک ہو گیا اور ہوازن اور ثقیف کے اتحاد نے دشمن کی جنگی قوت کو بہت ہی بڑھا دیا۔ حضور ﷺ کو جب اس کی معتبر خبر مل گئی تو ایک اچھے جزل کی طرح آپ خود ہی پیش قدمی کر کے باہر نکل آئے اور مقام حنین پر غنیم کے سامنے صف آرائی کر لی۔ آپ کے لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ ان میں دس ہزار تو وہی فدائی جو مدینہ سے ہم رکاب آئے تھے۔ دو ہزار آدمی مکہ کے بھی شامل ہو گئے مگر ان میں سب مسلمان نہ تھے کچھ تو ابھی بہ دستور مشرک ہی تھے اور کچھ نو مسلم کی بجائے، نیم مسلم تھے۔ بہر حال مجاہدین کی اس جمعیت کثیر پر مسلمانوں کو ناز ہو چلا کہ جب ہم تعداد قلیل میں رہ کر برابر فتح پاتے آئے تو اب کی تو تعداد اتنی بڑی ہے، اب فتح میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ لیکن جب جنگ شروع ہوئی تو اس کے بعض دور اسلامی لشکر پر بہت ہی سخت گزرے اور مسلمانوں کا اپنی کثرت تعداد پر فخر کرنا ذرا بھی ان کے کام نہ آیا۔ ایک موقع ایسا بھی پیش آیا کہ اسلامی فوج کو ایک تنگ نشیبی وادی میں اترنا پڑا اور دشمن نے کین گاہ سے ایک بیک ان پر تیروں کی بارش شروع کر دی۔ خیر پھر نبی امداد کا نزول ہوا اور آخری فتح مسلمانوں ہی کے حصہ میں رہی۔ قرآن مجید نے اس سارے نتیجہ و فراز کی نقشہ کشی اپنے الفاظ میں کر دی ہے۔ ﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَصَافَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَاءٍ رُخْبًا ثُمَّ وُضِعَ لَكُمُ الْيَوْمَ السَّيْفُ عَلَى رُسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ حُنُودًا لَمْ تُؤْوِهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ﴾ (التوبة: ۲۵) اللہ نے یقیناً بہت سے موقعوں پر تمہاری نصرت کی ہے اور حنین کے دن بھی جبکہ تم کو اپنی کثرت تعداد پر غرور ہو گیا تھا تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگی کرنے لگی پھر تم پیچھے دے کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد اللہ نے اپنی طرف سے اپنے رسول اور مومنین پر تسلی نازل فرمائی اور اس نے ایسے لشکر اتارے جنہیں تم دیکھ نہ سکے اور اللہ نے کافروں کو عذاب میں پکڑا۔ یہی بدلہ ہے کافروں کے لیے۔ غزوہ حنین کا زمانہ شوال سنہ ۸ھ مطابق جنوری سنہ ۶۲۳ء کا ہے۔ (قرآنی سیرت نبوی) حدیث ہذا۔۔۔۔ کے ذیل علامہ قسطلانی لکھتے ہیں۔ قال الحافظ ابو عبد الله الحميدى الاندلسى سمعت بعض اهل العلم يقول بعد ذكر هذا الحديث لو لم يكن من فضيلة الصديق رضى الله عنه الا هذا فانه بناقب عمله وشدة ضرامنه وقوة انصافه وصحة توفيقه وصدق تحقيقه بادر الى القول الحق فوجروا فى وحكم وامضى واخبرنى الشريعة عنه صلى الله عليه وسلم بحضرته وبين يديه بما صدقه فيه واجراه على قوته وهذا من خصائصه الكبرى الى مالا يحصى من فضائله الاخري (قسطلانى) يعنى حافظ ابو عبد الله حميدى اندلسى نے کہا کہ میں نے اس حدیث کے ذکر میں بعض اہل علم سے سنا کہ اگر حضرت صدیق اکبر ﷺ کے فضائل میں اور کوئی حدیث نہ ہوتی صرف یہی ایک ہوتی تو بھی ان کے فضائل کے لیے یہی کافی تھی جس سے ان کا علم ان کی چنگلی قوت انصاف اور عمدہ توفیق اور تحقیق حق وغیرہ اوصاف حمیدہ ظاہر ہیں۔ انہوں نے حق بات کہنے میں کس قدر دلیری سے کام لیا اور فتویٰ دینے کے ساتھ غلط گو کو ڈانٹا اور سب سے بڑی خوبی یہ کہ آنحضرت ﷺ کے دربار عالی

میں آواز حق کو بلند کیا، جس کی آنحضرت ﷺ نے بھی تصدیق فرمائی اور ہوہو اسے جاری فرما دیا۔ یہ امور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خصائص میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روح پر بے شمار سلام اور رحمت نازل فرمائے۔ آمین (راز)

باب غزوۃ اوطاس کا بیان

۵۶- باب غزاة اوطاس

اوطاس قبیلہ ہوازن کے ملک میں ایک وادی کا نام ہے۔ یہ جنگ حنین کے بعد ہوئی کیونکہ ہوازن کے کچھ لوگ بھاگ کر اوطاس کی طرف چلے گئے کچھ طائف کی طرف تو اوطاس پر آپ نے ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کو سردار کر کے لشکر بھیجا اور طائف کی طرف بذات خاص تشریف لے گئے۔ اوطاس میں درید بن صمہ سردار اوطاس کو ربیعہ بن رافع یا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔

(۴۲۲۳-۴۲۲۴) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے

بیان کیا، ان سے برید بن عبد اللہ نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۃ حنین سے

فارغ ہو گئے تو آپ نے ایک دستے کے ساتھ ابو عامر رضی اللہ عنہ کو وادی

اوطاس کی طرف بھیجا۔ اس معرکہ میں درید ابن الصمہ سے مقابلہ ہوا۔

درید قتل کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لشکر کو شکست دے دی۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آنحضرت

ﷺ نے مجھے بھی بھیجا تھا۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں تیر آکر لگا۔ بنی

جعشم کے ایک شخص نے ان پر تیر مارا تھا اور ان کے گھٹنے میں اتار دیا

تھا۔ میں ان کے پاس پہنچا اور کہا چچا! یہ تیر آپ پر کس نے پھینکا ہے؟

انہوں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو اشارے سے بتایا کہ وہ جعشمی میرا قاتل ہے

جس نے مجھے نشانہ بنایا ہے۔ میں اس کی طرف لپکا اور اس کے قریب

پہنچ گیا لیکن جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ بھاگ پڑا میں نے اس کا پیچھا

کیا اور میں یہ کہتا جاتا تھا، تجھے شرم نہیں آتی، تجھ سے مقابلہ نہیں کیا

جاتا۔ آخر وہ رک گیا اور ہم نے ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیا۔

میں نے اسے قتل کر دیا اور ابو عامر رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا کہ اللہ نے آپ

کے قاتل کو قتل کروادیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے (گھٹنے میں سے) تیر

نکال لے، میں نے نکال دیا تو اس سے پانی جاری ہو گیا پھر انہوں نے

فرمایا بھتیجے! حضور اکرم ﷺ کو میرا سلام پہنچانا اور عرض کرنا کہ میرے

لیے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر مجھے اپنا نائب بنا

دیا۔ اس کے بعد وہ تھوڑی دیر اور زندہ رہے اور شہادت پائی۔ میں

أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي

بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

لَمَّا فَرَّغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى

أَوْطَاسٍ، فَلَقِي دُرَيْدَ بْنَ الصَّمَةِ فَقُتِلَ

دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللَّهُ أَصْحَابَهُ، قَالَ أَبُو مُوسَى:

وَبَعَثَنِي مَعَ أَبِي عَامِرٍ فَرُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي

رُكْبَتِهِ، رَمَاهُ جَيْشِيٌّ بِهِمْ فَأَثْبَتَهُ فِي

رُكْبَتِهِ فَأَتَيْتُهُنَّ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا عَمَّ مَنْ

رَمَاكَ؟ فَأَشَارَ إِلَيَّ أَبِي مُوسَى، فَقَالَ: ذَلِكَ

قَاتِلِي الَّذِي رَمَانِي، فَقَصَدْتُ لَهُ فَلَحِقْتُهُ،

فَلَمَّا رَأَانِي وَلَّى فَأَتَيْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُولُ لَهُ

أَلَا تَسْتَجِي أَلَا تَنْتَبُ فَكَفَّ فَاخْتَلَفْنَا

ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ، ثُمَّ قُلْتُ لِأَبِي

عَامِرٍ: قَتَلَ اللَّهُ صَاحِبَكَ، قَالَ فَاَنْزِعْ هَذَا

السُّهْمَ، فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ، قَالَ: يَا

ابْنَ أَخِي أَقْرَأَ النَّبِيُّ السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ

اسْتَغْفِرْ لِي، وَاسْتَخْلَفَنِي أَبُو عَامِرٍ عَلَى

النَّاسِ فَمَكَثَ يَسِيرًا ثُمَّ مَاتَ فَرُجِعْتُ

فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِي بَيْتِهِ عَلَى سَرِيرٍ مُّوَسَّلٍ وَعَلَيْهِ لَوَاشٌ قَدْ
 انَّرَ رِمَالُ السَّرِيرِ فِي ظَهْرِهِ وَجَنِينِهِ،
 فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبْرِنَا وَخَبَرَ أَبِي عَامِرٍ وَقَالَ: قُلْ
 لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي فَذَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ
 يَدَيْهِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبِيدِ أَبِي
 عَامِرٍ)) وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطِئِهِ ثُمَّ قَالَ:
 ((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ
 خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ)) فَقُلْتُ وَلِي فَاسْتَغْفِرُ
 فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ
 ذَنْبَهُ، وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا
 كَرِيمًا)). قَالَ أَبُو بُرْدَةَ: اخِذَاهُمَا لِأَبِي
 عَامِرٍ وَالْأُخْرَى لِأَبِي مُوسَى.

[راجع: ۲۸۸۴]

واپس ہوا اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ اپنے گھر میں
 بانوں کی ایک چارپائی پر تشریف رکھتے تھے۔ اس پر کوئی بستر بچھا ہوا
 نہیں تھا اور بانوں کے نشانات آپ کی پیٹھ اور پہلو پر پڑ گئے تھے۔ میں
 نے آپ سے اپنے اور ابو عامر رضی اللہ عنہ کے واقعات بیان کئے اور یہ کہ
 انہوں نے دعائے مغفرت کے لیے درخواست کی ہے، آنحضرت ﷺ
 نے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی، اے اللہ! عبید
 ابو عامر رضی اللہ عنہ کی مغفرت فرما۔ میں نے آپ کی بغل میں سفیدی (جب
 آپ دعا کر رہے تھے) دیکھی پھر حضور ﷺ نے دعا کی، اے اللہ!
 قیامت کے دن ابو عامر رضی اللہ عنہ کو اپنی بست سی مخلوق سے بلند تر درجہ عطا
 فرمائو۔ میں نے عرض کیا اور میرے لیے بھی اللہ سے مغفرت کی دعا
 فرمادیتجئے۔ حضور ﷺ نے دعا کی اے اللہ! عبد اللہ ابن قیس ابو موسیٰ
 کے گناہوں کو بھی معاف فرما اور قیامت کے دن اچھا مقام عطا فرمائو۔
 ابو بردہ نے بیان کیا کہ ایک دعا ابو عامر رضی اللہ عنہ کے لیے تھی اور دوسری
 ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے۔

تشریح حدیث میں ایک جگہ لفظ وعلیہ فروش آیا ہے۔ یہاں (ما) نافیہ راوی کی بھول سے رہ گیا ہے۔ اسی لیے ترجمہ یہ کیا گیا ہے کہ
 جس چارپائی پر آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس پر کوئی بستر بچھا ہوا نہیں تھا۔ اس حدیث میں دعا کرنے کے لیے رسول کریم ﷺ
 کے ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے جس میں ان لوگوں کے قول کی تردید ہے جو دعائیں ہاتھ اٹھانا صرف دعائے استسقاء کے ساتھ خاص کرتے ہیں
 (قطانی)

۵۷- باب غَزْوَةِ الطَّائِفِ فِي شَوَّالِ باب غَزْوَةِ طَائِفِ كَابِيَانِ جَوْ شَوَّالِ سَنَةِ ۸ھ میں ہوا۔ یہ موسیٰ
 سَنَةِ ثَمَانٍ قَالَهُ: مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: بن عقبہ نے بیان کیا ہے

تشریح طائف مکہ سے تیس میل کے فاصلے پر ایک بستی کا نام ہے۔ اس کو طائف اس لیے کہتے ہیں کہ یہ طوفان نوح میں پانی کے
 اوپر تیرتی رہی تھی یا حضرت جبریلؑ نے اسے ملک شام سے لاکر کعبہ کے گرد طواف کرایا۔ بعضوں نے کہا اس کے گرد
 ایک دیوار بنائی گئی تھی اس لیے اس کا نام طائف ہوا۔ یہ دیوار قبیلہ مدف کے ایک شخص نے بنوائی تھی جو حضرموت سے خون کر کے
 یہاں چلا آیا تھا۔ بڑی زرخیز جگہ ہے یہاں کی زمین میں جملہ اقسام کے میوے پھل، غلے پیدا ہوتے ہیں۔ موسم بھی بہت خوشگوار معتدل
 رہتا ہے۔ گرامیں رؤسائے مکہ بیشتر طائف چلے جاتے ہیں۔

۴۲۴- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ سَمِعَ سُفْيَانَ، ۴۲۴- حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبِ ابْنَةِ أَبِي
 ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم نے سفیان بن عیینہ سے سنا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے

سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أَمَّ سَلَمَةَ، دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي مُخْتٌ
لَسَمِعَهُ يَقُولُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُمِّةٍ: يَا عَبْدَ اللَّهِ
أَرَأَيْتَ إِنْ فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ عَدَا،
فَعَلَيْكَ بَابِنِ غِيلَانَ فَإِنَّهَا تَقْبَلُ بِأَرْبَعٍ وَتَذِيرُ
بِمِائِمَانٍ لَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
«لَا يَدْخُلُنَّ هَؤُلَاءِ عَلَيْكُنَّ» قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ
وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ الْمُخْتُ هَيْتُ.

[طرفاه في: ٥٢٣٥، ٥٨٨٧].

(۴۳۲۵) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو ابن دینار نے، ان سے ابو العباس ثابیتا شاعر نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا تو دشمن کا کچھ بھی نقصان نہیں کیا۔ آخر آپ نے فرمایا کہ اب ان شاء اللہ ہم واپس ہو جائیں گے۔ مسلمانوں کے لیے ناکام لوٹنا بڑا شاق گزرا۔ انہوں نے کہا کہ واہ بغیر فتح کے ہم واپس چلے جائیں (راوی نے) ایک مرتبہ (نذہب) کے بجائے، (نفقل) کا لفظ استعمال کیا یعنی ہم----- لوٹ جائیں اور طائف کو فتح نہ کریں (یہ کیونکر ہو سکتا ہے) اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر صبح سویرے میدان میں جنگ کے لیے آجاؤ۔ صحابہ صبح سویرے ہی آگئے لیکن ان کی بڑی تعداد زخمی ہو گئی۔ اب پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ ہم کل واپس چلیں گے۔ صحابہ نے اسے بہت پسند کیا۔ آنحضور ﷺ اس پر ہنس پڑے۔ اور سفیان رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ آنحضور ﷺ مسکرا دیئے۔ بیان کیا کہ حمید بن حنیس نے کہا کہ ہم سے سفیان نے یہ پوری خبر بیان کی۔

٤٣٢٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ
الشَّاعِرِ الْأَعْمَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو
قَالَ: لَمَّا حَاصَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّائِفَ فَلَمْ يَنْلُ مِنْهُمْ شَيْئًا
قَالَ: ((إِنَّا قَافِلُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ)) فَتَقَلَّ
عَلَيْهِمْ وَقَالُوا: نَذْهَبُ وَلَا نَفْتَحُهُ، وَقَالَ
مَرَّةً نَقُفْلُ فَقَالَ: ((اغْدُوا عَلَى الْقِتَالِ))
فَعَدَّوْا فَأَصَابَهُمْ جِرَاحٌ فَقَالَ : ((إِنَّا
قَافِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ)) فَأَعْجَبَهُمْ
فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً : فَتَبَسَّمَ قَالَ : قَالَ
الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْخَبَرُ كُلُّهُ.

[طرفاه فی: ۸۶، ۷۴۸۰].

۴۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا . (۴۳۲۸) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے

أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: أَلَا تُنَجِّزُ لِي مَا وَعَدْتَنِي فَقَالَ لَهُ: ((أَنْشِرْ)). فَقَالَ: قَدْ أَكْثَرْتُ عَلَىَّ مِنْ أَنْشِرٍ. فَأَقْبَلَ عَلَى أَبِي مُوسَى وَبِلَالٍ كَهَيْئَةِ الْقَضْبَانِ فَقَالَ: ((رَدَّ الْبَشَرَى فَاقْبَلْ أَنْتُمَا)). قَالَا: قَبِلْنَا ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ، وَمَجَّ فِيهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَشْرَبْنَا مِنْهُ وَأَفْرَعْنَا عَلَى وَجْهِهِ كَمَا وَنُحَوِّرُ كَمَا وَأَنْشِرًا)) فَأَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا فَنَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَاءِ السُّتْرِ أَنْ أَفْضِلَا لَأُمُّكُمْ فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً.

[راجع: ۱۸۸]

بیان کیا، ان سے برید بن عبد اللہ نے، ان سے ابورودہ نے اور ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے قریب ہی تھا جب آپ جعرانہ سے، جو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ایک مقام ہے اتر رہے تھے۔ آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ اسی عرصہ میں آنحضرت ﷺ کے پاس ایک بدوی آیا اور کہنے لگا کہ آپ نے جو مجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کیوں نہیں کرتے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں بشارت ہو۔ اس پر وہ بدوی بولا بشارت تو آپ مجھے بہت دے چکے پھر حضور ﷺ نے چہرہ مبارک ابوموسیٰ اور بلال کی طرف پھیرا، کیا پھر آپ بہت غصے میں معلوم ہو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اس نے بشارت واپس کر دی اب تم دونوں اسے قبول کر لو۔ ان دونوں حضرات نے عرض کیا ہم نے قبول کیا۔ پھر آپ نے پانی کا ایک پیالہ طلب فرمایا اور اپنے دونوں ہاتھوں اور چہرے کو اس میں دھویا اور اسی میں کھلی کی اور (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ ہر دو سے) فرمایا کہ اس کا پانی پی لو اور اپنے چہروں اور سینوں پر اسے ڈال لو اور بشارت حاصل کرو۔ ان دونوں نے پیالہ لے لیا اور ہدایت کے مطابق عمل کیا۔ پر وہ کے پیچھے سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بھی کہا کہ اپنی ماں کے لیے بھی کچھ چھوڑ دینا۔ چنانچہ ان ہر دو نے ان کے لیے ایک حصہ چھوڑ دیا۔

اس حدیث کی باب سے مناسبت اس فقرے سے نکلتی ہے کہ آپ جعرانہ میں اترے ہوئے تھے کیونکہ جعرانہ میں آپ غزوہ طائف میں ٹھہرے تھے۔

بدوی کو آنحضرت ﷺ نے شاید کچھ روپے پیسے یا مال غنیمت دے دینے کا وعدہ فرمایا ہو گا جب وہ تقاضا کرنے آیا تو آپ نے فرمایا مال کی کیا حقیقت ہے جنت تھو کہ مبارک ہو لیکن بد قسمتی سے وہ بے ادب، گنوار اس بشارت پر خوش نہ ہوا۔ آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو یہ نعت سرفراز فرمائی ج ہے۔

تمی وستان قسمت راجہ سوداز رہبر کمال کہ زجھراز آب حیوان تشہ می آرد سکندر را۔

جعرانہ کو مکہ اور مدینہ کے درمیان کتنا راوی کی بھول ہے۔ جعرانہ مکہ اور طائف کے درمیان واقع ہے۔ سنہ ۷۰ء کے حج میں

جعرانہ جانے اور اس تاریخی جگہ کو دیکھنے کا شرف مجھ کو بھی حاصل ہے۔ (راز)

۴۲۹- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ۴۳۲۹م سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم بن علیہ نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا مجھ

کو عطاء بن ابی رباح نے خبر دی، انہیں صفوان بن یحییٰ بن امیہ نے خبر دی کہ یحییٰ نے کہا کاش میں رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھ سکتا جب آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ جعرانہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپ کے لیے ایک کپڑے سے سایہ کر دیا گیا تھا اور اس میں چند صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ موجود تھے۔ اتنے میں ایک اعرابی آئے وہ ایک جبہ پہنے ہوئے تھے، خوشبو میں ببا ہوا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک ایسے شخص کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے جو اپنے جبہ میں خوشبو لگانے کے بعد عمرہ کا احرام باندھے؟ فوراً ہی عمر بن الخطاب نے یحییٰ رضی اللہ عنہ کو آنے کے لیے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ یحییٰ رضی اللہ عنہ حاضر ہو گئے اور اپنا سر (آنحضرت ﷺ کو دیکھنے کے لیے) اندر کیا (زول وحی کی کیفیت سے) آنحضور ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا تھا اور زور زور سے سانس چل رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک یہی کیفیت رہی پھر ختم ہو گئی تو آپ نے دریافت فرمایا کہ ابھی عمرہ کے متعلق جس نے سوال کیا تھا وہ کہاں ہے؟ انہیں تلاش کر کے لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو خوشبو تم نے لگا رکھی ہے اسے تین مرتبہ دھو لو اور جبہ اتار دو اور پھر عمرہ میں وہی کام کرو جو حج میں کرتے ہو۔

أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ يَحْيَى بْنِ أُمَيَّةٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ يَحْيَى كَانَ يَقُولُ : لَيْتَنِي أَرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، حِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ قَبِينَا النَّبِيُّ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أَطْلَلَ بِهِ مَعَهُ لِبَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذْ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مَتَمَضِّخٌ بِطِيبٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ فِي جُبَّةٍ بَعْدَمَا تَمَضِّخُ بِالطِّيبِ؟ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلَى يَحْيَى بِيَدِهِ أَنْ تَعَالَ فَجَاءَ يَحْيَى فَأَذْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ مُحَمَّرُ الْوَجْهِ يَغْطِي كَذَلِكَ سَاعَةً، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ : ((أَيُّنَ الَّذِي يَسْأَلُنِي عَنِ الْعُمْرَةِ آتِفًا؟)) فَالتَّجَسَّسَ الرَّجُلُ فَأَتَى بِهِ، فَقَالَ : ((أَمَّا الطِّيبُ الَّذِي بَكَتْ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَجَّتِكَ)).

[راجع: ۱۵۳۶]

اس حدیث کی بحث کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔ قطانی نے کہا حجۃ الوداع کی حدیث اس کی ناسخ ہے اور یہ حدیث منسوخ ہے۔ حجۃ الوداع کی حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے احرام باندھتے وقت آنحضرت ﷺ کے خوشبو لگائی تھی۔ لہذا خوشبو کا استعمال جائز ہے۔

(۴۳۳۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے عمرو بن یحییٰ نے، ان سے عباد بن تمیم نے، ان سے عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ حنین کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جو غنیمت دی تھی آپ نے اس کی تقسیم کمزور ایمان کے لوگوں میں (جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے تھے) کر دی اور انصار کو اس میں سے کچھ نہیں دیا۔ اس کا انہیں کچھ ملال ہوا کہ وہ مال جو آنحضرت ﷺ نے دوسروں کو دیا انہیں کیوں

۴۳۳۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ، حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عُبَادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ، قَالَ: لَمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَسَمَ فِي النَّاسِ فِي الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ، وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا

نہیں دیا۔ آپ نے اس کے بعد انہیں خطاب کیا اور فرمایا اے انصاریو! کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا پھر تم کو میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت نصیب کی اور تم میں آپس میں دشمنی اور نا اتفاقی تھی تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تم میں باہم الفت پیدا کی اور تم محتاج تھے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ غنی کیا۔ آپ کے ایک ایک جملے پر انصار کہتے جاتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہم سب سے زیادہ احسان مند ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری باتوں کا جواب دینے سے تمہیں کیا چیز مانع رہی؟ بیان کیا کہ حضور ﷺ کے ہر اشارہ پر انصار عرض کرتے جاتے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہم سب سے زیادہ احسان مند ہیں پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے تو مجھ سے اس طرح بھی کہہ سکتے تھے (کہ آپ آئے تو لوگ آپ کو جھٹلا رہے تھے، لیکن ہم نے آپ کی تصدیق کی وغیرہ) کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جب لوگ اونٹ اور بکریاں لے جا رہے ہوں گے تو تم اپنے گھروں کی طرف رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لیے جا رہے ہو گے؟ اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی بن جاتا۔ لوگ خواہ کسی گھاٹی یا وادی میں چلیں، میں تو انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا۔ انصار اس کپڑے کی طرح ہیں یعنی استرجو ہمیشہ جسم سے لگا رہتا ہے اور دوسرے لوگ اوپر کے کپڑے کی طرح ہیں یعنی ابڑہ۔ تم لوگ (انصار) دیکھو گے کہ میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی۔ تم ایسے وقت میں صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آ ملو۔

لَكَأَنَّهُمْ وَجَدُوا إِذْ لَمْ يُصِيبَهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ فَحَطَبْتَهُمْ، فَقَالَ : ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضَلَالًا فَهَذَا كُمْ اللَّهُ بِي، وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَأَلْفَكُمُ اللَّهُ بِي، وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللَّهُ بِي)) كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوا : اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُ قَالَ : ((مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تُجِيبُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟)) قَالَ : كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوا : اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُ قَالَ : ((لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ جَنَّتْنَا كَذًا وَكَذَا أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاقِ وَالْبُعِيرِ، وَتَذْهَبُونَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رِحَالِكُمْ؟ لَوْ لَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ أَمْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيَا وَشِعْبًا، لَسَلَكَتُ وَادِيَّ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا، الْأَنْصَارُ شِعَارٌ، وَالنَّاسُ دِنَارٌ، إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي آثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْخَوْضِ)).

[طرفہ فی : ۷۲۴۵۰]

تشریح اس حدیث کی سند میں حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم زبانی کا ذکر ہے جو مشہور صحابی ہیں۔ کہتے ہیں مسئلہ کذاب کو انہوں نے ہی مارا تھا۔ یہ واقعہ حرہ سنہ ۶۳ھ میں یزید کی فوج کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ روایت میں آنحضرت ﷺ کے مال تقسیم کرنے کا ذکر ہے۔ آپ نے یہ مال قریش کے ان لوگوں کو دیا تھا جو نو مسلم تھے، ابھی ان کا اسلام مضبوط نہیں ہوا تھا، جیسے ابوسفیان، سمیل، حویطب، حکیم بن حزام، ابوالسائب، صفوان بن امیہ، عبدالرحمن بن یزید وغیرہ۔ شعار سے مراد یا استریم سے نیچے کا کپڑا اور دھار سے ابڑہ یعنی اوپر کا کپڑا مراد ہے۔ انصار کے لیے آپ نے یہ شرف عطا فرمایا کہ ان کو ہر وقت اپنے جسم مبارک سے لگا ہو کپڑا کی مثال قرار دیا۔ فی الواقع قیامت تک کے لیے یہ شرف انصار مدینہ کو حاصل ہے کہ آپ ان کے شہر میں آرام فرما رہے ہیں۔ (ﷺ)۔

۴۳۱- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ حِينَ أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مَا أَفَاءَ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ، فَطَفِقَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِي رِجَالَهُ الْمَنَاءَ مِنَ الْإِبِلِ . فَقَالُوا : يَغْفِرُ اللَّهُ - لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا، وَسَيُوفِنَا تَقَطُّرُ مِنْ دِمَانِهِمْ، قَالَ أَنَسٌ : فَحَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَقَالَتِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ لِي قَبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ وَلَمْ يَدْغُ مَعَهُمْ غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : ((مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ؟)) فَقَالَ فَقِيهَاءُ الْأَنْصَارِ : أَمَّا رُؤُسَاؤُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا، وَأَمَّا نَاسٌ مِنْنا حَدِيثُهُ أَسْنَانُهُمْ فَقَالُوا : يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا، وَسَيُوفِنَا تَقَطُّرُ مِنْ دِمَانِهِمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِنِّي أُعْطِي رِجَالًا حَدِيثِي عَهْدٍ بِكُفْرٍ، أَتَأَلَّفُهُمْ أَمَّا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَذْهَبُوا بِالنَّبِيِّ ﷺ إِلَى رِحَالِكُمْ؟ فَوَ اللَّهُ لَمَا تَقْبَلُون بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَقْبَلُونَ بِهِ)) قَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ رَضِينَا، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ : ((سَتَجِدُونَ أَثَرَهُ شَدِيدَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنِّي عَلَى الْخَوْضِ)) . قَالَ أَنَسٌ : فَلَمْ يَصْبِرُوا .

(راجع: ۳۱۶)

۴۳۱) مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انیس معمر نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا اور انیس انس بن مالک رحمہ اللہ نے خبر دی، بیان کیا کہ جب قبیلہ ہوازن کے مال میں سے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو جو دینا تھا وہ دیا تو انصار کے کچھ لوگوں کو رنج ہوا کیونکہ آنحضور ﷺ نے کچھ لوگوں کو سو سو اونٹ دے دیئے تھے کچھ لوگوں نے کہا کہ اللہ اپنے رسول ﷺ کی مغفرت کرے، قریش کو تو آپ عنایت فرما رہے ہیں اور ہم کو چھوڑ دیا ہے حالانکہ ابھی ہماری تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے۔ انس رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ انصار کی یہ بات حضور اکرم ﷺ کے کان میں آئی تو آپ نے انہیں بلا بھیجا اور چڑے کے ایک خیمے میں انہیں جمع کیا، ان کے ساتھ ان کے علاوہ کسی کو بھی آپ نے نہیں بلایا تھا، جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا تمہاری جو بات مجھے معلوم ہوئی ہے کیا وہ صحیح ہے؟ انصار کے جو سمجھدار لوگ تھے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو لوگ ہمارے معزز اور سردار ہیں، انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی ہے۔ البتہ ہمارے کچھ لوگ جو ابھی نو عمر ہیں، انہوں نے کہا ہے کہ اللہ رسول اللہ ﷺ کی مغفرت کرے، قریش کو آپ دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیا ہے حالانکہ ابھی ہماری تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا میں ایسے لوگوں کو دیتا ہوں۔ جو ابھی نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے ہیں، اس طرح میں ان کی دل جوئی کرتا ہوں۔ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے لوگ تو مال و دولت ساتھ لے جائیں اور تم نبی ﷺ کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے جاؤ۔ خدا کی قسم کہ جو چیز تم اپنے ساتھ لے جاؤ گے وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے جا رہے ہیں۔ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اس پر راضی ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی۔ اس وقت صبر کرنا، یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آملو۔ میں حوض کوثر پر ملوں گا۔ انس

بڑھنے نے کہا لیکن انصار نے نہیں کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا اشارہ غالباً سردار انصار حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی طرف ہے، جنہوں نے وفات نبوی کے بعد منا امیر ومنکم امیر کی آواز اٹھائی تھی مگر جمہور انصار نے اس سے موافقت نہیں کی اور خلفائے قریش کو تسلیم کر لیا۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

تشریح سند میں حضرت ہشام بن عروہ کا نام آیا ہے۔ یہ مدینہ کے مشہور تابعین میں سے ہیں جن کا شمار اکابر علماء میں ہوتا ہے۔ سنہ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۳۶ھ میں بمقام بغداد انتقال ہوا۔ امام زہری بھی مدینہ کے مشہور جلیل القدر تابعی ہیں۔ زہرہ بن کلاب کی طرف منسوب ہیں کنیت ابو بکر نام محمد بن عبد اللہ بن شہب ہے، وقت کے بہت بڑے عالم باللہ تھے۔ ماہ رمضان سنہ ۱۳۴ھ میں وفات پائی۔

(۴۳۳۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوالتیاح نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے زمانہ میں آنحضرت ﷺ نے قریش میں (حنین کی) غنیمت کی تقسیم کر دی۔ انصار رضی اللہ عنہم اس سے اور رنجیدہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے لوگ دنیا اپنے ساتھ لے جائیں اور تم اپنے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو لے جاؤ۔ انصار نے عرض کیا کہ ہم اس پر خوش ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ لوگ دوسرے کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔

۴۳۳۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَنَائِمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ فَقَضَيْتِ الْأَنْصَارُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((أَمَّا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالذَّنْيَا وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ؟)) قَالُوا بَلَى قَالَ ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيَا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكَتْ وَادِي الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ)).

[مجمع: ۳۱۴۶]

تشریح حضرت سلیمان بن حرب بصری مکہ کے قاضی ہیں۔ تقریباً دس ہزار احادیث ان سے مروی ہیں۔ بغداد میں ان کی مجلس درس میں شرکاء درس کی تعداد چالیس ہزار ہوتی تھی۔ سنہ ۱۳۰ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۵۸ھ تک طلب حدیث میں سرگرداں رہے۔ انیس سال حماد بن زید نامی استاد کی خدمت میں گزارے۔ سنہ ۲۲۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے بزرگ ترین استاذ ہیں، رحمہم اللہ اجمعین۔

(۴۳۳۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے ازہر بن سعد سلان نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ ابن عون نے، انہیں ہشام بن زید بن انس نے خبر دی اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ حنین میں جب قبیلہ ہوازن سے جنگ شروع ہوئی تو نبی کریم ﷺ کے ساتھ دس ہزار فوج تھی۔ قریش کے وہ لوگ بھی ساتھ تھے جنہیں فتح مکہ کے بعد آنحضور ﷺ نے چھوڑ دیا تھا پھر سب نے پیٹھ پھیر لی۔ حضور ﷺ نے پکارا، اے انصاریو! انہوں نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں، یا رسول اللہ! آپ کے ہر حکم کی تعمیل کے لیے ہم حاضر

۴۳۳۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ ابْنِ عَوْنٍ أَنبَأَنَا هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنِ التَّقَى هَوَازِنُ وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةُ آلَافٍ وَالطَّلَقَاءُ فَأَذْبَرُوا قَالَ : ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ ؟)) قَالُوا : لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ لَبَّيْكَ نَحْنُ بَيْنَ يَدَيْكَ فَتَرَلْ

ہیں۔ ہم آپ کے سامنے ہیں۔ پھر حضور ﷺ اپنی سواری سے اتر گئے اور فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں پھر مشرکین کو ہار ہو گئی۔ جن لوگوں کو حضور ﷺ نے فتح مکہ کے بعد چھوڑ دیا تھا اور مہاجرین کو آنحضرت ﷺ نے دیا لیکن انصار کو کچھ نہیں دیا۔ اس پر انصار رضی اللہ عنہم نے اپنے غم کا اظہار کیا تو آپ نے انہیں بلایا اور ایک خیمہ میں جمع کیا پھر فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے لوگ بکری اور اونٹ اپنے ساتھ لے جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر لوگ کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلنا پسند کروں گا۔

[راجعہ: ۳۱۶۶]

روایت میں طلقاء سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو آپ نے فتح مکہ کے دن چھوڑ دیا (احساناً) ان کے پہلے جرائم پر ان سے کوئی گرفت نہیں کی جیسے ابوسفیان، ان کے بیٹے معاویہ، حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ ان لوگوں کو عام معافی دے دی گئی اور ان کو بہت نوازا بھی گیا۔ بعد میں یہ حضرات اسلام کے سچے جانثار مددگار ثابت ہوئے اور کمانہ ولی حمیم کا نمونہ بن گئے۔ انصار کے لیے آپ نے جو شرف عطا فرمایا دنیا کا مال و دولت اس کے مقابلہ پر ایک بال برابر بھی وزن نہیں رکھتا تھا۔ چنانچہ انصار نے بھی اس کو سمجھا اور اس شرف کی قدر کی اور اول سے آخر تک آپ کے ساتھ پوری وفاداری سے برتاؤ کیا، رضی اللہ عنہم ورضو اعنہ۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ وفات نبوی کے بعد جملہ انصار نے بخوشی و رغبت خلفائے قریش کی اطاعت کو قبول کیا اور اپنے لیے کوئی منصب نہیں چاہا۔ صدقوا ما عاهدوا اللہ علیہ، جنگ حنین میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی سواری کی لگام تھامے ہوئے تھے۔

(۴۳۳۴) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے قتادہ سے سنا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کے کچھ لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ قریش کے کفر کا اور ان کی بربادیوں کا زمانہ قریب کا ہے۔ میرا مقصد صرف ان کی دلجوئی اور تالیف قلب تھا کیا تم اس پر راضی اور خوش نہیں ہو کہ لوگ دنیا لے کر اپنے ساتھ جائیں اور تم اللہ کے رسول ﷺ کو اپنے گھر لے جاؤ۔ سب انصاری بولے، کیوں نہیں (ہم اسی پر راضی ہیں) حضور ﷺ نے فرمایا اگر دوسرے لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار کسی اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔

النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((أَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ))
فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُونَ فَأَعْطَى الطَّلَاقَ
وَالْمُهَاجِرِينَ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا
فَقَالُوا: فِدَاعَهُمْ فَأَذْخَلَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ:
((أَمَّا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاقَةِ
وَالنَّبِيِّ ﷺ وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟))
فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا،
وَسَلَكَ الْأَنْصَارُ شِيعًا، لَأَخْتَرْتُ شِيعَةَ
الْأَنْصَارِ)).

۴۳۳۴ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا
غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ
أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَمَعَ
النَّبِيُّ ﷺ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: ((إِنْ
قُرَيْشًا حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيبَةٍ وَإِنِّي
أَرَدْتُ أَنْ أَجْبِرَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ، أَمَّا تَرْضَوْنَ
أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا، وَتَرْجِعُونَ
بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى بُيُوتِكُمْ؟)) قَالُوا:
بَلَى، قَالَ: ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا
وَسَلَكَ الْأَنْصَارُ شِيعًا، لَسَلَكَتُ وَادِيَّ
الْأَنْصَارِ - أَوْ شِيعَةَ الْأَنْصَارِ)).

[راجع: ۳۱۴۶]

۴۳۵- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: لَمَّا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةَ حُنَيْنٍ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: مَا أَرَادَ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ؟ فَأَنْتَبِثُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ: ((رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَى مُوسَى لَقَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرٍ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ)).

[راجع: ۳۱۵۰]

(۴۳۳۵) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوداؤد نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ جب رسول اللہ ﷺ حنین کے مال غنیمت کی تقسیم کر رہے تھے تو انصار کے ایک شخص نے (جو منافق تھا) کہا کہ اس تقسیم میں اللہ کی خوشنودی کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا ہے۔ میں نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اس بدگو کی اطلاع دی تو آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا پھر آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے، انہیں اس سے بھی زیادہ دکھ پہنچایا گیا تھا، پس انہوں نے صبر کیا۔

شرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں شرم اور حیاست تھی۔ وہ چھپ کر تنہائی میں نہایا کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کو یہ ٹھکوفہ ہاتھ آیا۔ کسی نے کہا کہ ان کے خیسے بڑھ گئے ہیں۔ کسی نے کہا، ان کو برس ہو گیا ہے۔ اس قسم کے بہتان لگانے شروع کئے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی پاکی اور بے عیبی ظاہر کر دی۔ یہ قصہ قرآن شریف میں مذکور ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَكَلَّمُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى﴾ (الاحزاب: ۶۹) آخر تک۔ روایت میں جس منافق کا ذکر مذکور ہے۔ اس کم بخت نے اتنا غور نہیں کیا کہ دنیا کا مال و دولت اسباب سب پروردگار کی ملک ہیں جس پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر دنیا میں بھیج دیا اس کو پورا اختیار ہے کہ جیسی مصلحت ہو اسی طرح دنیا کا مال تقسیم کرے۔ اللہ کی رضامندی کا خیال جتنا اس کے پیغمبر کو ہو گا، اس کا عشر عشر بھی اوروں کو نہیں ہو سکتا۔ بد باطن قسم کے لوگوں کا شیوہ ہی یہ رہا ہے کہ خواہ خواہ دوسروں پر الزام بازی کرتے رہتے ہیں اور اپنے عیوب پر کبھی ان کی نظر نہیں جاتی۔ سند میں حضرت سفیان ثوری کا نام آیا ہے۔ یہ کوئی ہیں اپنے زمانہ میں فقہ اور اجتہاد کے جامع تھے۔ خصوصاً علم حدیث میں مرجع تھے۔ ان کا ثقہ اور زاہد عابد ہونا مسلم ہے۔ ان کو اسلام کا قطب کہا گیا ہے۔ ائمہ مجتہدین میں ان کا شمار ہے۔ سنہ ۹۹ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۲۱ھ میں بصرہ میں وفات پائی، حشرنا اللہ معہم آمین۔

۴۳۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آتَرَ النَّبِيُّ ﷺ نَاسًا وَأَعْطَى الْأَفْرَغَ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عَيْنَةَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَأَعْطَى نَاسًا فَقَالَ رَجُلٌ: مَا أُرِيدَ بِهِذِهِ الْقِسْمَةِ وَجْهَ اللَّهِ. فَقُلْتُ لِأَخْبَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((رَحِمَ اللَّهُ مُوسَى قَدْ أُوذِيَ

(۴۳۳۶) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابوداؤد نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ غزوہ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے چند لوگوں کو بہت بہت جانور دیئے۔ چنانچہ اقرع بن حابس کو جن کا دل بھلانا منظور تھا، سو اونٹ دیئے۔ عیینہ بن حصن فزاری کو بھی اتنے ہی دیئے اور اسی طرح دوسرے اشراف عرب کو دیا۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ اس تقسیم میں اللہ کی رضا کا کوئی خیال نہیں کیا گیا۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) میں نے کہا کہ میں اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو کروں

بَاكْثَرُ مِنْ هَذَا فَصَبْرٌ)).

گاہ جب آنحضرت ﷺ نے یہ کلمہ سنا تو فرمایا اللہ موسیٰ پر رحم فرمائے کہ انہیں اس سے بھی زیادہ دکھ دیا گیا تھا لیکن انہوں نے صبر کیا۔

[راجعہ: ۳۱۵۰]

مہر عجیب نعمت ہے پیغمبروں کی خصلت ہے۔ جس نے صبر کیا وہ کامیاب ہوا، آخر میں اس کا دشمن ذلیل و خوار ہوا۔ اللہ کالا لاکھ بار شکر ہے کہ مجھ ناچیز کو بھی اپنی زندگی میں بہت سے غیث النفس دشمنوں سے پالا پڑا۔ مگر صبر سے کام لیا، آخر وہ دشمن ہی ذلیل و خوار ہوئے۔ خدمت بخاری کے دوران بھی بہت سے حاسدین کی ہفوات پر صبر کیا۔ آخر اللہ کالا لاکھ شکر جس نے اس خدمت کے لیے مجھ کو ہمت عطا فرمائی، والحمد لله علی ذلک۔

(۴۳۳۳) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے معاذ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن عون نے، ان سے ہشام بن زید بن انس بن مالک نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حنین کا دن ہوا تو قبیلہ ہوازن اور غطفان اپنے مویشی اور بال بچوں کو ساتھ لے کر جنگ کے لیے نکلے۔ اس وقت آنحضرت ﷺ کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا۔ ان میں کچھ لوگ وہ بھی تھے، جنہیں آنحضور ﷺ نے فتح مکہ کے بعد احسان رکھ کر چھوڑ دیا تھا، پھر ان سب نے پیٹھ پھیر لی اور حضور اکرم ﷺ تنہا رہ گئے۔ اس دن حضور ﷺ نے دو مرتبہ پکارا دونوں پکار ایک دوسرے سے الگ الگ تھیں، آپ نے دائیں طرف متوجہ ہو کر پکارا، اے انصاریو! انہوں نے جواب دیا ہم حاضر ہیں یا رسول اللہ! آپ کو بشارت ہو، ہم آپ کے ساتھ ہیں، لڑنے کو تیار ہیں۔ پھر آپ بائیں طرف متوجہ ہوئے اور آواز دی اے انصاریو! انہوں نے ادھر سے جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں یا رسول اللہ! بشارت ہو، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ حضور ﷺ اس وقت ایک سفید خچر پر سوار تھے پھر آپ اتر گئے اور فرمایا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ انجام کار کافروں کو ہار ہوئی اور اس لڑائی میں بہت زیادہ غنیمت حاصل ہوئی۔ حضور ﷺ نے اسے مہاجرین میں اور قریشیوں میں تقسیم کر دیا (جنہیں فتح مکہ کے موقع پر احسان رکھ کر چھوڑ دیا تھا) انصار کو اس میں سے کچھ نہیں عطا فرمایا۔ انصار (کے بعض نوجوانوں) نے کہا کہ جب سخت وقت آتا ہے تو ہمیں بلایا جاتا ہے اور غنیمت دوسروں کو تقسیم کر دی جاتی ہے۔ یہ بات حضور اکرم ﷺ تک پہنچی

۴۳۳۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُوْنٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ بْنِ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ أَقْبَلْتُ هَوَازِنَ وَغُطَفَانَ وَغَيْرَهُمْ بِنِعْمِهِمْ وَذُرَارِيَهُمْ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةُ آلَافٍ وَمِنَ الطَّلَقَاءِ فَأَذْبَرُوا عَنْهُ حَتَّى بَقِيَ وَحْدَهُ فَنَادَى يَوْمَئِذٍ نِدَاءً بَيْنَ لَمْ يَخْلُطْ بَيْنَهُمَا التَّفَتَ عَنْ يَمِينِهِ فَقَالَ : ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ)) قَالُوا : لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَبَشِّرْ نَحْنُ مَعَكَ، ثُمَّ التَّفَتَ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ : ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ)) قَالُوا : لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَبَشِّرْ نَحْنُ مَعَكَ وَهُوَ عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ فَنَزَلَ فَقَالَ : ((أَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ)) فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُونَ فَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ غَنَائِمَ كَثِيرَةً فَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِينَ وَالطَّلَقَاءِ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ : إِذَا كَانَتْ شَدِيدَةً فَتَحْنُ نُدْعَى وَيُعْطَى الْغَنِيمَةُ غَيْرَنَا فَلَبَّغَهُ ذَلِكَ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ : ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ؟)) فَسَكَتُوا فَقَالَ :

تو آپ نے انصار کو ایک خیمہ میں جمع کیا اور فرمایا اے انصاریو! کیا وہ بات صحیح ہے جو تمہارے بارے میں مجھے معلوم ہوئی ہے؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا اے انصاریو! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ لوگ دنیا اپنے ساتھ لے جائیں گے اور تم رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر لے جاؤ گے۔ انصاریوں نے عرض کیا ہم اسی پر خوش ہیں۔ اسکے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار کسی گھاٹی میں چلیں تو میں انصار ہی کی گھاٹی میں چلنا پسند کروں گا۔ اس پر ہشام نے پوچھا اے ابو حمزہ! کیا آپ وہاں موجود تھے؟ انہوں نے کہا کہ میں حضور ﷺ سے غائب ہی کب ہوتا تھا۔

[راجع: ۳۱۴۶]

تشیخ مسلم کی روایت میں ہے آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا شجرہ رضوان والوں کو آواز دو۔ ان کی آواز بلند تھی۔ انہوں نے پکارا اے شجرہ رضوان والو! تم کہاں چلے گئے ہو، ان کی پکار سنتے ہی یہ لوگ ایسے لپکے جیسے گائیں شفقت سے اپنے بچوں کی طرف دوڑتی ہیں۔ سب کہنے لگے ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں۔

۵۸- باب السَّرِيَّةِ النَّبِيِّ قَبْلَ نَجْدٍ. باب نجد کی طرف جو لشکر آنحضرت ﷺ نے روانہ کیا تھا،

اس کا بیان

تشیخ حضرت امام بخاری نے اس کو جنگ طائف کے بعد ذکر کیا ہے لیکن اہل مغازی نے کہا ہے کہ یہ لشکر فتح مکہ کو جانے سے پہلے آپ نے روانہ کیا تھا۔ ابن سعد نے کہا کہ یہ آٹھویں سنہ ہجری کے ماہ شعبان کا واقعہ ہے۔ بعضوں نے کہا ماہ رمضان میں یہ لشکر روانہ کیا تھا۔ اس کے سردار ابو قتادہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اس میں صرف پچیس آدمی تھے، جنہوں نے غطفان سے مقابلہ میں دو سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں حاصل کیں۔

(۴۳۳۸) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے نجد کی طرف ایک لشکر روانہ کیا تھا، میں بھی اس میں شریک تھا۔ اس میں ہمارا حصہ (مال غنیمت میں) بارہ بارہ اونٹ پڑے اور ایک ایک اونٹ ہمیں اور فالتو دیا گیا۔ اس طرح ہم تیرہ تیرہ اونٹ ساتھ لے کر واپس آئے۔

باب نبی کریم ﷺ کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی جذیمہ قبیلہ کی

طرف بھیجنا

۴۳۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً قَبْلَ نَجْدٍ فَكُنْتُ فِيهَا قَبْلَ بَلْعَتِ سِهَامُنَا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا وَثَلَاثَةَ بَعِيرًا بَعِيرًا فَرَجَعْنَا بِثَلَاثَةِ عَشَرَ بَعِيرًا. [راجع: ۳۱۳۴]

۵۹- باب بَعَثِ النَّبِيُّ ﷺ

خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ

تشیخ یہ بعد فتح مکہ کے تھا باتفاق مغازی آپ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تین سو پچاس آدمی ساتھ دے کر اس لیے روانہ کیا تھا کہ

بنو جذیمہ کو اسلام کی دعوت دیں۔ لڑائی کے لیے نہیں بھیجا تھا۔

۴۳۳۹- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح. ۴۳۳۹) مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی۔

۰۰۰۰- وَحَدَّثَنِي نَعِيمٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا: أَسْلَمْنَا فَجَعَلُوا يَقُولُونَ: صَبَانَا صَبَانَا، فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ مِنْهُمْ وَيَأْسِرُ وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمَا أَسِيرَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمَ أَمْرِ خَالِدٍ أَنْ يَقْتُلَ كُلَّ رَجُلٍ مِنْهُمَا أَسِيرَهُ، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَا أَقْتُلُ أَسِيرِي، وَلَا أَقْتُلُ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِي أَسِيرَهُ، حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرْنَاهُ فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ)). مَوْتَنِينَ. [طرفه في: ۷۱۸۹].

(دوسری سند) اور مجھ سے نعیم بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے اور ان سے ان کے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں اسلام کی دعوت دی لیکن انہیں ”اسلمنا“ (ہم اسلام لائے) کہنا نہیں آتا تھا، اس کے بجائے وہ ”صباننا“ (ہم بے دین ہو گئے، یعنی اپنے آبائی دین سے ہٹ گئے) کہنے لگے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کرنا اور قید کرنا شروع کر دیا اور پھر ہم میں سے ہر شخص کو اس کا قیدی حفاظت کے لیے دے دیا پھر جب ایک دن خالد رضی اللہ عنہ نے ہم سب کو حکم دیا کہ ہم اپنے قیدیوں کو قتل کر دیں۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ میرے ساتھیوں میں کوئی اپنے قیدی کو قتل کرے گا آخر جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے صورت حال کیا بیان کیا تو آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اے اللہ! میں اس فعل سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں، جو خالد نے کیا، دو مرتبہ آپ نے یہی فرمایا۔

تشیخ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فوج کے سردار تھے مگر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس حکم میں ان کی اطاعت نہیں کی کیونکہ ان کا یہ حکم شرع کے خلاف تھا۔ جب بنی جذیمہ کے لوگوں نے لفظ صباننا سے مسلمان ہونا مراد لیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ان کے قتل کرنے سے رک جانا ضروری تھا اور یہی وجہ کہ آنحضرت ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ کے فعل سے اپنی برأت ظاہر فرمائی۔ ان کی خطا اجتہادی تھی۔ وہ صباننا کا معنی اسلمنا نہ سمجھے اور انہوں نے ظاہر حکم پر عمل کیا کہ جب تک وہ اسلام نہ لائیں، ان سے لڑو۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ولید قریشی کے بیٹے ہیں جو مخزومی ہیں۔ ان کی والدہ لبابہ الصغریٰ نامی ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ یہ اشراف قریش سے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو سیف اللہ کا خطاب دیا تھا۔ سنہ ۲۱ھ میں وفات پائی، رضی اللہ عنہ۔

اس سریرہ کے کچھ حالات علامہ ابن قیم رضی اللہ عنہ کے لفظوں میں یہ ہیں: قال ابن سعد ومما رجع خالد بن الوليد من هدم العزى ورسول الله صلى الله عليه وسلم مقيم بمكة بعثه الى بنى جذيمة داعيا الى الاسلام ولم يعنه مقاتلاً فخرج في ثلاث مائة وخمسين رجلاً من المهاجرين والانصار وبني سليم فانتهى اليهم فقال ما انتم قالوا مسلمون قد صلينا وصدقنا بمحمد وبنينا المساجد في ساحتنا واذا فيها قال فما بال السلاح عليكم قالوا ان بيننا وبين قوم من العرب عداوة فحفننا ان تكونوا هم وقد قيل انهم قالوا صباننا صباننا ولم يحسنوا ان

يَقُولُوا اسْلَمْنَا قَالَ فَوَضِعُوا السِّلَاحَ فَوَضَعُوهُ لِقَالِ لَهُمْ اسْتَأْذِنُوا فَاَسْتَأْذَنُوا الْقَوْمَ فَاَمَرَ بَعْضُهُمْ لِكُفْتِ بَعْضًا وَفَرَّقَهُمْ فِي اصْحَابِهِ فَلَمَّا كَانَ فِي السَّحَرِ نَادَى خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ كَانَ مَعَهُمْ اسِيرٌ فَلْيَضْرِبْ عُنُقَهُ فَاَمَّا بَنُو سَلِيمٍ فَقَعَلُوا مَنْ كَانَ فِي اَيْدِيهِمْ وَاَمَّا الْمُهَاجِرُونَ وَالْاَنْصَارُ فَارْسَلُوا اسْرَاهُمْ فَلَبِغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعَ خَالِدٌ فَقَالَ اللَّهُمَّ اِنِّ اِبْرَاهِيْمَكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ وَبَعَثَ عَلَيَّ يُوْدَى لَهُمْ فَعَلَاهُمْ وَمَا ذَهَبَ مِنْهُمْ (ازاد المعاد) یعنی جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ختم کر کے لوٹے اس وقت رسول کریم ﷺ مکہ ہی میں موجود تھے۔ آپ نے ان کو بنی حذیمہ کی طرف تبلیغ کی غرض سے بھیجا اور لڑائی کے لیے نہیں بھیجا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ساڑھے تین سو مہاجر اور انصار صحابیوں کے ساتھ نکلے۔ کچھ بنو سلیم کے لوگ بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب وہ بنو حذیمہ کے ہاں پہنچے تو انہوں نے ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ وہ بولے ہم مسلمان ہیں، نمازی ہیں، ہم نے حضرت محمد ﷺ کا کلمہ پڑھا ہوا ہے اور ہم نے اپنے والوں میں مساجد بھی بنا رکھی ہیں اور ہم وہاں اذان بھی دیتے ہیں، وہ سب تھیاریہ تھے۔ حضرت خالد نے پوچھا کہ تمہارے جسوں پر یہ تھیاریہ کیوں ہیں؟ وہ بولے کہ ایک عرب قوم کے اور ہمارے درمیان عداوت چل رہی ہے۔ ہمارا گمان ہوا کہ شاید تم وہی لوگ ہو۔ یہ بھی منقول ہے کہ ان لوگوں نے بجائے اسلما کے صبا صبا کہا کہ ہم اپنے پرانے دین سے ہٹ گئے ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا کہ تھیاریہ اتار دو۔ انہوں نے تھیاریہ اتار دیئے اور خالد رضی اللہ عنہ نے ان کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ پس حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے ان سب کو قید کر لیا اور ان کے ہاتھ باندھ دیئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے ساتھیوں میں حفاظت کے لیے تقسیم کر دیا۔ صبح کے وقت انہوں نے پکارا کہ جن کے پاس جس قدر بھی قیدی ہوں وہ ان کو قتل کر دیں۔ بنو سلیم نے تو اپنے قیدی قتل کر دیئے مگر انصار اور مہاجرین نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے اس حکم کو نہیں مانا اور ان قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ جب اس واقعہ کی خبر رسول کریم ﷺ کو ہوئی تو آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے اظہار بیزاری فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہاں بھیجا تاکہ جو لوگ قتل ہوئے ہیں ان کا فدیہ ادا کیا جائے اور ان کے نقصان کی تلافی کی جائے۔

باب عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ

اور علقمہ بن مجزز المدلجی رضی اللہ عنہ

کی ایک لشکر میں روانگی جسے انصار کا لشکر کہا جاتا تھا

۴۳۴۰) ہم سے مسدود بن مسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سعد بن عبیدہ نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن السہمی نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مختصر لشکر روانہ کیا اور اس کا امیر ایک انصاری صحابی (عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ) کو بنایا اور لشکریوں کو حکم دیا کہ سب اپنے امیر کی اطاعت کریں پھر امیر کسی وجہ سے غصہ ہو گئے اور اپنے فوجیوں سے پوچھا کہ کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے میری اطاعت کرنے کا حکم نہیں فرمایا ہے؟ سب نے کہا کہ ہاں فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا پھر تم سب لکڑیاں

۶۰- باب سَرِيَّةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَذَافَةَ

السُّهْمِيِّ وَعَلْقَمَةَ بْنِ مُجَزَّرٍ الْمُدَلَجِيِّ

وَيُقَالُ: إِنَّهَا سَرِيَّةُ الْأَنْصَارِ

۴۳۴۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ

الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي قَالَ سَعْدُ

بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهَا رَجُلًا

مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ فَعَضِبَ

فَقَالَ: أَلَيْسَ أَمْرُكُمْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ. أَنْ تُطِيعُونِي؟ قَالُوا: بَلَى قَالَ:

فَاجْمَعُوا لِي خُطْبًا فَجَمَعُوا فَقَالَ: أَوْقِدُوا

جمع کرو۔ انہوں نے لکڑیاں جمع کیں تو امیر نے حکم دیا کہ اس میں آگ لگاؤ اور انہوں نے آگ لگا دی۔ اب انہوں نے حکم دیا کہ سب اس میں کود جاؤ۔ فوجی کود جانا ہی چاہتے تھے کہ انہیں میں سے بعض نے بعض کو روکا اور کہا کہ ہم تو اس آگ ہی کے خوف سے رسول اللہ ﷺ کی طرف آئے ہیں! ان باتوں میں وقت گزر گیا اور آگ بھی بجھ گئی۔ اس کے بعد امیر کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا۔ جب اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اس میں کود جاتے تو پھر قیامت تک اس میں سے نہ نکلتے۔ اطاعت کا حکم صرف نیک کاموں کے لیے ہے۔

نَارًا فَأَوْقَدُوهَا فَقَالَ: اذْخُلُوهَا فَهَمُّوا
وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يُنْسِكُ بَعْضًا وَيَقُولُونَ
فَرَزْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنَ النَّارِ، فَمَا زَالُوا حَتَّى خَمَدَتِ النَّارُ
فَسَكَنَ غَضَبُهُ قَبْلَ الْغَيْبِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَوْ دَخَلُوهَا مَا
خَرَجُوا مِنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الطَّاعَةُ لِي
الْمَعْرُوفِ)).

[طرفہ ۲ : ۷۱۴۵، ۷۲۵۷]۔

تشریح امام خلیفہ پیر مرشد کی اطاعت صرف قرآن و حدیث کے مطابق احکام کے اندر ہے۔ اگر وہ خلاف بات کہیں تو پھر ان کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی لیے ہمارے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اذا صح الحديث فهو مذهبي جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ ایسے موقع پر میرے فتویٰ کو چھوڑ کر صحیح حدیث پر عمل کرنا۔ حضرت امام کی وصیت کے باوجود کتنے لوگ ہیں جو قول امام کے آگے صحیح احادیث کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا کرے۔ بقول حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ مرحوم ایسے لوگ قیامت کے دن اللہ کی عدالت میں کیا جواب دے سکیں گے۔ مروجہ تقلید شخصی کے خلاف یہ حدیث ایک مشعل ہدایت ہے۔ بشرطیکہ آنکھ کھول کر اس سے روشنی حاصل کی جائے۔ ائمہ کرام کا ہرگز یہ منشاء نہ تھا کہ ان کے ناموں پر الگ الگ مذاہب بنائے جائیں کہ وہ اسلامی وحدت کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیں۔ صدق اللہ ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعاً لست منهم فی شینی وامرہم الی اللہ

باب حجة الوداع سے پہلے آنحضرت ﷺ کا حضرت ابو موسیٰ

۶۱ - باب بَعَثَ أَبِي مُوسَى وَمُعَاذٍ

اشعری او۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجنا

إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

(۴۳۴-۴۳۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الملک بن عمیر نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا۔ راوی نے بیان کیا کہ دونوں صحابیوں کو اس کے ایک ایک صوبے میں بھیجا۔ راوی نے بیان کیا کہ یمن کے دو صوبے تھے پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا دیکھو لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرنا، دشواریاں نہ پیدا کرنا، انہیں خوش کرنے کی کوشش کرنا، دین سے نفرت نہ دلانا۔ یہ دونوں بزرگ اپنے اپنے کاموں پر روانہ ہو گئے۔ دونوں میں سے جب کوئی اپنے

۴۳۴، ۴۳۲ - حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا
أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ أَبِي
بُرْدَةَ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا مُوسَى وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ
إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: وَبَعَثَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا
عَلَى مِخْلَافٍ، قَالَ: وَالْيَمَنِ مِخْلَافَانِ ثُمَّ
قَالَ: ((يَسْرًا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشْرًا وَلَا
تُنْفَرَا))، فَانْطَلَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلَى
عَمَلِهِ، وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِذَا سَارَ

فِي أَرْضِهِ وَكَانَ قَرِيبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَخَذَتْ
بِهِ عَهْدًا فَلَسَلَمَ عَلَيْهِ فَسَارَ مُعَاذٌ فِي أَرْضِهِ
قَرِيبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَبِي مُوسَى، فَجَاءَ يَسِيرُ
عَلَى بَغْلِيهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ وَإِذَا هُوَ
جَالِسٌ وَقَدْ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَإِذَا رَجُلٌ
عِنْدَهُ قَدْ جُمِعَتْ يَدَاؤُهُ إِلَى غُنْفِهِ، فَقَالَ لَهُ
مُعَاذٌ : يَا عَبْدَ اللَّهِ هُنَّ قِهْسٌ أَيْمٌ هَذَا؟
قَالَ: هَذَا رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ؟ قَالَ: لَا
أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ، قَالَ : إِنَّمَا جِيءَ بِهِ
لِذَلِكَ، فَأَنْزِلْ، قَالَ: مَا أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ،
فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ
كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَالَ: أَنْفَوْقَهُ تَفَوْقًا،
قَالَ: فَكَيْفَ تَقْرَأُ أَنْتَ يَا مُعَاذٌ قَالَ: أَنَا
أَوَّلُ اللَّيْلِ، فَأَقُومُ وَقَدْ قَضَيْتُ جُزْئِي مِنَ
النُّومِ فَأَقْرَأُ مَا كَتَبَ اللَّهُ لِي فَأَحْسِبُ
نَوْمِي كَمَا أَحْسِبُ قَوْمِي.

[طرفہ فی : ۴۳۴۵]

علاقے کا دورہ کرتے کرتے اپنے دوسرے ساتھی کے قریب پہنچ جاتا تو
ان سے تازی (ملاقات) کے لیے آتا اور سلام کرتا۔ ایک مرتبہ حضرت
معاذ رضی اللہ عنہ اپنے علاقہ میں اپنے صاحب ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچ
گئے اور اپنے فخر پر ان سے ملاقات کے لیے چلے۔ جب ان کے قریب
پہنچے تو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے پاس کچھ لوگ جمع ہیں
اور ایک شخص ان کے سامنے ہے جس کی منگیلیں کسی ہوئی ہیں۔ معاذ
رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا اے عبد اللہ بن قیس! یہ کیا واقعہ ہے؟
ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ یہ شخص اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا
ہے۔ انہوں نے کہا کہ پھر جب تک اسے قتل نہ کر دیا جائے میں اپنی
سواری سے نہیں اتروں گا۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قتل کرنے ہی کے
لیے اسے یہاں لایا گیا ہے۔ آپ اتر جائیں لیکن انہوں نے اب بھی
یہی کہا کہ جب تک اسے قتل نہ کیا جائے گا میں نہ اتروں گا۔ آخر
ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ تب وہ اپنی سواری
سے اترے اور پوچھا عبد اللہ! آپ قرآن کس طرح پڑھتے ہیں؟
انہوں نے کہا میں تو تھوڑا تھوڑا ہر وقت پڑھتا رہتا ہوں پھر انہوں نے
معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ معاذ! آپ قرآن مجید کس طرح پڑھتے ہیں؟
معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو رات کے شروع میں سوتا ہوں پھر اپنی نیند کا
ایک حصہ پورا کر کے میں اٹھ بیٹھتا ہوں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے
میرے لیے مقدر کر رکھا ہے اس میں قرآن مجید پڑھتا ہوں۔ اس
طرح بیداری میں جس ثواب کی امید اللہ تعالیٰ سے رکھتا ہوں سونے
کی حالت کے ثواب کا بھی اس سے اسی طرح امیدوار رہتا ہوں۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ کمال جو ايمان تھا کہ مرتد کو دیکھ کر فوراً ان کو وہ حدیث یاد آگئی جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا
ہے کہ جو کوئی اسلام سے پھر جائے اس کو قتل کر دو۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جب تک شریعت کی حد جاری نہ ہوئی اس
وقت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس اترنا اور ٹھہرنا بھی مناسب نہ سمجھا۔ یمن کے بلند حصے پر معاذ رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا گیا تھا اور نشیبی علاقہ ابو موسیٰ
رضی اللہ عنہ کو دیا گیا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے ملک یمن کی بہت تعریف فرمائی۔ جس کی برکت ہے کہ وہاں بڑے بڑے عالم فاضل محدث پیدا
ہوئے۔ حضرت علامہ شوکانی یمنی مشہور الحدیث عالم یمنی ہیں جن کی حدیث کی شرح کی کتاب نیل الاوطار مشہور ہے۔ یا اللہ! میں ان
بزرگوں سے خاص عقیدت محبت رکھتا ہوں ان کے ساتھ مجھ کو جمع فرمائیو! آمین۔ (یارب العالمین۔ راز)

(۴۳۴۳) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے، ان سے شیبانی نے، ان سے سعید بن ابی بردہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے انیس یمن بھیجا۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے ان شرابوں کا مسئلہ پوچھا جو یمن میں بنائے جاتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ وہ کیا ہیں؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ”البعع“ اور ”المزدر“ (سعید بن ابی بردہ نے کہا کہ) میں نے ابو بردہ (اپنے والد) سے پوچھا البتع کیا چیز ہے؟ انہوں نے بتایا کہ شہد سے تیاری کی ہوئی شراب اور المزدر جو سے تیار کی ہوئی شراب۔ آنحضرت ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ ہر نشہ آور پینا حرام ہے۔ اس کی روایت جریر اور عبد الواحد نے شیبانی سے کی ہے اور انہوں نے ابو بردہ سے کی ہے۔

جو چیزیں کھانے کی ہوں یا پینے کی نشہ آور ہوں ان کا استعمال حرام ہے۔ افیون مک چنڈو شراب وغیرہ یہ سب اسی میں داخل ہیں۔ (۴۳۴۴-۴۳۴۵) ہم سے مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی بردہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے دادا حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اور فرمایا کہ لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنا، ان کو دشواریوں میں نہ ڈالنا۔ لوگوں کو خوش خبریاں دینا، دین سے نفرت نہ دلانا اور تم دونوں آپس میں موافقت رکھنا۔ اس پر ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! ہمارے ملک میں جو سے ایک شراب تیار ہوتی ہے۔ جس کا نام ”المزدر“ ہے اور شہد سے ایک شراب تیار ہوتی ہے جو ”البتع“ کہلاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔ پھر دونوں بزرگ روانہ ہوئے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ قرآن کس طرح پڑھتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ کھڑے ہو کر بھی، بیٹھ کر بھی اور اپنی سواری پر بھی اور میں تھوڑے تھوڑے عرصہ بعد پڑھتا ہی رہتا ہوں۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن میرا معمول یہ ہے کہ شروع رات میں میں سو جاتا ہوں اور پھر بیدار ہو جاتا ہوں۔ اس طرح میں اپنی نیند پر

۴۳۴۳- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بَرْزَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ لَسْأَلَهُ عَنْ أَشْرَبَةِ تُصْنَعُ بِهَا فَقَالَ: ((وَمَا هِيَ؟)) قَالَ الْبُتْعُ وَالْمِزْرُ فَقُلْتُ لِأَبِي بَرْزَةَ: مَا الْبُتْعُ؟ قَالَ نَبِيذُ الْعَسَلِ، وَالْمِزْرُ نَبِيذُ الشَّعِيرِ، فَقَالَ ((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)) رَوَاهُ جَرِيرٌ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ. [راجع: ۲۲۶۱]

۴۳۴۴- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي بَرْزَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَدُّهُ أَبَا مُوسَى وَمُعَاذًا، إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: ((يَسْرًا وَلَا تُعْصِرَا، وَبَشْرًا وَلَا تُتَفَرَّأَا، وَتَطَاوَعَا)) فَقَالَ أَبُو مُوسَى: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّ أَرْضَنَا بِهَا شَرَابٌ مِنَ الشَّعِيرِ الْمِزْرُ وَشَرَابٌ مِنَ الْعَسَلِ الْبُتْعُ فَقَالَ: ((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)) فَانْطَلَقَا فَقَالَ مُعَاذٌ لِأَبِي مُوسَى: كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ: قَائِمًا وَقَاعِدًا، وَعَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَتَفَوَّقُهُ تَفَوُّقًا، قَالَ أَمَا أَنَا فَأَنَا مُمْرٌ وَأَقُومُ فَأَخْتَسِبُ نَوْمَتِي كَمَا أَخْتَسِبُ قَوْمَتِي، وَضَرْبُ فُسْطَاطٍ فَجَعَلَ يَنْزَاوِرَانِ فَرَارَ مُعَاذٌ أَبَا مُوسَى فَبَازَا رَجُلٌ مُؤْتِقٌ فَقَالَ: مَا هَذَا؟ أَبُو مُوسَى: يَهُودِيٌّ

اسَلَّمَ ثُمَّ ارْتَدَّ، فَقَالَ مُعَاذٌ: لِأَضْرِبَنَّ غُنْفَةً.
ثَابَتَهُ الْقَعْدِيُّ وَوَهَبٌ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ:
وَكَيْفَ وَالنَّضْرُ وَالْأَبُو ذَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ
سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ جَرِيرٌ بْنُ عَبْدِ
الْحَمِيدٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي بُرْزَةَ.
[راجع: ۲۲۶۱، ۴۳۴۲]

بھی ثواب کا امیدوار ہوں جس طرح بیدار ہو کر (عبادت کرنے پر)
ثواب کی مجھے امید ہے اور انہوں نے ایک خیمہ لگا لیا اور ایک
دوسرے سے ملاقات برابر ہوتی رہتی۔ ایک: مرتبہ معاذ رضی اللہ عنہ ابو موسیٰ
رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لیے آئے دیکھا ایک شخص بندھا ہوا ہے۔ پوچھا یہ
کیا بات ہے؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ یہ ایک یہودی ہے پہلے خود
اسلام لایا اور اب یہ مرتد ہو گیا ہے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اسے قتل
کئے بغیر ہرگز نہ رہوں گا۔ مسلم بن ابراہیم کے ساتھ اس حدیث کو
عبد الملک بن عمرو عقدی اور وہب بن جریر نے شعبہ سے روایت کیا
ہے اور وکیع اور نصر اور ابو داؤد نے اس کو شعبہ سے، انہوں نے
اپنے باپ بردہ سے، انہوں نے سعید کے دادا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے،
انہوں نے آنحضرت ﷺ سے روایت کیا اور جریر بن عبد الحمید نے
اس کو شیبانی سے روایت کیا، انہوں نے ابو بردہ سے۔

تشیخ عقدی کی روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ نے احکام میں اور وہب کی روایت کو اسحاق بن راہویہ نے وصل کیا ہے۔ وکیع کی
روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ نے جہاد میں اور ابو داؤد طیالسی کی روایت کو امام نسائی نے اور نصر کی روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ
نے ادب میں وصل کیا ہے۔ مطلب امام بخاری کا یہ ہے کہ وکیع اور نصر اور ابو داؤد نے اس حدیث کو شعبہ سے موصولاً روایت کیا اور
مسلم بن ابراہیم اور عقدی اور وہب بن جریر نے مرسلً روایت کیا۔ اس میں مبلغین کے لیے خاص ہدایات ہیں کہ لوگوں کو نفرت نہ
دلائیں، دشواریاں ان کے سامنے نہ رکھیں، آپس میں مل جل کر کام کریں۔ اللہ ہی توفیق بخشنے۔ آمین یا رب العالمین مگر آج کل ایسے
مبلغین بہت کم ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

(۴۳۴۶) مجھ سے عباس بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد
بن زیاد نے بیان کیا، ان سے ایوب بن عائد نے، ان سے قیس بن
مسلم نے بیان کیا، کہا میں نے طارق بن شہاب سے سنا، انہوں نے کہا
کہ مجھ سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے
میری قوم کے وطن (یمن) میں بھیجا۔ پھر میں آیا تو آنحضرت ﷺ (مکہ
کی) وادی ابطح میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا،
عبد اللہ بن قیس! تم نے حج کا احرام باندھ لیا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں
یا رسول اللہ! آپ نے دریافت فرمایا کلمات احرام کس طرح کئے؟
بیان کیا کہ میں نے عرض کیا (کہ یوں کلمات ادا کئے ہیں) ”اے اللہ

۴۳۴۶ - حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَائِدٍ، حَدَّثَنَا
قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ طَارِقَ بْنَ
شِهَابٍ يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو مُوسَى
الْأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى
أَرْضِ قَوْمِي فَجِئْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُنِخٌ
بِالْأَبْطَحِ فَقَالَ: ((أَحْبَبْتُ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ
قَيْسٍ)) قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ:

میں حاضر ہوں، اور جس طرح آپؐ نے احرام باندھا ہے، میں نے بھی اسی طرح باندھا ہے۔“ فرمایا تم اپنے ساتھ قربانی کا جانور بھی لائے ہو؟ میں نے کہا کہ کوئی جانور تو میں اپنے ساتھ نہیں لایا۔ فرمایا تم پھر پہلے بیت اللہ کا طواف اور صفا اور مروہ کی سعی کر لو۔ ان رکنوں کی ادائیگی کے بعد حلال ہو جانا۔ میں نے اسی طرح کیا اور بنو قیس کی خاتون نے میرے سر میں لنگھا کیا اور اسی قاعدے پر ہم اس وقت تک چلتے رہے جب تک حضرت عمرؓ غلیفہ ہوئے۔ (اسی کوچ تمتع کہتے ہیں اور یہ بھی سنت ہے)

(۴۳۴۷) مجھ سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں زکریا بن اسحاق نے، انہیں یحییٰ بن عبد اللہ بن صفی نے، انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام ابو معبد ثائف نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا (حاکم بنا کر بھیجے وقت انہیں) ہدایت فرمائی تھی کہ تم ایک ایسی قوم کی طرف بھیجے جا رہے ہو جو اہل کتاب یودی نصرانی وغیرہ میں سے ہیں، اس لیے جب تم وہاں پہنچو تو پہلے انہیں اس کی دعوت دو کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اگر اس میں وہ تمہاری بات مان لیں تو پھر انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے روزانہ ان پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں، جب یہ بھی مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ کو بھی فرض کیا ہے، جو ان کے مالدار لوگوں سے لی جائے گی اور انہیں کے غریبوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ جب یہ بھی مان جائیں تو پھر زکوٰۃ وصول کرتے وقت ان کا سب سے عمدہ مال لینے سے پرہیز کرنا اور مظلوم کی آہ سے ہر وقت ڈرتے رہنا کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی ہے۔ ابو عبد اللہ امام بخاری نے کہا کہ سورہ مائدہ میں جو طوعت کا لفظ آیا ہے اس کا وہی معنی ہے جو طاعت اور اطاعت کا ہے جیسے کہتے ہیں طعت طعت اطعت سب کا معنی ایک ہی ہے۔

((كَيْفَ قُلْتُمْ؟)) قَالَ قُلْتُ لَيْتَكَ إِهْلَلاً كِهْهْلَلاً، قَالَ : ((فَهَلْ سَقَتْ مَعَكَ هَذَا؟)) قُلْتُ: لَمْ أَسُقْ، قَالَ: ((فَطَفْنَا بِالنِّبْتِ وَأَسْعَيْنَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ جَلَّ)) لَفَعَلْتُ حَتَّى مَشَطْتُ لِي امْرَأَةً مِنْ بَنَاءِ نَبِيِّ قَيْسٍ وَمَكَّنَّا بِذَلِكَ حَتَّى اسْتُخْلِفَ عُمَرُ.

[راجع: ۱۵۵۹]

۴۳۴۷- حَدَّثَنِي حَبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ زَكْرِيَّا بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفِيٍّ، ابْنِ أَبِي مَعْبُدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِينَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ : ((إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ طَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ طَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْيَابِهِمْ، تُفَرَّدُ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ طَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَلْيَايَاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، وَأَتَقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: طَوَّعَتْ طَاعَتْ وَأَطَاعَتْ لُفَّةً، طِبَعَتْ وَطَبَعَتْ وَأَطَعَتْ. [راجع: ۱۳۵۹]

حدیث میں اطاعوا یا طاعوا کا لفظ آیا تھا۔ حضرت امام بخاری نے اپنی عادت کے مطابق قرآن کے لفظ طوعت کی تفسیر کر دی کیونکہ دونوں کا مادہ ایک ہی ہے اور غرض یہ ہے کہ اس میں تین لغت آئے ہیں طوع طاع اطاع معنی ایک ہی ہیں یعنی راضی ہوا، مان لیا۔ مظلوم کی بددعا سے بچنا اس کا مطلب یہ کہ کسی کو نہ ستاؤ کہ وہ مظلوم بن کر بددعا کر بیٹھے۔

۴۳۴۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عُمَرُو بْنِ مِهْمُونٍ أَنَّ مُعَاذًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا قَدِمَ الْيَمَنَ صَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ فَقَرَأَ: ﴿وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: لَقَدْ قَرَأْتُ عَيْنٌ أَمْ إِبْرَاهِيمَ، زَادَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرُو بْنِ النَّبِيِّ: ﴿بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، فَقَرَأَ مُعَاذٌ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ سُورَةَ النَّسَاءِ، فَلَمَّا قَالَ: ﴿وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾ [النساء: ۱۲۵] قَالَ رَجُلٌ خَلْفَهُ قَرَأْتُ عَيْنٌ أَمْ إِبْرَاهِيمَ.

۴۳۴۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا، ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب وہ یمن پہنچے تو یمن والوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور نماز میں آیت ﴿وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾ کی قرأت کی تو ان میں سے ایک صاحب (نماز ہی میں) بولے کہ ابراہیم کی والدہ کی آنکھ ٹھنڈی ہو گئی ہوگی۔ معاذ بن معاذ بغوی نے شعبہ سے، انہوں نے حبیب سے، انہوں نے سعید سے، انہوں نے عمرو بن میمون سے اس حدیث میں صرف اتنا بڑھایا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا وہاں انہوں نے صبح کی نماز میں سورہ نساء پڑھی جب اس آیت پر پہنچے ﴿وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾ تو ایک صاحب جو ان میں کھڑے ہوئے تھے کہا کہ ابراہیم کی والدہ کی آنکھ ٹھنڈی ہو گئی ہوگی۔

یعنی ان کو تو بڑی خوشی اور مبارک بادی ہے کہ ان کا بیٹا اللہ کا خلیل ہوا۔ اس شخص نے مسئلہ نہ جان کر نماز میں بات کر لی ایسی نادانی کی حالت میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔

باب حجة الوداع سے پہلے علی بن ابی طالب

اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما

کو یمن بھیجنا

۴۳۴۹) مجھ سے احمد بن عثمان بن حکیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شریح بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف بن اسحاق بن ابی اسحاق نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ابوالاسحاق نے کہا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن بھیجا، بیان کیا کہ پھر اس کے بعد ان کی جگہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور آپ نے انہیں

۶۲- باب بَعَثَ عَلِيٌّ بْنُ أَبِي

طَالِبٍ، وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ غُثْمَانَ، حَدَّثَنَا شَرِيحُ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَعَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ إِلَى الْيَمَنِ، قَالَ:

ہدایت کی کہ خالد بن ولیدؓ کے ساتھیوں سے کہو کہ جو ان میں سے تمہارے ساتھ یمن میں رہنا چاہے وہ تمہارے ساتھ پھر یمن کو لوٹ جائے اور جو وہاں سے واپس آنا چاہے وہ چلا آئے۔ براءؓ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو یمن کو لوٹ گئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے غنیمت میں کئی اوقیہ چاندی کے ملے تھے۔

ثُمَّ بَعَثَ عَلَيْنَا بَعْدَ ذَلِكَ مَكَانَهُ فَقَالَ : مُرْ اصْحَابَ خَالِدٍ مِنْ شَاءَ مِنْهُمْ اِنْ يُعْقَبُ مَعَكَ فَلْيُعْقَبْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْلِحْ، فَكُنْتُ لِيَمَنْ عَقِبَ مَعَهُ، قَالَ : فَغَنِمْتُ اَوَاقٍ ذَوَاتِ عَدَدٍ.

ترجمہ اسامیل کی روایت میں ہے کہ جب ہم حضرت علیؓ کے ساتھ پھر یمن کو لوٹ گئے تو کافروں کی ایک قوم ہمدان سے مقابلہ ہوا۔ حضرت علیؓ نے ان کو آنحضرت ﷺ کا خط سنایا۔ وہ سب مسلمان ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے یہ حال آنحضرت ﷺ کو لکھا۔ آپ نے سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا ہمدان سلامت رہے۔

(۴۳۵۰) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن سويد بن منجوف نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن بریدہ نے اور ان سے ان کے والد (بریدہ بن حصیب) نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولیدؓ کی جگہ حضرت علیؓ کو (یمن) بھیجا تاکہ غنیمت کے خمس (پانچواں حصہ) کو ان سے لے آئیں۔ مجھے حضرت علیؓ سے بہت بغض تھا اور میں نے انہیں غسل کرتے دیکھا تھا۔ میں نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے کہا تم دیکھتے ہو علیؓ نے کیا کیا (اور ایک لونڈی سے صحبت کی) پھر جب ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ سے بھی اس کا ذکر کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا (بریدہ) کیا تمہیں علیؓ کی طرف سے بغض ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں، فرمایا علیؓ سے دشمنی نہ رکھنا کیونکہ خمس (غنیمت کے پانچویں حصے) میں اس کا اس سے بھی زیادہ حق ہے۔

۴۳۵۰ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سُوَيْدٍ بْنُ مَنْجُوفٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا إِلَى خَالِدٍ لِيُقْبِضَ الْخُمْسَ ، وَكُنْتُ أَنْبِغِضُ عَلِيًّا وَقَدْ اغْتَسَلْتُ، فَقُلْتُ لِحَالِدٍ : أَلَا تَرَى إِلَى هَذَا؟ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ : ((يَا بُرَيْدَةُ أَنْبِغِضْ عَلِيًّا؟)) قُلْتُ : نَعَمْ. قَالَ : ((لَا تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهُ فِي الْخُمْسِ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ)).

ترجمہ دوسری روایت میں ہے کہ بریدہؓ نے کہا تو میں حضرت علیؓ سے سب سے زیادہ محبت کرنے لگا۔ امام احمد کی روایت میں ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا علیؓ سے دشمنی مت رکھ، وہ میرا ہے میں اس کا ہوں اور میرے بعد وہی تمہارا ولی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب میں نے شکایت کی تو آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ فرمایا میں جس کا ولی ہوں علیؓ بھی اس کا ولی ہے، رضی اللہ عنہ وارضاه۔ اصل معاملہ یہ تھا کہ حضرت علیؓ نے خمس میں سے ایک لونڈی لے لی جو سب قیدیوں میں عمدہ تھی اور اس سے صحبت کی۔ بریدہؓ کو یہ گمان ہوا کہ حضرت علیؓ نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے۔ اس وجہ سے ان کو برا سمجھا۔ حالانکہ یہ خیانت نہ تھی کیونکہ خمس اللہ اور رسول کا حصہ تھا اور حضرت علیؓ اس کے بڑے حقدار تھے اور شاید آنحضرت ﷺ نے ان کو تقسیم کے لیے اختیار بھی دیا ہو گا۔ اب استبراء سے قبل لونڈی سے جماع کرنا تو وہ اس وجہ سے ہو گا کہ وہ لونڈی ہا کہہ ہو گی اور ہا کہہ کے لیے

بعضوں کے نزدیک استبراء لازم نہیں ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس دن حیض سے پاک ہو گئی ہو۔ (وحیدی) بہر حال حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنا اہل ایمان کی شان نہیں ہے۔ اللہم انی احب علیا کما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۴۳۵۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، ان سے عمارہ بن قھطاع بن شبرمہ نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن ابی نعیم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ یمن سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بیری کے پتوں سے دباغت دیئے ہوئے چڑے کے ایک تھیلے میں سونے کے چند ڈلے بھیجے۔ ان سے (کان کی) مٹی بھی ابھی صاف نہیں کی گئی تھی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے وہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید بن خیل اور چوتھے علقمہ رضی اللہ عنہ تھے یا عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ۔ آپ کے اصحاب میں سے ایک صاحب نے اس پر کہا کہ ان لوگوں سے زیادہ ہم اس سونے کے مستحق تھے۔ راوی نے بیان کیا کہ جب آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم مجھ پر اعتبار نہیں کرتے حالانکہ اس اللہ نے مجھ پر اعتبار کیا ہے جو آسمان پر ہے اور اس کی جو آسمان پر ہے وحی میرے پاس صبح و شام آتی ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر ایک شخص جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، دونوں رخسار پھولے ہوئے تھے، پیشانی بھی ابھری ہوئی تھی، گھنی داڑھی اور سرمڑا ہوا، تہ بند اٹھائے ہوئے تھا، کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! اللہ سے ڈریئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، افسوس تجھ پر کیا میں اس روئے زمین پر اللہ سے ڈرنے کا سب سے زیادہ مستحق نہیں ہوں۔ راوی نے بیان کیا پھر وہ شخص چلا گیا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کیوں نہ اس شخص کی گردن بار دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں شاید وہ نماز پڑھتا ہو۔ اس پر خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بہت سے نماز پڑھنے والے ایسے ہیں جو زبان سے اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کے دل میں وہ نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا حکم نہیں ہوا ہے کہ لوگوں کے دلوں کی کھوج لگاؤں اور نہ اس کا

۴۳۵۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عَمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شَبْرَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي نُعْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ لَمْ تَحْصَلْ مِنْ تَرَابِهَا، قَالَ: فَفَسَمَّهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَذْرٍ وَأَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ الْخَيْلِ، وَالرَّابِعِ إِمَّا عَلْمَقَةَ وَإِمَّا عَامِرَ بْنَ الطُّفَيْلِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: كُنَّا نَحْنُ أَحَقُّ بِهَذَا مِنْ هَؤُلَاءِ قَالَ: قَبْلَكَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَلَا تَأْمَنُونِي، وَأَنَا أَمِينٌ مَنْ فِي السَّمَاءِ، يَا بَنِي خَيْرِ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً)) قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْهَيْنِ نَاشِزُ الْجَنَّةِ كَثُ اللَّحْيَةِ مَخْلُوقُ الرَّأْسِ مُشْمَرُ الْإِزَارِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّقِ اللَّهَ قَالَ: ((وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللَّهَ)) قَالَ: ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أَضْرِبُ عُقْقَهُ؟ قَالَ: ((لَا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّيَ)) فَقَالَ خَالِدٌ: وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي

حکم ہوا ہے کہ ان کے پیٹ چاک کروں۔ راوی نے کہا پھر آنحضرت ﷺ نے اس (مناقی) کی طرف دیکھا تو وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک ایسی قوم نکلے گی جو کتاب اللہ کی تلاوت بڑی خوش الحانی کے ساتھ کرے گی لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ لوگ اس طرح نکل چکے ہوں گے جیسے تیر جانور کے پار نکل جاتا ہے اور میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا، اگر میں ان کے دور میں ہوا تو نمود کی قوم کی طرح ان کو بالکل قتل کر ڈالوں گا۔

[راجع: ۳۳۴۴]

ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑیں گے۔ یہ پیش گوئی آپ کی پوری ہوئی۔ خارجی جن کے یہی اطوار تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ظاہر ہوئے۔ آپ نے ان کو خوب قتل کیا۔ ہمارے زمانہ میں بھی ان خارجیوں کے پیرو موجود ہیں۔ سرمٹے، واڑھی نیچی، ازار اونچی، ظاہر میں بڑے متقی پرہیزگار غریب مسلمانوں خصوصاً اہلحدیث کو لاذہب اور وہابی قرار دے کر ان پر حملے کرتے ہیں اور یود و نصاریٰ اور مشرکوں سے برابر کا میل جول رکھتے ہیں۔ ان سے کچھ متعرض نہیں ہوتے۔ ہائے افسوس مسلمانوں کو کیا خط ہو گیا ہے اپنے بھائیوں میں حضرت محمد ﷺ کا کلمہ پڑھنے والوں کو تو ایک ایک مسئلہ پر ستائیں اور غیر مسلموں سے دوستی رکھیں۔ ایسے مسلمان قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کو منہ کیا دکھلائیں گے۔ حدیث کے آخری لفظوں کا مطلب یہ کہ ان کے دلوں پر قرآن کا ذرہ برابر بھی اثر نہ ہو گا۔ ہمارے زمانے میں یہی حال ہے۔ قرآن پڑھنے کو تو سینکڑوں آدمی پڑھتے ہیں لیکن اس کے معنی اور مطلب میں غور کرنے والے بہت تھوڑے ہیں اور بعض شیاطین کا تو یہ حال ہے کہ وہ قرآن حدیث کا ترجمہ پڑھنے پڑھانے ہی سے منع کرتے ہیں۔ ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعَمَّى أَبْصَارَهُمْ﴾ (محمد: ۳۳)

۴۳۵۲- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ عَطَاءٌ : قَالَ جَابِرٌ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ عَلِيًّا أَنْ يُقِيمَ بِنَ عَالِي إِحْرَامِهِ، زَادَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ : قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِسَعْيَاتِهِ، قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((بِمَا أَهْلَلْتُ يَا عَلِيُّ))، قَالَ: بِمَا أَهْلُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((فَأَهْدِ وَأَمْكُثْ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ))، قَالَ: وَأَهْدِي لَهُ عَلِيٌّ هَذِي. [راجع: ۱۵۵۷]

۴۳۵۳-۴۳۵۴) ہم سے مسدود بن مسرود نے بیان کیا، کہا ہم

۴۳۵۳، ۴۳۵۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ:

سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے کہا ہم سے بکر بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا تھا کہ انس رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عمرہ اور حج دونوں کا احرام باندھا تھا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ حج ہی کا احرام باندھا تھا پھر ہم جب مکہ آئے تو آپ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو وہ اپنے حج کے احرام کو عمرہ کا کر لے (اور طواف اور سعی کر کے احرام کھول دے) اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ قربانی کا جانور تھا، پھر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یمن سے لوٹ کر حج کا احرام باندھ کر آئے۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کس طرح احرام باندھا ہے؟ ہمارے ساتھ تمہاری زوجہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس طرح کا احرام باندھا ہے جس طرح آپ نے باندھا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اپنے احرام پر قائم رہو، کیونکہ ہمارے ساتھ قربانی کا جانور ہے۔

ان جملہ روایات میں کسی نہ کسی پہلو سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یمن جاننا مذکور ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے اور اسی لیے ان روایات کو یہاں لایا گیا ہے۔ باقی حج کے دیگر مسائل بھی ان سے ثابت ہوتے ہیں جیسا کہ کتاب الحج میں مکرر چکا ہے۔

باب غزوۃ ذوالخلفہ کا بیان

۶۳۔ باب غَزْوَةِ ذِي الْخَلْفَةِ

تشریح یہ ایک بت خانہ تھا جو یمن میں مشرکوں نے تیار کیا تھا۔ اس کو کعبہ یمانیہ بھی کہتے ہیں اور کعبہ شامیہ بھی کہ اس کا دروازہ ملک شام کے مقابل میں بنایا گیا تھا۔

(۴۳۵۵) ہم سے مسدد بن مسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبد اللہ طحان نے بیان کیا، ان سے بیان بن بشر نے بیان کیا، ان سے قیس نے اور ان سے جریر بن عبد اللہ بجلي رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جاہلیت میں ایک بت خانہ ذوالخلفہ نامی تھا۔ اسے کعبہ یمانیہ اور کعبہ شامیہ بھی کہا جاتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا ذوالخلفہ کی تکلیف سے مجھے کیوں نہیں نجات دلاتے؟ چنانچہ میں نے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ سفر کیا، پھر ہم نے اس کو مسمار کر دیا اور اس میں ہم نے جس کو بھی پایا قتل کر دیا پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی خبر دی تو آپ نے ہمارے اور قبیلہ امس کے لیے بہت دعا فرمائی۔

۴۳۵۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: كَانَ بَيْتٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يُقَالُ لَهُ ذُو الْخَلْفَةِ، وَالْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَّةُ، وَالْكَعْبَةُ الشَّامِيَّةُ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلَا تُرِيدُ حُرْبِي مِنْ ذِي الْخَلْفَةِ؟)) فَقُفِرْتُ فِي يَأْنِهِ وَخَمْسِينَ رَاكِبًا فَكَسَرْنَاهُ وَقَتَلْنَا مَنْ وَجَدْنَاهُ عِنْدَهُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَدَعَا لَنَا وَلِاخْمَسَ. [راجع: ۳۰۲۰]

تَفْصِيْلٌ ایک روایت میں یوں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور منہ اور سینے پر زیر ناف تک پھیر دیا پھر سر پر ہاتھ رکھا اور پیٹھ پر سیرن تک پھیرا یا سینے پر خاص طور سے ہاتھ پھیرا۔ ان پاکیزہ دعاؤں کا یہ اثر ہوا کہ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ایک بہترین شہسوار بن کر اس مہم پر روانہ ہوئے اور کامیابی سے واپس آئے۔ آپ نے اس بت خانے کے بارے میں جو فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہاں کفار و مشرکین اسلام کے خلاف سازشیں کرتے، رسول کریم ﷺ کی ایذا رسانی کی تدابیر سوچتے اور کعبہ مقدس کی تنقیص کرتے اور ہر طرح سے اسلام دشمنی کا مظاہرہ کرتے، لہذا قیام امن کے لیے اس کا ختم کرنا ضروری ہوا۔ حالت امن میں کسی قوم و مذہب کی عبادت گاہ کو اسلام نے سمار کرنے کا حکم نہیں دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ذی یسود اور نصاریٰ کے گرجاؤں کو محفوظ رکھا اور ہندوستان میں مسلمان بادشاہوں نے اس ملک کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی اور ان کے لیے جاگیریں وقف کی ہیں۔ جیسا کہ تاریخ شاہد ہے۔

۴۳۵۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا قَيْسٌ، قَالَ: قَالَ لِي جَرِيرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلَا تُرِيدُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ؟)) وَكَانَ بَيْنَنَا فِي خَنَعٍ يُسَمَّى الْكَعْبَةَ الْيَمَانِيَّةَ، فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةٍ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ، وَكُنْتُ لَا أَثْبِتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا)) فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتَهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ قَالَ: ((فَبَارِكْ فِي خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا)) خَمْسَ مَرَّاتٍ.

(۴۳۵۶) ہم سے محمد بن ثنی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل ابن ابی خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا، کہا مجھ سے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم مجھے ذوالخلصہ سے کیوں نہیں بے فکر کرتے؟ یہ قبیلہ ختم کا ایک بت خانہ تھا۔ اسے کعبہ یمانیہ بھی کہتے تھے۔ چنانچہ میں ڈیڑھ سو قبیلہ احمس کے سواروں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ یہ سب اچھے سوار تھے۔ مگر میں گھوڑے کی سواری اچھی طرح نہیں کر پاتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا یہاں تک کہ میں نے آپ کی انگلیوں کا اثر اپنے سینے میں پایا، پھر آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! اسے گھوڑے کا اچھا سوار بنا دے اور اسے راستہ بتلانے والا اور خود راستہ پایا ہوا بنا دے، پھر وہ اس بت خانے کی طرف روانہ ہوئے اور اسے ڈھا کر اس میں آگ لگا دی پھر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اطلاع بھیجی۔ جریر کے ایلچی نے آکر عرض کیا، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، میں اس وقت تک آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے نہیں چلا جب تک وہ خارش زدہ اونٹ کی طرح جل کر (سیاہ) نہیں ہو گیا۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے قبیلہ احمس کے گھوڑوں اور لوگوں کے لیے پانچ مرتبہ برکت کی دعا فرمائی۔

[راجع: ۳۰۲۰]

خارش زدہ اونٹ پر ڈا مروغیرہ ملتے ہیں تو اس پر کالے کالے دھبے پڑ جاتے ہیں۔ جل بھن کر، بالکل بی حال ذی الخلفہ کا ہو گیا۔ ذی الخلفہ والے اسلام کے حریف بن کر ہر وقت مخالفانہ سازشیں کرتے رہتے تھے۔

(۴۳۵۷) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو خبر دی ابو اسامہ نے، انہیں اسماعیل بن خالد نے، انہیں قیس بن ابی حازم نے اور ان سے جریر بن عبد اللہ بن جلی بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ذوالخلصہ سے مجھے کیوں نہیں بے فکری دلاتے! میں نے عرض کیا میں حکم کی تعمیل کروں گا۔ چنانچہ قبیلہ امس کے ڈیڑھ سو سواروں کو ساتھ لے کر میں روانہ ہوا۔ یہ سب اچھے سوار تھے، لیکن میں سواری اچھی طرح نہیں کر پاتا تھا۔ میں نے اس کے متعلق آنحضرت ﷺ سے ذکر کیا تو آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا جس کا اثر میں نے اپنے سینہ میں دیکھا اور آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ! اسے اچھا سوار بنادے اور اسے ہدایت کرنے والا اور خود ہدایت پایا بنا دے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر اس کے بعد میں کبھی کسی گھوڑے سے نہیں گرا۔ راوی نے بیان کیا کہ ذوالخلصہ ایک (بت خانہ) تھا، یمن میں قبیلہ خثعم اور بجیلہ کا، اس میں بت تھے جن کی پوجا کی جاتی تھی اور اسے کعبہ بھی کہتے تھے۔ بیان کیا کہ پھر جریر وہاں پہنچے اور اسے آگ لگا دی اور منہدم کر دیا۔ بیان کیا کہ جب جریر بن عبد اللہ یمن پہنچے تو وہاں ایک شخص تھا جو تیروں سے فال نکالا کرتا تھا۔ اس سے کسی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اہلچی یہاں آگئے ہیں۔ اگر انہوں نے تمہیں پالیا تو تمہاری گردن مار دیں گے۔ بیان کیا کہ ابھی وہ فال نکال ہی رہے تھے کہ حضرت جریر بن عبد اللہ وہاں پہنچ گئے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ ابھی یہ فال کے پتر توڑ کر کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لے ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس شخص نے تیر وغیرہ توڑ ڈالے اور کلمہ ایمان کی گواہی دی۔ اس کے بعد جریر بن عبد اللہ نے قبیلہ امس کے ایک صحابی ابو ارطاط بن عبد اللہ نامی کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آپ کو خوشخبری سنانے کے لیے بھیجا۔ جب وہ خدمت نبوی میں حاضر ہوا تو عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے اس وقت تک نہیں چلا جب تک اس بت کدہ کو

۴۳۵۷ - حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا أَبُو أَسَامَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ جَرِيرٍ قَالَ : قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ؟)) فَقُلْتُ : بَلَى، فَأَنْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةً فَارِسٍ مِنْ أَخْمَسٍ وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ، وَكُنْتُ لَا أَتُبْتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ فَضَرَبَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ يَدِهِ فِي صَدْرِي فَقَالَ : ((اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا)) قَالَ : فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسٍ بَعْدُ، قَالَ وَكَانَ ذُو الْخَلَصَةِ بَيْنَا بِالْيَمَنِ لِحَنَمٍ وَبَجِيلَةَ، فِيهِ نَصَبٌ يُعْبَدُ يُقَالُ لَهُ : الْكُعْبَةُ، قَالَ : فَأَتَاهَا فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا، قَالَ وَلَمَّا قَدِمَ جَرِيرٌ الْيَمَنَ كَانَ بِهَا رَجُلٌ يَسْتَفْسِمُ بِالْأَلَامِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَهُنَا فَإِنْ قَدَرَ عَلَيْكَ ضَرْبَ عُقُفِكَ قَالَ : قَبِينَمَا هُوَ يَضْرِبُ بِهَا إِذْ وَقَفَ عَلَيْهِ جَرِيرٌ، فَقَالَ : لَتَكْسِرَنَّهَا وَلَتَشْهَدَا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَوْ لَأَضْرِبَنَّ عُقُفَكَ، قَالَ : فَكَسَرَهَا وَشَهِدْتُ ثُمَّ بَعَثَ جَرِيرٌ رَجُلًا مِنْ أَخْمَسٍ يُكْنَى أَبَا أَرْطَاةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُهُ بِذَلِكَ فَلَمَّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ

فَقَالَ : فَبَرَكْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خَيْلٍ أَحْمَسَ وَرَجَالِهَا حَمَسَ مَرَاتٍ. [راجع: ۳۰۲۰]

خارش زوہ اونٹ کی طرح جلا کر سیاہ نہیں کر دیا۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے قبیلہ احمس کے گھوڑوں اور سواروں کے لیے پانچ مرتبہ برکت کی دعا فرمائی۔

تشیخ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وفي الحديث مشروعية ازالة مايفتن به الناس من بناء وغيره سواء كان انسانا او حيوانا او جمادا وفيه استعمال نفوس القوم بتامير من هو منهم والاستجابة بالدعاء والثناء والبخشة في الفتوح وفضل ركوب الخيل في الحرب وقبول خبر الواحد والمبالغة في نكايه العدو ومناقب لجير ولقومه وبركة يد النبي صلى الله عليه وسلم ودعائه وانه كان يدعوا وترا وقد يجاوز الثلاث الخ (فتح الباری) یعنی حدیث ہذا سے ثابت ہوا کہ جو چیزیں لوگوں کی گمراہی کا سبب بنیں وہ مکان ہوں یا کوئی انسان ہو یا حیوان ہو یا کوئی جمادات سے ہو، شرعی طور پر ان کا زائل کر دینا جائز ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی قوم کی دلجوئی کے لیے امیر قوم خود ان ہی میں سے بنانا بہتر ہے اور فتوحات کے نتیجے میں دعا کرنا، بشارت دینا اور مجاہدین کی تعریف کرنا بھی جائز ہے اور جنگ میں گھوڑے کی سواری کی فضیلت بھی ثابت ہوئی اور خبر واحد کا قبول کرنا بھی ثابت ہوا اور دشمن کو سزا دینے میں مبالغہ بھی ثابت ہوا اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ اور ان کی قومی فضیلت بھی ثابت ہوئی اور رسول کریم ﷺ کے دست مبارک اور آپ کی دعاؤں کی برکت بھی ثابت ہوئی اور یہ بھی کہ آپ دعاؤں میں بھی وتر کا خیال رکھتے اور کبھی تین سے زیادہ بار بھی دعا فرمایا کرتے تھے۔

باب غزوہ ذات السلاسل کا بیان

یہ وہ غزوہ ہے جو قبائل نخم و جذام کے ساتھ پیش آیا تھا۔ ابن اسحاق نے یزید سے اور انہوں نے عروہ سے کہ ذات السلاسل، قبائل بلی، عذہ اور بنی القین کو کہتے ہیں۔

۶۴- باب غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ

وَهِيَ غَزْوَةُ لَحْمٍ وَجَذَامٍ قَالَهُ :
إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَالِدٍ، وَقَالَ ابْنُ
إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ عَنْ غَزْوَةِ هِيَ
بِلَادَ بَلِيٍّ، وَعُذْرَةَ، وَبَنِي الْقَيْنِ.

تشیخ یہ غزوہ سنہ ۸ھ میں بمہ جمادی الآخر بمقام وادی القرئی میں ہوا تھا یہ جگہ مدینہ سے پرنے دس دن کی راہ پر ہے۔ اس کو ذات السلاسل اس لیے کہتے ہیں کہ کافروں نے اس میں جم کر لڑنے کے لیے اپنے جسموں کو زنجیروں سے باندھ لیا تھا۔ بعضوں نے کہا کہ سسل وہاں پانی کا ایک چشمہ تھا۔ نخم اور جذام دونوں قبیلوں کے نام ہیں یہ بھی اس جنگ میں شریک تھے۔

۴۳۵۸- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَذَاءِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عُمَرُو بْنَ الْغَاصِ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ: فَأَتَيْنَهُ فَقُلْتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: ((عَائِشَةُ)) قُلْتُ: مَنْ الرَّجُلِ؟ قَالَ: ((أَبُوهَا)) قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((عُمَرُو))، فَعَدَّ رَجُلًا فَسَكَتُ مَخَافَةً أَنْ يَجْعَلَنِي فِي آخِرِهِمْ.

(۴۳۵۸) ہم سے اسحاق بن شاہین نے بیان کیا، کہا ہم کو خالد بن عبد اللہ نے خبر دی، انہیں خالد حذاء نے، انہیں ابو عثمان ندی رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو غزوہ ذات السلاسل کے لیے امیر لشکر بنا کر بھیجا۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (غزوہ سے واپس آکر) میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا کہ آپ کو سب سے زیادہ عزیز کون شخص ہے؟ فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے پوچھا اور مردوں میں؟ فرمایا کہ اس کے والد میں نے پوچھا، اس کے بعد کون؟ فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ۔ اس طرح آپ نے کئی آدمیوں کے نام لیے بس میں خاموش ہو گیا کہ کہیں آپ مجھے

[راجع: ۳۶۶۲]

سب سے بعد میں نہ کر دیں۔

تشیع اس لڑائی میں تین سو مہاجرین اور انصار مع تیس گھوڑے آپ نے بھیجے تھے۔ عمرو بن عاصؓ کو ان کا سردار بنایا تھا۔ جب عمرو بن ہشیر دشمن کے ملک کے قریب پہنچے تو انہوں نے اور مزید فوج طلب کی۔ آپؐ نے ابو عبیدہ بن جراحؓ کو سردار مقرر کر کے دو سو آدمی اور بھیجے۔ ان میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ ابو عبیدہؓ جب عمرو بن ہشیر سے ملے تو انہوں نے امام بننا چاہا لیکن عمرو بن عاصؓ نے کہا آنحضرتؐ نے آپ کو میری مدد کے لیے بھیجا ہے، سردار تو میں ہی رہوں گا۔ ابو عبیدہؓ نے اس معقول بات کو مان لیا اور عمرو بن عاصؓ ہشیر امامت کرتے رہے۔ حاکم کی روایت میں ہے کہ عمرو بن عاصؓ نے لشکر میں انگار روشن کرنے سے منع کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس پر انکار فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا چپ رہو، آنحضرتؐ نے جو عمرو بن ہشیر کو سردار مقرر کیا ہے تو اس وجہ سے کہ وہ لڑائی کے فن سے خوب واقف کار ہے۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ عمرو بن عاصؓ جب لوٹ کر آئے تو اپنے دل میں یہ سمجھے کہ میں حضرت ابوبکر و حضرت عمرؓ سے زیادہ درجہ رکھتا ہوں۔ اسی لیے انہوں نے آنحضرتؐ سے سوال کیا، جس کا روایت میں تذکرہ ہے۔ جس کو سن کر ان کو حقیقت حال کا علم ہو گیا۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مفضول کی امامت بھی افضل کے لیے جائز ہے کیونکہ حضرات شیخین اور ابو عبیدہؓ حضرت عمرو بن ہشیر سے افضل تھے۔

باب حضرت جریر بن عبد اللہ بجلیؓ کا یمن کی طرف جانا
 (۴۳۵۹) مجھ سے عبد اللہ بن ابی شیبہ عسی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن ادریس نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے جریر بن عبد اللہ بجلیؓ نے بیان کیا کہ (یمن سے واپسی پر مدینہ آنے کے لیے) میں دریا کے راستے سے سفر کر رہا تھا۔ اس وقت یمن کے دو آدمیوں ذوکلار اور ذو عمرو سے میری ملاقات ہوئی میں ان سے حضور اکرمؐ کی باتیں کرنے لگا اس پر ذو عمرو نے کہا اگر تمہارے صاحب (یعنی حضور اکرمؐ) وہی ہیں جن کا ذکر تم کر رہے ہو تو ان کی وفات کو بھی تین دن گزر چکے۔ یہ دونوں میرے ساتھ ہی (مدینہ) کی طرف چل رہے تھے۔ راستے میں ہمیں مدینہ کی طرف سے آتے ہوئے کچھ سوار دکھائی دیے، ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی کہ آنحضرتؐ وفات پا گئے ہیں۔ آپ کے خلیفہ ابوبکرؓ منتخب ہوئے ہیں اور لوگ اب بھی سب خیریت سے ہیں۔ ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ اپنے صاحب (ابوبکرؓ) سے کہنا کہ ہم آئے تھے اور ان شاء اللہ پھر مدینہ آئیں گے یہ کہہ کر دونوں یمن کی طرف واپس چلے گئے۔ پھر میں نے ابوبکرؓ کو ان کی باتوں کی اطلاع دی تو آپ نے

۶۵- باب ذَهَابِ جَرِيرٍ إِلَى الْيَمَنِ
 ۴۳۵۹- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْعَسِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ جَرِيرٍ، قَالَ: كُنْتُ بِالْبَحْرِ فَلَقَيْتُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ ذَا كِلَاعٍ، وَذَا عَمْرُو، فَجَعَلْتُ أُحَدِّثُهُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ ذُو عَمْرُو: لَيْنَ كَانَ الَّذِي تَذْكُرُ مِنْ صَاحِبِكَ لَقَدْ مَرَّ عَلَى أَجَلِهِ مُنْذُ ثَلَاثٍ، وَأَقْبَلَ مَعِيَ حَتَّى إِذَا كُنَّا فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ رَفَعَ لَنَا رَكْبٌ مِنْ قِبَلِ الْمَدِينَةِ فَسَأَلْنَاهُمْ، فَقَالُوا: قَبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ وَالنَّاسُ صَالِحُونَ، فَقَالَا: أَخْبِرْ صَاحِبَكَ أَنَا قَدْ جِئْنَا وَلَعَلَّنَا سَنُعَوِّدُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، وَرَجَعَا إِلَى الْيَمَنِ فَأَخْبَرْتُ أَبَا بَكْرٍ بِحَدِيثِهِمْ قَالَ: أَفَلَا جِئْتُمْ بِهِمْ؟ فَلَمَّا

فرمایا کہ پھر انہیں اپنے ساتھ لائے کیوں نہیں؟ بہت دنوں بعد خلافت عمری میں ذوعمرہ نے ایک مرتبہ مجھ سے کہا کہ جریر! تمہارا مجھ پر احسان ہے اور تمہیں میں ایک بات بتاؤں گا کہ تم اہل عرب اس وقت تک خیر و بھلائی کے ساتھ رہو گے جب تک تمہارا طرز عمل یہ ہو گا کہ جب تمہارا کوئی امیر وفات پا جائے گا تو تم اپنا کوئی دوسرا امیر منتخب کر لیا کرو گے۔ لیکن جب (امارت کے لیے) تلوار تک بات پہنچ جائے تو تمہارے امیر بادشاہ بن جائیں گے۔ بادشاہوں کی طرح غصہ ہوا کریں گے اور انہیں کی طرح خوش ہوا کریں گے۔

حضرت جریر بن عبد اللہ بکلی بڑھنے کا یہ سفر یمن میں دعوت اسلام کے لیے تھا۔ ذوالخلفہ کے ڈھانے کا سفر دوسرا ہے۔ راستہ میں ذوعمرہ آپکو ملا اور اس نے وفات نبوی کی خبر سنائی جس پر تین دن گزر چکے تھے۔ ذوعمرہ کو یہ خبر کسی ذریعہ سے مل چکی ہو گی۔

دیوبندی ترجمہ بخاری میں یہاں وفات نبوی پر تین سال گزرنے کا ذکر لکھا گیا ہے۔ جو عقلاً بھی بالکل غلط ہے۔ اس لیے کہ تین سال تو خلافت صدیقی کی مدت بھی نہیں ہے۔ حضرت مولانا وحید الزماں نے تین دن کا ترجمہ کیا ہے، وہی ہم نے نقل کیا ہے اور یہی صحیح ہے۔

ذوعمرہ کی آخری نصیحت جو یہاں مذکور ہے وہ بالکل ٹھیک ثابت ہوئی۔ خلفائے راشدین کے زمانے تک خلافت مسلمانوں کے مشورے اور صلاح سے ہوتی رہی۔ اس دور کے بعد کسریٰ اور قیصر کی طرح لوگ طاقت کے بل پر بادشاہ بننے لگے اور مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب خلافت یزید کا اعلان کیا تو کئی باصیرت مسلمانوں نے صاف کہہ دیا تھا کہ آپ سنت رسول ﷺ کو چھوڑ کر اب کسریٰ اور قیصر کی سنت کو زندہ کر رہے ہیں۔ بہر حال اسلامی خلافت کی بنیاد امرہم شوزی بینہم پر ہے جس کو ترقی دے کر آج کی جمہوریت لائی گئی ہے۔ اگرچہ اس میں بہت سی خرابیاں ہیں، تاہم شورئ کی ایک ادنیٰ جھلک ہے۔

۶۶- باب غزوة سيف البحر کا بیان

وَهُمْ يَتَلَقُّونَ عِيرًا لِقُرَيْشٍ وَامِيرُهُمْ أَبُو عُبَيْدَةَ
یہ دستہ قریش کے قافلہ تجارت کی گھات میں تھا۔ اس کے سردار حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے۔

اس میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ رجب سنہ ۸ھ کا ہے مگر ان دنوں قریش سے صلح تھی۔ اس لیے بعضوں نے کہا کہ یہ غزوہ جینہ کی قوم سے ہوا تھا جو سمندر کے متصل رہتی تھی۔ یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

۴۳۶۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا
ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ان سے وہیب بن کیسان نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ساحل سمندر کی طرف ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر ابو عبیدہ بن

جراحؓ کو بنایا۔ اس میں تین سو آدمی شریک تھے۔ خیرہ مدینہ سے روانہ ہوئے اور ابھی راستے ہی میں تھے کہ راشن ختم ہو گیا، جو کچھ بیچ رہا تھا وہ ابو عبیدہؓ کے حکم سے جمع کیا گیا تو دو تھیلے کھجوروں کے جمع ہو گئے۔ اب ابو عبیدہؓ ہمیں روزانہ تھوڑا تھوڑا اسی میں سے کھانے کو دیتے رہے۔ آخر جب یہ بھی ختم کے قریب پہنچ گیا تو ہمارے حصے میں صرف ایک ایک کھجور آتی تھی۔ وہب نے کہا میں نے جابرؓ سے پوچھا کہ ایک کھجور سے کیا ہوتا رہا ہو گا؟ جابرؓ نے کہا وہ ایک کھجور ہی غنیمت تھی۔ جب وہ بھی نہ رہی تو ہم کو اس کی قدر معلوم ہوئی تھی، آخر ہم سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ وہاں کیا دیکھتے ہیں بڑے ٹیلے کی طرح ایک مچھلی نکل کر پڑی ہے۔ اس مچھلی کو سارا لشکر اٹھارہ راتوں تک کھاتا رہا۔ بعد میں ابو عبیدہؓ کے حکم سے اس کی پسلی کی دو ہڈیاں کھڑی کی گئیں وہ اتنی اونچی تھیں کہ اونٹ پر کجاوہ کسا گیا وہ ان کے تیلے سے نکل گیا اور ہڈیوں کو بالکل نہیں لگا۔

قَبْلَ السَّاحِلِ وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ أَمَّا غُبَيْدَةُ بْنُ
الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُمِائَةٍ فَخَرَجْنَا وَكُنَّا بِبَعْضِ
الطَّرِيقِ فَبَيْنَا الزَّادُ فَأَمَرَ أَبُو غُبَيْدَةَ بِالزَّوَادِ
الْخَيْشِ فَجُمِعَ لَكَانَ مِزْوَذِي تَمَرٍ لَكَانَ
يَقُوتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلٌ قَلِيلٌ، حَتَّى فَبَيْنَا فَلَمْ
يَكُنْ يَصِيْبُنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ، فَقُلْتُ مَا
تُغْنِي عَنْكُمْ تَمْرَةٌ، فَقَالَ: لَقَدْ وَجَدْنَا
لَقَدْهَا حِينَ فَبَيَّتْ ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ
فَإِذَا حُوتٌ مِثْلَ الظَّرْبِ فَأَكَلْنَا مِنْهَا الْقَوْمُ
ثَمَانِ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَمَرَ أَبُو غُبَيْدَةَ
بِضَلْعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَضَبَّأْنَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ
فَرَجَلْتُ، ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصْبِهِمَا.

[راجع: ۲۴۸۳]

اللہ نے اس طرح اپنے پیارے مجاہدین بندوں کے رزق کا سامان میا فرمایا۔ سچ ہے ﴿وَبَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (۴۳۶۱) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم نے عمرو بن دینار سے جو یاد کیا وہ یہ ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبد اللہؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے تین سو سواروں کے ساتھ بھیجا اور ہمارا امیر ابو عبیدہ ابن الجراحؓ کو بنایا۔ تاکہ ہم قریش کے قافلہ تجارت کی تلاش میں رہیں۔ ساحل سمندر پر ہم پندرہ دن تک پڑاؤ ڈالے رہے۔ ہمیں (اس سفر میں) بڑی سخت بھوک اور فاقہ کا سامنا کرنا پڑا، یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہم نے ببول کے پتے کھا کر وقت گزارا۔ اسی لیے اس فوج کا لقب پتوں کی فوج ہو گیا۔ پھر اتفاق سے سمندر نے ہمارے لیے ایک مچھلی جیسا جانور ساحل پر پھینک دیا، اس کا نام غبر تھا، ہم نے اس کو پندرہ دن تک کھایا اور اس کی چربی کو تیل کے طور پر (اپنے جسموں پر) ملا۔ اس سے ہمارے بدن کی طاقت و قوت پھر لوٹ آئی۔ بعد میں ابو عبیدہؓ نے اس کی ایک

اللہ نے اس طرح اپنے پیارے مجاہدین بندوں کے رزق کا سامان میا فرمایا۔ سچ ہے ﴿وَبَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (۴۳۶۱) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم نے عمرو بن دینار سے جو یاد کیا وہ یہ ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبد اللہؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے تین سو سواروں کے ساتھ بھیجا اور ہمارا امیر ابو عبیدہ ابن الجراحؓ کو بنایا۔ تاکہ ہم قریش کے قافلہ تجارت کی تلاش میں رہیں۔ ساحل سمندر پر ہم پندرہ دن تک پڑاؤ ڈالے رہے۔ ہمیں (اس سفر میں) بڑی سخت بھوک اور فاقہ کا سامنا کرنا پڑا، یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہم نے ببول کے پتے کھا کر وقت گزارا۔ اسی لیے اس فوج کا لقب پتوں کی فوج ہو گیا۔ پھر اتفاق سے سمندر نے ہمارے لیے ایک مچھلی جیسا جانور ساحل پر پھینک دیا، اس کا نام غبر تھا، ہم نے اس کو پندرہ دن تک کھایا اور اس کی چربی کو تیل کے طور پر (اپنے جسموں پر) ملا۔ اس سے ہمارے بدن کی طاقت و قوت پھر لوٹ آئی۔ بعد میں ابو عبیدہؓ نے اس کی ایک

پہلی نکال کر کھڑی کروائی اور جو لشکر میں سب سے لمبے آدمی تھے انہیں اس کے نیچے سے گزارا۔ سفیان بن عیینہ نے ایک مرتبہ اس طرح بیان کیا کہ ایک پہلی نکال کر کھڑی کر دی اور ایک فہض کو اونٹ پر سوار کر لیا وہ اس کے نیچے سے نکل گیا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لشکر کے ایک آدمی نے پہلے تین اونٹ ذبح کئے، پھر تین اونٹ ذبح کئے اور جب تیسری مرتبہ تین اونٹ ذبح کئے تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں روک دیا کیونکہ اگر سب اونٹ ذبح کر دیئے جاتے تو سفر کیسے ہوتا اور عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ ہم کو ابو صالح ذکوان نے خبر دی کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے (واپس آکر) اپنے والد (سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ میں بھی لشکر میں تھا جب لوگوں کو بھوک لگی تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اونٹ ذبح کرو، قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ذبح کر دیا کہا کہ پھر بھوکے ہوئے تو انہوں نے کہا کہ اونٹ ذبح کرو، میں نے ذبح کیا، بیان کیا کہ جب پھر بھوکے ہوئے تو کہا کہ اونٹ ذبح کرو، پھر قیس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس مرتبہ مجھے امیر لشکر کی طرف سے منع کر دیا گیا۔

بعد میں یہ سوچا گیا کہ اگر اونٹ سارے اس طرح ذبح کر دیئے گئے تو پھر سفر کیسے ہو گا۔ لہذا اونٹوں کا ذبح بند کر دیا مگر اللہ نے مچھلی کے ذریعہ لشکر کی خوراک کا انتظام کر دیا۔ ﴿ذَلِكْ فَضِلَّ اللَّهُ يَوْمِيهِ مِنْ بَشَاءٍ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾

(۴۳۶۲) ہم سے مسدود بن مسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا، انہیں عمرو بن دینار نے خبر دی اور انہوں نے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم پتوں کی فوج میں شریک تھے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہمارے امیر تھے۔ پھر ہمیں شدت سے بھوک لگی، آخر سمندر نے ایک ایسی مردہ مچھلی باہر پھینکی کہ ہم نے ویسی مچھلی پہلے نہیں دیکھی تھی۔ اسے غنبر کہتے تھے۔ وہ مچھلی ہم نے پندرہ دن تک کھائی۔ پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ہڈی کھڑی کروادی تو اونٹ کا سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ (ابن جریج نے بیان کیا کہ) پھر مجھے ابو الزبیر نے خبر دی اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ابو عبیدہ

مَرَّةً : ضِلْعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَصَبَّهَ وَآخَذَ رَحْلًا وَبَعِيرًا فَمَرَّ تَحْتَهُ، قَالَ جَابِرٌ: وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ، ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ إِنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ نَهَاهُ. وَكَانَ عُمَرُو يَقُولُ: أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ لِأَبِيهِ: كُنْتُ فِي الْخَيْشِ فَجَاعُوا، قَالَ: أَنْحَرُ قَالَ: نَحَرْتُ قَالَ: ثُمَّ جَاعُوا قَالَ: أَنْحَرُ قَالَ: نَحَرْتُ، قَالَ: ثُمَّ جَاعُوا، قَالَ: أَنْحَرُ، قَالَ: نَحَرْتُ ثُمَّ جَاعُوا قَالَ: أَنْحَرُ قَالَ: نَهَيْتُ.

[راجع: ۲۴۸۳]

۴۳۶۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: غَزَوْنَا خَيْشَ الْخَبَطِ، وَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ فَجَعَلْنَا جَوْعًا شَدِيدًا فَأَلْقَى الْبَحْرُ حَوَاتٍ مَيِّتًا لَمْ نَرْ مِثْلَهُ، يَقَالُ لَهُ: الْغَنَبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ، فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِنْ عِظَامِهِ، فَمَرَّ الرَّكِابُ تَحْتَهُ فَأَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ كُلُوا فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ ذَكَرْنَا ذَلِكَ

ﷺ نے کہا اس مچھلی کو کھاؤ، پھر جب ہم مدینہ لوٹ کر آئے تو ہم نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا، آپ نے فرمایا کہ وہ روزی کھاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بھیجی ہے۔ اگر تمہارے پاس اس میں سے کچھ بچی ہو تو مجھے بھی کھاؤ۔ چنانچہ ایک آدمی نے اس کا گوشت لا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ نے بھی اسے تناول فرمایا۔

اس حدیث سے یہ نکلا کہ سمندر کی مردہ مچھلی کا کھانا درست ہے اور حنفیہ نے جو تاویل کی ہے کہ لشکر والے مضطر تھے ان کے لیے درست تھی وہ تاویل اس روایت سے غلط ٹھہرتی ہے چونکہ یہاں اس مچھلی کا گوشت آنحضرت ﷺ کا بھی کھانا مذکور ہے جو یقیناً مضطر نہیں تھے۔

باب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لوگوں کے ساتھ

سنہ ۹ھ میں حج کرنا

(۴۳۶۳) ہم سے سلیمان بن داؤد ابو الریح نے بیان کیا، کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا کہ ان سے زہری نے، ان سے حمید بن عبد الرحمن نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حجۃ الوداع سے پہلے جس حج کا امیر بنا کر بھیجا تھا، اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے کئی آدمیوں کے ساتھ قربانی کے دن (منیٰ) میں یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک (بیت اللہ) کا حج کرنے نہ آئے اور نہ کوئی شخص بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر کرے۔

۶۷- باب حَجِّ أَبِي بَكْرٍ بِالنَّاسِ فِي

سَنَةِ تِسْعٍ

۴۳۶۴- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّيْحِ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِي رَهْطٍ يُؤَدُّنَ فِي النَّاسِ ((لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكًا، وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ غُرْيَانًا)).

[أطرافه في : ٤٦٥٤، ٤٦٥٤، ٦٧٤٤].

یہ واقعہ سنہ ۹ھ کا ہے۔ سنہ ۱۰ھ میں توجہ الوداع ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ماہ ذی القعدہ سنہ ۹ھ میں مدینہ سے نکلے تھے۔ ان کے ساتھ تین سو اصحاب تھے اور آنحضرت ﷺ نے بیس اونٹ ان کے ساتھ بھیجے تھے۔ اس حج میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ سرکاری اعلان فرمایا جو روایت میں مذکور ہے کہ آئندہ سال سے کعبہ مشرکین سے بالکل پاک ہو گیا اور ننگ دھڑنگ ہو کر حج کرنے کی باطل رسم بھی ختم ہو گئی، جو عرصہ سے جاری تھی۔

(۴۳۶۴) مجھ سے عبد اللہ بن رجاء نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سب سے آخری سورہ جو پوری اتری وہ سورہ برأت (توبہ) تھی اور آخری آیت جو اتری وہ

۴۳۶۴- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ

حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: آخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ كَامِلَةً بَرَاءَةٌ وَآخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ

خَاتِمَةُ سُورَةِ النَّسَاءِ ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ [النساء : ۱۷۶]۔
سورۃ نساء کی یہ آیت ہے۔ ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾

مسائل میراث سے متعلق آخری آیت مراد ہے ورنہ حضور ﷺ کی وفات سے چند دن قبل آخری آیت نازل ہوئی وہ آیت ﴿وَأَقْرَبُوا بِرْءًا تَرْجُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ﴾ (البقرة: ۲۸۱) والی ہے۔

باب بنی تمیم کے وفد کا بیان

۶۸- باب وَفْدِ بَنِي تَمِيمٍ

تشریح | یہ سنہ ۸ھ کے آخر میں آئے تھے۔ جب آنحضرت ﷺ جمرانہ سے واپس لوٹ کر آئے تھے۔ ان اہل بیوں میں عطار، اقرع، زبرقان، عمرو، خباب، تمیم، قیس اور عیینہ بن حن تھے۔

۴۳۶۵- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي صَخْرَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُخَوَّرٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَى نَفَرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((اقْبُلُوا الْبَشْرَى يَا بَنِي تَمِيمٍ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ بَشَرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَرُبِّي ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ فَجَاءَ نَفَرٌ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ: ((اقْبُلُوا الْبَشْرَى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ)) قَالُوا: قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ. [راجع: ۳۱۹۰]

(۴۳۶۵) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابو صخرہ نے، ان سے صفوان ابن محرز مازنی نے اور ان سے عمران بن حصین نے بیان کیا کہ بنو تمیم کے چند لوگوں کا (ایک وفد) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان سے فرمایا اے بنو تمیم! بشارت قبول کرو۔ وہ کہنے لگے کہ بشارت تو آپ ہمیں دے چکے، کچھ مال بھی دیجئے۔ ان کے اس جواب پر حضور اکرم ﷺ کے چہرہ مبارک پر ناگواری کا اثر دیکھا گیا، پھر یمن کے چند لوگوں کا ایک (وفد) آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان سے فرمایا کہ بنو تمیم نے بشارت نہیں قبول کی، تم قبول کرلو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کو بشارت قبول ہے۔

آنحضرت ﷺ کی ناراضگی کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے جنت کی دائمی نعمتوں کی بشارت کو قبول نہ کیا اور دنیائے دنی کے طالب ہوئے۔ حالانکہ وہ اگر بشارت نبوی کو قبول کر لیتے تو کچھ نہ کچھ دنیا بھی مل ہی جاتی مگر خسار الدنیا والاخرۃ کے مصداق ہوئے، یمن کی خوش قسمتی ہے کہ وہاں والوں نے بشارت نبوی کو قبول کیا۔ اس سے یمن کی فضیلت بھی ثابت ہوئی، مگر آج کل کی خانہ جنگی نے یمن کو داغدار کر دیا ہے۔ اللھم الف بین قلوب المسلمین آمین۔ بنو تمیم سارے ہی ایسے نہ تھے یہ چند لوگ تھے جن سے یہ غلطی ہوئی باقی بنو تمیم کے فضائل بھی ہیں جیسا کہ آگے ذکر آ رہا ہے۔

باب محمد بن اسحاق نے کہا کہ

عیسہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو

رسول اللہ ﷺ نے بنی تمیم کی شاخ بنو العنبر کی طرف

بھیجا تھا، اس نے ان کو لوٹا اور کئی آدمیوں کو قتل کیا اور ان

کی کئی عورتوں کو قید کیا

۶۹- باب قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ غَزْوَةُ

عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرِ

بَنِي الْعَنْبَرِ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ بَعَثَهُ النَّبِيُّ

ﷺ إِلَيْهِمْ فَأَغَارُوا وَأَصَابَ مِنْهُمْ

نَاسًا وَسَبَى مِنْهُمْ نِسَاءً.

﴿تَسْمِعُ﴾ اس لڑائی کا سبب یہ تھا کہ بنی غمر نے خزاعہ کی قوم پر زیادتی کی۔ آپؐ نے عیینہ کو پچاس آدمیوں کے ساتھ ان پر بھیجا۔ کوئی انصاری یا مساجر اس لڑائی میں شریک نہ تھا۔ کہتے ہیں عیینہ نے اس تھوڑی سی فوج سے بنی غمر کی گیارہ عورتوں کو اور گیارہ مردوں کو اور تیس بچوں کو قیدی بنا لیا۔

(۴۳۶۶) مجھ سے زہیر بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے عمارہ ابن قحطاع نے، ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اس وقت سے ہمیشہ بنو تمیم سے محبت رکھتا ہوں جب سے نبی کریم ﷺ کی زبانی ان کی تین خوبیاں میں نے سنی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا تھا کہ بنو تمیم دجال کے حق میں میری امت کے سب سے زیادہ سخت لوگ ثابت ہوں گے اور بنو تمیم کی ایک قیدی خاتون عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے آزاد کر دو کیونکہ یہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے اور ان کے یہاں سے زکوٰۃ وصول ہو کر آئی تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ ایک قوم کی یا (یہ فرمایا کہ) یہ میری قوم کی زکوٰۃ ہے۔

۴۳۶۶- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : لَا أَزَالُ أَحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ بَعْدَ فَلَاثٍ، سَمِعْتُهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهَا فِيهِمْ ((هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدُّجَالِ)) وَكَانَتْ فِيهِمْ سَيِّئَةٌ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ : ((اغْتَبِهَا فَلَانْهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ)) وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ : ((هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمٍ أَوْ قَوْمِي)).

[راجع: ۲۵۴۳]

کیونکہ بنو تمیم الیاس بن مضر میں جا کر آنحضرت ﷺ سے مل جاتے ہیں۔

(۴۳۶۷) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہیں ابن جریج نے خبر دی، انہیں ابن ابی ملیکہ نے اور انہیں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ بنو تمیم کے چند سوار نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ ہمارا کوئی امیر منتخب کر دیجئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قحطاع بن معبد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو امیر منتخب کر دیجئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! بلکہ آپ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر منتخب فرما دیجئے۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمہارا مقصد صرف مجھ سے اختلاف کرنا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں میری غرض مخالفت کی نہیں ہے۔ دونوں اتنا جھگڑے کہ آواز بلند ہو گئی۔ اسی پر سورہ حجرات کی یہ آیت نازل ہوئی۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُمُوا﴾ آخر آیت تک۔

۴۳۶۷- حَدَّثَنِي ابْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُسُفَ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ قَدِمَ رَحْبَ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَمْرُ الْقَعْقَاعِ بْنِ مَعْبِدٍ بْنِ زُرَّارَةَ، قَالَ عُمَرُ: بَلْ أَمْرُ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا أَرَدْتُ إِلَّا خِلَافِي قَالَ عُمَرُ: مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ لَتَمَارَاتَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ اصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَتْ ذَلِكَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُمُوا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ [الحجرات : ۱]. حَتَّى انْقَضَتْ

[أطرافه في : ٤٨٤٥ ، ٤٨٤٧ ، ٧٣٠٢].

تشیخ | ایک خطرناک غلطی: حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے جواب میں کہا ما اردت خلافاک میرا ارادہ آپ کی مخالفت کرنا نہیں ہے صرف بطور مشورہ و مصلحت یہ میں نے عرض کیا ہے۔ اس کا ترجمہ 'صاحب تعلیم البخاری نے یوں کیا ہے عمرؓ نے کہا کہ ٹھیک ہے میرا مقصد صرف تمہاری رائے سے اختلاف کرنا ہی ہے۔ یہ ایسا خطرناک ترجمہ ہے کہ حضرات شیخین کی شان اقدس میں اس سے بڑا وجہ لگتا ہے جبکہ حضرات شیخین میں ہا ہی طور پر بہت ہی غلوں تھا۔ اگر کبھی کوئی موقع ہا ہی اختلافات کا آجھی کیا تو وہ اس کو فوراً رفع دفع کر لیا کرتے تھے۔ خاص طور پر حضرت عمرؓ حضرت صدیق اکبرؓ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے اور حضرت صدیق اکبرؓ کا بھی یہی حال تھا۔

۷۰۔ باب وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ

باب وفد عبدالقیس کا بیان

عبدالقیس ایک مشہور قبیلہ تھا جو بحرین میں رہتا تھا۔ سب سے پہلے مدینہ منورہ کے بعد ایک گاؤں میں وہیں جمعہ کی نماز قائم کی گئی جس گاؤں کا نام جواثی تھا۔ مزید تفصیل آگے ملاحظہ ہو۔

۴۳۶۸- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّ لِي جَرَّةً يُتَبَدَّلُ لِي فِيهَا نَبِيذًا فَأَشْرَبُهُ خُلُوعًا فِي جَرٍّ إِنَّ أَكْثَرَنَ مِنْهُ فَجَالَسْتُ الْقَوْمَ فَأَطَلْتُ الْجُلُوسَ خَشِيْتُ أَنْ افْتَضَحَ فَقَالَ: قَدِيمٌ وَفَدَّ عَبْدُ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ غَيْرِ خَرَّيَا وَلَا نَدَامَى)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ مُضَرَ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحَرُمِ، حَدَّثَنَا بِحَمَلٍ مِنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهِ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُو بِهِ مِنْ وَرَاءِنَا، قَالَ: ((أَمْرُكُمْ بَارِعٌ، وَأَنْهَأَكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: الْإِيمَانَ بِاللَّهِ هَلْ تَذَرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ؟ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وَإِنْ تَغَطُّوا مِنَ الْمَغَائِمِ الْخُمْسَ، وَأَنْهَأَكُمْ

(۴۳۶۸) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو عامر عقدی نے خبر دی، کہا ہم سے قرہ ابن خالد نے بیان کیا، ان سے ابو جمرہ نے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ میرے پاس ایک گھڑا ہے جس میں میرے لیے نبیذ یعنی کھجور کا شربت بنایا جاتا ہے۔ میں وہ بیٹھے رہنے تک پیا کرتا ہوں۔ بعض وقت بہت پی لیتا ہوں اور لوگوں کے پاس دیر تک بیٹھا رہتا ہوں تو ڈرتا ہوں کہ کیسے فضیحت نہ ہو۔ (لوگ کہنے لگیں کہ یہ نشہ باز ہے) اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اچھے آئے نہ ذلیل ہوئے نہ شرمندہ (خوشی سے مسلمان ہو گئے نہ ہوتے تو ذلت اور شرمندگی حاصل ہوتی)۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے اور آپ کے درمیان میں مشرکین کے قبائل پڑتے ہیں۔ اسلئے ہم آپ کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینوں میں ہی حاضر ہو سکتے ہیں۔ آپ ہمیں وہ احکام و ہدایات سنا دیں کہ اگر ہم ان پر عمل کرتے رہیں تو جنت میں داخل ہوں اور جو لوگ ہمارے ساتھ نہیں آسکے ہیں انہیں بھی وہ ہدایات پہنچا دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں اللہ پر ایمان لانے کا، تمہیں معلوم ہے اللہ پر ایمان لانا کسے کہتے ہیں؟ اسکی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی

معبود نہیں، نماز قائم کرنے کا، زکوٰۃ دینے، رمضان کے روزے رکھنے اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ (بیت المال کو) ادا کرنے کا حکم دیتا ہوں اور میں تمہیں چار چیزوں سے روکتا ہوں یعنی کدو کے توبے میں اور کریدی ہوئی لکڑی کے برتن میں اور سبز لاکھی برتن میں اور رذغنی برتن میں نبیذ بھگونے سے منع کرتا ہوں۔

عَنْ أَرْبَعٍ : مَا اتَّخَذَ فِي الدُّبَاءِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْحَنْتَمِ، أَوْ الْمَزْقَتِ)).

[راجع: ۵۳]

یہ اپنی دوبار آئے تھے۔ پہلی بار بارہ تیرہ آدمی تھے اور دوسری بار میں چالیس تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے پیچھے سے پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان کے آنے کی خوشخبری بذریعہ وحی سنا دی تھی۔ ان برتنوں سے اس لیے منع فرمایا کہ ان میں نبیذ کو ڈالا جاتا اور وہ جلد سڑ کر شراب بن جایا کرتی تھی۔ اس سے شراب کی انتہائی برائی ثابت ہوئی کہ اس کے برتن بھی گھر میں نہ رکھے جائیں۔ افسوس ان مسلمانوں پر جو شراب پیتے بلکہ اس کا دھندلا کرتے ہیں۔ اللہ ان کو توبہ کرنے کی توفیق عطا کرے۔ (آمین)

(۴۳۶۹) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ابو جرہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ وہ بیان کرتے تھے کہ جب قبیلہ عبد القیس کا وفد حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم قبیلہ ربیعہ کی ایک شاخ ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کے قبائل پڑتے ہیں۔ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینوں میں ہی حاضر ہو سکتے ہیں۔ اس لیے آپ چند ایسی باتیں بتلا دیجئے کہ ہم بھی ان پر عمل کریں اور جو لوگ ہمارے ساتھ نہیں آسکے ہیں، انہیں بھی اس کی دعوت دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں (میں تمہیں حکم دیتا ہوں) اللہ پر ایمان لانے کا یعنی اس کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر آپ نے (اپنی انگلی سے) ایک اشارہ کیا، اور نماز قائم کرنے کا، زکوٰۃ دینے کا اور اس کا کہ مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ (بیت المال کو) ادا کرتے رہنا اور میں تمہیں دباء، نقیر، مزفت اور حنم کے برتنوں کے استعمال سے روکتا ہوں۔

۴۳۶۹ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جَرْمَةَ، قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: قَدِمَ وَقَدْ عِنْدَ الْفَقِيسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا هَذَا الْخَمِي مِنْ رَبِيعَةَ، وَقَدْ خَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارَ مُضَرَ فَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي شَهْرٍ حَرَامٍ، فَمَرْنَا بِأَشْيَاءَ نَأْخُذُ بِهَا وَنَدْعُو إِلَيْهَا مِنْ وَرَاءَنَا قَالَ: ((أَمْرُكُمْ بِأَرْبَعٍ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: الْإِيمَانِ بِاللَّهِ، شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَعَقْدَ وَاحِدَةٍ، وَإِقَامَ الصَّلَاةِ، وَإِتْيَاءَ الزَّكَاةِ، وَأَنْ تُؤَدُّوا لِلَّهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَاءِ، وَالنَّقِيرِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمَزْقَتِ)).

[راجع: ۵۳]

(۴۳۷۰) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے، کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی اور بکر بن معمر نے یوں

۴۳۷۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو، وَقَالَ

بیان کیا کہ عبداللہ بن وہب نے عمرو بن حارث سے روایت کیا، ان سے بکیر نے اور ان سے کرب (ابن عباسؓ کے غلام) نے بیان کیا کہ ابن عباسؓ، عبدالرحمن بن ازہر اور مسور بن مخرمہ نے انہیں عائشہؓ کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ ام المؤمنین سے ہمارا سب کا سلام کہنا اور عصر کے بعد دو رکعتوں کے متعلق ان سے پوچھنا اور یہ کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ انہیں پڑھتی ہیں اور ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں پڑھنے سے روکا تھا۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ میں ان دو رکعتوں کے پڑھنے پر عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ (ان کے دور خلافت میں) لوگوں کو مارا کرتا تھا۔ کرب نے بیان کیا کہ پھر میں ام المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کا پیغام پہنچایا۔ عائشہؓ نے انہیں نے فرمایا کہ اسکے متعلق ام سلمہؓ سے پوچھو، میں نے ان حضرات کو آکر اس کی اطلاع دی تو انہوں نے مجھ کو ام سلمہؓ کی خدمت میں بھیجا، وہ باتیں پوچھنے کے لیے جو عائشہؓ سے انہوں نے پچھوائی تھیں۔ ام سلمہؓ نے فرمایا کہ میں نے خود بھی رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ عصر کے بعد دو رکعتوں سے منع کرتے تھے لیکن ایک مرتبہ آپ نے عصر کی نماز پڑھی، پھر میرے یہاں تشریف لائے، میرے پاس اس وقت قبیلہ بنو حرام کی کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں اور آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ یہ دیکھ کر میں نے خادمہ کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور اسے ہدایت کر دی کہ حضور ﷺ کے پہلو میں کھڑی ہو جانا اور عرض کرنا کہ ام سلمہؓ نے پوچھا ہے یا رسول اللہ! میں نے تو آپ سے ہی سنا تھا اور آپ نے عصر کے بعد ان دو رکعتوں کے پڑھنے سے منع کیا تھا لیکن آج میں خود آپ کو دو رکعت پڑھتے دیکھ رہی ہوں۔ اگر آنحضرت ﷺ ہاتھ سے اشارہ کریں تو پھر پیچھے ہٹ جانا۔ خادمہ نے میری ہدایت کے مطابق کیا اور حضور ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ پیچھے ہٹ گئی۔ پھر جب فارغ ہوئے تو فرمایا اے ابوامیہ کی بیٹی! عصر کے بعد کی دو رکعتوں کے متعلق تم نے سوال کیا ہے، وجہ یہ ہوئی تھی کہ قبیلہ عبد القیس کے کچھ لوگ میرے یہاں اپنی قوم کا اسلام لے

بَكَرُ ابْنُ مُضَرَ: عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنَ أَزْهَرَ وَالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ أَرْسَلُوا إِلَى عَائِشَةَ فَقَالُوا: اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيعًا وَسَلِّمْ عَنْ الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَإِنَّا أَخْبَرْنَا أَنَّكَ تُصَلِّيْهَا وَقَدْ بَلَّغْنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَكُنْتُ أَضْرِبُ مَعَ عَمْرِو النَّاسَ عَنْهُمَا، قَالَ كُرَيْبٌ: فَذَخَلْتُ عَلَيْهَا وَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُونِي فَقَالَتْ: سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ، فَأَخْبَرْتُهُمْ فَرَدُّونِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُونِي إِلَى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْهُمَا وَإِنَّهُ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِنْ بَنِي حَرَامٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَصَلَّاهُمَا فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْخَادِمَ فَقُلْتُ قُومِي إِلَى جَنْبِهِ فَقُولِي تَقُولُ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَمْ أَسْمَعْكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ الرُّكْعَتَيْنِ فَأَرَاكَ تُصَلِّيْهُمَا فَإِنَّ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْجَرِي فَفَعَلْتُ الْحَارِيَّةُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْجَرْتِ عَنْهُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((يَا بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ سَأَلْتِ عَنِ الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ؟ إِنَّهُ أَنَا أَنَا مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِالإِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ فَتَسْأَلُونِي عَنِ الرُّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ لَهُمَا هَاتَانِ)).

[راجع: ۱۲۳۳] کر آئے تھے اور ان کی وجہ سے ظہر کے بعد کی دو رکعتیں میں نہیں پڑھ سکا تھا یہ وہی دو رکعتیں ہیں۔

تشریح ترجمۃ الباب اس سے نکلتا ہے کہ آخر حدیث میں وفد عبدالقیس کے آنے کا ذکر ہے جس دو گانہ کا ذکر ہے یہ عصر کا دو گانہ نہ تھا بلکہ ظہر کا دو گانہ تھا۔ طحاوی کی روایت میں یہی ہے کہ میرے پاس زکوٰۃ کے اونٹ آئے تھے، میں ان کو دیکھنے میں یہ دو گانہ پڑھنا بھول گیا تھا۔ پھر مجھے یاد آیا تو گھر آکر ہمارے پاس ان کو پڑھ لیا۔ ابو امیہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے والد تھے۔

۴۷۱- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
الْجُفَيْفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو غَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ،
حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ هُوَ ابْنُ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي
جَمْرَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
قَالَ: أَوَّلُ جُمُعَةٍ جُمِعَتْ بَعْدَ جُمُعَةِ
جُمِعَتْ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فِي
مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجَوَائِي يَعْنِي قَرِيَّةً مِنَ
الْبَحْرَيْنِ. [راجع: ۸۹۲]

(۴۷۱) مجھ سے عبد اللہ بن محمد الجعفی نے بیان کیا، بیان کیا کہا ہم سے ابو عامر عبد الملک نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، (یہ طہمان کے بیٹے ہیں۔) ان سے ابو جمرہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد یعنی مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلا جمعہ جو اٹی کی مسجد عبدالقیس میں قائم ہوا۔ جو اٹی بحرین کا ایک گاؤں تھا۔

تشریح حضرت امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو یہاں صرف وفد عبدالقیس کے تعارف کے سلسلہ میں لائے ہیں اور بتلایا ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گاؤں جو اٹی نامی میں جمعہ قائم کیا تھا۔ یہ دوسرا جمعہ ہے جو مسجد نبوی کے بعد دنیائے اسلام میں قائم کیا گیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ گاؤں میں بھی قیام جماعت کے ساتھ قیام جمعہ جائز ہے۔ مگر صد افسوس کہ غالی علمائے احناف نے اقامت جمعہ فی القریٰ کی شدید مخالفت کی ہے۔ میرے سامنے تجلی بابت اپریل سنہ ۱۹۵۷ء کا پرچہ رکھا ہوا ہے جس کے ص ۱۹ پر حضرت مولانا سیف اللہ صاحب مبلغ دیوبند کا ذکر خیر لکھا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ دیہات میں جو جمعہ پڑھتے ہیں مجھ سے لکھا لو وہ دوزخی ہیں۔ یہ حضرت مولانا سیف اللہ صاحب ہی کا خیال نہیں بلکہ بیشتر اکابر دیوبند ایسا ہی کہتے چلے آ رہے ہیں۔ اس مسئلہ کے متعلق ہم کتاب الجمعہ میں کافی لکھ چکے ہیں۔ مزید ضرورت نہیں ہے۔ ہاں ایک بڑے زبردست حنفی عالم مترجم و شارح بخاری شریف کی تقریر یہاں نقل کر دیتے ہیں جس سے معلوم ہو گا کہ احناف کی عائد کردہ شرائط جمعہ کا وزن کیا ہے اور گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا ناجائز۔ انصاف کے لیے یہ تقریر دل پذیر کہانی دانی ہے۔

ایک معتبر حنفی عالم کی تقریر: جو اٹی بحرین کے متعلقات سے ایک گاؤں ہے۔ نماز جمعہ مثل اور نمازوں فریضہ کے ہے جو شروط اور نمازوں کے واسطے مثل طہارت بدن و جامہ اور سوائے اس کے مقرر ہیں وہی اس کے واسطے ہیں، سوائے مشروعیت و خطبہ کے اور کوئی دلیل قابل استدلال ایسی ثابت نہیں ہوئی جس سے اور نمازوں سے اس کی مخالفت پائی جائے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ اس نماز کے واسطے شروط ثابت کرنے کے واسطے مثل امام اعظم اور مصر جامع اور عدد مخصوص کی سند صحیح پائی نہیں جاتی بلکہ ان سے ثابت بھی نہیں ہوتا اگر دو شخص نماز جمعہ کی بھی پڑھ لیں تو ان کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی اور اکیلے آدمی کا جمعہ پڑھنا ابوداؤد کی اس روایت کے خلاف ہے۔ الجمعة حق واجب علی کل مسلم فی جماعة اور نہ آنحضرت ﷺ نے سوائے جماعت کے جمعہ پڑھا ہے اور عدد مخصوص کی بابت شوکانی نے نیل الاوطار میں لکھا ہے جیسا کہ ایک شخص کے اکیلا نماز پڑھنے کے واسطے کوئی دلیل نہیں پائی ہے۔

ایسا ہی اسی یا تمیں یا میں یا نو یا سات آدمیوں کے واسطے بھی کوئی دلیل نہیں پائی گئی اور جس نے کم آدمیوں کی شرط قرار دی ہے دلیل اس کی یہ ہے، اجماع اور حدیث سے وجوب کا عدد ثابت ہے اور عدم ثبوت دلیل کا واسطے اشتراط عدد مخصوص کے اور صحت نماز دو آدمیوں کے باقی نمازوں میں اور عدم فرق درمیان جمعہ اور جماعت کے شیخ عبدالحق نے فرمایا ہے۔ عدد جمعہ کی بابت کوئی دلیل ثابت نہیں اور ایسا ہی سیوطی نے کہا ہے اور جو روایتیں جن سے عدد مخصوص ثابت ہوتا ہے وہ سب کی سب ضعیف قابل استدلال کے ان سے کوئی نہیں اور شرط امام اعظم یعنی سلطان کی جو فقط حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے دلیل ان کی یہ ہے اربعة الی السلطان وفي رواية الى الائمة الجمعة والحدود والزكوة والفي اخرجه ابن ابی شعبة لیکن یہ روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں بلکہ یہ چند تاجیوں کا قول ہے ان میں سے حسن بصری ہیں اور عبد اللہ بن محرز اور عمر بن عبد العزیز اور عطاء اور مسلم بن یسار، پس اس سے حجت خصم ثابت نہیں ہو سکتی اور یہ روایت جو ہزار نے جابر رضی اللہ عنہ سے، طبرانی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان لفظوں سے ان الله افترض عليكم الجمعة في شهركم هذا فمن تركها وله امام عادل اوجاہر الحدیث نکالی ہے اضعف ہے بلکہ موضوع اور ابن ماجہ سے جو روایت میں ولہ امام عادل اور جابر کا لفظ نہیں اور یہی لفظ محل حجت کے ہے۔ ہزار کی روایت میں عبد اللہ بن محمد سہمی ہے، وکیع نے کہا ہے کہ وہ وضاع ہے اور بخاری نے کہا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے اور ابن حبان نے کہا ہے اس سے حجت پکڑنی درست نہیں اور بیہقی کی روایت زکریا سے ہے اس کو صالح اور ابن عدی اور مغنی نے کذب اور وضع سے متسم کیا ہے۔ (فضل الباری ترجمہ صحیح بخاری ترجمہ مولانا فضل احمد شائع کردہ شرف الدین و فخر الدین حنفی المذہب لاہور در سنہ ۱۸۸۶ عیسوی پارہ نمبر ۳، ص ۳۰۱)

باب وفد بنو حنیفہ اور ثمامہ بن اثال

۷۱ - باب وَفْدِ بَنِي حَنِيفَةَ

کے واقعات کا بیان

وَحَدِيثِ ثُمَامَةَ بْنِ أَثَالٍ

ترجمہ بنو حنیفہ یمامہ کا ایک مشہور قبیلہ ہے یہ وفد سنہ ۹ھ میں آیا تھا۔ جس میں بروایت واقدی سترہ آدمی تھے اور ان میں مسیلہ کذاب بھی تھا۔ ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ فضلاء صحابہ میں سے ہیں، ان کا قصہ بنی حنیفہ کے قاصدوں کے آنے سے پہلے کا ہے۔

(۴۳۷۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف کچھ سوار بھیجے وہ قبیلہ بنو حنیفہ کے (سرداروں میں سے) ایک شخص ثمامہ بن اثال نامی کو پکڑ کر لائے اور مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور پوچھا ثمامہ تو کیا سمجھتا ہے؟ (میں تیرے ساتھ کیا کروں گا) انہوں نے کہا محمد! میرے پاس خیر ہے (اس کے باوجود) اگر آپ مجھے قتل کر دیں تو آپ ایک شخص کو قتل کریں گے جو خوئی ہے، اس نے جنگ میں مسلمانوں کو مارا ہے اور اگر آپ مجھ پر احسان کریں گے تو ایک ایسے

۴۳۷۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قَبْلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ: ثُمَامَةُ بْنُ أَثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَادِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟)) فَقَالَ: عِنْدِي خَيْرٌ يَا مُحَمَّدُ إِنْ تَقَتَّلَنِي تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَإِنْ تُنِّعَ

تَنْعِمَ عَلٰی شَاكِرٍ، وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْمَالَ
فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ حَتَّى كَانَ الْغَدُ ثُمَّ قَالَ
لَهُ: ((مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟)) فَقَالَ: مَا قُلْتُ
لَكَ إِنْ تَنْعِمَ تَنْعِمَ عَلٰی شَاكِرٍ فَتَرَكَهُ، حَتَّى
كَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَقَالَ: ((مَا عِنْدَكَ يَا
ثُمَامَةُ؟)) قَالَ: عِنْدِي مَا قُلْتُ لَكَ: فَقَالَ:
((أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ)) فَانْطَلَقَ إِلَى نَحْلِ قَرِيبٍ
مِّنَ الْمَسْجِدِ فَأَغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ
فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ
مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، يَا مُحَمَّدُ وَاللَّهُ مَا
كَانَ عَلٰی الْأَرْضِ وَجْهٌ أَنْفَضَ إِلَيَّ مِنْ
وَجْهِكَ، فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهَكَ أَحَبُّ
الْوُجُوهِ إِلَيَّ وَاللَّهُ مَا كَانَ مِنْ دِينٍ أَنْفَضَ
إِلَيَّ مِنْ دِينِكَ، فَأَصْبَحَ دِينُكَ أَحَبُّ الدِّينِ
إِلَيَّ وَاللَّهُ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَنْفَضَ إِلَيَّ مِنْ
بَلَدِكَ فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَيَّ وَإِنْ
خَلَيْتُكَ أَخَذْتَنِي وَأَنَا أُرِيدُ الْعُمْرَةَ، فَمَاذَا
تَرَى؟ فَبَشَّرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَامْرَأَهُ أَنْ يَغْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ
قَالَ قَائِلٌ: صَبَوْتُ قَالَ: لَا وَلَكِنْ،
أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا، وَاللَّهُ لَا يَأْتِيكُمْ مِنَ
الْيَمَامَةِ حَبَّةٌ حِنْطَةٍ حَتَّى يَأْذَنَ بِهَا النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[راجع: ۴۶۲]

فخص پر احسان کریں گے جو (احسان کرنے والے کا) شکر ادا کرتا ہے
لیکن اگر آپ کو مال مطلوب ہے تو جتنا چاہیں مجھ سے مال طلب کر
سکتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ وہاں سے چلے آئے، دوسرے دن آپ
نے پھر پوچھا ثمامہ اب تو کیا سمجھتا ہے؟ انہوں نے کہا، وہی جو میں پہلے
کہہ چکا ہوں، کہ اگر آپ نے احسان کیا تو ایک ایسے شخص پر احسان
کریں گے جو شکر ادا کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ پھر چلے گئے، تیسرے
دن پھر آپ نے ان سے پوچھا اب تو کیا سمجھتا ہے ثمامہ؟ انہوں نے
کہا کہ وہی جو میں آپ سے پہلے کہہ چکا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے
صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو (رسی کھول دی گئی) تو وہ مسجد
نبوی سے قریب ایک باغ میں گئے اور غسل کر کے مسجد نبوی میں
حاضر ہوئے اور پڑھا ”اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمد رسول
اللہ“ اور کہا اے محمد! اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ کے
چہرے سے زیادہ میرے لیے برا نہیں تھا لیکن آج آپ کے چہرے سے
زیادہ مجھے کوئی چہرہ محبوب نہیں ہے۔ اللہ کی قسم کوئی دین آپ کے
دین سے زیادہ مجھے برا نہیں لگتا تھا لیکن آج آپ کا دین مجھے سب سے
زیادہ پسندیدہ اور عزیز ہے۔ اللہ کی قسم! کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ
مجھے برا نہیں لگتا تھا لیکن آج آپ کا شہر میرا سب سے زیادہ محبوب شہر
ہے۔ آپ کے سواروں نے مجھے پکڑا تو میں عمرہ کا ارادہ کر چکا تھا۔ اب
آپ کا کیا حکم ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بشارت دی اور عمرہ ادا
کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ مکہ پہنچے تو کسی نے کہا کہ وہ بے دین ہو گئے
ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں محمد ﷺ کے ساتھ ایمان
لے آیا ہوں اور خدا کی قسم! اب تمہارے یہاں یمامہ سے گیسوں کا
ایک دانہ بھی اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک نبی کریم ﷺ
اجازت نہ دے دیں (ﷺ)۔

کے کافروں نے ثمامہ سے پوچھا تو نے اپنا دین بدل دیا؟ تو ثمامہ نے یہ جواب دیا، میں نے دین نہیں بدلا بلکہ اللہ کا
تابع دار بن گیا ہوں۔ کہتے ہیں ثمامہ نے یمامہ جا کر یہ حکم دیا کہ مکہ کے کافروں کو غلہ نہ بھیجا جائے۔ آخر مکہ والوں نے
مجبور ہو کر آنحضرت ﷺ کو لکھ بھیجا کہ آپ اقرباء کی پرورش کرتے ہیں، صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں، ثمامہ نے ہمارا غلہ کیوں روک دیا

ہے۔ اسی وقت آپ نے ثمامہ کو اجازت دی کہ مکہ غلہ بھیجنا ہو تو ضرور بھیجو۔ وان تغفل فقتل ذادم کا بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے اگر آپ مجھ کو مار ڈالیں گے تو ایک ایسے شخص کو ماریں گے جس کا خون بے کار نہ جائے گا یعنی میری قوم والے میرا بدلہ لے لیں گے۔

حافظ صاحب فرماتے ہیں وفی قصۃ ثمامۃ من الفوائد ربط الکافر فی المسجد والمن علی الاسیر الکافر وتعظیم امر العفو عن المسنی لان ثمامۃ اقسام ان یفضہ انقلب حبا فی ساعة واحدة لما اسواه النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیہ من العفو والمن بغیر مقابل ولیہ الاغتسال عند الاسلام وان الاحسان یرذل البغض ویثبت الحب وان الکافر اذا اراد عمل خیر ثم اسلم شرع له ان یستمر فی عمل ذالک الخیر ولیہ الملاحظة بمن یرجی علی اسلامہ العدد الکثیر من قومه ولیہ بعث السرایا الی بلاد الکفار واسر من وجد منهم والتخیر بعد ذالک فی قتله او الابقاء علیہ (فتح الباری) یعنی ثمامہ کے قصے میں بہت سے فوائد ہیں اس سے کافر کا مسجد میں قید کرنا بھی ثابت ہوا (تاکہ وہ مسلمانوں کی نماز وغیرہ دیکھ کر اسلام کی رغبت کر سکے) اور کافر قیدی پر احسان کرنا بھی ثابت ہوا اور برائی کرنے والے کے ساتھ بھلائی کرنا ایک بڑی نیکی کے طور پر ثابت ہوا۔ اس لیے کہ ثمامہ نے نبی کریم ﷺ کے احسان و کرم کو دیکھ کر کہا تھا کہ ایک ہی گھڑی میں اس کے دل کا بغض جو آنحضرت ﷺ کی طرف سے اس کے دل میں تھا وہ محبت سے بدل گیا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اسلام قبول کرتے وقت غسل کرنا چاہیے اور یہ بھی کہ احسان بغض کو زائل کر دیتا اور محبت کو قائم کرتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کافر اگر کوئی نیک کام کرتا ہوا مسلمان ہو جائے تو اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اسے وہ نیک عمل جاری رکھنا چاہیے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس قیدی سے اسلام لانے کی امید ہو اس کے ساتھ ہر ممکن نرمی برتنا مناسب ہے۔ خاص طور پر ایسا آدمی جس کے اسلام سے اس کی قوم کے بہت سے لوگوں کے مسلمان ہونے کی امید ہو اس کے ساتھ ہر ممکن نرمی برتنا ضروری ہے۔ جیسا ثمامہ بنہشہ کے ساتھ کیا گیا اور اس سے بلاد کفار کی طرف بوقت ضرورت لشکر بھیجنا بھی ثابت ہوا اور یہ بھی کہ جو ان میں پائے جائیں وہ قید کر لیے جائیں بعد میں حسب مصلحت ان کے ساتھ معاملہ کیا جائے۔

(۴۳۷۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن ابی حسین نے، کہا ہم کو نافع بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں مسیلہ کذاب آیا، اس دعویٰ کے ساتھ کہ اگر مجھے اپنے بعد (اپنا نائب و خلیفہ) بنا دیں تو میں ان کی اتباع کر لوں۔ اس کے ساتھ اس کی قوم (بنو حنیفہ) کا بہت بڑا لشکر تھا۔ حضور ﷺ اس کی طرف تبلیغ کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماسؓ بھی تھے۔ آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی۔ جہاں مسیلہ اپنی فوج کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا، آپ وہیں جا کر ٹھہر گئے اور آپ نے اس سے فرمایا اگر تو مجھ سے یہ ٹہنی مانگے گا تو میں تجھے یہ بھی نہیں دوں گا اور تو اللہ کے اس فیصلے سے آگے نہیں بڑھ سکتا جو تیرے بارے میں پہلے ہی ہو چکا ہے۔ تو نے اگر میری اطاعت سے روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کر دے گا۔ میرا تو خیال ہے کہ تو وہی ہے جو

۴۳۷۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جَبْرِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَجَعَلَ يَقُولُ: إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شِمَاسٍ وَفِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قِطْعَةٌ جَرِيدٍ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ: لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَغْطَيْتُكَهَا وَلَكِنْ تَعُدُّوْا أَمْرَ اللَّهِ فِيكُمْ، وَلَكِنْ أَذْبَرْتُ لِيَغْفِرَنَّكَ اللَّهُ، وَإِنِّي لَأُرَاكَ

مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا۔ اب تیری باتوں کا جواب میری طرف سے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ دیں گے، پھر آپ واپس تشریف لائے۔

الَّذِي أُرِيْتُ فِيهِ مَا رَأَيْتُ، وَهَذَا ثَابِتٌ يُجِيبُكَ عَنِّي ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ.

[راجع: ۳۶۲۰]

(۴۳۷۴) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے متعلق پوچھا کہ ”میرا خیال تو یہ ہے کہ تو وہی ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا“ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے، مجھے انہیں دیکھ کر بڑا دکھ ہوا پھر خواب ہی میں مجھ پر وحی کی گئی کہ میں ان میں پھونک مار دوں۔ چنانچہ میں نے ان میں پھونکا تو وہ اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر دو جھوٹوں سے لی جو میرے بعد نکلیں گے۔ ایک اسود عسی تھا اور دوسرا مسیلہ کذاب، جن ہردو کو خدا نے پھونک کی طرح ختم کر دیا۔

۴۳۷۴- قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَسَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّكَ أَرَى الَّذِي أُرِيْتُ فِيهِ مَا رَأَيْتُ)) فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ، فَأَهْمَنِي شَأْنُهُمَا فَأَوْحَى إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنْ أَنْفُخَهُمَا فَفَخَفْتُهُمَا فَطَارَا، فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِي أَحَدُهُمَا الْغَنَسِيُّ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ)). [راجع: ۳۶۲۱]

تفسیر اسود عسی تو آنحضرت ﷺ ہی کے زمانہ میں مارا گیا اور مسیلہ کذاب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ختم ہوا۔ آج آ خر چ ہو تا ہے اور جھوٹ چند روز چلتا ہے پھر مٹ جاتا ہے۔ آج اسود اور مسیلہ کا ایک ماننے والا باقی نہیں اور حضرت محمد ﷺ کے تابعدار قیامت تک باقی رہیں گے۔ عیسائی مشنریاں کس قدر جانفشانی سے کام کر رہی ہیں پھر وہ ناکام ہیں اسلام اپنی برکتوں کے نتیجے میں خود بخود پھیلتا ہی جا رہا ہے۔ آج ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

(۴۳۷۵) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام نے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خواب میں میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھ دیئے گئے۔ یہ مجھ پر بڑا شاق گزرا۔ اس کے بعد مجھے وحی کی گئی کہ میں ان میں پھونک مار دوں۔ میں نے پھونکا تو وہ اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر دو جھوٹوں سے لی جن کے درمیان میں، میں ہوں یعنی صاحب صنعاء (اسود عسی) اور صاحب یمامہ (مسیلہ کذاب)

۴۳۷۵- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِخَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوَضَعَ فِي كَفِّي سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَكَبَّرَا عَلَيَّ فَأَوْحَى إِلَيَّ أَنْ أَنْفُخَهُمَا فَفَخَفْتُهُمَا فَذَهَبَا، فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَابَيْنِ الَّذِينَ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبٌ صَنْعَاءُ وَصَاحِبُ الْيَمَامَةِ)). [راجع: ۳۶۲۱]

چنانچہ ہردو پھونک کی طرح اڑ گئے۔

(۴۳۷۶) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے مدی بن میمون سے سنا کہ میں نے ابو رجاء عطار دی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ ہم پہلے پتھر کی پوجا کرتے تھے اور اگر کوئی پتھر ہمیں اس سے اچھا مل جاتا تو اسے پھینک دیتے اور اس دوسرے کی پوجا شروع کر دیتے۔ اگر ہمیں پتھر نہ ملتا تو مٹی کا ایک ٹیلہ بنا لیتے اور بکری لاکر اس پر دوہتے اور اس کے گرد طواف کرتے۔ جب رجب کا مہینہ آجاتا تو ہم کہتے کہ یہ مہینہ نیزوں کو دور رکھنے کا ہے۔ چنانچہ ہمارے پاس لوہے سے بنے ہوئے جتنے بھی نیزے یا تیر ہوتے ہم رجب کے مہینے میں انہیں اپنے سے دور رکھتے اور انہیں کسی طرف پھینک دیتے۔

(۴۳۷۷) اور میں نے ابو رجاء سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو میں ابھی کم عمر تھا اور اپنے گھر کے اونٹ چرایا کرتا تھا پھر جب ہم نے آپکی فح (مکہ کی خبر سنی) تو ہم آپکو چھوڑ کر دوزخ میں چلے گئے، یعنی مسیلہ کذاب کے تابع دار بن گئے۔

حضرت ابو رجاء پہلے مسیلہ کذاب کے تابع دار بن گئے تھے پھر اللہ نے ان کو اسلام کی توفیق دی، مگر انہوں نے آنحضرت ﷺ کو نہیں دیکھا۔

باب اسود عسی کا قصہ

(۴۳۷۸) ہم سے سعید بن محمد جری نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا مجھ سے ان کے والد ابراہیم بن سعد نے، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن عبیدہ شیط نے، دوسرے موقع پر (ابن عبیدہ رضی اللہ عنہ) کے نام کی تصریح ہے یعنی عبد اللہ اور ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے بیان کیا کہ ہمیں معلوم ہے کہ جب مسیلہ کذاب مدینہ آیا تو بنت حارث کے گھر اس نے قیام کیا، کیونکہ بنت حارث بن کریر اس کی بیوی تھی۔ یہی عبد اللہ بن عبد اللہ بن عامر کی بھی ماں ہے، پھر حضور اکرم ﷺ اس کے یہاں تشریف لائے (تبلیغ کے لیے) آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ثابت رضی اللہ عنہ وہی ہیں جو حضور اکرم ﷺ کے خطیب کے نام سے

۴۳۷۶- حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ مَهْدِيَّ بْنَ مَيْمُونٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ الْفَطَارِدِيَّ يَقُولُ: كُنَّا نَعْبُدُ الْحَجَرَ فَإِذَا وَجَدْنَا حَجَرًا هُوَ آخِرُ الْفَيَئَاهُ وَأَخَذْنَا الْآخَرَ، فَإِذَا لَمْ نَجِدْ حَجَرًا جَلَعْنَا جُثُوَّةً مِنْ تَرَابٍ ثُمَّ جِئْنَا بِالشَّاةِ، فَحَلَبْنَاهُ عَلَيْهِ ثُمَّ طَفْنَا بِهِ فَإِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَجَبٍ، قُلْنَا مُنْصَلِّ الْأَسِنَّةَ فَلَا نَدْعُ رُمْحًا فِيهِ حَدِيدَةٌ وَلَا سَهْمًا فِيهِ حَدِيدَةٌ إِلَّا نَزَعْنَاهُ وَالْفَيَئَاهُ شَهْرُ رَجَبٍ.

۴۳۷۷- وَسَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ يَقُولُ: كُنْتُ يَوْمَ بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ، غُلَامًا أَرْعَى الْإِبِلَ عَلَى أَهْلِي فَلَمَّا سَمِعْنَا بِخُرُوجِهِ فَرَرْنَا إِلَى النَّارِ إِلَى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ.

۷۲- باب قصّة الأسود العنسيّ

۴۳۷۸- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرَمِيُّ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ بْنِ نَشِيطٍ، وَكَانَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ أَنْ عُيَيْنَةَ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ: بَلَّغْنَا أَنَّ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ قَدِمَ الْمَدِينَةَ، فَنَزَلَ فِي دَارِ بِنْتِ الْحَارِثِ وَكَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ كُرَيْزٍ، وَهِيَ أُمُّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ، فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شِمَاسٍ، وَهُوَ

مشہور تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ حضور ﷺ اس کے پاس آکر ٹھہر گئے اور اس سے گفتگو کی، اسلام کی دعوت دی۔ مسیلہ نے کہا کہ میں اس شرط پر مسلمان ہوتا ہوں کہ آپ کے بعد مجھ کو حکومت ملے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم مجھ سے یہ چھڑی مانگو گے تو میں تمہیں یہ بھی نہیں دے سکتا اور میں تو سمجھتا ہوں کہ تم وہی ہو جو مجھے خواب میں دکھائے گئے تھے۔ یہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ ہیں اور میری طرف سے تمہاری باتوں کا یہی جواب دیں گے، پھر حضور ﷺ واپس تشریف لائے۔

الَّذِي يَقَالَ لَهُ خَطِيبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
وَفِي يَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَضِيبٌ، فَوَقَفَ
عَلَيْهِ فَكَلَّمَهُ فَقَالَ لَهُ مُسَيْلِمَةُ: إِنَّ شَيْئًا
خَلَيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْأَمْرِ نَمَّ جَعَلْتَهُ لَنَا
بَعْدَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ سَأَلْتَنِي هَذَا
الْقَضِيبُ مَا أَعْطَيْتُكَهْ وَإِنِّي لَأَرَاكَ الَّذِي
أُرِيتُ فِيهِ مَا أُرِيتُ وَهَذَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ
وَسَيَجِيئُكَ عَنِّي)) فَأَنْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ.

[راجع: ۳۶۲۰]

(۴۳۷۹) عبید اللہ بن عبد اللہ نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حضور اکرم ﷺ کے اس خواب کے متعلق پوچھا جس کا ذکر آپ نے فرمایا تھا تو انہوں نے بتایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا، مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا کہ میرے ہاتھوں پر سونے کے دو کنگن رکھ دیئے گئے ہیں۔ میں اس سے بہت گھبرایا اور ان کنگنوں سے مجھے تشویش ہوئی، پھر مجھے حکم ہوا اور میں نے انہیں پھونک دیا تو دونوں کنگن اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر دو جھوٹوں سے لی جو خروج کرنے والے ہیں۔ عبید اللہ نے بیان کیا کہ ان میں سے ایک اسود عسی تھا جسے فیروز نے یمن میں قتل کیا اور دوسرا مسیلہ کذاب تھا۔

۴۳۷۹- قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْيَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّتِي ذَكَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ذَكَرَ لِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَفَطَعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا، فَأَذِنَ لِي فَخَحَّضْتُهِمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهِمَا كَذَابَيْنِ يَخْرُجَانِ)) فَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: أَحَدُهُمَا الْقَنْسِيُّ الَّذِي قَتَلَهُ فَيُرَوِّزُ بِالْيَمَنِ، وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ. [راجع: ۳۶۲۱]

تشیع مسیلہ کذاب کی جو رو کا نام کیسہ بنت حارث بن کریم تھا۔ مسیلہ کے قتل کے بعد عبد اللہ بن عامر نے ان سے نکاح کر لیا تھا۔ اس کے پیٹ سے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عامر پیدا ہوئے۔ راوی نے غلطی سے ایک عبد اللہ کا لفظ چھوڑ دیا لیکن ہم نے ترجمہ میں بوجھ دیا۔ بعض نسخوں میں یوں ہے کہ وہ عبد اللہ بن عامر کی اولاد کی ماں تھی۔ مسیلہ کذاب کو وحشی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور اسود عسی کو یمن میں فیروز نے مار ڈالا۔ اسود کے قتل کی خبر وحشی سے آنحضرت ﷺ کو وفات سے ایک رات دن پہلے ہو گئی تھی جو آپ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سنا دی تھی۔ بعد میں اس کے آدمیوں کے ذریعہ سے یہ خبر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں آئی۔ یہ اسود صنعاء میں ظاہر ہوا تھا اور نبوت کا دعویٰ کر کے آنحضرت ﷺ کے عامل ماجر بن امیہ پر غالب آگیا تھا۔ بعضوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے باذان وہاں کا عامل تھا تو اسود نے اس کی جو رو مرزبانہ سے نکاح کر لیا اور یمن کا حاکم بن بیٹھا۔ آخر فیروز ایک روز رات میں نقب لگا کر اس کے گھر میں گھس گئے۔ دروازے پر ایک ہزار چوکیداروں کا پہرہ تھا۔ اس لیے نقب لگایا گیا۔ آخر فیروز نے اس کا سر کاٹ لیا اور باذان کی عورت کو مال و اسباب سمیت نکال لائے۔ اسی رات کو باذان کی عورت نے اس کو خوب شراب پلائی تھی اور

وہ نشہ میں مدہوش تھا۔ اللہ نے اس طرح سے اسود عسی کے فتنے کو ختم کرایا ﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الانعام: ۳۵) یہ ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ خزرجی ہیں۔ غزوہ احد اور بعد کے سب غزوات میں شریک ہوئے۔ انصار کے بڑے علماء میں سے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب تھے۔ آپ نے ان کو جنت کی بشارت دی۔ سنہ ۱۲ھ میں یمامہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔

۷۳۔ باب قصۃ اہل نجران

باب نجران کے نصاریٰ کا قصہ

نجران ایک بڑا شہر تھا کہ سے سات منزل وہاں نصاریٰ بست آباد تھے۔

۴۳۸۰۔ حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَيْنِ،

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ

أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرٍ، عَنْ

حَدِيفَةَ قَالَ: جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا

نَجْرَانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُرِيدَانِ أَنْ

يُلَاعِنَاهُ قَالَ: فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ لَا

تَفْعَلْ، فَوَلَّى اللَّهُ لَيْنٌ كَانَ نَبِيًّا فَلَاغَنَا لَا

نُفْلِحْ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا، قَالَا: إِنَّا

نُعْطِيكَ مَا سَأَلْتَنَا وَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا أَمِينًا،

وَلَا تَبْعَثْ مَعَنَا إِلَّا أَمِينًا، فَقَالَ: ((لَأُبْعَثَنَّ

مَعَكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ)) فَاسْتَشْرَفَ

لَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((قُمْ يَا

أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ)) فَلَمَّا قَامَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَذَا أَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ)).

[راجع: ۳۷۴۵]

(۴۳۸۰) مجھ سے عباس بن حسین نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن

آدم نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابواسحاق نے، ان

سے صلہ بن زفر نے اور ان سے حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

نجران کے دو سردار عاقب اور سید، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ کرنے

کے لیے آئے تھے لیکن ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ ایسا

نہ کرو کیونکہ خدا کی قسم! اگر یہ نبی ہوئے اور پھر بھی ہم نے ان سے

مباہلہ کیا تو ہم پنپ نہیں سکتے اور نہ ہمارے بعد ہماری نسلیں رہ سکیں

گی، پھر ان دونوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جو کچھ آپ مانگیں ہم

جزیہ دینے کے لیے تیار ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ کوئی امین بھیج دیجئے،

جو بھی آدمی ہمارے ساتھ بھیجیں وہ امین ہونا ضروری ہے۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ایک ایسا آدمی بھیجوں گا جو امانت

دار ہو بلکہ پورا پورا امانت دار ہو گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

منتظر تھے، آپ نے فرمایا ابوعبیدہ بن الجراح! اٹھو، جب وہ کھڑے

ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اس امت کے امین ہیں۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وفی قصۃ اہل نجران من الفوائد ان اقرار الکافر بالنبوۃ فلا یدخل فی الاسلام حتی یتلزم احکام

الاسلام وفیہا جواز مجادلۃ اہل الکتاب وقد تجب اذا تعینت مصلحۃ وفیہا مشروعۃ مباہلۃ المخالف اذا اصر بعد ظہور

الحجۃ وقد دعا ابن عباس الی ذلک ثم الاوزاعی ووقع ذلک لجماعۃ من العلوی او مما عرف بالتجربۃ ان من باہل وکان مبطلا رد تمضی

علیہ سنۃ من یوم المباہلۃ ووقع لی ذلک مع شخص لبعض الملاحدۃ فلم یقم بعدها غیر شہرین وفیہا مصلحۃ اہل الذمۃ علی ما یراہ

الامام من اصناف المال وفیہا بعث الامام الرجل العالم الامین الی اہل الذمۃ فی مصلحۃ الاسلام وفیہا منقبۃ ظاہرۃ لابی عبیدۃ بن الجراح

رضی اللہ عنہ وقد ذکر ابن اسحاق ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث علیا الی اہل نجران لیاتیہ بصدقاتہم وجزیتہم وھذہ القصۃ غیر

قصۃ ابی عبیدۃ لان ابا عبیدۃ توجہ معہم فقبض مال الصلح ورجع وعلی ارسلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد ذلک یقبض منہم ما استحق

علیہم من الجزیۃ ویاخذ ممن اسلم منہم ما وجب علیہ من الصدقۃ واللہ اعلم (فتح الباری)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اہل نجران کے قصبے میں بہت سے فوائد ہیں۔ جن میں یہ کہ کافر اگر نبوت کا اقرار کرے تو یہ اس کو اسلام میں داخل نہیں کرے گا جب تک جملہ احکام اسلام کا التزام نہ کرے اور یہ کہ اہل کتاب سے مذہبی امور میں مناظرہ کرنا جائز ہے بلکہ بعض دفعہ واجب، جب اس میں کوئی مصلحت مد نظر ہو اور یہ کہ مخالف سے مباہلہ کرنا بھی مشروع ہے جب وہ دلائل کے ظہور کے بعد بھی مباہلہ کا قصد کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اپنے ایک حریف کو مباہلہ کی دعوت دی تھی اور امام اوزاعی کو بھی ایک جماعت علماء کے ساتھ مباہلہ کا موقع پیش آیا تھا اور یہ تجربہ کیا گیا ہے کہ مباہلہ کرنے والا باطل فریق ایک سال کے اندر اندر مذاہب الہی میں گمراہ ہو جاتا ہے اور میرے (علامہ ابن حجر کے) ساتھ بھی ایک طہ نے مباہلہ کیا وہ دو ماہ کے اندر ہی ہلاک ہو گیا اور یہ کہ اس سے امام کے لیے مصلحت اختیار ثابت ہوا، وہ دلی لوگوں کے اوپر مال کی قسموں میں سے حسب مصلحت جزیہ لگائے اور یہ کہ امام دسیوں کے پاس جس آدمی کو بطور تحصیلدار مقرر کرے وہ عالم اور امانت دار ہو اور اس میں حضرت ابو عبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ کی منقبت بھی ہے اور ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجران والوں کے ہاں تحصیل زکوٰۃ اور اموال جزیہ کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا۔ یہ موقع دو سرا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ صرف صلح نامہ کے وقت طے شدہ رقم کی وصولی کے لیے بھیجا تھا، بعد میں علی رضی اللہ عنہ کو ان سے مقررہ جزیہ سالانہ وصول کرنے اور جو مسلمان ہو گئے تھے، ان سے اموال زکوٰۃ حاصل کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

یہی نجرانی تھے جن کے لیے آنحضرت ﷺ نے مسجد نبوی کا آدھا حصہ ان کی اپنے مذہب کے مطابق عبادت کے لیے خالی فرما دیا تھا۔ رسول کریم ﷺ کی اہل مذاہب کے ساتھ یہ رواداری ہمیشہ سنری حرفوں سے لکھی جاتی رہے گی، (صلی اللہ علیہ وسلم) صد افسوس کہ آج خود اسلامی فرقوں میں یہ رواداری مفقود ہے۔ ایک سنی شیعہ مسجد میں اجنبی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ ایک وہابی کو دیکھ کر ایک بریلوی کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں۔ فلیک علی الاسلام من کان باکیا۔

۴۳۸۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ أَهْلُ نَجْرَانَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: ابْعَثْ لَنَا رَجُلًا أَمِينًا فَقَالَ: ((يُابِعُنَّ! إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٌ)) فَاسْتَشْرَفَ لَهُ النَّاسُ فَبَعَثَ أَبَا غَنِيمَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ. (راجع: ۳۷۴۵)

(۳۳۸۱) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا میں نے ابو اسحاق سے سنا، انہوں نے صلہ بن زفر سے اور ان سے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اہل نجران نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کوئی امانت دار آدمی بھیجے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ایسا آدمی بھیجوں گا جو ہر حیثیت سے امانت دار ہو گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم منتظر تھے، آخر حضور ﷺ نے ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

حضرت ابو عبیدہ عامر بن عبد اللہ بن جراح رضی اللہ عنہ فری قریشی ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور اس امت کے امین کہلاتے ہیں۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام لائے۔ حبشہ کی طرف دوسری مرتبہ ہجرت کی۔ تمام غزوات میں حاضر رہے۔ جنگ احد میں انہوں نے خود کی ان دو کڑیوں کو جو آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک میں گھس گئی تھیں کھینچا تھا جن کی وجہ سے آپ کے آگے کے دو دانت شہید ہو گئے تھے۔ یہ لمبے قد والے خوبصورت چہرے والے، ہلکی داڑھی والے تھے۔ طاعون عمواس میں ۱۸ھ میں بمقام اردن انتقال ہوا اور بیسان میں دفن ہوئے۔ عمر اٹھاون سال کی تھی۔ ان کا نسب نامہ رسول کریم ﷺ سے فہر بن مالک پر مل جاتا ہے، رضی اللہ عنہ وارضاهُ آمین۔

۴۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ، وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ، أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)). [راجع: ۶۷۴۴]

۴۸۳- ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ہر امت میں امین (اماندار) ہوتے ہیں اور اس امت کے امین ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی، سنایا پھر انہوں نے نہیں مانا آخر آپ نے فرمایا کہ آؤ ہم تم مباہلہ کر لیں یعنی دونوں فریق مل کر اللہ سے دعا کریں کہ یا اللہ! جو ہم میں سے ناحق پر ہو اس پر اپنا عذاب نازل کر۔ وہ مباہلہ کے لیے بھی تیار نہیں ہوئے بلکہ اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ ہزار جوڑے کپڑے رجب میں اور ہزار جوڑے سفر میں دیا کریں گے اور ہر جوڑے کے ساتھ ایک اوقہ چاندی بھی دیں گے۔ قرآن کی آیت ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

باب ۷۴- عمان اور بحرین کا قصہ

۴۸۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعَ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أَغْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا ثَلَاثًا)). فَلَمْ يُقَدِّمَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ أَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ذَيْنَ أَوْ عِدَّةٍ فَلْيَأْتِيَنِي قَالَ جَابِرٌ: فَجِئْتُ أَبَا بَكْرٍ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَغْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا ثَلَاثًا)) قَالَ: فَأَعْطَانِي قَالَ جَابِرٌ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ بَعْدَ ذَلِكَ فَسَأَلْتُهُ، فَلَمْ يُعْطِنِي ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ، فَلَمْ يُعْطِنِي فَقُلْتُ لَهُ قَدْ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي، فَمَاذَا أَنْتَ مُعْطِنِي وَإِنَّمَا

۴۸۳- ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ انہوں نے محمد بن المنکدر سے سنا، انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا جب میرے پاس بحرین سے روپیہ آئے گا تو میں تمہیں اتنا اتنا تین لپ بھر کر روپیہ دوں گا، لیکن بحرین سے جس وقت روپیہ آیا تو حضور اکرم ﷺ کی وفات ہو چکی تھی۔ اس لیے وہ روپیہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہوں نے اعلان کر دیا کہ اگر کسی کا حضور اکرم ﷺ پر قرض یا کسی سے حضور اکرم ﷺ کا کوئی وعدہ ہو تو وہ میرے پاس آئے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ان کے یہاں آ گیا اور انہیں بتایا کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر بحرین سے میرے پاس روپیہ آیا تو میں تمہیں اتنا اتنا تین لپ بھر کر دوں گا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے ان سے ملاقات کی اور ان سے اس کے متعلق کہا لیکن انہوں نے اس مرتبہ مجھے نہیں دیا۔ میں پھر ان کے یہاں گیا اس مرتبہ بھی انہوں نے نہیں دیا۔ میں تیسری مرتبہ گیا، اس مرتبہ بھی انہوں نے نہیں دیا۔ اس لیے میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کے یہاں ایک مرتبہ آیا۔ آپ نے نہیں دیا، پھر آیا اور آپ نے نہیں دیا۔ پھر تیسری مرتبہ آیا ہوں اور آپ اس مرتبہ

عمان اور بحرین دو شہروں کے نام ہیں۔

۴۸۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعَ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أَغْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا ثَلَاثًا)). فَلَمْ يُقَدِّمَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ أَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ذَيْنَ أَوْ عِدَّةٍ فَلْيَأْتِيَنِي قَالَ جَابِرٌ: فَجِئْتُ أَبَا بَكْرٍ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَغْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا ثَلَاثًا)) قَالَ: فَأَعْطَانِي قَالَ جَابِرٌ: فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ بَعْدَ ذَلِكَ فَسَأَلْتُهُ، فَلَمْ يُعْطِنِي ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ، فَلَمْ يُعْطِنِي فَقُلْتُ لَهُ قَدْ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي، فَمَاذَا أَنْتَ مُعْطِنِي وَإِنَّمَا

بھی نہیں دے رہے ہیں۔ اگر آپ کو مجھے دینا ہے تو دے دیجئے ورنہ صاف کہہ دیجئے کہ میرا دل دینے کو نہیں چاہتا، میں بیخبل ہوں۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے کہا ہے کہ میرے معاملہ میں بخل کر لو، بھلا بخل سے بڑھ کر اور کیا عیب ہو سکتا ہے۔ تین مرتبہ انہوں نے یہ جملہ دہرایا اور کہا میں نے تمہیں جب بھی ٹالا تو میرا ارادہ یہی تھا کہ بہر حال تمہیں دینا ہے۔ اور اسی سند سے عمرو بن دینار سے روایت ہے، ان سے محمد بن علی باقر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں حاضر ہوا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک لپ بھر کر روپیہ دیا اور کہا کہ اسے گن لو۔ میں نے گنا تو پانچ سو تھا۔ فرمایا کہ دو مرتبہ اتنا ہی اور لے لو۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے فرمانے کا یہ مطلب تھا کہ میں اپنے حصے یعنی خمس میں سے دینا چاہتا ہوں۔ خمس خاص خلیفہ اسلام کو ملتا

باب قبیلہ اشعر اور اہل یمن کی آمد کا بیان

(یہ لوگ بصورت وفد ۷ھ میں خیبر کے فتح ہونے پر حاضر خدمت ہوئے تھے) اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ اشعری لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں۔

(۴۳۸۴) مجھ سے عبد اللہ بن محمد اور اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابو اسحاق عمرو بن عبد اللہ نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ میں اور میرے بھائی ابو رہم یا ابو بردہ یمن سے آئے تو ہم (ابتداء میں) بہت دنوں تک یہ سمجھتے رہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ ام عبد اللہ رضی اللہ عنہ دونوں آنحضرت ﷺ کے اہل بیت میں سے ہیں کیونکہ یہ آنحضرت ﷺ کے گھر میں رات دن بہت آیا جایا کرتے تھے اور ہر وقت حضور ﷺ کے ساتھ رہا کرتے تھے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ دوسرے یمن والوں کے ساتھ پہلے جش پہنچ گئے تھے۔ وہاں سے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر خدمت نبوی میں تشریف لائے۔

ان تَبَخَّلَ عَنِّي، فَقَالَ: أَقُلْتَ تَبَخَّلَ عَنِّي وَأَيُّ ذَاكَ أَذْوًا مِنَ التَّبَخُّلِ قَالَهَا ثَلَاثًا، مَا مَنَعَكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُعْطِيَكَ. وَعَنْ عَمْرِو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: جِئْتُهُ فَقَالَ لِي أَبُو بَكْرٍ غَدًا لَعَدَدْتُهَا لَوْ جَدْتُهَا عَمْسَمَانَةَ فَقَالَ: خُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ. [راجع: ۲۲۹۶]

ہے پھر وہ مختار ہیں جسے چاہیں دیں۔

۷۵- باب قُدُومِ الْأَشْعَرِيِّينَ وَأَهْلِ

الْيَمَنِ

وَقَالَ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((هُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ)).

۴۳۸۴- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَّنَنَا جَيْشًا مَا نَرَى ابْنَ مَسْعُودٍ وَأُمَّهُ إِلَّا مِنَ أَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ كَثْرَةِ دُخُولِهِمْ وَلُزُومِهِمْ لَهُ. [راجع: ۳۷۶۳]

۴۸۵- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْإِسْلَامِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ
زُهْدَمٍ قَالَ : لَمَّا قَدِمَ أَبُو مُوسَى أَخْرَجَهُ هَذَا
الْخَبِيُّ مِنْ جَرَمٍ وَإِنَّا لَجُلُوسٌ عِنْدَهُ، وَهُوَ
يَعْدُدُنِي ذِجَاجًا وَيُلِي الْقَوْمَ رَجُلٌ جَالِسٌ
لِلْعَظَاءِ إِلَى الْعِذَاءِ، فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ
شَيْئًا فَلَقِرْتُهُ، فَقَالَ: هَلُمَّ فَإِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ
ﷺ يَأْكُلُهُ فَقَالَ: إِنِّي خَلَفْتُ لَا أَكُلُهُ،
فَقَالَ : هَلُمَّ أَخْبِرْكَ عَنْ يَمِينِكَ، إِنَّا أَتَيْنَا
النَّبِيَّ ﷺ نَفَرًا مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ
فَأَبَى أَنْ يَحْمِلَنَا فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَخَلَفَ أَنْ لَا
يَحْمِلَنَا ثُمَّ لَمْ يَلْبَثِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أَتَى
بِنَهْبٍ إِبِلٍ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ فَلَمَّا
قَبَضْنَاهَا قُلْنَا تَغْفِلُنَا النَّبِيُّ ﷺ يَمِينَهُ لَا
نُفْلِحُ بَعْدَهَا فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ
إِنَّكَ خَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا وَقَدْ حَمَلْتَنَا
فَقَالَ: ((أَجَلٌ وَلَكِنْ لَا أَخْلِفُ عَلَى يَمِينٍ
فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ
خَيْرٌ مِنْهَا)). [راجع: ۳۱۳۳]

(۴۸۵) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالسلام بن حرب نے بیان کیا، ان سے ابوبختیاری نے، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے زہدم نے کہ جب ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ (کوفہ کے امیر بن کر عثمان رضی اللہ عنہ کے مد خلافت میں) آئے تو اس قبیلہ جرم کا انہوں نے بہت اعزاز کیا۔ زہدم کہتے ہیں ہم آپ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ مرغ کا ناشتہ کر رہے تھے۔ حاضرین میں ایک اور صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی کھانے پر بلایا تو ان صاحب نے کہا کہ جب سے میں نے مرغیوں کو کچھ (گندی) چیزیں کھاتے دیکھا ہے، اسی وقت سے مجھے اس کے گوشت سے گھن آنے لگی ہے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آؤ بھی میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔ ان صاحب نے کہا لیکن میں نے اس کا گوشت نہ کھانے کی قسم کھا رکھی ہے۔ انہوں نے کہا تم آؤ جاؤ میں تمہیں تمہاری قسم کے بارے میں بھی علاج بتاؤں گا۔ ہم قبیلہ اشعر کے چند لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے (غزوہ تبوک کے لیے) جانور مانگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سواری نہیں ہے۔ ہم نے پھر آپ سے مانگا تو آپ نے اس مرتبہ قسم کھائی کہ آپ ہم کو سواری نہیں دیں گے لیکن ابھی کچھ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ غنیمت میں کچھ اونٹ آئے اور آنحضرت ﷺ نے ان میں سے پانچ اونٹ ہم کو دلائے۔ جب ہم نے انہیں لے لیا تو پھر ہم نے کہا کہ یہ تو ہم نے آنحضرت ﷺ کو دھوکا دیا۔ آپ کو غفلت میں رکھا، قسم یاد تھیں دلائی۔ ایسی حالت میں ہماری بھلائی کبھی نہیں ہوگی۔ آخر میں آپ کے پاس آیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے تو قسم کھالی تھی کہ آپ ہم کو سواری نہیں دیں گے پھر آپ نے سواری دے دی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن جب بھی میں کوئی قسم کھاتا ہوں اور پھر اس کے سوا دوسری صورت مجھے اس سے بہتر نظر آتی ہے تو میں وہی کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے۔ (اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں)

(۴۳۸۶) مجھ سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عامر نبیل نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو صفرو جامع بن شداد نے بیان کیا، ہم سے صفوان بن عمرو زانی نے بیان کیا، کہا ہم سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنو تمیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اے بنو تمیم! بشارت قبول کرو۔ انہوں نے کہا کہ جب آپ نے ہمیں بشارت دی ہے تو کچھ روپے بھی عنایت فرمائیے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا، پھر یمن کے کچھ اشعری لوگ آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ بنو تمیم نے بشارت قبول نہیں کی، یمن والو! تم قبول کر لو۔ وہ بولے کہ ہم نے قبول کی یا رسول اللہ!

یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس میں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ بنو تمیم کے لوگ تو ۹ھ میں آئے تھے اور اشعری اس سے پہلے ۷ھ میں، اس کا جواب یوں دیا ہے کہ کچھ اشعری لوگ بنو تمیم کے بعد بھی آئے ہوں گے۔

(۴۳۸۷) - حدیثی عبد اللہ بن محمد بن جعفری نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایمان تو ادھر ہے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کیا اور بے رحمی اور سخت دلی اونٹ کی دم کے پیچھے پیچھے چلانے والوں میں ہے، جدھر سے شیطان کے دونوں سینک نکلتے ہیں (یعنی مشرق) قبیلہ ربیعہ اور مضر کے لوگوں میں۔

حدیث میں اشارہ اسی طرف ہے۔

(۴۳۸۸) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان نے، ان سے ذکوان نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے یہاں اہل یمن آگئے ہیں، ان کے دل کے پردے باریک، دل نرم ہوتے ہیں، ایمان یمن والوں کا ہے اور حکمت بھی یمن کی اچھی ہے

۴۳۸۶ - حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، حَدَّثَنَا ابْنُ شَدَّادٍ، حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ مُخْرِبٍ الْمَدَائِنِيُّ، حَدَّثَنَا إِيمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، قَالَ: جَاءَتْ بَنُو تَمِيمٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَنْشُرُوا يَا بَنِي تَمِيمٍ)) فَقَالُوا: أَمَّا إِذَا بَشَرْتَنَا فَأَعْطِنَا، فَغَفِرَ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَجَاءَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اقْبَلُوا الْبَشْرَى إِذْ لَمْ يَقْبَلَهَا بَنُو تَمِيمٍ)) قَالُوا: قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ. [راجع: ۳۱۹۰]

۴۳۸۷ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الْإِيمَانُ هَهُنَا - وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْيَمَنِ - وَالْجَفَاءُ وَغَلَطُ الْقُلُوبِ فِي الْفُتَادَيْنِ عِنْدَ أَصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ رُبَيْعَةً، وَمُضْنٍ)). [راجع: ۴۳۰۲]

۴۳۸۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَلِيمَانَ، عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرْقُ أَفِيدَةً وَالْيَمَنُ قُلُوبًا، الْإِيمَانُ

اور فخر و تکبر اونٹ والوں میں ہوتا ہے اور اطمینان اور سہولت کبریٰ والوں میں۔ اور غندر نے بیان کیا اس حدیث کو شعبہ سے 'ان سے سلیمان نے 'انہوں نے ذکوان سے سنا' انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

غندر کی روایت کو امام احمد نے وصل کیا ہے 'اس سند کے بیان کرنے سے غرض یہ ہے کہ اعمش کا سماع ذکوان سے بھراحت معلوم ہو جائے۔

(۴۳۸۹) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا 'کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا 'ان سے ابن بلال نے 'ان سے ثور بن زید نے 'ان سے ابوالغیث (سالم) نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا 'ایمان یمن کا ہے اور فتنہ (دین کی خرابی) ادر سے ہے اور ادر ہی سے شیطان کے سر کا کونا نمودار ہو گا۔

(۴۳۹۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا 'کہا ہم کو شعیب نے خبر دی 'کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا 'ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا 'تمہارے یہاں اہل یمن آئے ہیں جو نرم دل رقیق القلب ہیں 'دین کی سمجھ یمن والوں میں ہے اور حکمت بھی یمن کی ہے۔

اس حدیث سے یمن والوں کی بڑی فضیلت نکلتی ہے۔ علم حدیث کا جیسا یمن میں رواج ہے ویسا دوسرے ملکوں میں نہیں ہے اور یمن میں تقلید محضی کا تعصب نہیں ہے 'دل کا پردہ نرم اور باریک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حق بات کو جلد قبول کر لیتے ہیں جو ایمان کی علامت ہے۔

(۴۳۹۱) ہم سے عبدان نے بیان کیا 'ان سے ابو حمزہ محمد بن میمون نے 'ان سے اعمش نے 'ان سے ابراہیم نخعی نے اور ان سے علقمہ نے بیان کیا کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں خباب بن ارت رضی اللہ عنہ مشہور صحابی تشریف لائے اور کہا 'ابو عبدالرحمن! کیا یہ نوجوان لوگ (جو تمہارے شاگرد ہیں) اسی طرح قرآن پڑھ سکتے ہیں جیسے آپ پڑھتے ہیں؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں کسی سے تلاوت کے لیے کہوں؟ انہوں نے فرمایا

يَمَانِيَّةٌ، وَالْفَخْرُ وَالْخِيَلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْإِبِلِ، وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَهْلِ الْقِمَمِ)). وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ ذُكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۳۳۰۱]

۴۳۸۹ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الْإِيمَانُ يَمَانٌ، وَالْفِتْنَةُ هَهُنَا هَهُنَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)). [راجع: ۳۳۰۱]

۴۳۹۰ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ اضْغَعْفُ قُلُوبًا، وَارْقُ أَفِيدَةً، الْفِقْهُ يَمَانٌ، وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ)). [راجع: ۳۳۰۱]

شُعْبَةُ رَحِمَهُ اللَّهُ اس حدیث سے یمن والوں کی بڑی فضیلت نکلتی ہے۔ علم حدیث کا جیسا یمن میں رواج ہے ویسا دوسرے ملکوں میں نہیں ہے اور یمن میں تقلید محضی کا تعصب نہیں ہے 'دل کا پردہ نرم اور باریک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حق بات کو جلد قبول کر لیتے ہیں جو ایمان کی علامت ہے۔

۴۳۹۱ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ لَمَجَاءِ خَبَابٍ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَيْسَرُ طَبِيعَ هَؤُلَاءِ الشَّبَابِ أَنْ يَقْرَأُوا كَمَا تَقْرَأُ؟ قَالَ: أَمَّا إِنَّكَ لَوْ شِئْتَ أَمَرْتَ بَعْضَهُمْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: أَجَلٌ. قَالَ:

کہ ضرور۔ اس پر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا، علقمہ! تم پڑھو، زید بن حدیر، زیاد بن حدیر کے بھائی، بولے آپ علقمہ سے تلاوت قرآن کے لیے فرماتے ہیں حالانکہ وہ ہم سب سے اچھے قاری نہیں ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم چاہو تو میں تمہیں وہ حدیث سنا دوں جو رسول اللہ ﷺ نے تمہاری قوم کے حق میں فرمائی تھی۔ خیر علقمہ کہتے ہیں کہ میں نے سورہ مريم کی پچاس آیتیں پڑھ کر سنا لیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خباب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا پڑھتا ہے؟ خباب رضی اللہ عنہ نے کہا بہت خوب پڑھا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو آیت بھی میں جس طرح پڑھتا ہوں علقمہ بھی اسی طرح پڑھتا ہے، پھر انہوں نے خباب رضی اللہ عنہ کو دیکھا، ان کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی، تو کہا کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے کہ یہ انگوٹھی پھینک دی جائے۔ خباب رضی اللہ عنہ نے کہا آج کے بعد آپ یہ انگوٹھی میرے ہاتھ میں نہیں دیکھیں گے۔ چنانچہ انہوں نے انگوٹھی اتار دی۔ اسی حدیث کو غندر نے شعبہ سے روایت کیا ہے۔

زید بن حدیر بنو اسد میں سے تھے، آنحضرت ﷺ نے جبینہ کو بنو اسد اور غطفان سے بتلایا اور علقمہ نصح قبیلے کے تھے۔ امام احمد اور بزار نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ آنحضرت ﷺ نصح قبیلے کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے، اس کی تعریف کرتے یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ کاش! میں بھی اس قبیلے سے ہوتا۔ غندر کی روایت کو ابو نعیم نے مستخرج میں وصل کیا ہے۔ شاید خباب سونا پہننے کو کمرہ تزیں سمجھتے ہوں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تنبیہ پر کہ سونا پہننا حرام ہے، انہوں نے اس انگوٹھی کو نکال پھینکا۔

۷۶- باب قِصَّةِ دَوْسَ وَالطُّفَيْلِ بْنِ عَمْرِو الدَّؤَمِيِّ

دوس یمن میں ایک قوم ہے۔ طفیل بن عمرو اسی قوم سے تھے۔ ان کو ذوالنور بھی کہتے تھے۔ وہ آن کر مسلمان ہو گئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کو ان کی قوم کی طرف مبلغ بنا کر بھیجا۔ ان کا باپ مسلمان ہو گیا لیکن ماں مسلمان نہیں ہوئی اور قوم والوں نے بھی ان کا کہنا نہ مانا، صرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ آنحضرت ﷺ نے طفیل رضی اللہ عنہ کی درخواست پر دوس کی ہدایت کے لیے دعا کی، وہ مسلمان ہو گئے۔ کہتے ہیں طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے کچھ نشانی چاہی۔ آپ نے دعا کی یا اللہ! طفیل کو نور دے، ان کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں سے نور نکلتا جو رات کو روشن ہو جاتا۔ ابن کلبی نے کہا حبیب بن عمرو دوس کا حاکم تھا، اس کی عمر تین سو برس کی تھی۔ وہ ۵۷ آدمیوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا۔ اس کے ساتھی بھی سب مسلمان ہو گئے۔

۴۳۹۲- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ،
عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
(۴۳۹۲) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن ذکوان نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن

امرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ قبیلہ دوس تو تباہ ہوا۔ تا فرمائی اور انکار کیا (اسلام قبول نہیں کیا) آپ اللہ سے ان کے لیے دعا کیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور انہیں میرے یہاں لے آ۔

الْأَخْرَجَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لِقَالَ: إِنَّ قَوْمَنَا قَدْ هَلَكَتْ عَصَتُ، وَابْتَدَأَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ لِقَالَ: ((اللَّهُمَّ اهْدِ قَوْمَنَا وَابْتَدِ بِهِمْ)). [راجع: ۲۹۳۷]

چنانچہ ان میں اکثر مسلمان ہو کر مدینہ آ گئے۔

(۴۳۹۳) مجھ سے محمد بن عطاء نے بیان کیا کہ ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا کہ ہم سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا کہ ان سے قیس نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میں اپنے وطن سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے چلا تو راستے میں، میں نے یہ شعر پڑھا (ترجمہ) کیسی ہے تکلیف کی لمبی یہ رات خیر اس نے کفر سے دی ہے نجات۔ اور میرا غلام راستے میں بھاگ گیا تھا پھر میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بیعت کی۔ ابھی آپ کے پاس میں بیٹھا ہی ہوا تھا کہ وہ غلام دکھائی دیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا ابو ہریرہ! یہ ہے تمہارا غلام! میں نے کہا اللہ کے لیے میں نے اس کو اب آزاد کر دیا۔

۴۳۹۳ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو اسْمَاطَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قُلْتُ فِي الطَّرِيقِ يَا لَيْلَةَ مِنْ طَوْلِهَا وَعَنَابِهَا عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَتْ وَأَتَتْ غَلَامَ لِي فِي الطَّرِيقِ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَبَايَعْتُهُ فَبَيَّنَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ الْغَلَامُ فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَذَا غَلَامُكَ؟)) فَقُلْتُ: هُوَ لَوْ جَدَّ اللَّهُ فَأَغْتَقَنَهُ. [راجع: ۲۵۳۰]

شبیخ

حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔ بعد میں اللہ نے ان کو ایسا فدائے رسول ﷺ بنایا کہ یہ ہزاروں احادیث کے حافظ قرار پائے۔ آج کتب احادیث میں جگہ جگہ زیادہ تر ان ہی کی روایات پائی جاتی ہیں۔ تاحیات ایک دن کے لیے بھی آنحضرت ﷺ دارالعلوم سے غیر حاضری نہیں کی۔ بھوکے پیاسے چوبیس گھنٹے خدمت نبوی میں موجود رہے، رضی اللہ عنہ وارضاه۔

۷۷- باب قِصَّةِ وَلَدِ طَيْءٍ وَحَدِيثِ عَبْدِ بْنِ حَاتِمٍ باب قبیلہ طے کے وفد اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا قصہ

بنی طے ایک قبیلہ ہے اس کا نام طے اس لیے ہوا کہ سب سے پہلے گول کنواں اسی نے بنوایا تھا۔

(۴۳۹۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا کہ ہم سے عبد الملک ابن عمیر نے بیان کیا کہ ان سے عمرو بن حریت نے اور ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں (ان کے دور خلافت میں) ایک وفد کی شکل میں آئے۔ وہ ایک ایک شخص کو نام لے لے کر بلاتے جاتے

۴۳۹۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عَبْدِ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: أَتَيْنَا عُمَرَ فِيهِ وَفْدٌ فَجَعَلَ يَدْعُو رَجُلًا رَجُلًا وَيُسَمِّيهِمْ فَقُلْتُ: أَمَا تَعْرِفُنِي

تھے) میں نے ان سے کہا کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں؟ یا امیر المؤمنین! فرمایا کیا تمہیں بھی نہیں پہچانوں گا؟ تم اس وقت اسلام لائے جب یہ سب کفر پر قائم تھے۔ تم نے اس وقت توجہ کی جب یہ سب منہ موڑ رہے تھے۔ تم نے اس وقت وفا کی جب یہ سب بے وفا کی کر رہے تھے اور اس وقت پہچانا جب ان سب نے انکار کیا تھا۔ عدی بن ہشیر نے کہا بس اب مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: بَلَى، اَسَلَمْتَ اِذْ كَفَرُوا وَاَقْبَلْتَ اِذْ اَدْبَرُوا، وَوَقِفْتَ اِذْ غَدَرُوا، وَعَزَفْتَ اِذْ اَنْكَرُوا، فَقَالَ عَدِيٌّ: فَلَا اُبَالِي اِذَا.

تشریح عدی بن حاتم ہشیر قبیلے طے میں سے تھے۔ ان کے باپ وہی حاتم طائی ہیں جن کا نام سخاوت میں مشہور عالم ہے۔ حضرت عمر ہشیر سے عدی ہشیر نے اپنا تعارف کرایا جس کا جواب حضرت عمر ہشیر نے وہ دیا جو روایت میں مذکور ہے۔ اس پر عدی ہشیر نے کہا کہ جب آپ میرا حال جانتے ہیں اور میری قدر پہچانتے ہیں تو اب مجھ کو اس کا کوئی رنج نہیں ہے کہ پہلے اور لوگوں کو بلایا مجھ کو نہیں بلایا۔ عدی بن حاتم ہشیر پہلے نصرانی تھے، ان کی بہن کو آنحضرت ﷺ کے سوار پکڑ لائے۔ آپ نے ان کو خاندانی اعزاز کی بنا پر مفت آزاد کر دیا۔ اس کے بعد بہن کے کہنے پر عدی بن حاتم ہشیر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔

حضرت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے عدی بن حاتم ہشیر کا نسب نامہ سب تک پہنچایا ہے جو کسی زمانہ میں یمن کی ملکہ تھی۔ آگے حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ اخراج مسلم من وجہ آخر عن عدی بن حاتم قال اتیت عمر فقال ان اول صدقة بیضت وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ووجوه اصحابه صدقة طی جنت بها الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وزاد احمد فی اولہ اتیت عمر فی اناس من قومی فجعل يعرض عني فاستقبلته فقلت اعرسني فلذكر نحو ما اورده البخاری ونحو ما اورده مسلم جميعا (فتح) یعنی حضرت عمر ہشیر نے فرمایا کہ سب سے پہلا صدقہ جسے دیکھ کر آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگ گیا وہ قبیلہ طے کا پیش کردہ صدقہ تھا جسے میں خود لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوا تھا۔ امام احمد نے اس کے اول میں یہ زیادہ کیا ہے کہ میں اپنی قوم میں حضرت عمر ہشیر کے پاس آیا تو آپ نے مجھ سے منہ پھیر لیا پھر میں آپ کے سامنے ہو گیا اور میں نے وہ کہا جو روایت میں مذکور ہے۔ جسے بخاری اور مسلم ہر دو نے وارد کیا ہے۔ حضرت عمر ہشیر کا منہ پھیرنا صرف اس لیے تھا کہ یہ حضرت عمر ہشیر کے لیے تھا کہ یہ حضرت عمر ہشیر کی طرف توجہ ضروری ہے۔ اس سے حضرت عدی بن حاتم ہشیر کی حضرت عمر ہشیر کی نگاہوں میں بڑی وقعت ثابت ہوئی۔ رضی اللہ عنہما۔ حضرت عدی بن حاتم شعبان ۷ھ میں خدمت نبوی میں آئے اور بعد میں کوفہ میں سکونت اختیار کی۔ جنگ جمل میں حضرت علی ہشیر کے ساتھ تھے۔ ۶۷ھ میں کوفہ میں بھرا ایک سو بیس سال انتقال فرمایا۔ ان کا باپ حاتم طائی سخاوت کے لیے مشہور زمانہ گزرا ہے۔ لفظ طائی قبیلہ طے کی نسبت ہے۔

خاتمہ بونہ تعالیٰ پچھلے سال سری نگر میں ۷۲-۸-۲۵ کو اس پارے کی تسوید کے لیے قلم ہاتھ میں لی تھی سال بھر سفر حضر میں اس خدمت کو انجام دیا گیا اور آج غریب خانہ پر قیام کی حالت میں اس کی تسوید کا کام مکمل کر رہا ہوں۔ بلا مبالغہ ترجمہ و متن و تشریحات کو بڑے غور و فکر کے بعد قید کثابت میں لایا گیا ہے اور بعد میں کبریات و مرآت ان پر نظر ڈالی گئی ہے پھر بھی سمو اور لغزش کا امکان ہے۔ جس کے لیے میں علماء ماہرین فن کی طرف سے اصلاح کے لیے بعد شکر یہ خطبر ہوں گا۔ قارئین کرام و ہمدردان عظام سے بعد ادب گزارش ہے کہ وہ بوقت مطالعہ مجھ ناچیز کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں تاکہ یہ خدمت مکمل ہو سکے جو میری زندگی کا مقصد وحید ہے۔ جسے میں نے اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے۔ جن حضرات کی ہمدردیاں اور دعائیں میرے شامل حال ہیں، ان سب کا بہت بہت مشکور ہوں اور ان سب کے لیے دعاگو ہوں کہ اللہ پاک اپنے حبیب ﷺ کے پاکیزہ کلام کی برکت سے ہم سب کو دونوں جہانوں کی

برکتوں سے نوازے۔ خاص طور پر اس دنیا سے جانے کے بعد اس صدقہ جاریہ کو ہم سب کے لیے باعث نجات بنائے اور قیامت کے دن آنحضرت ﷺ کی شفاعت کبریٰ ہم سب کو نصیب کرے۔

یا اللہ! جس طرح یہاں تک تو نے مجھ کو پہنچایا ہے۔ اسی طرح سے آخر تک تو ہم کو اس خدمت کی تکمیل کی توفیق دیجیو اور قلم کو لغزش سے

بچائیو کہ سب کچھ تیرے ہی اختیار میں ہے۔

وما توفیقی الا باللہ العلیٰ العظیم وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وعلیٰ الہ واصحابہ

اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

(خادم حدیث نبوی محمد داؤد راز ولد عبداللہ السلفی موضع رہپواہ ڈاک خانہ پگواں ضلع گورکھ پور
(ہریانہ) (۷۳-۷۲-۳۰)

